وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں

(۵۲/۲۴)

نزھۃ القاری

شرح

صحیح البخاری

تصنیف

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ

فرید بک سٹال
۳۸۔ اردو بازار لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

نزهة القاري
شرح
صحيح البخاري

الجزء الخامس

Marfat.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں

(۵۲/۲۴)

نزھۃ القاری

شرح

صحیح البخاری

جلد پنجم

تصنیف

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیراء، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔



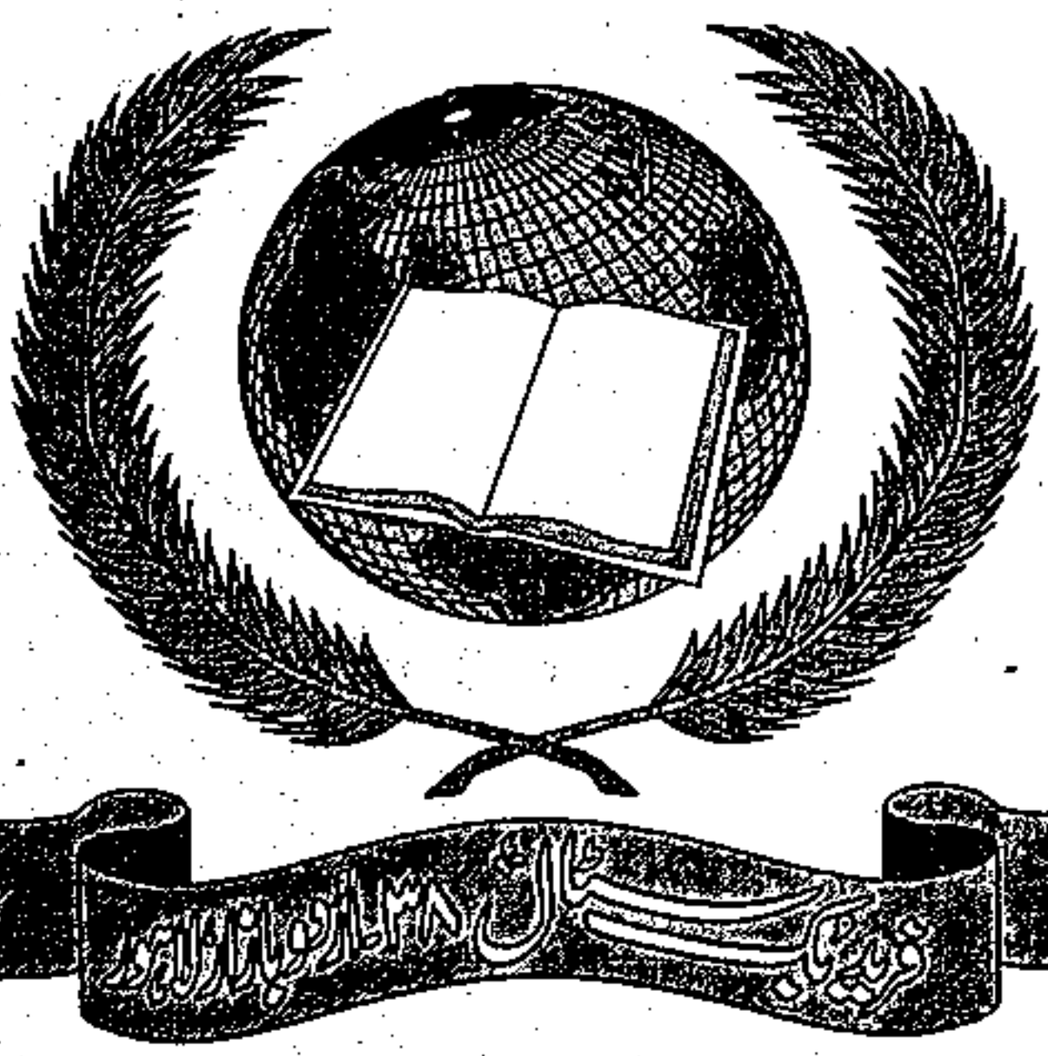

الطبع الاوّل: ربیع الثانی 1421ھ / جولائی 2000ء
الطبع الثانی : رمضان المبارک 1428ھ / ستمبر 2007ء
مطبع : روی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای۔میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

Marfat.com

انڈکس نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (پنجم)

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر	حدیث نمبر	کل احادیث	تعلیق نمبر	کل تعلیقات
٦٥	**کتاب التفسیر**	٤٧	٢٢٠٨تا٢٣٤٢	١٣٥	٦٢٣تا٦٢٥	٣
٦٦	**کتاب [ابواب] فضائل القرآن**	٢١٠	٢٣٤٣تا٢٣٦٤	٢٢	-----	-----
٦٧	**کتاب النکاح**	٢٢٣	٢٣٦٥تا٢٤١٤	٥٠	٦٢٦تا٦٥٣	٢٨
٦٨	**کتاب الطلاق**	٢٦٥	٢٤١٥تا٢٤٣٣	١٩	٦٥٤تا٦٩٤	٤١
٠٠	**[کتاب العدة]**	٣٠١	٢٤٣٤تا٢٤٣٨	٥	٦٩٥تا٦٩٨	٤
٦٩	**کتاب النفقات**	٣٠٨	٢٤٣٩تا٢٤٤٢	٤	٦٩٩تا٧٠٠	٢
٧٠	**کتاب الاطعمة**	٣١٣	٢٤٤٣تا٢٤٧٤	٣٢	٧٠١تا٧٠٣	٣
٧١	**کتاب العقیقة**	٣٢٨	٢٤٧٥تا٢٤٧٨	٤	-----	-----
٧٢	**کتاب الذبائح والصید والتسمیة علی الصید**	٣٣١	٢٤٧٩تا٢٤٨٨	١٠	٧٠٤تا٧٣٢	٢٩
٧٣	**کتاب الاضاحی**	٣٤٦	٢٤٨٩تا٢٤٩٧	٩	٧٣٣تا٧٣٦	٤
٧٤	**کتاب الاشربة**	٣٥١	٢٤٩٨تا٢٥٢٢	٢٥	٧٣٧تا٧٤٥	٩
٧٥	**کتاب المرضٰی**	٣٦٥	٢٥٢٣تا٢٥٣٨	١٦	٧٤٦	١
٧٦	**کتاب الطب**	٣٧٣	٢٥٣٩تا٢٥٦٢	٢٤	٧٤٧تا٧٤٨	٢
٧٧	**کتاب اللباس**	٣٨٧	٢٥٦٣تا٢٦١٢	٥٠	٧٤٩تا٧٥٧	٩
٧٨	**کتاب الادب**	٤١٥	٢٦١٣تا٢٦٧٣	٦١	٧٥٨تا٧٦١	٤
٧٩	**کتاب الاستئذان**	٤٤٢	٢٦٧٤تا٢٦٩٥	٢٢	٧٦٢تا٧٦٧	٦
٨٠	**کتاب الدعوات**	٤٥٣	٢٦٩٦تا٢٧٢٤	٢٩	٧٦٨	١
٨١	**کتاب الرقاق**	٤٧٢	٢٧٢٥تا٢٧٩١	٦٧	٧٦٩تا٧٧٤	٦
٠٠	**کتاب الحوض**	٥٠٧	٢٧٩٢تا٢٨٠٢	١١	٧٧٥	١
٨٢	**کتاب القدر**	٥١٣	٢٨٠٣تا٢٨٠٨	٦	٧٧٦تا٧٧٩	٤
٨٣	**کتاب الایمان والنذور**	٥١٧	٢٨٠٩تا٢٨٢٠	١٢	٧٨٠تا٧٨٥	٦
٨٤	**[کتاب] باب کفارات الایمان**	٥٢٥	٢٨٢١تا٢٨٢٢	٢	٧٨٦	١

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر	حدیث نمبر	کل احادیث	تعلیق نمبر	کل تعلیقات
۸۵	**کتاب الفرائض**	۵۲۹	۲۸۲۳تا۲۸۳٤	۱۲	۷۸۷تا۷۹۹	۱۳
۸٦	**کتاب الحدود**	۵٤۱	۲۸۳۵تا۲۸٤٤	۱۰	۸۰۰تا۸۰۲	۳
۸۷	**کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ**	۵٤۸	۲۸٤۵تا۲۸۵۱	۷	۸۰۳تا۸۱۰	۸
۸۸	**کتاب الدیات**	۵٦۷	۲۸۵۲تا۲۸٦۱	۱۰	۸۱۱تا۸۲٦	۱٦
۸۹	**کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم**	۵۸٤	۲۸٦۲تا۲۸٦٤	۳	۸۲۷تا۸۲۸	۲
۹۰	**کتاب الاکراہ**	۵۹۰	-----	-----	۸۲۹تا۸۳۳	۵
۹۱	**کتاب الحیل**	۵۹۷	-----	-----	۸۳٤	۱
۹۲	**کتاب التعبیر**	٦۱۰	۲۸٦۵تا۲۸۸۱	۱۷	۸۳۵تا۸٤۳	۹
۹۳	**کتاب الفتن**	٦۲۸	۲۸۸۲تا۲۹۰٦	۲۵	۸٤٤تا۸٤۵	۲
۹٤	**کتاب الاحکام**	٦٤۱	۲۹۰۷تا۲۹۲۳	۱۷	۸٤٦تا۸۷٤	۲۹
۹۵	**کتاب التمنی**	٦٦۸	۲۹۲٤	۱	-----	-----
۹٦	**کتاب اخبار الاحاد**	٦٦۹	-----	-----	-----	-----
۹۷	**کتاب الاعتصام**	٦۷۱	۲۹۲۵تا۲۹۳۳	۹	۸۷۵	۱
۹۸	**کتاب الرد علی الجھمیۃ وغیرھم و التوحید**	٦۸۲	۲۹۳٤تا۲۹٤۲	۹	۸۷٦تا۹۰۰	۲۵
			کل تعداد احادیث	۷۳۵	کل تعداد تعلیقات	۲۷۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (جلد پنجم)

حدیث	عنوان	صفحہ
	٦٥ - كتاب التفسير	47
	سورة الفاتحة	47
☆	تفسیر	47
*	**باب:** فاتحۃ الکتاب کا بیان	47
☆	سورۂ فاتحہ کے تیرہ نام ہیں	47
2208	سورۂ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم سورۃ ہے	48
☆	[بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں]	48
	سورة البقرة	49
*	**باب:** [البقرہ: ۳۱ کی تفسیر]	49
☆	[آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے]	49
2209	حدیث شفاعت	49
*	**باب:** مجاہد نے کہا: شیاطین سے مراد اُن کے منافق اور مشرک ساتھی ہیں	52
*	**باب:** [البقرہ: ۲۲ کی تفسیر]	53
2210	شرک سب سے بڑا گناہ ہے	53
*	**باب:** [البقرہ: ۵۷ کی تفسیر]	53
2211	سانپ کی چھتری (تاثیرا) من سے ہے	54
*	**باب:** [البقرہ: ۹۷ کی تفسیر]	54
2212	حضرت عمر کا ارشاد: ہم ابی کے قول کو چھوڑتے ہیں اور اس کی وجہ	54
2213	**باب:** [البقرہ: ۱۱۶ کی تفسیر]	55
*	**باب:** [البقرہ: ۱۳۶ کی تفسیر]	55
2214	نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب	55
*	**باب:** [البقرہ: ۱۴۴ کی تفسیر]	56
2215	حضرت انس نے کہا: جن لوگوں نے دو قبلوں کی جانب نماز پڑھی' ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہ بچا	56
*	**باب:** [البقرہ: ۱۵۸ کی تفسیر]	56
☆	شعائر	57
*	**باب:** [البقرہ: ۱۷۸ کی تفسیر]	57
2216	بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا' دیت نہیں تھی	57
2217	اللہ کا فریضہ قصاص ہے	58
*	**باب:** [البقرہ: ۱۸۳ کی تفسیر]	58
☆	[روزے کی فرضیت کا بیان]	59
*	**باب:** [البقرہ: ۱۸۴ کی تفسیر]	59
☆	[حضرت ابن عباس کی قراءت "یطوقونہ" ہے]	59
*	**باب:** [البقرہ: ۱۸۷ کی تفسیر]	60
☆	[روزے کی رات میں بیویوں سے جماع جائز ہے]	60
*	**باب:** [البقرہ: ۱۸۹ کی تفسیر]	60
☆	[گھروں کی پچھیت سے آنا جانا نیکی نہیں]	61
*	**باب:** [البقرہ: ۱۹۳ کی تفسیر]	61
2221	حضرت ابن زبیر کے عہد میں حضرت ابن عمر کی	

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	روش	61
*	**باب:** [البقرہ:۱۹۵ کی تفسیر]	62
*	**باب:** [البقرہ:۱۹۶ کی تفسیر]	63
2223	تمتع کا بیان	63
*	**باب:** [البقرہ:۱۹۹ کی تفسیر]	63
2224	قریش اور ان کے حلیف وقوف عرفہ نہیں کرتے تھے	63
2225	صرف طواف سے کوئی احرام سے باہر نہیں ہوتا	64
*	**باب:** [البقرہ:۲۰۱ کی تفسیر]	65
2226	دعائے جامع	65
*	**باب:** [البقرہ:۲۲۳ کی تفسیر]	65
☆	[''نسآء کم حرث لکم'' کی تفسیر]	66
2228	یہود کے توہم کا ردّ	66
*	**باب:** [البقرہ:۲۳۲ کی تفسیر]	66
*	**باب:** [البقرہ:۲۳۷ کی تفسیر]	67
☆	[عدت وفات]	67
*	**باب:** [البقرہ:۲۶۶ کی تفسیر]	71
*	**باب:** [البقرہ:۲۷۳ کی تفسیر]	72
*	**باب:** [البقرہ:۲۸۱ کی تفسیر]	72
2234	آیت ربا سب سے آخر میں نازل ہوئی	72
*	**باب:** [البقرہ:۲۸۴ کی تفسیر]	72
*	**باب:** [البقرہ:۲۸۵ کی تفسیر]	73
	سورۃ ال عمران	73
*	**باب:** [آل عمران:۷ کی تفسیر]	74
2236	جو لوگ متشابہات کی تاویل کرتے ہیں وہ لوگ اہل زیغ ہیں	74
*	**باب:** [آل عمران:۱۲۸ کی تفسیر]	75
*	**باب:** [آل عمران:۱۵۳ کی تفسیر]	76
*	**باب:** [آل عمران:۱۷۳ کی تفسیر]	76
*	**باب:** [آل عمران:۱۸۶ کی تفسیر]	77
2240	ابن ابی بن سلول کی عداوت کی خاص وجہ	77
*	**باب:** [آل عمران:۱۸۸ کی تفسیر]	79
	سورۃ النسآء	80
*	**باب:** [النساء:۸ کی تفسیر]	80
*	**باب:** [النساء:۱۹ کی تفسیر]	81
*	**باب:** [النساء:۳۳ کی تفسیر]	81
*	**باب:** [النساء:۴۰ کی تفسیر]	82
☆	[قیامت کے دن اللہ کا دیدار حق ہے]	83
*	**باب:** [النساء:۴۱ کی تفسیر]	83
*	**باب:** [النساء:۴۳ کی تفسیر]	84
*	**باب:** [النساء:۵۹ کی تفسیر]	84
*	**باب:** [النساء:۸۳ کی تفسیر]	85
*	**باب:** [النساء:۹۴ کی تفسیر]	85
*	**باب:** [النساء:۹۵ کی تفسیر]	86
*	**باب:** [النساء:۹۷ کی تفسیر]	86
*	**باب:** [النساء:۱۰۳ کی تفسیر]	87
*	**باب:** [النساء:۱۲۸ کی تفسیر]	87
*	**باب:** [النساء:۱۴۵ کی تفسیر]	88
*	**باب:** [النساء:۱۶۳ کی تفسیر]	88
2253	جس نے کہا: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں، وہ جھوٹا ہے، اس کی توجیہ	89
*	**باب:** [النساء:۱۷۶ کی تفسیر]	89
	سورۃ المائدہ	89
*	**باب:** [المائدہ:۶ کی تفسیر]	90
*	**باب:** [المائدہ:۳۳ کی تفسیر]	90
*	**باب:** [المائدہ:۶۷ کی تفسیر]	91

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** [المائدہ:۸۹ کی تفسیر]	91
☆	[قسم کی اقسام]	92
2257	قسم توڑنا بہتر ہو تو قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے	92
*	**باب:** [المائدہ:۸۷ کی تفسیر]	92
*	**باب:** [المائدہ:۹۰ کی تفسیر]	93
2260	تحریمِ خمر سے پہلے شراب نوشی کا ایک منظر	93
☆	فضیخ	94
2261	شراب پانچ چیزوں سے بنتی ہے	94
*	**باب:** [المائدہ:۱۰۱ کی تفسیر]	94
2263	کثرت سوال غضب کا سبب ہے	95
*	**باب:** [المائدہ:۱۰۳ کی تفسیر]	95
2264	عمرو بن عامر خزاعی کی جہنم میں درگت	95
	سورۃ الانعام	96
*	**باب:** [الانعام:۶۵ کی تفسیر]	96
*	**باب:** [الانعام:۹۰ کی تفسیر]	97
*	**باب:** [الانعام:۱۴۶ کی تفسیر]	97
*	**باب:** [الانعام:۱۵۱ کی تفسیر]	98
2267	اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں	98
*	**باب:** [الانعام:۱۵۰ کی تفسیر]	99
*	**باب:** [الانعام:۱۵۸ کی تفسیر]	99
2268	جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو لے گا قیامت نہیں آئے گی اور یہ قیامت کی آخری نشانی ہے	99
	سورۃ الاعراف	100
*	**باب:** [الاعراف:۱۴۳ کی تفسیر]	101
*	**باب:** [الاعراف:۱۹۹ کی تفسیر]	102
2269	عیینہ بن حصین پر حضرت عمر کا غضب اور پھر عفو	102
	سورۃ الانفال	103
*	**باب:** [الانفال:۱ کی تفسیر]	103
2271	سورۂ انفال بدر کے بارے میں نازل ہوئی	103
*	**باب:** [الانفال:۲۲ کی تفسیر]	104
*	**باب:** [الانفال:۳۲ کی تفسیر]	104
2273	"وما کان اللہ لیعذبھم" کا شانِ نزول	105
*	**باب:** [الانفال:۶۵ کی تفسیر]	105
2274	اگر بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے	105
☆	وزاد سفیان	106
☆	وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ	106
☆	احکام	106
2275	مذکورہ بالا ارشاد پر تخفیف	106
	سورۃ البراءۃ ﴿التوبۃ﴾	107
*	**باب:** [التوبہ:۱ کی تفسیر]	108
*	**باب:** [التوبہ:۳ کی تفسیر]	108
☆	حج اکبر سے کیا مراد ہے؟	108
*	**باب:** [التوبہ:۱۲ کی تفسیر]	109
☆	اِلَّا ثَلَاثَةٌ.....(اس آیت کے مصداق صرف چار زندہ ہیں)	109
*	**باب:** [التوبہ:۴۰ کی تفسیر]	109
☆	وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ.....(ان دونوں بزرگوں میں شکر رنجی کی وجہ)	110
☆	وَاَمَّا عَمَّتُهُ	111
☆	فَاتِرَ التُّوَيْتَاتِ	111
☆	لَوَّى ذَنَبَهُ	111
*	**باب:** [التوبہ:۹۶ کی تفسیر]	111
2278	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب	111
*	**باب:** [التوبہ:۱۲۸ کی تفسیر]	112

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2279	جمع القرآن	112
	سورة يونس	114
*	**باب:** [یونس: ۹۰ کی تفسیر]	114
	سورة هود	115
*	**باب:** [هود: ۵ کی تفسیر]	116
*	**باب:** [هود: ۷ کی تفسیر]	116
2282	اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہمیشہ بھرا ہوا ہے	117
*	**باب:** [هود: ۱۰۲ کی تفسیر]	118
2283	اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے	118
*	**باب:** [هود: ۱۱۴ کی تفسیر]	118
	سورة يوسف	119
*	**باب:** [یوسف: ۲۳ کی تفسیر]	120
*	**باب:** [یوسف: ۵۰-۵۱ کی تفسیر]	121
	سورة الرعد	121
	سورة ابراهيم	122
	سورة الحجر	123
*	**باب:** [الحجر: ۸۷ کی تفسیر]	123
*	**باب:** [الحجر: ۹۱ کی تفسیر]	124
	سورة النحل	124
	سورة بني اسرائيل	125
2286	سورۂ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اعلیٰ درجے کی ہیں	125
*	**باب:** [بنی اسرائیل: ۷۰ کی تفسیر]	126
*	**باب:** [بنی اسرائیل: ۱۶ کی تفسیر]	127
2288	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: فرمادو: ان لوگوں کو بلاؤ جن کو اللہ کے سوا اپنا معبود گمان کرتے تھے' وہ تکلیف تمہاری دور کرنے اور پھیرنے کا اختیار نہیں رکھتے ○	127
*	**باب:** [بنی اسرائیل: ۱۱۰ کی تفسیر]	128
	سورة الكهف	129
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے	130
☆	مطابقت	130
*	**باب:** [الکہف: ۱۰۳ کی تفسیر]	131
☆	[اس آیت کے مصداق یہود و نصاریٰ اور خارجی ہیں]	131
*	**باب:** [الکہف: ۱۰۵ کی تفسیر]	131
2292	ایک لمبا تڑنگا موٹا شخص جس کا وزن پسو کے برابر نہیں ہوگا	131
☆	اِقْرَءُوْا	132
	سورة مريم ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾	132
*	**باب:** [مریم: ۳۹ کی تفسیر]	133
2293	موت کے ذبح کی تفصیل	133
	سورة طٰهٰ	134
☆	[طٰہٰ کے معنی]	134
	سورة الانبياء	135
	سورة الحج	136
*	**باب:** [الحج: ۱۱-۱۲ کی تفسیر]	136
2294	نومسلم کی بیوی اگر لڑکا جنتی تو کہتا: یہ اچھا دین ہے	137
	سورة المؤمنون	137
	سورة النور	138
*	**باب:** [النور: ۳۱ کی تفسیر]	138
	سورة الفرقان	139
*	**باب:** [الفرقان: ۳۴ کی تفسیر]	139
	سورة الشعراء	140

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	سورة النمل	140
	سورة القصص	140
*	**باب:** [القصص: ۸۵ کی تفسیر]	141
	سورة العنكبوت	142
	سورة الروم ﴿الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾	142
☆	[بعثت کے وقت روم وایران کی خون ریز جنگ]	142
☆	[جس دن بدر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، اسی دن یہ اطلاع ملی کہ رومی ایرانیوں پر غالب آگئے]	142
	سورة تنزيل السجدة	143
	سورة الاحزاب	143
*	**باب:** [الاحزاب: ۵ کی تفسیر]	143
2298	متبنّٰی بیٹا نہیں	143
*	**باب:** [الاحزاب: ۲۳ کی تفسیر]	144
*	**باب:** [الاحزاب: ۲۸ کی تفسیر]	144
*	**باب:** [الاحزاب: ۳۷ کی تفسیر]	144
*	**باب:** [الاحزاب: ۵۱ کی تفسیر]	145
2300	حضرت عائشہ کی غیرت	145
2301	رسول اللہ ﷺ پر باری کی پابندی لازم نہیں تھی	145
*	**باب:** [الاحزاب: ۵۳ کی تفسیر]	146
2302	حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کا قصہ	147
*	**باب:** [الاحزاب: ۵۶ کی تفسیر]	149
☆	صلوٰۃ کے معنی	149
	سورة سبا	149
	سورة الملائكة ﴿فاطر﴾	150
	سورة يٰسٓ	150
	سورة الصافات	151
	سورة صٓ	152
	سورة الزمر	152
*	**باب:** [الزمر: ۵۳ کی تفسیر]	153
*	**باب:** [الزمر: ۶۷ کی تفسیر]	153
*	**باب:** [الزمر: ۶۷ کی بقیہ تفسیر]	154
*	**باب:** [الزمر: ۶۸ کی تفسیر]	154
☆	توضیح	155
2308	انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی مگر ریڑھ کی ہڈی کے باریک اجزاء	155
☆	[دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا]	155
☆	عَجْبَ ذَنَبِه	155
	سورة المؤمن	156
☆	[تین آیات میں تخالف کی تطبیق]	156
	سورة حٰمٓ السجدة	156
*	**باب:** [حٰمٓ السجدہ: ۲۲ کی تفسیر]	159
	سورة حٰمٓ عسق	160
	سورة حٰمٓ الزخرف	160
*	**باب:** [حٰمٓ الزخرف: ۷۷ کی تفسیر]	161
	سورة الدخان	162
	سورة الجاثية	162
	سورة الاحقاف	162
*	**باب:** [الاحقاف: ۱۷ کی تفسیر]	163
2310	مروان کا عبدالرحمٰن بن ابی بکر پر بہتان اور اُمّ المؤمنین کا منہ توڑ جواب	163
☆	فِينَا	164
	سورة محمد ﴿الذين كفروا﴾	164
*	**باب:** [محمد: ۲۲ کی تفسیر]	165

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ	165
☆	[صلہ رحمی کی فضیلت]	165
	سورة الفتح	166
	سورة الحجرات	166
*	**باب**: برے نام رکھو یعنی اسلام کے بعد کفر کے	
	ساتھ پکارو [یہ ممنوع ہے]	166
	سورة قٓ	166
*	**باب**: [ق: ۳۰ کی تفسیر]	167
2314	جنت اور دوزخ کا مکالمہ	167
☆	حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ	168
*	**باب**: [ق: ۳۹ کی تفسیر]	168
	سورة الذاريات	169
	سورة الطور	170
	سورة النجم	171
	سورة القمر ﴿ اقتربت الساعة ﴾	171
	سورة الرحمٰن	172
☆	[''فاكهة'' کے معنی]	173
*	**باب**: [الرحمٰن: ۶۲ کی تفسیر]	174
*	**باب**: [الرحمٰن: ۷۲ کی تفسیر]	174
	سورة الواقعة	174
	سورة الحديد	176
	سورة المجادلة	176
	سورة الحشر	176
*	**باب**: [الحشر: ۷ کی تفسیر]	176
2317	اللہ نے گودنے والیوں اور گدانے والیوں پر	
	لعنت فرمائی ہے	176
☆	لَعَنَ اللّٰهُ	177
*	**باب**: [الحشر: ۹ کی تفسیر]	177

حدیث	عنوان	صفحہ
	سورة الممتحنة	178
*	**باب**: [الممتحنہ: ۱۲ کی تفسیر]	178
	سورة الصف	179
	سورة الجمعة	179
*	**باب**: [الجمعہ: ۳ کی تفسیر]	179
	سورة المنافقين	180
2321	ابن ابی سلول کی گستاخی اور اس سے مکرنا	180
*	**باب**: [المنافقون: ۴ کی تفسیر]	181
*	**باب**: [المنافقون: ۵ کی تفسیر]	181
*	**باب**: [المنافقون: ۷ کی تفسیر]	181
2322	انصار اور انصار کے بیٹوں کے لیے دعائے مغفرت	181
☆	شَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ	182
☆	اَوْفَى اللّٰهُ لَهٗ بِاُذُنِهٖ	182
	سورة التغابن	182
	سورة الطلاق	182
2323	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی	
	حالت میں طلاق دی	182
*	**باب**: [الطلاق: ۴ کی تفسیر]	183
	سورة التحريم	185
*	**باب**: [التحریم: ۱ کی تفسیر]	185
*	**باب**: [التحریم: ۴ کی تفسیر]	186
	سورة الملك	
	﴿ تبارك الذى بيده الملك ﴾	187
	سورة نٓ و القلم	187
*	**باب**: [القلم: ۱۳ کی تفسیر]	187
☆	[گستاخ رسول کی اصل میں خطا]	187
*	**باب**: [القلم: ۴۲ کی تفسیر]	188
	سورة الحاقة	188

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	سورة المعارج ﴿ سأل سائل ﴾	189
	سورة نوح ﴿ انا ارسلنا ﴾	189
☆	تنبیہ	190
*	**باب:** [نوح: ۲۳ کی تفسیر]	190
	سورة الجن ﴿ قل اوحی الی ﴾	190
	سورة المزمل	191
	سورة المدثر	191
2331	کون سی سورت پہلے نازل ہوئی؟	191
	سورة القيامة	192
*	**باب:** [القیامہ: ۱۶ کی تفسیر]	192
	سورة الدهر	
	﴿ هل اتى على الانسان ﴾	192
	سورة المرسلت	193
*	**باب:** [المرسلت: ۳۲ کی تفسیر]	193
*	**باب:** [المرسلت: ۳۵ کی تفسیر]	193
☆	تنبیہ	193
	﴿ عم يتساءلون ﴾ سورة النبا	194
	سورة النّٰزعٰت	194
2333	میری بعثت اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح ہے	194
	سورة عبس	195
2334	جو قرآن پڑھتا ہے سفرۂ کرام کے ساتھ ہے	195
☆	**سفرة الكرام**	196
	﴿ اذا الشمس كوّرت ﴾	
	سورة التكوير	196
	﴿ اذا السماء انفطرت ﴾	
	سورة الانفطار	197
	سورة ﴿ ويل للمطففين ﴾	197

حدیث	عنوان	صفحہ
2335	قیامت کے دن کچھ لوگ آدھے کان تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے	197
	﴿ اذا السماء انشقت ﴾	
	سورة الانشقاق	198
2336	جس سے بھی حساب لیا جائے گا ہلاک ہوگا	198
*	**باب:** [الانشقاق: ۱۹ کی تفسیر]	198
	سورة البروج	199
	سورة الطارق	199
	سورة ﴿ سبح اسم ربك ﴾ الاعلى	199
	سورة	
	﴿ هل اتاك حديث الغاشية ﴾	199
	سورة و الفجر	199
	سورة ﴿ لا اقسم ﴾ البلد	200
	سورة ﴿ و الشمس وضحٰها ﴾	201
	سورة ﴿ و الليل اذا يغشٰى ﴾	201
	سورة الضحٰى	201
	سورة ﴿ الم نشرح لك ﴾	201
☆	توضیح	202
	سورة ﴿ والتين ﴾	202
	سورة	
	﴿ اقرا باسم ربك الذى خلق ﴾	202
*	**باب:** [العلق: ۱۵-۱۶ کی تفسیر]	203
	سورة	
	﴿ انا انزلنا فى ليلة القدر ﴾	203
	سورة لم يكن ﴿ البينة ﴾	204
	سورة	
	﴿ اذا زلزلت الارض زلزالها ﴾	204
	سورة ﴿ والعٰديٰت ﴾	204

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	سورة القارعة	204
	سورة ﴿ الهاكم التكاثر ﴾	204
	سورة العصر	205
	سورة ﴿ ويل لكل همزة ﴾	205
	سورة ﴿ الم تركيف فعل ربك ﴾	205
	سورة ﴿ لايلاف قريش ﴾	205
	سورة	
	﴿ ار، يت الذى يكذب بالدين ﴾	205
	سورة ﴿ انا عطيناك الكوثر ﴾	206
2339	کوثر سے کیا مراد ہے؟	206
	سورة ﴿ قل يايها الكافرون ﴾	206
	سورة ﴿ اذا جآء نصر الله ﴾	207
*	**باب:** [النصر: ۳ کی تفسیر]	207
	سورة ﴿ تبت يدا ابى لهب وتب ﴾	207
*	**باب:** [اللہب: ۴ کی تفسیر]	208
	سورة ﴿ قل هو الله احد ﴾	208
*	**باب:** [الاخلاص: ۲ کی تفسیر]	208
	سورة ﴿ قل اعوذ برب الفلق ﴾	208
	سورة ﴿ قل اعوذ برب الناس ﴾	209
☆	توضیح	209
	٦٦ - كتاب [ابواب] فضائل القرآن	210
*	**باب:** اس کا بیان کہ وحی کیسے نازل ہوئی اور پہلے کیا نازل ہوا؟	210
2343	ہر نبی کو اسی کے مطابق معجزے دیئے گئے جتنے لوگ ان پر ایمان لائے	210
2344	اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی وفات کے قریب مسلسل وحی بھیجنی شروع کی	211
2345	**باب:** قرآن کے جمع کرنے کا بیان	211
*	**باب:** نبی ﷺ کے اصحاب میں سے قاریوں کا بیان	212
2346	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کتاب اللہ کے سب سے بڑے عالم تھے	212
2347	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر ایک شخص کا اعتراض	212
2348	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول: مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھنے والا کوئی نہیں	213
☆	[قراء صحابہ کی تعداد]	213
2349	**باب:** "قل هو الله احد" کی فضیلت کا بیان	213
☆	["قل هو الله احد" ایک تہائی قرآن کے برابر ہے]	214
*	**باب:** معوذات کی فضیلت کا بیان	214
2350	بیمار پر معوذات پڑھ کر دم کرنا	214
2351	سوتے وقت کا عمل	214
*	**باب:** جس نے یہ کہا کہ نبی ﷺ نے دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا	215
2352	حضرت ابن عباس اور حضرت ابن حنفیہ کی تصریح	215
2353	**باب:** قرآن مجید کی فضیلت تمام کلام پر	215
☆	[قرآن مجید پڑھنے والے کی مثل]	216
☆	["اترجه" کا صحیح ترجمہ]	216
*	**باب:** اس کا بیان جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے	216
☆	توضیح باب..... (تغنی کے معنی)	216
2354	اچھی آواز سے قرآن پڑھنا	216
☆	مَا اَذِنَ	217

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	صَاحِبٌ لَّهٗ	217
2355	**باب:** صاحب قرآن پر رشک ہونا	217
2356	دو شخصوں پر رشک	217
2357	**باب:** تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو تعلیم دی	218
☆	قَالَ وَ اَقْرَاَنِیْ	218
*	**باب:** قرآن کو یاد کرتے رہنا اور اس کو پابندی سے پڑھنا	219
2358	قرآن کے حافظ کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی	219
2359	یہ کہنا بُرا ہے کہ میں قرآن کی فلاں فلاں آیت بھول گیا	219
☆	بِئْسَ مَا	219
*	**باب:** بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کا بیان	219
2360	حضرت ابن عباس نے کہا: میں عہد نبوی میں محکم پڑھ چکا تھا	219
*	**باب:** قراءت کی مدت کا بیان	220
2361	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مد کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے	220
☆	[مد کی تفصیل]	220
*	**باب:** قرآن کو پڑھتے وقت آواز کو اچھی کرنا	221
2363	حضرت ابوموسیٰ اشعری کو آل داؤد کے مزامیر میں سے ایک مزمار دیا گیا	221
2364	**باب:** اس وقت تک قرآن پڑھو جب تک دلجمعی رہے	221
☆	اِقْرَءُوا مَا ائْتَلَفَتْ	222
	٦٧- كتاب النكاح	223
☆	[نکاح کی حکمت]	223
☆	[نکاح کے احکام]	223

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** نکاح میں رغبت دلانے کا بیان	223
2365	تین شخص ازواجِ مطہرات کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھنے لگے	224
2365	جو میری سنت سے اعراض کرے وہ ہم میں سے نہیں	224
☆	[''غفر له ما تقدم'' کی تشریح]	224
☆	فائدہ	225
*	**باب:** بیویوں کی کثرت کا بیان	225
2366	جب ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو اسے ہلانا مت	225
☆	سرف	225
☆	تِسْعٌ..... (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں)	225
2367	اس اُمت کے سب سے بہتر سب سے زیادہ عورتوں والے تھے	226
2368	**باب:** غیر شادی شدہ رہنا اور خصی ہونا مکروہ ہے	226
2369	خصی ہونا حرام ہے	226
☆	بِالثَّوْبِ	227
☆	اصبغ	227
☆	فاختصر	227
*	**باب:** کنواری عورتوں سے نکاح کرنا	227
2370	حضرت عائشہ صدیقہ کے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی	228
*	**باب:** چھوٹی عمر والوں کا بڑی عمر والوں سے شادی کرنا	228
2371	حضرت ابوبکر سے ارشاد: تو اللہ تعالیٰ کے دین میں میرا بھائی ہے	228
☆	مطابقت	228
*	**باب:** شادی کرنے والوں کا دین میں برابر ہونا	228
2372	ضباعہ سے فرمایا: حج کر اور یہ شرط کر لے: اے	228

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	اللہ! جہاں تو روک لے گا وہی میرے احرام کھولنے کی جگہ ہے	228
2373	عورتوں سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے	229
2374	مال دار اور محتاج کا بیان	229
*	**باب**: اس کا بیان کہ عورت کی نحوست سے بچا جائے	230
☆	توضیح.....(نحوست کے معنی)	230
2375	عورتوں سے زیادہ مردوں کو مضر کوئی فتنہ نہیں	230
*	**باب**: آزاد عورت غلام کی زوجیت میں ہو	230
2376	ولاء اس کے لیے جو آزاد کرے	230
☆	[بریرہ کے شوہر مغیثؓ غلام تھے کہ آزاد؟]	231
2377	**باب**: اور تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور رضاعت سے بھی وہ حرام ہیں جو نسب سے حرام ہیں	231
☆	زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِىْ سَلَمَةَ	232
☆	قال عروة.....(جہنم میں ابولہب کو انعام)	232
☆	[ابوطالب کو بھی خدمت کا صلہ ملا]	232
*	**باب**: عورتوں میں سے کون حلال ہیں اور کون حرام ہیں؟	232
☆	توضیح	233
2378	نسب سے سات رشتے حرام ہیں اور صہر سے بھی سات	234
☆	وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ	234
☆	[دو چچا کی لڑکیوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے]	234
☆	[ہمارا مذہب ہے کہ زنا اور دواعی زنا' دونوں سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے]	236
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جن	

حدیث	عنوان	صفحہ
	بیبیوں سے تم صحبت کر چکے ہو ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں تم پر حرام ہیں	236
☆	[مدخولہ کی بیٹیاں حرام ہیں]	237
2379	**باب**: پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح نہ کیا جائے	237
2380	رضاعت سے اس کو حرام جانو جو نسب سے حرام ہے	238
☆	[بیوی کے باپ کی خالہ کو بھی جمع کرنا حرام ہے]	238
2381	**باب**: شغار کا بیان	238
2382	**باب**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے آخر میں منع فرما دیا تھا	238
2383	شدت میں اور عورتوں کی کمی کے وقت ابتداء میں متعہ کی اجازت تھی	239
2385	**باب**: کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی نیک شخص پر پیش کرنا	239
*	**باب**: [البقرہ: ۲۳۵ کی تفسیر]	240
*	**باب**: جس نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں	241
☆	توضیح	241
2386	زمانۂ جاہلیت میں چار قسم کا نکاح رائج تھا	242
☆	باب سے مطابقت	243
*	**باب**: جب ولی ہی منگنی کرنے والا ہو	243
*	**باب**: مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کرنا جائز ہے	244
☆	توضیح	244
2387	**باب**: باپ یا کوئی بھی بکر اور ثیب کا نکاح بغیر اس کی رضا کے نہیں کرے گا	245
2388	بالغہ کا چپ رہنا اذن ہے	245
2389	**باب**: جب کسی نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور وہ اسے پسند نہ کرے تو نکاح رد کر دیا جائے	245

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** یتیمہ کے نکاح کا بیان	246
*	**باب:** خطبہ کا بیان	246
2390	بعض بیان جادو ہیں	246
☆	[نکاح میں خطبہ سنت ہے فرض نہیں]	247
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور عورتوں کو ان کے مہر دو اور مہر کی کثرت اور کم از کم مہر کا بیان	247
2391	کھجور کی گٹھلی کے ہم وزن مہر	247
*	**باب:** ان شروط کا بیان جو نکاح میں حلال نہیں	248
2393	**باب:** ان عورتوں کا بیان جو بیوی کو شوہر کی طرف زفاف کے لیے بھیجیں	248
2394	**باب:** جس نے ایک بکری سے کم کا ولیمہ کیا	249
*	**باب:** ولیمہ اور دعوت کا قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن یا کم وبیش ولیمہ کیا	249
2395	جب تم ولیمہ کے لیے بلائے جاؤ تو حاضر ہو	249
☆	فَلْيَأْتِهَا	249
2396	حضرت ابواسید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی شادی کی دعوت میں بلایا	249
*	**باب:** جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی	250
2397	بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے	250
*	**باب:** دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں	250
2398	دعوت کو قبول کرو	250
*	**باب:** اگر دعوت میں کوئی ناگوار بات دیکھے تو کیا لوٹ سکتا ہے؟	251
* 2399	**باب:** عورتوں کے ساتھ مدارات کا بیان عورت پسلی کے مثل ہے	251

حدیث	عنوان	صفحہ
2400	صحابہ کرام عہد رسالت میں عورتوں سے خوش طبعی کے ساتھ کلام کرنے سے ڈرتے تھے	252
*	**باب:** اہل کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کا بیان	252
2401	حدیث ام زرع	252
☆	''جلس احدی عشرة'' کی توجیہ	254
☆	غَثٌّ	255
☆	علی رأس جبل	255
☆	لاسهل	255
☆	عجره و بجره	255
☆	عشنق	255
☆	لاحر و لاقر	256
☆	غیا یاء او عیا یاء' طباقاء	256
☆	زرنب	256
☆	مبارك	256
☆	مسارح	256
☆	مزهر	256
☆	اناس	256
☆	وَبَجَّهَنِي فَبَجَّهْتُ	257
☆	بشقٍّ	257
☆	صهيل	257
☆	دائس	257
☆	فَاتَقَنَّحُ	257
☆	عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ	257
☆	كمسلِّ شَطْبَةٍ	257
☆	الجفرة	258
☆	ملء كساء ها	258
☆	لا تبث حديثنا تبثيثاً	258
☆	تعشيش	258

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	والأ وطاب تمخض	258
☆	شربًا	258
☆	أُراح علیّ	258
☆	نَعَمْ	258
☆	رائحة	258
☆	مِیْرِی اھْلَكِ	259
2402	**باب**: عورت کا اپنے شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا	259
2403	**باب**: عورت شوہر کی بلا اجازت شوہر کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے	259
*	**باب**:	259
2404	جنت میں زیادہ تر مساکین داخل ہوں گے	259
*	**باب**: نبی ﷺ کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے علاوہ کہیں اور الگ رہنا	260
☆	توضیح	260
*	**باب**: عورت گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے	260
2405	بال ملانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے	261
2406	**باب**: عزل کا بیان	261
2407	**باب**: جب سفر کا ارادہ کرے تو عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کرے	261
2408	**باب**: عورت اپنی باری اپنی سوکن کو بخش دے تو کیسے باری مقرر کی جائے گی؟	262
2409	**باب**: جب کنواری کی موجودگی میں ثیب سے نکاح کرے	262
*	**باب**: جو اسے نہ ملا ہو اس پر آسودگی ظاہر کرنے والا اور سوکنوں کے فخر کرنے کی ممانعت کا بیان	263
2410	ایسا شخص فریب کے دو کپڑے پہننے والا ہے	263

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب**: غیرت کا بیان	263
2411	اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں	263
*	**باب**: عورتوں کی غیرت اور ان کی ناراضگی کا بیان	263
2413	جب تم مجھ سے خوش یا ناخوش رہتی ہو تو میں جان لیتا ہوں	263
2414	**باب**: محرم کے علاوہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہ ہو اور جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں ان کے پاس جانے کا حکم	264
	٦٨ - كتاب الطلاق	265
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر دو اور عدت شمار کرو	265
☆	[طلاق کی قسمیں]	265
2415	**باب**: جس نے طلاق دی اور کیا مرد اپنی عورت کے روبرو طلاق دے	265
2416	بنت الجونیہ کا قصہ	266
☆	[حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ایک بے ہودہ روایت کا رد]	267
*	**باب**: جس نے تین طلاق کو نافذ جانا	268
☆	توضیح	268
*	**باب**: جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دے دیا	269
2417	تخییر طلاق نہیں	269
*	**باب**: کسی نے جب اپنی بیوی سے کہا: میں نے تجھ کو جدا کر دیا، یا میں نے تجھ کو علیحدہ کر دیا، یا تو خلیہ ہے، یا تو بریہ ہے، کوئی ایسا لفظ بولا جس سے طلاق مراد لی جاتی ہو تو وہ اس کی نیت پر ہے	270
☆	توضیح	270
*	**باب**: جس نے اپنی عورت سے کہا: تو مجھ پر حرام	

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	ہے	271
☆	[یہ ملحق بالصریح ہے]	271
☆	توضیح	272
☆	اَمَرَنِیْ بِھٰذَا	273
2419	**باب:** اللہ نے آپ کے لیے جو حلال فرمایا ہے	
	اسے کیوں حرام فرماتے ہو؟	273
☆	مغاقیر	274
☆	عرفط	274
*	**باب:** نکاح سے قبل طلاق نہیں	275
☆	توضیح	275
*	**باب:** گھر میں بند کرنے اور جبر کی حالت میں طلاق کا بیان اور نشے والے اور پاگل کی طلاق کا حکم اور ان دونوں کا حکم ایک ہے یا نہیں؟ اور طلاق اور شرک وغیرہ میں بھول چوک کا بیان	276
☆	توضیح	276
☆	توضیح.....(طلاق پہلے بولا اور شرط بعد میں تو کیا حکم ہے؟)	278
☆	توضیح	278
☆	توضیح	278
☆	توضیح	279
☆	توضیح	279
2420	پاگل کا اقرار معتبر نہیں	280
*	**باب:** خلع کا بیان اور خلع میں کیسی طلاق ہوگی؟	281
☆	توضیح.....(خلع کی تعریف اور شرط)	282
☆	توضیح	283
☆	توضیح	283
2422	ثابت بن قیس کی بیوی کا قصہ	283
*	**باب:** اختلاف کا بیان اور کیا ضرورت کے وقت	
	خلع کا اشارہ کرے؟	284
☆	توضیح	284
2423	نبی مغیرہ نے حضرت علی سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کے لیے اِذن طلب کیا	284
2424	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بریرہ کے شوہر کے بارے میں سفارش کرنا	284
*	**باب:** [البقرہ:۲۲۱ کی تفسیر]	285
2425	حضرت ابن عمر نصرانیہ اور یہودیہ سے نکاح جائز نہیں جانتے تھے	285
2426	**باب:** مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہوں ان کے نکاح اور عدت کا بیان	286
*	**باب:** جب وہ مشرکہ یا نصرانیہ اسلام لائے جو ذمی یا حربی کی زوجیت میں ہو	287
*	**باب:** [البقرہ:۲۲۶۔۲۲۷ کی تفسیر]	288
☆	توضیح.....(ایلاء کا بیان)	288
2427	ایلاء کی مدت ختم ہونے کے بعد شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو بھلائی کے ساتھ طلاق دے دے	288
2428	ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد طلاق نہیں پڑے گی جب تک شوہر طلاق نہ دے گا	288
☆	[ہمارا مذہب اور اس کے دلائل]	289
*	**باب:** مفقود کا حکم اس کے اہل اور مال کے بارے میں	289
☆	توضیح	289
*	**باب:** [ظہار کا بیان]	291
☆	توضیح	292
*	**باب:** طلاق اور دوسرے معاملات میں اشارے کا بیان	293
2429	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل میں اشارے کو معتبر مانا	294

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** لعان کا بیان	294
☆	توضیح	295
☆	[اس بارے میں ہمارا مذہب]	296
2430	میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے رہیں گے	297
*	**باب:** جب لڑکے کی نفی کی تعریض کرے	298
☆	توضیح	298
2431	یارسول اللہ! میرے ہاں سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے	298
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان کہ اگر میں کسی کو بغیر بینہ کے رجم کرتا تو اسے کرتا	298
2432	لعان پر عاصم بن عدی کی تنقید کا نتیجہ	298
☆	اَلتَّلَاعُنُ	299
☆	قَوْلًا	299
☆	قَالَ رَجُلٌ	299
*	**باب:** جس عورت سے لعان کیا گیا اس کے مہر کا بیان	299
2433	ملاعنہ کو مہر نہیں دلایا	299
☆	[لعان کے بعد عورت مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں مذہب احناف]	300
☆	قال بين اخوى بنى عجلان	300
	٥٠ - [كتاب العدة]	301
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا	301
☆	توضیح..... (نابالغہ اور آکسہ کی عدت تین مہینے ہے)	301
☆	اِنِ ارْتَبْتُمْ	301

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: جن عورتوں کو طلاق ہوئی وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں	301
*	**باب:** فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا قصہ	302
☆	توضیح	303
☆	فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو اجلہ صحابہ نے قبول نہیں کیا	303
2434	فاطمہ بنت قیس پر حضرت عائشہ کی تنقید	304
☆	غَلَبَنِیْ	304
☆	لا يضرك	304
2435	فاطمہ اللہ سے کیوں نہیں ڈرتی؟	304
2436	حضرت عائشہ کا قول: فاطمہ بنت قیس کی حدیث کے ذکر میں خیر نہیں	305
*	**باب:** مطلقہ کو اپنے شوہر کے گھر میں رہنے پر جب یہ اندیشہ ہو کہ وہاں بھیڑ رہے گی یا وہ عورت گھر والوں سے بدزبانی کرے	305
2437	فاطمہ بنت قیس کو شوہر کے علاوہ دوسرے کے گھر میں رہنے کی اجازت کس بنا پر ملی؟	305
*	**باب:** جس عورت کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو وہ چار مہینے دس دن سوگ منائے گی	305
2438	جس عورت کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو وہ عدت میں سرمہ نہ لگائے	306
*	**باب:** زانیہ اور نکاح فاسد کا مہر	306
*	**باب:** اس عورت کے لیے متعہ ہے جس کا مہر مقرر نہ ہو	307
	٦٩ - كتاب النفقات	308
*	**باب:** اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت	308
3439	بیوہ اور مسکینوں کو کھلانے والا اللہ کی راہ میں جہاد	

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	کرنے والے کی مثل ہے	308
*	**باب:** اہل وعیال پر نفقہ کا واجب ہونا	308
3440	اُوپر والا نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے	309
*	**باب:** آدمی کا اپنے اہل کے لیے ایک سال کی خوراک کا روکنا اور اہل وعیال کے نفقات کیسے ہیں؟	309
2441	نبی ﷺ اپنے اہل کے لیے سال بھر کی خوراک بچا کر رکھتے تھے	309
*	**باب:** [البقرہ: ۲۳۳' اور الطلاق ۶۔۷ کی تفاسیر]	309
☆	توضیح..... (رضاعت کے مسائل)	310
☆	حولین کاملین	310
☆	لاتضارّ والدة	311
☆	حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ	311
*	**باب:** جب مرد خرچہ نہ دے تو عورت کو جائز ہے کہ اسے جتائے بغیر اتنا لے لے جو اسے اور اس کی اولاد کو دستور کے مطابق کافی ہو	311
	۷۰- کتاب الاطعمة	313
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تفسیر: ان پاک چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیں' اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: ان پاک چیزوں سے خرچ کرو جو تم نے کمائیں' اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو' بے شک تم جو عمل کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں ○	313
☆	توضیح	313
2443	آل محمد نے تین دن تک مسلسل کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا	313
2444	ایک پیالہ دودھ تمام اصحاب صفہ کو کافی ہو گیا	313

حدیث	عنوان	صفحہ
2445	**باب:** کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا	314
2446	**باب:** کھانے وغیرہ میں دائیں ہاتھ سے شروع کرنا	314
2447	**باب:** جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا	315
2448	**باب:** پتلی روٹی اور خوان اور سفرہ پر کھانے کا بیان	315
2449	نبی ﷺ نے کبھی چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں نہیں کھایا	315
☆	سکرجة	316
☆	خوان	316
2450	حضرت اسماء کا نام ذات النطاقین' رسول اللہ ﷺ نے رکھا	316
*	**باب:** نبی ﷺ اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے جب تک اس کا نام نہ بتا دیا جاتا اور جان لیتے کہ وہ کیا ہے؟	317
2451	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ ہیں	317
☆	[گوہ حلال ہے یا حرام؟]	318
*	**باب:** ایک کا کھانا دو کو کافی ہے	318
☆	توضیح	318
*	**باب:** مومن ایک آنت میں کھاتا ہے	318
2453	کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے	318
2456	**باب:** ٹیک لگا کر کھانا	319
*	**باب:** گوشت کو دانتوں سے نوچنا اور ہانڈی سے نکال کر کھانا	319
2457	آپ (ﷺ) نے گوشت کھایا' تازہ وضو نہیں فرمایا	319
*	**باب:** جو میں پھونکنا	319

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2458	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں میدہ نہیں تھا	319
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کیا کھاتے تھے؟	320
2459	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر جَو کی روٹی نہیں کھائی	320
*	**باب:** تلبینہ کا بیان	320
2461	تلبینہ بنانے کا طریقہ اور اس کا فائدہ	320
*	**باب:** چاندی کے برتن میں کھانا	321
2462	حریر اور دیباج نہ پہنو سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ	321
2463	**باب:** میٹھی چیز اور شہد کھانے کا بیان	322
2464	**باب:** سوکھے ہوئے گوشت کا بیان	322
*	**باب:** جس نے دسترخوان سے کچھ لیا یا اپنے ساتھی کے سامنے دسترخوان پر کچھ رکھا	322
2465	**باب:** تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانا	322
☆	عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	323
*	**باب:** تازہ اور سوکھی کھجور کا بیان	323
2466	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت	323
☆	[مشہور واقعہ کے علاوہ ایک دوسرا واقعہ]	324
2467	**باب:** عجوہ کا بیان	324
*	**باب:** جس نے دس دس مہمانوں کو اندر بلایا اور دس دس آدمیوں کا کھانے پر بیٹھنا	324
2468	اُم سلیم کے کھانے میں برکت	325
*	**باب:** انگلیوں کا چاٹنا اور ان کا چوسنا رومال سے پونچھنے سے پہلے	325
☆	توضیح	325
*	**باب:** رومال کا بیان	325
2470	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	325

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** کھانے سے فارغ ہو کر کیا پڑھے؟	326
☆	کھانے کی دعا	326
2472	کھانے کی دوسری دعا	326
☆	[دسترخوان اٹھانے سے پہلے دعا پڑھے یا بعد میں؟]	326
*	**باب:** کھا کر شکر کرنے والا روزہ دار صبر کرنے والے کے مثل ہے	327
*	**باب:** ایک شخص کھانے کے لیے بلایا گیا اور اس کے ساتھ کوئی اور ہو گیا تو وہ یہ کہے کہ یہ میرے ساتھ ہے	327
2473	**باب:** جب شام کا کھانا موجود ہو تو کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے	327
	۷۱ - کتاب العقیقة	328
2475	**باب:** پیدائش کے دن اس کا نام رکھنا جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اور اس کی تحنیک کرنا	328
☆	تحینك	328
2476	**باب:** عقیقہ میں بچے سے گندگی دور کرنا	329
☆	مع الغلام عقیقة.....(بچے کے ساتھ عقیقہ ہے)	329
☆	اَذٰی	329
2478	**باب:** فرع کا بیان	330
	۷۲ - کتاب الذبائح والصید والتسمیة علی الصید	331
*	**باب:** [اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی تفسیر]	331
*	**باب:** تیر کی ڈنڈی کا شکار	332
☆	توضیح	332
*	**باب:** کمان کے شکار کا بیان	332
2479	شکاری کتے کا شکار حلال ہے	333

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2480	روڑا اور غلہ مارنا	333
*	**باب:** جب شکار کو کتا کھائے (تو اسے نہ کھاؤ)	334
☆	توضیح	334
☆	کلب معلم	334
☆	مکلب	334
☆	اجترحوا	335
☆	جوارح	335
*	**باب:** [المائدہ:۶ کی تفسیر]	335
☆	توضیح	335
2481	**باب:** ٹڈی کھانے کا بیان	337
*	**باب:** ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا	337
☆	توضیح	337
☆	توضیح..... (ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا قصداً چھوڑ دیا' کیا حکم ہے؟)	338
*	**باب:** اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کی چربیاں وہ حربی ہوں یا کچھ اور	338
☆	توضیح	338
*	**باب:** چوپایوں میں سے جو بھڑک جائے وہ بہ منزلہ وحشی کے ہے	339
☆	توضیح	339
*	**باب:** نحر اور ذبح کا بیان	339
2482	گھوڑا حلال ہے	341
☆	**باب:** مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ کرنا مکروہ ہے	341
☆	توضیح	341
2483	چوپایوں کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا	341
2485	جانوروں کو نشانہ بنانے والوں اور مثلہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی	342
2486	**باب:** نوکیلے درندوں کے کھانے کا بیان	342
☆	[بجو اور لومڑی حرام ہے]	342
☆	[جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے' ان کے دودھ کا حکم اور بکری کے سات اعضاء کھانے کی ممانعت]	342 343
2487	**باب:** چہرہ میں داغنا اور نشان لگانا	343
2488	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک بکری کے کان کو داغا	343
*	**باب:** جب کسی قوم کو غنیمت ملے اور ان میں سے بعض بکری یا اونٹ کو ذبح کر دیں اپنے ساتھیوں کے بغیر اجازت' تو کھایا نہیں جائے گا	344
☆	توضیح	344
*	**باب:** مضطر کا کھانا	344
☆	توضیح..... (حالت اضطرار میں جان بچانے کی مقدار حرام کھانے کی اجازت ہے)	345
	۷۳ - کتاب الاضاحی	346
☆	توضیح	346
*	**باب:** قربانی کا سنت ہونا	346
2489	نماز سے قبل قربانی صحیح نہیں	346
*	**باب:** امام کا قربانی کے جانور کو لوگوں کے درمیان تقسیم کرنا	346
2490	حضرت عقبہ کو سال بھر سے کم عمر کی بکری کے بچے کی قربانی کرنے کی اجازت دی	346
2491	**باب:** قربانی اور نحر عیدگاہ میں ہونا چاہیے	347
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو سینگ والے اور دو موٹے دنبوں کی قربانی کرنا	347
*	**باب:** جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی	348
2495	قربانی کے گوشت سے جو کھایا جائے اور آئندہ کے لیے رکھ لیا جائے	348

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2496	عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہے	349
	٧٤ - كتاب الاشربة	351
*	**باب:** [المائدہ:۹۰ کی تفسیر]	351
☆	توضیح	351
2498	جو دنیا میں شراب پیے گا' آخرت میں نہیں پیے گا	351
*	**باب:** خمر انگور ہی سے ہے	352
☆	توضیح.....(خمر کسے کہتے ہیں؟)	352
2499	شراب کی حرمت نازل ہونے کے وقت مدینہ میں زیادہ تر کھجور کی شراب تھی	352
2500	**باب:** شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ بسر اور تمر سے ہے	352
*	**باب:** شراب شہد سے ہے اور یہ "بِتْع" ہے	353
2501	ہر نشہ آور پینے کی چیز حرام ہے	353
2502	دباء' مزفت' حنتم اور نقیر میں نبیذ بنانا منع تھا	353
*	**باب:** اس بات کا بیان کہ خمر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے	354
2503	تین چیزوں کی پوری تفصیل آپ (ﷺ) نے بیان نہیں فرمائی	354
*	**باب:** جو شخص شراب کو حلال جانے اور بدل کر اس کا نام کچھ اور رکھے	354 355
2504	میری اُمت میں کچھ قومیں ہوں گی جو شرمگاہ اور ریشمی کپڑا اور شراب اور باجے کو حلال جانیں گی	355
2505	**باب:** نبی ﷺ کا اجازت دینا کچھ برتنوں کے استعمال کی ممانعت کے بعد	355
2508	حضرت عائشہ نے فرمایا: آپ (ﷺ) نے ہم اہل بیت کو دباء اور مزفت میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا	356
2509	سبز گھڑا اور سفید گھڑا	356

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** باذق کا بیان اور جس نے ہر پینے والی نشہ آور چیز سے منع کیا	357
2510	جو نشہ لائے' وہ حرام ہے	358
2511	**باب:** بسر اور تمر کے ملانے کو جس نے جائز نہیں جانا جب کہ وہ نشہ آور ہو اور یہ کہ دو برتنوں کو ایک برتن میں نہ کیا جائے	358
2512	نبی ﷺ نے پکی اور ادھ پکی کھجوروں' نیز کھجوروں اور منقیٰ کے شیرے کو ملانے سے منع فرمایا	359
*	**باب:** دودھ پینے کا بیان	359
☆	توضیح	359
2513	ایک صاحب کھلے ہوئے برتن میں دودھ لائے' تو فرمایا: اسے ڈھک کیوں نہیں لیا؟	359
2514	**باب:** دودھ کو پانی کے ساتھ ملا کر پینا	359
*	**باب:** حلوا اور شہد کا پینا	360
☆	توضیح	360
2515	**باب:** کھڑے ہو کر پینے کا حکم	361
☆	ذَكَرَ رَأْسَهُ	362
2516	**باب:** مشک کا منہ پھاڑ کر منہ موڑ کر اس کے منہ سے پانی پینا	362
2517	**باب:** مشک کے منہ سے پینا	362
2519	**باب:** دو یا تین سانسوں میں پینا	363
2520	**باب:** چاندی کے برتن کا بیان	363
*	**باب:** نبی ﷺ کے پیالے اور حضور کے برتنوں سے پینا	363
2521	صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پیالے میں پانی پیا جس میں نبی ﷺ نے پانی پیا تھا	364
2522	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آپ (ﷺ) کا	

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	پیالہ تھا	364
	۷۵- کتاب المرضٰی	365
*	**باب:** اس بات کا بیان کہ بیماری کفارہ ہے	365
☆	توضیح	365
2523	مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے' اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے	365
2525	مؤمن کی مثال کھیتی کے پودے کی طرح ہے	366
☆	خامة	366
☆	الأرزة	367
2527	اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے' اسے آزمائش میں ڈالتا ہے	367
☆	یُصِبْ	367
2528	**باب:** بیماری کی سختی	367
2529	مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے	368
2530	**باب:** مرگی کے مریض کی فضیلت	368
2531	عطاء نے کہا: میں نے ایک خاتون کو کعبہ کے پردے پر دیکھا	369
*	**باب:** اس کی فضیلت جس کی آنکھ چلی جائے	369
2532	اس کا عوض جنت ہے	369
*	**باب:** سواری پر اپنے ساتھ کسی کو بٹھا کر' یا پیدل مریض کی عیادت کے لیے جانا	369
2533	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے آئے' کسی سواری پر نہیں تھے	369
2534	**باب:** مریض کا موت کی تمنا کرنا	370
2535	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم کو موت کی دعا سے منع فرمایا	370
2537	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ سے لاحق فرما	371
2538	**باب:** عیادت کرنے والے کا مریض کے لیے دعا کرنا	372
	۷۶- کتاب الطب	373
2539	**باب:** اللہ نے جو بیماری بھی اُتاری ہے اس کے لیے شفاء بھی اُتاری ہے	373
2540	**باب:** تین چیزوں میں شفاء ہے	373
*	**باب:** شہد سے دوا کرنا	373
2541	اگر تمہاری کچھ دواؤں میں خیر ہوتا تو سینگی میں' شہد میں' داغنے میں ہوتا	374
2542	شہد کو شفاء بخشی	374
*	**باب:** کلونجی (منگریلا) کا بیان	375
2543	کلونجی ہر بیماری کی شفاء ہے سوائے موت کے	375
2545	**باب:** مریض کے لیے تلبینہ پلانا	376
*	**باب:** قسط ہندی اور بحری کو ناک میں ڈالنا	376
☆	توضیح	376
2546	عود ہندی میں سات بیماریوں سے شفاء ہے	376
☆	عُذْرَة	376
2547	**باب:** بیماری سے سینگی لگوانا	376
2548	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سینگی میں شفاء ہے	377
*	**باب:** جُذام کا بیان	377
☆	عَدوٰی	377
☆	طِیَرَة	377
☆	هامَة	378
☆	صَفَر	378
☆	لا عدوٰی	378
2549	**باب:** نمونیا کا بیان	378
*	**باب:** جو کچھ طاعون کے بارے میں ذکر کیا جاتا	378

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	ہے	379
2550	جہاں طاعون ہو وہاں جانا منع ہے اور وہاں سے بھاگنا بھی منع ہے	379
☆	[طاعون عمواس کا بیان]	380
*	**باب:** دم کرنے پر بکری کے ایک ریوڑ کی شرط کا بیان	381
2551	ایک ڈنک خوردہ پر صحابۂ کرام نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم فرمایا اور اُجرت میں تیس بکریاں لیں	381
*	**باب:** نظر لگنے پر دم کرنے کا بیان	381
☆	توضیح	382
2552	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر لگنے پر دَم کرنے والے کو بلایا جائے	382
2553	ایک بچی کے چہرے پر دھبہ تھا' فرمایا: اس کے لیے دَم کرنے والے کو بلاؤ' اس کو نظر لگ گئی ہے	382
2554	**باب:** نظر کا لگنا حق ہے	382
2555	**باب:** سانپ اور بچھو کے ڈنگ مارنے پر دم کرنے کا بیان	383
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دَم کرنا	383
2556	ہر بیماری سے شفاء کی دعا	383
2557	دوسری دعا	384
2558	تیسری دعا	384
2559	**باب:** بدشگونی کا بیان	384
2560	**باب:** اچھا شگون لینا	385
*	**باب:** کہانت کا بیان	385
2561	ہذیل کی دو عورتیں لڑیں' ایک نے دوسری کا حمل ساقط کر دیا	385
*	**باب:** کیا جادو نکالا جائے گا؟	386
*	**باب:** ھامہ کچھ نہیں	386
2562	بیمار جانور کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے	386
	۷۷ - کتاب اللباس	387
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: فرما دو: کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے بندوں کے لیے نکالی	387
2563	**باب:** ٹخنوں سے جو کپڑا نیچے ہو وہ آگ میں ہے	387
2564	**باب:** جو اپنے کپڑے کو تکبر سے گھسیٹے	388
2565	ایسا ایک شخص زمین میں دھنسا دیا جائے گا	388
☆	جُمَّۃٌ	388
2566	جو کپڑا برائے تکبر گھسیٹے گا قیامت کے دن اللہ اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا	389
*	**باب:** حاشیہ والا ازار	389
*	**باب:** برانس کا بیان	390
☆	توضیح	390
*	**باب:** دھاری دار کمبل اور یمنی چادر اور کمبل پہننے کا بیان	390
2567	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمنی چادر بہت زیادہ پسند تھی	390
2568	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کے بعد یمنی چادر اڑھائی گئی	390
*	**باب:** سبز کپڑوں کا بیان	391
2569	رفاعہ کی بیوی سبز چادر اوڑھے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں	391
2570	**باب:** سفید کپڑوں کا بیان	392
2571	**باب:** مرد کا ریشمی کپڑا پہننا اور بچھانا اور اس میں کتنا جائز ہے؟	393
☆	حَرِیْر	393
2572	جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے گا' وہ آخرت میں نہیں پہنے گا	393

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2574	ریشمی کپڑا دنیا میں وہی پہنتا ہے جس کا اس سے آخرت میں کوئی حصہ نہیں	394
☆	قلت	394
*	**باب:** قَسّی کا پہننا	394
☆	القَسِّیّ	395
☆	مِیثَرَة	395
2575	**باب:** عورتوں کے لیے ریشمی کپڑا	395
2576	**باب:** مردوں کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا	395
2577	**باب:** پہلے بایاں جوتا نکالے	395
☆	[مسجد میں جاتے ہوئے پہلے کیا کرے؟]	396
2578	**باب:** ایک جوتے میں نہ چلے	396
2579	**باب:** سونے کی انگوٹھیوں کا بیان	396
2580	**باب:** چاندی کی انگوٹھی کا بیان	396
☆	فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ	397
☆	[انگشتری مبارک کے نقش کی ہیئت]	397
☆	بِئْرِ اَرِیْس	397
2581	رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی یہ دیکھ کر اور لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھی بنائی	397
2582	**باب:** انگوٹھی کے نگ بیان	398
*	**باب:** لوہے کی انگوٹھی کا بیان	398
☆	توضیح	398
*	**باب:** انگوٹھی چھوٹی انگلی میں	399
2583	ہماری انگوٹھی کا نقش کوئی نہ کھدوائے	399
*	**باب:** عورتوں کے لیے انگوٹھی	399
2584	**باب:** عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتیں	399
2585	**باب:** ایسے لوگوں کو گھروں سے نکال دینا	400
☆	مخنث	400
*	**باب:** مونچھوں کا کترانا	400
2586	مونچھوں کا کترنا فطرت سے ہے	401
2587	پانچ چیزیں فطرت سے ہیں	401
2588	زیر ناف بال مونڈھنا فطرت سے ہے	401
☆	فطرة	401
☆	نسیتُ العَشَرَةَ	402
2589	مشرکین کی مخالفت کرو' ڈاڑھیاں وافر رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ	402
*	**باب:** سفید بال کے بارے میں کیا ذکر کیا جاتا ہے؟	402
2590	حضرت اُم سلمہ کے پاس آپ (ﷺ) کے کچھ موئے مبارک تھے' جن سے لوگ شفاء حاصل کرتے تھے' یہ بال سرخ رنگ کے تھے	402
☆	اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ	403
☆	مِنْ قُصَّةٍ	403
☆	فِیْهِ	403
*	**باب:** گھنگھریالے بال	404
2591	گیسو مبارک کندھے تک تھے	404
2592	رسول اللہ ﷺ کے گیسو مبارک نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے	404
2594	سَر اقدس بڑا تھا اور قدمان مبارک پُر گوشت تھے	404
2595	حلیہ مبارک	405
☆	شَثْنَ	405
*	**باب:** بالوں کو گوند وغیرہ سے جمانا	405
2596	رسول اللہ ﷺ نے گوندھے بالوں کو جمایا	405
*	**باب:** گیسوؤں کا بیان	406
2597	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ (ﷺ) نے میرے گیسوؤں کو پکڑا	406

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2598	**باب:** بالوں کو چھوٹے بڑے رکھنا	406
☆	''قزع'' کی تشریح	407
*	**باب:** بیوی کا اپنے شوہر کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو ملنا	407
2599	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام کے وقت خوشبو ملی	407
*	**باب:** سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگانا	407
2600	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے خوشبو کی چمک آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سر اور ڈاڑھی میں پائی	407
*	**باب:** بالوں میں کنگھا کرنا	408
2601	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ایک شخص نے سوراخ سے جھانک کر دیکھا	408
*	**باب:** ذریرہ (یعنی مرکب خوشبو) کا بیان	408
2602	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذریرہ ملا	408
2603	**باب:** بالوں میں بال ملانا	408
2604	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی	409
2605	**باب:** گوندنے والی کا بیان	409
*	**باب:** تصویروں کا بیان	409
☆	توضیح	409
☆	[کیمرے وغیرہ مشینوں سے بنائی ہوئی تصویریں بھی حرام ہیں]	410
2606	**باب:** قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا عذاب	410
2607	تصویر بنانے والوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو	411
*	**باب:** تصویروں کو مٹانا	411
2608	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر میں جو تصویر بھی پاتے مٹا دیتے	411
☆	[مطب یا دوکان کے بورڈ پر صلیب کا نشان بنانا جائز نہیں]	411
2609	اس سے بڑھ کر ظالم کون؟ جو اللہ کی تخلیق کی طرح تخلیق کرے	412
*	**باب:**	412
2610	جو کوئی دنیا میں تصویر بنائے گا قیامت کے دن اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے	412
*	**باب:** چوپائے کے مالک کا اپنے سامنے دوسرے کو بٹھانا	413
2611	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قثم اور فضل کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا	413
*	**باب:**	413
2612	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا	413
	۷۸ - کتاب الادب	415
2613	**باب:** اچھے سلوک کا سب لوگوں سے زیادہ کون مستحق ہے؟	415
*	**باب:** کوئی اپنے والدین کو برا نہ کہے	415
2614	سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ پر لعنت کرے	415
*	**باب:** رشتہ کاٹنے والے کا گناہ	416
2616	**باب:** صلۂ رحم کی وجہ سے جس کے رزق میں فراخی دی گئی ہو	416
2618	**باب:** جو صلہ رحمی کرے اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی کرم فرمائے	416
2619	رحم رحمن سے مشتق ہے	416

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	سُجْنَۃٌ	417
*	**باب:** رشتہ کو اس کی تری کے ساتھ تر رکھا جائے	417
2620	ابی فلاں کی آل میرے اولیاء نہیں	417
☆	کَذَا وَقَعَ	417
*	**باب:** صلہ رحمی کرنے والا بدلہ دینے والا نہیں	418
2621	رشتہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب کاٹا جائے تو وہ جوڑے	418
*	**باب:** بچے پر مہربانی کرنا اور اسے چومنا اور اس سے معانقہ کرنا	418
2622	جو بچیوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جائے اور اُن کے ساتھ بھلائی کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے آڑ ہوں گی	418
2623	جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا	419
2624	ایک اعرابی سے فرمایا: میں کیا کروں جب اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا	419
2625	اللہ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے	419
*	**باب:**	419
2626	اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو جزء کیے	419
*	**باب:** لوگوں اور چوپایوں پر مہربانی کرنا	420
2627	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک دیہاتی سے ارشاد: تم نے کشادہ چیز میں پتھر بھر دیا	420
2628	مؤمنین کی مثال جسم جیسی ہے	420
2629	جو رحم نہ کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا	420
*	**باب:** پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت	421
2630	حضرت جبریل مجھے مسلسل پڑوسی کے بارے میں حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث ٹھہرائیں گے	421
*	**باب:** اس کا گناہ جس کے ضرر سے پڑوسی محفوظ نہ رہے	421
	باب: جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے وہ	421
2632	اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ دے	422
2634	**باب:** ہر نیکی صدقہ ہے	422
2635	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحش گو نہ تھے	423
2636	قیامت کے دن سب سے بدتر وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اسے چھوڑ دیں	423
*	**باب:** اچھی عادت اور سخاوت کا بیان اور بخل کا ناپسند ہونا	423
2637	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جب کچھ مانگا گیا تو نہیں کبھی نہیں فرمایا	424
2638	زمانہ قریب ہو جائے گا علم گھٹا دیا جائے گا اور لالچ دِلوں میں ڈال دی جائے گی	424
2639	حضرت انس نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کبھی اُف نہیں کہا	425
*	**باب:** کون سی غیبت ناپسند ہے؟	425
☆	توضیح	425
2640	چغل خور جنت میں نہیں جائے گا	425
*	**باب:** ایک دوسرے سے حسد کرنا اور ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنا منع ہے	426
2641	بدگمانی سے بچو! اس لیے کہ یہ سب سے جھوٹی بات ہے	426
2642	ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو	426
*	**باب:** کون سا گمان درست ہے؟	426
2643	مجھے یقین نہیں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کو سمجھتے ہیں	427
*	**باب:** مومن کی اپنی پردہ پوشی	427
2644	میری اُمت کے ہر فرد کو معاف کر دیا جائے گا	

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	مگران لوگوں کو جو علانیہ گناہ کرتے ہیں	427
2645	**باب:** مسلمان سے تعلقات منقطع کرنا	427
*	**باب:** [التوبہ:۱۱۹ کی تفسیر]	428
2646	سچ نیکی تک پہنچتا ہے اور جھوٹ بدکاری تک	428
*	**باب:** تکلیف پر صبر کرنے کا بیان	428
2647	اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں	428
*	**باب:** جو لوگوں کے رودرد عتاب نہ کرے	428
2648	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اجازت سے کچھ لوگوں نے رخصت پر عمل کیا اور کچھ لوگ اس سے الگ ہو گئے	429
*	**باب:** جس نے کسی کو بغیر تاویل کے کافر کہا تو وہ ویسا ہی ہے جیسے کہ کہا	429
*	**باب:** جو شخص اسے کافر کہنے کو جائز نہیں جانتا جس نے تاویل کی بناء پر یا لاعلمی کی بناء پر کچھ کہا	430
2650	اللہ تم کو اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے	430
*	**باب:** غصہ سے بچنا	431
2651	طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے	431
2652	ایک شخص نے عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیے فرمایا: غصہ مت کرو بار بار فرمایا	431
2653	**باب:** حیاء کا بیان	431
*	**باب:** لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا	432
2654	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک چھوٹے صاحبزادے سے فرماتے: "یا ابا عمیر" "نغیر کو کیا ہوا؟	432
☆	تنبیہ	432
2655	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اپنی سہیلیوں	

حدیث	عنوان	صفحہ
	کے ہم راہ گڑیوں کے ساتھ کھیلتی	433
☆	اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ	433
*	**باب:** لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا	433
*	**باب:** مومن ایک سوراخ سے کبھی دوبار نہیں ڈسا جائے گا	433
*	**باب:** شعر اور رجز اور حدی میں کیا جائز ہے اور کیا مکروہ ہے؟	433
☆	توضیح	434
☆	حدی	434
2657	بعض شعر حکمت ہوتے ہیں	434
2658	اے انجشہ! شیشیوں کو تیز چلانے سے چھوڑ دے	434
*	**باب:** مکروہ یہ ہے کہ انسان پر غالب شعر ہو یہاں تک کہ اس کو اللہ کے ذکر اور علم اور قرآن سے روک دے	435
☆	توضیح	435
2659	کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ شعر سے بھرے	435
*	**باب:** اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا	435
2661	آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے	435
2662	**باب:** یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا	436
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ کرم مومن کا دل ہے	436
☆	توضیح	436
2664	**باب:** اللہ تعالیٰ کو کون سا نام بہت زیادہ پسند	

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	ہے اور کسی کا اپنے ساتھی سے کہنا: اے بیٹا!	437
2665	**باب:** حزن نام رکھنے کا بیان	437
☆	سعید بن مسیب	438
☆	حزونۃ	438
*	**باب:** کسی نام کو پہلے والے کے بہ نسبت اچھے نام سے بدلنا	438
☆	توضیح	438
2666	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کا نام بدل کر منذر رکھا	438
2667	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاتون کا نام برہ سے بدل کر زینب رکھا	439
*	**باب:** جس نے انبیاء کے نام پر نام رکھا	439
2668	اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے	439
2669	حضرت ابراہیم کے لیے جنت میں ایک دایہ ہے	439
2670	**باب:** اللہ تعالیٰ کو سب سے مبغوض نام	440
2671	**باب:** چھینکنے والے کو حمد کرنا	440
2672	**باب:** چھینک پسندیدہ ہے اور جماہی ناپسندیدہ	440
2673	**باب:** جب کوئی چھینکے تو کیسے جواب دیا جائے؟	441
	۷۹ - کتاب الاستئذان	442
*	**باب:** [النور: ۲۷-۲۹ کی تفسیر]	442
☆	توضیح	442
☆	توضیح	443
*	**باب:** تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں	443
2674	چھوٹا بڑے کو سلام کرے	443
2675	**باب:** سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے	443
*	**باب:** استیذان دیکھنے سے بچنے کی وجہ سے ہے	444
2676	ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجرے میں جھانک کر دیکھا	444

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** شرم گاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کا زنا	444
2677	آنکھ کا زنا دیکھنا (الحدیث)	444
*	**باب:** جب کسی شخص کو بلایا گیا اور وہ آیا تو کیا اجازت لے گا؟	445
2678	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابِ صفہ کو بلایا	445
☆	تطبیق	445
2679	**باب:** بچوں کو سلام کرنا	445
*	**باب:** جب کسی نے پوچھا: کون ہے؟	446
2680	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا	446
*	**باب:** جو گناہ کا ارتکاب کرلے اسے کوئی سلام نہ کرے اور اس کے سلام کا جواب نہ دے یہاں تک کہ اس کی توبہ ظاہر ہو جائے' اور گناہ کی توبہ کب ظاہر ہوگی؟	446
☆	توضیح	446
2681	**باب:** ذمی کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے گا؟	447
2682	اہل کتاب کے سلام کے جواب میں کہو: "وعلیك"	447
*	**باب:** مصافحہ کا بیان	447
☆	توضیح	447
2484	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے	447
*	**باب:** مصافحہ میں دونوں ہاتھوں کا پکڑنا	448
*	**باب:** [المجادلہ: ۱۱ کی تفسیر]	448
☆	توضیح	448
*	**باب:** ہاتھ سے احتباء کا بیان' یعنی "فرفصاء"	448
*	**باب:** جو کسی سے ملاقات کے لیے گیا اور وہاں قیلولہ کیا	449
2687	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں جاتے قیلولہ فرماتے	449
☆	سُکّ	449

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	حنوط	449
2688	**باب:** چت لیٹنا	449
*	**باب:** تیسرے کی موجودگی میں دو شخص سرگوشی نہ کریں	449
☆	توضیح	449
2689	**باب:** راز کو محفوظ رکھنا	450
2690	**باب:** جب تین سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کسی کے ساتھ رازدارانہ بات کرنے اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں	450
2691	**باب:** سونے کے وقت گھر میں آگ (جلتی) نہ چھوڑی جائے	451
2692	یہ آگ تمہاری دشمن ہے' جب سو جاؤ تو بجھا دو	451
*	**باب:** بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغل کے بال اُکھاڑنا	451
☆	توضیح	451
2693	نبی ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ختنہ نہیں ہوا تھا	451
2694	**باب:** عمارت بنانے کے بارے میں کیا آیا ہے؟	452
2695	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد میں نے کوئی اینٹ اینٹ پر نہیں رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت بویا	452
	۸۰ - کتاب الدعوات	453
☆	توضیح	453
☆	توضیح	453
*	**باب:** ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو قبول گی	454
2696	میں نے اپنی دعا محفوظ رکھی ہے' آخرت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے	454
*	**باب:** افضل الاستغفار	454

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	توضیح	455
2698	سیّد الاستغفار کی فضیلت	455
2699	**باب:** نبی ﷺ کا دن رات میں استغفار کرنا	455
*	**باب:** توبہ کا بیان	456
2700	مؤمن اپنے گناہ کو ایسا دیکھتا ہے' گویا پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے	456
2702	**باب:** سوتے وقت کیا کہے؟	457
*	**باب:**	457
2704	**باب:** نماز میں دعا کا بیان	458
*	**باب:** نماز کے بعد کی دعا	458
2705	ہر نماز کے بعد دس دس بار تسبیح' تحمید اور تکبیر پڑھ لیا کریں	458
*	**باب:** [التوبہ: ۱۰۳ کی تفسیر]	458
2706	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا: اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر' اور جو دیا اس میں برکت عطا فرما	459
*	**باب:** دعا میں سجع مکروہ ہے	459
☆	توضیح	459
2707	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگوں سے ہر ہفتہ میں ایک بار حدیث بیان کرو	459
*	**باب:** قطعی طور پر سوال کرو اس لیے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں	460
2708	یوں دعا نہ مانگے: اگر چاہے دے	460
2710	**باب:** بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرے	460
2711	**باب:** بے چینی کے وقت کی دعا	461
2712	**باب:** بلا کی مشقت سے پناہ مانگنا	461
☆	جہد	461
☆	قال سفیان	461

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2713	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد: میں کسی کو ایذاء دوں تو اسے اس کے گناہوں کی پاکی بنادے اور رحمت کردے	461
*	**باب**: فتنوں سے پناہ مانگنا	462
2714	ایک بار لوگوں نے سوالوں کی بھرمار کردی	462
2715	**باب**: عذابِ قبر سے پناہ مانگنا	463
☆	ام خالد بنت خالد	463
☆	قال و لم اسمع	463
2716	**باب**: گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا	463
☆	فِتْنَةِ الْقَبْرِ	463
☆	مَغْرَم	464
*	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کا بیان: اے اللہ! میرے لیے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو میں نے بعد میں کیا	464
☆	توضیح	464
*	**باب**: تہلیل کی فضیلت	465
☆	توضیح	465
☆	توضیح	465
2719	**باب**: سبحان اللہ کہنے کی فضیلت	466
☆	[لفظ ''سبحان'' کی تحقیق]	466
☆	وزنِ اعمال	467
☆	معتزلہ کا رد	467
☆	کیفیت میزان	468
2721	**باب**: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت	469
2722	اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں	469
☆	قولہ اھل الذکر	470
☆	ھلموا	470

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	قولہ فیسالھم	470
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں	470
2723	اللہ وتر ہے اور وتر پسند فرماتا ہے	470
2724	**باب**: وقفہ وقفہ کے بعد نصیحت کرنا	471
	۸۱ - کتاب الرقاق	472
☆	توضیح	472
*	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی زندگی نہیں آخرت کی زندگی کے سوا	472
2725	دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں ہوتے ہیں' تندرستی اور فراغت رزق	472
2726	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر ہے یا راستہ طے کرنے والا	472
*	**باب**: آرزو اور درازی آرزو کا بیان	473
*	**باب**: جو ساٹھ سال تک پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہیں فرمائے گا	474
*	**باب**: [فاطر: ۵-۶ کی تفسیر]	475
☆	توضیح	475
☆	طُهُوْرٍ	475
☆	لَا تَغْتَرُّوْا	476
*	**باب**: اس بات کا بیان کہ مال کے فتنہ سے بچا جائے	476
2733	ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرے گی	476
2736	**باب**: اپنا جتنا مال آگے بھیج دیا وہ اس کا ہے	477
*	**باب**: غنیٰ نفس کا غنیٰ ہے	477
☆	توضیح	477
*	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کی زندگی اور دنیا سے ان کی علیحدگی کیسی تھی؟	478

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2738	دودھ کے کثیر ہونے کا معجزہ	478
2739	عہد نبوی میں عسرت کا بیان	480
2740	بستر مبارک چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کے ریشے بھرے تھے	480
2741	کاشانۂ اقدس میں ایک ایک مہینہ تک آگ نہیں جلتی تھی	480
2743	**باب:** میانہ روی اور عمل پر پابندی	481
☆	[ایک اشکال اور اس کا حل]	481
2745	اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ عمل ہے جس پر پابندی کی جائے	481
*	**باب:** زبان کی حفاظت کرنا	482
2750	**باب:** گناہوں سے باز رہنا	483
☆	النذیر العریان	483
2751	**باب:** نبی ﷺ کے اس ارشاد کا بیان کہ جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے	483
2752	**باب:** جہنم خواہشات سے گھرا ہوا ہے	483
2753	**باب:** جنت تمہارے قریب ہے تمہارے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ' اور جہنم بھی اسی کے برابر	484
2754	**باب:** اس کی جانب دیکھے جو اس سے کم درجہ کا ہے اور اس کی جانب نہ دیکھے جو اس سے اونچے درجہ کا ہے	484
2755	**باب:** جس نے کسی نیکی یا برائی کا ارادہ کیا	484
2756	**باب:** چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا	484
2757	**باب:** امانت کا اُٹھ جانا	485
☆	قولہ حدیثین	486
2759	**باب:** ریاء وسمعہ کا بیان	486
*	**باب:** تواضع کا بیان	486
2760	میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے	487
☆	[اس حدیث پر جرح اور اس کا جواب]	487
☆	قولُهٗ مَنْ عَادٰی لِیْ ولیًّا	489
☆	ولی	489
☆	قولہ وَمَا تَقَرَّبَ	489
☆	قولہ ولا یزال عبدی	489
☆	قولہ حتّٰی احببتہ	489
☆	قولہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ	490
☆	[اس حدیث کی آٹھ توجیہات]	490
☆	قولہ وما ترددت عن شیء	491
☆	قولہ یکرہ الموت	492
*	**باب:** نبی ﷺ کا ارشاد: میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل ان دونوں کے ہے	492
☆	توضیح	493
*	**باب:**	493
2763	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا	493
2764	**باب:** جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے	493
2766	**باب:** موت کی شدت کا بیان	494
2769	جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے	496
*	**باب:** صور پھونکنے کا بیان	496
2770	**باب:** اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا	497
☆	نُزُلًا	497
2772	**باب:** حشر کیسے ہوگا؟	498
2774	یہ اُمت جنتیوں کی آدھی ہوگی	499
*	**باب:** [المطففین: ۴-۶ کی تفسیر]	500
☆	توضیح	500

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** قیامت کے دن بدلہ	500
☆	تطبیق	501
2778	**باب:** جنت میں بغیر حساب ستر ہزار داخل ہوں گے	501
☆	نمرة	501
*	**باب:** جنت ودوزخ کا بیان	502
☆	عشرة امثالها	506
	۰۰ - کتاب الحوض	507
*	**باب:** [حوضِ کوثر کا بیان]	507
2792	کچھ لوگ حوض کی طرف آئیں گے' پھر میرے قریب سے کھینچ لیے جائیں گے	507
2793	میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنی جرباء اور اذرح کے درمیان مسافت ہے	508
☆	[اس باب کی مختلف احادیث کے درمیان تطبیق]	508
2794	میرے حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے	508
2795	حوض میں ستاروں کے برابر لوٹے ہیں	509
2797	جو میرے حوض سے پانی پی لے گا' کبھی پیاسا نہ ہوگا	509
☆	بینا انا قائم	511
	۸۲ - کتاب القدر	513
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم سوکھ گیا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق گم راہ کر دیا	513
☆	توضیح	513
*	**باب:** [الاحزاب: ۳۸ کی تفسیر]	514
2804	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسا خطبہ دیا جس میں قیامت تک کی کسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا	514
*	**باب:** منت بندے کو تقدیر ہی کی طرف ڈال دیتی ہے	514
☆	توضیح	514
*	**باب:** معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے رکھے	515
2807	ہر خلیفہ کے اندرونی دو کارگزار ہوتے ہیں	515
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں ○	515
*	**باب:** [الانفال: ۲۴ کی تفسیر]	516
☆	مطابقت	516
*	**باب:** [التوبہ: ۵۱ کی تفسیر]	516
	۸۳ - کتاب الایمان والنذور	517
☆	توضیح	517
*	**باب:** [المائدہ: ۸۹ کی تفسیر]	517
☆	توضیح.....(قسم کی اقسام اور ان کے احکام)	517
2809	جب قسم توڑنا بہتر ہو تو توڑ دے	518
☆	اِذَا حَلَفْتَ	518
☆	نحن الاخرون السابقون	518
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کیسی تھی؟	519
2812	**باب:** اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ	519
*	**باب:** یمین غموس کا بیان	520
*	**باب:** جب کہا: بخدا! میں آج بات نہیں کروں گا' پھر نماز پڑھی یا قرآن مجید پڑھا یا سبحان اللہ پڑھا یا اللہ اکبر پڑھا یا حمد کی یا لا الہ الا اللہ پڑھا تو	520
	وہ اپنی نیت پر ہے	521
☆	توضیح	521
*	**باب:** اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیے گا پھر طلاء یا سکر یا شیرہ پی لیا	521
☆	توضیح	522

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	طلاء	522
*	**باب:** منت طاعت ہی میں ہے	522
*	**باب:** جو مر گیا اور اس پر منت ہو	523
☆	قولہ احق بالقضاء	523
2819	**باب:** اس چیز کے بارے میں منت ماننا جس کا مالک نہ ہو اور گناہ کی منت ماننا	523
☆	باب سے مطابقت	524
2820	**باب:** جس نے منت مانی کہ فلاں دنوں میں روزہ دار رہے گا اُن دنوں میں یومِ نحر فطر پڑ گیا تو کیا کرے	524
	٨٤ - [کتاب] باب کفارات الایمان	525
*	**باب:** قسموں کے کفارے کا بیان	525
☆	توضیح.....(کفارے کی ترتیب)	525
☆	تنبیہ	526
2822	**باب:** مدینہ کا صاع اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مد اور اس کی برکت اور اہل مدینہ کے صاع کا قرنا بعد قرنٍ متوارث ہونا	526
*	**باب:** کفارے میں مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو آزاد کرنا ولد زنا کا آزاد کرنا	527
☆	توضیح	527
	٨٥ - کتاب الفرائض	529
☆	توضیح	529
*	**باب:** [النساء:١١ کی تفسیر]	529
☆	توضیح..... (سورۃ النساء میں بارہ اصناف کی میراث کا تذکرہ)	529
☆	کلالہ	530
*	**باب:** فرائض کا سیکھنا	530
2823	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم نے جو کچھ چھوڑا صدقہ ہے	530
☆	اشکال	531
☆	جواب	531
☆	حاصل	532
☆	دوسرا اشکال	532
*	**باب:** باپ اور ماں کی طرف سے ان کے بیٹے کی میراث کا بیان	532
2825	**باب:** لڑکیوں کی میراث کا بیان	533
*	**باب:** پوتے کی میراث جب کہ بیٹا نہ ہو	533
☆	قولہ اذا لم یکن دونھم ولد	534
2826	**باب:** بیٹی کے ساتھ پوتی کی میراث کا بیان	534
*	**باب:** باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کی میراث کا بیان	535
☆	توضیح	536
☆	توضیح	536
☆	توضیح	536
2828	**باب:** عورت اور شوہر کی میراث بیٹے وغیرہ کے ساتھ	537
*	**باب:** کسی عورت نے چچا کے دو لڑکوں کو چھوڑا' ان میں سے ایک اخیافی بھائی ہے اور دوسرا شوہر ہے	537
☆	توضیح	537
2829	**باب:** جس عورت سے لعان کیا گیا ہے اس کی میراث کا بیان	538
2830	**باب:** لڑکا صاحب فراش کے لیے ہے اس کی ماں آزاد ہو یا باندی ہو	538

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** ولاء اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا	
	اور لقیط کی میراث کا بیان	538
☆	توضیح	538
*	**باب:** سائبہ کی میراث کا بیان	539
☆	توضیح	539
*	**باب:** جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا	539
2833	**باب:** قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں سے ہے	
	اور بہن کا بیٹا بھی انہیں میں سے ہے	540
*	**باب:** قیدی کی میراث کا بیان	540
☆	توضیح	540
	٨٦ - كتاب الحدود	541
☆	توضیح	541
☆	حدود کفارہ ہیں	541
*	**باب:** زنا اور شراب پینے کا بیان	541
2835	**باب:** شراب پینے والوں کو مارنے کا بیان	542
2836	**باب:** شرابی کو کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنا	542
2838	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد چالیس سے	
	اسی تک مقرر فرمائی	543
2839	**باب:** شرابی کو لعنت کرنا ناپسندیدہ ہے اور یہ کہ	
	وہ مذہب سے خارج نہیں	543
2840	**باب:** چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مسلمان رہتا	
	ہے یا نہیں؟	544
2841	**باب:** بغیر نام لیے ہوئے چور پر لعنت کرنا	544
*	**باب:** [المائدہ: ٣٨ کی تفسیر]	545
☆	توضیح	545
*	**باب:** چور کی توبہ کا بیان	547
☆	توضیح	547
	٨٧ - كتاب المحاربين من اهل	

حدیث	عنوان	صفحہ
	الكفر والردة	548
*	**باب:** [المائدہ: ٣٣ کی تفسیر]	548
☆	توضیح	548
*	**باب:** محصن کو سنگسار کرنا	548
☆	توضیح.....(محصن کے معنی)	548
☆	توضیح	549
2846	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم فرمایا	549
*	**باب:** مجنون اور مجنونہ کو سنگسار نہیں کیا جائے گا	550
*	**باب:** عیدگاہ میں سنگسار کرنا	550
☆	توضیح	550
*	**باب:** جب کسی نے کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کیا	
	جس پر حد نہیں اور امام کو خبر دی اس پر توبہ کے	
	بعد کوئی سزا نہیں جب کہ وہ فتویٰ پوچھنے کے لیے	
	آیا ہو	551
☆	توضیح	551
☆	توضیح	552
*	**باب:** زنا کے اعتراف کا حکم	552
☆	توضیح	552
*	**باب:** زنا سے حاملہ جب محصن ہو اس کو سنگسار	
	کرنا	553
☆	توضیح	553
2848	رجم حق اور ثابت ہے	553
☆	[حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی تفصیل]	558
☆	قوله كنت اقرئ	558
☆	قوله با يعتُ فلانًا	558
☆	قوله فلتة	558
☆	قوله رعاع الناس و غوغائهم	558
☆	قوله عقب ذى الحجة	558

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	قوله لا ادری	558
☆	قوله اٰیة الرجم	558
☆	قوله لا ترغبوا	559
☆	قوله و انها قد كانت كذالك.....(حضرت صدیق اکبر کی بیعت اچانک تھی اس کی توجیہ)	559
☆	قوله ولكن الله وقى شرها	559
☆	قوله عن غير مشورة	560
☆	قوله ان الانصار خالفونا	560
☆	[حضرت علی کی یہ خواہش تھی کہ انہیں خلیفہ بنایا جائے]	560
☆	[سقیفہ بنی ساعدہ پر رافضیوں کے اعتراض کا جواب]	561
☆	قوله بعض الحد	562
☆	قوله انا جذيلها المحكك	562
☆	قوله عذيقها المرجب عذيق	562
☆	قوله ثُمَّ بايعته الانصار	562
*	**باب**: کنوارے زانی مرد اور عورت کو کوڑا مارا جائے گا اور جلاوطن کیا جائے گا	562
☆	توضیح	563
☆	مذہب احناف	563
☆	قوله تلك السنة	564
2850	**باب**: سزا اور ادب کتنا دیا جائے گا؟	564
*	**باب**: غلاموں پر زنا کی تہمت لگانا	565
☆	توضیح	565
	۸۸ - كتاب الديات	567
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے	567
☆	توضیح	567
2852	ناحق قتل کی وعید	567

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور جس نے اسے زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا	568
☆	توضیح	568
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: بے شک جان جان کے عوض ہے	568
☆	توضیح	568
2855	**باب**: جو کسی مسلمان کے خون کا بغیر حق کے طلب گار ہو	569
*	**باب**: مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص ہے	569
☆	توضیح	569
2856	**باب**: جس نے بادشاہ کے بغیر اپنا حق لیا یا قصاص لیا	570
*	**باب**: جب کسی نے کسی کو دانت کاٹا اور اس کے اگلے دانت جھڑ گئے	570
2858	**باب**: انگلیوں کی دیت کا بیان	571
*	**باب**: جب ایک قوم کسی شخص کو مارے یا زخمی کرے تو کیا سب کو سزا دی جائے گی یا سب سے قصاص لیا جائے گا؟	571
*	**باب**: قسامت کا بیان	573
☆	توضیح	573
☆	شرائط	573
*	**باب**: [قسامت (مدعیٰ علیہ کا قسم کھانا)]	574
☆	قوله الخلفاء	577
☆	قوله نصبنى للناس	577
☆	قوله رؤس الاجناد	577
☆	قوله لو ان خمسين منهم	577

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	قولہ فراداہ من عندہ	578
☆	قولہ قد خلعوہ	578
☆	قولہ بنخلۃ	578
☆	قولہ سیرھم الی الشام	579
☆	مذاہب	579
☆	ایک اشکال اور اس کا جواب	579
☆	حل	580
2860	**باب:** عورت کے حمل کو ساقط کرنے کا حکم	580
☆	غرّۃ	580
2861	**باب:** عورت کے حمل کے ساقط کرنے کا بیان اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبہ پر ہے لڑکے پر نہیں	581
*	**باب:** جس نے غلام یا بچے کو کام کرنے کے لیے مانگا	581
*	**باب:** جانوروں کی جنایت پر کچھ نہیں	582
☆	توضیح	582
	۸۹ - کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم	584
*	**باب:** جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کی دنیا و آخرت میں سزا	584
☆	توضیح	584
*	**باب:** مرتد مرد و عورت کا حکم	585
☆	توضیح	586
*	**باب:** جب ذمی وغیرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کنایۃً برا کہیں اور صراحت نہ کریں جیسے کہیں: السام علیک	586
☆	توضیح	586
*	**باب:** خارجیوں اور ملحدوں کو حجت قائم کرنے کے بعد قتل کر دینا	587
☆	توضیح	587
2864	**باب:** جو خوارج کو تالیف قلب کی خاطر اور اس لیے قتل نہ کرے کہ لوگ اس سے بھڑکنے لگیں گے	589
	۹۰ - کتاب الاکراہ	590
☆	توضیح.....(''اکراہ'' کے معنی)	590
☆	قولہ الا من اکرہ	591
☆	توضیح	592
*	**باب:** مکرَہ کا نکاح جائز نہیں	592
☆	توضیح	593
*	**باب:** جب مجبور کیا گیا یہاں تک کہ غلام کو ہبہ کر دیا یا بیچ دیا تو نافذ نہیں	593
☆	توضیح.....(امام بخاری کی احناف پر مہربانی اور اس پر ہماری عرض)	593
*	**باب:** جب عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اس پر حد نہیں	594
*	**باب:** کسی کا اپنے ساتھی کے بارے میں یہ قسم کھانا کہ یہ اس کا بھائی ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ کوئی اسے قتل نہ کر دے یا عضو نہ توڑ دے	594
☆	توضیح.....(امام بخاری کی احناف پر مہربانی اور اس پر ہماری عرض)	595
	۹۱ - کتاب الحیل	597
☆	توضیح	597
☆	[حیلہ کا ثبوت]	597
*	**باب:** حیلوں کے چھوڑنے کے بیان میں اور یہ کہ ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی، قسم ہو یا کچھ اور	598
☆	توضیح	598
*	**باب:** نماز کا بیان	599

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	توضیح	599
*	**باب:** زکوٰۃ سے بچنے کے حیلہ کا بیان' اور یہ کہ زکوٰۃ کے ڈر سے مجتمع کو متفرق نہیں کیا جائے گا اور نہ متفرق کو اکٹھا کیا جائے گا	600
☆	توضیح.....(امام بخاری کی احناف پر پہلی مہربانی اور ہماری ناز برداری)	600
☆	توضیح.....(دوسری مہربانی اور ناز برداری)	601
☆	توضیح.....(تیسری مہربانی اور ناز برداری)	601
☆	توضیح.....(چوتھی مہربانی اور ناز برداری)	602
*	**باب:** بیوع میں حیلہ کا مکروہ ہونا اور یہ کہ زائد پانی سے لوگوں کو روکا نہ جائے تا کہ اس سے فاضل چراگاہ کو روکا جائے	602
☆	توضیح	603
*	**باب:** بیوع میں دھوکہ سے ممانعت کا بیان	603
☆	توضیح	603
*	**باب:** کسی نے کسی کی باندی کو غصب کیا' پھر گمان کیا کہ وہ مرگئی جس کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ غاصب مردہ لونڈی کی قیمت مالک کو ادا کرے' اس کے بعد مالک کو لونڈی زندہ مل گئی تو لونڈی مالک کی ہے اور غاصب کو قیمت واپس کر دی جائے گی اور یہ قیمت لونڈی کا ثمن نہیں ہوگی	603
☆	توضیح.....(پانچویں مہربانی اور ناز برداری)	604
*	**باب:** نکاح میں حیلہ کا بیان	604
☆	توضیح.....(چھٹی مہربانی اور ناز برداری)	604
☆	[قاضی کا فیصلہ ظاہراً باطناً نافذ ہے یا نہیں؟]	605
*	**باب:** ہبہ اور شفعہ میں حیلہ کا بیان	606
☆	توضیح.....(امام بخاری کی احناف پر ساتویں مہربانی اور اس کی ناز برداری)	606

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	توضیح.....(آٹھویں مہربانی اور ناز برداری)	607
☆	توضیح	607
☆	توضیح.....(نویں مہربانی اور اس کی ناز برداری)	608
*	**باب:** عامل کا حیلہ کرنا کہ اسے ہدیہ دیا جائے	608
☆	توضیح.....(دسویں مہربانی اور اس کی ناز برداری)	608
	۹۲ - کتاب التعبیر	610
☆	توضیح	610
*	**باب:** نیک لوگوں کے خواب	611
☆	توضیح	611
☆	توضیح	611
2865	اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک ہے	612
*	**باب:** خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں	613
2866	اچھا خواب دیکھے تو بیان کرے' بُرا خواب دیکھے تو کسی کو نہ بتائے	613
2867	**باب:** اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے	614
*	**باب:** بشارت دینے والے خواب	614
☆	توضیح	614
*	**باب:** قیدیوں اور فسادیوں اور مشرکین کا خواب	614
☆	توضیح	616
☆	توضیح	617
2871	**باب:** جس نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا	617
2875	**باب:** رات کے خواب کا بیان	619
*	**باب:** دن کا خواب	620
2876	**باب:** خواب میں قید دیکھنے کا بیان	620
☆	اذا اقترب الزمان	621
☆	لا تکاد تکذب	621

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	انا اقول	621
☆	وکان یکرہ الغل	622
☆	وکان یعجبھم	622
☆	قال ابو عبد اللہ	622
2877	**باب**: جب یہ خواب دیکھے کہ اس نے کچھ کسی بستی یا علاقہ سے نکال کر دوسری جگہ رکھ دیا	622
☆	مھیعۃ	623
2878	**باب**: جو جھوٹا خواب بیان کرے	623
☆	وَمَنِ اسْتَمَعَ	623
2880	**باب**: جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ کسی کو بتائے اور نہ کسی سے ذکر کرے	624
*	**باب**: جو یہ اعتقاد نہ رکھے کہ تعبیر پہلے معبّر کے لیے ہے جب وہ صحیح تعبیر نہ بتائے	625
☆	توضیح	625
2881	خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی طرف اشارہ	625
☆	ظُلَّۃٌ	626
	۹۳ - کتاب الفتن	628
☆	توضیح	628
*	**باب**: تم لوگ میرے بعد کچھ ایسی باتیں دیکھو گے جو تمہیں ناپسندیدہ ہوں گی	628
☆	توضیح	628
2882	جو جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا وہ جاہلیت کی موت مرے گا	628
2884	**باب**: فتنوں کا ظاہر ہونا	629
2885	**باب**: ہر بعد والا زمانہ پہلے سے بدتر ہوگا	630
2886	**باب**: جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں	630
2889	**باب**: جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ بھڑیں	631
☆	عن رجل	631
2890	**باب**: فتنے کے زمانہ میں دیہات میں رہنا	632
*	**باب**: وہ فتنہ جو سمندر کی موج کی طرح اُٹھے	632
2891	**باب**:	633
2892	**باب**: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرمائے	633
2893	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہ بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا	633
*	**باب**: جب کسی کے سامنے کچھ کہے پھر باہر نکل کر اس کے خلاف کہے	634
☆	توضیح	634
2896	نفاق صرف عہد رسالت تک تھا	635
*	**باب**: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک قبر والوں پر رشک نہیں کیا جائے گا	636
☆	توضیح	636
2898	زمانے کا بدل جانا یہاں تک کہ بت پوجے جائیں	636
2899	**باب**: آگ کا نکلنا	636
2900	عنقریب فرات سونے کا خزانہ کھولے گی	637
*	**باب**:	637
2901	قیامت سے پہلے تیس کے قریب دجال پیدا ہوں گے	637
2902	**باب**: دجال کا ذکر	638
☆	فائدہ	638
☆	اُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	639

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	طَائِفَةٌ	639
2904	دجال کے وقت مدینہ میں منافق بھی ہوں گے اور کافر بھی	639
	٩٤ - كتاب الاحكام	641
☆	توضیح.....(احکام کی تعریف)	641
*	**باب:** [النساء:٥٩ کی تفسیر]	641
☆	توضیح..... (اطاعت کا معنیٰ .....اولوالامر کون ہیں؟.....اور عالم کون ہیں؟)	641
*	**باب:** امراء قریش سے ہوں گے	642
☆	توضیح	642
☆	[''الائمة من قريش''معنیٰ مشہور ہے]	642
2907	**باب:** امارت کا لالچ ناپسندیدہ ہے	643
☆	فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ	643
2908	**باب:** جو کسی رعیت کا والی بنایا گیا اور اس میں اس کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی	643
*	**باب:** راستے میں چلتے ہوئے فیصلہ اور فتویٰ دینا	644
*	**باب:** جس کا قتل کرنا واجب ہو اس کے قتل کا حکم اس کا حاکم دے گا نہ کہ امام جو اس کے اوپر ہے	644
☆	توضیح	644
2910	**باب:** کیا حاکم غصہ کی حالت میں فیصلہ یا فتویٰ دے سکتا ہے؟	645
*	**باب:** جس نے جائز جانا کہ لوگوں کے معاملہ میں قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے جب کہ بدگمانی اور تہمت کا اندیشہ نہ ہو	645
☆	توضیح	646
*	**باب:** مہر شدہ خط پر گواہی کا بیان اور اس میں کیا جائز ہے اور کیا جائز نہیں؟ اور حاکم کا اپنے عامل کے پاس خط لکھنا اور قاضی کا قاضی کے پاس	646
☆	توضیح	646
☆	توضیح	647
☆	[''کتاب القاضی الی القاضی'' ہمارے نزدیک حدود میں معتبر نہیں]	649
*	**باب:** مرد کب قاضی بنائے جانے کے لائق ہوتا ہے؟	649
☆	توضیح	650
*	**باب:** حاکم اور عاملین کی تنخواہ کا بیان	651
*	**باب:** جس نے مسجد میں فیصلہ کیا اور لعان کرایا	653
*	**باب:** جس نے مسجد میں فیصلہ کیا اور جب حد قائم کرنے کا وقت آیا تو حکم دیا کہ مسجد کے باہر نکال کر حد لگاؤ	654
☆	توضیح	654
*	**باب:** حاکم اگر فریقین میں سے کسی ایک کا گواہ ہو تو کیا حکم ہے؟ خواہ اس نے تحمل شہادت قاضی ہونے کے بعد کیا ہو یا قاضی ہونے سے پہلے	654
☆	توضیح	655
☆	توضیح	655
*	**باب:** حاکم کا دعوت قبول کرنا	657
*	**باب:** آزاد شدہ غلاموں کو قاضی اور عامل بنانا	657
*	**باب:** بادشاہ کے منہ پر اس کی تعریف کرنا اور وہاں سے نکلنے کے بعد اس کے خلاف کہنا ناپسندیدہ ہے	658
2914	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے	658
*	**باب:** حکام کا ترجمہ کرنے والا اور کیا ایک ترجمان کافی ہے	658
2915	**باب:** امام لوگوں سے کیسے بیعت لے؟	659

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
2917	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عبد الملک سفاک کی بیعت	660
2919	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تفصیل	660
☆	رهط..... (حضرت عمر نے چھ افراد کے سپرد یہ کام کیا تھا)	662
*	**باب:** کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کا بیان	662
2920	خلیفہ بنانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط	662
☆	رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ	663
☆	قوله وددتُ	663
2921	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عامہ	663
☆	خطبة عمر الآخرة	663
☆	[خلیفہ کی تقرری تین طریقوں سے ہوتی ہے]	664
2922	وفد بزاخہ	664
☆	بنی بزاخہ	665
*	**باب:**	665
2923	بارہ امیر ہوں گے	665
☆	[اس حدیث کے مختلف الفاظ]	665
☆	[اس حدیث کی مختلف توجیہات]	666
	۹۵ - کتاب التمنی	668
*	**باب:** تمنا کا بیان اور جس نے شہادت کی تمنا کی	668
☆	تمنی..... (تمنا کے معنی)	668
	۹۶ - کتاب اخبار الاحاد	669
*	**باب:** ایک سچے شخص کی خبر کے اذان اور نماز اور روزے اور فرائض اور احکام میں معتبر ہونے کا بیان	669
☆	توضیح	669
☆	[امام بخاری کے استدلال]	669
☆	[خبر واحد کے سلسلہ میں ہمارا مذہب]	670
	۹۷ - کتاب الاعتصام	671
2925	**باب:** کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا	671
*	**باب:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی اقتداء کا بیان	671
2927	جب تک تم کو چھوڑے رہوں، مجھ سے سوال نہ کرنا	672
*	**باب:** کثرت سے سوال کرنا اور لایعنی باتوں میں پڑنا ناپسندیدہ ہے	672
2928	سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس کے پوچھنے کی بنا پر کوئی چیز حرام کر دی گئی	673
2929	ہم تکلف سے منع کیے گئے	674
2930	لوگ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے: ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اللہ کو کس نے پیدا کیا؟	674
*	**باب:** رائے کی اور بہ تکلف قیاس کی برائی کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے	675
☆	توضیح	675
2931	علم سینے سے نہیں نکالا جائے گا، ہاں! علماء کے اُٹھانے کے ساتھ اٹھایا جائے گا	675
*	**باب:** اس چیز کا بیان کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر ایسی بات پوچھی جاتی جس کے بارے میں آپ پر وحی نہ نازل ہوئی ہو تو فرماتے: میں نہیں جانتا، یا جواب ہی نہ دیتے، یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہوتی، رائے وقیاس سے کچھ نہیں کہتے	676
☆	توضیح..... (امام بخاری پر تعقب)	676
☆	[حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات قیاس نہیں ہیں]	677
☆	[حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطائے اجتہادی نہیں ہوئی]	677
2932	**باب:** حاکم جب اجتہاد کرے تو اسے ثواب ملے	677

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
	گا' اجتہاد درست ہو یا خطا	678
*	**باب**: جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار نہ کرنے کو	
	حجت جانتا ہو دوسرے کے انکار کو حجت نہ جانتا ہو	678
☆	توضیح	678
☆	[ابن صیاد دجال ہے یا نہیں؟]	678
*	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: اہل کتاب سے کسی	
	چیز کے بارے میں مت پوچھو	679
☆	توضیح	679
☆	[حضرت امیر معاویہ کی کعب احبار پر تنقید]	679
☆	[وقائع اور اخبار میں اہل کتاب کی باتیں سننے	
	میں کوئی حرج نہیں]	679
☆	[امام بن اسحاق پر تھانوی صاحب کی ایک جرح	
	کا رد]	679
*	**باب**: [آل عمران: ۱۵۹ کی تفسیر]	680
	۹۸ - کتاب الرد علی الجهمیة وغیرهم والتوحید	682
☆	توضیح	682
☆	توحید اور شرک کا معنی	682
☆	[باطل فرقوں کا رد]	682
*	**باب**: اس بات کا بیان کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی	
	اُمت کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی	683
2934	سورۂ اخلاص کی فضیلت	683
*	**باب**: [دیگر آیات کی تفسیر]	684
☆	توضیح..... (مسئلہ علم غیب کی بحث)	684
2935	حضرت اُمّ المؤمنین کے دو ارشادات	685
☆	[حضرت اُمّ المؤمنین کے چار ارشادات اور ان	
	کی توجیہ]	686

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	قابل توجہ	687
*	**باب**: [دیگر آیات کی تفسیر]	688
☆	توضیح	688
2936	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اعوذ	
	بعزّتك" (الحدیث)	688
2937	اللہ عزوجل جہنم میں اپنا قدم پاک رکھے گا	688
*	**باب**: [النساء: ۱۳۴ کی تفسیر]	688
*	**باب**: اللہ کے اس ارشاد کا بیان: اور اللہ تعالیٰ	
	تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے	689
☆	توضیح	689
2938	میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں	689
☆	ملائکہ اور بشر میں کون افضل ہیں؟	690
*	**باب**: [طٰہٰ: ۳۹ کی تفسیر]	690
☆	توضیح..... (اللہ عزوجل کی طرف عین کی اضافت	
	اور اس کی توجیہ)	691
*	**باب**: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: کوئی	
	شخص اللہ عزوجل سے زیادہ غیرت مند نہیں	691
☆	توضیح..... (اللہ تعالیٰ پر شخص کے اطلاق کی بحث)	691
*	**باب**: تم فرماؤ: سب سے بڑی گواہی کس کی؟	
	(الانعام: ۱۹)	692
☆	توضیح	692
☆	[شیٔ کے تین معنی]	692
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اس کا عرش	
	پانی پر تھا' اور وہ عرش عظیم کا رب ہے ○	692
☆	توضیح..... (عرش پر استواء کا معنی)	692
*	**باب**: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: ملائکہ اور	
	جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں	693
☆	توضیح	693

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
*	**باب:** [القیامہ:۲۲۔۲۳ کی تفسیر]	694
☆	توضیح	694
*	**باب:** آسمان وزمین اور دوسری مخلوقات کے پیدا کرنے میں جو کچھ آیا ہے اس کا بیان	695
*	**باب:** [سباء:۲۳ کی تفسیر]	695
☆	توضیح	695
*	**باب:** [النساء:۱۶۶ کی تفسیر]	697
☆	توضیح	697
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں○	697
☆	توضیح	697
2939	ایک شخص کا بار بار گناہ کرنا اور توبہ کرنا	697
*	**باب:** قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا کلام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور ان کے علاوہ کے ساتھ	698
☆	توضیح	698
2940	شفاعت کی ایک جھلک	698
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کا بندوں کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ انہیں حکم دیتا ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا کہ بندے اس سے دعا کریں' اس کی بارگاہ میں عاجزی کریں' اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں	700
☆	توضیح	700
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے دیگر ارشادات کا بیان	701
☆	توضیح	701
☆	توضیح	702
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: ہر دن اسے ایک کام ہے○	703
☆	توضیح	703
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت مت دو	703
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: ایک شخص وہ ہے جسے اللہ نے قرآن دیا جو اس پر رات دن قائم رہتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو کہتا ہے: اگر مجھے اس کے مثل دیا جاتا جو اس کو دیا گیا تو میں بھی ویسا ہی کرتا	703
☆	توضیح	704
*	**باب:** [المائدہ:۶۷ کی تفسیر]	704
☆	توضیح	704
*	**باب:** [آل عمران:۹۳ کی تفسیر]	705
☆	توضیح	705
☆	توضیح	706
*	**باب:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے رب کا ذکر کرنا اور اس سے روایت کرنا	706
2941	جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے	706
*	**باب:** تورات اور اللہ کی کتابوں کی تفسیر عربی اور دوسری زبانوں میں جائز ہے	707
☆	توضیح	707
*	**باب:** [القمر:۱۷ کی تفسیر]	707
*	**باب:** اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کا بیان	707
☆	توضیح	708
*	**باب:** [القمر:۴۹ کی تفسیر]	708
☆	توضیح	708
*	**باب:** [الانبیاء:۴۷ کی تفسیر]	709
☆	توضیح	709

Marfat.com

حدیث	عنوان	صفحہ
☆	[وزن اعمال پر معتزلہ کے شبہات کا جواب]	710
☆	ایک شبہہ کا ازالہ	710
☆	جواب	710
☆	میزان	711
☆	اول	711
☆	ثانی	711
☆	ثالث	712
☆	توضیح.....(قسط' قاسط اور مقسط کی تحقیق)	712
2942	دو کلمے ہیں جو رحمٰن کو پیارے ہیں	713
★	اختتامیہ	715
☆	بخاری کی احادیث کی تعداد	715
☆	[شرح کے معاونین]	716
☆	میری مروی ایک مسند حدیث	717
★	الحدیث	717
★	اِنتَھٰی	718

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٦٥ - كِتَابُ التَّفْسِيرِ

[تفسیر کا بیان]

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ الرَّحِيْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًى وَّاحِدٍ كَالْعَلِيْمِ وَالْعَالِمِ.

رحمٰن، رحیم دونوں اسم ہیں جو رحمت سے مشتق ہیں، رحیم اور راحم کے ایک معنی ہیں جیسے: علیم اور عالم۔

تفسیر

باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کے لغوی معنی کسی چیز کے ظاہر کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں تفسیر کے معنی ہیں: نظم قرآن کے مدلولات کو بیان کرنا، امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم دونوں رحمت سے مشتق ہیں۔ رحمت کے معنی جھکنے کے ہیں تو رحمٰن اور رحیم کے معنی ہوئے جھکنے والا۔ اللہ عزوجل جھکنے سے منزہ ہے، یہاں مراد مجازی معنی ہے یعنی عطاء وانعام، تحقیق یہ ہے کہ رحمٰن اور رحیم یہ دونوں صفت مشبہ ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ موصوف کے لیے معنی مشتق منہ علی الدوام ثابت ہے، رحمٰن اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے، اس کا اطلاق کسی مخلوق پر جائز نہیں، رحیم عام ہے، اس کا اطلاق مخلوق پر بھی درست ہے۔ قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا گیا: ''بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' (التوبہ:۱۲۸) امام بخاری نے جو یہ فرمایا کہ رحیم وراحم ایک معنی میں ہیں جیسے علیم اور عالم، غالباً ان کی مراد یہی ہے کہ جیسے راحم کا اطلاق مخلوق پر درست ہے ویسے ہی رحیم کا بھی درست ہے جیسے علیم اور عالم کا اطلاق مخلوق پر درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (ص ٦٤٢)

فاتحۃ الکتاب کا بیان

وَسُمِّيَتْ اُمُّ الْكِتَابِ اَنَّهٗ يُبْدَاُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَاُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلٰوةِ.

سورۂ فاتحہ کا نام اُم الکتاب بھی ہے، کیونکہ مصاحف میں یہی سب سے پہلے لکھی جاتی ہے اور نماز میں قراءت اسی سے شروع کی جاتی ہے۔

سورۂ فاتحہ کے تیرہ نام ہیں

(۱) فاتحۃ الکتاب: اس لیے کہ مصاحف میں یہی سب سے پہلے لکھی جاتی ہے اور تعلیم اسی سے شروع کی جاتی ہے اور اس لیے کہ ایک قول کی بناء پر یہی سورت سب سے پہلی نازل ہوئی ہے (۲) اُم القرآن: اس کی وجہ آگے آرہی ہے (۳) کنز (۴) وافیہ (۵) حمد (۶) سورۃ الصلوٰۃ (۷) السبع المثانی: اس لیے کہ اس کی سات آیتیں ہیں اور ہر نماز میں کم از کم دو بار پڑھی جاتی ہے (۸)

Marfat.com

شفا اور شافیہ اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ یہ ہر زہر سے شفا ہے' (۹) کافیہ' (۱۰) اساس' (۱۱) سوال' (۱۲) شکر' (۱۳) سورۃ الدعاء۔

حضرت امام بخاری نے ام الکتاب کی وجہ تسمیہ میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ اس بنیاد پر ہے کہ ''ام'' کے معنی ماں کے ہیں اور ماں ہر شے کی ابتداء اور اس کی اصل ہے جیسے مکہ کا نام ام القریٰ ہے اس لیے کہ زمین وہیں سے پھیلائی گئی ہے۔

وَالدِّيْنُ الْجَزَاءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ. ''دین'' کے معنی: بدلے کے ہیں خواہ اچھا ہو یا برا' مثل مشہور ہے: ''کما تدین تدان'' جیسا کرے گا' ویسا بدلہ پائے گا۔

سورۂ انفطار میں فرمایا گیا ہے کہ ''كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ O'' (الانفطار:۹) ہرگز نہیں بلکہ تم حساب کو جھٹلاتے تھے O اسی طرح سورۂ واقعہ میں فرمایا گیا: ''فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ O'' (الواقعۃ:۸٦)۔

۲۲۰۸- ح: [سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ]

سورۂ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم سورۃ ہے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِالدِّيْنِ﴾ (الماعون:۱' الانفطار:۹) **بِالْحِسَابِ ﴿مَدِيْنِيْنَ﴾** (الواقعۃ:۸٦) **مُحَاسَبِيْنَ.**

اور امام مجاہد نے فرمایا کہ ''دین'' کے معنی حساب کے ہیں' اور ''مدینین'' کے معنی ہیں: ''محاسبین'' جن سے حساب لیا جائے۔

۲۲۰۸- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَجِبْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ (الانفال:۲٤) **ثُمَّ قَالَ لِيْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾** (الفاتحۃ:۱) **هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ.**

حضرت ابوسعید بن معلیٰ نے کہا: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو میں حاضر نہیں ہوا' اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا' تو فرمایا: کیا اللہ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جب وہ تم کو بلائیں' پھر مجھ سے فرمایا: تمہارے مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تم کو ایک سورۃ بتاؤں گا جو قرآن مجید کی تمام سورتوں سے افضل ہے' پھر حضور اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' پھر جب مسجد سے باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا میں تم کو ایک ایسی سورۃ بتاؤں گا جو قرآن کی تمام سورتوں سے عظیم تر ہے؟ فرمایا: (یہ سورۃ) ''الحمدللہ رب العالمین'' ہے' یہ سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ ج ۲ ص ٦٦٩' سورۂ حجر۔ باب: ولقد اتینک سبعًا من المثانی ص ٦٨٣' کتاب فضائل القرآن۔ باب: فضل فاتحۃ الکتاب ص ۷۴۹' ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ' نسائی۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب فضائل القرآن' ابن ماجہ۔ کتاب صلوٰۃ التسبیح)

[بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں]

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور اقدس ﷺ اسے بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ بلا تاخیر خدمت اقدس میں حاضر ہو' اگرچہ چلنا پڑے اور اس حاضری سے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ یہ حضور کے خصائص میں سے ہے۔ سورۂ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس بناء پر ہے کہ بالاتفاق اس کی سات آیتیں ہیں۔ شوافع بسم اللہ کو اس کا جزء مانتے ہیں۔ وہ لوگ ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' تک ایک آیت مانتے ہیں اور احناف تسمیہ کو سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں مانتے'

Marfat.com

یہ لوگ ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' کو ایک الگ آیت مانتے ہیں ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کو الگ آیت' اور اس کا نام مثانی اس لیے ہے کہ مثانی جمع ہے مثنیٰ کی' جس کے معنی دو دو کے ہیں۔ چونکہ ہر نماز میں یہ کم از کم دو بار پڑھی جاتی ہے' اس لیے اس کو مثانی کہا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سبع مثانی سے مراد سات لمبی لمبی سورتیں ہیں' بقرہ' آل عمران' نساء' مائدہ' انعام' اعراف' یونس۔ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ سا تویں کہف ہے۔ انہوں نے سورۂ یونس کا ذکر نہیں کیا۔ داؤدی نے ذکر کیا کہ بقرہ سے لے کر سورۂ براءت تک سبع مثانی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سبع سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور مثانی سے مراد قرآن عظیم ہے۔ سورۂ فاتحہ کا نام قرآن عظیم اس بناء پر ہے کہ قرآن کو بہ معنی لغوی لیا جائے یعنی وہ چیزیں جو آپس میں ملی ہوئی ہوں یا بہ معنی ''مقروء'' لیا جائے یا مجازاً تسمیۃ الجزء باسم الکل ہو' اور عظیم سے مراد ثواب میں عظیم ہے یا اس لیے کہ قرآن مجید تفصیلی طور پر جن مضامین پر محیط ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ ثناء' دعاء' ذکر معاد و مبداء' صفات' ذات وغیرہ' جیسا کہ منقول ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنا چاہوں تو ستر اونٹوں کو بوجھل کر دوں۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (ص ٦٤٢)

سورۂ' عمارت کی ایک منزل کو کہتے ہیں' یہاں مراد قرآن مجید کا ایک حصہ ہے جو دوسرے سے علیحدہ ہے' جس کا اول و آخر ہے اور جس کے لیے ایک نام ہے۔ سورۂ بقرہ مدنی ہے' صرف اس کی ایک آیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر یوم نحر میں نازل ہوئی ہے۔ ''وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ'' مگر یہ مدنی ہونے میں قادح نہیں' اس لیے کہ بر بناء قول صحیح مکی سورتیں وہ ہیں جو قبل ہجرت نازل ہوئی ہیں' اور مدنی سورتیں وہ ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہیں' اسی وجہ سے آیت کریمہ ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ'' مدنی ہے حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ یہ حجۃ الوداع میں یوم عرفہ عرفات میں نازل ہوئی ہے۔ سورۂ بقرہ پہلی سورت ہے جو سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے' اس کا نام ''فسطاط القرآن'' بھی ہے۔

بَابُ
[البقرہ: ۳۱ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ (البقرہ: ۳۱) (ص ٦٤٢)

آدم کو تمام چیزوں کے سب نام سکھائے

[آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے]

صحیح یہ ہے کہ ''الاسماء'' اپنے استغراق حقیقی پر ہے یعنی ازل سے ابد تک جو چیزیں وجود میں آ چکی تھیں یا آنے والی تھیں ان سب کے وہ سارے نام سکھائے جو قیامت تک مختلف لغات میں ہوں گے اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں' حتیٰ کہ معمولی سے معمولی چیزوں کے بھی نام بتائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حتى القصعة والقصيعة والفسوة والفسيّة والملعقه'' حتیٰ کہ پیالے اور پیالی اور آواز کے ساتھ ریح خارج کرنے اور بغیر آواز خارج کرنے اور چمچے کا بھی نام بتایا۔ تمام مسمیات کو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے حاضر فرما دیا اور سب کا نام بتایا۔

۲۲۰۹- ح: [حَدِيْثُ الشَّفَاعَةِ]

حدیث شفاعت

۲۲۰۹- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

حضرت انس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

Marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَلَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحْيِ اِئْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَالَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحْيِ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِ مِنْ رَبِّهٖ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنَ لِيْ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ اِلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ (البقرہ:١٦٢).

نے فرمایا: مومن قیامت کے دن ایک جگہ جمع ہوں گے اور کہیں گے: کاش! ہم لوگ اپنے رب کے حضور کسی کو شفیع بنائیں تو سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ سب لوگوں کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت فرمایئے تاکہ ہم کو اس جگہ سے نجات دلائے' تو وہ فرمائیں گے: میں اس منصب کا حامل نہیں اور اپنی لغزش ذکر فرمائیں گے اور حیا کریں گے اور کہیں گے: جاؤ نوح کے پاس یہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے زمین والوں کی طرف بھیجا' تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے: میں اس منصب پر نہیں اور اپنا وہ سوال ذکر کریں گے جس کا انہیں علم نہیں تھا اور حیا فرمائیں گے اور کہیں گے: خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ' لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے' وہ بھی فرمائیں گے: میں اس منصب پر نہیں موسیٰ کے پاس جاؤ' یہ وہ بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور انہیں تورات عطا فرمائی' لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں اس منصب پر نہیں' اور یاد کریں گے ایک شخص کو بغیر دوسرے شخص کے عوض قتل کرنے کو اور اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے: عیسیٰ کے پاس جاؤ' وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول' اس کے کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ حضرت عیسیٰ بھی فرمائیں گے: میں اس منصب پر نہیں تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ' یہ وہ بندے ہیں جنہیں اللہ نے گناہوں سے محفوظ رکھا۔ اب سب لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے۔ میں سب کو لے کر چلوں گا یہاں تک کہ اپنے رب سے حاضری کا اذن طلب کروں گا' مجھے اذن ملے گا' جب میں اپنے رب کا جلوہ دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ عزوجل مجھے یوں ہی رہنے دے گا جب تک چاہے گا' پھر مجھ سے فرمائے گا: اپنے سر کو اٹھاؤ' مانگو' جو مانگو گے تم کو دیا جائے گا' کہو جو کچھ کہو گے سنا جائے گا' شفاعت کرو تمہاری

Marfat.com

شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنے سر کو اُٹھاؤں گا۔ اپنے رب کی حمد کروں گا ایسی حمد جو مجھے میرا رب اس وقت تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' سو میں ''انہوں'' کو جنت میں داخل کروں گا' پھر دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا' پھر جب اپنے رب کو دیکھوں گا وہی کروں گا جو میں نے پہلے کیا' پھر شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر فرما دے گا۔ سو میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا' پھر میں تیسری بار حاضر ہوں گا' حتیٰ کہ پھر چوتھی بار حاضر ہوں گا تو اب میں کہوں گا کہ اب جہنم میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے اور جنہیں جہنم میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: ''الا من حبسه القرآن'' سے مراد اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے: ''خَالِدِيْنَ فِيْهَا'' یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

''حتیٰ یریحنا'' مراد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک موقف سے ہم کو نجات دلائیے' اور ہمارا فیصلہ کرائیے جو بھی ہو۔

''لست هناكم'' یعنی یہ حق' یہ منصب شفاعت عظمیٰ کا ہے جو مجھے حاصل نہیں۔ اس جلیل منصب پر فائز کوئی اور ذات ہے۔

''ذنبه'' اس سے مراد جنت میں شجرۂ ممنوعہ کا کھانا ہے۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ فرمائیں گے: میں اپنی لغزش ہی کی وجہ سے نکالا گیا ہوں۔ یہ بحث نزہۃ القاری' ج ا ص ۲۸۲' رقم: ۲۰' کے تحت گزر چکی ہے کہ ''ذنب'' کی اسناد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی جانب کی جاتی ہے تو اس سے مراد گناہ نہیں ہوتا بلکہ لغزش یا ایسا کام جو ان کی شایانِ شان نہ ہو مراد ہوتا ہے ''اول رسول'' بربنائے تحقیق سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو نئی شریعت اور نئی کتاب لے کر اپنی اولاد کی جانب تبلیغ پر مامور تھے۔ حضرت نوح کو اول الرسول اس بناء پر فرمایا کہ کفر و شرک پھیلنے کے بعد جو سب سے پہلے رسول مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں وہ یہ ہیں

''ویذکر سؤاله ربه'' اس سے مراد ان کا اپنے بیٹے کے لیے سوال ہے کہ عرض کیا تھا: ''اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ'' (ھود: ۴۵) بے شک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔ اس پر فرمایا گیا:

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (ھود: ۴۶)

وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں۔

کتاب الرقاق میں یہ ہے: ''ویذکر خطیئته التی اصاب'' اور اپنی اس لغزش کو یاد فرمائیں گے جو ان سے ہو گئی تھی۔ اس سے مراد یہی بیٹے کے ڈوب جانے پر مذکورہ بالا عرض ہے' یا مراد اپنے زمانے کے کفار کی بربادی کی دعا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ فرمائیں گے: میں نے ایک دعا کر کے زمین والوں کو غرق کر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ متمرد سرکش کفار و مشرکین کی ہلاکت کی دعا کرنا گناہ نہیں' لیکن کمال رحمت کے شایانِ شان نہیں' اس لیے اس روایت میں ''خطیئة'' سے مراد وہ کام ہے جو شایانِ شان نہ ہو۔ اس سلسلے کی تمام روایتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام معذرت میں دو باتیں فرمائیں گے۔ ایک یہی کہ میں پہلے ایک دعا کر کے زمین والوں کو غرق کر چکا ہوں' اور دوسری یہ کہ میں نے ایک ایسا سوال کیا تھا جس

Marfat.com

کا مجھے علم نہیں تھا' اس لیے مجھے حیا آتی ہے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معذرت میں یہ فرمائیں گے کہ حتمی طور پر ایک دعا کے قبول ہونے کا وعدہ فرمایا تھا وہ میں اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کر چکا' اب مجھے حیا آتی ہے۔

کتاب الرقاق کی روایت میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بارے میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنی لغزش ذکر فرمائیں گے اور اس لغزش کی تصریح ھمام کی روایت میں ہے کہ وہ اپنے تینوں توریئے بیان فرمائیں گے جو مشہور ہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت میں قبطی کے قتل کو بیان فرمائیں گے کہ اس نے کوئی قتل نہیں کیا تھا مگر میں نے اسے مار ڈالا' مگر حقیقت میں یہ کوئی گناہ نہیں تھا۔ وہ قبطی ظالم بنی اسرائیل کے کمزور فرد کو ستا رہا تھا۔ قبطی اس کو مجبور کر رہا تھا کہ بلاعوض لکڑیوں کا گٹھا لاد کر فرعون کے مطبخ میں پہنچائے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال آ گیا۔ ظلم سے باز رکھنے کے لیے بہ نیت تادیب قبطی کو ایک گھونسہ رسید کیا جس سے وہ جہنم رسید ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بارے میں بخاری کی روایتوں میں کسی لغزش کا ذکر نہیں' لیکن ترمذی کی روایت میں بہ طریق ابونضرہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ فرمائیں گے: ''اِنِّیْ عُبِدْتُّ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' اللہ کے علاوہ میری پرستش کی گئی' اور حضرت امام احمد اور نسائی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: ''انی اتخذت الھا من دون اللہ'' اللہ کے علاوہ مجھے معبود بنالیا گیا' ظاہر ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی قصور نہیں' لیکن ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میری نالائق قوم نے میری پرستش کی مجھے معبود بنالیا تو مجھے حیا آتی ہے۔

''قد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر'' کا ہم نے ترجمہ یہ کیا: اللہ نے انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا۔ اس لیے کہ ''غفر'' کے اصل معنی ستر کے ہیں جیسا کہ جلد اول میں ہم نے ثابت کیا ہے۔ اس ارشاد: ''ما تقدم وما تاخر'' سے مراد عمر مبارک ہے یعنی ماضی اور مستقبل سب میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچائے رکھا۔ یہ حدیث اس پر نص ہے کہ شفاعت کے لیے چار بار عرض معروض فرمائیں گے۔ پہلی بار کوئی حد مقرر کی جائے گی' مثلاً یہ کہ جاؤ جو لوگ نماز کے پابند تھے مگر جماعت چھوڑنے کے عادی تھے' انہیں دوزخ سے نکالو' دوسری بار فرمایا جائے گا: جاؤ بے نمازیوں کو دوزخ سے نکال لو' علی ھذا القیاس' یہاں تک کہ صرف وہی لوگ جہنم میں رہ جائیں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے۔

بَابٌ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ﴾ (البقرہ:١٤) اَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ (ص ٦٤٣)

مجاہد نے کہا: شیاطین سے مراد اُن کے منافق اور مشرک ساتھی ہیں

﴿مُحِیْطٌ بِالْکٰفِرِیْنَ﴾ (البقرہ:١٩) اَللّٰهُ جَامِعُهُمْ..... ''محیط بالکافرین'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ کافروں کو اپنے قابو میں لیے ہوئے ہے ﴿عَلَی الْخٰشِعِیْنَ﴾ (البقرہ:٤٥) عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا..... ''خاشعین'' سے مراد سچے مومن ہیں ''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ (البقرہ:٦٣) یَعْمَلُ بِمَا فِیْهِ''..... ارشاد تھا: ''خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ'' ہم نے تم کو جو عطا فرمایا اسے قوت کے ساتھ لو ''وَقَالَ اَبُو الْعَالِیَةِ مَرَضٌ شَکٌّ''..... ابوالعالیہ نے کہا کہ یہ جو فرمایا گیا کہ منافقین کے دلوں میں بیماری ہے اس سے مراد شک ہے' ''صِبْغَةَ دِیْنٍ'' فرمایا گیا تھا ''وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً'' اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے ''صبغة'' سے مراد دین ہے ﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ (البقرہ:٦٦) عِبْرَةٌ لِّمَنْ بَقِیَ..... ''ما خلفھا'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو باقی رہے ﴿لَا شِیَةَ فِیْهَا﴾ (البقرہ:٧١) لَا بَیَاضَ..... یعنی

Marfat.com

اس میں سفیدی نہ ہو" وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسُوْمُوْنَكُم﴾ (البقرہ:٤٩) يُوَلُّوْنَكُمُ الْوَلَايَةُ مَفْتُوْحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرَّبُوْبِيَّةُ إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ..... اور ان کے غیر نے کہا: "يَسُوْمُوْنَكُمْ" کے معنی ہیں: مسلط کرتے تھے "اَلْوَلَايَة" واؤ کے فتحہ کے ساتھ "وَلَاءٌ" کا مصدر ہے اس کا معنی پالنے کے ہیں اور جب واؤ کو کسرہ دیا جائے تو امارت کے معنی میں ہے "وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِي تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُوْمٌ"..... اور بعضوں نے کہا: فوم ان دانوں کو کہا جاتا ہے جو پورے کھائے جاتے ہیں۔ "فَادَّارَءْتُمْ" (البقرہ:٧٢)، "اِخْتَلَفْتُمْ" آپس میں اختلاف کرلیا' ایک دوسرے پر ٹالنے لگے "وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فَبَآءُوْا﴾ (البقرہ:٩٠) فَانْقَلَبُوْا"..... وہ پلٹے ﴿يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ (البقرہ:٨٩) يَسْتَنْصِرُوْنَ..... مدد طلب کرتے تھے ﴿شَرَوْا﴾ (البقرہ:١٠٢) بَاعُوْا..... اس کو بیچا۔ یہ افادہ فرمایا کہ شراء اضداد میں سے ہے' خریدنے کے معنی میں بھی اور بیچنے کے معنی میں بھی ہے۔ یہاں بیچنے کے معنی میں ہے۔ ﴿رَاعِنَا﴾ (البقرہ:١٠٤) مِنَ الرَّعُوْنَةِ إِذَا أَرَادُوْا أَنْ يُّحَمِّقُوْا إِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنَا..... "راعنا" رعونت سے بنا ہے' یہودی جب کسی انسان کو بیوقوف بنانا چاہتے تو کہتے: "راعنا" یہ ہمارا بیوقوف ہے۔ ﴿لَا يَجْزِيْ﴾ (البقرہ:٤٨' ١٢٣) لَا يُغْنِيْ..... وہ بے پرواہ نہیں کرے گا "اِبْتَلٰى"، "اِخْتَبَرَ" آزمایا۔ ﴿خُطُوَاتِ﴾ (البقرہ:١٦٨) مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنٰى اٰثَارُهُ..... "خطوات"، "خطو" سے مشتق ہے' اس کے معنی نشان قدم کے ہیں "خطوات"، "خطو" کی جمع ہے' چلتے وقت دونوں قدموں کے درمیان جو فاصلہ ہوتا ہے اسے "خطوة" کہتے ہیں' اس کی جمع قلت "خطوات" ہے اور جمع کثرت "خُطًى"۔

بَابٌ [البقرہ:٢٢ کی تفسیر]

قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:٢٢) (ص ٦٤٣)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اس حال میں کہ تم جانتے ہو○

٢٢١٠- ح: [اَعْظَمُ الذَّنْبِ الشِّرْكُ]

شرک سب سے بڑا گناہ ہے

٢٢١٠- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ.

(کتاب التوحید:۔ باب: قوله تعالیٰ فلا تجعلوا لله اندادًا ص ١١٢١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا فرمایا۔ میں نے عرض کیا: بلاشبہہ یہ بھاری گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اپنی اولاد کو قتل کرنا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنا۔

بَابٌ [البقرہ:٥٧ کی تفسیر]

قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ○﴾ (البقرہ:٥٧) (ص ٦٤٣)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا' ہماری ان پاک روزیوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیں' انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا' ہاں! وہ اپنے اوپر خود ظلم کرتے تھے○

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَالسَّلْوٰى الطَّيْرُ.

مجاہد نے کہا: "مَنّ" ایک قسم کی گوند تھی اور "سلویٰ" ایک

Marfat.com

چڑیا تھی۔

٢٢١١- ح: [اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ]

سانپ کی چھتری (تاثیراً) منّ سے ہے

٢٢١١- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سانپ کی چھتری من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے۔

(کتاب الطب۔ باب: المن شفاء للعین ص ٨٥٠، مسلم۔ کتاب الاطعمۃ، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ کتاب الطب)

''غمام'' اس سفید بادل کو کہتے ہیں جس میں ٹھنڈک ہو۔ جب بنی اسرائیل میدان تیہ میں پھنسے تھے اللہ عزوجل نے سفید ٹھنڈا بادل ان کے اوپر بھیج دیا تھا تاکہ دھوپ کی تیزی سے بچیں اور ان پر من وسلویٰ نازل فرمایا تھا تاکہ اسے کھائیں۔ من ترنجبین کی طرح ایک میٹھا پھل تھا اور سلویٰ بٹیر کی مثل بھنا ہوا پرندہ تھا۔

''كَمْأَةٌ'' سانپ کی چھتری۔ برسات میں جہاں لکڑیاں یا نباتات سڑتے ہیں وہاں ایک سفید رنگ کا پودا نکلتا ہے چھتری کے مثل کا۔

بَابٌ

[البقرہ:٩٧ کی تفسیر]

قَوْلُهُ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ﴾ (البقرہ:٩٧).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: جو جبریل کا دشمن ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرَ وَمِيْكَ وَسَرَافِ عَبْدٌ اِيْلٌ اَللّٰهُ.

اور عکرمہ نے کہا کہ جبر اور میک اور سراف کے معنی: عبد کے ہیں اور ایل اللہ کا نام ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جبریل، میکائیل اور اسرافیل تینوں کے معنی اللہ کے بندے ہیں۔ یہ اسماء ثلثہ سریانی زبان کے کلمات ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ایل کے معنی بندے کے ہیں اور اس کے قبل جو لفظ ہے وہ اللہ کے اسماء ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل کے معنی عبداللہ کے ہیں اور میکائیل کے معنی عبیداللہ کے ہیں عبد کی تصغیر کے ساتھ، اور اسرافیل کے معنی عبدالرحمٰن کے ہیں۔

﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا﴾ (البقرہ:١٠٦).....ہم جو آیت منسوخ فرماتے ہیں یا اسے مٹا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں۔

٢٢١٢- ح: [قَالَ عُمَرُ اِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ اُبَيٍّ وَ سَبَبُهُ]

حضرت عمر کا ارشاد: ہم ابی کے قول کو چھوڑتے ہیں اور اس کی وجہ

٢٢١٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَقْرَؤُنَا اُبَيٌّ وَاَقْضَانَا عَلِيٌّ وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ اُبَيٍّ وَّذَاكَ اَنَّ اُبَيًّا يَّقُوْلُ لَا اَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا﴾ (البقرہ:١٠٦).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا: ہم میں سب سے بڑے قاری ابی ہیں اور ہم میں سب سے اچھے قاضی علی ہیں، اس کے باوجود ہم ابی کے قول کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ اس لیے کہ ابی کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ بھی سنا ہے کسی کو نہیں چھوڑوں گا (سب کو بیان کروں گا) حالانکہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم کسی آیت کو منسوخ فرماتے ہیں یا مٹاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود کہ حضرت ابی سب سے بڑے قاری ہیں' ان کی قراءت کے بہت سے حصے کو ہم نہیں لیتے' انہیں ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ منسوخ اور غیر منسوخ سب کی قراءت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ بھی قرآن سنا ہے ان میں سے کسی کی قراءت نہیں چھوڑوں گا' حالانکہ بہت سی آیتوں کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اللہ عزوجل نے خود فرمایا ہے: ''مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا'' ہم جس آیت کو بھی منسوخ فرماتے ہیں یا مٹا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے مثل لاتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابی نسخ کے قائل نہ تھے' حالانکہ نسخ کا ثبوت قرآن مجید سے ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کے ارشاد کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات منسوخ ہیں جن کی ہم تلاوت نہیں کرتے یا جن کے احکام پر ہم عمل نہیں کرتے۔

بَابُ

قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ﴾ (البقرہ:١١٦) (ص ٦٤٤)

[البقرہ:١١٦ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: انہوں نے کہا: اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے' وہ پاک ہے

٢٢١٣- حَدَّثَنَا نَافِعُ ابْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيبُهٗ اِيَّايَ فَزَعَمَ اَنِّي لَا اَقْدِرُ اَنْ اُعِيدَهٗ كَمَا كَانَ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لِي وَلَدٌ فَسُبْحَانِي اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: بنی آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ مجھے جھٹلائے' وہ مجھے گالی دیتا ہے اور اسے جائز نہیں کہ مجھے گالی دے' اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ میں دوبارہ اس کو لوٹانے پر قدرت نہیں رکھتا' جیسا کہ وہ تھا اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرے بیٹا ہے' میں اس سے پاک ہوں کہ بیوی یا بیٹا بناؤں۔

بَابٌ

﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ (البقرہ:١٣٦) (ص ٦٤٤)

[البقرہ:١٣٦ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: تم لوگ کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہماری جانب اتارا گیا

٢٢١٤- ح: [لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ]

نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب

٢٢١٤- عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اہل کتاب تورات کو عبرانیہ میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لیے اس کی عربی میں تفسیر کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب اور یہ کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر اتارا گیا۔

Marfat.com

تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

(بخاری۔ج ۲ ص ۱۰۹۴۔کتاب الاعتصام۔باب:قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسئلوا اھل الکتاب' کتاب التوحید۔باب: ما یجوز من تفسیر التوراۃ ص ۱۱۲۵)

اہل کتاب کی تصدیق اور تکذیب دونوں سے اس لیے منع فرمایا کہ متیقن ہے کہ تورات میں تحریف ہے اور یہودی جو کچھ بیان کریں گے اس کے بارے میں دو احتمال ہیں' محرف ہے یا نہیں۔ بہ صورتِ اول اس کی تصدیق حرام ہے' اور اس کا بھی احتمال ہے کہ وہ ''مَا انزل اللّٰہ'' ہو تو اس کی تکذیب حرام' اس لیے سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ موجودہ تورات وانجیل میں جو کچھ ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو ہماری شریعت کے مطابق ہیں ان کی تصدیق کی جائے گی۔ دوسرے وہ جو ہماری شریعت کے خلاف ہیں ان کی تکذیب واجب ہے۔ تیسرے وہ جو ہماری شریعت کے مطابق ہیں نہ مخالف' ان میں سکوت واجب ہے۔ یہی اس حدیث کا مفاد ہے' یہ دربارۂ عقائد واحکام ہے' رہ گیا قصص وحکایات' اس کی اجازت دوسری حدیث میں مصرح ہے۔ فرمایا: ''حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج''[1] بنی اسرائیل سے بیان کرو اور اس میں حرج نہیں۔ اسی سے نیچری اور آزاد خیال محقق بننے والوں کے اس مغالطہ کی تردید ہوگئی کہ وہ امام ابن اسحٰق وغیرہ کو صرف اس بناء پر ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں کہ وہ اسرائیلیات کی روایت کرتے ہیں۔

بَابُ [البقرہ: ۱۴۴ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ اِلٰى ﴿عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرہ:١٤٤).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: ہم آپ کے آسمان کی طرف منہ پھیرنے کو دیکھ رہے ہیں ''عما تعملون'' تک

٢٢١٥- ح: [قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ]

حضرت انس نے کہا: جن لوگوں نے دو قبلوں کی جانب نماز پڑھی' ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں بچا

٢٢١٥ - عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ. (نسائی۔کتاب التفسیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جن لوگوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے ان میں سے سوائے میرے کوئی باقی نہیں۔

تحویل قبلہ پر پوری بحث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ امام بخاری نے یہاں جتنی حدیثیں ذکر کی ہیں سب تقریباً پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

بَابُ [البقرہ: ۱۵۸ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾.

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک صفا ومروہ اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں' تو جو بھی اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی

[1] بخاری۔کتاب الانبیاء۔باب: ما ذکر عن بنی اسرائیل ص ۴۹۱' مسلم۔کتاب الزہد۔باب: التثبت فی الحدیث ص ۴۱۴' ترمذی۔کتاب العلم باب: ما جاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل ص ۹۱' مسند احمد۔ج ۳

Marfat.com

(البقرہ:۱۵۸)(ص ۶۴۵) بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے O

شعائر

''شَعَائِرُ عَلَامَاتٌ وَّاحِدَتُهَا شَعِيْرَةٌ''..... ''شعائر'' کے معنی علامتیں ہیں۔ یہ جمع ہے اس کا واحد ''شعیرۃ'' ہے مراد یہ ہے کہ دین کی نشانیاں ہیں۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِيْ لَاتُنْبِتُ شَيْئًا وَّالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيْعِ''..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: صفوان پتھر ہے جو پتھر کچھ نہیں اگاتا اس کو کہا جاتا ہے ''الحجارۃ الْمُلْسُ''، ''اَلْمُلْسُ اَمْلَسُ'' کی جمع ہے یعنی چکنا واحد ''صَفْوَانَةٌ'' ہے ''صَفَا'' کے معنی میں اور ''صَفَا'' جمع کے لیے ہے یعنی ''صَفَا''، ''صَفْوَانَةٌ'' کی جمع ہے۔

بَابٌ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ .اِلٰى قَوْلِهٖ.عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ﴿عُفِيَ﴾ تُرِكَ (البقرہ:۱۷۸). (ص ۶۴۶)

[البقرہ:۱۷۸ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام ''عذاب الیم'' تک ''عفی'' کا معنی ہے: اس نے چھوڑ دیا۔

٢٢١٦-ح: [كَانَ الْقِصَاصُ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ]

بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا' دیت نہیں تھی

٢٢١٦- حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ فَالْعَفْوُ اَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِى الْعَمْدِ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ﴾ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ بِاِحْسَانٍ ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (البقرہ:۱۷۸) قَتَلَ بَعْدَ قَبُوْلِ الدِّيَةِ.

(بخاری۔ ج ۲ ص ۱۰۱۶۔ کتاب الدیات۔ باب: من قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین، نسائی۔ کتاب التفسیر۔ کتاب القصاص)

مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور ان میں دیت نہیں تھی' تو اللہ نے اس امت کے لیے فرمایا: تم پر قصاص فرض کیا گیا مقتولین کے بارے میں' آزاد آزاد کے عوض اور غلام غلام کے عوض' عورت عورت کے عوض تو جو اپنے بھائی کے لیے کچھ معاف کر دے' معاف کرنا یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے' تو بھلائی کے ساتھ تقاضا کرنا ہے اور اس پر واجب ہے کہ اچھائی کے ساتھ ادا کرنا' یعنی بھلائی سے تقاضا کرے اور وہ اچھائی سے ادا کر دے۔ یہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے تخفیف ہے اور مہربانی' بہ نسبت اس کے جو تمہارے پہلے والوں پر فرض تھا۔ اب اس کے بعد جو حد سے آگے بڑھے اس کے لیے دردناک عذاب ہے' یعنی دیت قبول کرنے کے بعد اگر قاتل کو قتل کرے (تو یہ حد سے آگے بڑھنا ہوگا اور عذاب کا موجب ہوگا)۔

Marfat.com

جب کوئی شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے تو اصل واجب یہ ہے کہ اولیاء مقتول' قاتل کو قصاص میں قتل کریں' لیکن اولیاء مقتول چاہیں تو بالکلیہ قصاص معاف کر سکتے ہیں یا چاہیں تو اس کے عوض پوری دیت وصول کر سکتے ہیں اور یہ بھی اختیار ہے کہ دیت بھی کچھ وصول کریں کچھ معاف کریں۔ بنی اسرائیل میں یہودیوں پر صرف قصاص واجب تھا' نہ دیت لینے کی اجازت تھی نہ معاف کرنے کی' اور اہل انجیل پر واجب تھا کہ معاف کریں' نہ انہیں قصاص لینے کی اجازت تھی نہ دیت کی۔ یہ سب باتیں فطرت اور اصول تمدن کے مطابق نہ تھیں مگر اس زمانے کے لحاظ سے یہی مناسب تھا۔ اسلام نے پوری دنیا کی فطرت اور اصول تمدن کو سامنے رکھ کر قصاص' عفو یا دیت میں سے جو اولیاء مقتول چاہیں اس کی اجازت دی۔ اگر تمام اولیاء مقتول بالکلیہ خون معاف کر دیں تو نہ قصاص کی اجازت ہے نہ دیت کی۔ اسی لیے ''فَمَنْ عُفِيَ لَهُ'' کو ''شیء'' سے مقید کیا' اس کے عموم کا مفاد یہ ہے کہ اگر سارے اولیائے مقتول نے قصاص معاف کر دیا تو نہ قصاص واجب نہ دیت' لیکن اگر کچھ معاف کیا تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) سارے اولیاء مقتول نے قصاص معاف کیا اور دیت کا مطالبہ کیا' (۲) کچھ اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا کچھ نے دیت کا' (۳) کچھ اولیاء نے بالکلیہ معاف کر دیا اور کچھ اولیاء نے قصاص یا دیت کا مطالبہ کیا' ان تمام صورتوں پر ''فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ'' صادق اور قصاص بہر حال ساقط' دیت کل یا جزء واجب ہے۔

٢٢١٧- ح: [كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ]

اللہ کا فریضہ قصاص ہے

٢٢١٧- حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اللہ کا فریضہ قصاص ہے۔

یہ اصل میں ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جو کتاب الصلح اور کتاب التفسیر اور کتاب الدیات میں مفصل مذکور ہے کہ حضرت انس کی پھوپھی ربیع نے ایک بچی کا دانت توڑ دیا تھا' انہوں نے معافی کی درخواست کی' وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے قصاص کا حکم دیا' اس پر حضرت انس بن نذر نے کہا: یا رسول اللہ! ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! اللہ کا فریضہ قصاص ہی ہے' پھر افہام و تفہیم کے بعد وہ لوگ دیت پر راضی ہو گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل واجب قصاص ہی ہے' عفو یا دیت رخصت ہے۔ قصاص سے متعلق بقیہ ابحاث کتاب الدیات میں آئیں گی۔

بَابُ

[البقرہ: ۱۸۳ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ:۱۸۳). (ص ٦٣٦)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تمہارے پہلے والوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم اللہ سے ڈرو۔

٢٢١٨- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمُ عَاشُورَاءُ فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ.

(مسلم۔ کتاب الصوم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کے پاس اشعث آئے اور حضرت عبداللہ کھا رہے تھے تو اشعث نے ان سے کہا: آج عاشوراء ہے تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا: عاشورا کا رمضان کے روزے کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان کے روزے کا حکم اترا تو چھوڑ دیا گیا۔ تم بھی قریب آؤ اور کھاؤ۔

Marfat.com

[روزے کی فرضیت کا بیان]

مطلب یہ ہے کہ رمضان سے پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا اب فرض نہیں۔ یہ مستحب ہونے کے منافی نہیں۔ اس سے متعلق ساری بحثیں کتاب الصوم میں گزر چکی ہیں۔

بَابٌ

[البقرہ: ۱۸۴ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۸٤).

(ص ۶۴۷)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: چند گنتی کے دن' تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں ہیں' اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلے میں ایک مسکین کا کھانا دیں' پھر اپنی جانب سے جو نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے اچھا ہے اگر تم جانو○

وَقَالَ عَطَاءٌ يُّفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ فِى الْمُرْضِعِ الْحَامِلِ اِذَا خَافَتَا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا اَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَاَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ اِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ اَطْعَمَ اَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا اَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّاَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ وَهُوَ اَكْثَرُ.

اور امام عطاء نے فرمایا کہ ہر بیماری میں روزہ چھوڑ سکتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ امام حسن بصری اور امام ابراہیم نخعی نے فرمایا: دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے اگر اپنے اوپر یا اپنی اولاد پر اندیشہ ہو تو روزہ نہیں رکھیں گی پھر قضا کریں گی' لیکن بہت بوڑھا جب روزے کی طاقت نہ رکھے (تو وہ کیا کرے) حضرت انس نے بہت بوڑھے ہونے کے بعد ایک سال یا دو سال روزہ نہیں رکھا اور روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت کھلاتے تھے۔ قراءت عامہ ''یطیقونہ'' ہے اور یہی اکثر ہے۔

[حضرت ابن عباس کی قراءت ''یطوقونہ'' ہے]

حضرت ابن عباس کی قراءت ''یطوقونہ'' ہے' یعنی جنہیں روزے سے تکلیف ہوتی ہو اور بہت زیادہ بوڑھے مرد عورت ہیں۔

۲۲۱۹- عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَءُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ.

عطاء سے روایت ہے' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: ان لوگوں پر جنہیں روزہ مشقت میں ڈال دے فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْمَرْاَةُ الْكَبِيْرَةُ لَا يَسْتَطِيْعَانِ اَنْ يَّصُوْمَا فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا.

حضرت ابن عباس نے فرمایا: یہ منسوخ نہیں۔ یہ بہت بوڑھے مرد عورت کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکتے ہوں' یہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی بھی یہی قراءت ہے ''یطوقونہ'' جس کے معنی ہیں کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے وہ مشقت میں پڑیں گے' بہت بوڑھے مرد اور عورت۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیت کریمہ ''یُطِیْقُوْنَهٗ'' منسوخ ہے یا محکم۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک منسوخ نہیں محکم ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے لیکن بہت سے حضرات جیسے حضرت ابن عمر' حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں: یہ منسوخ ہے۔ ابتداء میں چونکہ روزہ رکھنے کی عادت نہیں تھی' لوگوں پر روزہ شاق ہوا تو انہیں اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو

Marfat.com

روزہ رکھیں چاہیں تو فدیہ دیں' پھر یہ حکم ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرہ:۱۸۵)..... سے منسوخ ہوگیا۔ حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کتاب الصوم میں بھی گزری ہے اور یہاں بھی اس کے بعد مذکور ہے۔ اس کی پوری بحث کتاب الصوم میں گزر چکی ہے دوبارہ ذکر کی حاجت نہیں' جو لوگ نسخ کے قائل ہیں ان پر ایک سنگین اعتراض یہ پڑتا ہے کہ جب یہ آیت روزے کی استطاعت رکھنے والوں کے بارے میں ہے تو شیخ فانی کا حکم کہاں سے ثابت ہے۔ فلیتامل

حضرت ابن عباس کی مذکورہ بالا قراءت اور اس کی تفسیر حضرت مجاہد سے بھی مروی ہے جو ایک حدیث کے بعد یہیں بخاری میں مذکور ہے۔

بَابُ

قَوْلِهِ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۸۷). (ص ۶۴۷)

[البقرہ:۱۸۷ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: روزہ کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال کیا گیا' وہ تمہارے لیے لباس ہیں تم ان کے لیے لباس ہو' اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور اللہ نے تمہارے نصیب میں جو لکھا ہے اسے طلب کرو۔

[روزے کی رات میں بیویوں سے جماع جائز ہے]

ابتداء اسلام میں سورج ڈوبنے کے بعد سے لے کر صرف عشاء کی نماز تک یا صرف سونے سے پہلے تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی' اس کے بعد حرام کر دی گئی تھی' یہ بہت شاق تھا۔ بہت سے صحابہ کرام عشاء کے بعد کھانے پینے اور جماع میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی پوری تفصیل کتاب الصوم میں گزر چکی ہے۔ یہ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آیت مذکورہ نازل ہوئی اور صبح صادق تک کی اجازت مل گئی اور جو لغزش ہوگئی تھی اس سے معافی کا پروانہ بھی۔

بَابُ

قَوْلِهِ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (البقرہ:۱۸۹).

[البقرہ:۱۸۹ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: یہ کچھ بھلائی نہیں کہ تم گھروں میں پچھلی طرف سے توڑ کر آؤ' ہاں! بھلائی پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ص ۶۴۸)

۲۲۲۰- عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾ (البقرہ:۱۸۹).

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاہلیت میں جب اہل عرب احرام باندھتے تو گھروں میں پچھلی طرف سے آتے تو اللہ نے یہ حکم اتارا کہ یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ اپنے گھروں میں ان کے پچھلی طرف سے آؤ' لیکن نیک وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اپنے گھروں میں دروازوں سے آئے۔

Marfat.com

[گھروں کی پچھیت سے آنا جانا نیکی نہیں]

کتاب الصوم میں پوری تفصیل سے بتایا جا چکا کہ قریش اور ان کے حلیف جن کو حمس کہا جاتا ہے احرام کے بعد اپنے گھر کے دروازوں سے اندر آتے جاتے' ان کے علاوہ بقیہ سارے عرب حتیٰ کہ انصار کرام بھی احرام باندھنے کے بعد دروازے سے گھر میں نہ جا سکتے تھے نہ باہر نکل سکتے تھے۔ پچھواڑے کی دیوار میں نقب لگا کر آتے جاتے تھے۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بَابُ

[البقرہ: ۱۹۳ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (البقرہ:۱۹۳) (ص ۶۴۸)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو' پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۝

۲۲۲۱- ح: [عَهْدُ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَسُلُوْكُ ابْنِ عُمَرَ]

حضرت ابن زبیر کے عہد میں حضرت ابن عمر کی روش

۲۲۲۱- عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ اَخِيْ فَقَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت ابن زبیر کے فتنے کے زمانہ میں دو شخص آئے۔ ان دونوں نے کہا: لوگ ضائع کر دیئے گئے اور آپ حضرت عمر کے صاحبزادے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ کو لڑائی کے لیے نکلنے سے کیا چیز روکے ہوئے ہے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا: مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ نے اپنے بھائی کا خون حرام فرمایا ہے۔ ان دونوں نے کہا: کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہ جائے۔ انہوں نے فرمایا: ہم (ان سے) لڑے یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہیں رہ گیا' اور پرستش صرف اللہ ہی کے لیے ہونے لگی اور تم لوگ چاہتے ہو کہ لڑو تا کہ فتنہ ہو اور اللہ کے علاوہ اوروں کی پرستش ہو۔

وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ فُلَانٌ وَّحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ تَحُجَّ عَامًا وَّتَعْتَمِرَ عَامًا وَّتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيْهِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اِيْمَانٍ بِاللّٰهِ

(دوسرے طریقے سے نافع ہی سے یوں مروی ہے) کہ ایک شخص حضرت ابن عمر کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! آپ کو کس چیز نے اس پر آمادہ کیا کہ ایک سال حج کرتے ہیں اور ایک سال عمرہ کرتے ہیں اور راہِ خدا میں جہاد چھوڑ بیٹھے ہیں' اور آپ کو معلوم ہے کہ اللہ نے جہاد کی کتنی رغبت دلائی ہے تو انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ و رسول پر ایمان' پانچوں نمازیں' رمضان کے روزے' زکوٰۃ کی ادائیگی اور

Marfat.com

وَرَسُوْلِهٖ وَالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَاَدَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ﴾ (الحجرات:٩) ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ (البقرہ: ١٩٣) قَالَ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا قَتَلُوْهُ وَاِمَّا يُعَذِّبُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ.

بیت اللہ کا حج۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ نہیں سنتے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو پس اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کے خلاف سرکشی کرے تو سرکش سے جہاد کرو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے (اور اللہ کے اس حکم کو آپ نے نہیں سنا) ان سے لڑو تا کہ کوئی فتنہ نہ رہ جائے' فرمایا: ہم نے یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کیا' اسلام تھوڑا تھا (یعنی مسلمان تھوڑے تھے) دین کے معاملے میں لوگوں کو آزمایا جاتا تھا یا تو اسے قتل کرتے یا عذاب دیتے' یہاں تک کہ مسلمان زیادہ ہو گئے اور کوئی فتنہ نہ رہا۔

قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ اَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا اَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ اَنْ يَّعْفُوَا عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ.

اس نے کہا: حضرت علی وعثمان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ فرمایا: عثمان کو اللہ نے معاف فرما دیا' تم لوگوں کو یہ بات ناگوار ہے کہ انہیں معاف کیا گیا اور علی رسول اللہ ﷺ کے چچا کے صاحب زادے ہیں اور حضور کے داماد ہیں اور اشارہ کر کے بتایا: یہ ان کا گھر ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

فتنہ ابن زبیر سے مراد وہ زمانہ ہے جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا۔ پورے حرمین طیبین اور حجاز و عراق میں بلکہ اکثر بلادِ اسلام میں ان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر لیا گیا تھا' مگر مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک سفاک نے ان کے خلاف فوجیں بھیجیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رویہ بر بنائے احتیاط تھا' وہ یہ نہیں طے کر پائے ہوں گے کہ حق کس کے ساتھ ہے؟

دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ پوچھا وہ اس بناء پر تھا کہ اس وقت مسلمانوں میں دو طبقے پیدا ہو گئے تھے عثمانی اور شیعی۔ ایک فریق دوسرے پر لعن طعن اور علانیہ نکتہ چینیاں کرتا تھا' اس لیے اس شخص نے خصوصیت سے ان دونوں صاحبان کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فیصلہ کن اور اطمینان بخش جواب ارشاد فرمایا۔

بَابُ [البقرہ: ١٩٥ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (البقرہ:١٩٥): (ص ٦٤٨)

اَلتَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ. (ص ٦٤٨)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور بھلائی کرو اللہ بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

''تھلکہ'' اور ''ھلاک'' ایک ہی ہیں' یعنی دونوں کا معنی ایک ہے اور دونوں مصدر ہیں۔

٢٢٢٢ - عَنْ حُذَيْفَةَ ﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت: ''وانفقوا

Marfat.com

تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ. فی سبیل اللہ (الخ)'' راہِ خدا میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(ترمذی۔ج۲ص۱۲۱'ابن ماجہ۔کتاب التفسیر۔باب: قولہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ)

ابوداؤد' ترمذی ونسائی میں حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے مددگار کثیر ہو گئے تو ہم نے چاہا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آبائی کاروبار کاشت کاری میں لگ جائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔اس کا حاصل یہ ہے کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔حضرت حذیفہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا حاصل ایک ہی ہے۔حضرت حذیفہ کا مقصد یہ ہے کہ جہاد کی تیاری کے لیے خرچ کرو تاکہ جہاد باقی رہے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب بھی یہی ہے۔

بَابُ

[البقرہ:۱۹۶ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ﴾ (البقرہ: ۱۹۶). (ص۶۴۸)

جو حج کے ساتھ عمرہ ملانے کا فائدہ حاصل کرے۔

۲۲۲۳- ح: [بَيَانُ التَّمَتُّعِ]

تمتع کا بیان

۲۲۲۳- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهٗ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَاءَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی کتاب میں تمتع کی آیت نازل کی گئی اور ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا اور کوئی ایسی آیت نہیں نازل ہوئی جو اسے حرام کرے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا یہاں تک کہ آپ وصال فرما گئے۔ایک شخص نے اپنی رائے سے کہا جو چاہا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تمتع سے منع فرماتے تھے یہ انہیں پر تعریض ہے۔ہوسکتا ہے کہ ان کی مراد حضرت عمر ہوں اس لیے کہ وہ بھی تمتع سے منع فرماتے تھے۔اس کی پوری تفصیل مع دلائل وبراہین کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ

[البقرہ:۱۹۹ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ (البقرہ:۱۹۹). (ص۶۴۸)

پھر اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

۲۲۲۴- ح: [اَلْقُرَيْشُ وَحُلَفَاءُهُمْ لَا يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ]

قریش اور ان کے حلیف وقوف عرفہ نہیں کرتے تھے

۲۲۲۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو ان کے طریقہ کار پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنا نام حمس رکھتے تھے اور بقیہ عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے' پھر جب اسلام آیا تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ عرفات جائیں'

Marfat.com

اَنْ يَّاْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفُ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضُ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾.

پھر وہاں ٹھہریں' پھر وہاں سے واپس ہوں۔ یہی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: پھر وہاں سے واپس ہو جہاں سے اور لوگ واپس ہوتے ہیں۔

''حُمْسٌ''، ''احمس'' کی جمع ہے' اس کا مادہ حماسہ ہے جس کے معنی سخت لڑائی لڑنے کے ہیں۔ عرب کے قبائل میں بنو عامر بن صعصعہ' ثقیف اور خزاعہ کا قریش سے ایک خاص معاہدہ تھا۔ اس لیے ان کو بھی حمس کہا جاتا تھا۔ احرام باندھنے کے بعد یہ لوگ گھی اور پنیر نہیں کھاتے تھے اور حج میں وقوف عرفہ نہیں کرتے تھے' صرف وقوف مزدلفہ کرتے تھے۔ اسی کو دور کرنے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

٢٢٢٥- ح: [لَا يُحَلُّ بِالطَّوَافِ الْمَحْضِ]

صرف طواف سے کوئی احرام سے باہر نہیں ہوتا

٢٢٢٥- اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطُوْفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتّٰى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَاِذَا رَكِبَ اِلٰى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهٗ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْاِبِلِ اَوِ الْبَقَرِ اَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ اَيَّ ذٰلِكَ شَاءَ غَيْرَ اِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِنْ كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِّنَ الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتّٰى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ اِذَا اَفَاضُوْا مِنْهَا حَتّٰى يَبْلُغُوْا جَمْعًا الَّذِيْ يَبِيْتُوْنَ بِهٖ ثُمَّ لِيَذْكُرِ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّاَكْثِرُوا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا ثُمَّ اَفِيْضُوْا فَاِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُفِيْضُوْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ حَتّٰى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص بغیر احرام باندھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرتا یہاں تک کہ حج کا احرام باندھتا' پھر جب عرفہ جانے کے لیے سوار ہوتا تو اپنے ساتھ اس کو جو بھی میسر ہوتا اونٹ' گائے' بکری میں سے قربانی کا جانور ساتھ لیتا' اور جسے قربانی کا جانور میسر نہ ہوتا وہ عرفہ کے دن سے پہلے پہلے حج کے دنوں میں تین دن روزہ رکھتا' اگر تین دنوں کا آخر عرفہ کا دن ہوتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں تھا۔ پھر وہ چلے اور عرفات میں وقوف کرے عصر کی نماز سے لے کر اندھیرا ہونے تک' پھر عرفات سے لوگ چلیں یہاں تک کہ مقام جمع پر پہنچیں جہاں لوگ رات گزارتے ہیں۔ یہاں اللہ کا کثرت سے ذکر کریں' صبح ہونے سے پہلے پہلے تکبیر و تہلیل کی کثرت کریں' پھر وہاں سے واپس ہوں ابن لیے کہ اور لوگ بھی واپس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر وہاں سے واپس ہو جہاں سے اور لوگ واپس ہوتے ہیں اور اللہ سے مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے' یہاں تک کہ جمرہ (عقبہ) پر کنکری مارو۔

یہ حقیقت میں تمتع کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ حاضر ہو۔ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور بغیر احرام کے جتنا چاہے بیت اللہ کا طواف کرے۔ پھر آٹھ ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اس پر قربانی واجب ہے اور اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اس پر دس روزے واجب ہیں۔ تین ایام حج میں یوم عرفہ سے پہلے پہلے اور سات حج سے فراغت کے بعد' اور وقوف عرفہ ضروری ہے اس کو ''لا جناح'' سے تعبیر کیا۔ تعبیر اس بناء پر کیا کہ قریش اور حمس عرفات جانے کو گناہ سمجھتے تھے۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جو فرمایا ہے: وہاں سے واپس ہو جہاں سے سب لوگ واپس ہوتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے عرفات جاؤ' پھر سورج ڈوبنے کے بعد وہاں سے مزدلفہ آؤ' پھر وہاں سے آؤ اور جمرۃ العقبہ پر کنکری مارو۔

Marfat.com

بَابُ

قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝﴾ (البقرہ:۲۰۱) (ص ۶۴۹)

۲۲۲۶- ح: [اَلدُّعَآءُ الْجَامِعُ]

۲۲۲۶ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

[البقرہ:۲۰۱ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور ان میں سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچاO

دعائے جامع

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔

(بخاری۔ کتاب الدعوات۔ باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ص ۹۴۵، ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی موقف میں پہنچ کر یہ دعا مانگتے: اے اللہ! اس کو بارش کا سال بنا اور فراخ سالی کا اور اچھی اولاد کا اور آخرت کا کوئی ذکر نہیں کرتے تھے۔ انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ان میں سے کوئی یہ کہتا: اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھلائی دے۔ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور مومنین یہ کہتے ہیں کہ ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی دے اور جہنم کی آگ سے بچا' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُتارا: ان لوگوں کے لیے ان کی کمائی کا پورا حصہ ہے اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا: دنیا میں بھلائی نیک عورت ہے اور آخرت میں جنت۔ عذابِ نار بری عورت ہے۔

بَابُ

قَوْلِهٖ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ﴾ (البقرہ:۲۲۳) اَلْاٰيَةَ. (ص ۶۴۹)

[البقرہ: ۲۲۳ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی پر آؤ جیسے چاہو اور اپنے لیے آگے بھیج لو۔

۲۲۲۷- عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَاَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَا اُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ اُنْزِلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى.

حضرت نافع نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ جب قرآن کی تلاوت کرتے تو بات نہیں کرتے تھے جب تک کہ فارغ نہ ہو جاتے۔ ایک دن میں ان کے پاس حاضر رہا۔ انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی یہاں تک کہ ایک جگہ پہنچے تو پوچھا: تم جانتے ہو کس بارے میں اتاری گئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں! فرمایا: فلاں فلاں معاملہ میں اتری ہے' پھر آگے تلاوت کرنے لگے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﴿فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ قَالَ يَاْتِيْهَا فِيْ.

حضرت ابن عمر سے دوسری روایت میں ہے: ''فاتو احرثکم انی شئتم'' کا مطلب یہ ہے کہ دُبر میں دخول کرے۔

Marfat.com

[''نسآء كم حرث لكم'' کی تفسیر]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ ''انی شئتم'' کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے پچھلے مقام میں مقاربت جائز ہے۔ ''فی کذا و کذا'' سے یہی مراد ہے اور دوسری روایت میں ''فی'' کے بعد ''الدبر'' کو امام بخاری نے قصداً تحریر نہیں فرمایا ہے۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں صراحت کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے لیکن یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وہم ہے جس پر خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انکار فرمایا ہے لیکن علامہ عینی نے تحریر کیا کہ حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں یہ نقل کیا ہے ''یا تیھا فی الفرج'' اور امام بخاری نے ''فی'' کے بعد بیاض چھوڑ دی تھی غالباً ان کے نزدیک یہ مدۃ العمر متعین نہیں ہو سکا ہوگا کہ یہاں کیا لفظ ہے؟ فرج یا دبر۔ اس پر کثیر حدیثیں وارد ہیں کہ عورتوں کے ساتھ پچھلے مقام میں مقاربت حرام ہے اور خود آیت کریمہ میں وارد لفظ ''حرث'' بھی التزاماً اس کی ممانعت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اس لیے کہ فرج ہی حرث ہے نہ کہ دبر۔ دبر موضع فرث (پاخانہ) ہے۔ ''انی شئتم'' کا عموم زیادہ سے زیادہ اس پر دلالت کر رہا ہے کہ موضع حرث میں تم جیسے چاہو ویسے مقاربت کرو خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے۔

٢٢٢٨- ح: [رَدُّ تَوَهُّمِ الْيَهُوْدِ]

یہود کے توہم کا ردّ

٢٢٢٨- عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَّرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾.

ابن منکدر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ یہودی کہتے تھے: جب کوئی پیچھے سے اپنی عورت سے جماع کرے گا تو اولاد بھینگی ہوگی تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس تشریح نے واضح کر دیا کہ ''انی شئتم'' سے مراد طریقہ کار کی تعمیم ہے نہ کہ موضع جماع کی۔

بَابُ

[البقرہ: ٢٣٢ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ (البقرہ:٢٣٢).

(ص ٦٤٩)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں پہلے شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو۔

٢٢٢٩- عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ اُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَاَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾.

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دی اور رجعت نہیں کی یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہوگئی اس کے بعد ان کو نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اپنے پہلے شوہروں سے نکاح کرنا چاہیں تو انہیں منع نہ کرو۔

(بخاری۔ ج ٢ ص ٧٧٠۔ کتاب النکاح۔ باب: لا نکاح الا بولی، کتاب الطلاق۔ ص ٨٠٢۔ باب: قولہ وبعولتھن احق بردھن، ابوداؤد۔ کتاب النکاح۔ ترمذی، نسائی۔ کتاب التفسیر)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی ان بہن کا نام کیا تھا؟ اس میں مختلف اقوال ہیں جمیل، جمیلہ، لیلیٰ، فاطمہ۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے کئی ایک نام رہے ہوں۔ جن صاحب کے ساتھ ان کا نکاح ہوا تھا ان کا نام ابوالبداح بن عاصم انصاری تھا۔ کتاب النکاح میں ہے کہ

Marfat.com

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح ابوالبداح کے ساتھ کر دیا تھا۔

بَابُ [البقرہ:۲۳۷ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اِلٰى بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (البقرہ:۲۳٤)﴿يَعْفُوْنَ﴾ (البقرہ:۲۳۷) يَهَبْنَ. (ص ٦٥٠)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: تم میں جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں ''بما تعملون خبیر'' تک۔ ''یعفون'' کا معنی ہے: دے دیں۔

۲۲۳۰- عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا﴾ (البقرہ:۲٤٠) قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْاٰيَةُ الْاُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا اَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهٖ. (بخاری۔ ج۲ ص۱۰۰٦۔ باب: قوله والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجًا)

حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا: میں نے حضرت عثمان بن عفان سے آیت کریمہ: تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں' کے بارے میں پوچھا' فرمایا: اسے دوسری آیت نے منسوخ کر دیا۔ (حضرت ابن زبیر نے کہا:) تو آپ اسے کیوں لکھتے ہیں اور مصاحف میں رہنے دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں قرآن کے کسی حصہ کو اس کی جگہ سے نہیں بدلوں گا۔

[عدت وفات]

''متوفی عنها زوجها'' کی عدت کے بارے میں سورۂ بقرہ ہی میں دو آیتیں ہیں ایک یہی جو ابھی متن میں ہم نے ذکر کی کہ ان کی عدت سال بھر ہے اور شوہروں پر واجب ہے کہ سال بھر تک ان کے نان نفقہ کی وصیت کر جائیں۔ دوسری وہ جو باب میں مذکور ہے کہ ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ دونوں آپس میں متعارض ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت جس میں مذکور ہے کہ ''متوفی عنها زوجها'' کی عدت سال بھر ہے منسوخ ہے۔ اسے اس آیت نے جس میں یہ مذکور ہے کہ ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے منسوخ کر دیا۔ اس پر انہوں نے پوچھا: جب وہ آیت منسوخ ہے تو اس کو آپ مصحف میں کیوں لکھتے ہیں؟ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید جس ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا تھا' اس میں یہ آیت ہے' اسی لیے میں بھی اس کو لکھتا ہوں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ منسوخ کی تین قسمیں ہیں۔ اول: منسوخ الحکم منسوخ التلاوت۔ دوسری منسوخ التلاوت اور محکم۔ ان دونوں قسموں کی آیتیں مصحف میں نہیں لکھی ہوئی ہیں۔ تیسری منسوخ الحکم اور متلو۔ ایسی آیتیں مصحف میں لکھی جاتی ہیں۔ سورۃ البقرہ: ۲۴۰' تیسری قبیل سے ہے' اس کا حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہے۔

اشکال کی بہ ظاہر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ ''يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا'' (البقرہ:۲۳۴) پہلے ہے اور آیت کریمہ ''وَصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ'' (البقرہ:۲۴۰) بعد میں ہے۔ اس کے بعد میں ہونے سے کسی کو یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ یہ ناسخ ہے اور وہ منسوخ..... حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ نسخ کا تعلق نزول سے ہے تلاوت کی ترتیب سے نہیں۔

۲۲۳۱- عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

امام مجاہد سے روایت ہے: (یہ جو اللہ عزوجل نے فرمایا:) تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں۔ یہ عدت واجب ہے کہ عورت اپنے شوہر کے اہل کے یہاں گزارے۔ اس کے بعد اللہ نے حکم اُتارا: تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں

Marfat.com

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ (البقرہ:٢٤٠) قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً اِنْ شَاءَ تْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَاءَ تْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (البقرہ:٢٤٠) فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُّجَاهِدٍ.

(بخاری۔ج۲ص ۸۰۴۔کتاب الطلاق۔باب:والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا)

چھوڑیں ان کے شوہروں پر اپنی بیویوں کے لیے وصیت کرنا واجب ہے کہ سال بھر تک ان کو نفقہ دیں اور گھر سے نہ نکالیں اور اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اس بارے میں جو انہوں نے اپنے آپ کے لیے اچھا کام کر لیا۔ مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پورا سال عدت مقرر فرمائی۔ سات مہینے بیس دن یا اگر وہ چاہے وصیت کے مطابق رہے اور اگر چاہے چلی جائے یہی ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب: نکالنا نہیں ہے اگر خود چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں' پس عدت جیسی کہ ہے واجب ہے۔ اس پر ابن نجیح نے گمان کیا کہ مجاہد سے یہی مروی ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ دونوں آیتیں محکم ہیں ان میں کوئی منسوخ نہیں۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر عورت پر چار مہینے دس دن عدت بہر حال واجب ہے جو اپنے شوہر کے گھر گزارے گی۔ ان ایام میں گھر سے باہر نہیں جا سکتی اور دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شوہر پر واجب ہے کہ یہ وصیت کرے کہ عورت چاہے تو پورا سال میرے اس گھر میں رہے' ان دنوں نان ونفقہ شوہر کے ورثہ پر دینا واجب ہے' لیکن عورت کو اختیار ہے چاہے شوہر کے گھر رہے یا اگر وہ اپنی مصلحت یہ سمجھتی ہے کہ شوہر کے گھر نہ رہے تو کہیں اور بھی جا سکتی ہے' لیکن اگر وہ شوہر کے گھر رہے تو کسی کو جائز نہیں کہ اس کو نکالے۔ وارثین پر نان ونفقہ دینا واجب ہے۔

ت٦٢٣- وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَائَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ قَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَاءَ تْ اِعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهٖ وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَاسُكْنٰى لَهَا.

اور عطاء نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے کہا: اس آیت نے شوہر کے گھر عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا' وہ جہاں چاہے عدت گزارے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نکالنا نہیں' اور عطاء نے کہا: اگر چاہے شوہر کے اہل کے یہاں عدت گزارے اور وصیت کے مطابق رہے اور اگر چاہے ان کے یہاں سے کہیں اور چلی جائے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: انہوں نے اپنے آپ جو کچھ کر لیا اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ عطاء نے کہا: پھر میراث کا حکم آیا تو اس نے سکنیٰ کو منسوخ کر دیا۔ جہاں چاہے عدت گزارے اسے رہائشی مکان کا حق نہیں۔

جمہور سلف وخلف کا مذہب یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۴۰ جس میں وصیت کا حکم ہے یہ منسوخ ہے اس کی ناسخ آیت ۲۳۴ ہے جس میں یہ فرمایا گیا کہ بیوہ کی عدت چار مہینے دس دن ہے نیز یہ کہ اس پر شوہر کے اسی گھر میں عدت گزارنا واجب ہے جس میں شوہر کے انتقال کے وقت سکونت پذیر تھی اس کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں عدت گزارنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان مخصوص صورتوں میں جن میں ضرورت شرعیہ کا تحقق ہو۔

٢٢٣٢- عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ عُظْمٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

محمد بن سیرین نے کہا کہ میں ایک مجلس میں حاضر ہوا جس میں بڑے بڑے انصار کرام موجود تھے جن میں عبدالرحمٰن بن ابی

Marfat.com

بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی فَذَکَرْتُ حَدِیْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فِیْ شَاْنِ سُبَیْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰکِنَّ عَمَّهٗ کَانَ لَا یَقُوْلُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَجَرِیْءٌ اِنْ کَذَبْتُ عَلٰی رَجُلٍ فِیْ جَانِبِ الْکُوْفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِیْتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ اَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ کَیْفَ کَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِی الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِیَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَتَجْعَلُوْنَ عَلَیْهَا التَّغْلِیْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰی بَعْدَ الطُّوْلٰی وَقَالَ اَیُّوْبُ عَنْ مُّحَمَّدٍ لَقِیْتُ اَبَا عَطِیَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ. (بخاری۔ج۲ص۷۲۹۔ کتاب التفسیر۔باب: واولات الاحمال اجلھن)

لیلیٰ بھی تھے۔ میں نے عبداللہ بن عتبہ کی حدیث جو سبیعہ بنت حارث کے بارے میں ہے ذکر کی تو عبدالرحمٰن نے کہا: لیکن ان کے چچا یہ نہیں کہتے' تو میں نے کہا کہ میں جری ہوں گا اگر میں کوفہ کے گوشے میں رہنے والے ایک شخص پر جھوٹ باندھوں' اور ابن سیرین نے اپنی آواز کو اونچا کیا۔ انہوں نے کہا: میں وہاں سے نکلا تو میں نے مالک بن عامر سے یا مالک بن عوف سے ملاقات کی تو میں نے کہا: حضرت ابن مسعود کا کیا قول ہے ''متوفی عنہا زوجہا'' کے بارے میں جب وہ حاملہ ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: تم لوگ اس پر سختی کرتے ہو اسے رخصت پر عمل کرنے نہیں دیتے۔ چھوٹی سورۂ نساء بڑی کے بعد نازل ہوئی ہے' اور ایوب نے محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہوئے کہا: میں نے ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملاقات کی۔

سورۂ طلاق میں اس مجلس کی تفصیل یہ ہے کہ وہاں یہ تذکرہ تھا کہ جس عورت کا شوہر مرجائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت کیا ہو گی؟ وضع حمل یا چار مہینے دس دن؟ اس لیے کہ سورۂ بقرہ میں اس کی عدت چار مہینے دس دن بتائی گئی ہے۔ حاملہ وغیر حاملہ کی تخصیص نہیں۔ اس کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر متوفی عنہا زوجہا حاملہ ہو تو بھی اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور سورۂ طلاق میں حاملہ کی عدت مطلقاً وضع حمل بتائی گئی ہے۔ خواہ متوفی عنہا زوجہا ہو یا مطلقہ ہو۔ اس کا عموم یہ چاہتا ہے کہ متوفی عنہا زوجہا اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ اس مجلس میں جب یہ ذکر آیا تو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بتایا کہ اس کی عدت ابعد الاجلین ہے یعنی دونوں عدتوں میں جو زیادہ ہو تو محمد بن سیرین نے ٹوکا اور سبیعہ بنت حارث کے بارے میں جو عبداللہ بن عتبہ کی حدیث مروی ہے اس کو بیان کیا۔ یہ حدیث یہ ہے کہ سبیعہ بنت حارث کا نکاح حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا' ان کا مکہ میں وصال ہو گیا۔ شوہر کی وفات کے بعد پچیس دن یا اس سے کم پر ان کے بچہ پیدا ہوا۔ ابوالسنابل نے ان سے کہا: تمہاری عدت چار مہینے دس دن ہے۔ سبیعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا قصہ بتایا۔ حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ عدت پوری ہو گئی تو جس سے چاہے نکاح کر لے۔ اس حدیث کو سن کر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ کے چچا یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اس حدیث کے مطابق فتویٰ نہیں دیتے یعنی وہ متوفی عنہا زوجہا حاملہ کی عدت ابعد الاجلین قرار دیتے ہیں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ میں نے ابومالک بن عامر سے ملاقات کی۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ عبداللہ بن مسعود اس سلسلے میں کیا فتویٰ دیتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ سورۂ طلاق سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے اس کے لیے آسانی کی ہے اور تم لوگ سختی کرتے ہو۔ سورۂ نساء قصریٰ سے مراد سورۂ طلاق ہے جو اٹھائیسویں پارے میں ہے اور سورۂ نساء طولیٰ سے مراد سورۂ بقرہ ہے۔ اب اشکال یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کیسے کہہ دیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی عدت ابعد الاجلین بتاتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ جب تک نسخ کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں تھا تو وہی فتویٰ دیتے رہے ہوں کہ اس کی عدت ابعد الاجلین ہے لیکن جب نسخ کا علم ہو گیا تو اس سے رجوع فرما لیا۔ سورۂ طلاق کی روایت میں یہ ہے ''فضمن لی بعض

Marfat.com

اصحابه ''اس پر علامہ کرمانی وغیرہ نے فرمایا کہ صحیح لفظ ''ض' م' ذ'' ہے جس کے معنی چپ کرانے کے ہیں۔ چونکہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی لوگوں کے دلوں میں بڑی عزت تھی ان کے خلاف جب محمد بن سیرین نے جرأت کی تو لوگوں پر گراں گزرا اور لوگوں نے ان کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ یہاں ایک روایت ''فَغَمَضَ'' کی ہے' اس کے معنی ہیں کہ آنکھ کو میچا جس سے ان کا مقصود تھا چپ کرانا' ''ضمن'' کی روایت کو علامہ ابن حجر نے فرمایا: اس کا معنی ظاہر نہیں' لیکن علامہ عینی نے فرمایا: اس کی توجیہ یہ ہے' قاموس میں ہے:

والمضمن كمعظم من الاصوات ما لا يستطاع الوقوف عنه حتىٰ يوصل لآخره. جیسے بہت سی آوازیں ایسی ہیں جو سمجھ میں نہیں آتی ہیں کہ اس کا مدلول دوسرے تک پہنچایا جائے۔

یہاں چپ رہنے کا اشارہ مراد ہے خواہ ہونٹ بند کر کے یا آنکھ میچ کے' یعنی ان لوگوں نے کیا کہا یہ تو سمجھ میں نہیں آیا مگر اتنی بات سمجھ میں آ گئی ہے کہ وہ لوگ چپ رہنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ ''وقال ابن جبير كرسيه علمه''۔

حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: ''وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ'' میں کرسی سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے یعنی اس کا علم آسمان و زمین کو وسیع ہے۔ یہ حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے۔ جمہور کرسی سے مراد کرسی ہی لیتے ہیں' اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ یہ متشابہات میں سے ہے' اس لیے کہ کرسی بیٹھنے والے کو گھیرے رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کوئی اسے گھیرے۔

''يقال بسطةً زيادة وفضلا'' طالوت کے بارے میں فرمایا گیا: ''زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ'' (البقرہ:۲۴۷) اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی۔ ''افرغ انزل'' اصحاب طالوت کی دعا میں ہے۔ ''رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا'' اے رب ہمارے! ہم پر صبر انڈیل' امام بخاری نے فرمایا کہ ''افرغ'' کے معنی ''انزل'' ہیں یعنی انڈیل۔

''يَئُوْدُهٗ' يثقله' اَدَنِيْ اثقلني' والاد' والايد' القوة'' آیۃ الکرسی میں ہے ''ولا يؤده حفظهما'' اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی۔ امام بخاری نے فرمایا: ''يؤد'' کے معنی ''يثقله'' ہے جیسے بولتے ہیں ''اَدَنِيْ'' اس نے مجھ کو بوجھل کر دیا۔ ''اد'' اور ''ايد'' کے معنی قوت کے ہیں۔ ''فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حجته'' نمرود کے بارے میں فرمایا گیا ہے ''فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ'' (البقرہ:۲۵۸) کافر کے ہوش اڑ گئے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں: اس کی دلیل ختم ہو گئی ''خاويةٌ لا انيس فيها''۔ حضرت عزیر ایک ویران بستی پر گزرے' اس بستی کے بارے میں فرمایا گیا ''خاوية علىٰ عروشها'' وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں پر' امام بخاری فرماتے ہیں: ''خَاوِيَةٌ'' کے معنی ہیں کہ وہاں پر کوئی مونس نہیں تھا' ''عروشها' ابنيتها'' امام بخاری نے فرمایا کہ ''عروش'' سے مراد بنیادیں ہیں ''السنة النعاس'' آیۃ الکرسی میں ہے: ''لا تاخذه سنة ولا نوم'' اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند' امام بخاری نے فرمایا کہ ''سنة'' کے معنی اونگھ کے ہیں۔ حضرت عزیر کے قصے میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ان پر نیند طاری فرما دی اور وہ پورے سو سال سوتے رہے' صبح کے وقت لیٹے تھے اور شام کو ان کی آنکھ کھلی۔ اللہ عزوجل نے ان سے دریافت فرمایا: تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے' عرض کیا: دن بھر یا کم۔ فرمایا: تو تو سو سال اسی حال میں رہا' اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں' فرمایا: ''وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا'' (البقرہ:۲۵۹) اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے' پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ''ننشزها'' کے معنی: ''نخرجها'' ہے ''اعصارٌ ريح عاصف تهب من الارض الى السماء كعَمُوْدٍ فيه نارٌ''۔ ''اعصار'' کے معنی تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف ستون کی طرح اٹھتی ہے' بگولہ' جس میں آگ ہے۔ ''وقال ابن عباسٍ صلد اليس عليه شيءٌ'' پتھر جس پر کچھ نہ ہو ''وطَلٌ وَابِلٌ عكرمة وَابِلٌ مطر شديدٌ''۔ ''وابل'' کے معنی تیز بارش ہے ''الطل الندى'' تری (اوس) ''وهٰذا مثل عمل المومن'' یہ مومن کے

Marfat.com

عمل کی مثال ہے کہ وہ بہر حال سودمند ہوتا ہے ''یتسنه''، ''یتغیر'' بدلتا ہے۔ حضرت عزیر کے کھانے پانی کے بارے میں فرمایا گیا تھا: ''لَمْ یتسنه'' وہ بدلا نہیں جوں کا توں ہے۔

حضرت امام بخاری نے اس کے اوپر باب قائم کیا تھا صلوٰۃ الخوف کا' اب مذکورہ بالا عبارات کا صلوٰہ خوف سے کیا تعلق ہے اس کو میں نہیں سمجھ پایا۔ ہندوستان کے مطبوعہ نسخوں میں اسی طرح ہے لیکن علامہ عینی نے بعد میں ''وقال ابن جبیر'' سے باب کے بعد پہلے وہ حدیث ذکر کی ہے جس میں صلوٰۃِ الخوف کی تفصیل مذکور ہے۔

بَابٌ [البقرہ:٢٦٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿تَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (البقرہ:٢٦٦). (ص ١٥١)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے لیے باغ ہو؟ پوری آیت ''تتفکرون'' تک،

٢٢٣٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَوْمًا لِّاَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ ﴿اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ قَالُوْا اَللّٰهُ اَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُوْلُوْا نَعْلَمُ اَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ نَفْسِیْ مِنْهَا شَیْءٌ یَّا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ عُمَرُ یَا ابْنَ اَخِیْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا لِّعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ اَیُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِیٍّ یَّعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّیْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِیْ حَتّٰی اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے دریافت کیا کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد: کیا تم میں سے کوئی اسے پسند کرے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو' اس کے بارے میں آپ لوگ کیا جانتے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا: اللہ خوب جانتا ہے۔ اس پر حضرت عمر کو جلال آ گیا' فرمایا: کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عباس نے عرض کیا: اس کے بارے میں میرے جی میں کچھ آیا ہے' اے امیر المومنین۔ حضرت عمر نے فرمایا: اے بھتیجے! کہہ اور اپنے آپ کو حقیر نہ جان۔ حضرت ابن عباس نے عرض کیا: یہ عمل کی مثل بیان فرمائی گئی ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا: کون سا عمل؟ حضرت ابن عباس نے عرض کیا: عمل کی۔ حضرت عمر نے فرمایا: ایک ایسے مال دار کی جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرتا ہے پھر اللہ نے اس پر شیطان مسلط فرما دیا اور وہ گناہ کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے تمام اعمال حسنہ غرق ہو گئے۔

پوری آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا' جس کے نیچے ندیاں بہیں' اس کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولہ جس میں آگ تھی تو جل گیا' ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ۔ (آیت:٢٦٦) حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ ایک مال دار شخص ہے' وہ گناہوں سے بچتا ہے' تمام فرائض و واجبات کو کما حقہ ادا کرتا ہے' تمام مستحبات کی بھی پابندی کرتا ہے' یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص ہے جس کا ایک باغ ہے جس میں قسم قسم کے پھل لگے ہیں۔ باغ کے سینچنے کے لیے پانی بھی قریب ہی ہے' یہ شخص کتنا خوش حال و فارغ البال ہو گا' لیکن اچانک آتشیں بگولے سے اس کا باغ جل گیا۔ وہ

Marfat.com

بھی اس وقت جب کہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے ناتواں بچے تھے تو اس کا حال کیا ہوگا؟ اسی طرح وہ نیک صالح مال دار جو مرنے کے قریب اچانک گناہوں میں مبتلا ہو گیا تو حشر کے دن اس کا حال بھی وہی ہوگا جو اس باغ کے مالک کا ہوا تھا۔

بَابُ [البقرہ: ۲۷۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ (البقرہ:۲۷۳). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔ (ص ۶۵۱)

''يُقَالُ اَلْحَفَ عَلَيَّ وَاَلَحَّ عَلَيَّ وَاَحْفَانِيْ بِالْمَسْئَلَةِ ﴿فَيُحْفِكُمْ﴾ (محمد:۳۷) ''يُجْهِدْكُمْ'' ..... ''يُجْهِدْكُم'' کہا جاتا ہے ''الحف علی والح علّی'' وہ میرے سامنے گڑگڑایا' انتہائی عاجزی کے ساتھ سوال کیا' اور سوال کرنے میں اس نے بہت عاجزی کی۔ سورۂ محمد میں فرمایا گیا: ''اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ'' (محمد:۳۷) اگر انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تو تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل کو ظاہر کر دے گا۔ امام بخاری نے ''فيحفكم'' کی تفسیر ''يجهدكم'' سے کی' اس سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ ''الحاف''، ''الحاح'' اور ''احفاء'' سب کے معنی ایک ہیں' مانگنے میں گڑگڑانا' عاجزی کرنا۔

بَابُ [البقرہ:۲۸۱ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ﴾ (البقرہ:۲۸۱) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اس دن سے ڈرو جس دن اللہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

۲۲۳۴- ح: [اٰيَةُ الرِّبَا اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ] آیت رِبا سب سے آخر میں نازل ہوئی

۲۲۳۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الرِّبٰوا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سب سے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو آیت نازل کی گئی وہ آیت ربا ہے۔

سب سے آخر میں کون سی آیت نازل ہوئی اس بارے میں علماء کے مابین جو اختلافات ہیں اور ان میں جو تطبیق ہے وہ پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

بَابُ [البقرہ: ۲۸۴ کی تفسیر]

قولِهٖ ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (البقرہ:۲۸۴).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: تمہارے جی میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اس کا حساب لے گا' پھر جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝

(ص ۶۵۲)

۲۲۳۵- عَنْ مَّرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ﴾ اَلْاٰيَةُ.

مروان اصفر سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابن عمر ہیں کہ آیت کریمہ ''ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ'' منسوخ ہو چکی ہے۔

Marfat.com

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام کو غم لاحق ہوا اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ہلاک ہو گئے اس لیے کہ ہمارے دل ہمارے اختیار میں نہیں۔ فرمایا: تم لوگ یہ کہو: ہم نے سنا اور مانا۔ لوگوں نے کہا: ''وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ'' کو ''لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' (البقرہ:۲۸۶) اللہ ہر شخص کو اس کی وسعت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے نے منسوخ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ابتداءً اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا۔ اسی بناء پر ان سے مروی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور روئے۔ بعد میں نسخ کا علم ہوا جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد والے باب میں یہی حدیث خود حضرت ابن عمر ہی سے اس تصریح کے ساتھ مروی ہے کہ آیت کریمہ ''وان تبدوا ما فی انفسکم'' کو اس آیت نے منسوخ کر دیا جو اس کے بعد ہے یعنی ''لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا''۔

بَابٌ [البقرہ:۲۸۵ کی تفسیر]

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ﴾ (البقرہ:۲۸۵). (ص ۶۵۲)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: رسول اس پر ایمان لایا جو اس کی جانب اس کے رب کی طرف سے اتارا گیا۔

ت ٦٢٤- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اِصْرًا﴾ (البقرہ:۲۸۶) عَهْدًا وَیُقَالُ ﴿غُفْرَانَكَ﴾ (البقرہ:۲۸۵) مَغْفِرَتَكَ ﴿فَاغْفِرْ لَنَا﴾ (البقرہ:۲۸۶).

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ''اصرًا'' کا معنی: عہد و پیمان ہے ''غفران'' کا معنی: مغفرت ہے۔

اور یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ اصل عبارت تھی: ''فاغفر لنا غفرانك''۔

سورۃ آل عمران (ص ۶۵۲)

سورۂ آل عمران مدنی ہے جو قرآن کی تیسری سورت ہے۔

''تُقَاةً وَّتَقِیَّةٌ وَّاحِدَةٌ''..... ان دونوں کے معنی ایک ہیں، بچنا، ڈرنا ﴿صِرٌّ﴾ (آل عمران:۱۱۷) بَرْدٌ ﴿شَفَا حُفْرَةٍ﴾ (آل عمران:۱۰۳) مِثْلُ شَفَا الرَّكِیَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا..... گڑھے کے کنارے جیسے کنویں کی ''منہ''، یعنی اس کا کنارہ ﴿تُبَوِّئُ﴾ (آل عمران:۱۲۱) تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا..... لشکر کی جگہ بنا رہے تھے، مورچے قائم کر رہے تھے ''اَلْمُسَوَّمُ الَّذِیْ لَهٗ سِیْمَاءٌ بِعَلَامَةٍ اَوْ بِصُوْفَةٍ اَوْ بِمَا كَانَ''..... ''مسوم'' کا معنی ہے: جس کے اوپر کوئی نشان لگایا گیا ہو، کوئی علامت بنا دی گئی ہو، اون سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو ﴿رِبِّیُّوْنَ﴾ (آل عمران:۱۴۶) اَلْجَمِیْعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّیٌّ..... ''ربیون'' جمع ہے، اس کا واحد ''ربی'' ہے ''رَبِّی'' کے معنی: اللہ والے کے ہیں۔ ﴿تَحُسُّوْنَهُمْ﴾ (آل عمران:۱۵۲) تَسْتَاْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا..... ان کو قتل کر کے ان کی بنیاد ختم کر رہے ہیں ﴿غُزًّا﴾ (آل عمران:۱۵۶) وَاحِدُهَا غَازٍ..... غازی کی جمع ہے جنگ کرنے والے، حملہ کرنے والے ﴿سَنَكْتُبُ﴾ (آل عمران:۱۸۱) سَنَحْفَظُ..... لکھنے سے مراد یہ ہے کہ اسے محفوظ کر لیں گے ﴿نُزُلًا﴾ (آل عمران:۱۹۸) ثَوَابًا. وَیَجُوْزُ وَمُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ اَنْزَلْتُهٗ..... ''نزل''، کا معنی ثواب ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ اللہ کے یہاں سے اتارا ہوا ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ﴾ (آل عمران:۱۴) اَلْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ''..... نشان لگائے ہوئے تندرست گھوڑے ''وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ ﴿وَحَصُوْرًا﴾ (آل عمران:۳۹) لَا یَاْتِی النِّسَاءَ''..... اور ابن جبیر نے کہا: حصور وہ ہے جو عورتوں کے قریب نہ جائے ''وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ (آل عمران:۱۲۵) مِنْ غَضَبِهِمْ یَوْمَ بَدْرٍ''..... بدر کے دن ان کے غضب کی وجہ سے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ﴾ (الانعام:۹۵) اَلنُّطْفَةُ تَخْرُجُ مَیِّتَةً وَیُخْرَجُ مِنْهَا الْحَیَّ''..... مجاہد نے کہا: زندہ کو مردے سے نکالتا ہے یعنی نطفہ بے جان نکلتا ہے اور اس سے

Marfat.com

زندہ پیدا ہوتا ہے ﴿اَلْاَبْکَارُ﴾ (آل عمران: ٤١) اَوَّلُ الْفَجْرِ..... ابکار کے معنی فجر کا ابتدائی حصہ "وَالْعَشِیُّ مَیْلُ الشَّمْسِ اُرَاهُ اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ"..... "عشی" کا معنی: سورج ڈھلنے سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے۔

بَابٌ [آل عمران: ٧ کی تفسیر]

﴿مِنْهُ اٰیَاتٌ مُّحْکَمَاتٌ﴾ (آل عمران:٧). اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور اس کی کچھ آیتیں محکم (ص ٦٥٢) ہیں۔

"وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ"..... آیات محکم سے مراد وہ آیتیں ہیں جن میں حلال وحرام کا بیان ہے ﴿وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ (آل عمران:٧) یُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا..... متشابہ سے مراد یہ ہے کہ بعض آیتیں بعض کی تصدیق کرتی ہیں..... کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِیْنَ﴾ (البقرہ:٢٦)..... جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اس سے صرف فاسق ہی گم راہ ہوتے ہیں اور گم راہ ہیں..... وَکَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِکْرُهٗ ﴿وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَایَعْقِلُوْنَ﴾ (یونس:١٠٠)..... جیسے اللہ کا ارشاد ہے: اور اللہ گندگی ان لوگوں پر ڈالتا ہے جو بے سمجھ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بے عقلی سے متشابہات کی ایسی تاویل کرتے ہیں جو محکمات کے معارض ہیں وہ ناسمجھ ہیں اور گندگی یعنی کفر کے مرتکب..... وَکَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی﴾ (محمد:١٧)..... اور جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور بڑھا دی۔ مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے متشابہات کے علم کو اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کیا اور یہ اعتقاد رکھا کہ یہ حق ہے یا اس کی کوئی تاویل کی تو محکمات کے مطابق کی یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں ﴿زَیْغٌ﴾ (آل عمران:٧) شَکٌّ..... "زیغ" کے معنی کجی سے مراد شک ہے ﴿اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ﴾ (آل عمران:٧) اَلْمُشْتَبِهَاتِ..... فتنہ تلاش کرتے ہوئے "مشتبہات" میں اس کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کے حق ہونے سے انکار کریں یا ان کی ایسی تاویل کریں جو محکمات کی معارض ہوں ﴿وَالرَّاسِخُوْنَ﴾ یَعْلَمُوْنَ ﴿یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ﴾ (آل عمران:٧)..... وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ" کے معنی یہ ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔

٢٢٣٦- ح: [اَلَّذِیْنَ یُؤَوِّلُوْنَ الْمُتَشَابِهَاتِ فَاُولٰٓئِكَ اَهْلُ زَیْغٍ] جو لوگ متشابہات کی تاویل کرتے ہیں وہ لوگ اہل زیغ ہیں

٢٢٣٦- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰیَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (آل عمران:٧) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ سَمَّی اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اللہ وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں سے کچھ آیتیں محکم ہیں یہ اصل کتاب ہیں دوسری کچھ متشابہات ہیں، وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں فتنہ طلب کرتے ہوئے اور ان کی تاویل ڈھونڈھتے ہوئے اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے○ اُمّ المؤمنین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے نام

Marfat.com

(مسلم۔ کتاب القدر ابوداؤد۔ کتاب السنۃ ترمذی کتاب التفسیر) (زائغین) رکھا ہے ان سے بچو۔

متشابہات کے سلسلہ میں تین مذہب ہیں۔ اسلم کہ ان کی کوئی تاویل نہ کی جائے اور اس کا علم اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کیا جائے اور ان کے حق ہونے پر ایمان لایا جائے۔ سالم بہ ضرورت ان کی تاویل کی جائے مگر ایسی جو محکمات کے مطابق ہو ان کے معارض نہ ہو۔ زائغ وہ لوگ ہیں جو اس کی من مانی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو محکمات کے معارض ہیں۔ آیت کریمہ میں فرمایا گیا: "وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ" اس کے بعد ہے "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" جو لوگ "الا اللہ" پر وقف کو لازم قرار دیتے ہیں اور "والراسخون فی العلم" کو الگ جملہ مانتے ہیں وہ مذہب اسلم کے پابند ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی ان کی تاویل کو نہیں جانتا' لیکن اس کا بھی احتمال ہے "والراسخون فی العلم" کا عطف "اللہ" پر ہو۔ اب اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کی تاویل اللہ اور راسخین فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا' یہ مذہب سالم والے ہوئے۔ اسی بناء پر یہ لوگ متشابہات کے ایسے معنی بیان کرتے ہیں جو محکمات کے مطابق ہیں معارض نہیں۔

صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متشابہات کے معانی کا علم ہے ورنہ خطاب لغو ہو جائے گا۔ عرفاء نے فرمایا: بہت سے ارباب باطن بھی ان کے معانی جانتے ہیں۔ غالباً ابریز شریف میں ہے کہ کوئی قطب اس وقت تک قطب نہیں ہو سکتا جب تک کہ متشابہات کے معانی نہ جانے۔

بَابُ [آل عمران: ۱۲۸ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آیت:۱۲۸). (ص ۶۵۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: آپ کو بے اذن الٰہی کوئی اختیار نہیں۔

۲۲۳۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلٰوتِهِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِّأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آیت:۱۲۸) الْآيَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کی بربادی کی دعا کرنا چاہتے یا کسی کے لیے اچھی دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے' کبھی کبھی "سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لك الحمد" کہنے کے بعد دعا فرماتے: اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! اپنا سخت عذاب نازل فرما مضر پر اور ان پر خشک سالی نازل فرما' یوسف علیہ السلام کی خشک سالی کے مثل۔ اسے بلند آواز سے کہتے اور فجر کی نماز میں کہتے: اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما' عرب کے کچھ قبیلوں کے لیے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: بے عطاء الٰہی آپ کو کچھ اختیار نہیں (کہ ان کی توبہ قبول کریں یا انہیں عذاب دیں)۔

قنوت نازلہ کی پوری بحث باب الوتر میں گزر چکی ہے' یہ منسوخ نہیں جیسا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے۔ اگر مسلمانوں پر کوئی عام بلا نازل ہو تو اب بھی مشروع ہے اور راجح ومختار یہ ہے کہ قنوت نازلہ بھی قبل از رکوع ہے۔ علماء احناف میں سے کچھ لوگوں نے بعد رکوع کا

Marfat.com

قول کیا ہے مگر یہ مرجوح ہے۔

بَابٌ [آل عمران: ۱۵۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرَاكُمْ﴾ (آیت:۱۵۳). (ص۶۵۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور رسول تم کو بلاتے ہیں آخری حصے میں۔

''وَهُوَ تَانِيْثُ اٰخِرِكُمْ''..... ''اُخْرٰى''، ''اٰخر'' کا مونث ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ (التوبہ: ۵۲) فَتْحًا اَوْ شَهَادَةً''..... دو اچھائیوں میں سے ایک فتح ہے یا شہادت۔

۲۲۳۸- حَدَّثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ اِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ اُخْرَاهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم احد پیادوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر کو امیر بنایا' وہ لوگ شکست کھا گئے' اسی وقت رسول ان کو دوسری طرف پکار رہے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ آدمیوں کے علاوہ کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

''فاقبلوا منهزمين'' کا ظاہری معنی یہ ہے کہ وہ لوگ شکست کھا کر بھاگے حالانکہ ایسا نہیں ہوا' جب پہلے وہلہ میں قریش کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب شروع کیا تو حضرت عبداللہ بن جبیر کے بار بار منع کرنے کے باوجود چالیس آدمی وہاں سے مال غنیمت لوٹنے کے ارادہ سے چلے آئے صرف دس آدمی رہ گئے۔ وہ سب کے سب شہید ہو گئے۔ اسلامی لشکر دو طرفہ گھیرے میں آ گیا' پیچھے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حملہ آور تھے (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور آگے سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پورا لشکر لے کر پلٹ پڑے' اس ناگہانی افتاد کی بدولت مجاہدین میں افراتفری مچ گئی' جو جہاں تھا وہیں پھنس کے رہ گیا۔ اس وقت حضور کے ساتھ صرف چودہ آدمی رہ گئے تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بارہ بتایا ہے' انہوں نے اپنے علم کے مطابق کہا ہے۔

بَابٌ [آل عمران: ۱۷۳ کی تفسیر]

﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ﴾ (آیت:۱۷۳) اَلْاٰيَةَ. (ص۶۵۵)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: (جب کہ لوگوں نے کہا کہ) لوگوں نے تمہارے لیے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے۔

۲۲۳۹- عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا ﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (آیت:۱۷۳). (نسائی۔ کتاب التفسیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم جب آگ میں ڈالے جا رہے تھے تو انہوں نے ''حسبنا الله ونعم الوكيل'' کہا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تھا جب ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لیے لشکر جمع کر لیا ہے تو ان سے ڈرو تو اس نے ان کے ایمان کو بڑھا دیا اور انہوں نے کہا: ''حسبنا الله ونعم الوكيل'' اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے○

تفسیر طبری میں ہے کہ ابوسفیان کی ملاقات عبدالقیس کے کچھ سواروں سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا: جب تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جانا تو انہیں بتانا ہم نے ان پر حملہ کرنے کے لیے لشکر جمع کر لیا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا تو فرمایا: اللہ ہمیں کافی ہے اور

Marfat.com

وہ اچھا کارساز ہے۔ قصہ یہ تھا کہ ابوسفیان یوم احد پلٹتے پلٹتے یہ کہہ آئے تھے: ہمارے تمہارے وعدے کی جگہ سال آئندہ بدر ہے جہاں تم نے ہمارے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اس کے مطابق سال پورا ہونے پر نبی ﷺ بدر تک تشریف لے گئے۔ ابوسفیان مکہ سے نکلے عسفان تک پہنچے اور یہ کہہ کر لوٹ گئے کہ امسال بارش نہیں ہوئی ہے خشک سالی ہے اس لیے لڑنا مناسب نہیں۔ حضور اقدس ﷺ اپنے ساتھ مال تجارت لے کر گئے تھے اسے وہاں بیچا جس میں کافی نفع ہوا۔ اسی کو اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○ (آل عمران:۱۷۴)

تو وہ لوگ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہوئے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا اور اللہ کی خوشی پر چلے اور اللہ بھاری فضل والا ہے ○

بَابُ

قَوْلِهٖ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا﴾ (آیت:۱۸٦).

(ص٦٥٥)

[آل عمران:۱۸٦ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت اذیت ناک باتیں سنو گے۔

۲۲٤۰-ح: [وَجْهُ عَدَاوَةِ ابْنِ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ]

ابن ابی بن سلول کی عداوت کی خاص وجہ

۲۲٤۰- اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهٗ بِرِدَائِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَاَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ اَيُّهَا الْمَرْءُ اِنَّهٗ لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَّا بِهٖ فِيْ مَجْلِسِنَا ارْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ

حضرت عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت اسامہ بن زید نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کا بنا ہوا موٹا کمبل تھا اور اسامہ بن زید کو آپ نے اپنے پیچھے بٹھایا۔ بدر کے واقعہ سے پہلے بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کے لیے جا رہے تھے۔ حضور کا گزر ایسی مجلس پر ہوا جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ یہ واقعہ عبداللہ بن ابی کے بہ ظاہر اسلام لانے سے قبل کا ہے اور اس مجلس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہود ملے جلے تھے اور اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر چوپائے کا اڑایا ہوا غبار چھا گیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے چھپا لی، پھر کہا: ہم پر غبار مت اڑاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سلام کیا، پھر رک گئے اور سواری سے اترے انہیں اللہ کی طرف بلایا، اور قرآن پڑھ کر سنایا تو عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا: اے شخص! آپ جو پڑھ کر سناتے ہیں اس سے بہتر کوئی کلام نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو بھی اسے سنا کر ہمیں ہماری مجلس میں آ کر ایذاء نہ پہنچائیں۔ اپنی قیام گاہ پر لوٹ جاؤ، جو آپ کے پاس حاضر ہو اسے سناؤ۔ اس

Marfat.com

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ اَبُوْحُبَابٍ يُّرِيْدُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى اَنْ يُّتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَهٗ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا اَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَارَاَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا اَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا﴾ (آیت: ١٨٦) اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ﴾ (البقرہ:١٠٩) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَاَوَّلُ الْعَفْوَ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى اَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا.

پر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا: ہاں یارسول اللہ! اسے سنانے کے لیے ہماری مجلسوں میں تشریف لائیے ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ یہ سن کر مسلمان اور یہود اور مشرکین آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ مشتعل ہو کر لڑ پڑتے اور نبی ﷺ ان سب کو ٹھنڈا فرمانے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ ٹھنڈے ہو گئے' پھر نبی ﷺ سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ ان سے نبی ﷺ نے فرمایا: اے سعد! کیا تم نے وہ نہیں سنا جو ابوحباب نے کہا؟ ابوحباب سے آپ کی مراد عبداللہ بن ابی تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس نے ایسے ایسے کہا ہے' تو حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسے معاف فرما دیں اور اس سے درگزر فرمائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب کو اُتارا! بے شک اللہ وہ حق لایا ہے جو آپ پر اتارا۔ اس بحیرہ والوں نے طے کر لیا تھا کہ اس کے سر پر تاج رکھیں گے' لیکن اللہ نے اسے منظور نہیں فرمایا۔ اس کے عوض وہ حق دین دیا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمایا ہے' اس پر اس کو جلن ہے۔ اسی لیے اس نے وہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ نبی ﷺ اور صحابہ' مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر فرماتے تھے اور ان کی ایذاء پر صبر فرماتے تھے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان سے اور مشرکین سے بہت تکلیف دہ باتیں سنو گے' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بہت سے اہل کتاب یہ پسند کرتے ہیں کہ کاش! تم کو تمہارے ایمان کے بعد کافر بنا کر لوٹا دیں حسد کی بناء پر جو ان کے اندر ہے۔ اور نبی ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق ان سے درگزر فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کے بارے میں اذن دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کیا اور اللہ نے کفارِ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو مار ڈالا تو ابن ابی ابن سلول اور اس کے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے کہا: یہ دین تو غالب ہوتا نظر آ رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مسلمان ہو گئے۔

جنگ بغاث میں انصار کرام کی دونوں شاخوں کے سربرآوردہ سردار اور بہادر مار ڈالے گئے' جس کی وجہ سے دونوں قبیلے اوس

Marfat.com

اور خزرج کمزور ہو گئے۔ اس کا جب انصار کرام کو احساس ہوا تو دونوں قبیلوں کے لوگوں نے بیٹھ کر سنجیدگی سے طے کیا کہ ہم لوگوں کا مشترک ایک سردار ہو اور پھر باتفاق رائے اس بدنصیب عبداللہ بن ابی ابن سلول کا انتخاب ہوا۔ سب کی رائے ہوئی کہ ایک تاج تیار کر کے اس کے سر پر باندھ دیا جائے۔ اسی اثناء میں مدینہ طیبہ میں اسلام پہنچ گیا۔ ابتداء میں کچھ انصار کرام نے ایامِ حج میں عقبہ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر کے اسلام قبول کر لیا' پھر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب مدینہ پہنچے تو بہت زوروں سے اسلام کی اشاعت ہونے لگی۔ گھر گھر اسلام کا چرچا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ عبداللہ بن ابی نے جب دیکھا کہ میری سیادت متفقہ طور پر طے ہونے کے بعد ختم ہو رہی ہے تو اس نے ابتداءً کھل کر مخالفت کی' پھر بہ ظاہر مسلمان ہوا اور اندر اندر کافر رہا اور اسی حال میں مرا۔

اس حدیث میں ''اَسْلَمُوْا'' سے مراد حقیقت میں اسلام قبول کرنا نہیں بلکہ بہ ظاہر مسلمان ہونا مراد ہے۔

بَابُ

[آل عمران:۱۸۸ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا﴾ (آیت:۱۸۸). (ص ٦٥٦)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: ان لوگوں کو مت گمان کرو جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں۔

٢٢٤١- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَالَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ﴾ (آیت:۱۸۸) الْاٰيَةَ. (مسلم۔ کتاب التوبۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کچھ منافقین تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوے میں تشریف لے جاتے تو وہ پیچھے رہ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھ رہنے پر خوش ہوتے' پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو حضور کی خدمت میں معذرت پیش کرتے اور قسم کھاتے اور اس کو پسند کرتے کہ جو انہوں نے نہیں کیا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اور ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں' آخر آیت تک۔

پوری آیت کریمہ یہ ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (آل عمران:۱۸۸)

اور ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے ان کی تعریف ہو' ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۝

٢٢٤٢- اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهٖ اِذْهَبْ يَا رَافِعُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا اُوْتِيَ وَاَحَبَّ اَنْ يُّحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذِّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَالَكُمْ وَلِهٰذِهِ اِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَاَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ اِيَّاهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ فَاَرَوْهُ

علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ اے رافع! حضرت ابن عباس کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو: اگر وہ شخص عذاب دیا جائے جسے کوئی چیز حاصل ہو وہ اس پر خوشی منائے اور چاہے کہ جو اس نے نہیں کیا ہے اس پر اس کی تعریف کی جائے تو اس صورت میں سب پر عذاب ہو گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ پوچھ رہے ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

اَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا اِلَيْهِ بِمَا اَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَاَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ (آیت: ۱۸۷) كَذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهٖ ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ (آیت:۱۸۸).

یہودیوں کو بلایا اور ان سے کچھ پوچھا' جو صحیح بات تھی اس کو انہوں نے چھپایا اور غلط بات بتائی تو انہوں نے جانا کہ انہوں نے جو بتایا ہے سوال کے جواب میں اس پر ان کی تعریف کی جائے گی' اور چھپانے پر خوش ہوئے' پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا جنہیں کتاب عطا ہوئی' سے لے کر ''اپنے کیے پر جو خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو'' تک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ خاص یہودیوں کے بارے میں ہے۔ اہل کتاب سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اسے صاف صاف بیان کریں گے اور چھپائیں گے نہیں مگر ان سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو انہوں نے سچی بات چھپائی اور غلط بات بتائی اور اس پر خوش ہوئے اور اپنے جی میں یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے جو غلط بتائی ہے اس پر ہماری تعریف کی جائے گی۔ یہ فریب دہی یقیناً جرم ہے اور بلاشبہ وہ عذاب کے مستحق ہوں گے۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

یہ سورت مدنی ہے اس میں ایک سو پچھتر آیتیں ہیں۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَنْكِفُ﴾ (آیت:۱۷۲) يَسْتَكْبِرُ''..... ماننے سے انکار کرتا ہے۔ ''قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِنْ مَّعَايِشِكُمْ''..... جس پر تمہاری زندگی کا دارومدار ہے ﴿لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ (آیت:۱۵) يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ..... یہ سبیل یہ ہے کہ ثیب کو سنگسار کیا جائے اور کنواری کو کوڑا مارا جائے۔

پوری آیت یہ ہے:

فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ○ (النساء:۱۵)

پس اگر لوگ گواہی دیں زنا پر تو ان کو گھروں میں بند کیے رہو یہاں تک کہ مر جائیں یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دے ○

ابتداء میں زانیہ عورتوں کے لیے حبس دوام کا حکم تھا اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا کہ جب تک دوسرا حکم نہ نازل ہو اور اللہ ان کے لیے دوسرا کوئی راستہ نہ تجویز فرمائے ان کو گھروں میں بند رکھو۔ اب یہ راستہ کیا ہے اسی کو بیان فرمایا کہ زانیہ اگر کنواری ہے تو اس کو کوڑا مارا جائے گا اور اگر کنواری نہیں ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا۔

''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ (آیت:۳) يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَّاَرْبَعًا وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ''..... مراد یہ ہے کہ ہر شخص دو یا تین یا چار بیویوں سے نکاح کرے' اور اہل عرب ''رباع'' کے بعد تکرار عدد کے لیے ''فعال'' کا وزن نہیں لاتے' مطلب یہ ہے کہ ''ثلث'' اور ''رباع''، ''فعال'' کے وزن پر ہے جس کے معنی تکرار عدد ہے یعنی تین تین' چار چار۔ اس کے لیے بقیہ اعداد میں یہ طریقہ جاری نہیں مثلاً خماس کے معنی پانچ پانچ یا سداس بہ معنی چھ چھ نہیں بولتے۔ علامہ ابن حاجب نے فرمایا: اس میں اختلاف ہے' صحیح یہ ہے کہ ثابت نہیں۔

بَابٌ

[النساء:۸ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: جب میراث کی تقسیم کے

Marfat.com

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ (آیت:۸) اَلْاٰيَةَ. (ص ٦٥٨)

وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو انہیں بھی کچھ دو۔

٢٢٤٣- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مساکین آجائیں تو انہیں بھی کچھ دو۔ یہ آیت محکم ہے اور منسوخ نہیں۔

یہ آیت منسوخ ہے کہ محکم؟ اور محکم ہے تو اس کا کیا مطلب ہے اس کی پوری بحث کتاب الوصایہ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ

[النساء:۱۹ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (آیت:۱۹) اَلْاٰيَةَ. (ص ٦٥٨)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

''وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ (آیت:۱۹) لَاتَقْهَرُوْهُنَّ''..... حضرت ابن عباس سے بیان کیا جاتا ہے کہ ''لا تعضلوھن'' کا مطلب ہے: ان کو مجبور نہ کرو ﴿حُوْبًا﴾ (آیت:۲) اِثْمًا..... ''اِثْمًا''، ''حوب'' کے معنی گناہ ہے ﴿تَعُوْلُوْا﴾ (آیت:۳) تَمِيْلُوْا..... حق سے ہٹ جاؤ ﴿نِحْلَةً﴾ (آیت:٤) اَلنِّحْلَةُ اَلْمَهْرُ..... نحلہ کے معنی عطیہ ہے' یہاں مراد مہر ہے۔

٢٢٤٤- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهُ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا اَظُنُّهُ ذَكَرَهُ اِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ (آیت:۱۹) قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَاءُهٗ اَحَقَّ بِامْرَاَتِهٖ اِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَاءُوْا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَاءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

(بخاری۔ ج ۲ ص ۷۰۲۔ کتاب الاکراہ۔ باب: من الاکراہ کرھا و کرھا واحد' ابوداؤد کتاب النکاح' نسائی کتاب التفسیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو' کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اہل عرب کا طریقہ کہ تھا جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کے اولیاء اس کی بیوی کے سب سے زیادہ حق دار ہوتے' اولیاء میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اگر سب چاہتے تو کسی اور سے اس کا نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے اس کی شادی نہ کرتے۔ متوفی کے اولیاء عورت کے اولیاء کے بہ نسبت عورت کے زیادہ حق دار ہوتے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

کسی بھی عورت کے نکاح کرنے کا حق اس کے اولیاء کو ہے لیکن عرب میں اس کے برخلاف بیوہ کے بارے میں یہ رواج تھا کہ متوفی شوہر کے اولیاء اس کی بیوی کے مختار کل بن جاتے' اس میں ان کے فوائد تھے مثلاً عورت مال دار ہے تو اس سے خود نکاح کر لیتے تاکہ اس کا مال ان کو مل جائے' اگر اس کا شوہر مال دار تھا اس سے عورت کو میراث مل جاتی تو وہ اس عورت سے شادی کر لیتے تاکہ یہ میراث انہیں کو ملے وغیرہ وغیرہ۔ اس ظالمانہ رسم کو ختم کرنے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بَابٌ

[النساء: ۳۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾ (آیت:۳۳) اَلْاٰيَةَ. (ص ٦٥٨)

اللہ رب العزت کے اس ارشاد کی تفسیر: اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے۔

Marfat.com

''وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿مَوَالِيَ﴾ اَوْلِيَاءَ وَرَثَةً عَاقَدَتْ ﴿اَيْمَانُكُمْ﴾ هُوَ مَوْلَى الْيَمِيْنَ وَهُوَالْحَلِيْفُ وَالْمَوْلٰى اَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيْكُ وَالْمَوْلٰى مَوْلًى فِي الدِّيْنِ''.....اور معمر نے کہا: موالی سے مراد وہ لوگ ہیں جو وارث ہوں' آیت کریمہ میں آگے تھا'' وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ'' اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا ہے اس آیت میں مراد حلیف ہے یعنی جن دو یا متعدد اشخاص نے آپس میں قسم کھا کر یہ معاہدہ کیا کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور مولیٰ سے مراد چچا کا بیٹا بھی ہے اور مولیٰ آزاد کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کردہ غلام کو بھی اور مولیٰ کے معنی مالک کے بھی ہیں اور ایک مولیٰ دینی ہوتا ہے۔

بَابُ

[النساء: ۴۰ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (آیت: ٤٠)

يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ. (ص٦٥٩)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک اللہ ذرہ برابر ظلم نہیں فرمائے گا' یعنی ذرّہ کے وزن برابر۔

٢٢٤٥ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اُنَاسًا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ ضَوْءٌ لَّيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَّيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ اَوْ فَاجِرٌ وَ غُبَّرَاتُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ اِلَى النَّارِ كَاَنَّهَا سَرَابٌ يَّحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کچھ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا: ہاں! کیا دوپہر کے وقت جب روشنی خوب پھیلی ہو اور بادل نہ ہو تو سورج کے دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا چودھویں رات کو جب چاندنی خوب پھیلی ہو اور بادل نہ ہو تو چاند کے دیکھنے میں کچھ تکلف ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جیسے تم کو ان میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تکلف نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی تکلف نہیں ہوگا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی پکارے گا: ہر شخص اس کے پیچھے لگ جائے گا جسے وہ پوجتا تھا' تو جتنے بھی غیر اللہ اصنام اور انساب کو پوجتے ہوں گے سب جہنم میں گر پڑیں گے' یہاں تک کہ جب وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا برے اور بقایا اہل کتاب تو یہودیوں کو بلایا جائے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کو پوجتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر کو پوجتے تھے تو ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو' اللہ نے بیوی اور بچے نہیں بنائے' اور تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: اے رب! ہمیں پیاس لگی ہے ہمیں پانی پلا تو اشارہ کیا جائے گا کہ ادھر کیوں نہیں جاتے؟ تو وہ آگ کی طرف بڑھیں گے گویا وہ سراب ہے (دیکھنے میں پانی معلوم ہوگی) مگر حقیقت میں آگ ہوگی جس کا

Marfat.com

كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْاَوَّلِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى اَفْقَرِ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِيْ كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَّرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا.

(بخاری۔ ج ۲ ص ۱۱۰۷۔ کتاب التوحید۔ باب: قول اللّٰہ وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ)

بعض بعض کو کھا رہا ہے اور پھر وہ آگ میں گر پڑیں گے۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے: اللہ کے بیٹے مسیح کو' تو ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو' اللہ نے بیوی اور بچے نہیں بنائے' پھر ان سے کہا جائے گا: تم کیا چاہتے ہو؟ یہ بھی پہلے والوں کی طرح کہیں گے اور ان کا حال بھی وہی ہوگا۔ جب صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی پرستش کرتے تھے نیک یا برے تو رب العالمین ان پر جلوہ فرمائے گا اس جلوے سے قریب جس میں انہوں نے اسے دیکھا تھا' ان سے کہا جائے گا: کیا انتظار کر رہے ہو؟ ہر قوم اس کے پیچھے لگ گئی ہے جس کو وہ پوجتی تھی۔ وہ لوگ عرض کریں گے: ہم نے سب لوگوں کو دنیا میں چھوڑ دیا اور کسی کا ساتھ نہیں دیا جب کہ ہم سب سے زیادہ ان کے محتاج تھے اور ہم اپنے اس رب کا انتظار کر رہے ہیں جس کی ہم پرستش کرتے تھے۔ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں' تو وہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے: ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

''تضارّون'' اس میں کئی روایتیں ہیں۔ ''تُضَارُّوْنَ''، ''ضیر'' سے ہے جس کے معنی ضرر کے ہیں۔ دوسرے ''تَضَارُّوْنَ'' ضرر سے ہے یعنی دوسروں کو ضرر پہنچاتے ہو یعنی کیا اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ دوسروں کو دھکے دیتے ہو۔ تیسرے ''تَضَامُّوْنَ''، ''ضَمٌّ'' سے یعنی ایک دوسرے سے چپکتے ہو' چوتھے ''تُضَامُوْنَ''، ''ضَیْمٌ'' سے جس کے معنی مشقت کے ہیں۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جیسے فضا صاف ہونے کی حالت میں دوپہر میں سورج کو چودھویں رات میں چاند کو بلا تکلف بغیر کسی مشقت کے بغیر دھکم پیل کے دیکھتے ہو اسی طرح قیامت کے دن رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھو گے۔

[قیامت کے دن اللہ کا دیدار حق ہے]

قیامت کے دن مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔ اس کی پوری بحث گزر چکی ہے ''التی رأوہ فیھا'' حدیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں کہ اس سے پہلے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا جلوہ دیکھا ہو۔ اس لیے ''راٰوہ'' سے یہاں رویت بصری مراد نہیں بلکہ رویت قلبی مراد ہے۔ ہر مومن کے ذہن میں اللہ عزوجل کے جلوے کا ایک تصور ہوتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ہر مومن نے اللہ عزوجل کے جلوے کا جو تصور ذہن میں رکھا ہوگا یہ جلوہ اس کے قریب ہوگا یعنی اس سے ملتا جلتا ہوگا۔

بَابٌ [النساء: ۴۱ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۝﴾ (آیت: ۴۱)

(ص ۶۵۹)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: تو کیسا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔

﴿اَلْمُخْتَالُ﴾ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ. ''مختال'' اور ''ختال'' کے ایک معنی ہیں: متکبر' اترانے والا۔ اس پر شارحین نے

Marfat.com

اعتراض کیا کہ دونوں کے ایک معنی کیسے ہو سکتے ہیں؟ مختال کا مادہ ''خیلاء'' ہے جس کے معنی تکبر اور اترانے کے ہیں ''ختال'' کا مادہ ''خَتَلٌ'' ہے جس کے معنی: فریب اور بے وفائی کے ہیں۔ اکثر روایتوں میں یہی ہے لیکن اُصیلی کی ایک روایت میں ''ختال'' کے بجائے ''الخال'' بغیر تا کے ہے ''خال'' کے چالیس معنی آتے ہیں۔ اس کا ایک معنی: تکبر ہے۔ اسے بہ معنی ''خائل'' لیا جائے تو یہ بھی ''مختال'' کے معنی میں ہو جائے گا ﴿نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ (آیت:٤٧) نُسَوِّيَهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتٰبَ مَحَاهُ..... فرمایا گیا: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَا'' (النساء:٤٧) اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا، قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف۔ میں مذکور لفظ ''نطمس'' کی تفسیر فرماتے ہیں: ہم چہروں کو برابر کر دیں گے کہ وہ ان کے پچھلے حصہ کی طرح ہو جائے گا، بولتے ہیں: ''طمس الكتاب'' جب اس کو مٹا دے ﴿سَعِيْرًا﴾ (آیت:٥٥) وُقُوْدًا..... بھڑکتی ہوئی۔

٢٢٤٦- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَاْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کو سناؤں؟ حالانکہ آپ پر ہی اتارا گیا ہے۔ فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں تو میں نے حضور کو سورۂ نساء پڑھ کر سنائی، جب آیت کریمہ ''فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد'' تک پہنچا تو فرمایا: بس کر، اور حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(بخاری۔ ج ٢۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب: من احب ان يستمع القران من غيره۔ باب: قول المقرى للقارى حسبك ص ٧٥٥۔ باب: البكاء عند قراءة القران ص ٧٥٦، تین طریقوں سے، مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ، ابوداؤد۔ کتاب العلم، ترمذی۔ کتاب التفسیر)

بَابٌ [النساء: ٤٣ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾ (آیت:٤٣) (ص ٦٥٩)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے آیا ہو۔

﴿صَعِيْدًا﴾ (آیت:٤٣) وَجْهَ الْاَرْضِ..... روئے زمین ''وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ اِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَفِيْ اَسْلَمَ وَاحِدٌ وَّفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَّاحِدٌ كُهَّانٌ يَّنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ''..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ طاغوت جن کے پاس فیصلے کیے جاتے تھے ''جهينه'' میں ایک تھا، اسلم میں ایک تھا اور ہر قبیلے میں ایک تھا۔ یہ کاہن تھے جن پر شیطان اترتے تھے ''وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّيْطَانُ''..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جبت'' سے مراد جادو ہے اور طاغوت سے شیطان ''وَقَالَ عِكْرِمَةُ الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ وَّالطَّاغُوْتُ الْكَاهِنُ''..... اور عکرمہ نے کہا: حبشی زبان میں ''جبت'' کے معنی شیطان کے ہیں اور طاغوت کے معنی کاہن کے۔

بَابٌ [النساء: ٥٩ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (آیت:٥٩) ذَوِي ۔ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اپنے میں سے اولی الامر

Marfat.com

الْاَمْرُ. (ص ٦٥٩)

کی پیروی کرو۔

٢٢٤٧- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (آیت:٥٩) قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ اِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم'' عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک سریہ میں بھیجا تھا (جس کا قصہ ابھی جلد ہی گزرا ہے)۔

داؤدی نے اس پر یہ کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی اور راوی سے یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں نازل ہوئی ہے' اس لیے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اور ان کے قصے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ان کی اطاعت کیوں نہیں کی بلکہ فرمایا: اطاعت صرف اچھی بات میں ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ کے واقعہ پر آیت کریمہ ''فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ'' (النساء:٥٩) پس اگر تم لوگ کسی معاملے میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ' نازل ہوئی اور ان کے سریہ میں یہی ہوا تھا۔ کچھ لوگ ان کی اطاعت کرنا چاہتے تھے اور کچھ لوگوں نے روکا' پھر معاملہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ امیر کی اطاعت صرف نیکی میں ہے معصیت میں نہیں۔

بَابٌ [النساء: ٨٣ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ﴾ (آیت:٨٣) اَیْ اَفْشَوْهُ. (ص ٦٦٠)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔

﴿يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ﴾ (آیت:٨٣) يَسْتَخْرِجُوْنَهٗ..... یعنی اس سے نکالیں ﴿حَسِيْبًا﴾ (آیت:٨٦) كَافِيًا..... ''حسیب'' کے معنی کافی ہے ﴿اِلَّآ اِنَاثًا﴾ (آیت:١١٧) يَعْنِي الْمَوَاتَ حَجَرًا اَوْ مَدَرًا وَّمَا اَشْبَهَهٗ..... ''اناث'' کے معنی بے جان کے ہیں' پتھر یا ڈھیلا یا اس کے مثل کچھ اور ﴿مَرِيْدًا﴾ (آیت:١١٧) مُتَمَرِّدًا ﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ﴾ (آیت:١١٩) بَتَّكَهٗ قَطَّعَهٗ..... تو وہ کاٹیں گے ''بتکہ'' کے معنی ہیں: اسے کاٹا ﴿قِيْلًا﴾ (آیت:١٢٢) وَقَوْلًا' وَاحِدٌ..... ''قیل'' اور ''قول'' کے ایک معنی ہیں: بات ﴿طَبَعَ﴾ (آیت:١٥٥) خَتَمَ..... مہر کر دی۔

بَابٌ [النساء: ٩٤ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ (آیت:٩٤) (ص ٦٦٠)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: جو تمہیں سلام کرے اس کو مت کہو کہ تو مومن نہیں۔

''اَلسَّلِمُ وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ''..... تینوں کا معنی ایک ہے۔

٢٢٤٨- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَّهٗ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوْا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیت کریمہ ''ولا تقولوا لمن القٰی الیکم السلام لست مؤمنا'' کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا' وہاں مسلمان پہنچے' اس نے کہا: السلام علیکم' پھر بھی مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں

Marfat.com

غَنِيْمَتَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَرَضَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ تِلْكَ الْغَنِيْمَةُ قَالَ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلسَّلَامُ.

(مسلم۔آخر کتاب' ابوداؤد۔کتاب الحروف' نسائی۔کتاب السیر والتفسیر)

لے لیں' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''عرض الحیوۃ الدنیا'' تک۔اس سے مراد وہ بکریاں ہیں۔عطاء نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے ''السلام'' پڑھا۔

اس زمانہ میں عرب میں صرف دو ہی گروہ تھے مشرکین اور مسلمان' مشرکین کے سلام کا طریقہ اور تھا یا پھر یہود و نصاریٰ تھے جن کے سلام کا طریقہ بھی اور تھا۔السلام علیکم مسلمانوں کا شعار تھا۔یہ صرف مسلمانوں ہی میں رائج تھا' اس لیے اس زمانہ میں جب کوئی السلام علیکم کہتا ملاقات کے وقت تو یہ دلیل تھی اس بات کی کہ یہ کہنے والا مسلمان ہے اور اس وقت گم راہ فرقے پیدا نہیں ہوئے تھے کہ یہ احتمال ہوتا کہ شاید یہ کلمہ گو بددین ہے لیکن آج جب کہ کلمہ گو طبقہ میں بہ کثرت بددین پیدا ہو چکے ہیں اور یہ سب سلام کے لیے السلام علیکم ہی استعمال کرتے ہیں اس لیے آج اس سے کسی کے قطعی یقینی مسلمان ہونے پر دلیل نہیں لائی جا سکتی ہو سکتا ہے کہ وہ قادیانی ہو' ہو سکتا ہے کہ وہ نیچری ہو' ہو سکتا ہے کہ وہ چکڑالوی منکر حدیث ہو' ہو سکتا ہے کہ وہابی ہو۔آیت مذکورہ میں ایک قراءت ''سَلَمٌ'' بغیر الف کے بھی ہے' لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت ''السلام'' الف کے ساتھ ہے۔

بَابٌ

﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾. (آیت:٩٥)

(ص٦٦١)

[النساء:٩٥ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اللہ کی راہ سے بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں۔

٢٢٤٩- عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوْا فُلَانًا فَجَاءَهٗ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ اَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ اُكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ وَخَلْفَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا ضَرِيْرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (آیت:٩٥).

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آیت کریمہ ''لا یستوی القاعدون من المومنین'' نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں (زید) کو بلاؤ' وہ دوات اور لوح یا شانہ لے کر حاضر ہوئے' فرمایا: لکھو ''لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون فی سبیل الله'' اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حضرت ابن ام مکتوم تھے' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں تو اسی جگہ یہ (آیت کریمہ) نازل ہوئی: ''لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله''۔

بَابُ

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ (آیت:٩٧) اَلْاٰيَةَ. (ص٦٦١)

[النساء:٩٧ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں: تم کاہے میں تھے؟ کہتے ہیں: زمین میں کمزور تھے' کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

Marfat.com

٢٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُو الْاَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ عَنْ ذٰلِكَ اَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهٖ فَيُصِيْبُ اَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ اَوْ يَضْرِبُ فَيُقْتَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ (آیت:٩٧) اَلْاٰيَةَ.

محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسود نے کہا: اہل مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا' میرا نام بھی اس میں لکھا گیا' پھر میں حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے ملا اور میں نے ان کو بتایا تو انہوں نے مجھے سختی کے ساتھ منع کیا' پھر کہا: مجھے حضرت ابن عباس نے خبر دی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ تھے' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف مشرکین کی تعداد بڑھاتے تھے' کوئی تیر مارا جاتا اور آ کر ان میں سے کسی کو لگتا اور اسے مار ڈالتا یا خود اس کو مار کر قتل کر دیا جاتا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ''ان الذین توفاهم الملٰئكة ظالمی انفسهم''۔

(بخاری۔ کتاب الفتن۔ باب: من کرہ ان یکثر سواد الفتن ص ١٠٤٩' نسائی۔ کتاب التفسیر)

قصہ یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں ان کے والی نے مدینہ طیبہ میں ایک لشکر جمع کرنا چاہا کہ جو اہل شام سے جنگ کرے کیونکہ ان لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت تسلیم نہیں کی تھی۔ اسی میں ابوالاسود کا نام بھی لکھا گیا تھا۔ حضرت عکرمہ کا منع کرنا اس بناء پر ہوگا کہ وہ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔

بَابٌ [النساء: ١٠٢ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ﴾ (آیت: ١٠٢). (ص ٦٦١)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو بارش سے یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو۔

٢٢٥١- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى﴾ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيْحًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کریمہ ''ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی'' کے بارے میں فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زخمی تھے۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زخمی تھے' ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ ایسی صورت میں وہ ہتھیار کھول سکتے ہیں' یعنی جب مریض کو ہتھیار کھولنے کی اجازت ہے تو زخمی کو بھی ہوگی کہ وہ بھی مریض میں داخل ہے۔

بَابٌ [النساء: ١٢٨ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ (آیت: ١٢٨). (ص ٦٦١)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے علیحدگی یا اعراض کا اندیشہ کرے۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿شِقَاقٌ﴾ (آیت: ٣٥) تَفَاسُدٌ''..... حضرت ابن عباس نے فرمایا: ''شقاق'' کے معنی فساد کرنے کے ہیں ﴿وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ (آیت: ١٢٨) هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ عَلَيْهِ..... ''شُحٌّ'' کے معنی کسی چیز کی لالچ کرنے کے ہیں۔ ﴿كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (آیت: ١٢٩) لَا هِيَ اَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ ﴿نُشُوْزًا﴾ بُغْضًا..... ''معلقہ'' کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو وہ بیوہ ہے اور نہ شوہر والی ''نشوز'' کے معنی بغض کے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ

[النساء:۱۴۵ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (آیت:۱٤٥).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَسْفَلَ النَّارِ''..... حضرت ابن عباس نے فرمایا: مراد ہے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہیں گے ﴿نَفَقًا﴾ (الانعام:۳۵) سَرَبًا..... سرنگ' سورۂ انعام میں فرمایا تھا: ''فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ'' اس میں یہ بتایا کہ اس آیت میں ''نفقا'' سے مراد سرنگ ہے۔ اب آیت کا ترجمہ یہ ہوا: اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں سرنگ تلاش کرو۔

۲۲۵۲ - عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِيْ حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَاءَ حُذَيْفَةُ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ اُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ خَيْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْاَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (آیت:۱٤٥) فَتَبَسَّمَ عَبْدُاللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ فَتَفَرَّقَ اَصْحَابُهٗ فَرَمَانِيْ بِالْحَصَا فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهٖ وَقَدْ عَرَفَ مَاقُلْتُ لَقَدْ اُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوْا خَيْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

(نسائی کتاب التفسیر)

اسود نے کہا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے حلقہ میں تھے کہ حضرت حذیفہ آئے اور ہمارے قریب کھڑے ہوئے' پھر سلام کیا' پھر کہا: نفاق ایسی قوم پر اُتارا گیا ہے جو تم سے بہتر تھی۔ اسود نے کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ مسکرائے اور حضرت حذیفہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ اب حضرت عبداللہ کھڑے ہو گئے اور ان کے اصحاب متفرق ہو گئے تو مجھے انہوں نے کنکری ماری تو میں ان کے پاس آیا تو حضرت حذیفہ نے کہا: مجھے حضرت عبداللہ کے ہنسنے پر تعجب ہوا اور جو میں نے کہا تھا اس کو وہ جانتے ہیں بے شک نفاق اتارا گیا ایسی قوم پر جو تم سے بہتر تھی پھر انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

مراد یہ ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے انہوں نے بہ ظاہر اسلام قبول کیا لیکن درحقیقت وہ منافقین میں سے تھے' پھر اللہ نے انہیں ہدایت دی اور انہوں نے نفاق سے توبہ کی اور مومن و مخلص اور صحابی ہو گئے۔ ان کو بہتر اسی اعتبار سے کہا کہ صحابی ہوئے اور صحابہ کا مرتبہ مطلقاً افضل ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ دل بدلتے دیر نہیں لگتی ہے ہر وقت اس سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں آدمی کا ایمان نہ سلب ہو جائے۔

بَابُ

[النساء:۱۶۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ. اِلٰى قَوْلِهٖ. وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمَانَ﴾ (آیت:۱٦۳). (ص ٦٦١)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی' اس کے قول ''و یونس و ھارون و سلیمان'' تک۔

۲۲۵۳- ح: [مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ وَ تَوْجِيْهُ هٰذَا]

جس نے یہ کہا: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں' وہ جھوٹا ہے' اس کی توجیہ

۲۲۵۳- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Marfat.com

اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ ، روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے یہ کہا: میں یونس بن
اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ. متیٰ سے بہتر ہوں تو اس نے جھوٹ بولا۔

متکلم اپنے کلام سے خارج ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور کہے مثلاً تم لوگ کہو کہ میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں تو یہ جھوٹ ہے۔

بَابُ [النساء:١٧٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾ (آیت:١٧٦). (ص ٦٦٢)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو۔

''وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ اَبٌ اَوِ ابْنٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ'' کلالہ وہ شخص ہے جس کا باپ یا بیٹا وارث نہ ہو یہ ''تكلله النسب'' کا مصدر ہے۔ ''تکلل'' کے معنی کنارہ اختیار کرنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اس نے باپ کی طرف سے ایک کنارہ اور بیٹے کی طرف سے ایک کنارہ لیا، حالانکہ نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا، اور یہاں صورت حال یہی ہے۔ بہن کا ایک تعلق باپ سے بھی ہوتا ہے اور بھائی سے بھی ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ

یہ سورۃ مدنی ہے، اس میں ایک سو بیس آیتیں ہیں یا ایک سو بائیس یا ایک سو تیس۔ مائدہ اس خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور اگر کھانا نہ ہو تو اس کو مائدہ نہیں کہیں گے ﴿حُرُمٌ﴾ وَاحِدُهَا حَرَامٌ..... ''حرام'' بہ معنی عزت والا، اس کی جمع ''حُرُم'' ہے، فرمایا گیا: ''مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ'' بارہ مہینوں میں چار عزت والے مہینے ہیں ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ﴾ (آیت:١٣) بِنَقْضِهِمْ..... اشارہ کیا کہ ما مصدریہ ہے یعنی ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ﴿الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ﴾ (آیت:٢١) اَجَعَلَ اللّٰهُ..... جسے اللہ نے فرض فرمایا۔ اشارہ کیا کہ ''كَتَبَ'' بہ معنی ''فَرَضَ'' ہے ﴿تَبُوْٓءَ﴾ (آیت:٢٩) تَحْمِلَ..... اٹھائے گا۔ فرمایا گیا تھا: ''تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ'' ہابیل نے قابیل سے کہا: تم میرے اور اپنے گناہ کو لادو گے ''وَقَالَ غَيْرُهُ الْاِغْرَاءُ التَّسْلِيْطُ''..... ''اغراء'' کا معنی: مسلط کرنا ہے، فرمایا گیا تھا: ''وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ'' (المائدہ:٦٤) ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک ڈال دی ﴿دَآئِرَةٌ﴾ (آیت:٥٢) دَوْلَةٌ..... ''دَآئِرَةٌ'' کے معنی ''دَوْلَة'' کے ہیں ﴿اُجُوْرَهُنَّ﴾ (آیت:٥) مُهُوْرَهُنَّ..... ''اجر'' سے مراد مہر ہے ''مُخْمَصَةٌ مَّجَاعَةٌ''..... بھوک ''قَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (آیت:٦٨)..... سفیان (ثوری) نے کہا: قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ مجھ پر سخت نہیں کہ فرمایا: تم کچھ نہیں یہاں تک کہ تورات اور انجیل اور جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا اس کو قائم کرو۔ یہ آیت سخت اس بناء پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان تورات اور انجیل اور قرآن مجید میں جو کچھ ہے سب کو بخوبی جانے گا نہیں تو عمل کیسے کرے گا؟ اور ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی مشکل کام ہے ﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا﴾ (آیت:٣٢) يَعْنِيْ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ..... فرمایا گیا: ''مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا''..... ''حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ

Marfat.com

جَمِيْعًا .....جس نے کسی جان کو زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کیا۔اس کی تفسیر میں فرمایا: جس نے کسی جان کے قتل ناحق کو حرام جانا ﴿شِرْعَةً وَّمِنْهَا جًا﴾ (آیت:٤٨)سَبِيْلًا وَسُنَّةً..... "منهاج" کے معنی طریقے کے ہیں "اَلْمُهَيْمِنُ اَلْاَمِيْنُ الْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ"..... "مُهَيْمِنٌ" کے معنی امین کے ہے' قرآن پہلی ہر کتاب پر امین ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید اگلی کتابوں میں جو بنیادی عقائد ہیں' ان سب کو بیان فرماتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے' جیسے امین امانت کی کرتا ہے' اس طرح اس کے لازمی معنی ہوئے محافظت کرنے کے۔قرآن مجید کے بارے میں فرمایا گیا: "وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ" (المائدہ:٤٨) قرآن ان کا محافظ ہے۔

بَابُ [المائدہ:٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (آیت:٦). (ص ٦٦٢)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

"تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا"..... یعنی تیمم کے معنی قصد کرنے کے ہیں' لغوی معنی یہی ہے' مراد یہ ہے کہ پاکی حاصل کرنے کے ارادے سے پاک مٹی استعمال کرو ﴿آمِّيْنَ﴾ (آیت:٢) عَامِدِيْنَ اَمَمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ.....فرمایا گیا: "وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ" یعنی جو لوگ بیت الحرام کا ارادہ رکھتے ہیں۔امام بخاری نے فرمایا کہ "اَمَّمَ تیمم" مجرد مزید کے ایک ہی معنی ہیں "وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لٰمَسْتُمْ﴾ (المائدہ:٦) وَ ﴿تَمَسُّوْهُنَّ﴾ (البقرہ:٢٣٦) وَ ﴿الَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ (النساء:٢٣) وَالْاِفْضَاءُ اَلنِّكَاحُ"..... یعنی آیت کریمہ "اَوْلَا مستُمُ النِّسَاءَ" میں "مُلَامَسَتْ" سے اور آیت کریمہ "وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ" میں "مَسٌّ" سے اور آیت کریمہ "مِنْ نِّسَائِكُمُ اللّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ" میں "دخول" سے آیت کریمہ "وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ" میں "اِفضاء" سے مراد نکاح یعنی وطی ہے۔

بَابُ [المائدہ:٣٣ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اِلٰى قَوْلِهٖ. اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ (آیت:٣٣) اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ اَلْكُفْرُ بِهٖ. (ص ٦٦٣)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: ان لوگوں کی سزا جو اللہ و رسول سے لڑیں یا زمین میں فساد مچائیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو پھانسی دی جائے' سے "او ینفوا من الارض" تک۔اللہ سے لڑائی اس کے ساتھ کفر ہے۔

٢٢٥٤- حَدَّثَنِيْ سَلْمَانُ اَبُوْ رَجَاءٍ مَّوْلٰى اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ اَوْقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْاِسْلَامِ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا

ابوقلابہ سے روایت ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے بیٹھے تھے تو لوگوں نے قسامت کا ذکر کیا اور کہا: قسامت پر خلفاء نے قصاص لیا ہے تو انہوں نے ابوقلابہ کی جانب دیکھا اور وہ ان کے پیچھے تھے' فرمایا: اے عبداللہ بن زید! تم کیا کہتے ہو؟ کہا: اے ابوقلابہ! تم کیا کہتے ہو؟ تو میں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اسلام میں کسی کا قتل کرنا حلال ہو سوائے اس شخص کے جس نے احصان کے بعد زنا کیا یا ناحق کسی کا قتل کیا یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑا تو حضرت عنبسہ نے کہا کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔میں

Marfat.com

اَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ اِيَّايَ حَدَّثَ اَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ هٰذِهِ نَعَمٌ لَّنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِيْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَخَرَجُوْا فِيْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَى الرَّاعِيْ فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَخَوَّفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِيْ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا اَنَسٌ قَالَ وَقَالَ يَا اَهْلَ كَذَا اِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَّا اُبْقِيَ هٰذَا فِيْكُمْ وَمِثْلُ هٰذَا.

نے کہا کہ حضرت انس نے مجھ سے یہ حدیث یوں بیان کی ہے تو انہوں نے کہا: ایک قوم نبی ﷺ کی خدمت میں آئی' مسلمان ہوئی' پھر حضور سے بات کی اور کہا: اس زمین کی ہوا ہمارے ناموافق ہوگئی تو فرمایا: یہ ہمارے اونٹ ہیں' وہاں چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔ وہ لوگ وہاں گئے' اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہو گئے اور چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے' ان لوگوں سے کیا باقی رہ گیا کہ وہ قتل نہ کیے جاتے۔ ان لوگوں نے قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے' اور پھر رسول اللہ ﷺ کو ڈرایا تو حضرت عنبسہ نے کہا: سبحان اللہ! میں نے کہا: تم مجھ کو متہم کرتے ہو' پھر انہوں نے کہا: اسے حضرت انس نے ہم سے بیان کیا: اور کہا اے اہل شام! تم لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہو گے جب تک یہ تم میں باقی رکھا جائے گا یا اس کے مثل باقی رکھا جائے گا۔

یہ حدیث اختصار کے ساتھ مغازی میں گزر چکی ہے۔ وہیں ہم نے اس کی پوری تفصیل لکھ دی ہے۔

بَابٌ

[المائدہ: ٦٧ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (آیت: ٦٧). (ص ٦٦٤)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اے رسول! ان سب کو پہنچا دو جو تمہارے رب کی طرف سے تم تک اتارا گیا۔

٢٢٥٥- عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ﴾ (آیت: ٦٧) اَلْاٰيَةَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اس میں سے کچھ چھپایا جو ان پر اتارا گیا تو اس نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے رسول! ان سب کو پہنچا دو جو تم پر اتارا گیا۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قول اللہ یا ایھا الرسول بلغ ص ١١٢٤' مسلم۔ کتاب الایمان' ترمذی' نسائی۔ کتاب التفسیر)

بَابٌ

[المائدہ: ٨٩ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ (آیت: ٨٩). (ص ٦٦٤)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر۔

٢٢٥٦- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت کریمہ ''اللہ تمہاری نہیں پکڑ کرتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر'' لوگوں کے اس قول کے بارے میں نازل ہوئی جو لوگ بات بات میں کہتے ہیں ''لا واللہ اور بلیٰ واللہ''۔

Marfat.com

(بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب: لا یواخذکم اللّٰہ باللغوِ فی ایمانکم ص ۹۸۶، ابوداؤد)

[قسم کی اقسام]

قسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) غموس (۲) لغو (۳) منعقدہ۔

غموس: جھوٹی قسم کو کہتے ہیں، یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا مثلاً وہ جانتا ہے کہ زید نہیں آیا ہے اور قسم کھائی کہ زید آیا۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں۔

لغو: غلط فہمی کی بناء پر کوئی قسم کھائی مثلاً وہ یہ جانتا تھا کہ زید آیا ہے مگر حقیقت میں نہیں آیا تھا اور قسم کھالی کہ زید آیا، اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ لغو وہ قسم ہے جو بغیر نیت زبان پر جاری ہو جائے۔

منعقدہ: وہ قسم ہے کہ آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر اس کام کو نہیں کیا یا کرلیا، اس میں کفارہ ہے ایک غلام آزاد کرنا۔ اس کی استطاعت نہ ہو تو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا مسلسل بلاناغہ تین روزے رکھنا۔

۲۲۵۷- ح: [اِنْ رَاٰی اَنْ یَّنْقُضَ الْیَمِیْنَ خَیْرًا فَلْیَحْنَثْ وَعَلَیْهِ کَفَّارَتُهٗ]

قسم توڑنا بہتر ہو تو قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے

۲۲۵۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَبَاهَا کَانَ لَا یَحْنَثُ فِیْ یَمِیْنٍ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ کَفَّارَةَ الْیَمِیْنِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ لَّا اَرٰی یَمِیْنًا لَّا اُرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے والد کسی قسم کو نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے قسم کا کفارہ نازل فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جس بات پر میں نے قسم کھائی ہے اس سے بہتر اس کی ضد ہے تو میں اللہ کی رخصت کو قبول کر لیتا ہوں اور اسے کرتا ہوں جو بہتر ہے۔

(بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب: قول اللّٰہ لا یؤخذکم اللّٰہ باللغو ص ۹۸۰)

بَابٌ

[المائدہ: ۸۷ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ﴾ (آیت: ۸۷). (ص ۶۶۴)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اے ایمان والو! تم ان پاک چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں۔

۲۲۵۸- عَنْ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِیْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ نَّتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ﴾ (آیت: ۸۷).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر جہاد کرتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتیں تھیں تو ہم نے عرض کیا: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا اور اس کے بعد ہمیں اجازت دی کہ ہم ایک کپڑے کے عوض عورتوں سے نکاح کر لیں، پھر انہوں نے پڑھا: اے ایمان والو! تم ان پاک چیزوں کو کیوں حرام ٹھہراتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں۔

(بخاری۔ کتاب النکاح۔ باب: تزویج المعسر ص ۷۵۹، باب: مایکرہ من التبتل الخ ص ۷۵۹، مسلم۔ کتاب النکاح، نسائی۔ کتاب التفسیر)

Marfat.com

اس حدیث سے متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی متعہ کو جائز جانتے تھے۔ ابتداء اسلام میں بہ ضرورت متعہ کی اجازت تھی' عرب گرم ملک ہے' وہاں صبر مشکل ہے اس بناء پر اجازت تھی۔ پھر متعہ کی حرمت پر اجماع منعقد ہو گیا اور سوائے گم راہ رافضیوں کے کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں رہا' اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث سے اگر جواز ثابت بھی ہوتا ہے تو سفر میں۔ اس کی تاویل یہی ہے کہ ابتداء میں بہ وجہ ضرورت اس کی اجازت تھی بعد میں یہ حرام کر دیا گیا تو سفر حضر سب میں حرام کر دیا گیا۔

بَابُ

قَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ (آیت: ۹۰).

[المائدہ: ۹۰ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں' اور شیطانی کام ہیں۔

(ص ۶۶۴)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَزْلَامُ الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِي الْأُمُوْرِ وَالنُّصُبُ أَنْصَابٌ يَّذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا وَقَالَ غَيْرُهُ الزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ وَالْاِسْتِقْسَامُ أَنْ يُّجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهٰى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا ضُرُوْبًا يَّسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ الْقَسُوْمُ الْمَصْدَرُ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ازلام' تیر ہیں جن سے وہ اپنے معاملات میں قرعہ اندازی کرتے تھے اور نصب وہ بت تھے جن پر وہ جانوروں کو ذبح کرتے تھے' اور ان کے غیر نے کہا: ''زلم'' بغیر پر کا تیر ہے' اور یہ ''ازلام'' کا واحد ہے اور ''استقسام'' یہ تھا کہ تیروں کو گھماتے' پس اگر وہ اس کام سے منع کر دیتا تو نہیں کرتے اور اگر حکم دیتا تو کرتے' اور انہوں نے تیروں پر قسم قسم کے نشان لگا دیئے تھے جس سے وہ قرعہ اندازی کرتے' اور ''استسقام'' کا مجرد ''قسمت'' ہے اور ''قسوم'' اسی کا مصدر ہے۔

ازلام کی پوری تفصیل گزر چکی ہے۔

۲۲۲۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَّخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی اور اس دن مدینہ میں پانچ قسم کی شرابیں تھیں جس میں انگور کی شراب نہیں تھی۔

(بخاری۔ کتاب الاشربہ۔ باب: ان الخمر من العنب ص ۸۳۶)

۲۲۲۶- ح: [اَلْخَمْرُ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ]

تحریمِ خمر سے پہلے شراب نوشی کا ایک منظر

۲۲۲۶- قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ إِنِّيْ لَقَائِمٌ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَّفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس تمہاری اس فضیخ کے علاوہ کوئی شراب نہیں تھی۔ میں کھڑا حضرت ابوطلحہ اور فلاں اور فلاں کو پلا رہا تھا۔ ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا: کیا تم کو خبر پہنچی ہے؟ ان لوگوں نے کہا: کیا ہے؟ اس نے کہا: شراب حرام کر دی گئی۔ لوگوں نے کہا: ان گھڑوں کو بہا دے' اے انس! ان لوگوں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا اور نہ تکرار

Marfat.com

کی اس شخص کی خبر کے بعد۔

یہ پانچ قسم کی شرابیں تھیں: (۱) شہد کی' (۲) کھجور کی' (۳) گیہوں کی' (۴) جو کی' اور (۵) چیناں کی۔

فضیخ

ادھ پکے کھجور کو پانی میں ڈال کر کسی برتن میں رکھ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس میں نشہ آ جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جن جن کو شراب پلا رہے تھے وہ یہ تھے: حضرت ابودجانہ' حضرت سہل بن بیضا' حضرت ابوعبیدہ بن الجراح' حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم۔

٢٢٦١- ح: [اَلْخَمْرُ مِنْ خَمْسَةٍ]

شراب پانچ چیزوں سے بنتی ہے

٢٢٦١ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَاخَامَرَ الْعَقْلَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر حضرت عمر کو فرماتے ہوئے سنا: بعد حمد کے اے لوگو! شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ پانچ چیزوں سے تھی: انگور' اور کھجور' اور شہد' اور گیہوں' اور جو سے۔ خمر وہ چیز ہے جو عقل کو چھپا دے۔

(بخاری۔ کتاب الاشربۃ۔ باب: ان الخمر من العنب ص ۸۳۶' باب: ما جاء ان الخمر ما خامر العقل' وطریق سے ص ۸۳۷' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ باب: ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۹۰' مسلم۔ آخر کتاب' ابوداؤد۔ کتاب الاشربۃ' ترمذی۔ کتاب الاشربۃ' نسائی۔ کتاب الاشربۃ والولیمہ)

حرمت انہیں پانچ قسموں میں منحصر نہیں۔ ہر سیال چیز جو نشہ آور ہو خواہ کسی چیز سے بنائی گئی ہو اور جس طریقے سے بنائی گئی ہو سب حرام ہیں۔ اس حدیث میں ان پانچ چیزوں کا ذکر اس بناء پر ہے کہ اس عہد میں یہی پانچ قسم کی شرابیں تیار ہوتی تھیں۔

بَابُ

[المائدہ: ۱۰۱ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (آیت: ۱۰۱). (ص ٦٦٥)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بہت سی باتیں نہ پوچھو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں گی۔

٢٢٦٢- عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ حَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ اَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا۔ فرمایا: جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ صحابہ کرام نے اپنے چہروں کو ڈھانک لیا' وہ لوگ سسکیاں لے رہے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: فلاں! اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تم بہت سی باتیں نہ پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں گی۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم ص ۹۶۰' کتاب الاعتصام۔ باب: ما یکرہ من کثرۃ السوال ص ۱۰۸۳' مسلم۔ کتاب الفضائل' ترمذی۔ کتاب التفسیر' نسائی۔ کتاب الرقاق)

Marfat.com

٢٢٦٣- ح: [كَثْرَةُ السُّؤَالِ وَجْهُ الْغَضَبِ]

کثرت سوال غضب کا سبب ہے

٢٢٦٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتِهْزَاءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ اَبِيْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ اَيْنَ نَاقَتِيْ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور استہزاء پوچھا کرتے تھے۔ ایک کہتا: میرا باپ کون ہے؟ کسی شخص کی اونٹنی غائب ہو جاتی تو وہ کہتا میری اونٹنی کہاں ہے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری لگیں۔ یہاں تک کہ پوری آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

بَابُ [المائدہ: ١٠٣ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾ (آیت:١٠٣). (ص٦٦٥)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور بحیرا اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔

بحیرۂ سائبہ وسیلہ اور حامی کی تفسیر گزر چکی ہے۔

﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ (آیت:١١٦) يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَاِذْ هٰهُنَا صِلَةٌ..... فرمایا گیا: ''وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اَاَنْتَ قُلْتَ'' (المائدہ:١١٦) اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے یہ کہا تھا؟ یہ ارشاد قیامت کے دن ہوگا اور آیت میں ''قال'' ماضی کا صیغہ ہے۔ امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا ہے کہ یہ ''یقول'' کے معنی میں ہے تو ''اذ'' زائد ہوا..... اَلْمَائِدَةُ اَصْلُهَا مَفْعُوْلَةٌ كَعِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنٰى مِيْدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ..... ''مائدہ'' معنی میں مفعول کے ہے جیسے: ''عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ'' پسندیدہ زندگی اور ''تطليقة بائنة'' معنی یہ ہے کہ دسترخوان والے نے خیر جمع کیا' یہ ''مادني يميدني'' سے ہے یعنی ''ضرب يضرب'' سے ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مُتَوَفِّيْكَ﴾ (آل عمران:٥٥) مُمِيْتُكَ''..... وفات دینے والا ہوں تم کو' سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا تھا ''يا عيسى اني متوفيك'' اس کی تفسیر فرمائی حضرت ابن عباس نے کہ وفات بہ معنی موت ہے۔ اس کا ذکر اس مناسبت سے ہے کہ سورۂ مائدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ عرض منقول ہے: ''فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ'' (المائدہ:١١٧) جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو ان کا نگہبان تو رہا' چونکہ ''متوفی'' اور ''توفیت'' کا مادہ ایک ہی ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے ''مُتَوَفِّيْكَ'' (آل عمران:٥٥) کی تفسیر فرمائی۔

٢٢٦٤- ح: [عَذَابُ جَهَنَّمَ عَلٰى عَمْرٍو فِي النَّارِ]

عمرو بن عامر خزاعی کی جہنم میں درگت

٢٢٦٤- عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَاَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهٗ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جہنم کو دیکھا اس کا بعض حصہ بعض کو توڑ رہا ہے اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے' یہی پہلا شخص ہے جس نے سائبہ چھوڑا۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَنْعَام

یہ سورۃ مکی ہے سوائے تین آیتوں کے' یہ مدنی ہیں۔اس میں ایک سو پینتیس آیتیں ہیں۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِتْنَتُهُمْ﴾ (آیت:٢٣)مَعْذِرَتُهُمْ ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾ (آیت:١٤١)مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ''..... چڑھائے ہوئے انگور کی بیلیں وغیرہ جو اوپر چڑھائی جاتی ہیں''لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ يَعْنِيْ اَهْلَ مَكَّةَ'' یہ خطاب اہل مکہ سے ہے تا کہ قرآن کے ذریعہ تم کو ڈراؤں ﴿حَمُوْلَةً﴾ (آیت:١٤٢)مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا..... بوجھ اٹھانے والے ﴿وَلَلَبَسْنَا﴾ (آیت:٩) لَشَبَّهْنَا..... ان پر مشتبہ کر دیتے ﴿يَنْاَوْنَ﴾ (آیت:٢٦)يَتَبَاعَدُوْنَ..... ایک دوسرے کو اس سے دور کرتے ہیں یعنی قرآن یا رسول سے ﴿تُبْسَلُ﴾ (آیت:٧٠)تُفْضَحُ..... رسوا ہوں گے ﴿اُبْسِلُوْا﴾ (آیت:٧٠) اُفْضِحُوْا..... وہ لوگ رسوا ہوئے ﴿بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ﴾ (آیت:٩٣)اَلْبَسْطُ الضَّرْبُ..... اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں ﴿اِسْتَكْثَرْتُمْ﴾ (آیت:١٢٩)اَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا..... تم نے بہتوں کو گم راہ کیا ﴿ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ﴾ (آیت:١٣٦)جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَا لِهِمْ نَصِيْبًا وَّلِلشَّيْطَانِ وَالْاَوْثَانِ نَصِيْبًا..... ان لوگوں نے اپنے پھلوں اور مال میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کر لیا اور ایک حصہ شیطان اور بتوں کے لیے ﴿اَكِنَّةً﴾ وَاحِدُهَا كِنَانٌ ﴿اَمَّا اشْتَمَلَتْ﴾ (آیت:١٤٤)يَعْنِيْ هَلْ تَشْتَمِلُ اِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَّتُحِلُّوْنَ بَعْضًا''..... یعنی مادہ کے پیٹ یا تو نر پر مشتمل ہیں یا مادہ پر تو کیوں بعض کو حرام کرتے ہو اور بعض کو حلال کرتے ہو ﴿مَسْفُوْحًا﴾ (آیت:١٤٥) مُهْرَاقًا''..... بہایا ہوا ﴿صَدَفَ﴾ (آیت:١٥٧)اَعْرَضَ..... منہ پھیر لیا''اُبْلِسُوْا اُوْيِسُوْا وَ﴿اُبْسِلُوْا﴾ (آیت:٧٠) اُسْلِمُوْا ﴿سَرْمَدًا﴾ (القصص:٧١-٧٢)دَائِمًا''..... وہ لوگ مایوس ہو گئے' محتاج ہو گئے' ہلاکت کے قریب ہو گئے ہمیشہ ہمیشہ ﴿اِسْتَهْوَتْهُ﴾ (آیت:٧١)اَضَلَّتْهُ..... اسے گم راہ کر دیا ﴿تَمْتَرُوْنَ﴾ (آیت:٢) تَشُكُّوْنَ..... تم لوگ شک کرتے ہو ﴿وَقْرٌ﴾ (آیت:٢٥) صَمَمٌ ..... بہرا ہونا''وَاَمَّا الْوِقْرُ اَلْحِمْلُ''..... ''وقر'' واؤ کے کسرہ کے ساتھ اس کے معنی بوجھ ہیں ﴿اَسَاطِيْرُ﴾ (آیت:٢٥) وَاحِدُهَا اُسْطُوْرَةٌ وَّاِسْطَارَةٌ وَّهِيَ التُّرَّهَاتُ..... ''اساطیر'' کا واحد ''اُسطورۃ'' ہے اور ''اسطارۃ'' ہے باطل چیزیں ﴿اَلْبَاْسَآءِ﴾ (آیت:٤٢)مِنَ الْبَاْسِ وَيَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ..... ''باساء'' سختی یہ ''باس'' سے بنا ہے اور ''بوس'' سے بھی ہو سکتا ہے ﴿جَهْرَةً﴾ (آیت:٤٧)مُعَايَنَةً..... کھلے بند''اَلصُّوَرُ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَسُوَرٌ''..... ''صور'' ''صورت'' کی جمع ہے' جیسے اس کا قول سورت کی جمع ''سُوَر'' ﴿مَلَكُوْتَ﴾ (آیت:٧٥) مُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ وَيَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمَ..... ''ملکوت'' کے معنی ملک کے ہیں' جیسے بولتے ہیں ڈرانا بہتر ہے مہربانی سے اور جیسے کہتے ہیں کہ تو ڈرایا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔امام بخاری بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ''ملکوت''، ''رھبوت''، ''رحموت'' کے وزن پر بہ معنی ملک ہے ﴿جَنَّ﴾ (آیت:٧٦)اَظْلَمَ..... اندھیرے والی..... يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ اَيْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ ﴿حُسْبَانًا﴾ (آیت:٩٦) مَرَامِيَ وَ﴿رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ﴾ (الملک:٥)..... ''حسبان'' کے معنی حساب کے ہیں' جیسے بولتے ہیں ''علی اللہ حسبانہ'' اور ''حسبان'' کے معنی سباب کے بھی ہیں جس سے شیطانوں کو سنگسار کیا جاتا ہے ﴿مُسْتَقَرٌّ﴾ (آیت:٩٨) فِي الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعٌ﴾ (آیت:٩٨)فِي الرَّحِمِ..... تم لوگ باپ کی پیٹھ میں ٹھہرے رہتے ہو اور ماں کے پیٹ میں امانت رکھے جاتے ہو..... اَلْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ اَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَ﴿صِنْوَانٍ﴾ (الرعد:٤)..... ''قنو'' کے معنی خوشہ' اس کا تثنیہ بھی ''قنوان'' ہے اور جمع بھی' جیسے ''صنو'' اور ''صنوان''۔

بَابُ

[الانعام:٦٥ کی تفسیر]

Marfat.com

قَوْلِهٖ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ (آیت:٦٥) اَلْاٰيَةَ. (ص٦٦٦)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: فرمادو: وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے۔

﴿يَلْبِسَكُمْ﴾ (آیت:٦٥) يَخْلِطَكُمْ مِنَ الْالْتِبَاسِ ﴿يَلْبِسُوْا﴾ (آیت:٨٢) يَخْلِطُوْا ﴿شِيَعًا﴾ (آیت:٦٥) فِرَقًا.....

"لبس" کے معنی مشتبہ کرنے کے ہیں "شِيَعًا" (الانعام:٦٥) کے معنی مختلف گروہ۔

٢٢٦٥- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَهْوَنُ اَوْ هٰذَا اَيْسَرُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت اُتری: تم فرمادو کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ کہا: یا تو تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔ حضور نے کہا: تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا تمہیں لڑادے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ہلکا ہے یا فرمایا: یہ آسان ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاعتصام۔ باب: قول اللہ تعالیٰ او یلبسکم شیعا ص١٠٨٧' کتاب التوحید۔ باب؛ قول اللہ عزوجل کل شیءٍ ھالك الا وجھہٗ ص١١٠١' نسائی۔ کتاب التفسیر)

بَابٌ

[الانعام:٩٠ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (آیت:٩٠). (ص٦٦٦)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی' ان کے طریقے کی پیروی کرو۔

٢٢٦٦- اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ اَفِيْ (ص) سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (آیت:٨٤-٩٠) ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ (وَفِيْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ) فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ.

(بخاری۔ ج٢ ص٧٠٩۔ کتاب التفسیر۔ سورۂ ص' دو طریقے سے)

مجاہد نے کہا کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: کیا سورۂ ص میں سجدہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! پھر یہ آیت تلاوت کی: اور ہم نے ان کو اسحٰق عطا فرمایا' اللہ عزوجل کے اس ارشاد تک' تم ان کے طریقے کی پیروی کرو۔ پھر کہا: داؤد ان میں سے ہیں' دوسرے طریقے میں ہے کہ فرمایا: تمہارے نبی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا۔

سورۂ ص میں سجدہ ہے یا نہیں اس سلسلہ میں پوری بحث ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ سورۂ ص میں مذکور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا۔ ارشاد ہے: "فَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ○" (ص: ٢٤) اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے طریقے کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے' اس لیے اس میں سجدہ ہے۔

بَابٌ

[الانعام:١٤٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا﴾ (آیت: ١٤٦) اَلْاٰيَةَ. (ص٦٦٧)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور' اور گائے (بھینس) کی چربی۔

Marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ﴾ اَلْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ ﴿الْحَوَايَآ﴾ (آیت:١٤٦) اَلْمَبْعَرُ.

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ناخن والے جانور سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہے اور ''حوایا'' سے مراد آنتیں ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ هَادُوْا صَارُوْا يَهُوْدًا وَّاَمَّا قَوْلُهُ ﴿هُدْنَا﴾ (الاعراف:١٥٦) تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ.

اور ان کے غیر نے کہا: ''ھادوا'' کے معنی یہ ہیں کہ وہ یہودی ہو گئے ''ھُدْنَا'' کے معنی: ہم نے توبہ کی اور ''ھائد'' کے معنی توبہ کرنے والے کے ہیں۔

''ذی ظفر'' سے مراد وہ جانور ہیں جن کے پنجوں میں اُنگلیاں ہوں مگر انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ اور شتر مرغ' یہ جانور خواہ چوپائے ہوں یا پرندے اسی بناء پر بعض لوگوں نے کہا کہ اس میں بطخ بھی داخل ہے۔

''الحوایا'' جمع ''حویۃ'' کی ہے' اس سے مراد چربی ہے جو آنتوں کے اوپر چڑھی ہوتی ہے' آیت میں آگے ارشاد تھا:

اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَايَا اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ.

مگر جو ان کی پیٹھ سے لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ یہود پر گائے' بھینس' بکری کی چربی حرام کر دی گئی۔ ہاں جو آنتوں سے چپکی ہو یا پیٹھ پر ہو یا ہڈی سے ملی ہو وہ ان کے لیے بھی حلال تھی۔

بَابٌ

[الانعام:١٥١ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (آیت:١٥١). (ص ٦٦٧)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی۔

٢٢٦٧- ح: [لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ]

اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں

٢٢٦٧- عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ قُلْتُ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهٗ قَالَ نَعَمْ. (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ باب: قول اللہ عزوجل قل انما حرم ربی الفواحش ص ٦٦٧' کتاب النکاح۔ باب: الغیرۃ ص ٧٨٦' کتاب التوحید۔ باب: قول اللہ یحذرکم اللہ نفسہ ص ١١٠١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں اسی وجہ سے بے حیائیوں کو حرام فرمایا خواہ ظاہر ہو یا چھپی ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی تعریف کو پسند کرنے والا نہیں اور اسی وجہ سے اپنی ذات کی تعریف فرمائی۔ (عمرو بن مرہ نے کہا:) میں نے ابووائل سے پوچھا: کیا آپ نے اس کو حضرت عبداللہ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر میں نے ان سے پوچھا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے تو انہوں نے کہا: ہاں!

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿وَكِيْلٌ﴾ (آیت:١٠٢) حَفِيْظٌ وَّمُحِيْطٌ بِهٖ.

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: وکیل اسے کہتے ہیں جو حفاظت بھی کرے اور اسے اپنی پناہ میں لیے رہے۔

﴿قُبُلًا﴾ (آیت:١١١) جَمْعُ قَبِيْلٍ وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ ضُرُوْبٌ لِّلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِّنْهَا قَبِيْلٌ.

''قُبُلًا'' ''قَبِيْلٍ'' کی جمع ہے جس کے معنی یہاں قسم کے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ قسم قسم کے عذاب ہوں گے' ہر قسم ان میں سے قبیل ہے۔

Marfat.com

ارشاد ہے:

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا. (الانعام:۱۱۱) اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لائے۔

اس ارشاد میں ''قبلا'' سے مراد قسم قسم کے عذاب ہیں' یہ ''قبیل'' کی جمع ہے۔

﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ (آیت:۱۱۲) كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ ﴿وَحَرْثٌ حِجْرٌ﴾ (آیت:۱۳۸) حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَّحْجُورٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُودَ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِّنْ مَّحْطُومٍ مِّثْلُ قَتِيلٍ مِّنْ مَّقْتُولٍ وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

اس سے مراد وہ باطل ہے جسے تم سنوارو اور اس پر ملمع کرو' ''حجر'' کے ایک معنی حرام کے ہیں۔ ہر ممنوع کو ''حجر'' اور ''محجور'' کہتے ہیں۔ نیز حجر ہر عمارت کو کہتے ہیں اور گھوڑی کو بھی حجر کہا جاتا ہے اور عقل کو بھی حجر اور حجا کہا جاتا ہے لیکن حجر یہ ثمود کی بستی کا نام ہے اور زمین کے جس حصہ کو دوسرے سے الگ کر دو وہ حجر ہے' اسی سے بیت اللہ شریف کے حطیم کو حجر کہا جاتا ہے۔ حطیم گویا مشتق ہے محطوم سے جیسے قتیل مقتول سے اور حجر یمامہ یہ ایک منزل کا نام ہے۔

بَابٌ

[الانعام:۱۵۰ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمْ﴾ (آیت:۱۵۰).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اپنے گواہوں کو لاؤ۔

(ص ٦٦٧)

لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ.

اہل حجاز کی لغت یہ ہے کہ ''هَلُمَّ'' واحد' تثنیہ اور جمع سب کے لیے آتا ہے۔

اور اہل نجد کہتے ہیں کہ سب کے لیے الگ الگ آتا ہے۔ واحد مذکر کے لیے ''هَلُمَّ'' اور واحد مؤنث کے لیے ''هَلُمِّي'' دونوں کے تثنیہ کے لیے ''هَلُمَّا'' جمع مذکر کے لیے ''هَلُمُّوا'' اور جمع مؤنث کے لیے ''هَلُمْنَّ'' ان کے نزدیک یہ فعل ہے جس کا ماضی ''هَلُمَّ'' ہے اور اہل حجاز کے نزدیک یہ اسم فعل ہے جو مبنی علی الفتح ہے۔

بَابٌ

[الانعام:۱۵۸ کی تفسیر]

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا﴾ (آیت:۱۵۸).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اس وقت کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔

٢٢٦٨- ح: [لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَهٰذِهِ أَخِرَةٌ عَلَامَةِ الْقِيَامَةِ]

جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو لے گا قیامت نہیں آئے گی اور یہ قیامت کی آخری نشانی ہے

٢٢٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے نہیں نکلے گا' جب لوگ اسے دیکھ لیں گے تو روئے زمین پر جتنے

Marfat.com

رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ (آیت:۱۵۸).

لوگ ہیں سب کے سب ایمان لائیں گے یہی وہ وقت ہے کہ کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو۔

(مسلم۔ کتاب الایمان' ابوداؤد۔ کتاب الملاحم' نسائی۔ کتاب الوصایا' ابن ماجہ۔ کتاب الفتن)

مغرب سے سورج کا طلوع ہونا قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ امام بیہقی نے ''کتاب البعث والنشور'' میں روایت کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی دجال کا ظاہر ہونا ہے' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ہے' پھر یاجوج ماجوج کا نکلنا ہے' پھر دابۃ الارض کا نکلنا ہے' پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگ مسلمان ہو جائیں گے' صرف ایک دین رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد جب اکثر لوگ کافر ہو جائیں گے' تھوڑے مسلمان رہ جائیں گے تو سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا' کوئی کافر مسلمان ہوگا تو اس کا ایمان قبول نہ ہوگا' اسی کو آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔ اسی طرح کوئی مومن گناہ سے توبہ کرے گا تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

یہ سورۃ مکی ہے سوائے آٹھ آیتوں کے۔ ''وَاسْئَلْهُمْ'' سے لے کر ''وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ'' (الاعراف:۱۷۱) تک مکی ہے۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَرِيَاشًا﴾ (آیت:۲۶) اَلْمَالُ''..... حضرت ابن عباس نے فرمایا: ''رياش'' اور ''ريش'' کے معنی مال کے ہیں ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (آیت:۵۵) فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ..... اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا خواہ وہ دعا میں حد سے آگے بڑھیں یا کسی اور چیز میں ﴿عَفَوْا﴾ (آیت:۹۵) كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ..... ان کی تعداد زیادہ ہوگئی اور ان کے مال زیادہ ہوگئے ﴿اَلْفَتَّاحُ﴾ (السباء:۲۶) اَلْقَاضِيْ ﴿اِفْتَحْ بَيْنَنَا﴾ (آیت:۸۹) اِقْضِ بَيْنَنَا..... فیصلہ فرمانے والا' ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے ﴿نَتَقْنَا﴾ (آیت:۱۷۱) رَفَعْنَا..... ہم نے پہاڑ کو بلند کیا ﴿اِنْبَجَسَتْ﴾ (آیت:۱۶۰) اِنْفَجَرَتْ..... پھٹ پڑے ﴿مُتَبَّرٌ﴾ (آیت:۱۳۹) خُسْرَانٌ..... نقصان ﴿اٰسٰى﴾ (آیت:۹۳) اَحْزَنُ..... میں غم کروں ﴿تَاْسَ﴾ (المائدہ:۲۶) تَحْزَنْ..... تو غم کرے۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ﴾ (آیت:۱۲) يُقَالُ: مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ..... اور ان کے غیر نے کہا: ''اَنْ لَّا تَسْجُدَ'' میں ''لا'' زائد ہے' مراد یہ ہے کہ تجھ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ﴿يَخْصِفَانِ﴾ (آیت:۲۲) اَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهٗ اِلٰى بَعْضٍ..... یعنی جنت کے پتوں سے ستر چھپانے لگے یعنی پتوں کو ایک دوسرے سے ملانے لگے ﴿سَوْاٰتِهِمَا﴾ (آیت:۲۰) كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا..... یعنی اپنی شرم گاہ کو چھپانے لگے ﴿وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ﴾ (آیت:۲۴) هٰهُنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ اِلٰى مَا لَا يُحْصٰى..... اور مدت تک نفع حاصل کرنے کا سامان یعنی اس وقت سے لے کر قیامت تک' عرب کے نزدیک ''حین'' کے معنی یہ ہیں کہ بولے جانے کے وقت سے لے کر غیر متناہی مدت تک ''عَدَدُهَا الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ''..... ''رياش'' اور ''ريش'' ایک ہی ہے' اس کے معنی ظاہری لباس کے ہیں ﴿قَبِيْلُهٗ﴾ (آیت:۲۷) جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ..... وہ نوع ہے جس میں سے وہ ہو ﴿اِدَّارَكُوْا﴾ (آیت:۳۸) اِجْتَمَعُوْا..... وہ اکٹھے ہوگئے ''وَمَشَاقُ الْاِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ يُسَمّٰى سُمُوْمًا وَّاَحَدُهَا سَمٌّ وَّهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهٗ وَاُذُنَاهُ وَدُبُرُهٗ وَاِحْلِيْلُهٗ''..... ''سم'' انسان اور چوپائے کے سوراخ کو کہتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں'

Marfat.com

ناک کے دونوں سوراخ' منہ' دونوں کان' پاخانے کا مقام' پیشاب کا سوراخ' یہ کل نو ہوئے' قرآن مجید میں فرمایا گیا تھا: ''لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ'' (الاعراف:۴۰) کافر جنت میں نہ جائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے' اس آیت میں لفظ ''سم'' آیا تھا امام بخاری نے اس کی تفسیر فرمائی کہ سم کے معنی سوراخ کے ہیں ﴿غَوَاشٍ﴾ (آیت: ٤١) مَا غُشُّوْا بِهٖ..... ''غَوَاشٍ''، ''غاشية'' کی جمع ہے وہ چیزیں جو دوسروں کو ڈھانک لیں ﴿نُشُرًا﴾ مُتَفَرِّقَةً..... منتشر ﴿نَكِدًا﴾ (آیت:۵۸) قَلِيْلًا..... تھوڑا ﴿يَغْنَوْا﴾ (آیت:۹۲) يَعِيْشُوْا..... عیش ﴿حَقِيْقٌ﴾ (آیت:۱۰۵) حَقٌّ ﴿اِسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ (آیت: ١١٦) مِنَ الرَّهْبَةِ..... ''استرهبوهم''، ''رهبة'' سے مزید فیہ ہے' مطلب یہ ہے کہ جادوگروں نے بنی اسرائیل کو ڈرایا ﴿تَلْقَفُ﴾ (آیت:۱۱۷) تَلْقَمُ..... انہیں لگنے لگا ﴿طَائِرُهُمْ﴾ (آیت:۱۳۱) حَظُّهُمْ..... ان کا حصہ ''طُوْفَانٌ مِّنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ الطُّوْفَانُ''..... ہم نے ان پر سیلاب کا طوفان بھیجا' موت کی بھرمار کو طوفان کہا جاتا ہے ﴿اَلْقُمَّلُ﴾ (آیت:۱۳۳) اَلْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ..... جوئیں جو چھوٹی کلنی کے مشابہ ہوتی ہیں ''عُرُوْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَاءٌ''..... عمارت ﴿سُقِطَ﴾ (آیت:۱۴۹) كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ..... جو بھی شرمندہ ہو وہ گر پڑا ''اَلْاَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ''..... بنی اسرائیل کے قبیلے ﴿يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ (آیت:۱۶۳) يَتَعَدَّوْنَ لَهٗ يُجَاوِزُوْنَ ﴿تَعْدُ﴾ (الکہف:۲۸) تُجَاوِزْ..... حد سے آگے بڑھتے تھے ﴿شُرَّعًا﴾ (آیت:۱۶۳) شَوَارِعَ..... پانی کے اوپر تیرتے ہوئے ﴿بَئِيْسٍ﴾ (آیت:۱۶۵) شَدِيْدٍ..... سخت ﴿اَخْلَدَ﴾ (آیت: ١٧٦) قَعَدَ وَتَقَاعَسَ..... بٹھا دیا ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ (آیت:۱۸۲) نَاْتِيْهِمْ مِّنْ مَّاْمَنِهِمْ..... ان کے اڈوں سے ان کو ہم لائیں گے کَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ (الحشر:۲)..... جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب پہنچ گیا اس طرح سے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے ﴿مِنْ جِنَّةٍ﴾ (آیت:۱۸۴) مِنْ جُنُوْنٍ..... ''جنون'' پاگل پن ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ (آیت:۱۸۹) اِسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ..... حمل باقی رہا یہاں تک کہ جنین کو مکمل کر دیا ﴿يَنْزَغَنَّكَ﴾ (آیت:۲۰۰) يَسْتَخِفَّنَّكَ..... کونچا مارے ﴿طَيْفٌ﴾ (آیت:۲۰۱) مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَّيُقَالُ ﴿طَائِفٌ﴾ وَهُوَ وَاحِدٌ..... کونچا ﴿يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ (آیت:۲۰۲) يُزَيِّنُوْنَ..... سنوارتے ہیں ﴿وَخِيْفَةً﴾ (آیت:۲۰۵) خَوْفًا..... ڈر ''وَخُفْيَةً مِّنَ الْاِخْفَاءِ''..... آہستہ ﴿وَالْاٰصَالِ﴾ (آیت: ٢٠٥) وَاحِدُهَا اَصِيْلٌ مَّا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ ﴿بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفرقان:۵)..... ''اصال'' کا واحد ''اصیل'' ہے' عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں' جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: صبح و شام۔

بَابٌ [الاعراف:۱۴۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ (آیت: ۱۴۳) (ص ۶۶۸)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا' عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا تو میں تجھے دیکھوں' فرمایا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا' ہاں! اس پہاڑ کی طرف دیکھ' یہ دیکھ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا' پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش' پھر جب ہوش میں ہوا' تو بولا: پاکی ہے تجھے' میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۝

Marfat.com

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَرِنِیْ﴾ اَعْطِنِیْ.

حضرت ابن عباس نے کہا: ''اَرِنِیْ'' کے معنی ''اَعْطِنِیْ'' ہے یعنی مجھے عطا فرما۔

معتزلہ اور روافض اسی آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ رؤیت باری محال ہے' اس لیے کہ ''لَنْ تَرَانِیْ'' میں لَنْ نفی کی تاکید کے لیے ہے جو تابید پر دلالت کرتا ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ تمہارا یہ کہنا خود اس آیت کریمہ کے اخیر حصہ کے معارض ہے کہ فرمایا: ''خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا'' حضرت موسیٰ وارفتۂ ہوش ہو کر زمین پر آرہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کچھ دیکھا نہیں تھا تو وارفتۂ ہوش کیسے ہوئے' اس لیے یہ نفی کی تاکید مخصوص ہوئی عامۂ مومنین کے لیے اس دنیا کے ساتھ اور حضرات انبیاء کرام کے لیے یہ کہا جائے گا کہ یہ نفی کمال کے لیے ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات کو بتمامہ انبیائے کرام بھی نہیں دیکھ سکتے' اور اس کی تخصیص کی دلیل وہ احادیث کریمہ ہیں جو رؤیت باری کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور حد شہرت تک پہنچی ہوئی ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ احادیث مشہورہ سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز ہے۔

بَابٌ

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۝﴾ (آیت:۱۹۹) اَلْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ.

[الاعراف:۱۹۹ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: عفو لو اور اچھائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے درگزر کرو۝ ''عرف'' سے مراد اچھائی ہے۔

(ص ٦٦٩)

٢٢٦٩- ح: [غَضَبُ عُمَرَ عَلٰى عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَّ عَفْوُهٗ]

عیینہ بن حصن پر حضرت عمر کا غضب اور پھر عفو

٢٢٦٩- اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ يَا ابْنَ اَخِیْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَيْهِ قَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَاْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِیَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۝﴾ (آیت: ۱۹۹) وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عباس نے کہا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے یہاں ٹھہرے اور حر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر اپنے قریب رکھتے تھے اور قراء حضرت عمر کی مجلسوں اور مشاورت کے افراد تھے۔ ادھیڑ عمر کے ہوں یا جوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: تمہاری ان امیر کے یہاں عزت ہے تو میرے لیے حاضری کی ان سے اجازت طلب کرو' حر نے کہا: میں تمہارے لیے اجازت طلب کروں گا۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ حر نے عیینہ کے لیے اجازت طلب کی۔ حضرت عمر نے اجازت دے دی۔ جب عیینہ حضرت عمر کے یہاں حاضر ہوا تو اس نے کہا: ''هِیْ'' اے ابن خطاب! تم ہمیں زیادہ نہیں دیتے اور ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ نہیں کرتے۔ اس پر حضرت عمر کو جلال آ گیا اور اسے سزا دینے کا ارادہ فرما لیا۔ اس پر حر نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا: عفو لو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے درگزر کرو۝ بے شک یہ جاہلوں میں سے

Marfat.com

(بخاری۔کتاب الاعتصام۔باب: الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۸۲)

ہے۔ بخدا! حضرت عمر آگے نہیں بڑھے جب حر نے یہ آیت تلاوت کی' اور حضرت عمر کتاب اللہ کے ارشاد پر بہت زیادہ ثابت قدم تھے۔

''هِىَّ'' کلمہ زجر ہے۔ آیت کریمہ میں عفو کی تین تفسیریں مروی ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کے ظاہر اخلاق واعمال کے لحاظ سے ان پر حکم لگاؤ' ان کے اندرونی حالات میں کرید نہ کرو۔ اور ایک یہ کہ لوگوں کے اموال سے جو فاضل ہے وہ لو' اس تقدیر پر یہ آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہے۔ تیسری یہ کہ مشرکین سے درگزر کرو' یہ آیت قتال سے منسوخ ہے۔

٢٢٧٠- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ.

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ''خذ العفو وامر بالعرف'' اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اخلاق ہی کے بارے میں نازل فرمائی۔

مطلب یہ ہوا کہ لوگوں کی بداخلاقیوں پر درگزر کرو۔

سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ

بَابٌ

قَوْلِهِ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (آیت:۱). (ص ٦٦٩)

[الانفال:۱ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے محبوب! تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں' تم فرماؤ: غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں میل رکھو۔

سورۂ انفال مدنی ہے' سوائے پانچ آیتوں کے ''إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ'' (الانفال:۵۵۔۵۶) دو آیتیں اور ''وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ'' (الانفال:۳۰۔۳۲) تین آیتیں۔ بعض آیات کے بارے میں مکی' مدنی ہونے کے بارے میں اختلاف بھی ہے۔

یہ سورۂ بقرہ کے بعد اور آل عمران سے پہلے نازل ہوئی۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَنْفَالُ الْمَغَانِمُ'' انفال کے معنی غنیمت ہے' یہ ''نفل'' کی جمع ہے ''قَالَ قَتَادَةُ ﴿رِيحُكُمْ﴾ (آیت:٤٦) الْحَرْبُ..... تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' اس میں ''ریح'' سے مراد لڑائی ہے ''يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ''..... ''نافلہ'' کے معنی عطیہ ہے۔

٢٢٧١- ح: [سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ]

سورۂ انفال بدر کے بارے میں نازل ہوئی

٢٢٧١- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ.

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سورۂ انفال کب نازل ہوئی؟ تو فرمایا: بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

﴿الشَّوْكَةِ﴾ (آیت:۷) الْحَدُّ..... دبر بہ ﴿مُرْدِفِينَ﴾ (آیت:۹) فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِي وَأَرْدَفَنِي جَاءَ بَعْدِي.....

Marfat.com

یکے بعد دیگرے آنے والی فوجیں بولتے ہیں: ''رَدَفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ'' یعنی میرے بعد آیا ﴿ذُوْقُوْا﴾ (آیت:۵۰) بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَیْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ..... ''ذوقوا'' کے معنی ہیں: چکھو اس سے مراد یہ ہے کہ اسے سہو اور تجربہ کرو یہ منہ سے چکھنے کے معنی میں نہیں ﴿فَیَرْکُمَهٗ﴾ (آیت:۳۷) یَجْمَعُهٗ..... پس اسے جمع کرتا ہے ﴿شَرِّدْ﴾ (آیت:۵۷) فَرِّقْ..... انہیں منتشر کردو ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا﴾ (آیت:٦١) طَلَبُوْا' اَلسِّلْمُ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ..... اگر وہ صلح کے لیے جھکیں ''سَلَمٌ بِسِلَمٌ'' اور ''سلام'' کے معنی ایک ہیں ﴿یُثْخِنَ﴾ (آیت:٦٧) یَغْلِبَ..... غالب ہو جائے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُكَاءً﴾ اِدْخَالُ اَصَابِعِهِمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ''..... ''مکاء'' کے معنی اپنی انگلیاں منہ میں ڈال کر آواز نکالنا ہے ﴿وَتَصْدِیَةً﴾ (آیت:۳۵) اَلصَّفِیْرُ..... سیٹی کی آواز ﴿لِیُثْبِتُوْكَ﴾ (آیت:۳۰) لِیَحْبِسُوْكَ..... تاکہ تمہیں قید کرلیں۔

بَابٌ

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ (آیت:۲۲). (ص٦٦٩)

[الانفال:۲۲ کی تفسیر]

بے شک چوپاؤں میں سب سے بدتر اللہ کے حضور وہ بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے○

۲۲۷۲ - عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ.

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ. الخ'' سے مراد بنی عبدالدار کے کچھ لوگ ہیں○

بنی عبدالدار قریش کی ایک شاخ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے جدِ اعلیٰ عبد مناف کے بڑے بھائی کا نام عبدالدار ہے۔ ان کے والد قصی نے حرم محترم کے تمام مناصب عبدالدار کو دے دیئے تھے' مگر عبدالدار اور ان کی اولاد نے اپنی نااہلی کی بدولت کوتاہیاں کیں جس پر ہاشم نے ان سے افادہ اور سقایہ کا عہدہ لے لیا۔ اس طرح دونوں میں ایک چشمک چلی آ رہی تھی۔ حضور اقدس ﷺ کے مخالفین میں بنی عبدالدار سب سے نمایاں تھے۔ جنگ احد میں قریش کے دستور کے مطابق مشرکین کا جھنڈا بنی عبدالدار کے سورما اٹھائے ہوئے تھے جو یکے بعد دیگرے سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کو گونگے اس لیے کہا گیا کہ یہ حق نہیں بولتے اور بہرے اس لیے کہا گیا کہ حق بات سن کر قبول نہیں کرتے' گویا سنتے ہی نہیں۔ ان کو تمام چوپایوں سے بدتر اس لیے کہا گیا کہ دیگر چوپائے اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں بہ خلاف ان کے۔ یہ آیت اگرچہ بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر ہر کافر مشرک کو عام ہے۔

بَابٌ

وَقَوْلِهٖ ﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ (آیت:۳۲). (ص٦٩٩)

[الانفال:۳۲ کی تفسیر]

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: یاد کرو جب کفار نے کہا: اے اللہ! اگر یہ تیرے پاس سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا' ہم پر دردناک عذاب لا○

ت٦٢٥- قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ مَاسَمَّی اللّٰهُ تَعَالٰی مَطَرًا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا عَذَابًا وَّتُسَمِّیْهِ الْعَرَبُ الْغَیْثَ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا﴾ (الشوریٰ:۲۸).

ابن عیینہ نے کہا: اللہ نے قرآن مجید میں مطر کا استعمال عذاب ہی کے موقع پر کیا ہے اور بارش کو عرب والے ''غیث'' کہتے ہیں جیسا کہ اس ارشاد میں ہے: ان کے مایوس ہونے کے بعد بارش اتارتا ہے۔

اس پر یہ ایراد کیا گیا ہے کہ آیت تیمم میں یہ فرمایا گیا: ''اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ'' (النساء:۱۰۲) اگر تمہیں بارش سے ایذا

Marfat.com

ہو۔ اس آیت میں قطعی طور پر مطر سے مراد بارش ہی ہے۔ ابن عیینہ نے جو کہا یہ بہ اعتبار اغلب و اکثر کے ہے۔

٢٢٧٣- ح: [سَبَبُ نُزُوْلِ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ (الانفال: ٣٣)]

''وما كان الله ليعذبهم'' کا شانِ نزول

٢٢٧٣- عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ هُوَ ابْنُ كُرْدِيْدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (آیت: ٣٣- ٣٤) اَلْاٰيَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوجہل نے یہ کہا: اے اللہ! اگر یہ تیرے پاس سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اللہ کی شان یہ نہیں کہ انہیں عذاب دے اس حالت میں کہ تم ان میں موجود ہو اور اللہ انہیں عذاب نہ دے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں○ اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روک رہے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت عالم ہیں، اسی کا صدقہ ہے کہ حضور کے وجود باجود کی برکت سے ان کی پوری امت دعوت ایسے عذاب سے محفوظ ہے جو ان کا استیصال کر دے۔ جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں رہے مکہ والے باوجود ہزار ایذا رسانیوں کے عذاب سے محفوظ رہے، اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ میں جو کمزور بچے کچھے مسلمان رہ گئے تھے وہ استغفار کیا کرتے تھے، اور جب مسلمان وہاں سے مدینہ طیبہ آ گئے تو ان پر عذاب آیا۔ اس عذاب سے مراد یا تو دھوئیں اور قحط سالی کا عذاب ہے جو مکہ والوں پر نازل ہوا یا فتح مکہ مراد ہے کہ مکہ کے تمام سرکش مغلوب اور مفتوح ہوئے۔ ''مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمْ'' میں عذاب سے مراد وہ عذاب نہیں جو قوموں کو ختم کر دے۔

بَابُ

[الانفال: ٦٥ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ○﴾ (آیت: ٦٥). (ص ٦٧٠)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اے نبی! مومنوں کو قتال پر اُبھارو، اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والوں ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو ہزار پر غالب آئیں گے کافروں پر اس لیے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو سمجھتی نہیں○

٢٢٧٤- ح: [اِنْ يَّكُنْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ]

اگر بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے

٢٢٧٤- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ اَنْ لَّا يَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِّائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ ﴿اَلْئٰنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آویں گے تو ان پر فرض کیا گیا کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ سفیان نے کتنی بار یہ کہا کہ بیس دو سو کے مقابلے

Marfat.com

خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ (آیت:٦٦) فَكَتَبَ اَنْ لَّا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ مِّائَتَيْنِ زَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ﴾ (آیت: ٦٥) قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَاَرٰى الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هٰذَا.

سے نہ بھاگیں' پھر یہ آیت نازل ہوئی: اب اللہ نے تم پر تخفیف کی تو ان پر فرض کیا گیا کہ سو دوسو کے مقابلے سے نہ بھاگیں' اور ایک بار سفیان نے یہ زیادہ کیا کہ آیت کریمہ ''حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ '' نازل ہوئی' سفیان نے کہا اور ابن شبرمۃ نے کہا کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی اسی کے مثل جانتا ہوں۔

اس حدیث کی روایت میں سفیان بن عیینہ سے خلط ہو گیا ہے۔ کبھی وہ یہ روایت کرتے کہ حضرت ابن عباس سے یہ مروی ہے کہ ان پر یہ فرض کیا گیا تھا کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے اور کبھی یہ روایت کرتے کہ بیس دوسو کے مقابلے سے نہ بھاگیں' لیکن حقیقت میں یہ اختلاط نہیں بلکہ اپنی فہم کے مطابق روایت بالمعنی ہے اس لیے دونوں روایتوں کا حاصل یہی ہے کہ ابتداء میں یہی حکم تھا کہ اگر کفار دس گنا تک ہوں تو بھاگنا جائز نہیں۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کبھی وہ فرمایا ہو اور کبھی یہ۔

وزاد سفيان

مطلب یہ ہے کہ سفیان ابن عیینہ اس روایت کو بھی کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور کبھی کچھ کمی کے ساتھ۔

وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ

ابن شبرمہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ جہاد ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی اسی تناسب کے اعتبار سے حکم ہے کہ اگر دو شخص کوئی ناجائز کام کر رہے ہوں اور ایک شخص دین دار ہو تو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔

احکام

اگر سو مسلمان ہوں اور دوسو کفار تو قتال واجب ہے' اس پر اتفاق ہے کہ یہ نص قرآنی سے ثابت ہے' البتہ کچھ علماء نے اس میں اختلاف کیا کہ اگر مسلمانوں کی تعداد سو سے کم ہو مگر کفار مسلمانوں کے دوگنا ہوں تو قتال واجب ہے یا نہیں مثلاً ایک مسلمان ہو اور دو کافر۔

٢٢٧٥- ح: [اَلتَّخْفِيْفُ فِيْ الْقَوْلِ الْمَذْكُوْرِ]

مذکورہ بالا ارشاد پر تخفیف

٢٢٧٥- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ (آیت:٦٥) شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ (آیت:٦٦) قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں تو دوسو پر غالب ہوں گے' تو یہ بات مسلمانوں پر شاق ہوئی جب ان پر یہ فرض کیا گیا کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے تو اس کے بعد تخفیف آئی۔ فرمایا: اب اللہ نے تم سے تخفیف کی اور جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے' اب اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو دوسو پر غالب ہوں گے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب اللہ نے عدد میں تخفیف کر دی تو صبر میں

Marfat.com

مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ. اتنی مقدار میں تخفیف کر دی۔

یہ روایت اس پر نص ہے کہ آیت کریمہ میں جو عدد مذکور ہے اس سے مراد تناسب ہے یعنی اس لیے اب ایک مسلمان کے مقابلے پر دو کافر ہوں تو مسلمان کو راہِ فرار اختیار کرنا جائز نہیں۔

سُوْرَةُ الْبَرَاءَةِ ﴿اَلتَّوْبَةِ﴾

یہ سورۃ مدنی ہے سوائے دو آیتوں کے "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" (التوبہ:۱۲۸۔۱۲۹) سے آخر تک' یہ مکی ہے۔ اس سورۃ کے دس سے زیادہ نام ہیں۔ اس کا ایک نام توبہ بھی ہے اس لیے کہ توبہ پر آمادہ کرتی ہے' اس کا دوسرا نام فاضحہ بھی ہے اس لیے کہ یہ منافقین اور مشرکین کو رسوا بھی کرتی ہے۔

سورۂ انفال اور اس کے مابین بسم اللہ شریف نہیں لکھی گئی' اس کا سبب یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کہ جب کسی معاہدہ کے توڑنے کی تحریر لکھتے تو بسم اللہ نہیں لکھتے تھے۔ اسی کے مطابق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب اسے پہلے حج کے موقع پر تلاوت فرمایا تو بسم اللہ نہیں پڑھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انفال پہلے نازل ہوئی اور براءت اس کے آخر میں' اور ایک کا قصہ دوسرے کے مشابہ تھا۔ اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں کوئی حکم نہیں ارشاد فرمایا' اس لیے فصل کی علامت بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ تسمیہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بیکراں کا ذکر ہے' اور سورۂ براءت پورے قہر و جلال سے پُر ہے۔ خزائن العرفان میں ہے کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ لے کر نہیں نازل ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ تلوار کے ساتھ امن اٹھا دینے کے لیے نازل ہوئی۔

﴿وَلِيْجَةً﴾ (آیت:١٦) كُلُّ شَيْءٍ اَدْخَلْتَهُ فِيْ شَيْءٍ..... "ولیجۃ" اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے میں داخل ہو یعنی "فعیل" معنی میں اسم مفعول کے ہے' محرم راز ﴿اَلشُّقَّةُ﴾ (آیت:٤٢) اَلسَّفَرُ الْخَبَالُ الْفَسَادُ وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ..... "خبال" کے معنی فساد اور موت کے ہیں ﴿وَلَا تَفْتِنِّيْ﴾ (آیت:٤٩) لَا تُوَبِّخْنِيْ..... مجھے ڈانٹئے نہیں ﴿كَرْهًا﴾ وَ ﴿كُرْهًا﴾ (آیت:٥٣) وَاحِدٌ..... یعنی دونوں کے معنی ایک ہیں ﴿مُدَّخَلًا﴾ (آیت:٥٧) يُدْخَلُوْنَ فِيْهِ..... جس میں لوگ داخل ہوں ﴿يَجْمَحُوْنَ﴾ (آیت:٥٧) يُسْرِعُوْنَ..... تیزی سے لپکتے ہیں ﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ﴾ (آیت:٧٠) اِئْتَفَكَتْ اِنْقَلَبَتْ بِهَا الْاَرْضُ..... جن کا تختہ الٹ دیا گیا ﴿اَهْوٰى﴾ (النجم:٥٣) اَلْقَاهُ فِيْ هُوَّةٍ..... اس کو گڑھے میں ڈال دیا ﴿عَدْنٍ﴾ (آیت:٧٢) خُلْدٍ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَيْ اَقَمْتُ مِنْهُ مَعْدِنٌ وَّيُقَالُ فِيْ مِعْدَنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ..... "عَدْنٍ" کے معنی ہمیشہ رہنا "عَدَنْتُ بِاَرْضٍ" کا معنی ہے: میں نے وہاں قیام کر لیا اور اسی سے "معدن" کان کے معنی میں ہے' کہتے ہیں: "معدن صدق منبت صدق" ﴿اَلْخَوَالِفُ﴾ (آیت:٩٣) اَلْخَالِفُ الَّذِيْ خَلَفَنِيْ فَقَعَدَ بَعْدِيْ وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِيْنَ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَاِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُوْرِ فَاِنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَمْعِهِ اِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَّفَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَّهَوَالِكُ..... "خوالف"، "خالف" کی جمع ہے' اسے کہتے ہیں جو میرے پیچھے آئے اور میرے بعد بیٹھے' جانشین اسی سے ہے اور اسے باقی رہنے والوں میں ان کا جانشین بنائے گا اور جائز ہے کہ یہ "خالفۃ" مؤنث کی جمع ہو اور اگر مذکر کی جمع ہے تو اس کی جمع تقدیر پر صرف دو ہی حرف ہیں "فارس"، "وفوارس" اور "ھالک و ھوالک" ﴿اَلْخَيْرَاتُ﴾ (آیت:٨٨) وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ..... "خیرات"، "خیرۃ" کی جمع ہے' بھلائیاں ﴿مُرْجَوْنَ﴾ (آیت:١٠٦) مُؤَخَّرُوْنَ..... جن کے بارے میں دیر کی گئی "اَلشَّفَا شَفِيْرٌ وَّهُوَ حَدُّهُ".....

Marfat.com

شفا کنارے کو کہتے ہیں ''وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْاَوْدِيَةِ''.....نالیاں جو سیلاب سے بن جاتی ہیں ﴿هَارٍ﴾ (آیت ۱۰۹) هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ اِذَا انْهَدَمَتْ وَاِنْهَارَتْ مِثْلُهُ..... ''هَارٍ'' کے معنی گرنے والے کے ہیں بولتے ہیں: ''تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ'' کنواں گر گیا اور ''اِنْهَارَتْ'' اسی کے مثل ہے ﴿لَاَوَّاهٌ﴾ (آیت:۱۱٤) شَفَقًا وَّفَرَقًا.....اللہ سے ڈرنے والا ''وَّقَالَ الشَّاعِرُ اِذَا مَا قُمْتُ اَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ..... تَاَوَّهَ اٰهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ'' ..... جب میں رات میں اس کا کجاوہ درست کرتا ہوں تو اونٹنی غم زدہ شخص کی طرح آہ کرتی ہے۔

بَابُ

[التوبہ:۱ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝﴾ (آیت:۱). (ص ۶۷۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: یہ بیزاری کا اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے جنہوں نے تم سے معاہدہ کیا تھا' لیکن انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۝

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اُذُنٌ﴾ (آیت:٦١) يُصَدِّقُ''.....حضرت ابن عباس نے فرمایا: یعنی ان سے جو کہا جائے اسے مان لیتے ہیں ﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (آیت:۱۰۳) وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَّالزَّكٰوةُ اَلطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ.....یعنی یہاں عطف تفسیری ہے' طہارت سے مراد باطنی طہارت ہے اس لیے کہ زکوٰۃ کے اصل معنی اطاعت اور اخلاص کے ہیں جو باطنی اوصاف ہیں ﴿لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ (الفصلت:۷) لَا يَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.....اور وہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے' یعنی لا الہ الا اللہ کی شہادت نہیں دیتے ﴿يُضَاهِئُوْنَ﴾ (آیت:۳۰) يُشَبِّهُوْنَ.....مشابہت کرتے ہیں۔

بَابُ .

[التوبہ:۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۝﴾ (آیت:۳). اٰذَنَهُمْ اَعْلَمَهُمْ. (ص ۶۷۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور یہ منادی ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول' اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے اور کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۝ ''اذن'' کا معنی ہے: خبردار کیا۔

حج اکبر سے کیا مراد ہے؟

اس میں شارحین و مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یوم عرفہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث مرسل بھی آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عرفہ کو خطبہ دیا اور فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور مجاہد' عکرمہ' طاؤس اور ابو جحیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یوم حج اکبر سے مراد یوم نحر ہے جیسا کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یوم حج اکبر یوم النحر ہے۔

نیز یہی حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ' حضرت مغیرہ بن شعبہ سے بھی مروی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس کا بھی ایک یہی قول ہے۔ نیز ابن ابی جحیفہ اور سعید بن زبیر' ابراہیم نخعی اور مجاہد اور امام باقر اور زہری اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے۔ نیز حضرت عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر حجۃ الوداع میں جمرات کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: یوم الحج

Marfat.com

اکبر۔ ایک قول یہ ہے کہ حج، حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ گیارہویں ذی الحجہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حج کے تمام دن یومِ حج اکبر ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ خاص اس سال کے حج کو حج اکبر کہتے ہیں جس سال حضور اقدس ﷺ کے اذن سے حضرت صدیق اکبر نے حج کرایا تھا، یعنی نو (۹) ہجری کا حج۔ اس باب کے ضمن میں حضرت امام قاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں، اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یومِ نحر ہی یومِ حج اکبر ہے۔

پوری دنیا کے عوام میں یہ بات جو مشہور ہے کہ جو حج جمعہ کو پڑے وہ حج اکبر ہے۔ غالباً اس کی اصل یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے جو حج کیا تھا اس میں یومِ عرفہ جمعہ کو تھا۔

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ﴾

[التوبہ: ۱۲ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔

ت: ۱۲). (ص ۶۷۱)

۲۲۷۰- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ مَا بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ وَّلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ اِلَّا اَرْبَعَةٌ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ اِنَّكُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُوْنَا فَلَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَنْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ اَعْلَاقَنَا قَالَ اُولٰئِكَ الْفُسَّاقُ اَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اَرْبَعَةٌ اَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ.

زید بن وہب نے کہا: ہم حضرت حذیفہ کے پاس تھے تو انہوں نے فرمایا: ان آیت والوں میں سے صرف تین باقی ہیں اور منافقین میں سے صرف چار۔ اس پر ایک اعرابی نے کہا: آپ لوگ صحابہ ہو، ہمیں خبر دو ہم نہیں جانتے، وہ کون لوگ ہیں جو ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چرا لیتے ہیں؟ حضرت حذیفہ نے فرمایا: یہ لوگ فاسق ہیں۔ ہاں! ان میں سے صرف چار باقی ہیں، ان میں ایک بہت بوڑھا کہ اگر ٹھنڈا پانی پیے تو اس کی ٹھنڈک محسوس نہ کرے۔

ثَلَاثَةٌ ..... (اس آیت کے مصداق صرف چار زندہ ہیں)

ان تین میں سے صرف دو کا نام معلوم ہو سکا، ایک حضرت ابوسفیان بن حرب، دوسرے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما۔ ''اِلَّا اَرْبَعَةٌ'' یہ چار منافق اس وقت تک کون کون زندہ تھے ان کا نام بھی معلوم نہ ہو سکا ''يَنْقُرُوْنَ''، ''نقره'' کے معنی لکڑی میں سوراخ کرنے کے ہیں یہاں تجریداً صرف سوراخ کرنے کے معنی میں ہے، دوسرا نسخہ ''يَنْقُرُوْنَ'' کا ہے ''بقوه'' کے معنی پھاڑنے کے ہیں، ''اَعْلَاقَنَا'' یہ ''عِلْقٌ'' کی جمع ہے جس کے معنی ''قُفْلٌ'' اور تالے کے ہیں، مراد یہ ہے کہ تالیاں چرا لیتے ہیں ''لَمَّا وَجَدَ بَرْدَهٗ'' یہ جب بہت بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے منہ کا مزہ خراب ہو جاتا ہے اسے کسی چیز کی لذت نہیں ملتی۔ حضرت حذیفہ کی یہی مراد

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ﴾ (آیت: ۴۰).

[التوبہ: ۴۰ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: دو کا دوسرا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ (ص ۶۷۲)

معناہ ''نَاصِرُنَا''..... مراد یہ ہے کہ وہ ہمارا مددگار تھا ''اَلسَّكِيْنَةُ فَعِيْلَةٌ مِّنَ السُّكُوْنِ''..... ''سکینہ فعلیہ'' کے وزن پر بمعنی سکون۔

Marfat.com

٢٢٧٧ - قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْكَةَ وَكَانَ بَیْنَهُمَا شَیْءٌ فَغَدَوْتَ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَتُرِیْدُ اَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَیْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَیْرِ وَبَنِیْ اُمَیَّةَ مُحِلِّیْنَ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اُحِلُّهٗ اَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَایِعْ لِابْنِ الزُّبَیْرِ فَقُلْتُ وَاَیْنَ بِهٰذَا الْاَمْرِ عَنْهُ اَمَّا اَبُوْهُ فَحَوَارِیُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ الزُّبَیْرَ وَاَمَّا جَدُّهٗ فَصَاحِبُ الْغَارِ یُرِیْدُ اَبَا بَكْرٍ وَّاَمَّا اُمُّهٗ فَذَاتُ النِّطَاقِ یُرِیْدُ اَسْمَاءَ وَاَمَّا خَالَتُهٗ فَاُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُرِیْدُ عَائِشَةَ وَاَمَّا عَمَّتُهٗ فَزَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ خَدِیْجَةَ وَاَمَّا عَمَّةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهٗ یُرِیْدُ صَفِیَّةَ ثُمَّ عَفِیْفٌ فِی الْاِسْلَامِ قَارِیءٌ لِلْقُرْاٰنِ وَاللّٰهِ اِنْ وَّصَلُوْنِیْ وَصَلُوْنِیْ مِنْ قَرِیْبٍ وَّاِنْ رَبَّوْنِیْ رَبَّانِیْ اَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَاثَرَ التُّوَیْتَاتِ وَالْاُسَامَاتِ وَالْحَمِیْدَاتِ یُرِیْدُ اَبْطُنًا مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ بَنِیْ تُوَیْتٍ وَّبَنِیْ اُسَامَةَ وَبَنِیْ اَسَدٍ اِنَّ ابْنَ اَبِی الْعَاصِ بَرَزَ یَمْشِی الْقُدَمِیَّةَ یَعْنِیْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَاِنَّهٗ لَوْیُ ذَنَبَهٗ یَعْنِی ابْنَ الزُّبَیْرِ.

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے درمیان کچھ بات تھی تو میں حضرت ابن عباس کے پاس صبح کو گیا' میں نے کہا: کیا آپ ابن زبیر سے لڑنا چاہتے ہیں اور اللہ کے حرم کو حلال کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ' بے شک اللہ نے ابن زبیر اور بنی امیہ کے لیے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ اسے حلال کریں اور میں بخدا! اسے کبھی بھی حلال نہیں کروں گا۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا: ابن زبیر کی بیعت کر لیجئے تو میں نے کہا: یہ چیز ان سے کچھ دور نہیں۔ ان کے والد نبی ﷺ کے حواری ہیں' ان کی مراد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے تھی' اور ان کے نانا غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں اس سے مراد حضرت ابوبکر تھے اور ان کی ماں ذات النطاق ہیں اس سے مراد حضرت اسماء ہیں اور ان کی خالہ اُمّ المؤمنین ہیں ان کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کی پھوپھی نبی ﷺ کی زوجہ ہیں اس سے مراد اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ نبی ﷺ کی پھوپھی ان کی دادی ہیں اس سے مراد حضرت صفیہ تھیں' اس کے باوجود اسلام میں پاک دامن ہیں' قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ بخدا! اگر وہ لوگ یعنی بنی امیہ میرے ساتھ صلہ رحمی کریں گے تو قریبی رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے اور اگر میری پرورش کریں گے تو ان کے لائق ہے کہ وہ بزرگوں کی طرح ہیں' لیکن ابن زبیر نے تویتات اور اسامات اور حمیدات کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ اس سے مراد ان کی بنی اسد کے بطن تھے یعنی بنی تویت اور بنی اسامہ اور بنی اسد۔ بے شک ابن ابی العاص پیش قدمی کرتے ہوئے نکلا ہے یہ عبدالملک بن مروان ہے' اور ابن ابی زبیر نے اپنی دم موڑ لی ہے۔

وَكَانَ بَیْنَهُمَا شَیْءٌ..... (ان دونوں بزرگوں میں شکر رنجی کی وجہ)

یعنی حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر میں کچھ بات ہو گئی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ میں اپنی خلافت کی بیعت لی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن حنفیہ دونوں مکہ معظمہ میں ہی تھے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں سے بیعت کے لیے کہا تو ان دونوں نے انکار کیا اور یہ کہا: ہم اس وقت تک کسی کی بیعت نہیں کریں گے جب تک کہ سب لوگ ایک خلیفہ پر اتفاق نہ کر لیں۔ اس پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے

Marfat.com

دونوں پر سختی کی یہاں تک کہ ان کا محاصرہ کرلیا' اس کی خبر جب مختار بن ابی عبید ثقفی کو ہوئی تو اس نے لشکر بھیج کر ان دونوں حضرات کو محاصرے سے نکالا۔ مختار نے ان دونوں بزرگوں سے حضرت ابن زبیر سے لڑنے کی اجازت مانگی' ان دونوں نے منع کر دیا اور یہ لوگ طائف چلے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف ہی میں رہ گئے اور وہیں وصال فرمایا' ان کا مزار پاک بھی طائف ہی میں ہے اور محمد بن حنفیہ طائف سے اضوی پہاڑ میں چلے گئے جو ینبوع میں ہے' پھر وہاں سے شام میں ایلہ چلے گئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔

"وَاَین بهذا الامر عنه" کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلافت کے مستحق ہیں۔

وَاَمَّا عَمَّتُهُ

اُمّ المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی پھوپھی کہنا یہاں مجازاً ہے۔ یہ حقیقت میں ان کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں' اس لیے کہ حضرت زبیر کے والد عوام اور حضرت خدیجہ دونوں بھائی بہن' خویلد کی اولاد ہیں۔

فَاثَرَ التُّوَيتَاتِ

یعنی ابن زبیر نے انہیں چھوڑ کر بنی اسد کی مختلف شاخوں کو ترجیح دی ہے۔ جب کوئی موقع آتا ہے تو پہلے ان لوگوں کو آواز دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی بنی اسد ہی سے تھے۔ صحیح یہ ہے کہ یہاں بنی تویت کے بجائے ابن تویت ہے' تویت کا نسب نامہ یہ ہے: ابن الحارث بن عبدالعزیٰ بن قصیّ۔ اسامہ کا نسب نامہ یہ ہے: اسامہ بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ حمید کا نسب نامہ یہ ہے: حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ' اور حضرت زبیر کا نسب نامہ یہ ہے: ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ اس طرح یہ چاروں شاخیں اسد بن عبدالعزیٰ پر مل جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ یک جدّی تھے اور حضرت ابن زبیر کے دل سے حامی۔ اس لیے فطری طور پر حضرت ابن زبیر کا رجحان ان قبائل کی طرف زیادہ تھا۔ یہ بات بنی ہاشم بن عبد مناف وغیرہ کو ناگوار تھی' اسی کا اظہار حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہاں کیا ہے۔

لَوَى ذَنَبَهُ

مطلب یہ ہے کہ عبدالملک نے تو یہ جوانمردی دکھائی ہے کہ شام سے لشکر جرار ترتیب دے کر ابن زبیر پر حملہ کے لیے بھیجا ہے اور ابن زبیر ہیں کہ مکہ سے باہر نہیں نکلے۔

بَابُ

[التوبہ:٩٦ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ۝﴾ (آیت:٩٦)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ' پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو بے شک اللہ فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا۝

وَقَوْلِهِ ﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (آیت:١٠٢). (ص ٦٧٤)

اور یہ ارشاد ہے: دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا نیک عمل کے ساتھ برے عمل ملائے' عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا' بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۝

٢٢٧٨- ح: [رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خواب

Marfat.com

٢٢٧٨ - حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا اَتَانِيَ اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ فَابْتَعَثَانِيْ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَّبْنِيَّةٍ بِلَبِنٍ ذَهَبٍ وَّلَبِنٍ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَّشَطْرٌ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا' ہم ایک ایسے شہر میں پہنچے جو سونے کی اینٹوں اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ اب ہماری ملاقات ایسے لوگوں سے ہوئی کہ ان کا آدھا دھڑ بہترین خوبصورت تھا اور آدھا بدترین بدصورت۔ ان دونوں نے ان لوگوں سے کہا: جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ' انہوں نے اس نہر میں غوطہ لگایا' پھر لوٹے تو ان کی بدصورتی جا چکی تھی اور وہ بہت خوبصورت ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی جگہ ہے اور وہ لوگ جو آدھے خوبصورت تھے اور آدھے بدصورت یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے عمل کو برے کے ساتھ ملایا اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

اس حدیث کے کچھ حصے کتاب الصلوٰۃ' جنائز' بیوع' جہاد' صلوٰۃ اللیل' بدء الخلق احادیث الانبیا میں گزر چکے ہیں۔ یہاں چونکہ مکمل تھی اس لیے ذکر کر دیا۔ اپنے اپنے مقام پر سب کی شرح ہو چکی ہے۔

بَابُ

قَوْلِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آیت:١٢٨). (ص٦٧٦)

[التوبہ:١٢٨ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئے' جن پر گراں ہے وہ بات جو تمہیں مشقت میں ڈالے' تمہاری خیر خواہی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر بہت مہربان O

٢٢٧٩- ح: [جَمْعُ الْقُرْاٰنِ]

٢٢٧٩ - اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَّكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنْ تَجْمَعُوْهُ وَاِنِّيْ لَاَرٰى اَنْ تَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ

جمع القرآن

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو عہد رسالت میں وحی لکھتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کے قتل کے موقع پر مجھے بلایا اور ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: عمر میرے پاس آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یمامہ کی جنگ میں لوگ بہت قتل ہو گئے' میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مختلف جنگوں میں قراء اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا' اب یہی ضروری ہے کہ تم لوگ قرآن کو جمع کرو اور میری رائے قرآن جمع کرنے کی ہے' حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا: میں وہ کام کیسے کروں جو رسول

Marfat.com

اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِیْ وَرَاَیْتُ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ قَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّعُمَرُ عِنْدَهٗ جَالِسٌ لَّا یَتَكَلَّمُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَّلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَیَّ مِمَّا اَمَرَنِیْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَیْفَ تَفْعَلَانِ شَیْئًا لَّمْ یَفْعَلْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَلَمْ اَزَلْ اُرَاجِعُهٗ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْاَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰیَتَیْنِ مَعَ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ﴾ (آیت:۱۲۸) اِلٰی اٰخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِیْ جُمِعَ فِیْهَا الْقُرْاٰنُ عِنْدَ اَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّیْثُ عَنْ یُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَقَالَ مُوْسٰی عَنْ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَةَ وَتَابَعَهٗ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ وَقَالَ اَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَیْمَةَ اَوْ اَبِیْ خُزَیْمَةَ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ﴾ (التوبہ:۱۲۹)

رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا: بخدا! یہ بہتر ہے۔ حضرت عمر مسلسل اپنی بات کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے لیے میرے سینے کو کھول دیا اور میری رائے بھی وہی ہے جو عمر کی ہے اور حضرت عمر وہاں بیٹھے تھے کچھ بول نہیں رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے مجھ سے کہا: تم جوان اور ذہین ہو اور ہم تم کو متہم نہیں جانتے اور تم رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتے تھے' قرآن کو تلاش کرو اور جمع کرو۔ بخدا! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کے ہٹانے کا حکم دیتے تو وہ میرے لیے قرآن جمع کرنے سے بھاری نہ ہوتا' میں نے کہا: آپ صاحبان ایسا کام کیوں کرتے ہیں جس کو نبی ﷺ نے نہیں کیا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے کہا: یہ بخدا بہتر ہے۔ میں ان سے بار بار اپنی بات دہراتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے اس کام کے لیے مجھے انشراح صدر عطا فرمایا جس کے لیے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو انشراح صدر عطا فرمایا تھا اور میں اٹھا' میں نے قرآن کو تلاش کیا' میں قرآن کو کپڑوں کے ٹکڑوں اور شانے کی ہڈیوں اور کھجور کی شاخوں اور لوگوں کے سینے سے جمع کرنے لگا یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی اخیر دو آیتیں حضرت خزیمہ انصاری کے پاس پائیں' انہیں ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں پایا۔ ''لقد جاء کم رسول من انفسکم'' سے آخر تک۔ میرا لکھا ہوا صحیفہ حضرت ابوبکر کی زندگی بھر ان کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو وفات دی' پھر حضرت عمر کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو وفات دی' پھر اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس رہا۔ حضرت ابن شہاب زہری ہی سے بہ طریق موسیٰ جو روایت ہے اس میں حضرت خزیمہ کے بجائے حضرت ابوخزیمہ ہے۔ تیسری روایت میں شک ہے کہ خزیمہ ہے یا ابوخزیمہ' پھر اگر وہ پھریں تو کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ کافی ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں' اسی پر میں نے بھروسا کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے○

قرآن مجید کے جمع کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے۔ صحیح اور راجح یہ ہے کہ وہ صحابی جن کے پاس سورۂ توبہ کی اخیر دونوں آیتیں تھیں حضرت ابوخزیمہ انصاری ہیں۔

Marfat.com

سُوْرَةُ يُوْنُسَ (ص٦٧٦)

یہ سورۃ مکی ہے البتہ چند آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ مدنی ہیں یا مکی۔اس میں ایک سونو آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَاخْتَلَطَ﴾ (آیت:٤٢)فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ''.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ پانی کے سبب زمین کے نباتات اُگ آئے' کی تفسیر میں فرمایا کہ پانی کے ساتھ ہر قسم کے نباتات اُگے' رنگ برنگ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ﴾ (آیت:٦٨).....ان لوگوں نے کہا: اللہ نے بیٹا بنالیا' وہ پاک ہے اور بے پرواہ ہے' وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ ﴿اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ (آیت:٢)مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ ﴿تِلْكَ اٰيَاتُ﴾ (آیت:١)يَعْنِيْ هٰذِهِ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ''.....اور زید بن اسلم نے کہا کہ ''قدم صدق'' سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مجاہد نے کہا: ہر بھلائی' آیات سے مراد قرآن میں مذکور نشانیاں ہیں۔

وَمِثْلُهُ ﴿حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ (آیت:٢٢).....اسی کے مثل یہ ارشاد ہے: یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ تم کو لے کر چلتی ہے ''بِهِمْ'' سے مراد ''بكم'' ہے' یعنی اس آیت میں ''التفات عن الخطاب الى الغيبوبت'' ہے ﴿دَعْوَاهُمْ﴾ (آیت:١٠)..... ''دُعَاؤُهُمْ'' دعویٰ بہ معنی دعا ہے ﴿اُحِيْطَ بِهِمْ﴾ (آیت:٢٢)دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ﴾ (البقرہ:٨١).....مراد یہ ہے کہ وہ لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے' ان کے گناہوں نے انہیں گھیر لیا تھا ﴿فَاَتْبَعَهُمْ﴾ (آیت:٩٠) وَاَتْبَعُهُمْ وَاحِدٌ..... ''فَاَتْبَعَ'' اور ''اَتْبَعَ'' ایک ہی معنی میں ہے ﴿عَدْوًا﴾ (آیت:٩٠)مِنَ الْعُدْوَانِ..... ''عَدْوٌ''، ''عدوان'' سے مشتق ہے' وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ (آیت:١١)قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَالْعَنْهُ ﴿لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ﴾ (آیت:١١) لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَاَمَاتَهُ''..... اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں' انسان کا غصہ کی حالت میں اپنی اولاد اور مال کے بارے میں کہنا: اے اللہ! اس کے لیے اس میں برکت نہ دے اور اسے اپنی رحمت سے دور کردے' تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا' یعنی جس پر بددعا کی گئی وہ ہلاک ہو گیا ہوتا اور مر گیا ہوتا ﴿اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى﴾ (آیت:٢٦)مِثْلُهَا حُسْنٰى ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ (آیت:٢٦)مَغْفِرَةٌ..... ''وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِهٖ''یعنی نیکوکاروں کو نیک کام کے بدلہ اچھی جزا ملے گی اور زیادہ ملے گی یعنی مغفرت' امام مجاہد کے علاوہ دوسروں نے کہا: ''زيادة'' سے مراد رویت باری ہے ﴿اَلْكِبْرِيَاءُ﴾ (آیت:٧٨)اَلْمُلْكُ''۔

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (آیت:٩٠). (ص٦٧٧)

[یونس:٩٠ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: اور ہم بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے' یہاں تک کہ جب وہ غرقاب ہونے لگا بولا: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں○

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر ملی کہ فرعون انہیں قتل کرنے کا قطعی ارادہ کر چکا ہے تو بحکم الٰہی مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر شام کی طرف ہجرت کے ارادے سے چلے۔بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ بیس ہزار تھی' بیچ میں بحر قلزم حائل تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باذن الٰہی دریا پر اپنا عصا مارا جس سے سمندر میں بارہ راستے بن گئے۔بیچ بیچ میں سے پانی ہٹ گیا۔بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے' ہر

Marfat.com

ہر قبیلہ ایک ایک راستے سے گزرنے لگا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مع لشکر بحر قلزم کے بیچ میں پہنچے تو فرعون مع اپنے لشکر کے سمندر کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ فرعون کے ستر کمانڈر تھے اور ہر کمانڈر کے تحت ستر ہزار فوج تھی' سمندر کے کنارے پہنچ کر جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ عظیم معجزہ دیکھا تو مبہوت ہو کر رک گیا' آگے بڑھنے کی اس کی ہمت نہ ہوئی۔ بحکم ایزدی حضرت جبریل امین گھوڑی پر سوار ہو کر فرعون کے آگے نمودار ہوئے جسے دیکھ کر فرعون کا گھوڑا اس کے قابو سے باہر ہو کر آگے بڑھ گیا جس کے پیچھے پیچھے تمام لشکر بارہ راستوں سے دریا کے اندر آ گیا۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بعافیت سمندر کے دوسرے کنارے پہنچ گئے اور فرعون مع لشکر بیچ دریا میں پہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے سمندر پار ہوتے ہی سمندر کا پانی مل گیا اور فرعون اور اس کا پورا لشکر غرقاب ہو گیا' جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس نے ایمان کا اقرار کیا مگر اس وقت کا ایمان معتبر نہیں' اس لیے رد کر دیا گیا۔ فرمایا گیا: ''آٰلْاٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ○'' (یونس:۹۱) کیا اب؟ اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا○

﴿نُنَجِّيْكَ﴾ (آیت:۹۲) نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ اَلْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ..... ہم تمہارے جسم کو کسی اونچی جگہ پر ڈال دیں گے۔ ''نجوہ'' کے معنی اونچی جگہ کے ہیں۔ علماء تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کی ہلاکت کی خبر دی تو بعض بنی اسرائیل کو شبہ رہا اور اس کی عظمت اور ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا۔ بامر الٰہی دریا نے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی' بنی اسرائیل نے اس کو دیکھ کر پہچانا۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ

سورۂ ہود مکی ہے' البتہ دو آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے' اس میں ایک سو تئیس آیتیں ہیں۔

وَقَالَ اَبُوْ مَيْسَرَةَ اَلْاَوَّاهُ الرَّحِيْمُ بِالْحَبْشَةِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَادِيَ الرَّاْيِ﴾ (آیت:۲۷) مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْجُوْدِيُّ﴾ (آیت:۴۴) جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ. ''اوّاہ'' کے معنی حبشی زبان میں مہربان کے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''بادی الرای'' کے معنی ہیں: بیوقوف لوگ۔ ''جودی'' جزیرے میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے دوآبے کو عرب والے جزیرہ کہتے ہیں۔ جودی پہاڑ نہاوند کے قریب ہے۔ تین پہاڑوں کو اللہ عزوجل نے تین انبیاء کرام سے فضیلت بخشی' جودی کو حضرت نوح علیہ السلام سے کہ ان کی کشتی جودی پر ٹھہری۔ طور کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور حرا کو جس کو جبل نور بھی کہا جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اسی پہاڑ پر شق صدر ہوا اور اسی غار میں قبل نبوت خلوت گزیں ہوئے اور یہیں سے نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔

''وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ﴾ (آیت:۸۷) يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ''..... اور حضرت حسن نے کہا: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے اسے کہا: بے شک تمہیں عقلمند ہو' وہ لوگ ان کا استہزاء کرتے تھے۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَقْلِعِيْ﴾ (آیت:۴۴) اَمْسِكِيْ'' اور حضرت ابن عباس نے کہا: ''اقلعی'' کے معنی یہ ہیں: اے آسمان! اپنی بارش روک دے ﴿عَصِيْبٌ﴾ (آیت:۷۷) شَدِيْدٌ..... ''عصیب'' کے معنی سخت ﴿لَا جَرَمَ﴾ (آیت:۲۲) بَلٰى..... کوئی جرم نہیں' ٹھیک ہے ﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ (آیت:۴۰) نَبَعَ الْمَاءُ..... تنور سے پانی ابلا۔

''وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْاَرْضِ''..... اور عکرمہ نے کہا: تنور روئے زمین کو کہتے ہیں' یعنی مجاہد یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ''تنور'' سے مراد کوئی مخصوص تنور نہیں بلکہ سطح زمین مراد ہے جس کے ہر حصہ سے پانی ابلا لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ایک

Marfat.com

مخصوص تنور ہے' مشہور ہے کہ کوفہ میں تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جہاں اب کوفہ کی مسجد ہے وہاں کشتی بنائی تھی' اسی کے قریب تنور بھی تھا۔ حضرت علی اور حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہما اور مقاتل نے کہا: اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا تنور ہے جو شام میں تھا۔

بَابٌ

﴿اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (آیت:٥). (ص٦٧٧)

[ھود:٥ کی تفسیر]

سنو! وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں' سنو! جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے' بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے○ (توبہ:٥)

''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿وَحَاقَ﴾ (آیت:٨) نَزَلَ ﴿يَحِيْقُ﴾ (الفاطر:٣٤) يَنْزِلُ''..... اتر آیا' اترتا ہے ﴿يَئُوْسٌ﴾ (آیت:٩) فَعُوْلٌ مِّنْ يَّئِسْتُ..... مایوس ہونے والا ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَبْتَئِسْ﴾ (آیت:٣٦) تَحْزَنْ''..... غم کرتا ہے ﴿يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾ (آیت:٥) شَكٌّ وَّامْتِرَاءٌ فِي الْحَقِّ..... حق کے بارے میں شک وشبہ کرنا ﴿لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ (آیت:٥) مِنَ اللّٰهِ اِنِ اسْتَطَاعُوْا..... تاکہ اللہ سے چھپائیں اگر ان سے ہو سکے۔

٢٢٨٠- **اَخْبَرَنِيْ** مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَاُ ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ﴾ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ اُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ اَنْ يَّتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَاءِ وَاَنْ يُّجَامِعُوْا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ.

محمد بن عباد بن جعفر نے کہا کہ انہوں نے حضرت ابن عباس کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: ''الا انهم يثنوني صدورهم'' تو میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ کچھ لوگ قضائے حاجت کرتے وقت تنہائی میں بھی کھلے آسمان کے نیچے قضائے حاجت سے کتراتے تھے اور کھلے آسمان کے نیچے جماع کرنے سے بھی تو ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

٢٢٨١- **قَالَ** قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلَيَّ حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ﴾.

عمرو نے کہا: حضرت ابن عباس نے یوں پڑھا: ''اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلَيَّ حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ'' سنو! وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں۔

''وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَغْشُوْنَ﴾ يُغَطُّوْنَ رُؤُوْسَهُمْ''..... اور بعض نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا: ''يستغشون'' کا مطلب ہے: اپنے سروں کو ڈھانک لیتے تھے کپڑوں سے ﴿بِسِيْٓءَ بِهِمْ﴾ (آیت:٧٧) سَاءَ ظَنُّهٗ بِقَوْمِهٖ..... قوم کے ساتھ وہ بدگمان ہوا ﴿وَضَاقَ بِهِمْ﴾ (آیت:٧٧) بِاَضْيَافِهٖ..... مہمانوں کے آنے سے وہ دل تنگ ہوئے' یعنی جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس عذاب کے فرشتے خوبصورت بے ریش و برودت لڑکوں کی شکل میں ان کے گھر آئے تو اپنی قوم کی عادت بد کی وجہ سے انہیں گرانی خاطر ہوئی اور وہ دل تنگ ہوئے' ورنہ وہ نبی تھے مہمانوں کی آمد سے خوش ہوتے نہ کہ تنگ دل ﴿بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ﴾ (آیت:٨١) بِسَوَادٍ..... یعنی رات کی تاریکی میں ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اُنِيْبُ﴾ (آیت:٨٨) اَرْجِعُ''..... میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

بَابٌ

[ھود:٧٧ کی تفسیر]

Marfat.com

قَوْلِهٖ ﴿وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ﴾ (آیت:۷).

(ص ۶۷۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

۲۲۸۲- ح: [يَدُ اللّٰهِ مَلْأٰى]

اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہمیشہ بھرا ہوا ہے

۲۲۸۲- عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بنی آدم! خرچ کر میں تجھے عطا کروں گا اور فرمایا: اللہ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے' رات و دن خرچ کرنا اسے ختم نہیں کرے گا' اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس نے کیا خرچ فرمایا جب سے آسمان و زمین بنایا۔ پھر بھی جو اس کے قبضہ میں ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اسی کے ہاتھ میں میزان ہے' وہ اسے جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قولہ و کان عرشہ علی الماء ص ۱۱۰۳' باب: قول اللہ لما خلقت بیدی ص ۱۱۰۲' کتاب المنفقات۔ باب: فضل النفقة علی الاهل ص ۸۰۵' کتاب التوحید۔ باب: قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ص ۱۱۱۶' نسائی۔ کتاب التفسیر)

﴿اِعْتَرَاكَ﴾ (آیت:۵۴) اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهٗ اَیْ اَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِیْ..... تجھ پر جھپٹ پہنچی' یہ باب ''افتعال'' سے آتا ہے' اسی لیے اس کا مادہ ''عَرَوْ'' ہے ''يَعْرُوْهُ''، ''وَاعْتَرانی'' آتا ہے ﴿اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ (آیت:۵۶) اَیْ فِیْ مُلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ..... اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے' یعنی اس کی حکومت میں ہے۔

﴿عَنِيْدٍ﴾ (آیت:۵۹) وَعَنُوْدٌ وَّعَانِدٌ وَّاحِدٌ وَّهُوَ تَاْكِيْدُ التَّجَبُّرِ..... یہ تینوں ایک معنی میں ہیں۔ زیادہ سرکشی کرنے والے ﴿اِسْتَعْمَرَكُمْ﴾ (آیت:۶۱) جَعَلَكُمْ عُمَّارًا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِیَ عُمْرٰی جَعَلْتُهَا لَهٗ..... ہم نے تم کو اس میں بسایا' کہتے ہیں: ''اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ'' میں نے اس کو گھر عمر بھر رہنے کے لیے دیا ﴿نَكِرَهُمْ﴾ (آیت:۷۰) وَاَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ..... انہیں ناگوار جانا ﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (آیت:۷۳) كَاَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ مَّحْمُوْدٌ مِّنْ حَمِدَ..... ''مَجِيْدٌ''، ''ماجدٌ'' سے اور ''حَمِيْدٌ''، ''حَمِدَ'' سے صفت مشبہ ہے' بزرگ: تعریف کیا ہوا ﴿سِجِّيْلٍ﴾ (آیت:۸۲) اَلشَّدِيْدُ الْكَبِيْرُ سِجِّيْلٌ وَّسِجِّيْنٌ وَّاللَّامُ وَالنُّوْنُ اُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيْمُ بْنُ مُقْبِلٍ: وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُوْنَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً..... ضَرْبًا تَوَاصِیْ بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّيْنَا..... ''سجیل'' کے معنی سخت بڑے کے ہیں ''سجین'' اور ''سجیل'' کے ایک ہی معنی ہیں' تمیم بن مقبل نے کہا: اور بہت سے پیادے ہیں جو مارتے ہیں خود پر چاشت کے وقت' سخت مار جس کی وجہ سے بڑے بڑے بہادر ایک دوسرے سے وصیت کرنے لگتے ہیں۔

﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ (آیت:۸۴) اَیْ اِلٰى اَهْلِ مَدْيَنَ لِاَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَّمِثْلُهٗ ﴿وَاسْاَلِ الْقَرْيَةَ﴾ (یوسف:۸۲) وَاسْاَلِ الْعِيْرَ يَعْنِیْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيْرِ..... اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا۔ مدین سے مراد اہل مدین ہیں اس لیے کہ مدین شہر ہے اور اسی کی مثل ہے: اس بستی سے پوچھو اور قافلے سے پوچھو' یعنی بستی والوں اور قافلے والوں سے پوچھو۔

﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ يَقُوْلُ لَمْ تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهِ وَيُقَالُ اِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهٗ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِیْ وَجَعَلْتَنِیْ ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هٰهُنَا اَنْ تَاْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً اَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهٖ..... اور تم نے اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے' یہ اس

Marfat.com

موقع پر کہتے ہیں جب تم اس کی طرف توجہ نہ کرو' جب کوئی شخص کسی کی حاجت پوری نہیں کرتا تو وہ کہتا ہے: تو نے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا' تو نے مجھے پیٹھ پیچھے کر دیا اور ''ظهـــری'' یہاں اس معنی میں ہے کہ تم اپنے ساتھ کوئی فاضل چوپایہ یا برتن لے لو جس سے بوقت ضرورت کام لو ﴿اَرَاذِلُنَا﴾ سُقَّاطُنَا..... ہمارے نیچ لوگ ''اِجْرَامِیْ هُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ اَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُوْلُ جَرَمْتُ''..... ''اجرامی''، ''اجرمت'' کا مصدر ہے اور بعضوں نے کہا: ''جرمت'' کا ﴿اَلْفُلْكَ﴾ (آیت: ٣٧) وَالْفُلْكُ وَاحِدٌ وَّهِيَ السَّفِيْنَةُ وَالسُّفُنُ..... ''فلك'' واحد و جمع دونوں کے لیے آتا ہے' کشتی اور کشتیوں کے معنی میں ﴿مَجْرٰهَا﴾ مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ اَجْرَيْتُ''..... ''مجراها''، ''اجريت'' کا مصدر ہے' ہندوستانی نسخہ میں ''مجراها'' کی تفسیر ''موقفها'' سے کی ہے' علامہ ابن حجر نے فرمایا: یہ درست نہیں' عام نسخوں میں ''مدفعها'' ہے اور یہی صحیح ہے' مراد چلانا ہے یا راستہ ''وَاَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَاُ ﴿مَرْسَاهَا﴾ مِنْ رَّسَتْ هِيَ ﴿وَمَجْرٰهَا﴾ مِنْ جَرَتْ هِيَ''..... ''اَرْسَيْتُ'' کا معنی ہے: میں نے روکا' اور ایک قراءت ''مرساها'' ہے یہ ''رست'' کا مصدر ہے ﴿وَمُجْرِيْهَا وَمُرْسِيْهَا﴾ مِنْ فُعِلَ بِهَا ﴿رَاسِيَاتٍ﴾ (السباء: ١٣) ثَابِتَاتٌ..... اور ''مجراها'' ہے' یہ ''جرت'' کا مصدر ہے ''وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا'' اس کا چلانے والا اور روکنے والا ''الرَّاسِيَاتُ'' اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے۔

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۝﴾ (آیت: ١٠٢).

[ھود: ١٠٢ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور ایسی ہی تیرے پروردگار کی گرفت ہے جب بستی والوں کی گرفت کرے جب کہ وہ ظالم ہوں' بے شک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۝ (ص ٦٧٨)

﴿اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ﴾ (آیت: ٩٩) اَلْعَوْنُ الْمَعِيْنُ رَفَدْتُّهٗ اَعَنْتُهٗ..... مدد جو کی گئی کہتے ہیں: ''رَفَدْتُّهٗ'' میں نے اس کی مدد کی ﴿تَرْكَنُوْا﴾ (آیت: ١١٣) تَمِيْلُوْا..... تم لوگ جھکو ﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ (آیت: ١١٦) فَهَلَّا كَانَ..... کیوں نہیں ہوا؟ ﴿اُتْرِفُوْا﴾ (آیت: ١١٦) اُهْلِكُوْا..... ہلاک کر دیے گئے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾ (آیت: ١٠٦) شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ''..... سخت آواز اور ہلکی آواز۔

٢٢٨٣- ح: [اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ]

اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے

٢٢٨٣- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۝﴾ (آیت: ١٠٢).

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو چھوڑتا نہیں' پھر حضور نے تلاوت فرمائی: ایسی ہی تیرے پروردگار کی گرفت ہے جب بستی والوں کو گرفت میں لیتا ہے جب وہ ظلم کرنے والے ہوں' بے شک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۝

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

[ھود: ١١٤ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک نماز دن کے دونوں کناروں میں قائم کرو اور رات کے کچھ حصوں میں' بے شک

Marfat.com

لِلذَّاكِرِيْنَ۝﴾ (آیت:۱۱۴): (ص ۶۷۸) نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں اور یہ یاددہانی ہے یاد رکھنے والوں کے لیے۝

﴿وَزُلَفًا﴾ سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَّمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ اَلزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَّاَمَّا ﴿زُلْفٰى﴾ (ص:۴۰)..... ''زلفًا'' کا معنی کچھ ساعتوں کے بعد ساعتیں' اسی سے مزدلفہ نام رکھا گیا ہے ''زُلْفٌ'' کے معنی ایک منزل کے بعد دوسری منزل ''فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا ﴿اَزْلَفْنَا﴾ (الشعراء:۶۴) جَمَعْنَا''..... لیکن ''زلفٰی'' یہ مصدر ہے ''قربٰی'' سے' یعنی معنی میں ''قربٰی'' کے ہے ''اِزْدَلَفُوْا'' کے معنی اکٹھے ہوئے ''اَزْلَفْنَا'' کے معنی ہم نے جمع کیا۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ (ص ۶۷۸)

یہ سورت مکی ہے' سوائے چار آیتوں کے جو مدنی ہیں' اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں' تین ابتدائی آیتیں اور ایک ''لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اٰيَاتٌ لِّلسَّائِلِيْنَ'' اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں۔

''عَنْ مُّجَاهِدٍ ﴿مُتَّكًا﴾ (آیت:۳۱) اَلْاُتْرُجُّ قَالَ فُضَيْلٌ اَلْاُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ مُتَّكًا كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ''..... مجاہد سے روایت ہے: ''مُتَّكًا'' ہر وہ چیز ہے جو چھری سے کاٹی جائے' سورۂ یوسف میں فرمایا تھا: ''وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكًا'' اور زلیخا نے مصر کی عورتوں کے لیے مسندیں تیار کیں' صحیح یہ ہے کہ اس آیت میں ''مُتَّكًا'' سے مراد مسندیں ہیں مگر مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد لیموں ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو چھری سے کاٹی جائے۔

''وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿لَذُوْ عِلْمٍ﴾ (آیت:۶۸) عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ''..... ''ذو علم'' سے مراد عالم باعمل ہے ''وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿صُوَاعَ﴾ (آیت:۷۲) مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِيْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْاَعَاجِمُ''..... ''صواع'' کو فارسی میں ''مکوک'' کہتے ہیں جس کے اوپر کا حصہ تنگ ہوتا تھا جس میں عجمی پیتے تھے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُفَنِّدُوْنَ﴾ (آیت:۹۴) تَجْهَلُوْنَ''..... تم لوگ مجھے نادان نہ بتاؤ ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿غَيَابَةَ﴾ (آیت:۱۰-۱۵) كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ''..... جو چیز تیری چیز کو غائب کر دے وہ غیابت ہے ''وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ''..... ''رکیۃ'' کے معنی: کچا کنواں ﴿بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ (آیت:۱۷) بِمُصَدِّقٍ..... ہم پر یقین کرنے والا ﴿اَشُدَّهٗ﴾ (آیت:۲۲) قَبْلَ اَنْ يَّاْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغُوْا اَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ..... ''اشد'' عمر کی اس حد کو کہتے ہیں کہ ڈھلنی نہ شروع ہو اور بعضوں نے کہا: اس کا واحد ''شِدٌّ'' ہے ''وَالْمُتَّكَاُ مَا اتَّكَاْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ اَوْ لِحَدِيْثٍ اَوْ لِطَعَامٍ وَّاَبْطَلَ الَّذِيْ قَالَ اَلْاُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْاُتْرُجُّ لَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِاَنَّهُ الْمُتَّكَاُ مِنْ تَمَارِقَ فَرُّوْا اِلٰى شَرٍّ مِّنْهُ فَقَالُوْا اِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَاِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيْلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ فَاِنْ كَانَ ثُمَّ اُتْرُجٌّ فَاِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَاِ''..... ''متکاء'' وہ چیز ہے جس پر پینے یا بات کرنے یا کھانے کے لیے ٹیک لگائی جائے اور جس نے یہ کہا تھا کہ ''متکاء'' کا معنی لیموں ہے اس کو انہوں نے غلط قرار دے دیا اور کلام عرب میں ''اترج'' آیا ہی نہیں' جب یہ دلیل قائم کر دی کہ یہ مسند ہے تو اس سے بدتر کی طرف انہوں نے فرار اختیار کیا اور کہا: یہ ''متك'' ہے ''تاء'' ساکنہ کے ساتھ حالانکہ ''متكٌ'' شرمگاہ کے کنارے کو کہتے ہیں' اسی لیے عورت کو ''متکاء'' کہا جاتا ہے اور مرد کو ''ابن المتکاء'' پس اگر وہاں لیموں تھا تو مسند کے بعد تھا۔

﴿شَغَفَهَا﴾ (آیت:۳۰) يُقَالُ اِلٰى شِغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا وَاَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوْفِ..... ''شَغَفَهَا'' کا معنی یہ

Marfat.com

ہے کہ اس کے دل کے پردے تک پہنچ گئی تھی لیکن ''شَغَفَها'' کے معنی ہیں: محبت میں دیوانہ ہونا ﴿اَصْبُ﴾ (آیت:۳۳) اَمِیْلُ..... میں جھکوں ﴿اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ﴾ (آیت:٤٤) مَالَا تَاْوِیْلَ لَـهٗ وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْیَدِ مِنْ حَشِیْشٍ وَّمَا اَشْبَهَهٗ وَمِنْهُ ﴿وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا﴾ (ص:٤٤) لَا مِنْ قَوْلِهٖ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَّاحِدُهَا ضِغْثٌ..... ایسا خواب جس کی تاویل نہیں اور ''ضغث'' کے معنی: ایک مٹھی گھاس وغیرہ۔ اسی سے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے: اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو یہ ''اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ'' سے نہیں اس کا واحد ''ضِغْثٌ'' ہے۔

امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ ''ضِغْث'' کے دو معنی ہیں ایک گھاس وغیرہ کی مٹھی دوسرے لایعنی بات سورۂ یوسف میں جو فرمایا: ''اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ'' اس سے مراد ایسے خواب ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ میں جو آیا ہے ''خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا'' اس سے مراد شاخوں کی مٹھی ہے ﴿نَمِیْرُ﴾ (آیت:٦٥) مِنَ الْمِیْرَةِ..... غلہ لائیں گے ہم ﴿وَنَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ﴾ (آیت:٦٥) مَا یَحْمِلُ بَعِیْرٌ..... اور ہم ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے ﴿اَوٰی اِلَیْهِ﴾ (آیت:٦٩) ضَمَّ اِلَیْهِ..... اپنے سے چپکا لیا ﴿السِّقَایَةَ﴾ (آیت:۷۰) مِكْیَالٌ..... غلہ ناپنے کا پیمانہ ﴿تَفْتَؤُا﴾ (آیت:۸۵) لَا تَزَالُ..... ہمیشہ ﴿حَرَضًا﴾ مُحْرَضًا یُذِیْبُكَ الْهَمُّ..... غم آپ کو گھلا دے گا ﴿تَحَسَّسُوْا﴾ (آیت:۸۷) تَخَبَّرُوْا..... تلاش کرو ﴿مُزْجَاةٍ﴾ (آیت:۸۸) قَلِیْلَةٍ..... تھوڑی ﴿غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ﴾ (آیت:۱۰۷) عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ..... اللہ کے عذاب سے ڈرانے والی ''غاشیہ'' اس سزا کو کہتے ہیں جو سب کے لیے عام ہو۔

بَابُ

[یوسف: ۲۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ﴾ (آیت:۲۳).

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: جس عورت کے گھر وہ تھے اس نے انہیں اپنی طرف لبھایا اور دروازہ بند کر دیا اور کہا: آؤ۔

(ص ٦٨٠)

''وَقَالَ عِكْرِمَةُ هَیْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِیَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ تَعَالَهْ''..... عکرمہ نے کہا: ''هیت لك''۔ ''حورانی'' لغت کا لفظ ہے اس کے معنی ''هَلُمَّ'' کے ہیں یعنی آؤ ''وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ تَعَالَهْ'' اور ابن جبیر نے کہا: اس کے معنی ہیں: آؤ۔

٢٢٨٤- عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ﴿هَیْتَ لَكَ﴾ قَالَ وَاِنَّمَا یَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے یوں تلاوت کی ''قَالَ هَیْتَ لَكَ'' اور فرمایا: جیسی مجھے تعلیم دی گئی ہے ویسے ہی میں اسے پڑھتا ہوں۔

''قَالَ هَیْتَ لَكَ'' میں قراءتیں مختلف ہیں اور خود حضرت عبداللہ بن مسعود ہی سے تین قراءتیں مروی ہیں ایک ''هَیْتُ لَكَ'' یعنی ''ھا'' اور ''تا'' دونوں کو فتح دوسرے ''هَیْتُ'' ت کو ضمہ اور تیسرے ہا کو کسرہ ''هِیْتَ'' جب ان سے عرض کیا گیا: آپ ایسے کیوں پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا: مجھے اسی طرح تعلیم دی گئی ہے۔

اقول وهو المستعان: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تینوں قراءتیں مروی ہیں لیکن خاص یہ روایت جو بخاری میں مذکور ہے ''هَیْتُ لَكَ'' کے ساتھ ہے یعنی یہ جو فرمایا: ایسا مجھ کو سکھایا گیا اور میں پڑھتا ہوں ''ھا'' کے فتحہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ مسند عبد بن حمید میں بہ طریق وائل مروی ہے علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ ''اقوی'' ہے ﴿مَثْوَاهُ﴾ (آیت:۲۱) مَقَامُهٗ ﴿وَاَلْفَیَا﴾ (آیت:۲۵) وَجَدَا..... ان دونوں نے پایا ﴿اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ﴾ (الصافات:٦٩) ﴿اَلْفَیْنَا﴾ (البقرۃ:۱۷۰)..... انہوں نے اپنے باپ

Marfat.com

دادا کو اسی طریقے پر پایا..... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ﴾ (الصافات:١٢)..... یہ آیت سورۂ صافات کی ہے۔
ل سے پہلے تھا "اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ" "بے شک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا" بلکہ تمہیں اچنبا آیا اور وہ ہنسی کرتے
ہیں" کفار مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کا انکار کرتے تھے اس پر یہ دلیل قائم فرمائی کہ ہم نے تم کو مٹی ہی سے پیدا فرمایا تو جب
ایک بار ہم نے تم کو مٹی سے بنایا تو دوبارہ بنانے میں کیا اشکال ہے؟ اس واضح برہان کے ہوتے ہوئے تم کو تعجب ہوتا ہے کہ کیسے بے
عقل ہیں' اتنی سی بات نہیں سمجھ پاتے اور وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں' اس آیت کو یہاں امام بخاری نے کس مقصد کے لیے ذکر فرمایا ہے
وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ صرف اس مناسبت سے ذکر فرمایا کہ جیسے قراءت مشہورہ "هَيْتَ لَكَ" ہے "ہ" کے فتحہ
کے ساتھ' مگر حضرت ابن مسعود کی ایک قراءت ھا کے ضمہ کے ساتھ' اسی طرح یہاں "عَجِبْتَ" کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عَجِبْتُ" پڑھتے تھے' اس پر اشکال یہ ہے کہ اب ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے اچنبا آیا' اور اللہ تعالیٰ اچنبے سے منزہ
ہے۔

علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ اب یہ متشابہات میں سے ہوگا اور مراد ایسا تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔
اقول وهو المستعان: اس کی تاویل یہ کی جاسکتی ہے کہ کفار کے انکار کی سخافت کی تاکید کے لیے اور ان کے عناد اور مکابرہ
کو بلیغ وجوہ پر ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

بَابٌ [یوسف:٥٠۔٥١ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ○ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ﴾ (آیت:٥٠-٥١). (ص٦٨٠)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: جب ان کے پاس قاصد آیا تو فرمایا: اپنے مالک کے پاس پھر جاؤ اور اس سے ان عورتوں کا حال پوچھو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے○ بے شک میرا پروردگار ان کے مکر کو جانتا ہے○ اس نے عورتوں سے پوچھا: بولو کیا کہتی ہو جب تم نے یوسف کو لبھایا تھا؟ عورتوں نے کہا: "حاشا لله"۔

"وَحَاشَ وَحَاشٰى تَنْزِيْهٌ وَّاسْتِثْنَاءٌ"..... "حاش" اور "حاشا" پاکی ظاہر کرنے اور استثناء کے لیے ہے ﴿حَصْحَصَ﴾ (آیت:٥١) وَضَحَ..... ظاہر ہوگیا۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سورۂ رعد کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ مکی ہے یا مدنی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی کچھ آیتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی' اور اس
میں تینتالیس آیتیں ہیں۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ (آیت:١٤) مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا غَيْرَهٗ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِيْ يَنْظُرُ اِلٰى خَيَالِهٖ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَنَاوَلَهٗ وَلَا يَقْدِرُ"..... فرمایا گیا تھا: اس کی مثل اس شخص کے مثل ہے جو
اپنی ہتھیلیوں کو پانی تک پھیلائے ہوئے ہے تاکہ منہ تک پانی لے جائے حالانکہ وہ نہیں لے جا سکتا' اس کی تفسیر میں حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اس مشرک کی مثل ہے جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو بھی پوجا' جیسے وہ پیاسا جسے اپنے خیال میں
بہت دور پانی نظر آئے اور وہ اسے حاصل کرنا چاہے اور حاصل نہ کر سکے۔

"وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿سُخِّرَ﴾ (آیت:٢) ذَلَّلَ" تابع کر دیا ﴿مُتَجٰوِرٰتٌ﴾ (آیت:٤) مُتَدَانِيَاتٌ..... قریب قریب

Marfat.com

﴿اَلْمَثُلٰتُ﴾ (آیت:٦) وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَّهِيَ الْاَشْبَاهُ وَالْاَمْثَالُ وَقَالَ ﴿اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا﴾ (یونس:١٠٢)..... ''مَثُلات''، ''مَثُلَة'' کی جمع ہے اس کے معنی: ہم شکل، ہم جنس کے ہیں ارشاد فرمایا: مگر ان کے دنوں کے مثل جو گزر گئے ﴿بِمِقْدَارٍ﴾ (آیت:٨) بِقَدَرٍ..... اندازہ ﴿مُعَقِّبٰتٌ﴾ (آیت:١١) مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْاُوْلٰى مِنْهَا الْاُخْرٰى وَمِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ يُقَالُ عَقَّبْتُ فِيْ اَثَرِهٖ..... ''معقبات'' سے مراد انسانوں کی حفاظت کرنے والے وہ فرشتے ہیں کہ ایک گروہ کے بعد دوسرے آتے ہیں، اسی سے ''عقیب'' مشق ہے کہتے ہیں: ''عَقَّبْتُ فِيْ اَثَرِهٖ'' میں اس کے نشان قدم کے پیچھے آیا ﴿اَلْمِحَالُ﴾ (آیت:١٣) اَلْعُقُوْبَةُ..... سزا ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ﴾ (آیت:١٤) لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ..... جیسے پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے تاکہ پانی حاصل کرلے ﴿رَابِيًا﴾ (آیت:١٧) مِنْ رَبَا يَرْبُوْا..... بھرا ہوا ﴿اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ﴾ (آیت:١٧) اَلْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهٖ..... ''متاع'' اسے کہتے ہیں جس سے تو نفع حاصل کرے ﴿جُفَاءً﴾ (آیت:١٧) اَجْفَاتِ الْقِدْرُ اِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ..... ''جفاء'' کے معنی جھاگ ہے جو بہہ جائے بولتے ہیں: ''اَجْفَاتِ الْقِدْرُ'' جب ہانڈی ابلنے لگے اور اس کے اوپر جھاگ آئے پھر ابال ختم ہو جائے تو جھاگ ختم ہو جاتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ حق کو باطل سے تمیز دیتا ہے ﴿اَلْمِهَادُ﴾ (آیت:١٨) اَلْفِرَاشُ..... بچھونا ﴿يَدْرَءُوْنَ﴾ (آیت:٢٢) يَدْفَعُوْنَ دَرَاَتُهُ دَفَعَتْهُ..... ''يَدْرَءُوْنَ'' کے معنی ہیں: دور کرتے ہیں ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ (آیت:٢٤) اَيْ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ..... یعنی ''سلامٌ علیکم'' کہتے ہیں ﴿وَاِلَيْهِ مَتَابِ﴾ (آیت:٣٠) تَوْبَتِيْ..... اشارہ فرمایا کہ ''متاب'' مصدر میمی ہے ﴿اَفَلَمْ يَايْاَسْ﴾ (آیت:٣١) لَمْ يَتَبَيَّنْ..... کیا ظاہر نہیں ہوا؟ ﴿قَارِعَةٌ﴾ (آیت:٣١) دَاهِيَةٌ..... دہشت میں ڈالنے والی ﴿فَاَمْلَيْتُ﴾ (آیت:٣٢) اَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمُلَاوَةِ وَمِنْهُ ﴿مَلِيًّا﴾ (مریم:٤٦) وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيْلِ مِنَ الْاَرْضِ مَلًى مِنَ الْاَرْضِ..... کے معنی ہیں: میں نے اس کو دراز کیا، اس کا مصدر ''ملی'' اور ''ملاوہ'' ہے اسی سے ''ملیا'' ہے لمبی چوڑی زمین کو کہتے ہیں: ''مَلًّا مِنَ الْاَرْضِ ﴿اَشَقُّ﴾ (آیت:٣٤) اَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ..... ''اشق'' کے معنی: زیادہ سخت ہے ﴿مُعَقِّبٌ﴾ (آیت:٤١) مُغَيِّرٌ..... بدلنے والا۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ (آیت:٤) طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السِّبَاخُ''..... یعنی ان کی اچھی اور بری قابل کاشت اور بنجر زمین۔ ''سباخ'' کا معنی: بنجر زمین ﴿صِنْوَانٌ﴾ (آیت:٤) اَلنَّخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِيْ اَصْلٍ وَّاحِدٍ..... جڑواں یعنی دو یا دو سے زیادہ کھجور کے تنے ایک جڑ سے نکلے ہوئے ﴿وَغَيْرُ صِنْوَانٍ﴾ (آیت:٤) وَحْدَهَا..... ایک جڑ سے ایک تنا ﴿بِمَاءٍ وَّاحِدٍ﴾ (آیت:٤) كَصَالِحِ بَنِيْ اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ..... جیسے بنی آدم کے نیک اور بد حالانکہ ان کے باپ ایک ہیں ﴿السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ (آیت:١٢) اَلَّذِيْ فِيْهِ الْمَاءُ..... بوجھل بادل جس میں پانی ہے ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ (آیت:١٤) يَدْعُوا الْمَاءَ بِلِسَانِهٖ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَلَا يَاْتِيْهِ اَبَدًا..... جیسے اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے پانی کو اپنی زبان سے بلاتا ہے اور اس کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے مگر وہ اس کے پاس کبھی نہیں آئے گا ﴿فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا﴾ (آیت:١٧) تَمْلَاُ بَطْنَ وَادٍ..... نالے کے پیٹ کو بھر دیتی ہے ﴿زَبَدًا رَّابِيًا﴾ (آیت:١٧) زَبَدُ السَّيْلِ ﴿زَبَدٌ مِّثْلُهٗ﴾ (آیت:١٧) خَبَثُ الْحَدِيْدِ وَالْحِلْيَةِ..... جھاگ اوپر اوپر زبدٌ کے معنی سیلاب کی جھاگ، لوہے اور زیور کی میل کے ہیں۔

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ (ص ٦٨١)

سورۂ ابراہیم مکی ہے مگر یہ آیت کریمہ ''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا'' اور اس کے بعد والی آیت۔ اس میں باون آیتیں ہیں۔

Marfat.com

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَادٍ﴾ (الرعد:٧) دَاعٍ"..... حضرت ابن عباس کا قول ہے: "هاد" سے مراد حق کی دعوت دینے والے ہیں "وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَدِيْدٌ﴾ (آیت:١٦) قَيْحٌ وَّدَمٌ"..... اور مجاہد نے کہا: "صدید" کے معنی: پیپ اور خون ہے "وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ (آیت:٦) اَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَاَيَّامَهُ"..... تم پر جو اللہ کے احسان ہیں ان کو یاد کرو "وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ﴾ (آیت:٣٤) رَغِبْتُمْ اِلَيْهِ فِيْهِ"..... جو کچھ بھی تم مانگو جس کی تمہیں خواہش ہو ﴿يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا﴾ (آیت:٣) يَلْتَمِسُوْنَ لَهَا عِوَجًا..... اس میں کجی تلاش کرتے ہو ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ (آیت:٧) اَعْلَمَكُمْ اذَنَكُمْ..... اور یاد کرو جب تمہارے رب نے تم کو خبردار کیا ﴿رَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ﴾ (آیت:٩) هٰذَا مَثَلٌ كَفُّوْا عَمَّا اُمِرُوْا بِهٖ..... انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے مونھوں میں ڈال لیا، یعنی جس کے کرنے کا حکم دیا اسے نہیں کیا ﴿مَقَامِيْ﴾ (آیت:١٤) حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ..... جہاں اسے اللہ اپنے حضور کھڑا کرے گا ﴿مِنْ وَّرَآئِهٖ﴾ (آیت:١٦) قُدَّامَهٗ ﴿لَكُمْ﴾..... مراد یہ ہے کہ اپنے سامنے ﴿تَبَعًا﴾ (آیت:٢١) وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيْبٍ وَّغَائِبٍ..... "تبع"، "تابع" کی جمع ہے جیسے غائب کی جمع "غیب" ﴿بِمُصْرِخِكُمْ﴾ (آیت:٢٢) اِسْتَصْرَخَنِيْ اِسْتَغَاثَنِيْ ﴿يَسْتَصْرِخْهُ﴾ (القصص:١٨) مِنَ الصُّرَاخِ..... تمہاری فریاد سننے والا "اِسْتَصْرَخَنِيْ" کے معنی ہیں: اس نے میری فریاد سنی "يَسْتَصْرِخْهُ" یہ "صراخ" سے بنا ہے ﴿وَلَا خِلَالٌ﴾ (آیت:٣١) مَصْدَرُ خَالَلْتُهٗ خِلَالًا وَيَجُوْزُ اَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَّخِلَالٍ..... اور نہ دوستی ہوگی، یہ "خَالَلْتُهٗ" کا مصدر ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے "خُلَّه" اور "خِلَال" کی جمع ہو معنی میں دوستی کے ﴿اُجْتُثَّتْ﴾ (آیت:٢٦) اُسْتُوْصِلَتْ..... یعنی اس کو جڑ سے کاٹ دیا۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ (ص ٦٨٢)

یہ سورۃ مکی ہے اس میں ننانوے آیتیں ہیں۔

"وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ (آیت:٤١) اَلْحَقُّ يَرْجِعُ اِلَى اللّٰهِ وَعَلَيْهِ طَرِيْقُهٗ"..... "صراط" سے مراد راہ حق ہے جو اللہ تک پہنچائے "وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ (آیت:٧٢) لَعَيْشُكَ"..... تیری زندگی کی قسم ﴿قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ (آیت:٦٢) اَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ..... انجانے لوگ جنہیں حضرت لوط نے نہیں پہچانا "وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ (آیت:٤) اَجَلٌ"..... جس کی میعاد معلوم ہے ﴿لَوْ مَا تَاْتِيْنَا﴾ (آیت:٧) هَلَّا تَاْتِيْنَا..... یعنی "لَوْ- مَا" تخضیض کے لیے ہے ﴿شِيَعِ﴾ (آیت:١٠) اُمَمٌ وَّلِلْاَوَّلِيْنَ..... قومیں اور مددگار "وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ (ھود:٧٨) مُسْرِعِيْنَ"..... اور حضرت ابن عباس نے فرمایا: دوڑتے ہوئے گئے ﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ (آیت:٧٥) لِلنَّاظِرِيْنَ..... دیکھنے والوں کے لیے ﴿سُكِّرَتْ﴾ (آیت:١٥) غُشِيَتْ..... ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی ﴿بُرُوْجًا﴾ (آیت:١٦) مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ..... سورج اور چاند کی منزلیں ﴿لَوَاقِحَ﴾ (آیت:٢٢) مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً..... حمل والی ﴿حَمَاٍ﴾ (آیت:٢٦) جَمَاعَةُ حَمْاَةٍ وَّهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ..... "حَمَا"، "حماة" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں: بودار گارا، کیچڑ "وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ"..... سیاہ رنگ ﴿تَوْجَلْ﴾ (آیت:٥٣) تَخَفْ..... ڈرتا ہے تو ﴿دَابِرَ﴾ (آیت:٦٦) اٰخِرَ..... "دابر" کے معنی: پچھلا ﴿لِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آیت:٧٩) اَلْاِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهٖ..... جس کی تو اقتداء کرے جس کا طریقہ اختیار کرے ﴿الصَّيْحَةُ﴾ (آیت:٨٣) اَلْهَلَكَةُ..... ہلاک کرنے والی۔

بَابٌ
[الحجر:٨٧ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ (آیت:٨٧) (ص ٦٨٣)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تفسیر: اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

Marfat.com

٢٢٨٥- حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ اَلْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ام القرآن' سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

بَابُ

[الحجر:٩١ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ۝﴾ (آیت:٩١). (ص ٦٨٣)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: جن لوگوں نے قرآن کو تکا بوٹی کر ڈالا۝

﴿اَلْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ (آیت:٩٠) اَلَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ ﴿لَا اُقْسِمُ﴾ (البلد:١) اَیْ اُقْسِمُ وَتُقْرَءُ ﴿لَا قْسِمُ﴾..... یعنی جن لوگوں نے قسم کھائی' اور اسی کے مادے سے بنا ہے ''لَا اُقْسِمُ'' جو معنی میں ''اُقْسِمُ'' کے ہے' میں قسم کھاتا ہوں' یعنی اس میں ''لا'' زائد ہے۔ ایک قراءت ''لَاْقْسِمُ'' بھی ہے لام تاکید کے ساتھ ﴿فَاَسْمَهُمَا﴾ (الاعراف:٢١) حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهٗ..... یعنی شیطان نے حضرت آدم وحواء کے سامنے قسم کھائی' افادہ یہ فرمایا کہ باب مفاعلت مجرد کے معنی میں ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقَاسَمُوْا﴾ (النمل:٤٩) تَحَالَفُوْا''..... امام مجاہد نے فرمایا کہ باب تفاعل میں اس کا معنی ''تشارك'' ہے۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ (ص ٦٨٣)

سورۂ نحل مکی ہے البتہ ''فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ'' (النحل:١٢٦) سے آخر تک کی آیتیں مدنی ہیں' اس میں اور بھی اقوال ہیں' اس سورت میں ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں۔

﴿رُوْحُ الْقُدُسِ﴾ (آیت:١٠٢) جِبْرِيْلُ..... ''روح القدس'' سے مراد جبریل ہیں' ارشاد ہے: اسے روح امین نے اتارا ﴿فِيْ ضَيْقٍ﴾ (آیت:١٢٧) يُقَالُ اَمْرٌ ضَيْقٌ وَّضَيِّقٌ مِّثْلُ هَيْنٍ وَّهَيِّنٍ وَّلَيْنٍ وَّلَيِّنٍ وَّمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ..... ''ضَيْقٌ'' کے معنی تنگی کے ہیں' اس میں دو لغتیں ہیں ''یاء'' کے سکون کے ساتھ ''ضَيْقٌ'' اور ''یاء'' کی تشدید کے ساتھ ''ضَيِّقٌ'' جیسے ''هَيْنٌ'' اور ''هَيِّنٌ'' اور ''لَيْنٌ'' اور ''لَيِّنٌ'' اور ''مَيْتٌ'' اور ''مَيِّتٌ'' ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِيْ تَقَلُّبِهِمْ﴾ (آیت:٤٦) اِخْتِلَافِهِمْ''..... اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''تقلب'' سے مراد ان کا شہر بہ شہر آنا جانا ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَمِيْدَ﴾ (آیت:١٥) تَكُفُّ''..... انہیں جھکاتی ہے ﴿مُفْرَطُوْنَ﴾ (آیت:٦٢) مَنْسِيُّوْنَ..... وہ بھلا دیے جائیں گے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ (آیت:٩٨) هٰذَا مُقَدَّمٌ وَّمُؤَخَّرٌ وَّذٰلِكَ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ''..... اور ان کے علاوہ نے کہا کہ آیت کریمہ ''جب تو قرآن پڑھے تو اللہ کی پناہ مانگ'' میں تقدم وتاخر ہے' اس لیے کہ استعاذہ قراءت سے پہلے ہے اور آیت میں قراءت کا ذکر پہلے ہے' استعاذہ کے معنی ہیں: اللہ کی پناہ لینا' لیکن حقیقت میں آیت میں تقدم وتاخر نہیں' قراءت سے مراد ارادۂ قراءت ہے اور مجاز شائع وذائع ہے' مثلاً آیت وضو میں فرمایا: ''اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ'' (المائدہ:٦) یعنی جب نماز پڑھنا چاہو تو اپنے چہروں کو دھوؤ ''شَاكِلَتِهٖ نَاحِيَتِهٖ'' اپنے طریقہ پر ﴿قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ (آیت:٩) اَلْبَيَانُ..... بیان کرنا ''اَلدِّفْءُ مَااسْتَدْفَأْتَ''..... جس سے تو گرمی حاصل کرے ﴿تُرِيْحُوْنَ﴾ (آیت:٦) بِالْعَشِيِّ..... شام کرتے ہو'' و ﴿تَسْرَحُوْنَ﴾ (آیت:٦) بِالْغَدَاةِ''..... اور صبح کرتے ہو ﴿بِشِقِّ﴾ (آیت:٧) يَعْنِي الْمَشَقَّةَ ﴿عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ (آیت:٤٧) تَنَقُّصٍ..... نقصان اٹھا کر ﴿اَلْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً﴾ (آیت:٦٦) وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ اَلنَّعَمُ اَلْاَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ..... ''انعام'' مذکر بھی استعمال کیا جاتا ہے اور مونث بھی اور ایسے ہی ''هِيَ النَّعِيْمُ''۔ ''الانعام''، ''نعم'' کی جمع ہے بہ معنی چوپایہ ﴿سَرَابِيْلَ﴾ قُمُصٌ..... کرتے

Marfat.com

''تَقِيكُمُ الْحَرَّ'' جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے ''وَاَمَّا سَرَابِيلُ تَقِيكُمْ بَاْسَكُمْ فَاِنَّهَا الدُّرُوْعُ''..... وہ کرتے جو تمہاری لڑائی میں حفاظت کرتے ہیں زرہیں ہیں ﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ (آیت:۹۲-۹۴) كُلُّ شَيْءٍ لَّمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ..... جو چیز درست نہ ہو وہ دخل ہے ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿حَفَدَةً﴾ (آیت:۷۲) مَنْ وَّلَدَ الرَّجُلُ''..... حضرت ابن عباس نے کہا: آدمی کی اولاد کو حفید کہا جاتا ہے ''اَلسَّكَرُ مَاحُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا''..... نشہ آور جو حرام ہو ''وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ''..... اچھی روزی وہ ہے جسے اللہ نے حلال فرمایا ہے ''وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ ﴿اَنْكَاثًا﴾ (آیت:۹۲) هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ اِذَا اَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ''..... ٹکڑے ٹکڑے کرنا' یہ خرقاء نامی عورت تھی جو سارا دن سوت کاتتی اور شام کے وقت توڑ کر پھینک دیتی ''وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْاُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ''..... امت سے مراد بھلائی سکھانے والے ہیں ''وَالْقَانِتُ الْمُطِيْعُ''..... ''قانت'' کے معنی فرمانبردار کے ہیں۔

سُوْرَةُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ (ص ٦٨٣)

اس کا نام سورۂ اسراء اور سورۂ سبحان بھی ہے۔ ''وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ'' سے ''نَصِيْرًا'' (بنی اسرائیل:۷۳-۸۰) تک آٹھ آیتوں کے سوا یہ سورۂ مکی ہے جیسا کہ قتادہ نے کہا۔ علامہ بیضاوی نے یقینی طور پر کہا کہ یہ پوری سورۃ مکی ہے۔ اس میں ایک سو دس آیتیں بصری ہیں' ایک سو گیارہ کوفی۔

٢٢٨٦- ح: [سُوْرَةُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ]

سورۂ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اعلیٰ درجے کی ہیں

٢٢٨٦- سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل' کہف' مریم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کو میں نے پہلے یاد کرلیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ الانبیاء۔ ص ٦٩٣' کتاب فضائل القرآن۔ باب: تالیف القرآن ص ۷۴۷)

سورۃ الانبیاء اور فضائل القرآن میں ان تینوں سورتوں کے ساتھ الانبیاء کا اضافہ ہے ''العتاق''، ''عتیق'' کی جمع ہے' بہ معنی عمدہ ''اُوَل''، ''اُوْلٰی'' کی جمع ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان سورتوں کی خصوصیتیں یہ ہیں کہ ان میں ایسے قصص مذکور ہیں جو بڑے عجیب و غریب اور معجزانہ ہیں' مثلاً اسراء یہودیوں کی تباہی' اصحابِ کہف کا واقعہ' حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے حالات' ذوالقرنین کا ذکر' حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور انبیائے کرام کے ایمان افروز حالات۔ ''تلاد'' کے معنی ہیں کہ میں نے پہلے ان کو یاد کیا۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ﴾ (آیت:۵۱) يَهُزُّوْنَ''..... ہلاتے ہیں ''وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ اَيْ تَحَرَّكَتْ''..... تیرا دانت ہل گیا۔

﴿وَقَضَيْنَا اِلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ﴾ (آیت:٤) اَخْبَرْنَاهُمْ اَنَّهُمْ سَيُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَاءُ عَلٰى وُجُوْهٍ ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ﴾ (آیت:۲۳) اَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ﴾ (یونس:۹۳) وَمِنْهُ الْخَلْقُ ﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ﴾ (فصلت:۱۲) اور ہم نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ وہ عنقریب فساد مچائیں گے اور ''قضیٰ'' کے کئی معنی ہیں' ایک حکم کرنا' ارشاد ہے: ''وَقَضٰى رَبُّكَ'' یعنی تیرے رب نے حکم دیا' اور ایک فیصلہ کرنا ہے' ارشاد ہے: ''اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ'' بے شک تیرا

Marfat.com

پروردگاران کے درمیان فیصلہ فرمائے گا' اور ایک پیدا کرنا ہے' ارشاد ہے: ''فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ'' تو انہیں سات آسمان بنا دیا ﴿نَفِيْرًا﴾ (آیت:٦)مَنْ يَّنْفِرُ مَعَهٗ..... جو لڑنے کے لیے ساتھ چلیں ﴿وَلِيُتَبِّرُوْا﴾ يُدَمِّرُوْا ﴿مَا عَلَوْا﴾ (آیت:٧)..... شہروں پر غالب آ کر انہیں برباد کر دیں ﴿حَصِيْرًا﴾ (آیت:٨)مَحْبِسًا مَحْصَرًا..... جیل خانہ ﴿حَقَّ﴾ (آیت:١٦)وَجَبَ..... لازم ہو گیا ﴿مَيْسُوْرًا﴾ (آیت:٢٨)لَيِّنًا..... نرم آسان ﴿خِطْأً﴾ (آیت:٣١)اِثْمًا وَّهُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَطِئْتَ وَالْخَطَأُ مَفْتُوْحٌ مَّصْدَرٌ مِّنَ الْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰى اَخْطَأْتُ ..... ''خطاء'' کے معنی: گناہ' یہ ''خَطِئْتُ'' کا اسم مصدر ہے اور ''اَلْخَطَاءُ''، ''مفتوح'' اس کا مصدر ہے معنی میں گناہ کے ''خَطِئْتُ''، ''اَخْطَئْتُ'' کے معنی میں بھی آتا ہے' یعنی متعدی ﴿لَنْ تَخْرِقَ﴾ (آیت:٣٧)لَنْ تَقْطَعَ..... ہرگز نہیں پھاڑے گا' ہرگز نہیں کاٹے گا ﴿وَاِذْهُمْ نَجْوٰى﴾ (آیت:٤٧)مَصْدَرٌ مِّنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ ..... ''نَجْوٰى''، ''نَاجَيْتُ'' کا مصدر ہے بہ معنی اسم فاعل' اس لیے صفت واقع ہوا' مراد یہ ہے کہ وہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں ﴿رُفَاتًا﴾ (آیت:٤٩'٩٨) حُطَامًا..... ایندھن بنا دینا ﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ (آیت:٦٤)اِسْتَخِفَّ..... ہلکا کرنا ﴿بِخَيْلِكَ﴾ (آیت:٦٤)اَلْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ اَلرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَّصَحْبٍ وَّتَاجِرٍ وَّتَجْرٍ..... اپنے سواروں اور پیادوں کو اور ''رِجَالَةٌ''، ''رَاجِلٌ'' کی جمع ہے جیسے ''صَاحِبٌ'' کی ''صَحْبٌ'' اور ''تَاجِرٌ'' کی ''تَجْرٌ''..... ﴿حَاصِبًا﴾ (آیت:٦٨)اَلرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ اَيْضًا مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ (الانبیاء:٩٨)يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبٌ فِي الْاَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ..... ''حَاصِبًا'' آندھی' نیز وہ چیزیں جنہیں ہوا اڑا کر لاتی ہے اور اسی سے ''حَصَبُ جَهَنَّمَ'' ہے یعنی وہ چیزیں جو جہنم میں پھینکی جائیں گی۔ کہا جاتا ہے ''حَصَبَ فِي الْاَرْضِ'' زمین میں گیا اور ''اَلْحَصَبُ''، ''حصباء'' اور ''الحجارة'' سے مشتق ہے ''حصباء'' کا معنی کنکری ہے کیونکہ تیز ہوائیں کنکریوں کو اڑاتی ہیں اس لیے ان کو حصباء کہا جاتا ہے ''والحجارة'' کا عطف ''حصباء'' پر تفسیری ہے' یہ اس افادہ کے لیے کہ ''حصباء'' سے مراد کنکری ہے' یہ مطلب نہیں کہ ''حصب''، ''حجارہ'' سے مشتق ہے ''اَللّٰهُمَّ'' مگر یہ کہ یہ کہا جائے کہ اشتقاق سے مراد اشتقاق اکبر ہے ﴿تَارَةً﴾ (آیت:٦٩)مَرَّةً وَّجَمَاعَتُهٗ تِيَرَةٌ وَّتَارَاتٌ..... ایک مرتبہ بھی ﴿لَاَحْتَنِكَنَّ﴾ (آیت:٦٢)لَاَسْتَاْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَّا عِنْدَ فُلَانٍ مِّنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ ..... ضرور بالضرور جڑ سے اکھاڑ دوں گا' کہتے ہیں: ''احتنك فلان ما عند فلان من علم'' یعنی فلاں نے فلاں کے سارے علوم حاصل کر لیے ﴿طَائِرَهٗ﴾ (آیت:١٣)حَظَّهٗ..... اس کی قسمت ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ ﴿سُلْطَانٍ﴾ فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حُجَّةٌ''..... قرآن میں جہاں کہیں لفظ ''سلطان'' آیا ہے اس کے معنی حجت کے ہیں ﴿وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾ (آیت:١١١) لَمْ يُحَالِفْ اَحَدًا..... کمزوری کی وجہ سے کسی کو حامی نہیں بنایا' کسی سے عقد حلف نہیں کیا ''قَاصِفًا رِيْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ'' وہ آندھی جو ہر چیز کو برباد کر دے۔

بَابُ

[بنی اسرائیل: ٧٠ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ (آیت:٧٠). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک ہم نے بنی آدم کو

 بزرگی دی۔

''كَرَّمْنَا وَاَكْرَمْنَا وَاحِدٌ''..... دونوں کے معنی ایک ہیں ﴿ضِعْفَ الْحَيَاتِ﴾ (آیت:٧٥)عَذَابَ الْحَيَاتِ وَعَذَابَ الْمَمَاةِ..... یعنی دنیا و آخرت کے عذاب کا دوگنا ﴿خِلَافَكَ﴾ (آیت:٧٦)وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ..... ''خلاف'' اور ''خلف'' کے معنی ایک ہیں یعنی آپ کے پیچھے ﴿وَنَاٰ﴾ (آیت:٨٣) تَبَاعَدَ..... دور ہوا ﴿شَاكِلَتِهٖ﴾ (آیت:٨٤)نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكْلَةٍ..... اپنے

Marfat.com

طریقے پر یہ ''شکلۃ'' سے ہے ﴿صَرَّفْنَا﴾ (آیت:٤١) وَجَّهْنَا..... ہم نے واضح کر دیا ﴿قَبِيلًا﴾ (آیت:٩٢) مُعَايَنَةً وَّمُقَابَلَةً وَقِيلَ الْقَبِيلَةُ لِاَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا..... ''قبیلا'' کے معنی سامنے' دایہ کو قابلہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا منہ بچے کے سامنے کرتی ہے ﴿خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ﴾ (آیت:١٠٠) اَنْفَقَ الرَّجُلُ اَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ ..... محتاجی کے ڈر سے ''انفق الرجل'' کے معنی ہیں: خرچ کر ڈالا' محتاج ہوا اور ''نَفِقَ الشَّيْءُ'' کے معنی ہیں: وہ چیز چلی گئی ﴿قَتُوْرًا﴾ (آیت:١٠٠) مُقَتِّرًا..... بخیل ﴿لِلْاَذْقَانِ﴾ (آیت:١٠٧-١٠٩) مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ..... ٹھوڑی' دونوں جبڑوں کے ملنے کی جگہ' یہ ''ذقن'' کی جمع ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْفُوْرًا﴾ (آیت:٦٣) وَافِرًا'' ..... بہ کثرت ﴿تَبِيْعًا﴾ (آیت:٦٩) ثَائِرًا..... بدلہ لینے والا ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيْرًا''.....اور حضرت ابن عباس نے کہا: ''تبیع'' کے معنی مددگار کے ہیں ﴿خَبَتْ﴾ (آیت:٩٧) طَفِئَتْ .....بجھ گئی ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا تُبَذِّرْ﴾ (آیت:٢٦) لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ''..... باطل میں خرچ مت کر ﴿اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ﴾ (آیت:٢٨) رِزْقٍ.....رحمت سے مراد روزی ہے ﴿مَثْبُوْرًا﴾ (آیت:١٠٢) مَلْعُوْنًا.....لعنت کیا ہوا ﴿لَا تَقْفُ﴾ (آیت:٣٦) لَا تَقُلْ..... مت کہہ ﴿فَجَاسُوْا﴾ تَيَمَّمُوْا..... ارادہ کیا ﴿يُزْجِي الْفُلْكَ﴾ يُجْرِي الْفُلْكَ.....کشتیوں کو بڑھاتی ہے ﴿يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ﴾ (آیت:١٠٧-١٠٩) لِلْوُجُوْهِ..... منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔

بَابُ

[بنی اسرائیل:١٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا﴾ (آیت:١٦). (ص ٦٨٤)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جب ہم ارادہ فرماتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے مال داروں کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔

٢٢٨٧- عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ اِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب کسی قبیلے والوں کی تعداد زمانۂ جاہلیت میں بہت ہو جاتی تو ہم کہتے تھے: ''اَمِرَ بَنُوْ فُلَان'' فلاں کا معاملہ بہت بڑھ گیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝﴾ (آیت:٥٦) (ص ٦٨٥)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: فرما دو: ان لوگوں کو بلاؤ جن کو اللہ کے سوا اپنا معبود گمان کرتے تھے' وہ تکلیف تمہاری دور کرنے اور پھیرنے کا اختیار نہیں رکھتے ۝

٢٢٨٨- عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ (آیت:٥٧) قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیہ کریمہ ''اُولٰئك الذين يبتغون الٰى ربهم الوسيلة'' وہ لوگ جس کو پکارتے ہیں وہ خود اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں' کے بارے میں فرمایا کہ کچھ انسان کچھ جنوں کی پرستش کرتے تھے' یہ جن مسلمان ہو گئے اور وہ انسان اپنے باطل طریقہ پر رہے۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث پر دو باب قائم کیے' ایک آیت کریمہ ''قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ

Marfat.com

كَشْفَ الضُّرِّ عَلَيْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا" (بنی سرائیل:٥٦) فرمادو: پکارو انہیں جنہیں تم نے معبود گمان کیا وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور پھیرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ دوسرا باب اس آیت پر قائم کیا: "أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ" (بنی سرائیل:٥٧) یہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

پہلے باب میں "زاد الاشجعی" کہہ کر یہ افادہ فرمایا کہ انہوں نے بہ طریق اعمش جو روایت کی ہے اس میں ابتداء میں "قال عبدالله" کے بعد "الٰی ربهم الوسيلة" نہیں بلکہ "قل ادعوا الذين زعمتم" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث میں جو قصہ مشہور ہے اس سے یہ آیت متعلق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ انسانوں کے کچھ مشرکین جنوں کو پوجتے تھے' وہ مسلمان ہو گئے' مگر مسلمان ہونے کے بعد بھی مصیبت یا بلائیں دور کرنے کی ان کو قدرت نہیں' مشرکین اب بھی انہیں پوجتے ہیں اور مصیبتوں میں انہیں پکارتے ہیں' حالانکہ اللہ نے انہیں مصیبت دور کرنے اور بلائیں ٹالنے کی قدرت نہیں عطا فرمائی ہے یعنی خاص ان جنوں کو۔ اس آیت کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ نے کسی نبی ولی کو مصیبتیں دور کرنے یا بلائیں ٹالنے کا اختیار نہیں دیا ہے۔ یہاں بات خاص ان جنوں کی ہو رہی ہے جنہیں مشرکین پوجتے تھے۔ کچھ مخصوص افراد کو عالم میں تصرف کی قدرت نہ ملنا اس کی دلیل کہاں کہ کسی کو بھی قدرت نہیں ملتی ہے۔ اصل حدیث کی بناء پر یہ قصہ متعلق ہے آیت کریمہ "يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ" سے' اب مطلب یہ ہوا کہ وہ جن جنہیں مشرکین پوجتے ہیں مسلمان ہونے کے بعد اللہ تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون سا وسیلہ اللہ تک پہنچنے کا ہے اور ان میں کون قریب تر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنا اور وسیلہ اختیار کرنا شرک نہیں بلکہ صحابۂ کرام کا طریقہ ہے کیونکہ یہ جن مسلمان ہونے کے بعد صحابی کے مرتبہ پر فائز تھے۔ وسیلہ کو شرک کہنا صحابۂ کرام کو مشرک بنانا ہے بلکہ بہ نظر دقیق اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کو بھی' اس لیے کہ اللہ عزوجل نے وسیلہ تلاش کرنے کا ذکر بطور تعریف فرمایا ہے جس سے پسندیدگی ثابت ہوتی ہے اور شرک پسند کرنا بھی شرک' پھر جب اس کو اللہ عزوجل نے پسند فرمایا تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ضرور پسند فرمایا۔ اب لازم کہ رسول اللہ ﷺ بھی مشرک ہوئے۔ خلاصہ کلام یہ نکلا کہ اللہ عزوجل تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنا' اختیار کرنا شرک نہیں۔ اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کو پسند ہے' اگر یہ ناپسند ہوتا تو اسے ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ ضرور رد فرماتا اور اپنے ان بندوں کی اصلاح فرماتا۔

بَابُ

قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾

(آیت:١١٠). (ص٦٨٦)

[بنی اسرائیل:١١٠ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ۔

٢٢٨٩- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْاٰنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں "ولا تجهر بصلوتك" کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں پوشیدہ تھے' جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو بلند کرتے' مشرکین سنتے تو قرآن کو اور نازل کرنے والے کو اور لانے والے کو برا کہتے' اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ نماز نہ بہت آواز سے پڑھو (یعنی نماز میں قرآن) کہ

Marfat.com

فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾

مشرکین سنیں اور قرآن کو برا کہیں اور نہ بالکل آہستہ کہ صحابہ نہ سن سکیں' دونوں کے درمیان میں پڑھو۔

٢٢٩٠- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَتْ اُنْزِلَ ذٰلِكَ فِي الدُّعَاءِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: آیت کریمہ ''ولا تجهر بصلواتك'' دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔

آیت مذکورہ میں ''صلٰوۃ'' سے مراد نماز ہے یا دعاء اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز میں قرآن مجید پڑھنا ہے' اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد مطلقاً دعا ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر' بلکہ طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ایک قول یہی نقل کیا ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ نووی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے پاس جب نماز پڑھتے تو دعا کے وقت آواز بلند فرماتے' اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

سُوْرَةُ الْكَهْفِ (ص ٦٨٧)

یہ سورت مکی ہے' اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ (آیت:١٧) تَتْرُكُهُمْ''..... اور مجاہد نے کہا: انہیں چھوڑ دیتا' یعنی کترا جاتا ہے ﴿وَكَانَ لَهٗ ثُمُرٌ﴾ (آیت:٣٤) ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ..... اس آیت میں ''ثمر'' سے مراد سونا اور چاندی ہے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ''..... امام مجاہد کے علاوہ نے کہا کہ یہ ''ثمر'' بہ معنی پھل کی جمع ہے' یعنی اس کے پاس قسم قسم کے بہت سے پھل تھے ﴿بَاخِعٌ﴾ (آیت:٦) مُهْلِكٌ..... ہلاک کرنے والے یعنی اپنی جان پر کھیل جانے والے ﴿اَسَفًا﴾ (آیت:٦) نَدَمًا..... غم کی وجہ سے ﴿اَلْكَهْفُ﴾ (آیت:٩) اَلْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ..... پہاڑ کا سوراخ غار ﴿وَالرَّقِيْمِ﴾ (آیت:٩) اَلْكِتَابُ ﴿مَرْقُوْمٌ﴾ (المطففین:٢٠) مَكْتُوْبٌ مِّنَ الرَّقْمِ..... یہ ''رقم'' سے فعیل کے وزن پر اسم مفعول ہے لکھی ہوئی کتاب ﴿رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (آیت:١٤) اَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا..... ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی' یعنی ہم نے ان کے دل میں صبر ڈالا ﴿لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا﴾ (القصص:١٠)..... یعنی اسی قبیل سے یہ آیت کریمہ ہی ہے: اگر ہم اس کے دل پر ڈھارس نہ بندھاتے' یہ سورۂ قصص کی آیت ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے بارے میں ہے ﴿شَطَطًا﴾ (آیت:١٤) اِفْرَاطًا..... حد سے گزری ہوئی ﴿اَلْوَصِيْدِ﴾ (آیت:١٨) اَلْفِنَاءُ جَمْعُهٗ وَصَائِدُ وَوُصْدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ ﴿مُّؤْصَدَةٌ﴾ (البلد:٢٠) مُطْبَقَةٌ اَصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَ..... ''وصید'' کے معنی صحن کے ہیں اور اس کی جمع ''وصائد'' اور ''وُصُد'' آتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ''وَصید'' کا معنی دروازہ ہے' مراد چوکھٹ ہے ''مُؤْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ'' کا معنی ہے گھیرے ہوئے' یہ باب افعال سے اسم مفعول ہے' اسی سے آتا ہے ''اَصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَهٗ'' یعنی دروازہ بند کر دیا ﴿بَعَثْنٰهُمْ﴾ (آیت:١٩) اَحْيَيْنَاهُمْ..... ہم نے ان کو بیدار کیا ﴿اَزْكٰى﴾ (آیت:١٩) اَكْثَرُ وَيُقَالُ اَحَلُّ وَيُقَالُ اَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اُكُلُهَا﴾ ''ازکی'' سے مراد ہے کہ زیادہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ خوب حلال اور بعض کہتے ہیں کہ وہ غذا جو پکانے پر بڑھ جائے اور حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ ان کی خوراک ﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ (آیت:٣٣) لَمْ تَنْقُصْ..... کم نہ ہوئی ''وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلرَّقِيْمُ اَللَّوْحُ مِنْ رَّصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ اَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهٗ فِيْ خَزَانَتِهٖ''..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی

Marfat.com

ہے کہ ''رقیم'' سے مراد رانگے کی تختی ہے جس پر ان کے عامل نے ان کے اسماء مبارکہ لکھ کر اپنے خزانہ میں رکھ دیا تھا ''فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا''..... تو ہم نے ان کے کانوں پر تھپکا دیا اور وہ سو گئے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ وَاَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْا وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْئِلًا﴾ (آیت:٥٨) مَحْرِزًا''..... اور ان کے غیر نے ''وَاَلَتْ تَئِلُ'' کا معنی ہے: نجات پا گئے اور مجاہد نے کہا: ''مَوْئِلًا مُحْرِزًا'' محفوظ جگہ ﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ (آیت:١٠١) لَا يَعْقِلُوْنَ..... سن نہیں سکتے یعنی سمجھتے نہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (آیت:٥٤) (ص ٦٨٧)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے

مطابقت

اس باب کے ضمن میں حضرت امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات میں حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا: تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ حدیث کے اتنے حصے سے باب کو کوئی مناسبت نہیں مگر ''صَنَعَانِيْ'' کے نسخے میں یہاں یہ زائد ہے ''وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَالْاٰيَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا'' یعنی پوری حدیث ذکر کی اور آیت کریمہ ''اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا'' تک۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ' صلوٰۃ اللیل میں مفصل یوں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات ان کا اور فاطمہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا: تم دونوں اس وقت نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول! اللہ ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب وہ چاہے کہ ہمیں جگائے تو ہمیں جگاتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ پلٹ گئے اور مجھ سے کچھ نہیں فرمایا' پھر میں نے سنا کہ لوٹنے کے بعد آپ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ انسان سب سے بڑا جھگڑالو ہے۔ (بخاری۔ باب: تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل ص ١٥٢)

﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ (آیت:٢٢) لَمْ يَسْتَبِنْ..... بے دیکھے اٹکل پچھو ﴿فُرُطًا﴾ (آیت:٢٨) نَدَمًا..... شرمندگی کی وجہ سے ﴿سُرَادِقُهَا﴾ (آیت:٢٩) مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِيْ تُطِيْفُ بِالْفَسَاطِيْطِ..... قناتوں کے مثل' یعنی جہنم کی آگ جہنمیوں کو اس طرح گھیرے ہوئے ہوگی جیسے دیوار مکان کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے' ان کا ٹھکانہ ایسا حجرہ بن جائے گا جو قناتوں سے گھیر دیا گیا ہو ﴿يُحَاوِرُهٗ﴾ (آیت:٣٤-٣٧) مِنَ الْمُحَاوَرَةِ..... یہ محاورہ سے مشتق ہے' ردوبدل' ہیر پھیر کرنا ﴿لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ﴾ (آیت:٣٨) اَيْ لٰكِنْ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ ثُمَّ حَذَفَ الْاَلِفَ وَاَدْغَمَ اِحْدَى النُّوْنَيْنِ فِي الْاُخْرٰى..... لیکن میرا رب اللہ ہی ہے ''لٰكِنَّا'' اصل میں ''لٰكِنْ اَنَا'' تھا' الف کو حذف کیا' پھر نون کو نون میں ادغام کر دیا ''لٰكِنَّ'' ہو گیا' اسی لیے اسے بغیر الف کے پڑھا۔

﴿زَلَقًا﴾ (آیت:٤٠) لَا يَثْبُتُ فِيْهِ قَدَمٌ..... پھسلن جس میں قدم ثابت نہ رہے ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ﴾ (آیت:٤٤) مَصْدَرُ الْوَلِيِّ..... یہاں سے ظاہر ہے کہ حکومت اللہ ہی کے لیے ہے ''ولی'' بہ معنی مالک کا مصدر ہے ﴿عُقْبًا﴾ (آیت:٤٤) عَاقِبَةً وَّعُقْبٰى وَعُقْبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهِيَ الْاٰخِرَةُ..... انجام ''عاقبت و عقبٰی و عقبة'' کے ایک معنی ہیں' یعنی آخرت' انجام ﴿قِبَلًا﴾ (آیت:٥٥) وَ ﴿قُبُلًا﴾ وَقَبَلًا اِسْتِئْنَافًا..... از سر نو اور ''قِبَلًا'' اور ''قُبُلًا'' اور ''قَبَلًا'' کے معنی ایک ہیں' ان پر قسم قسم کا عذاب ہوگا' یعنی ایک قسم کے عذاب کے بعد از سر نو دوسرا عذاب ہوگا ﴿لِيُدْحِضُوْا﴾ (آیت:٥٦) لِيُزِيْلُوْا الدَّحْضُ الزَّلَقُ..... تاکہ وہ دور کریں ''دحض'' کے معنی: پھسلانے والی چیز ﴿حُقُبًا﴾ (آیت:٦٠) زَمَانًا وَّجَمْعُهٗ اَحْقَابٌ..... ''حُقُبًا'' کا معنی زمانہ ہے' مدت دراز اس کی جمع ''احقاب'' ہے ﴿سَرَبًا﴾ (الکہف:٦١) مَذْهَبًا يَّسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾ (الرعد:١٠)..... ''سربًا'' کا معنی: راستہ' سرنگ ''یسرب'' کے معنی: چلتا ہے' اسی سے ہے کہ فرمایا: ''سَارِبٌ بِالنَّهَارِ'' دن میں چلنے والا ﴿صُنْعًا﴾ (آیت:١٠٤)

Marfat.com

عَمَلًا..... کوئی کام ﴿حِوَلًا﴾ (آیت:۱۰۸) تَحَوُّلًا..... بدلنا ﴿اِمْرًا﴾ (آیت:۷۱) وَ ﴿نُكْرًا﴾ (آیت:۷٤) دَاهِيَةً..... ناگوار بات ﴿يَنْقَضَّ﴾ (آیت:۷۷) يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ..... ادھڑ رہی تھی جیسے دانت گرتا ہے ﴿لَتَّخَذْتَ﴾ (آیت:۷۷) وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ..... یعنی مجرد اور مزید فیہ کا ایک معنی ہے ﴿رُحْمًا﴾ (آیت:۸۱) مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ اَشَدُّ مُبَالَغَةً مِّنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ اَنَّهٗ مِنَ الرَّحِيْمِ وَتُدْعٰى مَكَّةُ اُمَّ رُحْمٍ اَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا..... ''رُحْمًا''، ''رُحْمٌ'' سے بنا ہے زیادہ مہربانی کرنا اور گمان کیا جاتا ہے کہ یہ ''رحیم'' سے ہے اور مکہ کو ''ام الرُّحم'' کہا جاتا ہے یعنی وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔

بَابُ

[الکہف:۱۰۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا﴾ (آیت:۱۰۳). (ص ۶۹۰)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: تم فرماؤ: کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟O

۲۲۹۱- عَنْ مُّصْعَبٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبِیْ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا﴾ اَهُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا النَّصَارٰى كَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَاطَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ ﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ﴾ (البقرہ:۲۷) وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ.

حضرت مصعب بن سعد نے کہا: میں نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں جن کا تذکرہ اس آیت ''قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا'' میں ہے' کیا یہ حروریہ ہیں؟ (یعنی خارجی) فرمایا: نہیں! یہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا: جنت میں کھانا پینا نہیں۔ حروریہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو پختہ اقرار کے بعد توڑتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ خارجیوں کو فاسق کہتے تھے۔

[اس آیت کے مصداق یہود و نصاریٰ اور خارجی ہیں]

آیت کریمہ میں یہ فرمایا گیا: کیا ہم تمہیں بتادیں سب سے زیادہ ناقص عمل کس کے ہیں؟ سب سے زیادہ ناقص عمل کفر ہے' آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ کافر کون ہیں؟ عہد صحابہ میں اپنے ابتدائی دور میں خارجیوں سے کوئی کفر سرزد نہیں ہوا تھا اس لیے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد خارجی نہیں یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے کفر کیا۔ خارجیوں نے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' پھر اسے توڑ دیا اور ان سے بغاوت کی اور لڑے۔ حضرت سعد نے افادہ یہ فرمایا کہ کسی خلیفہ برحق کی بیعت توڑنا یا معاذ اللہ اس سے لڑنا کفر نہیں گناہ اور فسق ہے' اسی لیے وہ خارجیوں کو فاسق کہتے تھے کافر نہیں جانتے تھے۔

بَابٌ

[الکہف:۱۰۵ کی تفسیر]

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ﴾ (آیت:۱۰۵) اَلْاٰيَةَ. (ص ۶۹۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: یہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے۔

۲۲۹۲- ح: [اَلرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ لَا يَزِنُ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ]

ایک لمبا تڑنگا موٹا شخص جس کا وزن پسو کے برابر نہیں ہوگا

Marfat.com

٢٢٩٢- عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَایَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اِقْرَءُوْا ﴿فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًا﴾ (الکہف:١٠٥).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لمبا تڑنگا موٹا شخص قیامت کے دن آئے گا' جو اللہ کے حضور پسو کے پر کے برابر بھی وزن نہیں رکھے گا' اور کہا: پڑھو! ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے O

حدیث کی ابتدائے سند میں تھا: ''حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ'' یہ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ ذہلی ہیں۔ عبداللہ ان کے دادا کا نام ہے' اس کے بعد سعید بن ابومریم ہیں ان سے امام بخاری کبھی بواسطہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ یہاں ہے اور کبھی بلاواسطہ۔ ابن مردویہ نے دوسرے طریقے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی سے یوں روایت کی ہے: ''اَلطَّوِیْلُ الْعَظِیْمُ الْاَكُوْلُ الشَّرُوْبُ'' لمبا' تڑنگا بہت کھانے والا بہت پینے والا۔

اِقْرَءُوْا

اس میں دو احتمال ہیں' ہوسکتا ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ کا قول ہو اور ہوسکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہو۔ اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ کفار سے حساب نہ ہوگا یہ بلا حساب دوزخ میں جائیں گے اس لیے کہ ان کے نامۂ اعمال میں کوئی نیک عمل ہو گا ہی نہیں جو برے اعمال سے تولا جائے۔ حساب کے سلسلہ میں تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ اول وہ لوگ جو بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ دوسرے وہ لوگ جو بلا حساب دوزخ میں جائیں گے۔ تیسرے وہ لوگ جو حساب کتاب کے بعد ابتداء جنت میں جائیں گے یا کچھ دنوں کے لیے دوزخ میں پھر جنت میں جائیں گے۔

سُوْرَةُ مَرْیَمَ ﴿كٓهٰیٰعٓصٓ﴾ (ص٦٩١)

یہ سورت مکی ہے' مقاتل نے کہا: سوائے آیت سجدہ کے کہ یہ مدنی ہے اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں۔ ''كٓهٰیٰعٓصٓ'' کے معنی کیا ہیں اس میں اختلاف ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا کہ ''ك'' کریم سے ''ہ'' ہادی سے اور ''ی'' حکیم سے اور ''ع'' علیم سے اور ''ص'' صادق سے۔ انہیں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے کہ وہ یہ دعا کرتے تھے ''یَا كٓهٰیٰعٓصٓ اِغْفِرْلِیْ'' قتادہ سے مروی ہے کہ قرآن کے اسماء میں سے ہے' ایک شخص نے محمد بن علی مرتضیٰ غالباً محمد بن حنفیہ سے اس کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کی تفسیر تم کو بتادوں تو تم پانی پر اس طرح چلو گے کہ قدم بھی پانی میں نہیں ڈوبے گا۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْصِرْ بِهِمْ وَاَسْمِعْ اَللّٰهُ یَقُوْلُهٗ وَهُمُ الْیَوْمَ لَایَسْمَعُوْنَ وَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ﴾ (آیت:٣٨) یَعْنِیْ قَوْلَهٗ ﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ﴾ (آیت:٣٨) اَلْكُفَّارُ یَوْمَئِذٍ اَسْمَعُ شَیْءٍ وَاَبْصَرُهٗ''..... اللہ عزوجل کے اس ارشاد کہ وہ کتنا دیکھیں گے' کتنا سنیں گے؟ کفار کے بارے میں ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کفار نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں کھلی گم راہی میں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا: ''اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ'' یہ کفار کے بارے میں ہے کہ وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے' آیت کریمہ کی صحیح ترتیب یہ ہے ''اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ'' شروع میں حضرت امام بخاری سے تسامح ہوگیا کہ ترتیب اُلٹ گئی ہے ﴿لَاَرْجُمَنَّكَ﴾ (آیت:٤٦) لَاَشْتِمَنَّكَ..... اے ابراہیم! ہم تم پر گالیوں کی بوچھاڑ کریں گے ﴿وَرِئْیًا﴾ (آیت:٧٤) مَنْظَرًا..... دیکھنے کی چیز' ''وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ ﴿تَؤُزُّهُمْ اَزًّا﴾ (آیت:٨٣) تُزْعِجُهُمْ اِلَى الْمَعَاصِیْ

Marfat.com

اِزْعَاجًا"..... اور ابن عیینہ نے کہا کہ "تَؤُزُّهُمْ اَزًّا" کے معنی یہ ہیں کہ شیطان ان کو گناہوں پر خوب ابھارتا ہے "وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اِدًّا﴾ (آیت:٨٩)عِوَجًا"..... کجی "قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وِرْدًا﴾ (آیت:٨٦)عِطَاشًا"..... پیاسے ﴿اَثَاثًا﴾ (آیت:٧٤)مَالًا..... یعنی مال ﴿اِدًّا﴾ (آیت:٨٩)قَوْلًا عَظِيْمًا..... بھاری بات ﴿رِكْزًا﴾ (آیت:٩٨)صَوْتًا..... آواز ﴿غَيًّا﴾ (آیت:٥٩) خُسْرَانًا ﴿بُكِيًّا﴾ (آیت:٥٨)جَمَاعَةُ بَاكٍ..... روتے ہوئے ﴿صِلِيًّا﴾ (آیت:٧٠) صَلِيَ يَصْلٰى..... بھننا ﴿نَدِيًّا﴾ (آیت:٧٣)وَالنَّادِيْ وَاحِدٌ مَّجْلِسًا..... بیٹھک "وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَلْيُمْدِدْ﴾ (مریم:٧٥) فَلْيَدْعُهُ"..... چاہیے کہ بلائے۔

بَابُ

[مریم:٣٩ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ (آیت:٣٩).

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ۔

(ص ١٩١)

٢٢٩٣- ح: [كَيْفَ يَكُوْنُ ذَبْحُ الْمَوْتِ]

موت کے ذبح کی تفصیل

٢٢٩٣- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ثُمَّ يُنَادِيْ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلَاءِ فِيْ غَفْلَةٍ اَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت:٣٩).

(مسلم۔ کتاب الجنۃ' ترمذی۔ کتاب التفسیر' دارمی۔ کتاب الرقاق' مسند احمد۔ ج ٢ ص ٣٧٧)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا' پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! تو وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے کہ منادی ان سے کہے گا: کیا تم لوگ اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! یہ موت ہے اور سب نے اسے دیکھ لیا ہوگا' اس کے بعد پھر منادی پکارے گا: اے جہنم والو! تو وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے۔ وہ کہے گا: اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! یہ موت ہے اور سب نے اسے دیکھ لیا ہوگا' پھر وہ ذبح کیا جائے گا۔ پھر منادی کہے گا: اے جنت والو! تم ہمیشہ رہنے والے ہو' تمہارے لیے موت نہیں اور اے جہنم والو! تم ہمیشہ رہنے والے ہو' تمہارے لیے موت نہیں' پھر پڑھا: انہیں حسرت کے دن سے ڈرایئے جب فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ لوگ غفلت میں ہیں' یہ غفلت میں رہنے والے دنیا دار ہیں' جو ایمان نہیں لائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے تمام گناہ گار مسلمان اور موحدین جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے اور جہنم میں وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے' اس وقت موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اس وقت جنتی اتنے خوش ہوں گے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ اگر کوئی خوشی سے مرتا تو اس وقت جنتی مرتے اور جہنمیوں کو اتنا غم ہوگا کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ اگر کوئی غم سے مرتا تو اس وقت جہنمی مرتے۔

حق یہ ہے کہ موت وزیست وجودی چیزیں ہیں۔ یہ آیت کریمہ "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ" (الملک:٢) سے ثابت ہے اور یہی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے' رہ گیا یہ دونوں عرض ہیں یا جوہر؟ عام رجحان یہی ہے کہ اعراض ہیں اور یہ حدیث جوہر ہونے پر قطعی نہیں' اعراض کو مجسم کرنا قدرت خداوندی سے کوئی بعید نہیں' ایک روایت میں ہے کہ موت کو پل صراط پر ذبح کیا جائے گا۔

Marfat.com

سُوْرَةُ طٰهٰ (ص ٦٩٢)

یہ سورۃ مکی ہے اور اس میں ایک سو چونتیس آیتیں ہیں۔

[طٰہٰ کا معنی]

''قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ وَّالضَّحَّاكُ بِالنَّبَطِيَّةِ ﴿طٰهٰ﴾ (آیت:١) يَا رَجُلُ''.....ابن جبیر نے کہا: نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی ہیں: اے شخص! ابن انباری نے کہا کہ قریش کی لغت میں بھی اس کے یہی معنی ہیں، یعنی یہ نبطی لفظ بھی ہے اور عربی خالص قریش کا لفظ بھی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید قریش کی لغت میں اتارا دوسری کسی زبان میں نہیں اتارا۔ اسی لیے قرآن مجید کے تمام الفاظ عربی اور خاص قریش کی لغت کے ہیں اور یہ جو مفسرین کہیں کہیں فرما دیتے ہیں کہ یہ لفظ حبشی ہے یا ہندی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ عربی کے علاوہ ان لغات میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور اسی معنی میں مستعمل ہے جس معنی میں عربی میں مستعمل ہے اور ایسا بہت ہے کہ ایک ہی لفظ دو مختلف زبانوں میں بولا جائے اور ہر لغت میں اس کا معنی ایک ہو جیسے برادر، پدر، مادر، یہ فارسی زبان کے بھی الفاظ ہیں اور انگریزی زبان کے بھی اور دونوں زبانوں میں معنی ایک ہی ہیں۔

''طٰہٰ'' کے معنی کچھ بھی ہوں، اس سے مراد بہر حال حضور اقدس ﷺ کے ہیں۔ اس پر دلیل بعد والی آیت ہے کہ فرمایا: ''مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ○'' اے محبوب! ہم نے یہ قرآن اس لیے تم پر نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو ○ ''يُقَالُ كُلُّ مَالَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ اَوْفِيْهِ تَمْتَمَةٌ اَوْفَاْفَاةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ''..... ''عقدة'' زبان کے ایسے عیب کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے کوئی حرف ادا نہ ہو، یا ہکلا کر، یا لکنت کے ساتھ ادا کرے۔

ایک دن فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیا تو انہوں نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر نوچ لی جس پر اس نے غصہ ہو کر انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا (کہ یہ وہی بچہ معلوم ہوتا ہے جو میری تباہی کا سبب بنے گا)۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا: یہ نا سمجھ بچہ ہے، تم نے کیسے فیصلہ کر لیا، یہ تو یاقوت اور انگارے کے درمیان بھی فرق نہیں کر سکتا، جی چاہے تو آزما لو۔ فرعون نے انگارہ اور یاقوت منگا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا جس سے زبان مبارک متاثر ہو گئی۔ جب منصب نبوت پر فائز ہوئے اور حکم ہوا کہ فرعون کے پاس جاؤ تو یہ دعا فرمائی: اے اللہ! میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان فرما، اور میری زبان کی بندش اتنی کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اس دعا کے بعد ایک حد تک زبان کی لکنت ختم ہو گئی مگر قدرے پھر بھی باقی رہی چونکہ دعا میں تحدید تھی کہ اتنی بندش کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، اگر ''يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ'' نہ فرماتے تو بالکلیہ لکنت دور ہو جاتی، چونکہ تبلیغ کے لیے سوال تھا اس لیے بقصد ضرورت مانگا۔ محبوبانِ خدا بوقت ضرورت اللہ سے کچھ مانگتے ہیں تو بہ قدر ضرورت مانگتے ہیں ﴿اَزْرِيْ﴾ (آیت:٣١) ظَهْرِيْ..... میری پیٹھ ﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ (آیت:٦١) يُهْلِكَكُمْ..... پس تم کو ہلاک کر دے گا ﴿اَلْمُثْلٰى﴾ (آیت:٦٣) تَاْنِيْثُ الْاَمْثَلِ يَقُوْلُ بِدِيْنِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْاَمْثَلَ..... ''مُثْلٰى''، ''امثل'' کی مونث ہے اس کے معنی افضل کے ہیں، ارشاد ہے: ''وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى'' (طٰہٰ:٦٣) یہ دونوں تمہارا اچھا دین لے جائیں۔ امام بخاری نے فرمایا کہ طریقہ سے مراد دین ہے ﴿ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا﴾ (آیت:٦٤) يُقَالُ هَلْ اَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ..... پھر تم صف لگانے کی جگہ آؤ، بولتے ہیں: کیا تم آج صف میں آئے؟ یعنی اس جگہ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے ﴿فَاَوْجَسَ﴾ (آیت ٦٧) اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيْفَةً﴾ (آیت:٦٧) لِكَسْرَةِ الْخَاءِ..... اپنے جی میں خوف پایا، ''خِيْفَةً'' میں واو یاء سے بدل گیا خاء کے کسرہ کی وجہ سے ﴿فِيْ جُذُوْعِ﴾ (آیت:٧١) اَيْ عَلٰى جُذُوْعِ..... کھجور کے تنوں پر، افادہ فرمایا کہ ''فی'' معنی میں

Marfat.com

''علیٰ'' کے ہے ﴿خَطْبُكَ﴾ (آیت:۹۵) بَالُكَ..... تیرا حال ﴿مِسَاسَ﴾ (آیت:۹۷) مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا..... یہ باب مفاعلت کا مصدر ہے ﴿لَنَنْسِفَنَّهُ﴾ (آیت:۹۷) لَنَذْرِيَنَّهُ..... ہم اس کو ریزہ ریزہ کردیں گے ﴿قَاعًا﴾ (آیت:۱۰٦) يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْاَرْضِ..... ''قاع'' کشیبی زمین جس پر پانی چڑھ جائے ''صفصف'' برابر زمین ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ﴾ (آیت:۸۷) اَلْحُلِيُّ الَّذِيْ اسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ''..... مجاہد نے کہا: ''زینت قوم'' سے مراد وہ زیور ہیں جو ان لوگوں نے فرعونیوں سے بطور مستعار لیے تھے ﴿فَقَذَفْنَاهَا﴾ (آیت:۸۷) فَاَلْقَيْنَاهَا..... میں نے اس کو پھینک دیا ﴿اَلْقٰى﴾ (آیت:۸۷) صَنَعَ..... یہاں ''القٰی'' کے معنی ہیں: بنایا ﴿فَنَسِيَ﴾ (آیت:۸۸) مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهُ اَخْطَاَ الرَّبَّ..... تو موسیٰ بھول گئے یعنی وہ کہتے تھے کہ موسیٰ نے رب کو پہچاننے میں خطا کی۔ مطلب یہ ہے کہ سامری وغیرہ کہتے تھے کہ ہمارا رب یہ بچھڑا یہاں موجود ہے اور حضرت موسیٰ طور پر گئے ہیں' یہ ان کی خطاء ہے ﴿لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ (آیت:۸۹) اَلْعِجْلُ..... بچھڑا ان کی بات کا جواب نہیں دیتا' قصہ یہ ہوا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو سامری نے بنی اسرائیل کے پاس جتنے زیور تھے سب کو جمع کر کے ایک بچھڑا بنایا اور اس کے منہ میں وہ خاک ڈالی جو حضرت جبریل علیہ السلام کی سواری کے قدم تلے کی تھی' اس نے لے لی تھی جس سے وہ بچھڑا بولنے لگا۔ دریائے قلزم میں حضرت جبریل امین علیہ السلام فرعون کے آگے آگے چل رہے تھے۔ جہاں ان کی سواری کا قدم پڑتا وہاں سبزہ اگ آتا۔ سامری نے ایک مٹھی یہ خاک لے لی تھی۔ اسی کو بچھڑے کے منہ میں ڈالا جس کے اثر سے وہ بچھڑے کی طرح آواز نکالنے لگا ﴿هَمْسًا﴾ (آیت:۱۰۸) حِسُّ الْاَقْدَامِ..... قدم کی آہٹ ﴿حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى﴾ (آیت:۱۲٤) عَنْ حُجَّتِيْ..... تو نے مجھے اندھا اٹھایا' یعنی میں دلیل نہیں دیکھ سکا ﴿وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا﴾ (آیت:۱۲۵) فِي الدُّنْيَا..... حالانکہ میں دنیا میں بینا تھا ''وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اَمْثَلُهُمْ﴾ (آیت:۱۰٤) اَعْدَلُهُمْ''..... ان میں سب سے عمدہ ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَضْمًا﴾ (آیت:۱۱۲) لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ''..... اس پر ظلم نہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں ضائع کر دی جائیں ﴿عِوَجًا﴾ (آیت:۱۰۷) وَادِيًا..... نالہ ﴿اَمْتًا﴾ (آیت:۱۰۷) رَابِيَةً..... ٹیلہ ﴿سِيْرَتَهَا﴾ (آیت:۲۱) حَالَتَهَا ﴿الْاُوْلٰى﴾ (آیت:۲۱)..... اس کی پہلی حالت پر ﴿اَلنُّهٰى﴾ (آیت:٥٤) اَلتُّقٰى..... پرہیزگار ﴿ضَنْكًا﴾ (آیت:۱۲٤) اَلشَّقَاءُ..... بدبختی ''شَقِيَ''..... بدبخت ہوا ﴿اَلْمُقَدَّسِ﴾ (آیت:۱۲) اَلْمُبَارَكِ..... برکت والی ﴿طُوًى﴾ (آیت:۱۲)..... وادی کا نام ہے ''اِسْمُ الْوَادِيْ ﴿بِمِلْكِنَا﴾ (آیت:۸۷) بِاَمْرِنَا''..... ہمارے حکم سے ﴿مَكَانًا سُوًى﴾ (آیت:٥۸) مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ..... ان کے درمیان بیچ میں ہو ﴿يَبَسًا﴾ (آیت:۷۷) يَابِسًا..... خشک زمین ﴿عَلٰى قَدَرٍ﴾ (آیت:٤۰) مَوْعِدٍ..... وعدہ پر ﴿لَاتَنِيَا﴾ (آیت:٤۲) لَا تَضْعُفَا..... کمزور نہ پڑو۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ (ص ۳۹۳)

یہ سورۂ مکی ہے اس میں ایک سو بارہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿جُذَاذًا﴾ (آیت:٥۸) قَطَّعَهُنَّ''..... انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ''جُذَاذًا''، ''جدید'' کی جمع ہے' جیسے ''خفیف'' کی جمع ''خُفَافٌ'' ہے ''وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فِيْ فَلَكٍ﴾ (آیت:۳۳) مِثْلِ فَلَكَةِ الْمِغْزَلِ''..... ارشاد ہے: ..... ﴿كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ﴾ (آیت:۳۳)..... چاند' سورج' ستارے سب ایک گھیرے میں پھر رہے ہیں' اس آیت میں ''فلك'' کی تفسیر میں امام حسن بصری نے فرمایا کہ وہ ایک گھیرے میں جو چرخی کے دھرنے کے مثل ہے گھوم رہے ہیں ''يَسْبَحُوْنَ'' کے معنی ''يَدُوْرُوْنَ''..... (گھومتے ہیں) تفسیر مدارک میں ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ''فلك'' سے مراد موج مکفوف ہے جو آسمان کے نیچے ہے' جس میں

Marfat.com

چاند سورج اور ستارے چلتے ہیں' یہی راجح ہے جس کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے' جس کی پوری بحث ہماری کتاب ''اسلام اور چاند کے سفر'' میں مذکور ہے ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نَفَشَتْ﴾ (آیت:٧٨)رَعَتْ لَيْلًا''.....رات کے وقت چرلیا ﴿يُصْحَبُوْنَ﴾ (آیت:٤٣)يُمْنَعُوْنَ.....روکے جائیں گے ﴿اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾(آیت:٩٢)قَالَ دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَّاحِدٌ.....تم سب کا دین ایک ہے' یعنی اس آیت میں امت سے مراد دین ہے ''وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصَبُ﴾ (آیت:٩٨)حَطَبٌ بِالْحَبَشِيَّةِ''.....حبشی لفظ ہے ایندھن کے معنی میں ''وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿اَحَسُّوْا﴾ (آیت:١٢)تَوَقَّعُوْهُ مِنْ اَحْسَسْتُ''.....اور دوسرے نے کہا کہ ''اَحَسُّوْ'' کے معنی ہیں: جب ان کو عذاب کا اندیشہ ہوا' یہ ''اَحْسَسْتُ'' کا واحد مذکر غائب ہے ''احساس'' سے' مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے محسوس کرلیا کہ رب کا عذاب آ کر رہے گا تو بستی سے نکل کر بھاگنے لگے ﴿خَامِدِيْنَ﴾ (آیت:١٥)هَامِدِيْنَ..... بجھے ہوئے ﴿حَصِيْدٌ﴾ (ھود:١٠٠) مُسْتَاْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ.....جڑ سے کٹا ہوا ''حَصِيْدٌ'' واحد تثنیہ جمع سب کے لیے آتا ہے ﴿لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ (آیت:١٩)لَا يَعْيُوْنَ وَمِنْهُ ﴿حَسِيْرٌ﴾ (الملک:٤)وَحَسَرْتُ بَعِيْرِيْ.....وہ اکتاتے نہیں ''حَسِيْرٌ'' بہ معنی تھکا ہوا اور ''حَسَرْتُ بَعِيْرِيْ'' میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا اسی سے ہے ﴿عَمِيْقٍ﴾ (الحج:٢٧)بَعِيْدٌ..... ''عمیق'' کے معنی دور کے ہیں ﴿نُكِسُوْا﴾ (آیت:٦٥)رُدُّوْا.....اوندھے ڈالے جائیں گے ﴿صَنْعَةَ لَبُوْسٍ﴾ (آیت:٨٠) اَلدُّرُوْعُ.....زرہوں کا بنانا ﴿تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ﴾ (آیت:٩٣) اِخْتَلَفُوْا..... اپنے معاملے میں اختلاف کیا ''اَلْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ''.....ان سب کے معانی ہلکی آواز کے ہیں ﴿اٰذَنَّاكَ﴾ (فصلت:٤٧) اَعْلَمْنَاكَ ﴿اٰذَنْتُكُمْ﴾ (آیت:١٠٩)اِذَا اَعْلَمْتَهُ فَاَنْتَ وَهُوَ ﴿عَلٰى سَوَاءٍ﴾ (آیت:١٠٩)لَمْ تَغْدِرْ.....''اٰذَنَّا'' کے معنی ہیں: ہم نے تم کو بتادیا' کہتے ہیں: ''اٰذَنْتُكَ'' میں نے تجھے جتادیا اب کوئی عذر نہیں سنا جائے گا ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ﴾ (آیت:١٣)تُفْهَمُوْنَ''.....شاید تم سمجھ جاؤ ﴿اِرْتَضٰى﴾ (آیت:٢٨) رَضِيَ .....راضی ہونا ﴿اَلتَّمَاثِيْلُ﴾ (آیت:٥٢)اَلْاَصْنَامُ..... بت ﴿اَلسِّجِلِّ﴾ (آیت:١٠٤)اَلصَّحِيْفَةِ..... دفتر (رجسٹر)۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ (ص ٦٩٣)

یہ مدنی سورت ہے اور کچھ لوگوں نے کہا: اس میں کچھ آیتیں مکی بھی ہیں' اس میں اٹھہتر آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اَلْمُخْبِتِيْنَ﴾ (آیت:٣٤) اَلْمُطْمَئِنِّيْنَ''.....اللہ پر بھروسہ کرنے والے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ (آیت:٥٢)اِذَا حَدَّثَ اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهٖ وَيُقَالُ اُمْنِيَّتُهٗ قِرَاءَتُهٗ ﴿اِلَّا اَمَانِيَّ﴾ (البقرہ:٧٨)يَقْرَءُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ''.....اور ابن عباس نے کہا: اس کے پڑھنے میں' یعنی جب وہ کچھ بیان کرتے ہیں تو شیطان ان کے بیان میں کچھ ملا دیتا ہے' پھر اللہ اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو محکم کرتا ہے اور کہا جاتا ہے ''اُمْنِيَّتُهٗ'' اس کی قراءت ''اَلْاَمَانِيُّ'' وہ لوگ جو پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَشِيْدٍ﴾ (آیت:٤٥)بِالْقِصَّةِ''.....چونے سے پختہ کی ہوئی ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ (آیت:٧٢)يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ''.....حد سے آگے بڑھتے ہیں ''سَطْوَة'' سے مشتق ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی پکڑنے کے ہیں ﴿وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ (آیت:٢٤)اُلْهِمُوْا.....اچھی بات ان کے دل میں ڈالی گئی ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِسَبَبٍ﴾ (آیت:١٥)بِحَبْلٍ اِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ''.....گھر کی چھت تک لٹکی ہوئی رسی کے ذریعہ ﴿تَذْهَلُ﴾ (آیت:٢) تَشْغَلُ.....بھول جائے گی۔

بَابٌ

[الحج: ١١-١٢ کی تفسیر]

Marfat.com

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾ (آیت:۱۱-۲۱). ﴿اَتْرَفْنَاهُمْ﴾ (المؤمنون:۳۳) وَسَّعْنَاهُمْ. (ص ۶۹۴)

(اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان:) کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں شک کے ساتھ' اگر اسے بھلائی پہنچے تو مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر اسے کوئی فتنہ پہنچے تو اپنے منہ کے بل پلٹ جاتے ہیں' دنیا اور آخرت میں وہ خاسر ہوئے لغایۃ' یہی بڑی گم راہی ہے ''اَتْرَفْنَاهُمْ'' یعنی ہم نے ان کو کشائش دی۔

٢٢٩٤-ح: [اِنْ وَّلَدَتْ اِمْرَاَةُ الْمُسْتَسْلِمِ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ]

نومسلم کی بیوی اگر لڑکا جنتی تو کہتا: یہ دین اچھا ہے

٢٢٩٤- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَاِنْ وَّلَدَتِ امْرَاَتُهٗ غُلَامًا وَّنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَّاِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَاَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آیۂ کریمہ ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ'' کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک شخص مدینہ آتا (ایمان قبول کرتا) اگر اس کی عورت کے لڑکا پیدا ہوتا اور اس کی گھوڑی کے بچہ پیدا ہوتا تو کہتا: یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کی عورت کے بچہ نہیں پیدا ہوتا اور اس کی گھوڑی کے بچہ نہ ہوتا تو کہتا یہ دین برا ہے۔

جعفر کی روایت میں ہے کہ اگر قحط سالی کا سال پاتے اور بُری اولاد ہوتی تو کہتے: اس دین میں خیر نہیں۔ اور عوفی کی روایت میں ہے کہ اگر اسے مدینہ کی بیماری ہو جاتی اور اس کی عورت کے لڑکی پیدا ہوتی تو اس کے پاس شیطان آتا اور کہتا: بخدا! اس دین میں شر ہی ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ (ص ۶۹۴)

یہ سورت مکی ہے' اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں ہیں۔

''قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿سَبْعَ طَرَآئِقَ﴾ (آیت:۱۷) سَبْعَ سَمٰوٰتٍ''..... اور ابن عیینہ نے کہا کہ ''طرائق'' سے مراد آسمان ہیں ﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ (آیت:۶۱) سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ..... پہلے سے ان کے لیے سعادت مقدر ہو چکی ﴿قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (آیت:۶۰) خَائِفِيْنَ..... ان کے دل لرز رہے ہیں ڈر رہے ہیں ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ (آیت:۳۶) بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ''..... ''هَيْهَاتَ'' کے معنی دور کے ہیں ﴿فَاسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ﴾ (آیت:۱۱۳) اَلْمَلَائِكَةَ..... تو گننے والوں سے پوچھو' یعنی فرشتوں سے' اس سے مراد یا تو حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں یا حساب کرنے والے ﴿لَنَاكِبُوْنَ﴾ (آیت:۷۴) لَعَادِلُوْنَ..... راستے سے ہٹ جانے والے ﴿كَالِحُوْنَ﴾ (آیت:۱۰۴) عَابِسُوْنَ..... منہ بگاڑنے والے ﴿مِنْ سُلَالَةٍ﴾ (آیت:۱۲) اَلْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ..... ''سلالۃ'' سے مراد لڑکا ہے اور نطفہ بھی سلالہ ہے ''سلالہ'' کے معنی خلاصہ' کسی چیز کا عمدہ نچوڑ ''وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ''..... دونوں کے معنی ایک ہیں: پاگل پن ''وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ''..... ''غثاء'' کے معنی جھاگ اور جو پانی کے اوپر ہو اور ہر وہ چیز جو قابل نفع نہ ہو۔

Marfat.com

سُوْرَةُ النُّوْرِ (ص ٦٩٤)

یہ سورت مدنی ہے اس میں چونسٹھ آیتیں ہیں۔

﴿مِنْ خِلٰلِهٖ﴾ (آیت:٤٣) مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ..... بارش بادلوں کی تہوں سے نکلتی ہے ﴿سَنَا بَرْقِهٖ﴾ (آیت:٤٣) اَلضِّيَاءُ..... بجلی کی چمک ﴿مُذْعِنِيْنَ﴾ (آیت:٤٩) يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِيْ مُذْعِنٌ..... ''مذعنین'' کے معنی: عاجزی کرنے والے یہ ''مُذْعِنٌ'' کی جمع ہے ﴿اَشْتَاتًا﴾ (آیت:٦١) وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَّاحِدٌ..... ان سب کے معنی ہیں مختلف ''وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ اَلثُّمَالِيُّ اَلْمِشْكٰوةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ''..... سعد بن عیاض ثمالی نے کہا: ''مشکوۃ'' حبشی لفظ ہے اس کے معنی طاق کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا﴾ (آیت:١) بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّيَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِاَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِّنَ الْاُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْاٰنًا.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَا'' کے معنی ہیں: ہم نے اس کو بیان کیا اور ان کے غیر نے کہا: قرآن کا نام قرآن اس لیے رکھا گیا کہ اس میں چند سورتیں جمع ہیں اور سورت کو سورت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہے جب بعض بعض سے ملا دی گئیں تو مجموعہ کا نام قرآن رکھا گیا۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ (القیامۃ:١٧) تَاْلِيْفَ بَعْضِهٖ اِلٰى بَعْضٍ ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ (القیامۃ:١٨) فَاِذَا جَمَعْنَاهُ وَاَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ اَيْ مَا جُمِعَ فِيْهِ فَاعْمَلْ بِمَا اَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ اَيْ تَاْلِيْفٌ وَّسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِاَنَّهٗ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْاَةِ مَا قَرَاَتْ بِسَلًا قَطُّ اَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہمارے ذمے اس کا جمع فرمانا اور اس کو ایک دوسرے سے ملانا ہے تو جب ہم اسے ملا چکیں تو جو ملایا جا چکا ہے اس کی اتباع کرو اللہ نے جس کا حکم دیا ہے اسے کرو اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہو اور کہا جاتا ہے: اس کے شعر میں قرآن نہیں یعنی تالیف نہیں اور اس کا نام فرقان رکھا گیا اس لیے کہ وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ عورت سے کہا جاتا ہے: ''مَا قَرَاَتْ بِسَلًا قَطُّ'' یعنی اس کے پیٹ میں لڑکا جمع نہیں ہوا۔

''وَقَالَ ﴿فَرَضْنٰهَا﴾ (آیت:١) اَنْزَلْنَا فِيْهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَاَ ﴿فَرَضْنٰهَا﴾ يَقُوْلُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ بَعْدَكُمْ''..... اور کہا: ''فَرَضْنٰهَا'' کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اس میں مختلف فرائض نازل فرمائے اور جس نے ''فَرَضْنٰهَا'' پڑھا وہ کہتا ہے: ہم نے تم پر اور تمہارے بعد والوں پر فرض فرمایا ''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا﴾ (آیت:٣١) لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ''..... اور وہ چھوٹے بچے جو واقف نہیں کیونکہ وہ ابھی بہت کم عمر ہیں۔

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ (آیت:٣١). (ص ٧٠٠)

[النور:٣١ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔

٢٢٩٥ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں

Marfat.com

يُخْمِرْنَ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ پر جب اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالیں' تو انہوں نے تہبند پھاڑ کر اس کا نقاب بنایا۔

اس کے بعد کی حدیث جو بہ طریق صفیہ بنت شیبہ ہے اس میں یہ ہے کہ کناروں کی جانب سے اپنے تہبند کو انہوں نے پھاڑا تھا۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ (ص ۷۰۰)

یہ سورت مکی ہے البتہ دو آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک ''والذین لا یدعون مع اللہ الھا اٰخر'' الآیۃ۔ دوسرے ''الا من تاب واٰمن و عمل عملًا صالحا'' الآیۃ۔ اس میں ستتر آیتیں ہیں۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَاءً مَّنْثُوْرًا﴾ (آیت:۲۳) مَاتَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ''..... باریک گرد و غبار جو ہوا کے ساتھ اڑتا ہے ﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ (آیت:٤٥) مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ..... سایہ پھیلایا' اس سے مراد طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے ﴿سَاكِنًا﴾ (آیت:٤٥) دَائِمًا ﴿عَلَيْهِ﴾ ..... جو اس پر ہمیشہ رہتا ہے ﴿دَلِيْلًا﴾ (آیت:٤٥) طُلُوْعُ الشَّمْسِ..... سورج کا نکلنا ﴿خِلْفَةً﴾ (آیت:٦٢) مَنْ فَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ عَمَلٌ اَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ اَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ اَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ..... بدل یعنی جو کام رات کو رہ جائے وہ دن میں کیا جائے اور جو دن میں رہ جائے اسے رات میں کیا جائے ''وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا﴾ (آیت:٧٤) فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ اَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ اَنْ يَّرٰى حَبِيْبَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ''..... ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے ایسے افراد عطا کر جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو یعنی ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو اللہ کی اطاعت کریں' مومن کی آنکھوں کو اس سے زیادہ کوئی چیز ٹھنڈی کرنے والی نہیں کہ اپنے محبوب کو اللہ کی اطاعت میں دیکھے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُبُوْرًا﴾ (آیت:۱۳) وَيْلًا وَقَالَ غَيْرُهُ اَلسَّعِيْرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيْدُ''..... ''سعیر'' کے معنی بھڑکنے والا' یہ مذکر ہے ''تسعر'' اور ''اضطرام'' کے معنی سخت بھڑکنا ہے ﴿تُمْلٰى عَلَيْهِ﴾ (آیت:٥) تُقْرَاُ عَلَيْهِ مِنْ اَمْلَيْتُ وَاَمْلَلْتُ..... اس پر پڑھی جائے یہ ''اَمْلَيْتُ'' اور ''اَمْلَلْتُ'' سے ہے ''تُمْلٰى اَمْلَيْتُ'' کا واحد مؤنث حاضر مضارع مجہول ہے' ''اَمْلَلْتُ'' اسی کے ہم معنی ہے۔ یہ مراد نہیں کہ ''تُمْلٰى'' بھی ''اَمْلَلْتُ'' سے بنا ہے ﴿الرَّسِّ﴾ (آیت:۳۸) اَلْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ..... کان' اس کی جمع ''رساس'' ہے ﴿مَايَعْبَاُ﴾ (آیت:۷۷) يُقَالُ مَا عَبَاْتُ بِهٖ شَيْئًا لَّا يُعْتَدُّ بِهٖ..... جس کی کچھ قدر نہیں ﴿غَرَامًا﴾ (آیت:٦٥) هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَعَتَوْا﴾ (آیت:۲۱) طَغَوْا..... انہوں نے سرکشی کی ''وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ (الحاقۃ:٦) عَتَتْ عَنِ الْخُزَّانِ''..... اور ابن عیینہ نے کہا: ''عاتیۃ'' وہ ہوا جو خازنوں کے قابو سے باہر ہو گئی' تیز آندھی۔

بَابُ

[الفرقان: ۳۴ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا۝﴾ (آیت: ۳٤) (ص ۷۰۰)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: وہ لوگ جو منہ کے بل جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے ان کا ٹھکانہ سب سے برا اور سب سے زیادہ گم راہ ہیں۝

٢٣٩٦- حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کافر قیامت کے دن منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا؟ فرمایا: کیا جس ذات نے اس کو دنیا میں دو

Marfat.com

الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يَّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا. (بخاری۔کتاب الرقاق۔باب: کیف الحشر ص۹۶۶، مسلم۔کتاب التوبۃ، نسائی۔کتاب التفسیر)

پاؤں پر چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے، قتادہ نے کہا: ہاں! ضرور ہمارے رب کی عزت کی قسم! (یعنی وہ ضرور اس پر قادر ہے)۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ (ص ۷۰۲)

یہ سورت مکی ہے، اس میں دوسو ستائیس آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَعْبَثُوْنَ﴾ (آیت:۱۲۸) تَبْنُوْنَ''..... بناتے ہو ﴿هَضِيْمٌ﴾ (آیت:۱۴۸) يَتَفَتَّتُ اِذَا مُسَّ..... چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے ''مُسَحَّرِيْنَ اَلْمَسْحُوْرِيْنَ''..... جن پر جادو کر دیا گیا ہو ﴿لَيْكَةُ﴾ (آیت:۱۸۶) وَالْاَيْكَةُ جَمْعُ اَيْكَةٍ وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ..... درختوں کا جھنڈ، جنگل ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ (آیت:۱۸۹) اِظْلَالُ الْعَذَابِ اِيَّاهُمْ..... جس دن ان پر عذاب کا سایہ ہوگا ﴿مَوْزُوْنٍ﴾ (الحجر:۱۹) مَعْلُوْمٍ ﴿كَالطَّوْدِ﴾ (آیت:۶۳) اَلْجَبَلِ..... پہاڑ کی مثل ﴿لَشِرْذِمَةٌ﴾ (آیت:۵۴) طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ..... چھوٹا گروہ ﴿فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ (آیت:۲۱۹) اَلْمُصَلِّيْنَ..... نماز پڑھنے والوں میں ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ (آیت:۱۲۹) كَاَنَّكُمْ''..... جیسے تم اس میں ہمیشہ رہو گے ''اَلرِّيْعُ الْاِيْفَاعُ مِنَ الْاَرْضِ وَجَمْعُهٗ رِيْعَةٌ وَّاَرْيَاعٌ وَّاَحِدُ الرِّيْعَةِ..... ٹیلہ ﴿مَصَانِعَ﴾ (آیت:۱۲۹) كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ''..... محل ﴿فَرِهِيْنَ﴾ (آیت:۱۴۹) مَرِحِيْنَ ﴿فَارِهِيْنَ﴾ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ ﴿فَارِهِيْنَ﴾ حَاذِقِيْنَ..... ''فرھین'' کے معنی: اتراتے ہوئے، اور کچھ لوگوں نے کہا: ''فارھین'' کے معنی ماہرین کے ہیں ﴿تَعْثَوْا﴾ (آیت:۱۸۳) اَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثَ يَعِيْثُ عَيْثًا..... بہت فساد مچاتے ہو ''عیث'' کے معنی: سخت فساد مچانا، یہ افادہ فرمایا کہ ''عَاثَ''، معتل العین ''عَثِیَ''، معتل اللام ہم معنی ہیں، یہ مراد نہیں کہ ''تَعْثَوا عَاثَ'' سے مشتق ہے ﴿الْجِبِلَّةَ﴾ (آیت:۱۸۴) اَلْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبِلًا وَّجِبِلًا وَّجَبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ..... سرشت، مخلوق ''جُبل'' کے معنی خلق کے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ (ص ۷۰۲)

یہ مکی ہے، اس میں ترانوے آیتیں ہیں۔

﴿الْخَبْءَ﴾ (آیت:۲۵) مَا خَبَأْتَ..... جس کو تو چھپائے ﴿لَا قِبَلَ﴾ (آیت:۳۷) لَا طَاقَةَ..... انہیں طاقت نہیں ﴿الصَّرْحَ﴾ (آیت:۴۴) كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ..... وہ گارا جو شیشہ ملا کر تیار کیا گیا ہو، اور محل، اس کی جمع ''صروح'' ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ﴾ (آیت:۲۳) سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ''..... بھاری تخت، اچھی کاریگری کا، بیش قیمت ﴿مُسْلِمِيْنَ﴾ (آیت:۳۸) طَائِعِيْنَ..... تابع دار ہو کر ﴿رَدِفَ﴾ (آیت:۷۲) اِقْتَرَبَ..... قریب ہوا ﴿جَامِدَةً﴾ (آیت:۸۸) قَائِمَةً..... ٹھہرا ہوا ﴿اَوْزِعْنِيْ﴾ (آیت:۱۹) اِجْعَلْنِيْ..... مجھ کو بنا دے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَكِّرُوْا﴾ (آیت:۴۱) غَيِّرُوْا''..... بدل ڈالو ﴿وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ﴾ (آیت:۴۲) يَقُوْلُهٗ سُلَيْمَانُ..... سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھے پہلے ہی سے علم دیا گیا ''اَلصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيْرَ اَلْبَسَهَا اِيَّاهُ''..... ''صرح'' کے معنی: پانی کا حوض جس پر سلیمان علیہ السلام نے شیشہ چڑھا دیا تھا۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ (ص ۷۰۲)

یہ سورت مکی ہے، اور اس میں اٹھاسی آیتیں ہیں۔

يُقَالُ ﴿اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ (آیت:۸۸) اِلَّا مُلْكَهٗ وَيُقَالُ اِلَّا مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ..... یعنی اس کا ملک اور بعض لوگوں نے کہا: وہ

Marfat.com

جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ﴾ (آیت:٦٦)اَلْحُجَجُ''.....ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی یعنی دلیلیں ''انباء'' سے مراد دلیلیں ہیں ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اُولِى الْقُوَّةِ﴾ (آیت:٧٦)لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ''.....قارون کے خزانوں کی کنجیاں طاقتور مردوں کی ایک جماعت اٹھا نہیں پاتی تھی ﴿لَتَنُوْءُ﴾ (آیت:٧٦)لَتُثْقِلُ..... بھاری پڑتی تھیں ﴿فَارِغًا﴾ (آیت:١٠) اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد کے علاوہ ان کی والدہ کے دل میں اور کوئی خیال نہیں رہتا ﴿اَلْفَرِحِيْنَ﴾ (آیت:٧٦)اَلْمَرِحِيْنَ..... اتراتے ہوئے ﴿قُصِّيْهِ﴾ (آیت:١١)اِتَّبِعِيْ اَثَرَهٗ وَقَدْ يَكُوْنُ اَنْ يَّقُصَّ الْكَلَامَ..... اس کے نشانِ قدم کا پیچھا کرو اور کبھی بات کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ (یوسف:٣) ﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ (آیت:١١)عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَّاحِدٌ وَعَنِ اجْتِنَابٍ اَيْضًا..... دور سے ﴿يَبْطِشَ﴾ (آیت:١٩)وَيَبْطُشُ ﴿يَاْتَمِرُوْنَ﴾ (آیت:٢٠)يَتَشَاوَرُوْنَ.....آپس میں مشورہ کرتے تھے ''اَلْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّيْ وَاحِدٌ''..... ان سب کا معنی ایک ہے: حد سے آگے بڑھنا ﴿اٰنَسَ﴾ (آیت:٢٩)اَبْصَرَ..... دیکھا ''اَلْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَّالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ''..... دبیز آگ کا انگارہ جس میں لپٹ نہ ہو شہاب اس انگارہ کو کہتے ہیں جس میں لپٹ ہو ''وَالْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ اَلْجَانُّ وَالْاَفَاعِيْ وَالْاَسَاوِدُ''..... قسم قسم کے سانپ ﴿رِدْاً﴾ مُعِيْنًا..... مددگار..... قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَدِّقُنِيْ﴾ (آیت:٣٤)..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو میری تصدیق کرے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿سَنَشُدُّ﴾ (آیت:٣٥)سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهٗ عَضُدًا''.....ہم تجھے قوت دیں گے جب تو کسی کی مدد کرے تو اس کے لیے بازو ہو گیا ﴿مَقْبُوْحِيْنَ﴾ (آیت:٤٢)مُهْلَكِيْنَ..... ہلاک کیے ہوئے ﴿وَصَّلْنَا﴾ (آیت:٥١)بَيَّنَّاهُ وَاَتْمَمْنَاهُ.....ہم نے اس کو بیان کر دیا اور پورا کر دیا ﴿يُجْبٰى﴾ (آیت:٥٧) يُجْلَبُ..... نفع حاصل کرتا ہے ﴿بَطِرَتْ﴾ (آیت:٥٨)اَشِرَتْ.....اترا گیا ﴿فِيْ اُمِّهَا رَسُوْلًا﴾ (آیت:٥٩).....اس کی مرکزی بستی میں رسول بھیجتے ہیں ''اُمُّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا''..... ''اُمّ القرٰی'' مکہ اور اس کے اردگرد کو کہتے ہیں ﴿تُكِنُّ﴾ (آیت:٦٩)تُخْفِيْ اَكْنَنْتُ الشَّيْءَ اَخْفَيْتُهٗ وَكَنَنْتُهٗ اَخْفَيْتُهٗ وَاَظْهَرْتُهٗ..... ''تُكِنُّ'' کے معنی تو چھپاتا ہے ''اَكْنَنْتُ الشَّيْءَ'' کے معنی ہیں: میں نے اس کو چھپایا' یہ ''اَضْدَادٌ'' میں سے ہے' اس کے معنی چھپانے کے بھی ہیں اور ظاہر کرنے کے بھی ہیں ﴿وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ﴾ (آیت:٨٢)مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ..... ''وَيْكَ''، ''اَلَمْ تَرَ'' کے معنی میں ہے' یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس پر چاہتا ہے رزق وسیع کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

بَابُ [القصص:٨٥ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ﴾ (آیت:٨٥)الْاٰيَةَ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا۔

٢٢٩٧ - عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ﴾ (آیت:٨٥) قَالَ اِلٰى مَكَّةَ. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''لرادك الٰی معاد'' سے مراد یہ ہے کہ تم کو پھر مکہ لوٹائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ بحکم الٰہی مکہ معظمہ سے ہجرت کر رہے ہیں مگر ایک دن آئے گا کہ آپ پھر مکہ معظمہ پلٹ آئیں گے۔ اس سے مراد یا تو عمرۃ القضاء میں واپسی ہے یا فتح مکہ کے دن۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر واپسی عارضی تھی وہاں کفار کا تسلط تھا۔ تین یوم سے زیادہ نہیں رک پائے مگر فتح مکہ کے موقع پر واپسی حاکمانہ تھی۔ مکہ زیر نگیں تھا' مطیع

Marfat.com

تھا' حضور اقدس ﷺ کا حکم وہاں نافذ تھا۔ چاہتے تو وہاں مستقل بود و باش اختیار فرما لیتے' مگر اپنے اختیار سے مکہ معظمہ میں سکونت اختیار نہیں فرمائی۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ (ص ۷۰۳)

یہ سورت مکی ہے' اس میں انہتر آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ (آیت:۳۸) ضَلَلَةً''..... انہیں گم راہی سوجھتی ہے ﴿وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾ (آیت: ۱۱) عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلْيَمِيْزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهٖ ﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ﴾ (الانفال:۷۳)..... یہاں علم سے مراد تمیز پیدا کرنا' علیحدہ کر دینا ہے' جیسا کہ آیت کریمہ ''تا کہ اللہ خبیث کو طیب سے جدا کر دے'' ﴿اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ﴾ (آیت:۱۳) اَوْزَارًا مَّعَ اَوْزَارِهِمْ..... بوجھ پر بوجھ۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ ﴿الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ (ص ۷۰۳)

یہ سورت مکی ہے' اس میں ساٹھ آیتیں ہیں' روم دو ہیں' ایک روم بن نطی بن لونان بن یافث اور دوسرا روم بن عیص بن اسحاق علیہ السلام۔ یہاں اس کے ملک کے باشندے مراد ہیں۔ روم بن عیص کے نام پر ان تمام مقبوضات کا نام پڑ گیا جو اس کے حدود سلطنت میں تھے۔

[بعثت کے وقت روم و ایران کی خون ریز جنگ]

حضور اقدس ﷺ کی بعثت کے وقت روم اور ایران میں بڑی خون ریز جنگ چھڑ گئی تھی۔ ایرانی سپہ سالار رستم نے رومیوں کے ایشیاء کوچک کے تمام مقبوضات کو فتح کر کے رومی بادشاہ ہرقل کو سمندر پار دھکیل دیا تھا۔ رومیوں نے انتہائی ذلت کے ساتھ صلح کی پیش کش کی' لیکن مغرور ایرانی شہنشاہ خسرو نے ٹھکرا دیا' اور یہ کہا: مجھے یہ سب نہیں چاہیے' زنجیروں میں جکڑا ہو ہرقل چاہیے جو میرے پاس آ کر سورج دیوتا کو سجدہ کرے۔ اس پر ہرقل کو غیرت آئی' اس نے اپنی پوری قوت جمع کر کے ایرانیوں پر حملہ کیا اور انہیں دھکیلتا گیا اور اپنے سارے مقبوضات واپس لے کر ایرانیوں کو اپنی حدود میں دھکیل دیا۔ جب ایرانی رومیوں پر غالب آئے تو مکہ کے مشرکین بہت خوش ہوئے۔ شرک میں اتحاد کی وجہ سے مشرکین ایرانیوں کے حامی تھے' اور مسلمانوں کا ایک گونہ رجحان رومیوں کی طرف تھا اہل کتاب ہونے کی وجہ سے۔ مشرکین نے کہا: جیسے ہمارے بھائی تمہارے بھائی پر غالب آئے ہیں ایسے ہی اگر ہمارے تمہارے درمیان جنگ ہوگی تو ہم تم پر غالب آ جائیں گے۔ اس سے مسلمان دل شکستہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلجمعی کے لیے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

[جس دن بدر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی' اسی دن یہ اطلاع ملی کہ رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے]

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں' جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت صدیق اکبر نے مشرکین کو سنائیں' بات بڑھی اور سو اونٹوں کی شرط لگی۔ مشرکین نے کہا: میعاد مقرر کرو۔

بالآخر جس دن بدر کے میدان میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح حاصل ہوئی اسی دن یہ اطلاع بھی ملی کہ ہرقل ایرانیوں پر غالب آ گیا ہے۔ ابی بن خلف تو جنگ بدر میں مارا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی اولاد سے شرط کے سو اونٹ وصول کیے اور حضور اقدس ﷺ کے حکم سے صدقہ کر دیئے۔ یہ شرط حقیقت میں جوا تھا مگر اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ نیز مکہ

Marfat.com

والے حربی تھے اس لیے اس مال کے لینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔

﴿فَلَا يَرْبُوْا﴾ (آیت:۳۹)مَنْ اَعْطٰى يَبْتَغِيْ اَفْضَلَ فَلَا اَجْرَلَهٗ فِيْهَا.....جو اس لیے دے کہ اسے عوض میں اس سے زیادہ ملے اسے اجر نہیں ''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحْبَرُوْنَ﴾ (آیت:۱۵) يُنَعَّمُوْنَ''.....نعمت دیئے جائیں ﴿يَمْهَدُوْنَ﴾ (آیت:٤٤) يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ.....اپنے لیے بستر ٹھیک کرتے ہیں ﴿الْوَدْقُ﴾ (آیت:٤٨)اَلْمَطَرُ..... بارش ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (آیت:۲۸)فِى الْاٰلِهَةِ وَفِيْهِ ﴿تَخَافُوْنَهُمْ﴾ (آیت:۲۸)اَنْ يَّرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا''.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کریمہ: ''هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ'' (الروم:۲۸) معبودان باطل کے بارے میں نازل ہوئی اور ان کے بارے میں تم ڈرتے ہو کہ کہیں وہ تمہارے وارث نہ ہوں جیسے تم میں بعض بعض کا وارث ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے تم اپنے غلاموں کو اپنے اموال کا شریک ہونا پسند نہیں کرتے کہ وہ تمہاری ملکیت میں برابر کے ساجھیدار ہوں اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ کیسے پسند فرمائے گا کہ اس کی مخلوق اور اس کے مملوک خدائی میں اس کے شریک ہوں؟ ﴿يَصَّدَّعُوْنَ﴾ (آیت:٤٣)يَتَفَرَّقُوْنَ ﴿فَاصْدَعْ﴾ (الحجر:٩٤)..... جدا جدا ہو جائیں گے اسی سے ''فاصدع'' ہے کھلم کھلا بیان فرمایئے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿ضُعْفٌ﴾ (آیت:٥٤)وَضَعْفٌ لُغَتَانِ''.....کمزوری ضاد کے ضمہ وفتحہ دونوں کے ساتھ ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿السُّوْاٰى﴾ (آیت:۱۰)اَلْاِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيْئِيْنَ''..... برائی کا بدلہ۔

سُوْرَةُ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ (ص ۷۰۴)

یہ سورت مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَهِيْنٍ﴾ (آیت:۸)ضَعِيْفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ''..... بے قدر برا مرد کا نطفہ ہے ﴿ضَلَلْنَا﴾ (آیت:۱۰) هَلَكْنَا.....ہم نے ان کو ہلاک کیا ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْجُرُزِ﴾ (آیت:۲۷)الَّتِىْ لَا تُمْطَرُ اِلَّا مَطَرًا لَّا يُغْنِىْ عَنْهَا شَيْئًا''.....وہ بادل جو برسے نہیں یا اتنی بارش برسے جو بے فائدہ ہو ﴿يَهْدِ﴾ (آیت:۲٦)يُبَيِّنْ.....ہم واضح کر دیتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ (ص ۷۰۴)

یہ سورت مدنی ہے اور اس میں تہتر آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَيَاصِيْهِمْ﴾ (آیت:۲٦) قُصُوْرِهِمْ''.....ان کے محلوں سے۔

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ (آیت:۵).

[الاحزاب:۵ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: متبنّٰی کو ان کے حقیقی باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔

۲۲۹۸- ح: [مَا كَانَ الْمُتَبَنّٰى الْاِبْنُ]

متبنّٰی بیٹا نہیں

۲۲۹۸- حَدَّثَنِىْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: انہیں ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ

Marfat.com

(الاحزاب:٥). (مسلم۔ کتاب الفضائل' ترمذی۔ کتاب التفسیر' کتاب ٹھیک ہے۔
المناقب' نسائی۔ کتاب التفسیر)

زمانۂ جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی بچے کو گود لیتا' یعنی متبنّٰی بناتا تو بچہ اس کی طرف منسوب ہوتا اور اس کی میراث پاتا۔ اسی قاعدہ کے مطابق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی زید بن محمد کہتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو دونوں باتیں ختم ہو گئیں۔

بَابُ [الاحزاب:۲۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۝﴾ (آیت:۲۳). (ص۷۰۵)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: ان میں سے کچھ لوگوں نے اپنی منت پوری کر لی اور کچھ لوگ انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا نہ بدلے۝

﴿نَحْبَهٗ﴾ عَهْدَهٗ ﴿اَقْطَارِهَا﴾ (آیت:۱٤) جَوَانِبُهَا..... اس کے کنارے ﴿اَلْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا﴾ (آیت:۱٤) لَاَعْطَوْهَا..... فتنے میں پڑتے۔

بَابُ [الاحزاب:۲۸ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۝﴾ (آیت:۲۸). (ص۷۰۵)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اپنی بیویوں سے فرما دو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۝

''اَلتَّبَرُّجُ اَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا''..... اپنی آرائشوں کو ظاہر کرو ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ﴾ (آیت:۲٦) اِسْتَنَّهَا جَعَلَهَا..... جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ مقرر فرما لیا۔

بَابُ [الاحزاب:۳۷ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾ (آیت:۳۷). (ص۷۰۵)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

۲۲۹۹ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَاْنِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَّزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ''وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ'' حضرت زینب بنت جحش اور حضرت زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: کان عرشہ علی الماء ص۱۱۰' ترمذی۔ کتاب التفسیر' نسائی۔ کتاب التفسیر)

قصہ یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے جنہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر دیا اور اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا' اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنی اسد کی چشم و چراغ تھیں' اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ دونوں میں نباہ نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ اس سے حضرت زینب بہت دلگیر تھیں۔ ان کی دلداری کے لیے حضور اقدس

Marfat.com

ﷺ نے ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا لیکن اندیشہ یہ تھا کہ لوگ طعن کریں گے اس لیے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کے مثل جانتے تھے اس لیے حضور اقدس ﷺ کو تردد تھا۔ اس آیت میں حضور اقدس ﷺ کے اس تردد کو دور فرمایا گیا ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ تعالیٰ نے حضور کے ساتھ کیا تھا جس پر حضرت زینب دوسری ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں، فرماتی تھیں: تم لوگوں کا نکاح تمہارے اہل نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔

بَابُ [الاحزاب:۵۱ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ (آیت:۵۱). (ص۷۰۶)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُرْجِيْ﴾ تُؤَخِّرُ ﴿اَرْجِهْ﴾ اَخِّرْهُ"..... "ترجی" کا معنی ہے: اسے ہٹاؤ۔

۲۳۰۰- ح: [حَمِيَّةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا]

حضرت عائشہ کی غیرت

۲۳۰۰- قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقُوْلُ اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ مَا اُرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں ان عورتوں پر غیرت کرتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا، اور میں کہتی: کیا عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: میں یہی دیکھتی ہوں کہ اللہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب النکاح۔ باب: هل المراة ان تهب نفسها لاحد ص۷۶۶، مسلم۔ کتاب النکاح، نسائی۔ کتاب النکاح عشرة النساء)

۲۳۰۱- ح: [مَا كَانَ اِسْتِلْزَامُ الْيَوْمِ فَرْضًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

رسول اللہ ﷺ پر باری کی پابندی لازم نہیں تھی

۲۳۰۱- عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ (آیت:۵۱) فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ كَانَ ذٰلِكَ اِلَيَّ فَاِنِّيْ لَا اُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باری کے دن ہم سے اذن طلب فرماتے اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد "ان میں سے جسے چاہو اپنے سے پیچھے کر دو اور اپنے قریب کرو جسے چاہو اور ان میں سے بھی جن سے تم نے علیحدگی اختیار کر لی ہے اگر کسی کو قریب کر لو تو آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے"۔ معاذہ نے اُمّ المؤمنین سے پوچھا: اس وقت آپ کیا عرض کرتی تھیں؟ انہوں نے بتایا: میں عرض کرتی: اگر یہ میرے اختیار میں ہے تو میں یا رسول

Marfat.com

(مسلم۔ کتاب الطلاق۔ ابوداؤد۔ کتاب النکاح' نسائی۔ کتاب النکاح عشرۃ النساء)

اللہ! اسے پسند نہیں کرتی کہ آپ پر کسی کو ترجیح دوں۔

''كُنْتُ اُغَارُ'' متعدد عورتوں نے اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ حضور ہمیں اپنی زوجیت میں رکھ لیں' وہ عورتیں یہ ہیں: خولہ بنت حکیم' ام شریک' فاطمہ بنت شریح' لیلہ بنت حطیم' میمونہ بنت الحارث۔ اسی کو اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ مجھے اس پر غیرت آئی لیکن جب آیت کریمہ ''تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ'' نازل ہوئی تو میں نے یہ سمجھا کہ یہ حضور اقدس ﷺ کی شان محبوبیت کا اثر ہے' اور من جانب اللہ ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ پر باری کی پابندی واجب نہیں تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے کرم سے ازواجِ مطہرات کی باری مقرر فرمادی تھی اور اس کی پابندی بھی کرتے تھے۔

بَابُ

[الاحزاب: ۵۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا○﴾ (آیت:۵۳). (ص۷۰۶)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو' ہاں! جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ' بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ازواجِ مطہرات سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو' اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی' اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے○

''يُقَالُ اِنٰىهُ اِدْرَاكُهٗ اَنٰى يَاْنِيْ اَنَاةً''..... ''اناہ'' کے معنی کھانا تیار ہونا' یہ ''ضرب یَضْرِبُ'' سے آتا ہے' اس کا مصدر ''اَنَاة'' ہے ﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾ (آیت:٦٣) اِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيْبَةً وَاِذَا جَعَلْتَهٗ ظَرْفًا وَّبَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ لِلذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى..... ''قریب'' کو جب تم مونث کی صفت ٹھہراؤ تو ''قریبۃً'' کہو گے' جب اس کو ظرف یا بدل بناؤ اور صفت کا ارادہ نہ کرو تو مونث سے ہاء نکال دو گے اور ایسے ہی اس کا لفظ واحد' تثنیہ' جمع مذکر اور مونث میں ہے۔ آیت مذکورہ میں بہ ظاہر ''قریباً'' کو مونث ہونا چاہیے' اس لیے کہ ''تکون'' کے اسم وخبر میں مطابقت ضروری ہے۔

امام بخاری اس کا جواب دیتے ہیں کہ ''قریب'' اگر کسی مونث کی صفت واقع ہو تو مونث لانا ضروری ہے اور اگر مونث کی صفت نہ ہو بلکہ کسی لفظ مونث کا ظرف یا بدل واقع ہو تو مونث نہیں لایا جائے گا' لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں' اس لیے کہ آیت کریمہ میں ''قریباً'' نہ تو ظرف ہے نہ بدل۔ صحیح توجیہ یہ ہے کہ ''قریب''' ''فعیل'' کے وزن پر ہے' اور معنی میں اسم مفعول کے ہے' اور

Marfat.com

''فعیل'' جب معنی میں اسم مفعول کے ہوتا ہے تو اس میں مذکر و مونث برابر ہوتا ہے' جیسے: ''ان رحمة الله قريب من المحسنين''۔

٢٣٠٢- ح: [قِصَّةُ وَلِيمَةِ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کا قصہ

٢٣٠٢- حَدَّثَنَا اَبُوْمِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَاِذَا هُوَ كَاَنَّهُ يَتَهَيَّاُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ (آیت:٥٣) اَلْاٰيَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زینب بنت جحش سے شادی کی تو قوم کو کھانے کے لیے بلایا۔ لوگوں نے کھایا' پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو حضور نے ایسا ظاہر کیا کہ کھڑے ہونا چاہتے ہیں' پھر بھی وہ لوگ نہیں اٹھے۔ جب حضور نے یہ دیکھا تو کھڑے ہو گئے' جب حضور کھڑے ہو گئے تو کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور تین شخص بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے جانے کے ارادے سے واپس آئے تو دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے جا کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اب حضور تشریف لائے اندر تشریف لے گئے۔ میں نے بھی اندر داخل ہونا چاہا تو حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت: ''یاایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی'' (اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں حاضر نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ) نازل فرمائی۔

(بخاری۔ کتاب النکاح۔ باب: ص ٧٧٤' باب: الهدية لِلْعُرُوْسِ ص ٧٧٥' باب: الوليمة حق ص ٧٧٦' باب: الوليمة ولو بشاة ص ٧٧٧' باب: من اولم على بعض نسائه اكثر من بعض ص ٧٧٧' كتاب الاطعمہ۔ باب: قوله فاذا طعمتم فانتشروا ص ٨٢١' كتاب الاستيذان۔ باب: اية الحجاب ص ٩٢١' باب: من قام من مجلسه ص ٩٢٨' كتاب التوحيد۔ باب: و قام عرشه على الماء ص ١١٠٤' مسلم۔ كتاب النكاح' نسائی۔ كتاب التفسير)

٢٣٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَنٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْهُ قَالَ اِرْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَسْتَحَدِّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش کے ولیمہ کے لیے روٹی اور گوشت کا انتظام فرمایا اور مجھے کھانے کے لیے لوگوں کو بلانے کے واسطے بھیجا' لوگ آتے اور کھاتے اور چلے جاتے' پھر لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے' میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی ایسا نہیں رہ گیا جسے بلاؤں۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میں کسی کو نہیں پاتا جسے بلاؤں۔ فرمایا: کھانا اٹھا دو۔ تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ عائشہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے اہل بیت! تم پر سلام ہو اور اللہ

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَّ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَائِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهٗ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰى اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِيْ اُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَاُخْرٰى خَارِجَةً اَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ.

کی رحمت' انہوں نے عرض کیا: آپ پر بھی سلام عرض ہو اور اللہ کی رحمت' آپ نے اپنے اہل کو کیسا پایا اللہ آپ کو برکت دے۔ اس کے بعد اپنی تمام ازواج کے حجروں کے پاس باری باری تشریف لے جاتے' ان سے وہی فرماتے جو عائشہ سے فرمایا تھا اور وہ وہی عرض کرتیں جو حضرت عائشہ نے عرض کیا تھا۔ پھر نبی ﷺ لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اب بھی وہ تینوں آدمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور نبی ﷺ بہت حیاء فرمانے والے تھے۔ پھر حضور عائشہ کے حجرہ کی طرف چلے گئے' مجھے یاد نہیں میں نے حضور کو خبر دی یا کسی اور نے کہ وہ لوگ جا چکے۔ اب حضور لوٹے' اپنا ایک پاؤں دروازہ کی چوکھٹ کے اندر رکھا اور دوسرا باہر اور میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا' اور آیت حجاب نازل ہوئی۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ اور آیت حجاب کے نزول پر تفصیلی گفتگو جلد اول میں گزر چکی ہے اور ناظرین وہیں رجوع کریں۔ وہیں ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ ۵ھ کا ہے۔ (نزہۃ القاری۔ ج ۱ ص ۴۳۱۔ ۴۳۳)

حضرت امام بخاری نے اس واقعہ کو تیرہ جگہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر فرمایا ہے۔ کہیں بہ طریق ابو مجلز' کہیں بہ طریق ابو قلابہ' کہیں بہ طریق عبدالعزیز بن صہیب' کہیں بہ طریق حمید' کہیں بہ طریق ثابت۔ ہر روایت میں کچھ زیادتی اور کمی اور اجمال و تفصیل ہے۔

ولیمہ میں کیا کھانا تھا؟ یہاں عبدالعزیز بن صہیب کی روایت میں ہے کہ روٹی اور گوشت تھا لیکن کتاب النکاح باب الولیمہ میں بہ طریق زہری جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں دس سال کا تھا۔ میری ماں پابندی کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت کا حکم دیتی تھیں۔ میں نے دس سال حضور اقدس ﷺ کی خدمت کی ہے۔ آپ کے وصال کے وقت بیس سال کا تھا' اس لیے حجاب کے بارے میں سب سے زیادہ مجھے علم ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ حجاب کب اترا۔ حضرت زینب بنت جحش کے ولیمہ کے موقع پر پہلے پہل آیت حجاب نازل ہوئی۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت زینب بنت جحش کے زفاف کی صبح کو حضور نے لوگوں کو ولیمہ پر بلایا۔

اور کتاب النکاح ہی میں باب ''الولیمة ولو بشاة'' میں بہ طریق انس جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کسی بیوی کا ولیمہ اتنا بڑا کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا حضرت زینب بنت جحش پر کیا' ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا' نیز اسی میں باب ''الهدية للعروس'' میں بہ طریق عثمان جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زینب کے ساتھ شادی کی تو مجھے اُم سلیم نے کہا: کاش! ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کریں' میں نے کہا: پیش کرو' تو انہوں نے کھجور' پنیر' گھی لیا' ان سب کا ہانڈی میں مالیدہ بنایا اور میرے ہاتھ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور نے فرمایا: اسے رکھ دے' پھر کچھ لوگوں کا نام لے کر فرمایا کہ انہیں بلاؤ اور راستے میں جو مل جائے اسے بھی بلاؤ' میں نے ایسا ہی کیا' جب لوٹ کر آیا تو دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنے دست مبارک کو اس مالیدہ پر رکھا' پھر دس دس آدمی کو بلاتے جو اس میں سے کھاتے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے قریب سے کھائے یہاں تک کہ سب لوگوں نے کھا لیا اور کھا کر چلے گئے۔ کچھ لوگ تو چلے گئے کچھ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ان سب روایتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ میں روٹی بھی تھی اور بکری کا گوشت بھی، اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نذر کیا ہوا مالیدہ بھی تھا۔

بَابُ

[الاحزاب:٥٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (آیت:٥٦). (ص ٧٠٧)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو○

[صلوٰۃ کے معنی]

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاءُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلٰوةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلُّوْنَ يُبَرِّكُوْنَ.

ابوالعالیہ نے کہا: اللہ کی ''صلوٰۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے حضور کی تعریف کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ دعا کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یصلون'' کے معنی یہ ہے کہ وہ دعائے برکت کرتے ہیں۔

﴿لَنُغْرِيَنَّكَ﴾ (آیت:٦٠) لَنُسَلِّطَنَّكَ.

''لنغرینك'' کا معنی ہے کہ ہم تم کو مسلط کر دیں گے۔

٢٣٠٤- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّىْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم حضور کو سلام کرنے کو جانتے ہیں، حضور پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا: کہو: اے اللہ! درود بھیج محمد اپنے بندہ اور رسول پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا آلِ ابراہیم پر، اور برکت دے محمد اور آلِ محمد کو جیسے تو نے برکت دی ابراہیم کو۔

(بخاری۔ کتاب الدعوات۔ باب: الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ٩٤٠)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو تو سلام تو ہم بھیجنا جانتے ہیں کہ کیسے کیا جاتا ہے؟ مگر درود نہیں جانتے۔ ہمیں بتایئے ہم حضور پر کیسے درود بھیجیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔

سُوْرَةُ سَبَا (ص ٧٠٨)

یہ سورت مکی ہے، اس میں پچپن آیتیں ہیں۔

سباء عرب کا ایک قبیلہ ہے جو حدود یمن میں رہتا تھا اور اپنے جد کے نام سے مشہور ہے۔ وہ جد سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔ اس سورت میں ان کی آبادیوں کی سرسبزی و زرخیزی کا ذکر ہے پھر اس کی تباہی کا۔ اسی لیے سورت کا نام سورۂ سباء ہے۔

يُقَالُ ﴿مُعٰجِزِيْنَ﴾ (آیت:٥؛ ٣٨) مُسَابِقِيْنَ ﴿مُعٰجِزِيْنَ﴾ بِفَائِتِيْنَ مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ مُعَاجِزِيْ مَعَالِبِيْ ﴿سَبَقُوْا﴾ (الانفال:٥٩) قَالُوْا ﴿لَا يُعْجِزُوْنَ﴾

کہا گیا ہے ''معاجزین'' سے مراد آگے نکل جانے والے ہیں ''بمعجزین'' کے معنی: ہاتھوں سے نکل جانے والے ہیں ''معاجزین'' ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے، جیسے کہتے

Marfat.com

(الانفال:٥٩)لَايَفُوْتُوْنَ﴿يَسْبِقُوْنَا﴾ (العنکبوت:٤)يُعْجِزُوْنَا قَوْلُهٗ بِمُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ وَمَعْنٰى ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنْ يُّظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهٖ.

ہیں: ''لا یعجزون'' وہ ہمیں عاجز نہیں کر سکتے ''بمعجزین'' میں دوسری قراءت ''معاجزین'' ہے یعنی ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔

﴿مِعْشَارَ﴾ (آیت:٤٥)عُشْرٌ اَلْاُكُلُ اَلثَّمَرُ..... کھانے اور پھلوں کا دسواں حصہ ﴿بَاعِدْ﴾(آیت:١٩)وَبَعِّدْ وَاحِدٌ..... یعنی دوری کر دے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ﴿لَا يَعْزُبُ﴾(آیت:٣)لَا يَغِيْبُ''.....غائب نہیں رہتا ﴿اَلْعَرِمِ﴾ (آیت:١٦)اَلسَّدُّ مَاءٌ اَحْمَرُ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ فِي السَّدِّ فَشَقَّهٗ وَهَدَمَهٗ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْاَحْمَرُ مِنَ السَّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ.....''اَلْعَرِمُ'' کا معنی باندھ ہے سرخ پانی جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا بندھ میں' جس نے اسے پھاڑ دیا اور ڈھا دیا اور وادی کو کھود دیا' پانی کے دونوں کنارے اونچے ہو گئے اور پانی غالب ہو گیا اور دونوں باغ سوکھ گئے۔ سرخ پانی بند سے نہیں آیا تھا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا تھا جہاں سے چاہا تھا۔ ''وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ ﴿اَلْعَرِمِ﴾ اَلْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ اَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْعَرِمُ الْوَادِيْ''.....اور عمرو بن شرحبیل نے کہا: اہل یمن کی زبان میں ''عَرِمٌ'' کے معنی اونچی زمین کے ہیں' اور ان کے غیر نے کہا: اس کے معنی نالے کے ہیں..... ''اَلسَّابِغَاتُ اَلدُّرُوْعُ'' زرہیں ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُجَازِيْ﴾ (آیت:١٧) يُعَاقَبُ''..... اور مجاہد نے کہا: ''یجازی'' کے معنی ہیں کہ ہم سزا دیتے ہیں ﴿اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ (آیت:٤٦)بِطَاعَةِ اللّٰهِ..... میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ﴿مَثْنٰى وَفُرَادٰى﴾(آیت:٤٦) وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ.....ایک ایک اور دو دو کے ہیں ﴿اَلتَّنَاوُشُ﴾(آیت:٥٢)اَلرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ اِلَى الدُّنْيَا.....آخرت سے دنیا کی طرف لوٹانا ﴿وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ﴾ (آیت:٥٤)مِنْ مَّالٍ اَوْوَلَدٍ اَوْزَهْرَةٍ..... جسے تم چاہو مال یا اولاد یا دنیا کی تازگی ﴿بِاَشْيَاعِهِمْ﴾ (آیت:٥٤) بِاَمْثَالِهِمْ.....ان کے جیسے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾ (آیت:١٣) كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ''.....زمین کے حوض کے مثل ''اَلْخَمْطُ اَلْاَرَاكُ وَالْاَثْلُ اَلطَّرْفَاءُ''.....جھاؤ ﴿اَلْعَرِمِ﴾ (آیت:١٦)اَلشَّدِيْدُ.....سخت۔

سُوْرَةُ الْمَلَآئِكَةِ ﴿فَاطِر﴾ (ص٧٠٩)

یہ سورۃ مکی ہے' اس میں چھیالیس آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْقِطْمِيْرُ﴾ (آیت:١٣) لِفَافَةُ النَّوَاةِ''..... گٹھلی کا باریک چھلکا ﴿مُثْقَلَةٌ﴾ (الفاطر:١٨)مُثْقَلَةٌ..... بھاری بوجھ ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿اَلْحَرُوْرُ﴾ (آیت:٢١) بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ''.....دن میں دھوپ کی سخت تیزی' یعنی دن کی لُو ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ''..... ''حرور'' رات کی لو اور ''سموم'' دن کی لو ﴿وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ﴾(آیت:٢٧)اَشَدُّ سَوَادٍ اَلْغِرْبِيْبُ: اَلشَّدِيْدُ السَّوَادِ..... ''غرابیب'' ''غربیب'' کی جمع ہے جس کے معنی سخت کالے بجھنگے کے ہیں۔

سُوْرَةُ يٰسٓ (ص٧٠٩)

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں تراسی آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ (آیت:١٤)شَدَّدْنَا''.....ہم نے ان کو قوی کیا ﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ (آیت:٣٠) كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمُ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ.....ان پر حسرت اس لیے تھی کہ وہ رسولوں سے ٹھٹھا کرتے تھے ﴿اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ (آیت:٤٠)لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْاٰخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ.....مراد یہ ہے کہ چاند اور سورج میں سے ایک کی روشنی

Marfat.com

دوسرے کی روشنی کو چھپاتی نہیں اور یہ ان دونوں کے لائق بھی نہیں ﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ (آیت:٤٠)يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَيْنِ..... ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہیں ﴿نَسْلَخُ﴾ (آیت:٣٧)نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَيَجْرِى كُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا..... دن اور رات میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک چلتا رہتا ہے ﴿مِنْ مِّثْلِهٖ﴾ (آیت:٤٢)مِنَ الْاَنْعَامِ..... چوپاؤں سے چوپاؤں کی مثل ﴿فَكِهُوْنَ﴾ (آیت:٥٥)مُعْجَبُوْنَ..... اتراتے ہوئے ﴿جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ (آیت:٧٥)عِنْدَ الْحِسَابِ..... حساب کے وقت حاضر کیے جائیں گے "وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿اَلْمَشْحُوْنَ﴾ (آیت:٤١)اَلْمُوْقَرُ"..... بھری ہوئی "وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَائِرُكُمْ﴾ (آیت:١٩)مَصَائِبُكُمْ"..... تمہاری مصیبتیں ﴿يَنْسِلُوْنَ﴾ (آیت:٥١).يَخْرُجُوْنَ..... نکلیں گے ﴿مَرْقَدِنَا﴾ (آیت:٥٢)مَخْرَجِنَا..... نکلنے کی جگہوں سے ﴿اَحْصَيْنَاهُ﴾ (آیت:١٢)حَفِظْنَاهُ..... ہم نے ان کو محفوظ کیا ﴿مَكَانَتِهِمْ﴾ (آیت:٦٧)وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ..... یعنی "مكانة" اور "مكان" کے معنی ایک ہیں۔

سُوْرَةُ الصَّافَّاتِ (ص ٧٠٩)

یہ سورت مکی ہے اس میں ایک سو بیاسی آیتیں ہیں۔

"وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ﴾ (السباء:٥٣)مِنْ كُلِّ مَكَانٍ"..... اور مجاہد نے کہا: انجانی جگہ سے دور سے یعنی ہر طرف سے پھینک کر مارتے ہیں ﴿وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ (آیت:٨)يُرْمَوْنَ..... ہر طرف سے پھینک کر مارتے جاتے ہیں ﴿وَاصِبٌ﴾ (آیت:٩)دَائِمٌ ..... ہمیشہ رہنے والا ﴿لَازِبٌ﴾ (آیت:١١)لَازِمٌ..... "لازم" چپک جانے والا ﴿تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ﴾ (آیت:٢٨)يَعْنِى الْحَقَّ اَلْكُفَّارُ تَقُوْلُهُ لِلشَّيْطَانِ..... تم دہنی طرف بہکانے آتے تھے ہمیں یعنی حق سے یعنی کفار شیطان سے کہیں گے ﴿غَوْلٌ﴾ (آیت:٤٧)وَجَعُ بَطْنٍ..... پیٹ کا درد ﴿يُنْزَفُوْنَ﴾ (آیت:٤٧)لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ ..... ان کی عقلیں نہیں جائیں گی ﴿قَرِيْنٌ﴾ (آیت:٥١)..... شیطان ہمزاد شَيْطَانٌ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ (آیت:٧٠) كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ..... یعنی دوڑتے ہوئے ﴿يَزِفُّوْنَ﴾ (آیت:٩٤) اَلنَّسَلَانُ فِى الْمَشْيِ..... تیز چلنا ﴿وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ (آیت: ١٥٨) قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ اَلْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ..... انہوں نے اللہ اور جن کے درمیان میں نسب ٹھہرایا۔ قریش کے کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں جن سرداروں کی بیٹیاں ہیں۔ "وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ (آیت:١٥٨)سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ"..... اور بے شک جن جانتے ہیں کہ وہ عنقریب حساب کے لیے حاضر کیے جائیں گے "وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ﴾ (آیت:١٦٥) اَلْمَلَائِكَةُ"..... یعنی فرشتے کہیں گے کہ ہم صف باندھے ہوئے ہیں ﴿صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾ (آیت:٢٣) ﴿سَوَاءِ الْجَحِيْمِ﴾ (آیت:٥٥)وَوَسَطِ الْجَحِيْمِ..... جہنم کے بیچ میں ﴿لَشَوْبًا﴾ (آیت:٦٧) يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ..... کھانا کھولتے ہوئے پانی میں ملایا جائے گا ﴿مَدْحُوْرًا﴾ (الاعراف:١٨)مَطْرُوْدًا..... دھتکارے ہوئے ﴿بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾ (آیت:٤٩) اَللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ..... سفید چھپائے ہوئے موتی ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ﴾ (آیت:٧٨، ١٠٨، ١٢٩) يُذْكَرُ بِخَيْرٍ..... ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا ﴿يَسْتَسْخِرُوْنَ﴾ (آیت:١٤)يَسْتَهْزِءُوْنَ..... ٹھٹھا کریں گے افادہ یہ فرمایا کہ استفعال معنی میں مجرد کے ہے..... ﴿بَعْلًا﴾ (آیت: ١٢٥) رَبًّا پروردگار۔

Marfat.com

سُوْرَةُ صٓ (ص۷۰۹)

یہ سورت مکی ہے اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں۔

﴿عُجَابٌ﴾ (آیت:۵) عَجِيْبٌ اَلْقِطُّ اَلصَّحِيْفَةُ، هُوَ هَاهُنَا صَحِيْفَةُ الْحَسَنَاتِ..... ''قط'' کے معنی: دفتر، یہاں مراد نیکیوں کا دفتر ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فِيْ عِزَّةٍ﴾ (آیت:۲) مُعَازِّيْنَ''.....سرکشی کرنے والا ﴿اَلْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ﴾ (آیت:۷) مِلَّةُ قُرَيْشٍ اَلْاِخْتِلَاقُ اَلْكَذِبُ.....جھوٹ من گھڑت ﴿اَلْاَسْبَابِ﴾ (آیت:۱۰) طُرُقُ السَّمَاءِ فِيْ اَبْوَابِهَا.....آسمان کے راستے جو ان کے دروازوں سے ہیں ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ﴾ (آیت:۱۱).....ایک لشکر یہاں ہزیمت خوردہ ہے، یعنی قریش کا لشکر ﴿اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ﴾ (آیت:۱۳) اَلْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةُ.....گزرے ہوئے لوگ ﴿فَوَاقٍ﴾ (آیت:۱۵) رُجُوْعٍ.....لوٹنا ﴿قِطَّنَا﴾ (آیت:۱۶) عَذَابَنَا..... یہاں ''قط'' کے معنی عذاب کے ہیں ﴿اِتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا﴾ (آیت:۶۳) اَحَطْنَا بِهِمْ.....ہم نے ان کو گھیر لیا ﴿اَتْرَابٌ﴾ (آیت:۵۲) اَمْثَالٌ.....ہم جولی ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْاَيْدِ﴾ (آیت:۱۷) اَلْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ''.....عبادت میں قوت ﴿اَلْاَبْصَارِ﴾ (آیت:۴۵) اَلْبَصَرُ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ.....اللہ کے معاملہ میں سمجھ بوجھ ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ﴾ (آیت:۳۲) مِنْ ذِكْرٍ.....مال کی محبت نے اللہ کی یاد سے روک دیا ﴿طَفِقَ مَسْحًا﴾ (آیت:۳۳) يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا.....گھوڑوں کی گردنوں اور پاؤں پر ہاتھ پھیرنے لگے ﴿اَلْاَصْفَادِ﴾ (آیت:۳۸) اَلْوَثَاقِ.....بیڑیاں۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ (ص۷۱۰)

یہ سورت مکی ہے، مگر دو آیتیں ''قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الْاٰيَة'' (الزمر:۵۳) یہ وحشی بن حرب کے بارے میں نازل ہوئی، اور آیۃ کریمہ ''وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ'' (الزمر:۶۷) یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں، اس میں پچھتر آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ﴾ (آیت:۲۴) يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا﴾ (الفصلت:۴۰).....جو منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو منہ کے بل آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا جو امن والا ہو ﴿ذِيْ عِوَجٍ﴾ (آیت:۲۸) لَبْسٍ ﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ (آیت:۲۹) صَالِحًا مَثَلٌ لِّاٰلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالْاٰلِهِ الْحَقِّ.....یہ معبودان باطل اور معبود برحق کی مثال ہے ﴿وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ (آیت:۳۶) بِالْاَوْثَانِ.....اور تمہیں ڈراتے ہیں اس سے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے یعنی بتوں سے ﴿خَوَّلْنَا﴾ (آیت:۴۹) اَعْطَيْنَا.....ہم نے ان کو دیا ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ (آیت:۳۳) اَلْقُرْاٰنِ.....جو سچ لائے، یعنی قرآن کو ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ (آیت:۳۳) اَلْمُؤْمِنُ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ.....وہ جو سچ لایا، یعنی قرآن اور اس کی تصدیق کی، یعنی مومن، یہ قیامت کے دن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو کہے گا: تو نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے اس کے مطابق عمل کیا ﴿مُتَشٰكِسُوْنَ﴾ (آیت:۲۹) اَلشَّكِسُ اَلْعَسِرُ لَا يَرْضٰى بِالْاِنْصَافِ.....وہ بدمزاج جو انصاف پر راضی نہ ہو ﴿وَرَجُلًا سَلَمًا﴾ (آیت:۲۹) وَيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا.....نیک شخص ﴿اِشْمَاَزَّتْ﴾ (آیت:۴۵) نَفَرَتْ.....نفرت کرے ﴿بِمَفَازَتِهِمْ﴾ (آیت:۶۱) مِنَ الْفَوْزِ.....کامیابی کے معنی ہیں ﴿حَآفِّيْنَ﴾ (آیت:۷۵) اَطَافُوْا بِهٖ مُطِيْفِيْنَ بِحَفَافَيْهِ بِحَوَالَيْهِ.....گھیرے ہوئے اپنے بارگاہ سے اسے گھیرے رہیں گے ﴿مُتَشَابِهًا﴾ (آیت:۲۳) لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ، وَلٰكِنْ يُّشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ، مراد یہ ہے کہ تصدیق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔

Marfat.com

بَابُ

[الزمر: ۵۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (آیت:۵۳). (ص۷۱۰)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو' بے شک اللہ تمام گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے O

۲۳۰۵- اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَّوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (الفرقان:٦٨) وَنَزَلَ ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾. (مسلم۔ کتاب الایمان' ابوداؤد۔ کتاب الفتن' نسائی۔ کتاب المحاربہ وکتاب التفسیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مشرک ایسے تھے جنہوں نے قتل کیا تھا اور بہت کیا تھا اور زنا کیا تھا اور بہت کیا تھا۔ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ جو فرماتے ہیں اور جس کی دعوت دیتے ہیں اچھا ہے اگر آپ یہ بتائیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اس کے لیے کفارہ ہو جائے گا' تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جس کی اللہ نے حرمت رکھی ہے مگر حق کے ساتھ اور زنا نہیں کرتے' اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: آپ فرمائیں: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اس حدیث کی سند میں یہ ہے: یعلیٰ نے کہا: بے شک سعید بن جبیر نے خبر دی' الی آخرہ۔ یعلیٰ دو ہیں: ابن مسلم بن ہرمز اور ابن حکیم' یہ دونوں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں اور ابن جریج ان دونوں سے روایت کرتے ہیں' اس کی وجہ سے اس کی سند میں اشتباہ ہو گیا کہ یہ کون یعلیٰ ہیں اور سند میں اشتباہ نقص ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ایسے اشتباہ میں کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ دونوں بخاری کی شرط پر ہیں۔ ویسے اس میں دو رائے نہیں کہ یہاں یعلیٰ بن مسلم ہی ہیں۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حافظ مزی نے اطراف میں اس حدیث پر ذکر کیا ہے کہ یہ یعلیٰ بن مسلم ہیں' اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس کی تشریح بھی کی ہے۔

"اِنَّ نَاسًا" طبرانی میں ایک دوسرے طریقے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کیا کہ یہ وحشی بن حرب تھے۔

بَابُ

[الزمر: ٦٧ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (آیت:٦٧). (ص۷۱۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ قدر کا حق تھا۔

۲۳۰٦- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَّسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم تورات میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو قیامت کے دن ایک انگلی پر اُٹھائے گا' اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو ایک انگلی پر اور نم مٹی ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر' پھر کہے گا: میں بادشاہ ہوں تو حضور

Marfat.com

حَدَّثَنَا بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِّقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾.

مسکرانے لگے یہاں تک کہ ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں تصدیق کرتے ہوئے اس مولوی کے قول کی' پھر رسول اللہ ﷺ نے تلاوت فرمائی: اور انہوں نے اور اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قول اللّٰہ تعالٰی لما خلقت بیدی ص ۱۰۱۲۔ ۱۱۰۳' باب: قول اللّٰہ تعالٰی یمسك السمٰوت والارض ان تزولا ص ۱۱۱۰' باب: کلام الرب یوم القیامة مع الانبیاء وغیرھم ص ۱۱۱۹' مسلم۔ کتاب التوبۃ' ترمذی۔ کتاب التفسیر)

-یہاں یہ تفصیل نہیں کہ یہ حبر یہودی تھا کہ نصرانی' مگر دوسری جگہ روایتوں میں ہے کہ یہ یہودی تھا۔ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے۔ ''اصبع'' سے کیا مراد ہے اس کو کماحقہٗ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ جانیں۔ اللہ عزوجل اعضاء و جوارح جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔ جسم و جسمانیات حادث کے لیے ہوتے ہیں' اللہ عزوجل کے لیے اعضاء کا اثبات جائز نہیں' نصوص میں جہاں وارد ہیں بس وہیں تک محدود رکھا جائے گا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل ایسا قوی و قیوم ہے کہ ساتوں آسمان کی حیثیت ایسی بے وقعت ہے جیسے کوئی چیز اُنگلی پر اُٹھالی جائے ''تصديقًا لقول الحبر'' دوسری روایتوں میں نہیں۔ اسی لیے بعض حضرات نے کہا کہ یہ راوی کا اضافہ ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی ''ضحك'' سے یہی سمجھا کہ اس کی تصدیق فرما رہے ہیں' لیکن میرے جی میں یہ خلش ہے کہ آیت کریمہ کی تلاوت یہ بتا رہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق نہیں فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

بَابُ

[الزمر: ٦٧ کی بقیہ تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝﴾ (آیت: ٦٧). (ص ۱۱۱۷)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۝

٢٣٠٧ - عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِى السَّمَاوَاتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ دے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: یقبض اللّٰہ الارض یوم القیامة ص ٦٦٥' کتاب التوحید۔ باب: قول اللّٰہ تعالٰی ملك الناس ص ۱۰۹۸' باب: قول اللّٰہ تعالٰی لما خلقت بیدی ص ۱۱۰۲)

بَابُ

[الزمر: ٦٨ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۝﴾ (آیت: ٦٨). (ص ۱۱۱۷)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۝

Marfat.com

توضیح

نفخۂ اولیٰ کے بعد کون لوگ زندہ رہیں گے؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کیے ہوئے عرش کے گرد حاضر ہوں گے' ایک قول یہ ہے کہ جبریل و میکائیل و اسرافیل ہیں۔ کعب احبار نے کہا کہ یہ بارہ افراد ہیں آٹھ حاملین عرش اور چار جبریل' میکائیل' اسرافیل' ملک الموت۔ ضحاک نے کہا کہ یہ رضوان خازن جنت اور حوریں اور مالک اور جہنم کے فرشتے زبانیہ ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جہنم کے سانپ اور بچھو ہیں۔ حضرت امام حسن بصری نے فرمایا کہ اس سے مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

٢٣٠٨- ح: [يَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ]

انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی مگر ریڑھ کی ہڈی کے باریک اجزاء

٢٣٠٨- سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ. (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ النبا۔ باب: یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا زمرًا ص ٧٣٥)

میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: دونوں صور پھونکنے کے درمیان چالیس ہوں گے' اپنے لوگوں نے کہا: اے ابوہریرہ! چالیس دن؟ وہ فرماتے ہیں: میں نے انکار کر دیا' لوگوں نے کہا: چالیس سال تو انہوں نے کہا: میں نے انکار کر دیا' اس نے کہا: چالیس مہینے' انہوں نے کہا: میں نے انکار کر دیا اور انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی مگر اس کے ریڑھ کی ہڈی کے باریک اجزاء' اسی پر دوبارہ اس کے جسم کی تخلیق ہوگی۔

[دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا]

دونوں نفخات کے درمیان چالیس دن کا فاصلہ ہوگا یا چالیس مہینے یا چالیس سال کا اس سلسلہ میں ابن مردویہ بہ طریق زید بن اسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ لوگوں نے جب پوچھا: کیا چالیس؟ تو انہوں نے کہا: میں نے ایسے ہی سنا ہے' ابن مردویہ بروجہ ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: دونوں نفخہ کے درمیان چالیس سال ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ چالیس ہے۔ حلیمی نے کہا: روایتیں اس پر متفق ہیں کہ دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ (ارشاد الساری۔ ج ٧ ص ٣٢٣)

عَجْبَ ذَنَبِهٖ

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب البعث'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' پوچھا گیا: یا رسول اللہ! عجب کیا ہے؟ فرمایا: رائی کے دانے کے مثل' مسلم[1] میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انسان کی ایک ہڈی ہے جسے کبھی بھی زمین نہیں کھاتی' اسی پر قیامت کے دن انسان کا جسم بنے گا' لوگوں نے عرض کیا: کون سی ہڈی ہے وہ؟ فرمایا: ''عَجْبَ الذَّنَبِ'' حاصل یہ نکلا کہ انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں کچھ باریک باریک بہت چھوٹے اجزاء ہوتے ہیں جو باقی رہ جائیں گے نہ گلیں گے' نہ سڑیں گے' اسی

[1] مسلم۔ ج ٢ ص ٤٠٧

Marfat.com

پر انسان کی دوبارہ خلقت ہوگی۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ (ص ۷۱۱)

یہ سورت مکی ہے اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿حٰمٓ﴾ مَجَازُهَا مَجَازُ اَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ هَلْ هُوَ اِسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ اَبِیْ اَوْفَى الْعَبْسِیِّ يُذَكِّرُنِیْ حَامِيْمَ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حَامِيْمَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ''..... ''حٰمٓ'' کا حکم وہی ہے جو سورتوں کی ابتداء میں اس قسم کے کلمات کا ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ یہ سورت کا نام ہے۔ اس کی دلیل شریح ابن ابواوفیٰ عبسی کا یہ قول ہے: وہ مجھے ''حم'' یاد دلاتا ہے حالانکہ نیزہ چل رہا ہے' کیوں نہیں آگے بڑھنے سے پہلے ''حم'' کی تلاوت کی' مطلب یہ ہے کہ ''حٰمٓ'' سورت کا نام ہے' اس قائل کا صحیح نام شریح بن ابی اوفیٰ ہے۔ یہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فوجیوں کا شعار ''حٰمٓ'' تھا۔ شریح نے محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سجاد کو جب نیزہ مارا تو انہوں نے ''حم'' کہا' اس پر شریح نے کہا: اب مجھے ''حٰمٓ'' سناتا ہے ﴿اَلطَّوْلِ﴾ (آیت:۳)' اَلتَّفَضُّلِ..... بڑے انعام والا ﴿دَاخِرِيْنَ﴾ (آیت:٦٠). خَاضِعِيْنَ..... عاجزی کرتے ہوئے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اِلَى النَّجَاةِ﴾ (آیت:٤١). اَلْاِيْمَانِ''..... یہاں نجات سے مراد ایمان ہے ﴿لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ﴾ (آیت:٤٣) يَعْنِیْ اَلْوَثَنَ..... یعنی بتوں کی ﴿يُسْجَرُوْنَ﴾ (آیت:۷۲) تُوْقَدُ بِهِمِ النَّارُ..... ان سے آگ جلائی جائے گی ﴿تَمْرَحُوْنَ﴾ (آیت:۷۵) تَبْطَرُوْنَ..... اتراتے ہوئے۔

[تین آیات میں تخالف کی تطبیق]

وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ؟ قَالَ وَاَنَا اَقْدِرُ اَنْ اُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر:۵۳) وَيَقُوْلُ ﴿وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحَابُ النَّارِ۝﴾ (آیت:٤٣) وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ اَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِيْ اَعْمَالِكُمْ وَاِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ اَطَاعَهٗ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ.

اور علاء بن زیاد جہنم کا ذکر کر رہے تھے تو ایک شخص نے کہا: کیوں تم لوگوں کو ناامید کر رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا: کیا میں اس کی قدرت رکھتا ہوں کہ لوگوں کو ناامید کروں' حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو' اور وہ فرماتا ہے: بے شک اسراف کرنے والے جہنمی ہیں۝ لیکن تم لوگ پسند کرتے ہو کہ تم کو تمہارے برے اعمال کے باوجود جنت کی بشارت دے جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا کہ وہ اسے جنت کی بشارت دیں جو اللہ کی اطاعت کرے اور اسے جہنم سے ڈرائیں جو اس کی نافرمانی کرے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ (ص ۷۱۲)

یہ سورت مکی ہے' اور اس میں چون آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿اِئْتِيَا طَوْعًا﴾ (آیت:۱۱) اَعْطِيَا ﴿قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ﴾ (آیت:۱۱) اَعْطَيْنَا''

اور طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا: دونوں خوشی سے حاضر ہو۔ ان دونوں نے کہا: ہم خوشی سے حاضر ہیں۔

Marfat.com

وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّيْ أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ (المؤمنون: ١٠١) ﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾ (الصافات: ٢٧) ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ (النساء: ٤٢) ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ (الانعام: ٢٣) فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ ﴿أَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا. إِلٰى قَوْلِهِ. دَحَاهَا﴾ (النازعات: ٢٧-٣٠).

اور ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں قرآن میں کچھ ایسی باتیں پاتا ہوں جو میرے خیال میں آپس میں مختلف ہیں۔ اس نے کہا: فرمایا: ان کے درمیان نسب نہ ہوگا اس دن اور نہ آپس میں وہ پوچھ گچھ کریں گے' اور فرمایا: ان کے بعض بعض سے پوچھ گچھ کریں گے (دونوں آپس میں مختلف ہیں)' اور فرمایا: اور اللہ سے کوئی بات چھپائیں گے نہیں (حالانکہ مشرکین عرض کریں کہ) ہم مشرک نہیں تھے۔ اس آیت سے ان کا چھپانا ثابت ہوا' اور فرمایا: اور اللہ نے آسمان کو بنایا اور اس کی چھت اونچی کی' پھر اسے ٹھیک کیا۔ "اِلٰی اَنْ قال" اور اس کے بعد زمین پھیلائی اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔

فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ ﴿قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ أَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ. وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ أَقْوَاتَهَا فِيْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ. ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَآ أَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ﴾ (آیت: ٩-١١).

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ آسمان کو زمین سے پہلے پیدا فرمایا' پھر فرمایا: بے شک تم لوگ کفر کرتے ہو اس ذات کے ساتھ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا۔ جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو۔ وہ سارے جہان کا رب ہے' اور اس نے اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں' یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو' پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا: دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے' دونوں نے عرض کی کہ رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں۔

فَذَكَرَ فِيْ هٰذِهٖ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ. وَقَالَ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء: ٩٦) ﴿عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ (النساء: ٥٦) ﴿سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ (النساء: ٥٨) فَكَأَنَّهٗ كَانَ ثُمَّ مَضٰى؟

اس آیت میں ذکر فرمایا کہ زمین کی تخلیق آسمان سے پہلے ہے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو "کَانَ" کے ساتھ ذکر فرمایا ہے' جس کا عام طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے کہ "تھا" جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے تھا اب نہیں۔

فَقَالَ ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ (المؤمنون: ١٠١) فِي النَّفْخَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الزمر: ٦٨) فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلَا يَتَسَآءَلُوْنَ. ثُمَّ

(اس کے ان شبہات کو سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (تیرے پہلے شبہ کا جواب یہ ہے) جو فرمایا کہ ان کے درمیان نسب نہیں اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کریں گے یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوگا۔ تو بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں اور

Marfat.com

فِي النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ﴿اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾ (الصافات: ٢٧). وَاَمَّا قَوْلُهٗ ﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ (الانعام:٢٣)﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ﴾ (النساء:٤٢). فَاِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِاَهْلِ الْاِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ لَمْ نَكُنْ مُّشْرِكِيْنَ فَخُتِمَ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ اَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عُرِفَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَكْتُمُ حَدِيْثًا وَّعِنْدَهٗ﴿يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (النساء:٤٢)اَلْاٰيَةَ.

زمین میں ہیں سوائے جنہیں اللہ چاہے (الزمر:٦٨) اور یہ جو فرمایا کہ ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کریں گے یہ نفخۂ ثانیہ کے بعد ہوگا۔ دوسرے سوال کا جواب یہ دیا کہ ابتداء حساب کے وقت جب اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہوں کو معاف فرمائے گا تو اس وقت مشرکین کہیں گے: آؤ ہم اپنا عقیدہ چھپائیں اور کہیں کہ ہم مشرک نہیں تھے' پھر ان کے منہ پر مہر کی جائے گی اور ان کے ہاتھ اس وقت کلام کریں گے' اس وقت پہچانا جائے گا کہ یہ لوگ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔ اس وقت کافر پسند کرے گا کہ اس پر زمین برابر کر دی جائے۔

وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ فِيْ يَوْمَيْنِ اُخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْاَرْضَ وَدَحْوُهَا اَنْ اَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعٰى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجَمَالَ وَالْاٰكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ يَوْمَيْنِ اُخَرَيْنِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ﴿دَحٰهَا﴾ (النازعات:٣٠)وَقَوْلُهٗ ﴿خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ (آیت:٩)فَجُعِلَتِ الْاَرْضُ.

تیسرے شبہہ کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا' پھر آسمان پیدا فرمایا' پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور انہیں ٹھیک سات آسمان کر دیئے۔ دوسرے دو دنوں میں اس کے بعد زمین کو پھیلایا۔ زمین کے پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پانی اور چارہ نکالا..... پہاڑوں اور چوپاؤں اور اونٹوں اور ٹیلوں کو اور آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے ان کو دوسرے دنوں میں پیدا فرمایا' اور یہ جو فرمایا: زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زمین کو اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو چار دن میں پیدا فرمایا اور آسمانوں کو دو دن میں۔

وَمَا فِيْهَا مِنْ شَيْءٍ فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ وَّخُلِقَتِ السَّمَاوَاتُ فِيْ يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:٩٦)سَمّٰى نَفْسَهٗ ذٰلِكَ' وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ اَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا اِلَّا اَصَابَ بِهِ الَّذِيْ اَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَاِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ.

اور چوتھے شبہہ کا جواب یہ دیا کہ ''كَانَ'' معنی میں ''لم یزل'' کے ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اللہ غفور رحیم ہے' یعنی ہمیشہ سے ہے۔ یہاں ''كان'' کا ترجمہ ''تھا'' کرنا غلط ہے۔ قرآن میں اختلاف کا یقین نہ کر اس لیے کہ پورا قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہی ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا کی گئی مگر بہت سے مفسرین نے مثلاً امام مقاتل' امام قتادہ اور امام سدی کا قول ہے کہ آسمان پہلے پیدا فرمایا گیا اور زمین بعد میں' اس کی دلیل سورۂ نازعات کی یہ آیت ہے: ''وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا'' اور زمین کو اس کے بعد پھیلایا اس آیت میں ''دَحٰهَا'' سے مراد زمین کی پیدائش بھی ہے اور اس کا پھیلانا بھی ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی یہی تحقیق ہے جو انہوں نے اپنے رسالے ''کشف حقائق'' میں تحریر فرمایا ہے اور یہی الملفوظ جلد اول میں بھی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ''الملفوظ'' میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے کچھ اغلاط ہو گئی ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَمْنُوْنٍ﴾ (آیت:٨) مَحْسُوْبٍ ﴿اَقْوَاتَهَا﴾ (آیت:١٠) اَرْزَاقَهَا''..... ان کی غذا ﴿فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ

Marfat.com

اَمَرَهَا﴾ (آیت:۱۲)مِمَّا اُمِرَ بِهٖ..... یعنی جن باتوں کا انہیں حکم دیا گیا﴿نَحِسَاتٍ﴾ (آیت:۱٦)مَشَائِیمَ..... منحوس ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ﴾ (آیت:۲۵)قَرَنَّاهُمْ بِهِمْ..... اور ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات کیے ﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾(آیت:۳۰)عِنْدَ الْمَوْتِ..... یعنی ہم ان پر موت کے وقت فرشتے نازل کرتے ہیں ﴿اِهْتَزَّتْ﴾ (آیت:۳۹)بِالنَّبَاتِ..... سبزہ زار ہوگئی ﴿وَرَبَتْ﴾ (آیت:۳۹)اِرْتَفَعَتْ..... اونچی ہوئی ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مِنْ اَكْمَامِهَا﴾ (آیت:٤٧)حِيْنَ تَطْلُعُ''..... اور ان کے غیر نے کہا: اپنے غلافوں سے جب کہ وہ پھوٹے ﴿لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ﴾ (آیت:۵۰) بِعَمَلِيْ اَيْ اَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٰذَا..... میرے عمل سے میں اس کا حق دار ہوں ﴿سَوَاءً لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾ (آیت:۱۰)قَدَّرَهَا سَوَاءً..... یعنی ان کو مقرر کیا پوچھنے والوں کے لیے ٹھیک جواب ﴿فَهَدَيْنٰهُمْ﴾ (آیت:۱۷)دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهٖ ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ (البلد:۱۰) وَالْهُدٰى الَّذِيْ هُوَ الْاِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ اَسْعَدْنَاهُ. مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الانعام:۹۰)..... ہم نے ان کو اچھائی اور برائی کا راستہ دکھایا' جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی اور جیسے اس کا ارشاد ہے: اور ہم نے اس کو راستہ دکھایا' اور ہدایت کے معنی وہ ہدایت جو ارشاد کے معنی میں ہے ''بِمَنْزِلَةِ اَصْعَدْنَاهُ'' ہے' یعنی ہدایت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اس کو راستے پر چلا کر مقصود تک پہنچایا یعنی ایصال الی المطلوب جیسے ''اصعدناه'' کا معنی ہے کہ ہم نے اس کو اوپر چڑھایا' اسی طرح ہدایت کے معنی ہوں گے کہ ہم نے اسے راستہ چلا کر مطلوب تک پہنچایا' اسی معنی میں ہے یہ آیت کریمہ: ہم نے ان لوگوں کو ہدایت دی تو ان کے طریقے کے پیروی کرو ﴿يُوْزَعُوْنَ﴾ (آیت:۱۹) يُكَفُّوْنَ..... روکے جائیں گے ﴿مِنْ اَكْمَامِهَا﴾(آیت:٤٧)..... غلافوں سے ''قِشْرُ الْكُفْرٰى هِيَ الْكُمُّ''..... کھجور کے غنچے کے غلاف کو ''کُم'' کہتے ہیں ﴿وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ (آیت:۳٤)اَلْقَرِيْبُ..... مددگار' قریبی ﴿مِنْ مَّحِيْصٍ﴾ (آیت:٤٨)حَاصَ عَنْهُ حَادَ..... ٹھکانہ' لوٹنے کی جگہ ﴿مِرْيَةٍ﴾(آیت:٥٤) وَمُرْيَةٌ وَّاحِدٌ اَيْ اِمْتِرَاءٌ..... شک ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ (آیت:٤٠) اَلْوَعِيْدُ''..... یہ ارشاد کہ جو چاہو کرو دھمکی ہے..... وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (آیت:۳٤)اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ' وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ ﴿كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ (آیت:۳٤)..... احسن طریقہ یہ ہے کہ غصہ کے وقت صبر کرے اور برائی کے وقت معاف کرے' پس لوگ جب اس کو کرلیں گے اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کے دشمن کو ان کے لیے رحم دل کر دے گا گویا وہ قریبی ہمایتی ہے۔

بَابٌ

[حٰمٓ السجدہ:۲۲ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (آیت:۲۲).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تم اس سے چھپ کر کہاں جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا۝

(ص ۷۱۲)

۲۳۰۹- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ﴾ (آیت:۲۲) اَلْاٰيَةَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَّخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ ثَقِيْفٍ اَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفٍ وَخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت ''وَمَا كنتم تستترون ان يشهد عليكم سمعكم'' کے شانِ نزول میں فرمایا: دو قریشی مرد تھے' اور ان کا سسرال ثقیف کا ایک شخص تھا یا دو شخص ثقیف کے تھے اور ان کا سسرال قریش کا ایک شخص تھا۔ یہ سب ایک گھر میں

Marfat.com

اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا؟ قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَاُنْزِلَتْ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ. (اس کے بعد ہی فوراً متصل

بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: ما کنتم تستترون ان یشهد علیکم

ص ۱۱۲۲، مسلم۔ کتاب التوبۃ، ترمذی، نسائی۔ کتاب التفسیر)

تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: کیا تم لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ ہماری بات سنتا ہے؟ تو ان کے بعض نے کہا: بعض بات سنتا ہے اور ان کے بعض نے کہا: اگر بعض بات سنتا ہے تو پوری بات ضرور سنتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: تم کہاں تک چھپو گے تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں گواہی دیں گی۔

کتاب التوحید میں یہ ہے کہ یہ لوگ بیت اللہ کے پاس اکٹھے ہوئے، ان کے پیٹوں پہ چربی بہت تھی اور دلوں میں سمجھ کم۔ آخر میں یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا، اگر ہم بلند آواز سے بولتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور جب آہستہ بولتے ہیں تو نہیں سنتا، اس پر دوسرے نے کہا: اگر ہماری بلند آواز سنتا ہے تو وہ ہماری پست آواز بھی سنتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ دو قریشی تھے ایک ثقفی یا برعکس، یہ شک روای حدیث معمر سے ہوا۔ امام عبدالرزاق نے بہ طریق دحدب بن ربیعہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے بغیر شک کے یہ روایت کیا۔ ایک ثقفی اور دو اس کے سسرال کے قریشی۔ ابن بشکوال نے مبہمات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ قرشی اسود بن عبد یغوث زہری تھا، اور ثقفی اخنس بن شریق تھا، اور دوسرے کا نام انہوں نے نہیں بتایا۔ ثعلبی اور بغوی نے بتایا کہ ثقفی عبد یالیل بن عمرو بن عمیر اور دو قرشی اُمیہ بن خلف کے بیٹے صفوان اور ربیعہ تھے۔ اسماعیل بن محمد تیمی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ قرشی صفوان بن امیہ تھا اور دو ثقفی ربیعہ اور حبیب عمرو کے بیٹے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ

یہ سورت مکی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کی چار آیتیں مدنی ہیں "قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا" (الشوریٰ: ۲۳) سے لے کر "وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ..... مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيْلٍ" (الشوریٰ: ۳۹) تک۔ اس میں ترپن آیتیں ہیں۔

"وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿عَقِيْمًا﴾ (آیت: ۵۰) لَاتَلِدُ"..... بانجھ ﴿رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ (آیت: ۵۲) اَلْقُرْاٰنُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ﴾ (آیت: ۱۱) نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ..... پھیلاتا ہے ایک نسل کے بعد دوسری ﴿لَاحُجَّةَ بَيْنَنَا﴾ (آیت: ۱۵) لَاخُصُوْمَةَ..... ہمارے تمہارے درمیان جھگڑا نہیں ﴿طَرْفٍ خَفِيٍّ﴾ (آیت: ۴۵) ذَلِيْلٍ..... حقیر نگاہ "وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ﴾ (آیت: ۳۳) يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِيْنَ فِي الْبَحْرِ"..... ہلتی ہیں اور سمندر میں چلتی نہیں ﴿شَرَعُوْا﴾ (آیت: ۲۱) اِبْتَدَعُوْا..... انہوں نے ابتدا کی۔

سُوْرَةُ حٰمٓ الزُّخْرُفِ

یہ سورت مکی ہے اور اس میں نواسی آیتیں ہیں۔

"وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلٰى اُمَّةٍ﴾ (آیت: ۲۲-۲۳) عَلٰى اِمَامٍ"..... اُمت کے یہاں معنی پیشواء کے ہیں ﴿وَقِيْلِهٖ يَا رَبِّ﴾ (آیت: ۸۸) تَفْسِيْرُهٗ. اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَانَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيْلَهُمْ؟..... اور ان کے اس کہنے کی قسم: اے میرے رب! اس کی تفسیر یہ ہے کہ کیا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی پست آواز اور ان کی سرگوشی کو نہیں سنتے اور ہم ان کی بات کو نہیں سنتے

"وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ (آیت: ۳۳) لَوْلَا اَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ ﴿سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ﴾ (آیت: ۳۳) مِنْ فِضَّةٍ وَّهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرٌ فِضَّةٌ"..... کیوں نہیں! کہ سب کو کفار بنایا، اگر ایسا ہوتا

Marfat.com

تو کفار کے گھروں کی چھتیں چاندی کی ہوتیں اور سیڑھیاں چاندی کی اور تخت چاندی کے ﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ (آیت:۱۳) مُطِيْقِيْنَ..... ہم طاقت رکھتے ہیں ﴿اٰسَفُوْنَا﴾ (آیت:۵۵) اٰسَخَطُوْنَا..... ہم کو ناراض کر دیا ﴿يَعْشُ﴾ (آیت:۳٦) يَعْمٰى..... اندھا ہوتا ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ﴾ (آیت:۵) اَیْ تُكَذِّبُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهِ؟''..... یعنی تم قرآن کو جھٹلاؤ پھر یہ گمان کرو کہ اس پر سزا نہیں دیے جاؤ گے ﴿وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ (آیت:۸) سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ..... اگلوں کا طریقہ گزر چکا ﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ (آیت:۱۳) يَعْنِى الْاِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ..... طاقت رکھنے والے یعنی اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے ﴿يُنَشَّؤُا فِى الْحِلْيَةِ﴾ (آیت:۱۸) اَلْجَوَارِىْ جَعَلْتُمُوْهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُوْنَ..... زیور میں پلی بچیاں جن کو تم نے رحمٰن کی اولاد ٹھہرایا' پس تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ یہ تعریض ہے' مشرکین عرب بچیوں کو پسند نہیں کرتے تھے پھر کیسے کہتے ہو کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں ﴿لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ﴾ (آیت:۲۰) يَعْنُوْنَ الْاَوْثَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ (آیت:۲۰) اَلْاَوْثَانُ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ..... اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے یعنی بتوں کو' اللہ عزوجل کے اس قول کی وجہ سے انہیں اس کا علم نہیں یعنی بت نہیں جانتے ﴿فِىْ عَقِبِهٖ﴾ (آیت:۲۸) وَلَدِهٖ ﴿مُقْتَرِنِيْنَ﴾ (آیت:۵۳) يَمْشُوْنَ مَعًا..... ساتھ ساتھ چلتے ہیں ﴿سَلَفًا﴾ (آیت:۵٦) قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... ''سلف'' سے مراد قوم فرعون ہے جو اس امت کے کفار کے اگلے ہیں ﴿وَمَثَلًا﴾ (آیت:۵٦) عِبْرَةً ﴿يَصِدُّوْنَ﴾ (آیت:۵۷) يَضِجُّوْنَ..... غل مچاتے ہیں ﴿مُبْرِمُوْنَ﴾ (آیت:۷۹) مُجْمِعُوْنَ..... جمع کرنے والے ﴿اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ (آیت:۸۱) اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ..... عابد سے یہاں مراد مومن ہیں ﴿اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ﴾ (آیت:۲٦) اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيْعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيْهِ بَرَاءٌ لِاَنَّهٗ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِىْءٌ لَقِيْلَ فِى الْاِثْنَيْنِ بَرِيْئَانِ وَفِى الْجَمِيْعِ بَرِيْئُوْنَ. وَقَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّنِىْ بَرِىْءٌ بِالْيَاءِ..... افادہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ ''براء'' مصدر ہے اس لیے واحد تثنیہ جمع مونث مذکر سب کے لیے آتا ہے اور ''بریء'' کی تثنیہ کے لیے ''بریئان'' اور جمع کے لیے ''بریئون'' ہے اس لیے کہ یہ صفت مشبہ ہے فعیل کے وزن پر اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے پڑھا ''بَرِیٌّ'' یاء کے ساتھ..... ''وَالزُّخْرُفُ: اَلذَّهَبُ'' سوناء عرف میں اب اس کے معنی آرائش وزیبائش کے ہیں ﴿مَّلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ﴾ (آیت:٦۰) يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا..... فرشتے یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں۔

بَابٌ

[حٰمٓ الزخرف:۷۷ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (آیت:۷۷) اَلْاٰيَةَ. (ص ۷۱۳)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جہنمی پکاریں گے: اے مالک! تیرا رب ہمارا کام تمام کر دے۔

''وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ﴾ (آیت:۵٦) عِظَةً''..... اور قتادہ نے کہا: ''مثلاً'' سے مراد نصیحت ہے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ (آیت:۱۳) ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِّفُلَانٍ ضَابِطٌ لَّهٗ''..... اور ان کے غیر نے کہا: ''مقرنین'' کے معنی ہیں: قابو میں کرنے والے' کہا جاتا ہے ''فُلَانٌ مُقْرِنٌ بِفُلَانٍ'' یعنی اس کو قابو میں کیے ہوئے ہے ﴿وَالْاَكْوَابُ﴾ اَلْاَبَارِيْقُ الَّتِىْ لَا خَرَاطِيْمَ لَهَا''..... وہ لوٹے جس میں ٹونٹیاں نہ ہوں ﴿اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ (آیت:۸۱) اَىْ مَا كَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ' وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ. وَقَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ' وَيُقَالُ ﴿اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ اَلْجَاحِدِيْنَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ..... ارشاد ہے: ''قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝'' فرما دو: اگر رحمٰن کی کوئی اولاد ہے تو میں سب سے پہلا اسے پوجنے والا ہوں ۝ ''عابدین'' میں دو احتمال ہیں' ایک یہ کہ ''عَبَدَ يَعْبُدُ' نَصَرَ يَنْصُرُ'' سے آئے' اس کے معنی عبادت کرنے والے

Marfat.com

کے ہیں' دوسرے یہ کہ ''عَبِدَ یَعْبَدُ سَمِعَ یَسْمَعُ'' سے آئے' اس کے معنی انکار کرنے والے کے ہیں۔ امام بخاری نے یہاں دوسرے احتمال کو لیا' اور ''اِنْ'' کو نافیہ مانا یعنی اللہ کی کوئی اولاد نہیں' میں سب سے پہلا انکار کرنے والا ہوں۔ کہتے ہیں: ''اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ'' یعنی ''جاحدین'' انکار کرنے والے ''عَبِدَ یَعْبَدُ'' سے' انکار کرنے کے معنی میں اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے ''وَقِیْلِهٖ یَا رَبِّ'' کی جگہ ''وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ'' پڑھا ہے۔ ان کی یہ قراءت شاذہ ہے۔ مناسب یہ تھا کہ یہ وہیں ہوتا جہاں ''قِیْلِهٖ یَا رَبِّ'' کی تفسیر مذکور ہے' یہاں یوں بھی غیر مناسب ہے کہ ''عابدین'' کی تفسیر کے درمیان اس کو ذکر کیا' لیکن غالباً یہ ناسخوں کا کام ہے۔

''وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ﴾ (آیت:٤) جُمْلَةِ الْكِتَابِ' اَصْلِ الْكِتَابِ ﴿اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ﴾ (آیت:٥) مُشْرِكِیْنَ. وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ رُفِعَ حَیْثُ رَدَّهُ اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَهَلَكُوْا''..... تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں' اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو' یعنی مشرک ہو' بخدا! اگر یہ قرآن اُٹھا لیا جاتا جب کہ اسے اس امت کے اگلوں نے رد کیا تھا تو ہلاک ہو جاتے۔ ﴿فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ (آیت:٨) عُقُوْبَةُ الْاَوَّلِیْنَ..... تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے' یعنی سزا ﴿جُزْئًا﴾ (آیت:١٥) عَدْلًا..... برابر۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ (ص ۷۱۴)

یہ سورت مکی ہے' اس میں اُنسٹھ آیتیں ہیں۔ ترمذی میں ہے کہ جو رات میں سورۂ ''حٰمٓ دُخَانٓ'' پڑھے گا صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کریں گے اور ایک حدیث میں ہے جو شب جمعہ ''حٰمٓ دُخَانٓ'' پڑھے گا اسے بخش دیا جائے گا۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ' ﴿رَهْوًا﴾ (آیت:٢٤) طَرِیْقًا یَابِسًا''..... خشک راستہ ﴿عَلَى الْعٰلَمِیْنَ﴾ (آیت:٣٢) عَلٰى مَنْ بَیْنَ ظَهْرَیْهِ..... پوری دنیا پر یعنی ان تمام لوگوں پر جو اس وقت زمین پر تھے ﴿فَاعْتِلُوْهُ﴾ (آیت:٤٧) اِدْفَعُوْهُ..... اس کو دفع کرو' دور کرو ﴿وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ﴾ (آیت:٥٤) اَنْكَحْنَاهُمْ حُوْرًا عَیْنًا یَّحَارُ فِیْهَا الطَّرْفُ..... ہم نے ان کا نکاح کیا حور عین سے جنہیں دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں ﴿تَرْجُمُوْنِ﴾ (آیت:٢٠) اَلْقَتْلُ..... یعنی قتل کر ڈالو ''وَرَهْوًا سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْمُهْلِ﴾ (آیت:٤٥) اَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّیْتِ''..... کالا' روغن زیتون کے تلچھٹ کے مثل ''وَقَالَ غَیْرُهٗ ﴿تُبَّعٍ﴾ (آیت:٣٧) مُلُوْكُ الْیَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ یُسَمّٰى تُبَّعًا لِاَنَّهٗ یَتْبَعُ صَاحِبَهٗ وَالظِّلُّ یُسَمّٰى تُبَّعًا لِاَنَّهٗ یَتْبَعُ الشَّمْسَ''..... یمن کے بادشاہوں کا لقب ہے' ہر بادشاہ کو ''تبع'' کہا جاتا ہے' کیونکہ وہ دوسرے کے پیچھے آتا ہے اور سایہ کو بھی تبع کہتے ہیں اس لیے کہ وہ سورج کے تابع ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْجَاثِیَةِ (ص ۷۱۵)

یہ سورت مکی ہے' اور اس میں سینتیس آیتیں ہیں۔

﴿جَاثِیَةً﴾ (آیت:٢٨) مُسْتَوْفِزِیْنَ عَلَى الرُّكَبِ..... گھٹنے کے بل کھڑے ہو جانے والے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَسْتَنْسِخُ﴾ (آیت ٢٩) نَكْتُبُ''..... ہم لکھتے ہیں: ﴿لِنَسَائِكُمْ﴾ (آیت:٣٤) نَتْرُكُكُمْ..... ہم تم کو چھوڑ دیں گے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ (ص ۷۱۵)

یہ سورت مکی ہے' مگر دو آیتیں مدنی ہیں' ایک ''قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ'' (الاحقاف:١٠) اور دوسری ''وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَا اِلَیْهِ'' (الاحقاف:١١) اس میں پینتیس آیتیں ہیں۔

Marfat.com

''اَحْقَاف''، ''حَقْفٌ'' کی جمع ہے' ریت کا گول ٹیلہ' حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ احقاف عمان اور مہرہ کے درمیان ایک میدان ہے۔ دیگر لوگوں نے اور بھی اس کی تفسیریں کی ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تُفِيضُونَ﴾ (آیت:٨) تَقُولُونَ''..... کہتے ہیں: ''وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٍ وَّاُثْرَةٍ ﴿اَوْ اَثَارَةٍ﴾ (آیت:٤) بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (آیت:٩) لَسْتُ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ''..... میں نیا رسول نہیں ہوں ''وَقَالَ غَيْرُهُ' ﴿اَرَاَيْتُمْ﴾ (آیت:٤) هٰذِهِ الْاَلِفُ اِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ' اِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ اَنْ يُّعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ ﴿اَرَاَيْتُمْ﴾ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ' اِنَّمَا هُوَ اَتَعْلَمُونَ اَبَلَغَكُمْ اَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ خَلَقُوا شَيْئًا؟''..... ''اَرَاَيْتُمْ'' کا الف ہمزۂ استفہامیہ دھمکی کے لیے ہے' یعنی اگر تمہارا خیال صحیح ہو کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو وہ عبادت کے لائق نہیں' یہ ''أرأيتم'' آنکھ سے دیکھنے والی رویت نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ کیا تم جانتے ہو؟ کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے؟

بَابُ

قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِي اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ﴾ (آیت:١٧). (ص ٧١٥)

[الاحقاف:١٧ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: وہ جس نے اپنے والدین سے کہا: اُف' تم سے دل پک گیا' کیا مجھے وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں' تیری خرابی ہو' ایمان لا' بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے: یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں O

٢٣١٠ - ح: [تُهْمَةُ مَرْوَانَ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ وَرَدُّ قَاطِعٍ مِنْ عَائِشَةَ]

مروان کا عبدالرحمٰن بن ابی بکر پر بہتان اور اُمّ المؤمنین کا منہ توڑ جواب

٢٣١٠ - عَنْ يُّوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اِسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ اَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ اِنَّ هٰذَا الَّذِي اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِي﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ عُذْرِي.

یوسف بن ماہک سے روایت ہے' انہوں نے کہا: مروان حجاز کا حکم تھا' حضرت معاویہ نے اس کو حاکم بنایا تھا۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تاکہ اس کے لیے بیعت کی جائے اس کے باپ کے بعد' تو ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے کچھ کہا' تو مروان نے کہا: اسے پکڑو۔ وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کے گھر میں چلے گئے' اس لیے لوگ انہیں پکڑ نہ سکے' مروان نے کہا: بے شک یہ وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: اور وہ جس نے اپنے والدین سے کہا: تم دونوں کو اف! تم سے دل پک گیا ہے' کیا مجھے وعدہ دیتے ہو۔ اس پر حضرت عائشہ نے حجاب کے پیچھے سے فرمایا: اللہ نے ہم لوگوں کے بارے میں قرآن میں کچھ نازل نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اللہ نے میرا عذر

Marfat.com

نازل فرمایا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ حکومت میں مروان کو مدینہ کا حاکم بنایا۔ آخری عمر میں جب انہوں نے یہ طے کرلیا کہ یزید کو اپنا ولی عہد بنائیں تو یہ ضروری جانا کہ اپنی حیات ہی میں یزید کی بیعت پورے ممالک اسلامیہ سے لے لیں۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے مختلف عمال حکومت کو لکھا' اس میں مروان بھی تھا۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی ترغیب میں کہا کہ امیر المومنین نے ایک اچھی بات سوچی ہے۔ وہ حضرات ابوبکر وعمر کی سنت کے مطابق اپنی حیات ہی میں یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے لیں۔ انہوں نے اس کو اپنے بعد خلیفہ بنا دیا ہے جیسا کہ حضرات ابوبکر وعمر نے خلیفہ بنایا تھا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا کہ یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے۔ حضرت ابوبکر نے خلافت نہ کسی اپنے لڑکے کو دی اور نہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو۔ اس پر مروان نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ انہیں گرفتار کرلو۔ حضرت عبدالرحمٰن بھاگ کر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں چلے گئے۔ مروان منبر سے اتر کر اُمّ المؤمنین کے دروازہ پر آیا اور اُمّ المؤمنین سے بہت کچھ باتیں کیں۔ اسی میں اس نے یہ بھی کہا کہ عبدالرحمٰن وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے: ''وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا''۔ اُمّ المؤمنین نے فرمایا: ہم اولادِ ابوبکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سوائے میرے عذر کے اور کچھ نازل نہیں فرمایا ہے۔ وہ جھوٹ بولا ہے۔ یہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر میں چاہوں تو ان کا نام لے سکتی ہوں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت فرمائی اور مروان اس کی پیٹھ میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت ام رومان حضرت عبدالرحمٰن کی والدہ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان دونوں نے حضرت عبدالرحمٰن سے بھی مسلمان ہونے کو کہا بلکہ بار بار اسلام کی ترغیب دیتے رہے اور وہ انکار کرتے رہے' اور کہتے رہے کہ فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ یعنی قریش کے کچھ مشائخ کے بارے میں جو انتقال کر چکے تھے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن مسلمان ہوئے اور مخلص مسلمان ہوئے' لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے' بلکہ یہ ایک کافرماں باپ کے نافرمان بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فِیْنَا

اس سے مراد اولادِ حضرت ابوبکر ہیں۔ ورنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں متعدد آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ'' اور ''وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی○ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی○'' (اللیل:۱۷-۱۸) اور ''اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ'' (التوبہ:۱۰۰) اور ''وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ'' وغیرہ کثیر آیتیں ہیں۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ ﴿اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ (ص ۷۱۵)

یہ سورت مکی ہے یا مدنی دونوں قول ہیں۔ عام مفسرین کا رجحان یہی ہے کہ یہ مدنی ہے' اور اس میں اڑتیس آیتیں ہیں۔

﴿اَوْزَارَهَا﴾ (آیت:٤) 'اٰثَامَهَا حَتّٰی لَا یَبْقٰی اِلَّا مُسْلِمٌ..... ارشاد ہے: ''فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا'' (محمد:۴) پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ''اوزارھا'' سے مراد ''اثام'' ہیں' یہ ''وِزْرٌ'' کی جمع ہے جس کے معنی گناہ کے ہیں' مراد یہ ہے کہ یہاں تک کہ مسلمان کے سواء کوئی باقی نہ رہے' لیکن امام بخاری کے علاوہ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ ''اوزار'' سے مراد اسلحے ہیں' اور یہ ''وِزْرٌ'' بہ معنی

Marfat.com

بوجھ کے ہے لیکن یہ معنی امام بخاری کی تفسیر کے منافی نہیں۔ گناہ بھی ایک بوجھ ہے ﴿عَرَّفَهَا﴾ (آیت:٦) بَيَّنَهَا..... اس کو بیان کیا ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (آیت:١١) وَلِيُّهُمْ'' ..... ''مولیٰ'' بہ معنی والی اور حاکم کے ہے ﴿عَزَمَ الْاَمْرُ﴾ (آیت: ٢١) جَدَّ الْاَمْرُ..... پختہ ارادہ کرلیا ﴿فَلَا تَهِنُوْا﴾ (آیت:٣٥) لَاتَضْعُفُوْا..... کمزوری نہ دکھاؤ ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَضْغَانَهُمْ﴾ (آیت:٢٩) حَسَدَهُمْ'' ..... ''اَضْغَان''، ''ضِغْنٌ'' کی جمع ہے اس کے معنی حسد کے ہیں ﴿اٰسِنٍ﴾ (آیت:١٥) مُتَغَيِّرٍ..... بدلا ہوا۔

بَابٌ

﴿وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ﴾ (آیت:٢٢). (ص٢٩)

[محمد:٢٢ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اور رشتوں کو تم لوگ کاٹو۔

٢٣١١ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝﴾ (آیت:٢٢).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوقات کی تخلیق سے فارغ ہوگیا تو رشتے نے کھڑے ہوکر اللہ سے فریاد کی' اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: ٹھہر! رشتے نے کہا: رشتہ قطع کرنے سے تیری پناہ لینے والوں کی یہی جگہ ہے۔ فرمایا: کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے اسے میں ملاؤں اور جو تجھے کاٹے اسے میں کاٹوں' رشتے نے کہا: ہاں! اے پروردگار! فرمایا: جا یہی ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہو تو پڑھو: تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں؟ کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو ۝

(اس کے بعد متصل دو طریقے سے' کتاب الادب۔ باب: من وصل و صله الله ص٧٧٥' کتاب التوحید۔ باب: قول الله تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام الله ص١١١٧' مسلم۔ کتاب الادب' نسائی۔ کتاب التفسیر)

فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ

''حقو'' کے معنی کوکھ کے ہیں۔ انسان انتہائی پریشانی میں جب کسی کی پناہ لینے کے لیے کسی کے پاس جاتا ہے تو اس کی کمر پکڑ لیتا ہے۔ یہ انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ فریاد کی صورت ہے۔ اللہ عزوجل جسم وجسمانیات سے پاک ہے' اس لیے اس حدیث میں ''حقو الرحمٰن'' متشابہات میں سے ہے۔ اس سے حقیقی مراد کیا ہے؟ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں۔ اس خادم کی رائے یہ ہے کہ یہ کنایہ ہے انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ فریاد کرنے سے۔

[صلہ رحمی کی فضیلت]

صلہ رحمی تمدن کی ایک بہت اعلیٰ خوبی ہے' اور قطع رحمی بدترین عیب۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے وہ فرمایا کہ جو صلہ رحمی کرے گا اسے میں ملاؤں گا اور جو قطع رحمی کرے گا اسے کاٹ دوں گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ صلہ رحمی یہ نہیں کہ جو تم سے اچھا سلوک کرے اس کے ساتھ تم اچھا سلوک کرو بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جو رشتہ کاٹنا چاہے اس کے ساتھ رشتہ باقی رکھا جائے اور اچھا سلوک کیا جائے جو اس زمانہ میں نایاب ہے۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْفَتْحِ (ص ۷۱۶)

یہ سورت مدنی ہے' یہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی جب آپ حدیبیہ سے واپس ہو رہے تھے۔ اس میں اُنتیس آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بُوْرًا﴾ (آیت:۱۲) هَالِكِيْنَ..... ہلاک ہونے والے'' وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ﴾ (آیت:۲۹) اَلسَّحْنَةُ'..... ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے' یعنی زیبائش' خوبصورتی'' وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ اَلتَّوَاضُعُ''..... منصور نے مجاہد ہی سے روایت کی کہ یہ علامت تواضع ہے ﴿شَطْاَهٗ﴾ (آیت:۲۹) فِرَاخَهٗ..... اس نے اپنا پٹھا ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ (آیت:۲۹) غَلُظَ..... پھر دبیز ہوئی ﴿سُوْقِهٖ﴾ (آیت:۲۹) اَلسَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ..... ''ساق'' ڈنٹھل' تنا ''وَيُقَالُ ﴿دَآئِرَةُ السَّوْءِ﴾ (آیت:٦) كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ. وَدَائِرَةُ السَّوْءِ. اَلْعَذَابُ..... یہ ایسے جیسے کہتے ہیں: برا شخص' اور بری گردش سے مراد عذاب ہے ﴿تُعَزِّرُوْهُ﴾ (آیت:۹) تَنْصُرُوْهُ ﴿شَطْاَهٗ﴾ (آیت:۲۹) شَطْءُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا اَوْ ثَمَانِيًا اَوْ سَبْعًا فَيُقْوٰى بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ فَذَاكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَاٰزَرَهٗ﴾ (آیت:۲۹) قَوَّاهُ. وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَّمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ' وَّهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ خَرَجَ وَحْدَهٗ ثُمَّ قَوَّاهُ بِاَصْحَابِهٖ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا..... بالی کے پٹھے جس میں دانے پیدا ہوتے ہیں یعنی دس' آٹھ یا سات اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اس نے اس کو قوت دی اور اگر ایک پٹھا ہوتا تو بالی کھڑی نہ رہتی' پس یہ مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے لیے یہ بیان فرمائی کہ تنہا نکلے' پھر اللہ نے صحابہ سے انہیں قوت دی جیسا کہ دانے کو قوت دی اس سے جو دانے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ (ص ۷۱۷)

یہ سورت مدنی ہے' اس میں اٹھارہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تُقَدِّمُوْا﴾ (آیت:۱) لَا تَفْتَاتُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهٖ''..... اور مجاہد نے کہا: ''لَا تُقَدِّمُوْا'' سے مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں پہل نہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے فیصلہ سنا دے ﴿اِمْتَحَنَ﴾ (آیت:۳) اَخْلَصَ..... پرکھ لیا۔

بَابٌ ﴿تَنَابَزُوْا﴾ (الحجرات:۱۱) يُدْعَى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ

برے نام رکھو یعنی اسلام کے بعد کفر کے ساتھ پکارو [یہ ممنوع ہے]

﴿تَنَابَزُوْا﴾ (آیت:۱۱) يُدْعٰى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ. ﴿يَلِتْكُمْ﴾ (آیت:۱٤) يَنْقُصُكُمْ اَلَتْنَا نَقَصْنَا..... اس نے کم نہیں کیا۔ ''اَلَتْنَا'' کے معنی: ہم نے کم کیا۔

سُوْرَةُ قٓ

یہ سورۃ مکی ہے' اس میں پینتالیس آیتیں ہیں۔ ''قٓ'' اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے' قرضی سے روایت ہے کہ یہ اسمائے حسنہ قدیر' قادر' قاہر' قریب' قاضی' قابض میں سے کسی کا رمز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قرآن کا نام ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد کوہ قاف ہے۔

﴿رَجْعٌ بَعِيْدٌ﴾ (آیت:۳) رَدٌّ..... پلٹنا دور ہے ﴿فُرُوْجٍ﴾ (آیت:٦) فُتُوْقٍ' وَاحِدُهَا فَرْجٌ..... یہ ''فَرْجٌ'' کی جمع ہے

Marfat.com

﴿مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (آیت:١٦) فِیْ حَلْقِهٖ اَلْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ ..... ''ورید'' ایک رگ ہے معنی حلق میں اور ''حبل'' سے مراد شانے کی رگ ہے۔ ''ورید'' اصل میں شہ رگ کو کہتے ہیں جو دل سے نکل کر پورے جسم میں پھیلی ہوئی ہے گردن اور شانے میں بھی ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ﴾ (آیت:٤) مِنْ عِظَامِهِمْ''..... اور ان کی ہڈیوں کو کم کرتی ہے ﴿تَبْصِرَةً﴾ (آیت:٨) بَصِيْرَةً ﴿حَبَّ الْحَصِيْدِ﴾ (آیت:٩)..... ''حب'' کے معنی دانہ اور ''حصید'' کے معنی: کاٹا ہوا' مراد گیہوں ہے ﴿بَاسِقَاتٍ﴾ (آیت:١٠) اَلطِّوَالُ..... لمبے ﴿اَفَعَيِيْنَا﴾ (آیت:١٥) اَفَاَعْيَا عَلَيْنَا..... تو کیا اس نے ہم کو تھکا دیا ﴿وَقَالَ قَرِيْنُهٗ﴾ (آیت:٢٣) اَلشَّيْطَانُ الَّذِیْ قُيِّضَ لَهٗ..... وہ شیطان جو اس پر مقرر کیا ہوا ہے ﴿فَنَقَّبُوْا﴾ (آیت:٣٦) ضَرَبُوْا..... چلو پھرو ﴿اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ﴾ (آیت:٣٧) لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ بِغَيْرِهٖ..... کان لگا کر سنے' ادھر ادھر متوجہ نہ ہو ''حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ''..... جب تم کو پیدا کیا ﴿رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (آیت:١٨) رَصَدٌ..... محافظ تیار ﴿سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ﴾ (آیت:٢١) اَلْمَلَكَانِ كَاتِبٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿شَهِيْدٌ﴾ (آیت:٣٧) شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ..... دو فرشتے کاتب اور گواہ ''شہید'' بہ معنی ''شاهد بالقلب'' ہے ﴿لُغُوْبٌ﴾ (آیت:٣٨) اَلنَّصَبُ..... تھکن ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿نَضِيْدٌ﴾ (آیت:١٠) اَلْكُفْرٰى مَادَامَ فِیْ اَكْمَامِهٖ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ اَكْمَامِهٖ فَلَيْسَ بِنَضِيْدٍ''..... گابھا جب تک اپنے چھلکے میں ہو' اس کا معنی یہ ہے یعنی تہ بہ تہ ہو اور جب اپنے چھلکے سے باہر آجائے تو نضید نہیں ''فِیْ ﴿اَدْبَارِ النُّجُوْمِ﴾ (الطور:٤٩) ﴿وَاَدْبَارِ السُّجُوْدِ﴾ (آیت:٤٠) كَانَ عَاصِمٌ يَّفْتَحُ الَّتِیْ فِیْ (ق) وَيَكْسِرُ الَّتِیْ فِیْ (الطُّوْرِ) وَيُكْسَرَانِ جَمِيْعًا وَّيُنْصَبَانِ''..... ''ادبار'' میں عاصم سورۂ ق میں الف کو فتحہ پڑھتے ہیں اور طور میں کسرہ' اور دونوں کو کسرہ پڑھا جاتا ہے اور دونوں کو نصب پڑھا جاتا ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَوْمَ الْخُرُوْجِ﴾ (آیت:٤٢) يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ''..... جس دن قبروں سے نکلیں گے۔

بَابُ

[ق:٣٠ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۝﴾ (آیت:٣٠). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جہنم کہے گی: کیا اور زیادہ ہے؟۝ (ص٧١٨)

٢٣١٢ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقٰى فِی النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ.

حضرت انس نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: جہنم میں ڈالا جائے گا اور جہنم کہے گی: کچھ اور زیادہ ہے' یہاں تک کہ اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی: بس بس۔

(بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب: الحلف بعزة الله ص٩٨٥' کتاب التوحید۔ باب: قول الله تعالیٰ وهو العزيز الحكيم ص١٠٩٨)

٢٣١٣ - عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ وَاَكْثَرُ مَا كَانَ يُوْقِفُهٗ اَبُوْ سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدَمَهٗ عَلَيْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ.

محمد بن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مرفوعاً' اور ابو سفیان اکثر اس کو موقوفاً روایت کرتے تھے اور بہت کم مرفوعاً' جہنم سے کہا جائے گا: کیا تو بھر گئی؟ تو کہے گی: کچھ اور زیادہ ہے' سو رب تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا تو کہے گی: بس بس۔

جنت اور دوزخ کا مکالمہ

٢٣١٤ - ح [اَلْمُحَاجَّةُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ]

Marfat.com

٢٣١٤ - عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِیْ لَایَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابٌ اُعَذِّبُ بِكَ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِیءُ حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِیءُ وَیُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ وَلَا یَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا. وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: ما جاء فی قول اللّٰه تعالٰی ان رحمت اللّٰه ص ۱۱۱۰، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں بحث کی' جہنم نے کہا: میرے حصہ میں متکبرین اور متجبرین آئے ہیں۔ جنت کہے گی: میرا حال کیا ہے کہ میرے اندر کمزور اور گئے گزرے لوگ آئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت سے فرمائے گا: تو میری رحمت ہے' تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں مہربانی فرماؤں گا اور جہنم سے فرمائے گا: تو میرا عذاب ہے' تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں عذاب کروں گا' اور ان میں سے ہر ایک کے لیے بھرنا ہے' جہنم نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھے گا تو جہنم کہے گی: بس بس۔ اس وقت بھر جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض سے سمٹ کر مل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا اور جنت بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق پیدا فرمائے گا۔

متکبرین ومتجبرین ہم معنی ہیں' البتہ ثانی میں کچھ معنی کی زیادتی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا: متکبر وہ شخص ہے جو اپنے مال' علم' عزت' عقل پر غرور کرے اور متجبر وہ ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں مگر پھر بھی غرور کرتا ہے۔ اس سے مراد کفار ومشرکین ہیں جنہوں نے اپنی بڑائی کے غرور میں ایمان نہیں قبول کیا۔ ''ضعفاء'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی نظروں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں' اور یہی ''سَقَطٌ'' سے مراد ہے جن کو لوگ اپنی نظروں سے گرا دیتے ہیں' یا ''ضعفاء و سقط'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو تواضعاً اپنے آپ کو حقیر اور کم حیثیت سمجھتے ہیں' پہلی توجیہ پر یہ ارشاد بہ اعتبار اغلب واکثر ہے۔

حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ

یہ ارشاد بھی متشابہات سے ہے۔ اس کا حقیقی معنی اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں' عرف عام میں کسی چیز پر قدم رکھنے سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اسے مسل کر حقیر وذلیل کر دیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جہنم جوش میں عرض کرے گی کہ کیا اور کچھ زیادہ ہے؟ اللہ عزوجل اس کے اس جوش اور شورش کو اپنی قدرت سے ختم کر دے گا اور بجائے ''هَلْ مِنْ مَّزِیْد'' کے وہ پکارے گی: بس بس بس۔ دوسری روایتوں میں بجائے ''رجل'' کے ''قدم'' ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ''قدم'' معنی میں اسم مفعول کے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے روز ازل جو فیصلہ فرمایا ہے اس کے مطابق کچھ نئی مخلوق پیدا کر کے جہنم بھرے گا' مگر اس پر دو اشکال ہیں۔ اول یہ کہ اس حدیث میں ''رِجْلٌ'' ہے ''قدم'' نہیں' بعض لوگوں نے بتکلف اس میں بھی پہلا معنی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بہ تکلف مرد ہے' دوسرے یہ کہ کتاب التوحید میں جو روایت ہے اس میں وضع قدم سے پہلے یہ زائد ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کے لیے جسے چاہے گا پیدا فرمائے گا اور انہیں اس میں ڈالے گا' پھر بھی وہ کہے گی: ''هَلْ مِنْ مَّزِیْد'' پھر اس میں ڈالے گا' پھر کہے گی: ''هَلْ مِنْ مَّزِیْد'' تین بار یہی ہوگا' یہاں تک کہ اپنا قدم ڈالے گا تو وہ کہے گی: بس بس۔

بَابٌ

[ق: ۹، ۳۰ کی تفسیر]

Marfat.com

قَوْلِهٖ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۝﴾ (آیت:۳۹). (ص۷۷۹)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اپنے رب کی پاکی بیان کرو اس کی حمد کے ساتھ آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے۝

۲۳۱۵- عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَهٗ اَنْ يُّسَبِّحَ فِيْ اَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِيْ قَوْلَهٗ ﴿وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھیں۔ ان کی مراد یہ ارشاد تھا: تو اس کی پاکی بیان کرو سجدوں کے بعد۔

حضرت ابن عباس کی تفسیر کا مآل یہ ہے کہ آیت کریمہ ''وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ'' اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد' اس سے مراد نماز نہیں بلکہ ذکر ہے وہ بھی خاص ذکر تسبیح۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيَاتِ (ص۷۷۹)

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ساٹھ آیتیں ہیں۔

''قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿اَلذّٰرِيَاتُ﴾ (آیت:۱) اَلرِّيَاحُ. وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَذْرُوْهُ﴾ (الکہف:٤٥) تُفَرِّقُهٗ''..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''ذاریات'' سے مراد ہوائیں ہیں' اور ان کے غیر نے کہا کہ ''تَذْرُوْه'' کے معنی ہیں: انہیں منتشر کر دیتی ہیں' ''ذَارِيَاتِ''، ''ذَرْوًا'' اور ''ذَرِيًّا'' سے جمع مونث اسم فاعل ہے' اس سے مراد وہ ہوائیں ہیں جو اپنے ساتھ دھول' کوڑا کرکٹ اُڑاتی ہوئی چلتی ہیں' بکھیرنے والی ہوائیں' یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب ہے۔

امام حاکم وغیرہ نے روایت کیا کہ ابن الکوی نے کہا: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ''وَالذّٰرِيَاتِ ذَرْوًا'' (الذاریات: ۱) کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اس سے مراد ہوائیں ہیں اور ''فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا'' کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اس سے مراد بادل ہیں' اور ''وَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا'' کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اس سے مراد کشتیاں ہیں ''فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا'' کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اس سے مراد فرشتے ہیں۔ امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابوالطفیل سے روایت کی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ خطبہ دے رہے تھے۔ فرما رہے تھے: لوگو! مجھ سے پوچھو' بخدا! قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کچھ بھی پوچھو گے تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو' بخدا! میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات میں اتری ہے یا دن میں' ہموار زمین پر اتری ہے یا پہاڑ پر۔ ابن الکوی نے کہا کہ اسی موقع پر فرمایا: ''والذاریات ذروًا'' سے مراد ہوائیں ہیں' اور فرمایا: تیرے لیے خرابی ہو' سمجھنے کے لیے پوچھ سرکشی کی نیت سے نہ پوچھ۔ (عمدۃ القاری۔ ج۱۹ ص۱۹۰)

﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (آیت:۲۱) تَاْكُلُ وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَّوْضِعَيْنِ..... اپنے آپ میں غور کرو کھاتا اور پیتا ہے ایک راستے سے اور نکلتا ہے دو جگہ سے ﴿فَرَاغَ﴾ (آیت:۲٦) فَرَجَعَ..... لوٹا ﴿فَصَكَّتْ﴾ (آیت:۲۹) لَجَمَعَتْ اَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ جَبْهَتَهَا..... انہوں نے اپنی انگلیاں اکٹھی کیں اور اپنی پیشانی پر مارا' جب قوم لوط کے اوپر عذاب نازل کرنے کے لیے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے اور انہوں نے ایک فربہ بچھڑا بھنا ہوا کھانے کے لیے ان کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم نے ان سے فرمایا: تم کھاتے کیوں نہیں' اور انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ عذاب کے فرشتے ہیں جس سے انہیں کچھ خوف طاری ہوا تو انہوں نے کہا: ڈریے نہیں! آپ کو اللہ تعالیٰ ایک علم والا بچہ عطا فرمائے گا۔ اسے جب حضرت سارہ نے سنا تو حیرت زدہ ہو کر غایت خوشی میں چلاتی ہوئی آئیں اور اپنا ماتھا ٹھونکا اور فرمایا: میں بڑھیا بانجھ ہوں اور مجھے لڑکا ہوگا۔

Marfat.com

اس وقت حضرت سارہ کی عمر مبارک نوے یا ننانوے سال کی ہو چکی تھی۔ ''فَضَحِكَتْ'' کی ایک تفسیر یہ ہے جو امام بخاری نے ذکر فرمائی کہ انہوں نے حیرت سے اپنا ماتھا ٹھونکا' اور ایک تفسیر یہ ہے کہ انہیں حیض آ گیا ﴿وَالرَّمِيمُ﴾ (آیت:٤٢) نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَ وَدِيْسَ ''..... ''رمیم'' نباتات ہیں جب سوکھ جائیں اور ان کو گاہ لیا جائے ﴿لَمُوْسِعُوْنَ﴾ (آیت:٤٧) اَیْ لَذُوْسَعَةٍ. وَكَذٰلِكَ ﴿عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ﴾ (البقرہ:٢٣٦) يَعْنِي الْقَوِيَّ..... یعنی ہم وسعت دینے والے ہیں اور ''موسع'' سے مراد قوی ہے بہ اعتبار معاش کے ﴿زَوْجَيْنِ﴾ (آیت:٤٩) اَلذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى وَاخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلْوٌ وَّحَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ..... ارشاد ہے: اور ہم نے ہر چیز سے جوڑے بنائے' مراد یہ ہے کہ نر اور مادہ' یا مختلف رنگ کے' یا مختلف مزے کے میٹھا اور کھٹا' یہ بھی دو زوج ہیں ﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (آیت:٥٠) مِنَ اللّٰهِ اِلَيْهِ..... یعنی اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو ﴿اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (آیت:٥٦) مَا خَلَقْتُ اَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ اَهْلِ الْفَرِيْقَيْنِ اِلَّا لِيُوَحِّدُوْنَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوْا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَّتَرَكَ بَعْضٌ وَّلَيْسَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِّاَهْلِ الْقَدَرِ..... ارشاد ہے: ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا۔ اس پر اعتراض یہ پڑتا ہے کہ پھر کچھ انسان اور جن اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟

امام بخاری نے اس کا جواب دو طرح سے دیا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ الف لام عہد کا ہے۔ اس سے مراد مخصوص جن و انس ہیں' یعنی سعید لوگ۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کے پیدا کرنے کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ اس میں کچھ لوگوں نے کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا۔

''وَالذَّنُوْبِ اَلدَّلْوُ الْعَظِيْمُ''..... یعنی بڑا ڈول ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَرَّةٍ﴾ (آیت:٢٩) صَيْحَةٍ..... چیخ ﴿ذَنُوْبًا﴾ (آیت:٥٩) سَبِيْلًا''..... ذنوب سے مراد راستہ ہے ﴿الْعَقِيْمُ﴾ (آیت:٤١) اَلَّتِيْ لَا تَلِدُ''..... بانجھ جو بچہ نہ دیتی ہو ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحُبُكُ اِسْتَوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا..... دلکش ﴿فِيْ غَمْرَةٍ﴾ (آیت:١١) فِيْ ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ''..... نشہ میں یعنی اپنی گم راہیوں میں بہکے پھرتے ہیں ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَوَاصَوْا﴾ (آیت:٥٣) تَوَاطَؤُوْا''..... ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہے ''وَقَالَ ﴿مُسَوَّمَةً﴾ (آیت:٣٤) مُعَلَّمَةً مِنَ السِّيْمَا''..... نشان لگائے ہوئے۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ (ص ٧٧٩)

یہ سورت مکی ہے' اس میں انچاس آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَسْطُوْرٍ﴾ (آیت:٢) مَكْتُوْبٍ''..... ''مسطور'' سے مراد لکھی ہوئی ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلطُّوْرُ اَلْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ''..... سریانی زبان میں ''طور'' کے معنی پہاڑ ہیں' نیز طور اس مخصوص پہاڑ کا بھی نام ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تھا' یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں ﴿رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ﴾ (آیت:٣) صَحِيْفَةٍ..... ''رق'' کے معنی دفتر کے ہیں ''منشور'' کے معنی: کھلا ہوا ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ (آیت:٥) سَمَاءٌ..... اور بلند چھت کی قسم اس سے مراد آسمان ہے ﴿الْمَسْجُوْرِ﴾ (آیت:٦) اَلْمُوْقَدِ..... سلگایا ہوا ''وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقٰى فِيْهَا قَطْرَةٌ''..... امام حسن بصری نے فرمایا کہ یہ ''تسجر'' سے ہے جس کے معنی ہیں: اس کا پانی ختم ہو گیا' ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہا ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلَتْنٰهُمْ﴾ (آیت:٢١) نَقَصْنَا''..... ہم نے کم کیا ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَمُوْرُ﴾ (آیت:٩) تَدُوْرُ''..... گردش کرے گا' ہلے گا ﴿اَحْلَامُهُمْ﴾ (آیت:٣٢) اَلْعُقُوْلُ..... ''حُلُمٌ'' کے معنی عقل کے ہیں ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْبَرُّ﴾ (آیت:٢٨) اَللَّطِيْفُ''..... ''بر'' کے معنی: لطف کرنے

Marfat.com

والا نیکوکار ﴿كِسْفًا﴾ (آیت:٤٤) قِطْعًا..... ٹکڑا ﴿اَلْمَنُوْنُ﴾ (آیت:٣٠) اَلْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿يَتَنَازَعُوْنَ﴾ (آیت:٢٣) يَتَعَاطَوْنَ..... ایک دوسرے سے چھینیں گے۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ (ص ٧٢٠)

یہ سورت مکی ہے اس میں باسٹھ آیتیں ہیں۔

یہاں النجم سے مراد ثریا ہے۔ اگرچہ نجم مطلقاً ہر ستارے کو کہتے ہیں لیکن اہل عرب الف لام کے ساتھ خاص ثریا کو بھی کہتے ہیں۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ مراد مطلقاً ہر ستارہ ہو۔ یہاں ستارے کی قسم میں نکتہ یہ ہے کہ ستاروں کا مستقر فضاء ہے۔ ان کا حیز طبعی بھی اوپر ہی ہے۔ ان کی کشش ثقل بھی اوپر ہی ہے ورنہ اپنی جگہ قائم نہیں رہتے' اس لیے حیز طبعی سے باہر رکھنے والا کوئی باعث موجود نہیں مگر پھر بھی تم دیکھتے ہو کہ اس کے ٹکڑے اوپر سے نیچے گرتے ہیں تو جیسے قدرت خداوندی سے ستارے اپنے حیز طبعی اور کشش ثقل کے برخلاف نیچے آتے ہیں اسی طرح تمہاری سمجھ میں یہ کیوں نہیں آتا کہ ہمارے نبی ﷺ بشر ہوتے ہوئے بشر کے حیز طبعی اور کشش ثقل کے برخلاف آسمانوں پر گئے۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذُوْمِرَّةٍ﴾ (آیت:٦) ذُوْقُوَّةٍ''..... قوت والے ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ (آیت:٩) حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ..... ''قَابَ'' کمان کے اس حصہ کو کہتے ہیں جہاں اس کی تانت ہوتی ہے ﴿ضِيْزٰى﴾ (آیت:٢٢) عَوْجَاءُ..... ٹیڑھی ﴿وَاَكْدٰى﴾ (آیت:٣٤) قَطَعَ عَطَاءَهٗ..... یعنی اس کی عطاء کو قسط وار کر دیا ﴿رَبُّ الشِّعْرٰى﴾ (آیت:٤٩) هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ..... ''شعریٰ'' ایک ستارے کا نام ہے جو جوزیٰ کے بعد طلوع ہوتا ہے ﴿اَلَّذِيْ وَفّٰى﴾ (آیت:٣٧) وَفّٰى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ..... اس پر جو فرض کیا گیا اس کو پورا ادا کیا ﴿اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ﴾ (آیت:٥٧) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ..... قیامت قریب آ گئی ﴿سَامِدُوْنَ﴾ (آیت:٦١) اَلْبَرْطَمَةُ هُوَ ضَرْبٌ مِّنَ اللَّهْوِ..... کھیل میں بڑے ہو ''برطمة'' کو بھی کہتے ہیں جو ایک قسم کا کھیل ہے ''وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ''..... حمیری زبان میں ''سِمدٌ'' کے معنی گانے کے ہیں ''وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ﴿اَفَتُمَارُوْنَهٗ﴾ (آیت:١٢) اَفَتُجَادِلُوْنَهٗ وَمَنْ قَرَاَ ﴿اَفَتَمْرُوْنَهٗ﴾ يَعْنِيْ اَفَتَجْحَدُوْنَهٗ''..... تو کیا تم ان سے جھگڑتے ہو اور جس نے اس کو ''اَفَتَمْرُوْنَهٗ'' پڑھا اس کے نزدیک اس کے معنی ہیں تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ (آیت:١٧) بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... یعنی محمد ﷺ کی نظر ﴿وَمَا طَغٰى﴾ (آیت:١٧) وَلَا جَاوَزَ مَا رَاٰى..... حد سے آگے نہیں بڑھی ﴿فَتَمَارَوْا﴾ (القمر:٣٦) كَذَّبُوْا وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿اِذَا هَوٰى﴾ (آیت:١) غَابَ..... جب نظر سے غائب ہو جائے' ڈوب جائے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَغْنٰى وَاَقْنٰى﴾ (آیت:٤٨) اَعْطٰى فَاَرْضٰى''..... اور راضی کر دیا۔

سُوْرَةُ الْقَمَرِ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ (ص ٧٢١)

اس سورت کا نام سورۂ قمر بھی ہے یہ مکی ہے' مگر یہ آیت ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ'' یہ مدنی ہے' یہ بدر کے موقع پر ابوجہل وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' اس میں پچپن آیتیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُسْتَمِرٌّ﴾ (آیت:٢) ذَاهِبٌ..... ہمیشہ رہنے والا ﴿مُزْدَجَرٌ﴾ (آیت:٤) مُتَنَاهٍ..... رکاوٹ ﴿وَازْدُجِرَ﴾ (آیت:٩) فَاسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا..... پاگل ہو گیا ﴿دُسُرٍ﴾ (آیت:١٣) اَضْلَاعُ السَّفِيْنَةِ..... کشتی کے تختے ﴿لِمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ (آیت:١٤) يَقُوْلُ كُفِرَ لَهٗ..... جس کے ساتھ کفر کیا گیا ''جَزَاءٌ مِّنَ اللّٰهِ''..... اللہ کی طرف سے اس کے کفر کا بدلہ ﴿مُحْتَضَرٌ﴾ (آیت:٢٨) يَحْضُرُوْنَ الْمَاءَ..... پانی پر جانے کی باری ''وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿مُهْطِعِيْنَ﴾ (آیت:٨) اَلنَّسَلَانُ اَلْخَبَبُ

Marfat.com

اَلسِّرَاعُ ''.....دوڑتے ہوئے ''نسلان'' کے معنی ہیں: تیز دوڑنا ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿فَتَعَاطٰى﴾ (آیت:۲۹) فَعَاطَهَا بِيَدِهٖ''.....اپنے ہاتھ سے لیا ''فَعَقَرَهَا''.....اس کی کونچیں کاٹ دیں ﴿الْمُحْتَظِرِ﴾ (آیت:۳۱) كَحِظَارٍ مِّنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ.....درخت سے بنایا ہوا گھیرا' ٹٹی ﴿اُزْدُجِرَ﴾ (آیت:۹) اُفْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ.....''زَجَرَ'' سے باب افتعال کا ماضی مجہول کا واحد مذکر کا صیغہ ہے' جھڑکا گیا ﴿كُفِرَ﴾ (آیت:۱٤) فَعَلْنَا بِهٖ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِّمَا صُنِعَ بِنُوْحٍ وَّاَصْحَابِهٖ.....ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے ساتھ جو کیا یہ بدلہ تھا اس کا جو نوح اور ان کے اصحاب کے ساتھ کیا گیا تھا' یعنی ہم نے قوم نوح کو غرق کیا' یہ ان کے کفر کی سزا تھی ﴿مُسْتَقِرٌّ﴾ (آیت:۳) عَذَابٌ حَقٌّ.....عذاب برحق ہے ''يُقَالُ اَلْاَشَرُ اَلْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ''.....اترانا اور گھمنڈ۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ (ص ۷۲۳)

یہ سورت مکی ہے' ابوالعباس نے کہا کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ مکی ہے۔ ہمام نے قتادہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: یہ کیسے مدنی ہو سکتی ہے؟ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اسے بازار عکاظ میں پڑھا جسے انہوں نے سنا۔ قرآن کا حصہ جو سب سے پہلے قریش نے بلند آواز سے سنا وہ سورۂ رحمٰن ہے' اس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حطیم کے پاس پڑھا تو لوگوں نے انہیں مارا یہاں تک کہ ان کے چہرہ پر نشان پڑ گیا اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ مکی ہے۔

﴿وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ﴾ (آیت:۹) يُرِيْدُ لِسَانَ الْمِيْزَانِ.....اور تول قائم کرو مراد یہ ہے کہ ترازو کی زبان کو سیدھی رکھو ''وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ اِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ''.....کچی فصل جب کہ اسے پکنے سے پہلے کاٹا جائے۔ ''عَصْفٌ'' کے معنی بھس کے بھی آتے ہیں ''وَالرَّيْحَانُ: رِزْقُهٗ وَالْحَبُّ الَّذِيْ يُؤْكَلُ مِنْهُ. وَالرَّيْحَانُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَاْكُوْلَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيْجُ الَّذِيْ لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ اَلْعَصْفُ اَلتِّبْنُ وَقَالَ اَبُوْمَالِكٍ: اَلْعَصْفُ اَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيْهِ النَّبَطُ هَبُوْرًا وَّقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ اَلرِّزْقُ''.....''ریحان'' اس کے پتے اور ''حب'' وہ ہے جو اس میں سے کھایا جائے' اہل عرب کی زبان میں ''ریحان'' روزی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا: ''عصف'' سے مراد وہ دانہ ہے جو کھایا جائے اور ''ریحان'' پکا ہوا وہ دانہ جو کھایا نہ گیا ہو' اور ان کے غیر نے کہا: ''عصف'' گیہوں کے پتے کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا: بھس کو اور ابو مالک نے کہا: سب سے پہلے جو اُگتا ہے وہ ''عصف'' ہے جس کو نبطی لوگ ''ھبور'' کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا: ''عصف'' گیہوں کا پتہ اور ریحان روزی ہے' راجح مختار یہ ہے کہ ''عصف'' سے مراد بھس ہے اور ''ریحان'' سے مراد خوشبودار پھول۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ نے ''وَالْحَبُّ ذُوا الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ'' کا ترجمہ یہ فرمایا: اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول ''وَالْمَارِجُ اَللَّهَبُ الْاَصْفَرُ وَالْاَخْضَرُ الَّذِيْ يَعْلُوا النَّارَ اِذَا اُوْقِدَتْ''.....پیلی اور ہری لپٹ کو کہتے ہیں جو آگ کے اوپر اُٹھتی ہے جب کہ آگ جلائی جائے ''وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُّجَاهِدٍ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ (آیت:۱۷) لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَّمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ''.....سورج کا جاڑے میں ایک مطلع ہے اور ایک مطلع گرمی میں ہے۔

﴿وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ (آیت:۱۷) مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ.....جاڑے اور گرمی میں اس کے ڈوبنے کی جگہ ﴿لَا يَبْغِيَانِ﴾ (آیت:۲۰) لَا يَخْتَلِطَانِ.....ایک دوسرے پر غالب نہیں آتے کہ دونوں آپس میں مل جائیں ﴿اَلْمُنْشَاٰتُ﴾ (آیت:۲٤) مَا رُفِعَ قِلْعُهٗ مِنَ السُّفُنِ' فَاَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهٗ فَلَيْسَ بِمُنْشَاةٍ.....ایسے جہاز جن کے بادبان بلند کر دیئے گئے ہوں اور جس کے بادبان بلند نہ کیے گئے ہوں تو وہ ''منشات'' نہیں ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَنُحَاسٌ﴾ (آیت:۳۵) اَلصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى

Marfat.com

رُؤُوسِهِمْ يُعَذَّبُونَ بِهٖ''..... پیتل جو کھولا کر جہنمیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا جس سے وہ لوگ عذاب دیئے جائیں گے۔ راجح یہ ہے کہ یہاں ''نحاس'' سے مراد وہ کالا دھواں ہے جس میں لپٹ نہ ہو ﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴾ (آیت:٤٦) يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا..... اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا' گناہ کا ارادہ کرتا ہے' پھر اللہ کو یاد کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے ﴿الشَّوَاظُ﴾ (آیت:٣٥) لَهَبٌ مِّنْ نَّارٍ..... آگ کی لپٹ ﴿مُدْهَآمَّتَانِ﴾ (آیت:٦٤) سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ..... سیرابی کی وجہ سے کالے نظر آتے ہیں ﴿صَلْصَالٍ﴾ (آیت:٣٥) طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ. وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلٌّ. يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ..... اس مٹی سے جس میں بالو ملایا گیا ہو جس کی وجہ سے کھنکھناتی ہے جیسے ٹھیکری کھنکھناتی ہے اور کہا گیا' بودار ''صَلٌّ'' کے معنی بودار مٹی' مراد یہ ہے کہ ''صَلٌّ'' ثلاثی اور صلصال رباعی ہم معنی ہیں' مراد یہ ہے کہ وہ مٹی ایسے آواز کرتی ہے جیسے بند کرتے وقت دروازہ آواز کرتا ہے ''صَرَّ الْبَابُ وَصَرْ صَرَ الْبَابُ'' ہم معنی ہیں جیسے ''كَبْكَبْتُهٗ'' اور ''كَبَبْتُهٗ'' ہم معنی ہیں ﴿فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ﴾ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَاَمَّا الْعَرَبُ فَاِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرہ:٢٣٨) فَاَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَّهَا كَمَا اُعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ' وَمِثْلُهَا ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ﴾ (الحج:١٨) ثُمَّ قَالَ ﴿وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ (الحج:١٨) وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِىْ اَوَّلِ قَوْلِهٖ ﴿مَنْ فِى السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ﴾..... اور ان کے بعضوں نے کہا کہ انار اور کھجور ''فاکھہ'' نہیں لیکن عرب والے ان کو ''فاکھہ'' شمار کرتے ہیں' جیسے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: تمام نمازوں کی محافظت کرو اور درمیانی نماز کی۔ انہیں حکم دیا تمام نمازوں کی محافظت کا پھر عصر کو لوٹایا عصر کی اہمیت بتانے کے لیے۔ اسی طرح کھجور اور انار کو لوٹایا' اسی کے مثل یہ ارشاد ہے: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں وہ لوگ جو زمینوں میں ہیں اور وہ لوگ جو آسمانوں میں ہیں' پھر فرمایا: اور بہت سے لوگ' اور بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب واجب ہو چکا۔ حالانکہ ان کا ذکر شروع میں ہی ''مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ'' میں فرما دیا تھا۔

[''فاکھۃ'' کے معنی]

امام بخاری علیہ الرحمہ ان بحثوں سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ عرب کے عرف میں انار اور کھجور ''فاکھہ'' میں داخل ہیں' مگر ''فاکھہ'' کے بعد نخل و رمان کو ذکر فرمایا ان کی اہمیت کو بتانے کے لیے جیسا کہ نماز عصر ''حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ'' میں داخل تھی مگر پھر علیحدہ اس کی اہمیت کو بتانے کے لیے ذکر فرمایا اور جیسے ''كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ''، ''مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ'' میں داخل تھے مگر اپنے اطاعت شعار بندوں کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے ان کا علیحدہ ذکر فرمایا ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿اَفْنَانٍ﴾ اَغْصَانٌ''..... شاخیں ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ..... جن کو قریب سے چن لیا جائے ''وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فَبِاَيِّ اٰلَاءِ نَعِمِهٖ﴾..... اس کی نعمتیں..... وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿رَبِّكُمَا﴾ يَعْنِى الْجِنَّ وَالْاِنْسَ. وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ﴾ (آیت:٢٩)..... روزانہ وہ ایک نئی شان میں ہے ''يَغْفِرُ ذَنْبًا وَّيَكْشِفُ كَرْبًا وَّيَرْفَعُ قَوْمًا' وَيَضَعُ اٰخَرِيْنَ''..... کسی کے گناہ بخشتا ہے' کسی کی تکلیف دور کرتا ہے' کسی کو عزت دیتا ہے دوسرے کو ذلیل کرتا ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَرْزَخٌ﴾ (آیت:٢٠) حَاجِزٌ''..... رکاوٹ ﴿الْاَنَامُ﴾ (آیت:١٠) الْخَلْقُ ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ..... چھلکتے ہوئے ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ (آیت:٢٧) ذُو الْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَارِجٍ﴾ (آیت:١٥) خَالِصٍ مِّنَ النَّارِ' يُقَالُ مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ اِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْا بَعْضُهُمْ

Marfat.com

عَلٰى بَعْضٍ مَرَجَ اَمْرُ النَّاسِ. ﴿مَرِيْجٍ﴾(ق:٥)مُلْتَبِسٌ ﴿مَرَجَ﴾ (آیت:١٩)اِخْتَلَطَ. اَلْبَحْرَانِ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا.....اوران کے غیر نے کہا: ''مارج'' کے معنی ہیں: خالص آگ' کہا جاتا ہے ''مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ'' جب انہیں چھوڑ دے کہ ان کا بعض بعض پر تعدی کرے اور لوگوں کا معاملہ خلط ملط ہو جائے۔ ''مریج'' کے معنی ہیں مشتبہ ''مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ'' اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئے' ایک دوسرے سے مل گئے' جیسے کہتے ہیں: ''مَرَجْتَ دَابَّتَكَ'' تو نے چوپایہ کو چھوڑ دیا' کہ جیسے چاہیں چریں چگیں' جہاں چاہیں آئیں جائیں ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ﴾ (آیت:٣١) سَنُحَاسِبُكُمْ لَايَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَّهُوَ مَعْرُوْفٌ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ. يُقَالُ لَا تَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهٖ شُغْلٌ. يَقُوْلُ لَاٰخُذَنَّكَ عَلٰى غِرَّتِكَ.....جلد سب کام نپٹا کر ہم تمہارا حساب کریں گے'' سنفوغ'' پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب یہ فرمایا کہ ہم جلد فارغ ہوں گے' تو شبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ایک کام اتنا مشغول رکھتا ہے کہ اس وقت کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا۔ امام بخاری اس شبہ کا ازالہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ ایک کام میں مشغولیت اس کو دوسرے سے باز نہیں رکھتی' اور یہ محاورہ کلامِ عرب میں مشہور ہے کہ کسی شخص کا کوئی کام نہیں اور وہ کہتا ہے: ''لَاتَفَرَّغَنَّ لَكَ'' یعنی میں ہر کام چھوڑ کر تجھے پکڑوں گا۔

بَابُ

قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ O﴾ (آیت:٦٢).

(ص ٧٢٣)

[الرحمٰن: ٦٢ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں O

٢٣١٦ - عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَ جَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

(اس کے متصل ایک حدیث کے بعد' بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب:قوله وجوه يومئذٍ ناضرة ص١١٠٩)

عبداللہ بن قیس یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں چاندی کی ہیں' ان دونوں کے تمام برتن اور سارے ساز و سامان چاندی ہی کے ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں' ان کے تمام برتن اور ساز و سامان سونے کے ہیں۔ جنتیوں اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف ردائے کبریائی حائل ہے جنت عدن میں۔

بَابٌ

﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ O﴾ (آیت:٧٢).

[الرحمٰن: ٧٢ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین O

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حُوْرٌ سُوْدُ الْحَدَقِ''.....''حور''، ''حوراء'' کی جمع ہے جس کا معنی ہے: کالی پتلی والی ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَقْصُوْرَاتٌ مَّحْبُوْسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَاَنْفُسُهُنَّ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ''..... بند ہیں ان کی آنکھیں اور ان کی ذات کو شوہر کے علاوہ غیروں سے روک دیا گیا ہے ﴿قَاصِرَاتٌ﴾ (آیت:٥٦) لَايَبْغِيْنَ غَيْرَ اَزْوَاجِهِنَّ.....شوہروں کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتیں۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ (ص ٧٢٤)

یہ سورت مکی ہے اور اس میں چھیانوے آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رُجَّتْ﴾ (آیت:٤) زُلْزِلَتْ''.....کانپے گی ﴿بُسَّتْ﴾ (آیت:٥) فُتَّتْ وَلُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ

Marfat.com

السَّوِيْقُ..... ریزہ ریزہ کردیا جائے گا ﴿اَلْمَخْضُوْدُ﴾ (آیت:۲۸) اَلْمُوْقَرُ حَمْلًا..... بوجھ سے لدا ہوا ''وَيُقَالُ اَيْضًا لَّا شَوْكَ لَهٗ''..... ایک قول یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے لیے کانٹے نہیں ﴿مَنْضُوْدٍ﴾ (آیت:۲۹) اَلْمَوْزُ..... کیلا ﴿وَالْعُرُبُ﴾ (آیت: ۳۷) اَلْمُحَبَّاتُ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ''..... ''عُرُبًا'' جمع ہے ''عَرُوْبَةٌ'' کی جس کے معنی ہیں: اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ﴿ثُلَّةٌ﴾ (آیت:۳۹-۴۰) اُمَّةٌ..... گروہ ﴿يَحْمُوْمٍ﴾ (آیت:۴۳) دُخَانٌ اَسْوَدُ..... کالا دھواں ﴿يُصِرُّوْنَ﴾ (آیت:٤٦) يُدِيْمُوْنَ..... ہمیشہ رہیں گے ﴿اَلْهِيْمُ﴾ (آیت:۵۵) اَلْاِبِلُ الظِّمَاءُ..... پیاسا اونٹ ﴿لَمُغْرَمُوْنَ﴾ (آیت:٦٦) لَمُلْزَمُوْنَ..... ہم پر الزام لگایا گیا ﴿فَرَوْحٌ﴾ (آیت:۸۹) جَنَّةٌ وَّرَخَاءٌ..... جنت اور کشائش ﴿وَرَيْحَانٌ﴾ (آیت:۸۹) اَلرِّزْقُ..... ''ریحان'' سے مراد روزی ہے ﴿وَنُنْشِئَكُمْ﴾ (آیت:٦١) فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ..... ہم تجھ کو پیدا کریں گے جس صورت میں چاہیں گے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَفَكَّهُوْنَ﴾ (آیت:٦٥) تَعْجَبُوْنَ''..... تعجب کرتے ہوئے ﴿عُرُبًا﴾ (آیت:۳۷) مُثَقَّلَةً، وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِّثْلُ صَبُوْرٍ وَّصُبُرٍ يُّسَمِّيْهَا اَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَاَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ..... ''عُرُبًا'' کی راء کو ضمہ اس کا واحد ''عروب'' ہے جیسے ''صبور''، ''صبر'' کا اہل مکہ اسے ''عَربہ'' کہتے ہیں اور اہل مدینہ ''غنجہ'' اور اہل عراق ''شکلہ''..... ''وَقَالَ فِيْ ﴿خَافِضَةٌ﴾ (آیت:۳) لِقَوْمٍ اِلَى النَّارِ وَ﴿رَافِعَةٌ﴾ (آیت:۳) اِلَى الْجَنَّةِ''..... اور ''خافضة'' کے بارے میں کہا: اس کے معنی ہیں: ایک گروہ کو جہنم میں گرائے گا۔ ''رافعة'' سے مراد یہ ہے کہ ایک گروہ کو جنت میں لے جائے گا ﴿مَّوْضُوْنَةٍ﴾ (آیت:۱۵) مَنْسُوْجَةٍ وَمِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ وَالْكُوْبُ لَا اٰذَانَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ..... ''موضونة'' کے معنی: بنا ہوا اسی سے ہے ''وَضِيْنُ النَّاقَةِ'' اونٹنی کے ہودج کا استر وہ بچھونا جو اونٹنی پر بچھا کر پھر ہودج باندھتے ہیں۔ ''کوب'' اس برتن کو کہتے ہیں جس میں نہ ٹونٹی ہو نہ دستہ ''وَالْاَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرٰى''..... ٹونٹی اور دستے والا لوٹا ﴿مَّسْكُوْبٍ﴾ (آیت:۳۱) جَارٍ..... بہنے والا ﴿وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾ (آیت:۳٤) بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ..... اور بچھونے جو ایک دوسرے پر تہ بہ تہ بچھائے ہوں گے ..... ﴿مُتْرَفِيْنَ﴾ (آیت:٤٥) مُتَمَتِّعِيْنَ..... اس کو استعمال میں لانے والے ﴿مَاتُمْنُوْنَ﴾ (آیت:۵۸) هِيَ النُّطْفَةُ فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ..... جسے تم گراتے ہو عورتوں کے رحم میں یعنی نطفہ ﴿لِلْمُقْوِيْنَ﴾ (آیت:۷۳) لِلْمُسَافِرِيْنَ..... مسافروں کے لیے ''وَالْقِيُّ الْقَفْرُ''..... یہ مشتق ہے ''قِيْءٌ'' سے جس کے معنی چٹیل میدان کے ہیں ﴿بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ﴾ (آیت:۷۵) بِمُحْكَمِ الْقُرْاٰنِ وَيُقَالُ بِمَسْقِطِ النُّجُوْمِ اِذَا سَقَطْنَ. وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَّاحِدٌ..... ''بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ'' سے مراد قرآن کی محکم آیتیں ہیں اور کہا گیا: اس سے مراد ستاروں کے گرنے کی جگہیں ہیں جب وہ گریں اور ''مواقع'' اور ''موقع'' ایک ہیں ﴿مُدْهِنُوْنَ﴾ (آیت:۸۱) مُكَذِّبُوْنَ، مِثْلُ ﴿لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ (القلم:۹)..... جھٹلانے والے جیسے فرمایا گیا: اگر آپ نرمی کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں ﴿فَسَلَامٌ لَّكَ﴾ (آیت:۹۱) اَیْ مُسَلَّمٌ لَّكَ اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ وَاُلْغِيَتْ اِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُّسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ اِذَا كَانَ قَدْ قَالَ اِنِّيْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ وَّقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَاءِ لَهٗ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِّنَ الرِّجَالِ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ..... یعنی تیرے لیے سلامتی ہے کیونکہ تو داہنی جانب والوں سے ہے۔ یہاں لفظ ''اِنَّ'' کو محذوف کر کے اس کا معنی برقرار رکھا گیا ہے جیسے کہتے ہیں: ''اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُّسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ'' تمہاری تصدیق کی جاتی ہے کہ عنقریب تم سفر کرو گے جب اس نے پہلے بتایا ہو کہ میں عنقریب سفر کرنے والا ہوں۔ کبھی یہ ''دعاء'' کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے کہتے ہیں: ''فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ''۔ اگر لفظ ''سلام'' مرفوع ہو تو دعاء کے معنی میں ہوتا ہے ﴿تُوْرُوْنَ﴾ (آیت:۷۲) تَسْتَخْرِجُوْنَ اَوْرَيْتُ اَوْقَدْتُّ..... تم نکالتے ہو ''اوریت'' کے معنی جلانے کے ہیں ﴿لَغْوًا﴾ (آیت:۲۵) بَاطِلًا ﴿تَاْثِيْمًا﴾ (آیت:۲۵) كَذِبًا..... ''لغوا'' سے مراد باطل ہے اور ''تاثیم'' سے

Marfat.com

مراد جھوٹ ہے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ (ص ۷۲۴)

یہ سورۃ مدنی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ مکی ہے مگر یہ صحیح نہیں' اس لیے کہ اس میں منافقین کا تذکرہ ہے اور منافقین کا وجود مکہ میں نہیں تھا' مدینہ طیبہ میں ہوا' نیز اس میں یہ آیت بھی ہے: ''لَا يَسْتَوِيْ مِنكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ'' یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے پھر اس میں قتال کا ذکر ہے اور قتال کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا ہے۔ اس میں انتیس آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ﴾ (آیت:۷) مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ''.....تم کو ایک دوسرے کا جانشین کیا' زمین میں تم کو ایک مدت دراز تک رکھا ﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (آیت:۹) مِنَ الضَّلَالَةِ اِلَى الْهُدٰى.....تاریکی سے روشنی کی جانب' گم راہی سے ہدایت کی طرف ﴿وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ (آیت:۲۵) جُنَّةٌ وَّسِلَاحٌ.....ڈھال اور ہتھیار ﴿مَوْلَاكُمْ﴾ (آیت:۱۵) اَوْلٰى بِكُمْ.....تمہارے زیادہ لائق ہے ﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ﴾ (آیت:۲۹) لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ.....تا کہ اہل کتاب جان لیں ''يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا''..... ''ظاھر'' سے مراد یہ ہے یعنی ہر چیز اس پر ظاہر ہے یعنی معلوم ہے..... ''وَّالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا''.....اور ''باطن'' سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا اندرونی علم رکھتا ہے ﴿اُنْظُرُوْنَا﴾ (آیت:۱۳) اِنْتَظِرُوْنَا.....ہمارا انتظار کرو۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ (ص ۷۲۵)

یہ سورۃ مدنی ہے' اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحَادُّوْنَ﴾ (آیت:۲۰) يُشَاقُّوْنَ اللّٰهَ''.....عداوت رکھتے ہیں ﴿كُبِتُوْا﴾ (آیت:۵) اُخْزِيُوْا مِنَ الْخِزْيِ.....ذلیل کیے گئے ﴿اِسْتَحْوَذَ﴾ (آیت:۱۹) غَلَبَ.....غالب ہوا۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ (ص ۷۲۵)

یہ سورۃ مدنی ہے' اس میں چوبیس آیتیں ہیں۔

﴿اَلْجَلَاءَ﴾ (آیت:۳) اَلْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ.....ایک زمین سے نکال کر دوسری زمین میں بھیجنا' جلا وطن کرنا۔

بَابٌ

[الحشر: ۷ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ (آیت: ۷). (ص ۷۲۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لو۔

۲۳۱۷- ح: [لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ]

اللہ نے گودنے والیوں اور گدانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے

۲۳۱۷ - عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: اِنَّهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے لعنت فرمائی گودنے والی اور گودوانے والی پر' چہرے کے بال نوچنے والی اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو گڑنے والی عورتوں پر کیونکہ وہ اللہ کی تخلیق کو بدلتی ہیں۔ یہ بات بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کو ام

Marfat.com

يَبْلُغُنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ، قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ. قَالَتْ فَإِنِّي أَرٰى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ فَاذْهَبِي فَانْظُرِي. فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعَتْنَا. (بخاری۔ کتاب اللباس۔ باب: المتفلجات للحسن ص ۸۷۸، وایضاً فی باب: المتنمصات وفی الباب الموصولة ص ۸۷۹، وایضاً فی باب: المستوشمة ص ۸۸۰، مسلم۔ کتاب اللباس، ابوداؤد۔ باب: الترجل، ترمذی۔ کتاب الاستیذان، نسائی۔ کتاب الزینۃ، ابن ماجہ۔ کتاب النکاح)

یعقوب کہا جاتا ہے۔ یہ عورت حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایسی اور ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے تو انہوں نے فرمایا: میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور جس پر کتاب اللہ میں لعنت ہے۔ اس عورت نے کہا: جو کچھ دونوں تختیوں کے درمیان ہے میں نے پڑھا یعنی پورا قرآن پڑھا' اس میں میں نے نہیں پایا جو آپ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: اگر تو نے پڑھا ہوتا تو اس میں ضرور پایا ہوتا' کیا تو نے نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو تم کو رسول دیں اسے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ اس عورت نے کہا: ہاں! یہ ہے' حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اس عورت نے کہا: میں آپ کے اہل کو دیکھتی ہوں کہ وہ ایسا کرتی ہیں۔ فرمایا: جاؤ اور دیکھو۔ وہ عورت گئی اور دیکھا تو اس نے کچھ نہیں پایا۔ فرمایا: اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ کبھی نہ رہتی۔

لَعَنَ اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ'' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال ملانے والی اور ملوانے والی اور گودنے والی اور گودانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا: ''مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا'' رسول جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ اس ارشاد کی روشنی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ارشادِ الٰہی ہے تو جب حضور نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی تو اللہ نے بھی لعنت فرمائی اور قرآن میں بھی اس پر لعنت آئی۔ ام یعقوب نے قرآن مجید میں جب صراحۃً ان عورتوں پر لعنت نہیں پائی تو اس نے عرض کیا: میں نے پورا قرآن پڑھا ہے اس میں کہیں ان عورتوں پر لعنت نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قرآن مجید میں یہ ارشاد ہے کہ تم کو جو رسول دیں اسے لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی تو اس آیت کی روشنی میں قرآن نے بھی اس عورت پر لعنت فرمائی۔

بَابُ

[الحشر: ۹ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (آیت: ۹) اَلْاٰيَةَ (ص ۷۲۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں فاقہ ہو۔

﴿اَلْخَصَاصَةُ﴾ (آیت: ۹) اَلْفَاقَةُ ﴿اَلْمُفْلِحُوْنَ﴾ اَلْفَائِزُوْنَ ﴿بِالْخُلُوْدِ﴾ اَلْفَلَاحُ اَلْبَقَاءُ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ. وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿حَاجَةً﴾ (آیت: ۹) حَسَدًا. ارشاد تھا: ''وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً'' اور وہ اپنے سینوں

Marfat.com

میں حاجت یعنی حسد نہیں پاتے۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ (ص ۷۲۶)

یہ سورۃ مدنی ہے اور اس میں تیرہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ (آیت:۵) لَاتُعَذِّبْنَا بِاَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَااَصَابَهُمْ هٰذَا''.....اور مجاہد نے کہا کہ یہ دعاء کہ ہمیں آزمائش نہ بنا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں ہم پر عذاب نہ بھیج کہ وہ کہیں کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ مصیبت نہ پہنچتی ﴿بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ (آیت:۱۰) اُمِرَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ.....ارشاد تھا: ''وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ'' کافر عورتوں کے نکاح پر جمے نہ رہو یعنی صحابۂ کرام کو حکم دیا گیا کہ مکہ میں جو تمہاری کافر عورتیں ہیں ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔

۲۳۱۸ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فِيْ هٰذَا فَنَزَلَتْ ﴿لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ﴾ قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَّمَا اَرٰى اَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِيْ.

علی بن مدینی نے حدیث بیان کی' سفیان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے قصے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ''لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ'' تو سفیان نے کہا کہ یہ لوگوں کی حدیث میں ہے۔ میں نے اس کو حضرت عمرو سے یاد کیا اور میں نے اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے علاوہ کسی نے اس کو یاد کیا ہے۔

اس سے پہلے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی مفصل حدیث گزری ہے۔ اس میں یہ تھا کہ حضرت عمرو بن دینار نے فرمایا کہ انہیں کے بارے میں ''لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ'' نازل ہوئی ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ سے سوال کا مقصد یہ تھا کہ سائل اس تذبذب میں تھا' اس نے مزید توثیق چاہی۔

سابق حدیث میں بھی یہ فرمایا تھا کہ اس قصے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے' اس میں دونوں احتمال ہیں' ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی ارشاد ہو' اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرو بن دینار پر موقوف ہو' انہوں نے کسی اور ذریعہ سے جانا ہو کہ یہ آیت اسی قصے میں نازل ہوئی ہے۔

بَابٌ

[الممتحنہ:۱۲ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ (آیت:۱۲). (ص ۷۲۶)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں۔

۲۳۱۹ - عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ (آیت:۱۲) قَالَ اِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللّٰهُ لِلنِّسَاءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں مروی ہے کہ کسی اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ یہ ایک شرط ہے جسے اللہ نے عورتوں کے لیے بیان فرمایا۔

مفسرین نے فرمایا کہ ''معروف'' سے مراد نوحہ نہ کرنا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت میں اکٹھی نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنا چہرہ نہیں نوچیں گی' گریبان نہیں پھاڑیں گی وغیرہ اور ایک قول

Marfat.com

یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ کام ہے جس میں ان کی بھلائی ہو اور ایک قول یہ ہے کہ ہر وہ اچھا کام ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا۔ تین اخیر والوں کا حاصل ایک ہی ہے اور معنی عام مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ (ص ۷۲۷)

یہ سورت مدنی ہے اس میں چودہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَى اللّٰهِ﴾ (آیت:۱٤) مَنْ يَّتْبَعُنِیْ اِلَى اللّٰهِ''..... مراد یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں میری کون اتباع کرتا ہے؟ حواری کی تحقیق گزر چکی ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَرْصُوْصٌ﴾ (آیت:٤) مُلْصَقٌ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ''..... بعض بعض سے ملا ہوا ''وَقَالَ غَيْرُهٗ بِالرَّصَاصِ''..... سیسہ سے ملا دیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ (ص ۷۲۷)

یہ سورت مدنی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

بَابٌ

[الجمعہ: ۳ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (آیت:۳). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور ان میں سے کچھ جوان اگلوں سے نہ ملے۔

''وَقَرَاَ عُمَرُ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''فاسعوا الی ذکر الله'' کے بجائے ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' پڑھا۔ معنی ایک ہی ہے کہ اللہ کے ذکر کی طرف چلو۔

۲۳۲۰- عَنْ اَبِی الْغَيْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَاَلَ ثَلَاثًا وَّفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ بھی ہے: اور کچھ اور ہیں جو ان سے نہیں ملے۔ میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ! تو حضور نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھا' پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان لوگوں کے کچھ افراد یا ایک فرد اسے حاصل کر لیتا۔

(اس کے بعد متصل ہے' مسلم۔ کتاب الفضائل' ترمذی' نسائی۔ کتاب التفسیر والمناقب)

''وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ'' کا تعلق پہلی آیت سے ہے۔ ارشاد ہے: ''هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ'' (الجمعہ: ۲-۳) اللہ وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گم راہی میں تھے ○ اور ان میں سے (اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں) جو ان اگلوں سے نہ ملے۔ ''وَّاٰخَرِيْنَ'' ''يعلمهم'' کی ضمیر منصوب پر معطوف ہے۔

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ یہ رسول صرف ان امیوں کو ہی نہیں علم عطا فرماتے بلکہ دوسرے اور بہت سے لوگ ہیں جو بعد میں آنے والے ہیں انہیں بھی پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں۔ حدیث کا مفاد یہی ہے کہ اس سے مراد اہل فارس ہیں' بعد کے واقعات نے بتایا کہ سرزمین فارس سے اجلہ محدثین وفقہاء' بلکہ مجتہدین پیدا ہوئے۔ ابنائے فارس ہی میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد حضرت امام اعظم ہیں۔ اس پر مفصل بحث مقدمہ میں ہو چکی ہے۔ ویسے آیہ کریمہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے ابنائے فارس کے ساتھ خاص نہیں۔ قیامت تک پوری امت کے اربابِ علم وفضل مراد ہیں' مگر چونکہ صحابۂ کرام کے بعد اہل فارس ہی زیادہ تر اہل علم وفضل ہوئے ہیں اس لیے خصوصیت سے حدیث میں ان کا ذکر فرمایا۔

سُوْرَةُ الْمُنَافِقِيْنَ (ص ۷۲۷)

یہ سورۃ مدنی ہے' اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

۲۳۲۱- ح:

۲۳۲۱ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِيْ غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهٖ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ' فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ اَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُبَيٍّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهٗ فَاَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِيْ عَمِّيْ مَاَرَدْتَّ اِلٰى اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ فَبَعَثَ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ.

(اس کے بعد متصل ہے چار طریقوں سے' مسلم۔ کتاب التوبۃ' ترمذی' نسائی۔ کتاب التفسیر)

ابن ابی سلول کی گستاخی اور اس سے مکرنا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا: میں ایک غزوے میں تھا کہ میں نے عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں پر خرچ مت کرو جو رسول اللہ کے خاص ہیں یہاں تک کہ ان کے اردگرد سے چھٹ جائیں اور اگر ہم ان کے پاس سے لوٹیں تو ہم میں عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ تو میں نے اس کا تذکرہ اپنے چچا یا حضرت عمر سے کیا' انہوں نے نبی ﷺ کو بتایا' پھر حضور نے مجھے بلایا' میں نے مذکورہ بات بیان کر دی' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا (اور پوچھا) ان لوگوں نے قسم کھالی کہ ہم نے نہیں کہا ہے' اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھٹلایا اور اس کو سچا جانا۔ اس کی وجہ سے مجھ کو اتنا غم پہنچا کہ کبھی نہیں پہنچا تھا اور میں گھر میں بیٹھ رہا' میرے چچا نے مجھ سے کہا: تو نے کیا ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھ کو جھٹلایا اور تجھ سے ناراض ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اتارا "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ" نبی ﷺ نے مجھے بلوایا اور فرمایا: بے شک اللہ نے تیری تصدیق کی ہے اے زید!

نسائی کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں واقع ہوا تھا' لیکن ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ بنی مصطلق میں ہوا تھا اور یہی صحیح ہے' اس لیے کہ غزوۂ تبوک سے پہلے ہی عبداللہ بن ابی مر چکا تھا۔

قصہ یہ ہوا کہ پانی کے سلسلے میں مہاجرین اور انصار میں کچھ تناؤ پیدا ہو گیا تھا' جس پر عبداللہ بن ابی نے وہ کہا تھا۔

''لِعَمِّيْ اَوْ لِعُمَرَ'' یہاں شک ہے' لیکن اس کے بعد والی روایتوں میں بلا تردد ''بِعَمِّيْ'' ہے اور ایسا ہی ترمذی میں بھی ہے۔

ابن مردویہ میں ہے کہ چچا سے مراد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ان کے حقیقی چچا نہیں' مگر چونکہ یہ ان کی قوم خزرج کے سردار

Marfat.com

تھے اس لیے ''عمی'' کہہ دیا۔ حضرت زید بن ارقم کے حقیقی چچا ثابت بن قیس ہیں' اور عینی نے فرمایا: یہاں ''عمی'' سے مراد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں' مگر یہ بھی حقیقی چچا نہیں' مگر چونکہ حضرت زید بن ارقم کی والدہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے شادی کرلی تھی' اور یہ ان کی پرورش میں تھے اس لیے ان کو عم کہہ دیا۔ اس روایت میں یہ ہے کہ میں نے یہ اپنے چچا کو بتایا اور چچا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور بعد کی دو روایتوں میں ہے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب حضرت زید بن ارقم نے اپنے چچا کو بتایا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو' تو گویا بواسطہ حضرت زید ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔ اگرچہ بواسطہ اس کا بھی امکان ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت کرنے پر آپ کو بتایا۔

بَابُ [المنافقون: ۴ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ (المنافقون:٤). **قَالَ كَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَيْءٍ.** (ص۷۲۸)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی (حالانکہ لوگ بہت خوبصورت تھے)۔

بَابُ [المنافقون: ۵ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُوْنَ○﴾ (المنافقون:٥). **حَرَّكُوْا اِسْتَهْزَءُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَاُ بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ لَوَيْتُ** (آیت:٥). (ص۷۲۸)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں○

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ استہزاء کرتے ہوئے سروں کو ہلاتے ہیں اور ایک قراءت بلاتشدید ''لَوَوْا'' ہے ''لَوَيْتُ'' سے (اس کا معنی ہے موڑا)۔

بَابُ [المنافقون: ۷ کی تفسیر]

قَوْلِهِ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ○﴾ (آیت:٧). (ص۷۲۸)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے' مگر منافقوں کو سمجھ نہیں○

۲۳۲۲-ح: [دُعَاءُ الْمَغْفِرَةِ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ]

انصار اور انصار کے بیٹوں کے لیے دعائے مغفرت

۲۳۲۲- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰى مَنْ اُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ لَكَتَبَ اِلَيَّ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَبَلَغَهٗ شِدَّةُ حُزْنِيْ يَذْكُرُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واقعۂ حرہ میں جو لوگ شہید کیے گئے ان پر مجھے غم ہوا تو میرے پاس حضرت زید بن ارقم نے لکھا اور انہیں میرے شدت غم کی خبر پہنچی' وہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے: اے اللہ! انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو بخش دے' اور ابن فضل نے ابناء ابناء

Marfat.com

الْفَضْلِ فِيْ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَ اَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِيْ اَوْفَى اللّٰهُ لَهٗ بِاُذُنِهٖ.

انصار کے بارے میں شک کیا تو حضرت انس سے بعض موجودین نے پوچھا: تو انہوں نے بتایا: یہ وہ شخص ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کی سنی ہوئی بات کی اللہ نے تصدیق فرمائی ہے۔

واقعۂ حرہ ۶۳ھ میں ہوا تھا۔ یزید نے مسلم بن عقبہ کے ساتھ بہت بڑا لشکر بھیج کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرایا تھا جس میں اہل مدینہ کو شکست ہوئی۔ مسلم بن عقبہ نے ہزاروں کو شہید کیا' تین دن مدینہ کو لوٹا' خواتین حرم کی عصمت دری کی' اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں تھے۔ انہیں جب اس کی خبر ملی تو انہیں سخت غم لاحق ہوا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے۔ جب ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا حال معلوم ہوا تو بطور تعزیت ان کو یہ لکھا۔

شَكَّ اِبْنُ الْفَضْلِ

یعنی عبداللہ ابن فضل کو شک ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''ابناء ابناء الانصار'' فرمایا تھا یا نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ''ابناء ابناء الانصار'' بھی فرمایا تھا جیسا کہ مسلم میں نیز ترمذی میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے یہ لکھا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! انصار کو بخش اور انصار کی ذریت کو اور انصار کی ذریت کی ذریت کو۔

اَوْفَى اللّٰهُ لَهٗ بِاُذُنِهٖ

یعنی زید بن ارقم وہ شخص ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کی تصدیق فرمائی ہے۔ اس سے مراد یہی عبداللہ بن فضل والی بات ہے جو ابھی اوپر گزری ہے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ (ص ۷۲۹)

یہ سورت مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ (آیت:۱۱) هُوَ الَّذِيْ اِذَا اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ اَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ''..... اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرما دے گا۔ یہ وہ ہے جب اس کو کوئی مصیبت پہنچے تو راضی رہے اور یقین کرے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ (ص ۷۲۹)

یہ سورت مدنی ہے اور اس میں بارہ آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَبَالَ اَمْرِهَا﴾ (آیت:۹) جَزَاءَ اَمْرِهَا..... یعنی اپنی کرنی کا بدلہ۔

۲۳۲۳- ح: [طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی

۲۳۲۳- اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ

سالم نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو ذکر کیا تو رسول اللہ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَاَ لَهٗ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ.

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہوئے' پھر فرمایا: وہ رجعت کر لے' پھر اسے روکے رہے یہاں تک کہ پاک ہو جائے' پھر اسے حیض آئے' پھر پاک ہو جائے' اب اگر وہ طلاق دینا چاہے تو اسے طلاق دے اس حالت میں کہ وہ پاک ہو قبل اس سے کہ اس سے جماع کرے۔ پس یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الطلاق۔ باب: قول الله يا ايها النبى اذا طلقتم النساء ص ۷۹۰' باب: اذا طلقت الحائض يُعتد بذالك ص ۷۹۰' باب: من طلق وهل يواجد الرجل ص ۷۹۱' باب: من قال لامرأته انت على حرام ص ۷۹۲' باب: قوله و بعولتهن احق بردهن ص ۸۰۳' باب: مراجعة الحائض ص ۸۰۳' باب: هل يقضى الحاكم او يفتى وهو غضبان ص ۱۰۶۰' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو ان سے آٹھ حضرات نے روایت کیا ہے: سالم' نافع' عبداللہ بن دینار' انس بن سیرین' طاؤس' ابوالزبیر' سعید بن جبیر اور ابووائل نے۔ حالت حیض میں طلاق دینا منع ہے۔ طلاق دینے والا گناہ گار ہوگا لیکن اگر کوئی حالت حیض میں طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی' اس کی دلیل یہی حدیث ہے' اس لیے کہ اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم دینے کا کوئی معنی نہیں تھا۔ اگر کوئی شخص حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے گا خواہ ایک یا دو یا تین' پڑ جائے گی۔ تین طلاق دے گا یا بائن طلاق دے گا تو رجعت کا حق نہیں رہے گا۔ ہاں! اگر ایک یا دو طلاق رجعی دی تھی تو مستحب ہے کہ رجعت کرے جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ حالت حیض میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس پر نص بخاری کی دوسری روایتیں ہیں: مثلاً کتاب الطلاق میں ہے' راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کیا یہ طلاق شمار کی جائے گی تو فرمایا: کیوں نہیں شمار ہوگی؟ دوسری روایت میں یہ جواب دیا کہ اگر وہ عاجز ہو جائے یا حماقت کر بیٹھے تو کیا معذور ہوگا؟ اور اگر حالت حیض میں تین طلاق دیں تو تینوں پڑ جائیں گی' اس کی دلیل اسی کتاب الطلاق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد ہے: ''اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ'' اگر تم تین طلاق دو گے تو وہ تم پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ تیرے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔ یہ سارے احکام مدخول بہا کے لیے ہیں اور اگر مدخول بہا نہیں تو حالت حیض میں طلاق دینا ممنوع بھی نہیں' اور یہ طلاق بائن ہوگی' رجعت کا حق نہیں رہے گا۔

بَابُ

[الطلاق: ۴ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (آیت: ٤). (ص ۷۲۹)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ.

''اولات'' جمع ہے: ذات کی ''من غير لفظه''۔

٢٣٢٤- اَخْبَرَنِىْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَفْتِنِىْ فِىْ امْرَاَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ قُلْتُ اَنَا ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

ابوسلمہ نے کہا کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے' اس نے کہا: اس عورت کے بارے میں مجھے بتایئے جس کے شوہر کے مرنے کے چالیس دن کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا:

Marfat.com

اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ يَعْنِيْ اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهٗ كُرَيْبًا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْئَالُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلٰى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَاَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوالسَّنَابِلِ فِيْمَنْ خَطَبَهَا.

(مسلم' ترمذی' نسائی۔ کتاب الطلاق)

دونوں میعادوں میں جو آخر ہو وہ اس کی عدت ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں تو حضرت ابن عباس نے اپنے غلام کریب کو اُمّ المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھیں۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: سبیعہ اسلمی حاملہ تھیں اور ان کے شوہر شہید کر دیئے گئے' چالیس دن کے بعد ان کے بچہ پیدا ہوا اور انہیں پیغام دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا اور ابوسنابل ان لوگوں میں تھے جو کہ انہیں پیغام دیتے تھے۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا کہ عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے' یہ عام ہے' حاملہ' غیر حاملہ دونوں کو' اور یہاں فرمایا گیا کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ مطلقہ اور ''متوفی عنها زوجها'' دونوں کو شامل ہے۔ تب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی عورت کا شوہر مر گیا اور وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت چار مہینہ دس ہوگی یا وضع حمل؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ عدت وفات اور وضع حمل میں جو ابعد ہو یہ عورت وہ عدت گزارے گی۔ اب اگر کسی عورت کو چار مہینہ دس دن سے کم میں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ عدت وفات چار مہینہ دس دن پوری کرے گی اور اگر چار مہینے دس دن پر بھی بچہ پیدا نہ ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے وہ عدت میں ہے۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابومسعود بدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور تمام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کی بنیاد اس پر ہے کہ سورۂ طلاق' سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول گزر چکا اور خود یہیں اس کے متصل موجود ہے کہ سورۂ نساء قصریٰ' طولیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے' سورہ نساء قصریٰ سے مراد سورۂ طلاق ہے۔ سورۂ نساء طولیٰ سے مراد سورۂ بقرہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ: ''وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا'' (البقرہ: ۲۳۴) اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں تو یہ بیویاں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں' کا جز آیت کریمہ ''اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ'' (الطلاق: ۴) سے منسوخ ہے' یعنی ''متوفی عنها زوج'' اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے' نیز اس حدیث سے بھی سورۂ بقرہ کی آیۃ کریمہ کی تخصیص ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضرت سبیعہ کا واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے اور قیاس بھی اسی کا مؤید ہے کیونکہ عدت کے مقصد دو ہیں' ایک تو براءت رحم کا جاننا کہ کہیں اس کو حمل تو نہیں اور اگر حاملہ ہے تو عدت کا مقصد یہ ہے جو حدیث میں بیان فرمایا گیا: ''لئلا يستقي ماءَهٗ زرعَ غيرِهٖ'' تاکہ اس کا پانی دوسرے کی کھیتی نہ سینچے' اور جب وضع حمل ہو گیا تو اس کا سوال ہی نہ رہا' اس لیے حاملہ کے بارے میں عدت وضع حمل ہونا ہی قرین قیاس ہے۔

اس حدیث میں اقتصار ہے اور کچھ تغیر بھی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہ کے شوہر قتل کیے گئے حالانکہ وہ قتل نہیں ہوئے تھے' بلکہ مکہ معظمہ میں وفات پائی تھی۔ ان کے شوہر کا نام سعد بن خولہ تھا۔ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اجازت دی تھی۔ قصہ یہ ہوا تھا کہ جب حضرت سبیعہ اسلمی کے شوہر کی وفات کے بعد ان کے بچہ پیدا ہوا تو ابوسنابل نے ان کو پیغام دیا۔ انہوں نے کہا: میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہیں لوں گی۔ انہوں نے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور نے انہیں نکاح کی اجازت دی۔ یہ بھی متفق علیہ نہیں کہ ان کے شوہر کی وفات کے بعد چالیس دن پر بچہ پیدا ہوا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ پینتیس دن پر بچہ پیدا ہوا تھا' ایک روایت ہے پچیس دن پر' ایک میں ہے تیئیس دن پر' ایک میں ہے بیس دن پر۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم (ص ۷۲۹)

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں بارہ آیتیں ہیں۔

بَابٌ

﴿تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (آیت:۱). (ص ۷۲۹)

[التحریم:۱ کی تفسیر]

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: اپنی بیویوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۝

۲۳۲۵ - عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱).

(بخاری۔ کتاب الطلاق۔ باب: لم تحرم ما احل اللہ لك ص ۷۹۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر کسی حلال کو اپنے اوپر حرام کرے تو کفارہ دے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل ہے۔

کتاب الطلاق میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی عورت کو حرام کرے تو کچھ نہیں بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل ہے' اور یہاں یہ ہے کہ کفارہ دے۔ دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ کتاب الطلاق کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ حرام کر لینے سے عورت حرام نہ ہوگی' رہ گیا کفارہ' وہ واجب ہے یا نہیں یہ ایک الگ بات ہے' چونکہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا قسم ہے۔ قسم توڑنے پر کفارہ ہے تو دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو حرام نہ ہوگی۔ اسے بیوی کی طرح رکھے مگر چونکہ یہ قسم ہے اس لیے کفارہ دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد سے کہ وہ کفارہ دے کون سا کفارہ مراد ہے اس میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا: قسم کا کفارہ' کچھ لوگوں نے کہا: ظہار کا کفارہ۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے تو کیا حکم ہے؟ اس بارے میں علماء کے مابین کثیر اختلاف ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے دس مذہب شمار کرائے ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی' جیسا کہ شامی میں ہے۔ نیز مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے "جد الممتار" میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔

۲۳۲۶ - عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیتے اور کچھ دیر زیادہ ٹھہرتے' تو میں نے اور حفصہ نے آپس میں رائے کر لی کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں وہ کہے: آپ نے مغافیر کھایا ہے' میں حضور کے دہن پاک سے مغافیر کی بو پاتی ہوں (جب حضور سے یہ کہا گیا) تو فرمایا: میں نے مغافیر نہیں کھایا البتہ زینب بنت جحش کے یہاں میں شہد پیتا تھا' اب دوبارہ نہیں پیوں گا اور میں نے قسم

Marfat.com

کھالی' اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔

(بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب: اذا حرم طعاما ص ۹۹۰' کتاب الطلاق۔ باب: لم تحرم ما احل اللّٰہ لك ص ۷۹۲)

''مغافیر''، ''مغفور'' کی جمع ہے' یہ ایک قسم کا گوند ہے جو بعض جنگلی درختوں سے نکلتا ہے' کچھ لوگوں نے کہا: یہ درخت عرفط ہے' اس میں مٹھاس ہوتی ہے' اسے پانی میں گھول کر لوگ پیتے تھے' اس میں ناگوار قسم کی بو بھی ہوتی تھی۔ حضور اقدس ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ عصر کے بعد روزانہ تھوڑی دیر تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے' اسی وقت یہ قصہ پیش آیا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے شہد کس کے پاس پیا تھا؟ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں۔ یہاں یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کے یہاں پیتے تھے۔ کتاب الطلاق میں ہے کہ حضرت حفصہ کے یہاں پیا تھا' اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سودہ کے یہاں پیا تھا۔ علامہ عینی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں پیا تھا' کیونکہ ازواجِ مطہرات میں دو گروہ تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور سودہ اور حفصہ اور صفیہ ایک گروہ میں تھیں' زینب اور ام سلمہ اور بقیہ ازواجِ مطہرات دوسرے گروہ میں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت حفصہ و سودہ کے یہاں شہد پینے کی وجہ سے زیادہ قیام فرماتے تو حضرت عائشہ کو غیرت آنے کا سوال نہیں تھا۔ نیز اسی بخاری میں اسی حدیث کے بعد مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون سی عورتیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ پر زور باندھا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: حفصہ اور عائشہ' اگر حضرت حفصہ کے یہاں شہد پیا ہوتا تو حضرت حفصہ کے زور باندھنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ اسی اختلاف پر یہ بھی مبنی ہے کہ اُمہات المومنین میں سے کس نے حضور سے یہ عرض کیا تھا کہ میں حضور کے دہن پاک سے مغافیر کی بو محسوس کرتی ہوں۔ یہاں جو روایت مذکور ہے اس کے مطابق یہ کہنے والی حضرت عائشہ یا حضرت حفصہ تھیں' اور کتاب النکاح کی روایت کی بناء پر یہ کہنے والی حضرت عائشہ یا سودہ یا صفیہ تھیں' اور تیسری روایت کی بناء پر حضرت عائشہ یا حفصہ تھیں۔ اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ اُمہات المومنین میں سے کوئی بھی ہوں خواہ حضرت عائشہ ہوں یا حفصہ انہیں یہ کیسے جائز تھا کہ خلاف واقعہ کوئی بات کہتیں' وہ بھی ایسی بات جس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے ایذاء ہو' مگر یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو محبت کے رموز سے واقف نہیں۔ کوئی محب جب محبوب کو کسی کے اوپر زیادہ مہربان دیکھتا ہے تو غیرت میں اختیار کھو بیٹھتا ہے یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا:

با سایہ ترا نمی پسندند

یہاں اُمہات المومنین سے جو کچھ ہوا وہ جوش غیرت میں بلا قصد و اختیار ہوا' اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اسے برا نہیں مانا بلکہ ان کی خوشنودی میں شہد کو اپنے اوپر حرام فرمالیا۔

اس سورت ''سورۂ تحریم'' کے شانِ نزول میں ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رونق افروز ہوئے' وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئیں۔ اس اثناء میں حضور نے حضرت ماریہ قبطیہ کو سرفراز فرمایا۔

یہ حضرت حفصہ پر گراں گزرا تو حضور نے ان کی دلجوئی کے لیے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام فرمایا اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد اُمت کے امور کے مالک ابوبکر اور عمر ہوں گے۔

بَابٌ

[التحریم: ۴ کی تفسیر]

﴿وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر:) اور اگر ان پر وہ دونوں

Marfat.com

﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۝﴾ زور باندھیں تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مؤمن اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۝ (آیت:٤): (ص ۷۳۰)

﴿ظَهِيْرٌ﴾ عَوْنٌ..... مدد کرنے والے ''تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ..... کسی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرنا'' وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ﴾ (آیت:٦) اَوْصُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ''..... خود کو اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اللہ کا خوف دلا کر اور انہیں ادب سکھاؤ۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (ص ۷۳۱)

یہ سورۃ مکی ہے اس کا نام سورۃ الملک بھی ہے اس میں تیس آیتیں ہیں۔

﴿اَلتَّفَاوُتُ﴾ (آیت:٣) اَلْاِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ..... ''تفاوت'' کے معنی اختلاف ہے اور ''تفاوت'' اور ''تفوت'' کے ایک ہی معنی ہیں ﴿تَمَيَّزُ﴾ (آیت:٨) تَقَطَّعُ..... پھٹ جائے گی ﴿مَنَاكِبِهَا﴾ (آیت:١٥) جَوَانِبِهَا..... اس کے کناروں پر یعنی زمین کے راستے مراد ہیں ﴿تَدَّعُوْنَ﴾ (آیت:٢٧) وَتَدْعُوْنَ مِثْلُ تَذَكَّرُوْنَ وَتَذْكُرُوْنَ..... یعنی دال کی تشدید اور تخفیف کے ساتھ دونوں کے معنی ایک ہیں' مانگتے تھے ﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ (آیت:١٩) يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ..... اور سمیٹتے ہیں اپنے بازوؤں کو۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَآفَّاتٍ﴾ (آیت:١٩) بَسْطُ اَجْنِحَتِهِنَّ''..... اپنے بازوؤں کو پھیلاتے ہیں ﴿وَنُفُوْرٍ﴾ (آیت:٣١) اَلْكُفُوْرُ..... ''نفور'' معنی نفرت ہے' ارشاد تھا: ''بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ۝'' (الملک:٢١) ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں سرکشی اور نفرت میں یعنی کفر کرنے میں۝

سُوْرَةُ نٓ وَالْقَلَمِ (ص ۷۳۱)

یہ سورت مکی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شروع سے ''سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ'' (الملک:١-١٦) تک مکی ہے اور اس کے بعد مدنی' اس میں باون آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿حَرْدٍ﴾ (آیت:٢٥) جِدٌّ فِيْ اَنْفُسِهِمْ''..... اپنا پختہ ارادہ ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَضَآلُّوْنَ﴾ (آیت:٢٦) اَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا''..... ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿كَالصَّرِيْمِ﴾ (آیت:٢٠) كَالصُّبْحِ اِنْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ اِنْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ اَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ اِنْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ اَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَّمَقْتُوْلٍ''..... صبح کی طرح جو رات سے جدا ہوتی ہے' رات کی طرح جو دن سے الگ ہوتی ہے' نیز ریت کا چھوٹا ٹیلہ جو بڑے ٹیلے سے الگ ہوا اور ''صریم'' معنی میں مصروم کے ہے' کٹا ہوا جیسے ''قتیل'' معنی میں ''مقتول'' کے۔

بَابُ [القلم: ١٣ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۝﴾ (آیت:١٣). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: درشت خو اس پر طرہ یہ ہے کہ اس کی اصل میں خطا ہے۝

[گستاخ رسول کی اصل میں خطا]

یہ سورت پاک ولید بن مغیرہ یا اسود بن عبد یغوث یا اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان میں سے کسی نے

Marfat.com

حضور ﷺ کو مجنون کہا تھا' اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ اس میں اللہ عزوجل نے اس قائل کے دس عیوب بیان فرمائے۔ آیت کے نزول کے بعد یہ اپنی ماں کے پاس گیا اور اس سے کہا: محمد ﷺ نے میرے دس عیب بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے نو میں اپنے اندر پاتا ہوں اور دسویں کی تصدیق یا تکذیب تو کر سکتی ہے۔ انہوں نے مجھ کو زنیم کہا یعنی اصل میں خطا ہے بتا یہ صحیح ہے کہ غلط؟ اس کی ماں نے کہا: تیرا باپ نامرد تھا اور مال و دولت بہت تھا' مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد یہ سب دوسروں کا ہوگا تو میں نے چرواہے کو اندر بلا لیا تھا' اسی کے نطفہ سے تو ہے۔

٢٣٢٧ - عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ لَّهُ زَنَمَةٌ مِّثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "عتلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ زنِيْم" کی تفسیر میں یہ مروی ہے کہ زنیم قریش کا ایک شخص تھا جس کی اصل میں خطا ہونے کا نشان ایسے ظاہر ہے جیسے بکری کا نشان۔

٢٣٢٨ - سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ.

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون جنتی ہے؟ ہر کمزور جسے حقیر سمجھا جائے لیکن اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور کیا میں تجھے جہنمیوں کا نہ بتاؤں ہر درشت خو' جھگڑالو۔

(بخاری۔ کتاب الادب۔ ص ٨٩٧' کتاب الایمان۔ باب: قول اللّٰه واقسموا بالله جهد ايمانهم ص ٩٨٥' مسلم۔ کتاب صفة النار' ترمذی۔ کتاب صفة الجهنم' نسائی۔ کتاب التفسیر' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

بَابٌ

قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ (آیت:٤٢). (ص ٧٣١)

[القلم: ۴۲ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: جس دن ساق سے پردہ ہٹایا جائے گا۔

٢٣٢٩ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (قیامت کے دن) ہمارا رب اپنے ساق سے پردہ ہٹائے گا تو اسے ہر مومن مرد عورت سجدہ کریں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے یا شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے' وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ کے مثل ہو جائے گی۔

"ساق" سے کیا مراد ہے؟ صحیح یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے۔ اس کے معنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ جانیں۔ مفسرین نے اہل تاویل کے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔ اس خادم کے سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس سے مراد قلیل جلوہ ہے۔ واللہ اعلم!

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ (ص ٧٣١)

یہ سورۃ مکی ہے' اس میں بانوے آیتیں ہیں۔

﴿عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ (آیت: ٢١) يُرِيْدُ فِيْهَا الرِّضَا..... پسندیدہ زندگی' اس طرف اشارہ فرمایا کہ "رَاضِيَةٌ" فاعل "ذی"

Marfat.com

کذا'' ہے ﴿اَلْقَاضِيَةَ﴾ (آیت:۲۷) اَلْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى الَّتِىْ مُتُّهَا ثُمَّ اَحْيَا بَعْدَهَا..... ''قاضية'' کا معنی ہے: فیصلہ کرنے والی' مراد یہ ہے کہ کاش! ہماری پہلی موت ہی ہوتی جس کے بعد ہم زندہ نہ کیے جاتے۔ وہی ہمارا قصہ چکا دیتی ﴿مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ (آیت:۴۷) اَحَدٌ يَكُوْنُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ..... ''احد'' جمع واحد دونوں کے لیے آتا ہے' پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا' مطلب یہ ہے کہ بچانے والا نہ ایک ہوتا نہ متعدد' نکرہ تحت نفی عموم کا افادہ کرتا ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْوَتِيْنُ﴾ (آیت:۴۶) نِيَاطُ الْقَلْبِ''..... رگ جاں ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَغٰى﴾ (آیت:۱۱) كَثُرَ' وَيُقَالُ ﴿بِالطَّاغِيَةِ﴾ (آیت:۵) بِطُغْيَانِهِمْ' وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلٰى قَوْمِ نُوْحٍ''..... ''طَغٰى'' کے معنی: زیادہ ہوا' اور کہا گیا کہ ''طاغیہ'' مصدر ہے اور باء سبب کے لیے یعنی اپنی سرکشی کی وجہ سے ثمود ہلاک کیے گئے' اور کہا گیا کہ وہ خازنوں کے قابو سے باہر ہو گئی جیسے پانی قوم نوح پر۔ علامہ ابن حجر نے اس پر یہ تعقب فرمایا ہے کہ ''طغت'' کا فاعل کیا ہے' یہ مجھ پر ظاہر نہیں ہو سکا اس لیے کہ قوم ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ''وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ O'' (الحاقۃ:۵)، ''ثمود'' حد سے زیادہ چنگھاڑ سے ہلاک کیے گئے O چنگھاڑ کے لیے کوئی خازن نہیں' ہاں قوم عاد حد سے زیادہ تیز آندھی سے ہلاک کیے گئے اور ہوا کے لیے ضرور خازن ہیں' جیسا کہ احادیث انبیاء میں ''عَاتِيَةٌ'' کی تفسیر حضرت ابن عیینہ سے منقول ہے ''عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ'' خازنوں کے قابو سے باہر ہو گئی[1] اور علامہ ابن حجر کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام بخاری سے تسامح ہو گیا۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ ﴿سَاَلَ سَائِلٌ﴾ (ص ۷۳۱)

اس سورت کا نام معارج بھی ہے' یہ مکی ہے' یہ اس میں چوالیس آیتیں ہیں۔

''اَلْفَصِيْلَةُ اَصْغَرُ اٰبَائِهِ الْقُرْبٰى اِلَيْهِ يَنْتَمِىْ مَنِ انْتَمٰى''..... کنبہ' اس کے آباء واجداد میں جو سب سے قریب ہو جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہو ﴿لِلشَّوٰى﴾ (آیت:۱۶) اَلْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْاَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّاْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى..... فرمایا گیا تھا: ''نَزَّاعَةً لِلشَّوٰى'' کھال اُتارنے والی' دونوں ہاتھ دونوں پیر پہلو اور سر کی کھال کو ''شواۃ'' کہتے ہیں' اور جن کے کٹنے سے آدمی نہ مرے وہ ''شوًی'' ہے ﴿وَالْعِزُوْنَ﴾ اَلْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ'..... حلقے اور جماعتیں' اس کا واحد ''عزۃ'' ہے۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا﴾ (ص ۷۳۱)

اس کا نام سورۂ نوح بھی ہے' یہ مکی ہے' اس میں اٹھائیس آیتیں ہیں۔

﴿اَطْوَارًا﴾ (آیت:۱۴) طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا..... طرح طرح' کہا جاتا ہے ''يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ اَىْ قَدْرَهُ''..... یعنی اپنے مرتبے سے بڑھ گیا ''وَالْكُبَّارُ اَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذٰلِكَ جُمَّالٌ وَّجَمِيْلٌ لِاَنَّهَا اَشَدُّ مُبَالَغَةً وَّكُبَّارًا اَلْكَبِيْرُ وَكُبَارًا اَيْضًا بِالتَّخْفِيْفِ' وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَّجُمَّالٌ وَّحُسَانٌ مُّخَفَّفٌ وَّجُمَالٌ مُّخَفَّفٌ''..... ''كبّار'' بہت بڑا ''كبار'' کے بہ نسبت اس میں معنی کی زیادتی ہے' ایسے ہی ''جُمّال'' اور ''جميل''، ''جمال'' میں بہ نسبت ''جميل'' کے زیادہ مبالغہ ہے اور ''كُبَّار'' اور ''كِبَار'' معنی میں کبیر کے ہیں' عرب والے کہتے ہیں: ''رَجُلٌ حُسَّانٌ'' بہت زیادہ حسین ''جُمَّالٌ'' بہت زیادہ خوبصورت اور ''حُسَانٌ'' بہ معنی حسین اور جُمال بہ معنی جمیل ﴿دَيَّارًا﴾ (آیت:۲۶) مِنْ دَوْرٍ وَلٰكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِّنَ الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَاَ عُمَرُ اَلْحَىُّ الْقَيَّامُ وَهِىَ مِنْ قُمْتُ..... ''دیارًا'' کے معنی: بسنے والا' یہ ''دور'' سے فاعل ''ذی کذا'' ہے۔ امام بخاری

[1] بخاری۔ ج ۱ ص ۴۷۱

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ یہ ''دور'' سے ''فیعال'' کے وزن پر بنا ہے اصل میں ''دَیْوار'' تھا' یا اور واؤ اکٹھے ہوئے' پہلے ساکن واؤ کو ی سے بدلا' یا کا یا میں ادغام کر دیا ''دَیَّار'' ہوا' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''الحیّ القیوم'' میں ''القیوم'' کو ''القیام'' پڑھا' یہ ''قوام'' سے بنا ہے۔ ''فیعال'' کے وزن پر ''وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿دَيَّارًا﴾ اَحَدًا''.....اور اس کے غیر نے کہا کہ ''دیار'' کے معنی ''احدًا'' کے ہیں یعنی کسی کو۔

تنبیہ

''وَقَالَ غَيْرُهُ'' بتا رہا ہے کہ اوپر ''دیارا'' کی جو تفسیر ہے اس کے قائل کا نام امام بخاری نے لکھا ہوگا جو ناقلین کی غفلت کی وجہ سے رہ گیا ﴿تَبَارًا﴾ (آیت:۲۸) هَلَاكًا..... ہلاکت ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِدْرَارًا﴾ (آیت:۱۱) يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا''.....موسلا دھار کہ یکے بعد دیگرے برستا رہے ﴿وَقَارًا﴾ (آیت:۱۳) عَظَمَةً.....عظمت۔

بَابٌ

﴿وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ (آیت:۲۳). (ص ۷۳۲)

[نوح: ۲۳ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو○

۲۳۳۰ - وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَتْ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ اَمَّا وَدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَاَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَّاَمَّا يَغُوْثُ كَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِيْ غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَا' وَاَمَّا يَعُوْقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَاَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِاٰلِ ذِي الْكَلَاعِ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَّسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: وہ بت جو قومِ نوح میں تھے بعد میں عرب میں آ گئے لیکن وَدّ دومۃ الجندل میں بنی کلب کے لیے تھا اور سواع ہذیل کے لیے اور یغوث مراد کے لیے پھر بنی غطیف کے لیے جوف میں سباء کے پاس اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر آل ذوکلاع کا' یہ پانچوں قومِ نوح کے صالحین کے نام تھے۔ جب یہ لوگ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں ڈالا کہ جہاں تم بیٹھتے ہو ان کے مجسمے نصب کرو اور ان کے نام پر نام رکھو۔ قوم نے ایسے ہی کیا اور ان کی پرستش نہیں ہوئی یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم کم ہو گیا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صالحین کی تصویریں بنا کر گھر میں رکھنا بہ نسبت عوام کے زیادہ مضر ہے۔ قومِ نوح نے اپنے ان صالحین کی تصویریں ابتداءً برکت ہی کے لیے بنا کر رکھی تھیں اور اس لیے کہ ان کی زیارت کریں لیکن رفتہ رفتہ ان کی پوجا ہونے لگی۔ عوام کی تصویریں گھر میں ہوتی ہیں تو اس کی کوئی تعظیم نہیں کرتا لیکن مشاہدہ سے معلوم ہے کہ اگر کسی بزرگ کی تصویر ہوتی ہے تو لوگ اس کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اسے سلام کرتے ہیں' چومتے ہیں' خوشبو لگاتے ہیں' اگربتی سلگاتے ہیں' اس لیے بزرگوں کی تصویریں گھر میں رکھنا بہ نسبت عوام کے زیادہ حرام ہے۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ﴾ (ص ۷۳۲)

اس سورۃ کا نام سورۂ جن بھی ہے۔ یہ مکی ہے' اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

''قَالَ الْحَسَنُ ﴿جَدُّ رَبِّنَا﴾ (آیت:۳) غِنَا رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَمْرُ رَبِّنَا'' ارشاد تھا: ''تعالیٰ

Marfat.com

جَدُّ رَبِّنَا" ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے۔امام بخاری نے فرمایا کہ "جد" کے معنی "غنا" ہے اور عکرمہ نے کہا: جلال ہے اور ابراہیم نے کہا: حکم ہے۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لِبَدًا﴾ (آیت:۱۹) اَعْوَانًا"..... "لُبَدًا" کے معنی: مددگار' نیز اس کے معنی ہیں: بھیڑ کرنا' ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جانا۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ (ص ۷۳۲)

یہ سورت مکی ہے' مقاتل نے کہا: سوائے ایک آیت: "يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (المزمل:۲۰) اس میں بیس آیتیں ہیں۔

"وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبَتَّلْ﴾ (آیت:۸) اَخْلِصْ"..... سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو "وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿اَنْكَالًا﴾ (آیت:۱۲) قُيُوْدًا"..... بیڑیاں ﴿مُنْفَطِرٌ بِهٖ﴾ (آیت:۱۸). مُثْقَلَةٌ بِهٖ..... اس کی وجہ سے بھاری ہو جائے "وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَثِيْبًا مَّهِيْلًا﴾ (آیت:۱٤). اَلرَّمْلُ اَلسَّائِلُ"..... اڑتی ہوئی ریت ﴿وَبِيْلًا﴾ (آیت:۱٦) شَدِيْدًا..... سخت۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ (ص ۷۳۲)

یہ سورت مکی ہے' اس میں چھپن آیتیں ہیں۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَسِيْرٌ﴾ (آیت:۹) شَدِيْدٌ"..... سخت ﴿قَسْوَرَةٍ﴾ (آیت:۵۱) رِكْزُ النَّاسِ وَاَصْوَاتُهُمْ..... لوگوں کا شور وغل "وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْاَسَدُ وَكُلُّ شَدِيْدٍ قَسْوَرَةٌ"..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: شیر اور ہر سخت چیز "قسورہ" ہے ﴿مُسْتَنْفِرَةٌ﴾ (آیت:۵۰)' نَافِرَةٌ مَّذْعُوْرَةٌ..... بھڑکے ہوئے۔

۲۳۳۱- ح: [اَيُّ السُّوْرَةِ نُزِلَ اَوَّلًا]

کون سی سورت پہلے نازل ہوئی؟

۲۳۳۱- عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ (آیت:۱) قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ (العلق:۱) فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُّ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ اَمَامِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝﴾ (آیت:۱-۳)

یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن میں سب سے پہلے کیا نازل ہوا؟ تو انہوں نے کہا: "يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" تو حضرت ابوسلمہ نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اس کے بارے میں پوچھا اور تو نے جو کہا ہے میں نے ان سے کہا تو حضرت جابر نے فرمایا کہ میں تجھ سے وہی بیان کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا: میں نے حراء میں اعتکاف کیا' جب اعتکاف پورا ہو چکا تو نیچے اترا' کسی نے مجھے پکارا' میں نے دائیں طرف نظر دوڑائی تو کچھ نہیں دیکھا' بائیں طرف نظر دوڑائی تو کچھ نہیں دیکھا' میں نے سامنے نظر دوڑائی تو کچھ نہیں دیکھا' میں نے اپنے پیچھے نظر دوڑائی تو کچھ نہیں دیکھا' پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو کچھ دیکھا' اس کے بعد میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے چادر اوڑھاؤ اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو' لوگوں نے چادر اوڑھا دی

Marfat.com

اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے بالا پوش
اوڑھنے والے!O کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤO اور اپنے رب ہی
کی بڑائی بولوO

اس کے بعد بہ طریق ابن شہاب نیز بہ طریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن جو روایت ہے کہ میں نے سر اُٹھایا تو اس فرشتے کو دیکھا جو میرے پاس حرا میں آیا تھا' جو زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا' اسے دیکھ کر میرے اوپر خوف طاری ہوا' اتنا کہ میں زمین پر آ رہا۔ صحیح یہ ہے کہ مطلقاً سب سے پہلے سورۂ اقراء نازل ہوئی ہے جیسا کہ بدء الوحی میں اُمّ المؤمنین کی حدیث گزری اور سورۂ مدثر کا نزول فترت وحی کے بعد سب سے پہلے ہوا ہے۔ اس کی پوری تحقیق نزہۃ القاری' جلد اول' کتاب بدء الوحی میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ (ص ۷۳۳)

یہ سورت مکی ہے' اس کی چالیس آیتیں ہیں۔

بَابُ

[القیامہ:١٦ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖO﴾ (آیت:١٦).

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ کروO

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُدًى﴾ (آیت:٣٦) 'هَمَلًا' .....آزاد ﴿لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾ (آیت:٥) سَوْفَ اَتُوْبُ سَوْفَ اَعْمَلُ .....انسان چاہتا ہے کہ اس کے سامنے بدی کرے سوچتا رہتا ہے' جلد توبہ کر لوں گا جلد نیک عمل کروں گا ﴿لَا وَزَرَ﴾ (آیت:١١) لَا حِصْنَ .....کوئی پناہ نہیں ''اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (القیامہ:٣٤) تَوَعَّدَ'' تیری خرابی قریب آئی اور قریب آئی' یہ دھمکی ہے۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ (ص ۷۳۴)

اس سورت کا نام دہر بھی ہے' یہ سورت مکی ہے۔ اس میں اکتیس آیتیں ہیں۔

''يُقَالُ مَعْنَاهُ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَتَكُوْنُ خَبَرًا' وَهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُوْرًا. وَذٰلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهٗ مِنْ طِيْنٍ اِلٰى اَنْ يُّنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ''.....اس کے معنی ہیں کہ انسان پر ایسا وقت گزرا اور ''هَلْ'' انکار کے لیے ہوتا ہے اور خبر کے لیے ہوتا ہے اور یہ خبر سے ہے۔ فرماتا ہے: انسان کچھ تھا لیکن قابل ذکر نہ تھا اور یہ منی سے پیدا ہونے کے وقت سے لے کر روح پھونکنے تک ہے ﴿اَمْشَاجٍ﴾ (آیت:٢) اَلْاِخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْاَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ اَلدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ اِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَّمَمْشُوْجٌ مِّثْلُ مَخْلُوْطٍ.....''امشاج'' ملی ہوئی' عورت اور مرد کی منی' خون اور بستہ خون' اور کہا جاتا ہے جب چند چیزوں کو ملایا جائے ''مشیج'' جیسے ''خلیط'' اور ''ممشوج''، ''مخلوط'' کے مثل ہے' بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ''مشیج''، ''فعیل'' کے وزن پر اسم مفعول کے معنی میں ہے ''وَيُقَالُ ﴿سَلَاسِلَا وَّاَغْلَالًا﴾ (آیت:٤) وَلَمْ يُجْزْهُ بَعْضُهُمْ'' اور بعضوں نے اس کو جائز نہیں رکھا ﴿مُسْتَطِيْرًا﴾ (آیت:٧) مُمْتَدًّا اَلْبَلَاءُ.....لمبی بلاء ﴿وَالْقَمْطَرِيْرُ﴾ (الدھر:١٠) اَلشَّدِيْدُ يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَّيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَّالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيْبُ اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْاَيَّامِ فِى الْبَلَاءِ.....''قمطریر'' کے معنی: سخت' کہا جاتا ہے ''یوم قمطریر و یوم قماطر'' اور ''عبوس'' اور ''قمطریر'' اور ''قماطر'' اور ''عصیب'' بلاء کے سب سے سخت دنوں کو کہتے ہیں ''وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿اَسْرَهُمْ﴾ (آیت:٢٨) شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَّهٗ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَاْسُوْرٌ''.....''اسر'' کے معنی: مضبوط پیدائش اور ہر وہ چیز جس کو مضبوطی سے باندھا جائے جیسے پالان وغیرہ' فرمایا گیا:

Marfat.com

''وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ'' ہندوستانی نسخے میں ''وَقَالَ غَيْرُهُ'' ہے' یہاں وہی شبہہ وارد ہوتا ہے کہ پہلے جو کچھ ذکر کیا اس میں کہیں قائل کا نام نہیں لیا غالباً یہ بھی ناسخوں کی غلطی ہے' لیکن فتح الباری' عمدۃ القاری' ارشاد الساری میں ''غیرہٗ'' کے بجائے ''قَالَ مَعْمَرٌ'' ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ (ص ۷۳۴)

یہ سورت مکی ہے' اس میں پچاس آیتیں ہیں۔

﴿جِمَالَاتٌ﴾ (آیت:۳۳) جِبَالٌ..... رسیاں' یہاں دو قراءتیں ہیں ''جُمالات'' یہ ''جُمالة'' کی جمع ہے' اس کے معنی وہ پہاڑ جو کشتی کے مشابہ ہوتے ہیں اور ایک قراءت ''جِمَالات'' ہے یہ ''جِمالة'' کی جمع ہے' اونٹنی ﴿اِرْكَعُوْا﴾ (آیت:۴۸) صَلُّوْا لَا يَرْكَعُوْنَ وَلَا يُصَلُّوْنَ..... افادہ فرمایا کہ یہاں رکوع سے مراد نماز ہے ''وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ (آیت:۳۵) ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ (الانعام:۲۳) ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ﴾ (یٰس:۶۵) فَقَالَ اِنَّهٗ ذُوْ اَلْوَانٍ مَرَّةً يَنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ''..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا: ایک جگہ فرمایا کہ وہ بولیں گے نہیں اور فرمایا گیا: اور ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے' اور ایک جگہ فرمایا: تو وہ کہیں گے: بخدا! اے ہمارے رب! ہم مشرک نہیں تھے' یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: قیامت بہت لمبا دن ہے اور اس میں مختلف مواقع آئیں گے' کسی وقت کسی جگہ بولیں گے اور کسی وقت کسی جگہ نہیں بولیں گے۔

بَابٌ [المرسلٰت: ۳۲ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ (آیت: ۳۲). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: دوزخ چنگاریاں اُڑاتی ہے اونچے محل کے مثل

۲۳۳۲ - **حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ ﴿اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ اَذْرُعٍ اَوْ اَقَلَّ فَنَرْفَعُهٗ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ.**

عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا: میں نے ابن عامر سے آیۂ کریمہ ''اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ'' کی تفسیر یہ سنی' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تین ہاتھ کے برابر یا اس سے کچھ کم جاڑے کے لیے لکڑی اُٹھا رکھتے تھے' اس کو ہم قصر کہتے تھے۔

ہندوستانی نسخوں میں ''سَمِعْتُ ابْنَ عامر'' ہے' دوسرے نسخے کا نشان لگا کر حاشیہ میں ابن عباس ہے' فتح الباری' عمدۃ القاری' ارشاد الساری میں بھی ابن عباس ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے کچھ اوپر لکڑی جاڑے کے لیے اُٹھا رکھتے تھے جس کو ہم قصر کہتے تھے ﴿كَاَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ ''جِبَالُ السُّفْنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُوْنَ كَاَوْسَاطِ الرِّجَالِ''..... کشتیوں کی رسیاں' گویا وہ زرد رنگ کی کشتی کی رسیاں ہیں جو اتنی جمع کی جائیں جو متوسط قد کے آدمی کے برابر ہو جائیں۔

بَابٌ [المرسلٰت: ۳۵ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ (آیت:۳۵). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اس دن یہ لوگ بولیں گے نہیں (ص ۷۳۵)

تنبیہ

اس کے تحت امام بخاری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث لائے ہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ منیٰ کے غار میں تھے کہ سورۂ والمرسلات نازل ہوئی۔ حضور اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور ہم اسے حضور سے سن کر یاد کر رہے تھے کہ ایک سانپ نکلا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے مار ڈالو! سانپ بھاگ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے۔ اس حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہیں جیسا کہ ظاہر ہے سوائے اس کے کہ یہ آیت سورۂ مرسلات کی ہے اور اس حدیث میں اس کے نزول کی جگہ بیان کی گئی ہے۔ اگر اس باب کے ضمن میں وہ تعلیق ذکر کرتے ''وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْطِقُوْنَ اِلٰى اٰخِرِهٖ'' تو زیادہ مناسب تھا' غالباً نُسّاخ سے تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔

﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ سُوْرَةُ النَّبَإِ (ص ۷۳۵)

اس سورت کا نام سورۂ نبا بھی ہے' یہ مکی ہے' اور اس میں چالیس آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا﴾ (آیت:۲۷) لَا يَخَافُوْنَهٗ''.....یعنی وہ لوگ حساب سے نہیں ڈرتے ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ (آیت:۳۷) لَا يُكَلِّمُوْنَهٗ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهُمْ.....اس سے بات کرنے کا اختیار نہیں رکھیں گے۔ اس سے بات نہیں کر پائیں گے مگر یہ کہ انہیں اجازت دے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَهَّاجًا﴾ (آیت:۱۳) مُضِيْئًا''.....نہایت چمکتا ﴿عَطَآءً حِسَابًا﴾ (آیت:۳٦) جَزَاءً كَافِيًا. اَعْطَانِيْ مَا اَحْسَبَنِيْ اَيْ كَفَانِيْ..... مجھے کافی عطا کیا اتنا جو مجھے کافی ہے۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ (ص ۷۳۵)

اس سورت کا نام سورۂ ساہرہ بھی ہے' یہ مکی ہے' اس میں چھیالیس آیتیں ہیں۔

''وَالنّٰزِعَاتِ غَرْقًا'' قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں جو روح قبض کرتے ہیں اور سعید بن جبیر نے کہا کہ اس سے مراد موت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ستارے ہیں جو نکلتے اور ڈوبتے ہیں اور عطاء وعکرمہ نے کہا کہ اس سے مراد تیر انداز مجاہدین ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى﴾ (آیت:۲۰) عَصَاهُ وَيَدُهٗ''..... ''اَلْاٰيَةَ الْكُبْرٰى'' سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کا دست مبارک ہے ''يُقَالُ اَلنَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِّثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيْلِ' وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ: اَلْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِيْ يَمُرُّ فِيْهِ الرِّيْحُ فَيَنْخَرُ''..... ''ناخرہ'' اور ''نخرہ'' کے ایک معنی ہیں: گلی ہوئی ہڈیاں' جیسے ''طامع'' اور ''طمع'' اور ''باخل'' اور ''بخیل'' اور بعض نے کہا: ''نخرہ'' کے معنی گلی ہوئی اور ''ناخرہ'' کے معنی: وہ کھوکھلی ہڈی جس میں ہوا گزرتی ہے اور آواز کرتی ہے۔ ''وَالطَّآمَّةُ (النازعات:۳۴) تَطُمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ'' وہ مصیبت جو سب کو عام ہو ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْحَافِرَةُ﴾ (آیت:۱۰) الَّتِيْ اَمْرُنَا الْاَوَّلُ اِلَى الْحَيَاةِ''..... الٹے قدم لوٹنے والے' پہلی حالت کی طرف یعنی زندگی کی طرف ''وَقَالَ غَيْرُهٗ. ﴿اَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ (آیت:٤٢) مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِيْنَةِ حَيْثُ تَنْتَهِيْ''.....اس کا منتہی ''مرسی السفینۃ'' کہتے ہیں جہاں کشتی پہنچے۔

۲۳۳۳- ح: [بِعْثَتِيْ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ]

میری بعثت اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح ہے

۲۳۳۳- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِاِصْبَعَيْهِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور نے اشارہ فرمایا اپنی دو انگلیوں سے ایسے درمیان

Marfat.com

هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. والی انگلی سے اور اس سے جو انگوٹھے سے ملی ہوئی ہے: میری بعثت اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح ہیں۔

(بخاری۔ کتاب الطلاق۔ باب: اللعان ص ۷۹۹' باب: قول النبی بعثت انا والساعة كهاتين ص ۹۶۳)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ کی اُنگلی اور درمیانی اُنگلی ملا کر اشارہ کر کے بتایا کہ میری بعثت اور قیامت ملی ہوئی ہیں یعنی دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دونوں انگلیوں کے طول میں جو فرق ہے وہ میری بعثت اور قیامت کے درمیان ہے۔ اس معنی پر قتادہ کی یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ فرمایا: ''كفضل احدٰهُما''۔

سُوْرَةُ عَبَسَ (ص ۷۳۵)

اس کا نام سورۃ السفرہ بھی ہے اور یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں بیالیس آیتیں ہیں۔

﴿عَبَسَ﴾ (آیت:۱) كَلَحَ وَاَعْرَضَ ..... تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مُطَهَّرَةٍ﴾ (آیت:۱۴) لَا يَمَسُّهَا اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ' وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا﴾ (النازعات:۵) جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِاَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيْرُ لِمَنْ حَمَلَهَا اَيْضًا''..... پاک صحیفے جسے صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور وہ فرشتے ہیں اور یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا'' فرشتوں کو اور صحیفوں کو پاک کہا گیا اس لیے کہ صحیفوں پر پاک کرنا صادق نہیں آتا' اس لیے ''تطهير'' اس کے حاملین کے لیے بھی ثابت کی گئی' بتانا یہ چاہتے ہیں کہ جب صحیفے پاک ہیں تو صحیفے اُٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی پاک کہا گیا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے فرمایا: قسم ہے ان گھوڑوں کی جو کاموں کی تدبیر کرنے والے ہیں۔ اس سے مراد غازیوں کے گھوڑے ہیں' تدبیر گھوڑے نہیں کرتے گھوڑوں پر محمول یعنی ان پر سوار غازی کرتے ہیں' مگر مقارنت کی وجہ سے گھوڑوں کو ''مدبرات'' کہا گیا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ ''مطهر'' باب تفعیل سے ہے' اس کا مصدر ''تطهير'' ہے جس کے معنی پاک کرنے کے ہیں اور پاک کرنے کو لازم ہے نجس ہونا اور صحیفے پہلے نجس نہیں تھے کہ پاک کیے گئے ہوں' تو اشارہ فرمایا کہ یہ ''مطهره'' معنی میں ''طاهره'' کے ہیں۔ صحیفے بھی طاہر ہیں اور جو اس کے حاملین ہیں وہ بھی طاہر ہیں ﴿سَفَرَةٍ﴾ اَلْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ اَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ. وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَاْدِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ..... اس سے مراد فرشتے ہیں' اس کا واحد ''سافر'' ہے ''سفرتُ'' کے معنی ہیں: میں نے ان کے درمیان اصلاح کی' ان فرشتوں کو جو وحی لے کر اُترتے ہیں اور رسولوں تک پہنچاتے ہیں سفیر کے مثل بنایا جو قوم کی اصلاح کرتا ہے ''وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَصَدّٰى﴾ تَغَافَلَ عَنْهُ''..... اس سے غفلت برتی ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يَقْضِ﴾ لَا يَقْضِيْ اَحَدٌ مَّا اُمِرَ بِهٖ''..... جس کا اسے حکم دیا گیا اس نے وہ ادا نہیں کیا ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَرْهَقُهَا﴾ تَغْشَاهَا شِدَّةٌ''..... ان پر شدت چڑھی ﴿مُسْفِرَةٌ﴾ (عبس:۳۸) مُبْشِرَةٌ..... چمکتے ہوئے ﴿بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ..... لکھنے والے فرشتے ﴿اَسْفَارًا﴾ كُتُبًا..... کتابیں ﴿تَلَهّٰى﴾ تَشَاغَلَ..... ایک کو چھوڑ کر دوسرے میں مشغول ہوا ''يُقَالُ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ''..... ''اسفار'' کا واحد ''سفر'' ہے۔

٢٣٣٤- ح: [اَلَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ] جو قرآن پڑھتا ہے سفرۂ کرام کے ساتھ ہے

٢٣٣٤- عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ

Marfat.com

وَهُوَ حَافِظٌ لَّهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ.

ہے سفرۃ الکرام کے ساتھ ہے اور اس شخص کی مثال جو پڑھتا ہے اور اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اس پر دشوار ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔

(مسلم' ابوداؤد۔ کتاب التفسیر' ترمذی' نسائی۔ کتاب فضائل القرآن' ابن ماجہ۔ کتاب ثواب القران)

سفرة الكرام

''سفرة الكرام'' سے مراد وہ فرشتے ہیں جو قرآن مجید کو لوحِ محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔ ''سفرةٌ'' کے معنی لکھنے والے جیسا کہ ابھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر گزری۔ مراد یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن کو اچھی طرح یاد کر لیا اور پھر اسے پڑھتا رہتا ہے وہ ان فرشتوں کے ثواب کا مستحق ہے' لیکن جس شخص کو قرآن یاد رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارتا۔ کوشش کر کے' مشقت اُٹھا کر اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لیے دوہرا ثواب ہے۔

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ (ص ۷۳۵)

یہ سورت مکی ہے' اس کا دوسرا نام سورۂ تکویر بھی ہے' اس میں انتیس آیتیں ہیں۔

﴿انْكَدَرَتْ﴾ (آیت:۲) اِنْتَثَرَتْ..... جھڑ پڑیں ''وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿سُجِّرَتْ﴾ (آیت:٦) ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْمَسْجُوْرِ﴾ (الطور:٦) الْمَمْلُوْءُ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سُجِّرَتْ﴾ اَفْضٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَّاحِدًا'' ..... امام حسن بصری نے کہا کہ اس کا پانی چلا جائے اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے' اور مجاہد نے کہا: ''مسجور'' سے مراد یہ ہے کہ بھرا ہوا ہے' اور ان کے غیر نے کہا: ''سجرت'' سے مراد یہ ہے کہ بعض بعض سے مل جائیں گے اور وہ ایک سمندر ہو جائے گا ﴿وَالْخُنَّسُ﴾ (آیت:۱۵) تَخْنِسُ فِيْ مُجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ..... جو اپنی روش میں اُلٹے پھریں' لوٹیں اور چھپ جائیں جیسا کہ ہرن چھپ جاتا ہے ''اَلْخُنَّسُ''، ''خانس'' کی جمع ہے اور ''كُنَّسٌ''، ''كانس'' کی جمع ہے جیسے ''راكع'' کی جمع ''رُكَّعٌ''، ''خانس''، ''نَصَرَ'' اور ''ضَرَبَ'' سے آتا ہے' اس کا مصدر ''خُنَّسٌ خُنُوْسٌ خَنَّاسٌ'' ہے اس کے معنی پیچھے ہونا' علیحدہ ہونا' سکیڑنا ہے ''كانس''، ''ضرب يضرب'' سے آتا ہے اور اس کا مصدر ''كُنُوْسٌ'' ہے اور اس کا معنی ہے: ہرن کا اپنی جائے پناہ میں گھس جانا ''جَوَارٍ جَارِيَةٌ'' کی جمع ہے جس کا معنی ہے: چلنے والی' ارشاد ہے: ''فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ'' تو قسم ہے ان کی جو اُلٹے پھریں' سیدھے چلیں' تھم رہیں۔ اس سے مراد پانچ وہ ستارے ہیں جو سیارے ہیں جن کو خمسۂ متحیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ وہ عطارد' زہرہ' مریخ' مشتری' زحل ہیں۔ ان کی رفتار یکساں نہیں' کبھی یہ سیدھے چلتے ہیں' کبھی اُلٹے چلتے ہیں' کبھی ایک جگہ تھمے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے کوئی گم کردہ راہ حیران ہو کر کبھی آگے چلتا ہے' کبھی پیچھے چلتا ہے' کبھی کھڑا ہو کر سوچنے لگتا ہے۔ اسی لیے ان کو متحیرہ کہتے ہیں' ان پانچوں کی رفتار کی پوری تحقیق ہماری کتاب ''اسلام اور چاند کے سفر'' میں ملاحظہ کریں۔

﴿تَنَفَّسَ﴾ (آیت:۱۸) اِرْتَفَعَ النَّهَارُ..... دن بلند ہو گیا ''وَالظَّنِيْنُ الْمُتَّهَمُ ﴿وَالضَّنِيْنُ﴾ (آیت:۲٤) يَضَنُّ بِهٖ''..... ارشاد ہے: ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○'' (التکویر:۲۴) وہ غیب پر بخیل نہیں ○ اس میں دو قراءتیں ہیں ''ظ'' کے ساتھ ''ظنین'' جس کے معنی ''متہم'' کے ہیں اور ''ض'' کے ساتھ ''ضنین'' جس کے معنی بخیل کے ہیں ''وَقَالَ عُمَرُ ﴿النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ (آیت:۷) يُزَوَّجُ نَظِيْرَهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿احْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ﴾ (الصافات:۲۲)''..... اور

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''النُّفُوْس زوجَتْ'' کی تفسیر میں فرمایا: جنتی اپنے مثل اور دوزخی اپنے مثل کے ساتھ ملا لیے جائیں گے' پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ﴿عَسْعَسَ﴾ (آیت:١٧) اَدْبَرَ..... پیٹھ پھیر لے۔

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ (ص ٧٣٦)

یہ مکی ہے' اس سورت کو سورۂ انفطار بھی کہتے ہیں' اس میں انیس آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ ﴿فُجِّرَتْ﴾ (آیت:٣) فَاضَتْ''..... بہا دیئے جائیں' میٹھا کھاری کے ساتھ اور کھاری میٹھے کے ساتھ مل کر ساتوں سمندر ایک ہو جائیں ''وَقَرَاَ الْاَعْمَشُ وَعَاصِمٌ. ﴿فَعَدَلَكَ﴾ (آیت:٧) بِالتَّخْفِيْفِ. وَقَرَاَهُ اَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيْدِ وَاَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ. وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِىْ ﴿فِىْ اَىِّ صُوْرَةٍ شَاءَ﴾ (آیت:٨) اِمَّا حَسَنٌ وَّاِمَّا قَبِيْحٌ وَّطَوِيْلٌ وَّقَصِيْرٌ''..... امام اعمش اور امام عاصم نے ''فَعَدلك بالتخفيف'' پڑھا' اور اہل حجاز کی قراءت تشدید کے ساتھ ہے' یعنی معتدل الخلق بنایا اور جس نے تخفیف کے ساتھ پڑھا اس نے مراد لیا' جس صورت میں چاہا بنایا' اچھی یا بری صورت میں لمبا یا ٹھگنا۔

سُوْرَةُ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ (ص ٧٣٦)

یہ سورت مکی ہے' اس میں چھتیس آیتیں ہیں۔

''ویل'' جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گہرائی ستر سال کی مسافت ہے جس میں ستر ہزار شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں ستر ہزار شگاف ہیں اور ہر شگاف میں ستر ہزار غار ہیں اور ہر غار میں ستر ہزار محل ہیں' لوہے کے تابوتوں میں مقفل۔ ہر تابوت میں ستر ہزار درخت ہیں اور ہر درخت میں ستر ہزار آگ کی شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں ستر ہزار پھل ہیں جن کی لمبائی ستر ہزار ہاتھ ہے۔ ہر درخت کے نیچے ستر ہزار اژدہے اور ستر ہزار بچھو ہیں اور ہر اژدہا ایک مہینے کی راہ کی مسافت کے برابر لمبا ہے اور اس کی موٹائی پہاڑ کے مثل ہے۔ اس کے دانت کھجور کے درخت کی مثل ہیں اور اس کی تین سو ستر تھیلیاں ہیں' ہر تھیلی میں ایک مٹکا زہر ہے ''مُطَفِّفِيْنَ'' کے معنی ہیں: کم تولنے والے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بَلْ رَانَ﴾ (آیت:١٤) ثَبَتَ الْخَطَايَا''..... رنگ چڑھ گیا' ان کی کتابیں نقش ہو گئیں' حدیث میں ہے جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں زنگ لگ جاتا ہے'' ﴿ثُوِّبَ﴾ (آیت:٣٦) جُوْزِىَ''..... بدلہ دیا گیا ''وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّىْ غَيْرَهُ''..... ''مطفّف'' وہ ہے جو پورا نہیں دیتا ہے۔

٢٣٣٥- ح: [يَغْمِسُ بَعْضُ النَّاسِ فِىْ عُرُوْقِهِمْ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

٢٣٣٥- عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (آیت:٦) حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِىْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

قیامت کے دن کچھ لوگ آدھے کان تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (آیت:) جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے○ (کی تفسیر میں) فرمایا: کوئی اپنے پسینے میں آدھے کان تک ڈوبا ہوگا۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: قول اللہ الا یظن اولئك الخ ص ٩١٧' مسلم۔ باب: صفة الجهنم)

کتاب الرقاق میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ ہوگا' یہاں تک کہ ستر ہاتھ پسینہ زمین میں جذب ہو جائے گا اور ان کے منہ تک پہنچے گا' یہاں تک کہ کانوں تک۔

Marfat.com

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ (ص ۷۳۶)

اس سورۃ کا نام سورۂ انشقاق بھی ہے اور اس میں تیئس آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ﴾ (الحاقۃ:۲۵) يَاْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ''.....وہ اپنے اعمال کے دفتر کو بائیں ہاتھ میں لے گا اپنی پیٹھ کے پیچھے سے ﴿وَسَقَ﴾ (آیت:۱۷) جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ.....یعنی رات نے جن چوپایوں کو جمع کیا ﴿ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ﴾ (آیت:۱۴) لَا يَرْجِعُ اِلَيْنَا.....''لن يحور'' کے معنی ہیں: ہماری طرف نہیں لوٹے گا۔

٢٣٣٦- ح: [لَا يُحَاسَبُ اَحَدٌ اِلَّا هَلَكَ] جس سے بھی حساب لیا جائے گا ہلاک ہوگا

٢٣٣٦ - عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَيْسَ اَحَدٌ يُّحَاسَبُ اِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝﴾ (الانشقاق:۷-۸) قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی سے بھی حساب کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے' کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: تو وہ جسے اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا ۝ فرمایا: یہ پیش کرنا ہے' ان کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں گے مگر جس سے سختی اور تفصیل سے حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔

(بخاری۔ کتاب العلم۔ باب: من سمع شيئا فلم يفهم ص ۲۱' کتاب الرقاق۔ باب: من نوقش الحساب الخ ص ۹۶۷' مسلم۔ کتاب صفة النار' ترمذی' نسائی۔ کتاب التفسیر)

یہ حدیث عبداللہ بن ابوملیکہ نے براہِ راست اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی سنی ہے اور بواسطہ قاسم بن محمد بھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حساب یسیر سے مراد ہے کہ اس کے اعمال اس کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اور اس سے کچھ پوچھ گچھ نہ ہوگی کہ تو نے یہ کیوں کیا اور تو نے یہ کیوں نہیں کیا؟ ایسے شخص کو بخش دیا جائے گا' لیکن حساب کے وقت جس سے پوچھ گچھ ہوگی یہ تو نے کیوں نہیں کیا اور یہ کیوں کیا؟ وہ ہلاک ہو جائے گا۔

بَابُ

[الانشقاق:۱۹ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝﴾ (آیت:۱۹). اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو (ص ۷۳۶) گے ۝

٢٣٣٧ - عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝﴾ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس ارشاد: تم ضرور منزل بہ منزل چڑھو گے ۝ یعنی ایک حال کے بعد دوسرے حال پر۔ یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

یہاں دو قراءتیں ہیں ''لَتَرْكَبُنَّ'' اور ''لَيَرْكَبُنَّ'' خطاب عام انسانوں سے ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم لوگ ایک حال پر نہیں رہو گے۔ ایک کے بعد دوسری منزل آتی رہے گی۔ پہلے نطفہ تھے' پھر مضغہ ہوئے' پھر جنین' پھر پیدا ہوئے' بچے تھے جوان ہوئے' بوڑھے ہو گئے' اس کا بھی احتمال ہے کہ حال کو عام رکھا جائے یعنی تم ہمیشہ یکساں حالت میں نہ رہو گے۔ حالات بدلتے رہیں گے۔ دوسری قراءت ''لتركبنّ'' ہے اور خطاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور طبق سے مراد عالم کے منازل ہیں' مراد ہے کہ اے محبوب! آپ

Marfat.com

شب معراج ملاء اعلیٰ کے منازل طے کرو گے۔ اس قراءت کی بناء پر بھی طبق بہ معنی حالت ہوسکتا ہے اور حال بہ معنی عام ہو یعنی اس وقت جو کفار سے اذیتیں پہنچ رہی ہیں ہمیشہ یہی حال نہیں رہے گا۔ رفتہ رفتہ آپ کو فتح ونصرت حاصل ہوگی اور آپ غالب ومنصور ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ (ص ۷۳۶)

یہ سورت مکی ہے اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

بروج سے یا تو آسمان کے بارہ برج مراد ہیں جو مشہور ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْاُخْدُوْدِ﴾ (آیت:٤)شَقَّ فِی الْاَرْضِ''.....زمین کا گڑھا' کھائی ﴿فَتَنُوْا﴾ (آیت:١٠)عَذَّبُوْا.....ان کو آزمائش میں ڈالا گیا یعنی عذاب دیا گیا۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ (ص ۷۳۶)

یہ سورت مکی ہے اس میں سترہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ (آیت:١١) سَحَابٌ يَّرْجِعُ بِالْمَطَرِ ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ (آیت:١٢) اَلْاَرْضُ تَنْصَدِعُ بِالنَّبَاتِ''.....اور مجاہد نے کہا: ''ذات الرجع'' سے مراد وہ بادل ہے جو بارش لے کر آتا ہے اور ''ذات الصدع'' سے مراد زمین ہے جو نباتات سے پھٹتی ہے۔

سُوْرَةُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ الْاَعْلٰى (ص ۷۳۶)

اس سورۃ کا نام سورۃ الاعلیٰ بھی ہے یہ مکی ہے اور اس میں اُنیس آیتیں ہیں۔

سُوْرَةُ ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (ص ۷۳۶)

اس سورۃ کا نام سورۂ غاشیہ بھی ہے یہ مکی ہے اور اس میں چھبیس آیتیں ہیں۔

''غاشیہ'' کے معنی: چھا جانے والی' یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾ (آیت:٣) اَلنَّصَارٰى''.....کام کریں' مشقت جھیلیں' یہ نصاریٰ ہیں ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَيْنٍ اٰنِيَةٍ﴾ (آیت:٥)بَلَغَ اِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا''.....اس کے پینے کا وقت آ گیا ''اٰنَةٌ'' معنی میں ''حان'' کے ہے' نیز ''اٰنَةٌ'' کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس کی گرمی انتہاء کو پہنچ گئی ﴿حَمِيْمٍ اٰنٍ﴾ (الرحمٰن:٤٤)بَلَغَ اِنَاهُ.....جس کی گرمی حد کو پہنچی ہوئی ہو ﴿لَا يَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً﴾ (آیت:١١)شَتْمًا.....اس میں کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے' یعنی گالی ﴿اَلضَّرِيْعُ﴾ (آیت:٦) نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ' يُسَمِّيْهِ اَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيْعَ اِذَا يَبِسَ' وَهُوَ سَمٌّ.....''ضریع'' ایک کانٹے دار گھاس ہے جس کو ''شبرق'' کہا جاتا ہے' اہل حجاز اسے ضریع کہتے ہیں جب سوکھ جائے اور یہ زہر ہے ﴿بِمُسَيْطِرٍ﴾ (آیت:٢٢)بِمُسَلَّطٍ وَيُقْرَاُ بِالصَّادِ وَالسِّيْنِ.....آپ ان پر مسلط نہیں اور یہ صاد اور ''سین'' دونوں طرح پڑھا جاتا ہے ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اِيَابَهُمْ﴾ (آیت:٢٥) مَرْجِعَهُمْ''.....ان کا لوٹنا۔

سُوْرَةُ وَالْفَجْرِ (ص ۷۳۶)

یہ سورت مکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدنی ہے۔ اس میں تیس آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْوَتْرِ﴾ (آیت:٣) اَللّٰهُ ﴿اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ (آیت:٧)اَلْقَدِيْمَةِ وَالْعِمَادُ اَهْلُ عَمُوْدٍ لَّا يُقِيْمُوْنَ

Marfat.com

يَعْنِيْ اَهْلَ خِيَامٍ "..... "اِرَمَ" سے مراد قدیمہ یعنی ارم اولیٰ ہیں' ستون والوں سے مراد یہ ہے کہ وہ خیموں میں زندگی بسر کرتے تھے' ایک جگہ اقامت پذیر نہیں تھے۔ "عماد" کا ایک معنیٰ وہ ہے جو امام بخاری نے ذکر فرمایا' دوسرا "عماد" کا معنیٰ ہے: لمبائی کے اور طاقت وقوت کے' حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی پوری چٹان اُٹھا لاتا اور کسی پر پھینک کر مار ڈالتا۔ کلبی سے منقول ہے کہ وہ چار سو ہاتھ لمبے تھے۔ مقاتل نے کہا: بارہ ہاتھ لمبے تھے' حضرت ابن عباس کی تفسیر میں ہے کہ ان میں سب سے لمبا سو ہاتھ کا تھا اور سب سے چھوٹا بارہ ہاتھ کا ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ (آیت:١٣) اَلَّذِيْ عُذِّبُوْا بِهٖ..... "سوط" کے معنیٰ کوڑے کے ہیں' امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ہر وہ چیز جس سے عذاب دیا جائے "سَوْطَ عذاب" ہے ﴿اَكْلًا لَّمًّا﴾ (آیت:١٩) اَلسَّفُّ وَ ﴿جَمًّا﴾ (آیت:٢٠) اَلْكَثِيْرُ..... "لَمًّا" کا معنیٰ ہے: بلا دریغ کھانا' اور "جمًّا" کے معنیٰ زیادہ کے ہیں "وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَاءُ شَفْعٌ وَّالْوِتْرُ اَللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى "..... اور مجاہد نے کہا: ہر وہ چیز جسے اللہ نے پیدا کیا وہ جفت ہے' آسمان زمین کا جفت ہے "وتر" اکیلا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے "وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ (آیت:١٣) كَلِمَةٌ تَقُوْلُهَا اَلْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيْهِ السَّوْطُ "..... اور ان کے غیر نے کہا: "سوط عذاب" عرب والے ہر قسم کے عذاب کو کہتے ہیں' اس میں کوڑا بھی داخل ہے ﴿لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (آیت:١٤) اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ..... اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿تَحَآضُّوْنَ﴾ (آیت:١٨) تُحَافِظُوْنَ وَ ﴿تَحْضُّوْنَ﴾ تَاْمُرُوْنَ بِاِطْعَامِهٖ..... "تحاضون" کے معنیٰ ہیں: تم حفاظت کرتے ہو اور "تحضون" کا معنیٰ ہے: تم اس کے کھلانے کا حکم دیتے ہو ﴿اَلْمُطْمَئِنَّةُ﴾ (آیت:٢٧) اَلْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ..... ثواب پر یقین رکھنے والے "وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ﴾ (آیت:٢٧)' اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَبْضَهَا اطْمَاَنَّتْ اِلَى اللّٰهِ وَاطْمَاَنَّ اللّٰهُ اِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' فَاَمَرَ بِقَبْضِ رُوْحِهَا وَاَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ' وَجَعَلَهٗ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ "..... اور امام حسن بصری نے "يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ" (الفجر:٢٧) کی تفسیر میں فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ایسی جان کو قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر مطمئن ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر سکون نازل فرماتا ہے' وہ اللہ سے راضی ہو جاتی ہے اور اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے تو اس کی روح کے قبض کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل فرماتا ہے اور اسے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لیتا ہے "وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿جَابُوْا﴾ (آیت:٩) نَقَبُوْا مِنْ جَيْبِ الْقَمِيْصِ قُطِعَ لَهٗ جَيْبٌ يَجُوْبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا "..... فرمایا تھا: "وَجَابُوْا الصَّخْرَ بِالْوَادِ" جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں' مراد یہ ہے کہ چٹانوں کو کھود کر اس میں مکان بنایا' کہا جاتا ہے "جَيْبُ الْقَمِيْصِ" جب کرتے کے لیے گریبان کاٹا جائے نیز اس کے معنیٰ راستہ طے کرنے کے بھی ہیں' کہا جاتا ہے "يَجُوْبُ الْفَلَاةَ" جب میدان طے کر لے ﴿لَمًّا﴾ (آیت:١٩)' لَمَمْتُهٗ اَجْمَعُ' اَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهٖ..... بولتے ہیں: "لَمَمْتُهٗ اَجْمَعُ" میں اس کے آخر تک پہنچا۔

سُوْرَةُ ﴿لَآ اُقْسِمُ﴾ اَلْبَلَدِ (ص ٧٣٧)

اس سورت کا نام سورۂ بلد بھی ہے۔ اس میں بیس آیتیں ہیں۔

"وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (آیت:١) مَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ "..... اور مجاہد نے کہا کہ اس شہر سے مراد مکہ ہے' آپ پر اس میں وہ گناہ نہیں جو لوگوں پر ہے ﴿وَوَالِدٍ﴾ (آیت:٣) اٰدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾ (آیت:٣)..... اور حضرت آدم کی قسم اور ان کے اولاد کی ﴿لُبَدًا﴾ (آیت:٦) كَثِيْرًا..... بہت "وَ ﴿النَّجْدَيْنِ﴾ (آیت:١٠) اَلْخَيْرُ وَالشَّرُّ"..... اس سے مراد خیر وشر ہیں ﴿مَسْغَبَةٍ﴾ (آیت:١٤) مَجَاعَةٍ..... بھوک ﴿مَتْرَبَةٍ﴾ (آیت:١٦) اَلسَّاقِطُ فِي التُّرَابِ..... جو مٹی پر پڑا ہوا ہو'

Marfat.com

يُقَالُ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ (آیت:۱۱) فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ. فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾ (آیت:۱۲-۱۴)..... پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کود ادنیا میں' پھر ''عقبہ'' کی تفسیر فرمائی: اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے؟ غلام آزاد کرنا' یا بھوک کے دن کھانا دینا' مراد یہ ہے کہ نیک اعمال کر کے صالحین میں شامل نہیں ہوا۔ اعمال صالحہ کرنے کو گھاٹی میں کودنے سے تعبیر اس لیے فرمایا کہ وہ نفس پر شاق ہوتے ہیں۔

سُوْرَةُ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ (ص ۷۳۷)

یہ سورت بھی مکی ہے' اس کا نام سورۂ شمس بھی ہے' اس میں پندرہ آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِطَغْوَاهَا﴾ (آیت:۱۱) بِمَعَاصِيهَا..... ان گناہوں کی وجہ سے ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ (آیت:۱۵) عُقْبَى أَحَدٍ..... کسی کے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں۔

سُوْرَةُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ (ص ۷۳۷)

اس کا نام سورۃ اللیل بھی ہے' یہ مکی ہے اس میں اکیس آیتیں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب انہوں نے حضرت بلال کو آزاد کیا' اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِالْحُسْنٰى﴾ (آیت:۹) بِالْخَلَفِ''..... ''حسنٰی'' سے مراد عطا کی جزا اور عوض ہے ''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَرَدّٰى﴾ (آیت:۱۱) مَاتَ''..... اور مجاہد نے کہا کہ ''تردیٰ'' کا معنی ہے: مرگیا ''وَ ﴿تَلَظّٰى﴾ (آیت:۱۴). تَوَهَّجَ''..... جو بھڑک رہی ہے ''وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى''..... اور عبید بن عمیر نے اسے ''تتلظّٰی'' پڑھا ہے۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى (ص ۷۳۸)

یہ سورت مکی ہے' اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِذَا سَجٰى﴾ إِسْتَوٰى. وَقَالَ غَيْرُهُ أَظْلَمَ وَسَكَنَ''..... ''سَجٰی'' کا معنی ہے: درست ہو جائے اور ان کے غیر نے کہا: جب تاریک ہو جائے اور پرسکون ہو جائے ﴿عَآئِلًا﴾ ذُوْ عِيَالٍ..... کے معنی ہیں: کثیر عیال والا۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ''..... حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ کو دشمن بنایا ہے۔

سُوْرَةُ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ﴾

اس کا دوسرا نام سورۂ انشراح ہے' یہ مکی ہے' اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وِزْرَكَ﴾ (آیت:۲) فِي الْجَاهِلِيَّةِ''..... یعنی آپ کے وہ کام جو جاہلیت میں ایسے صادر ہوتے تھے جو منصب نبوت کے مناسب نہیں تھے یعنی ترک افضل' اور صحیح تفسیر یہ ہے کہ ''وزر'' کا معنی بوجھ ہے ﴿أَنْقَضَ﴾ (آیت:۳) أَثْقَلَ..... جو آپ پر بھاری تھے ﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (آیت:۵-۶). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَيْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا. أُخْرَ كَقَوْلِهِ ﴿هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ (التوبہ:۵۲) وَلَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُّسْرَيْنِ..... دشواری کے ساتھ آسانی ہے' یعنی اس دشواری کے ساتھ دوسری آسانی بھی ہے۔ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر کی وجہ سے تم دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے

Marfat.com

تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ایک دشواری دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی۔

توضیح

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک دشواری کے ساتھ دو آسانیاں ہیں۔ یہ اس قاعدے پر مبنی ہے کہ جب کوئی اسم معرف باللام مکرر ہوگا تو دوسرے سے بعینہٖ وہی پہلا مراد ہوگا اور اگر کوئی اسم نکرہ مکرر ہو تو دونوں کے دو الگ الگ مصداق ہوں گے۔ ان دونوں آیتوں میں ''العُسر'' معرف باللام ہے اور ''یسرًا'' نکرہ اس لیے حاصل یہ ہوا کہ ایک دشواری میں دو آسانیاں ہیں۔ اسی کو کسی شاعر نے کہا ہے:

اِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰى فَفَكِّرْ فِيْ اَلَمْ نَشْرَحْ
فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ اِذَا فَكَّرْتَهٗ فَافْرَحْ

''جب تم پر مصیبت سخت ہو تو ''الم نشرح'' میں غور کرو دو آسانیوں کے درمیان ایک سختی ہے اسے سمجھ کر خوش ہو۔''

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَانْصَبْ﴾ (آیت:۷) فِيْ حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ''..... تو اپنے رب کی طرف اپنی حاجت طلب کرنے میں پوری کوشش کرو یعنی جب عبادت سے فارغ ہو جاؤ تو حاجتوں کے لیے دعاء کرنے میں کوشش کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب فرض نمازوں سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ سے مانگو اور اس کی طرف راغب ہو اور اس کے لیے کوشش کرو اور قتادہ نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ جب اپنی نماز سے فارغ ہو لو تو دعاء میں مبالغہ کرو ''وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ (آیت:۱) شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ''..... حضرت ابن عباس نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضور کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا۔

سُوْرَةُ ﴿وَالتِّيْنِ﴾ (ص ۷۳۹)

اس کا نام سورہ تین ہے یہ مکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدنی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِيْ يَاْكُلُ النَّاسُ''..... اور امام مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: قسم ہے انجیر اور زیتون کی جسے لوگ کھاتے ہیں ''يُقَالُ ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ (آیت:۷) فَمَا الَّذِيْ يُكَذِّبُكَ بِاَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ كَاَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ؟''..... ارشاد ہے: ''فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ'' اب کیا چیز انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے؟ یعنی کس چیز نے اُبھارا کہ وہ آپ کی اس بات کی تکذیب کریں کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا گویا اللہ نے فرمایا: آپ جو ثواب عقاب کی باتیں کرتے ہیں اس کے جھٹلانے پر کون قادر ہے؟

سُوْرَةُ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾

اس سورت کا نام سورۂ علق بھی ہے یہ سورت مکی ہے اس میں بیس آیتیں ہیں۔

''عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اُكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِيْ اَوَّلِ الْاِمَامِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ خَطًّا''..... امام حسن بصری نے فرمایا: مصحف میں امام یعنی سورۂ فاتحہ کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' لکھو اور اسے دو سورتوں کے درمیان فصل کے لیے لکھو۔

''امام'' سے مراد قرآن ہے یعنی قرآن کے شروع میں بسم اللہ لکھو یعنی سورۂ فاتحہ کے شروع میں۔ یہ جو فرمایا کہ ہر دو سورتوں کے درمیان خط بنا یعنی دونوں سورتوں میں فصل کی علامت ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو سورتوں کے درمیان خط کھینچ

Marfat.com

ہوتا کہ وہ فصل کی علامت رہے۔ یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ بسم اللہ لکھو اس کو فصل کی علامت بناؤ۔ حضرت امام حسن بصری کا مذہب پہلا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کے درمیان فصل کے لیے لکھا جائے اور صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کا جزء ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لیے نازل ہوئی۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ یا کسی سورت کا جزء نہیں۔ ہاں! قرآن مجید کا جزء ہے۔ ہاں! امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ اور ہر سورۃ کا جزء ہے۔ ابن قصار مالکی نے کہا کہ بسم اللہ جو سورتوں کے شروع میں ہے وہ قرآن نہیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ مستقل قرآن مجید کی آیت ہے اس لیے کہ یہ مصاحف میں لکھا ہے اور اس پر اجماع ہے کہ مصحف میں قرآن کے علاوہ کچھ اور نہیں لکھا گیا۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَادِيَهُ﴾ (آیت:۱۷) عَشِيْرَتَهُ. ﴿الزَّبَانِيَةَ﴾ (آیت:۱۸) اَلْمَلٰئِكَةَ''..... ''ناديه'' سے مراد قبیلہ والے ہیں ''اَلزَّبَانِية'' سپاہی، مراد فرشتے ہیں ''وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿الرُّجْعٰى﴾ (آیت:۸). اَلْمَرْجِعُ''..... لوٹنے کی جگہ ﴿لَنَسْفَعَنْ﴾ (آیت:۱۵) لَنَاْخُذَنْ وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ اَخَذْتُ..... ''لَنسفعًا'' کے معنی ہیں: ہم ضرور پکڑیں گے۔ یہ نون خفیفہ تاکید کے ساتھ ہے۔ بولتے ہیں ''سَفَعْتُ بِيَدِهٖ'' میں نے اس کو ہاتھ سے پکڑا۔

بَابُ [العلق:۱۵۔۱۶ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ○ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ○﴾ (آیت:۱۵-۱۶). (ص ۷۴۰)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: ہاں ہاں! اگر باز نہ آیا تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے ○ کیسی پیشانی، جھوٹی، خطاکار ○

۲۳۳۸- عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَّاَيْتُ مُحَمَّدًا يُّصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَاَطَاَنَّ عَلٰى عُنُقِهٖ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهٗ لَاَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ. (ترمذی، نسائی۔ کتاب التفسیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لوں تو ان کی گردن کو پاؤں سے روند دوں گا۔ اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا: اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اس کو ضرور پکڑ لیتے۔

''زبانيه'' یہ اللہ کے بارہ فرشتے ہیں، ان کے سر آسمان میں ہیں اور پاؤں زمین میں ہیں۔ نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل بڑھا مگر پھر اُلٹے قدم پھرا اور ہاتھوں سے ایسے اشارہ کر رہا تھا جیسے کسی چیز سے بچ رہا ہو۔ اس سے پوچھا گیا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور سخت ہولناک چیزیں ہیں اور کچھ بازو ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کو اچک لیتے۔

سُوْرَةُ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (ص ۷۴۰)

اس کا نام سورۂ قدر بھی ہے۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور ماوردی نے حکایت کی کہ یہ مکی ہے، اور یہی ابوالعباس نے کہا۔ اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

''يُقَالُ اَلْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلِعُ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يُطْلَعُ مِنْهُ''..... ''مطلع'' مصدر میمی ہے اور اسم ظرف بھی۔ طلوع ہونے کی جگہ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ﴾ (آیت:۱) اَلْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْاٰنِ ﴿وَاَنْزَلْنَاهُ﴾ مَخْرَجَ الْجَمِيْعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ الْعَرَبُ تُؤَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهٗ بِلَفْظِ الْجَمِيْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ..... ہم نے اس کو نازل فرمایا، اس سے مراد قرآن ہے ''اَنْزَلْنَا'' جمع کا صیغہ استعمال فرمایا حالانکہ نازل فرمانے والا اللہ (ایک) ہے۔ اہل عرب بطور تاکید واحد کو جمع سے تعبیر کرتے ہیں

Marfat.com

تا کہ وہ اثبت (زیادہ تاکید کے ساتھ ہو)۔ جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے۔

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ ﴿اَلْبَيِّنَةِ﴾ (ص ۷۴۰)

اس سورت کا نام سورۂ منفکین بھی ہے اور سورۂ بینہ بھی' یہ سورت مدنی ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول مروی ہے کہ یہ مکی ہے۔ اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

﴿مُنْفَكِّيْنَ﴾ (آیت:۱) زَائِلِيْنَ..... چھوڑنے والا ﴿قَيِّمَةٌ﴾ اَلْقَائِمَةُ ﴿دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (آیت:۵) اَضَافَ الدِّيْنَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ..... ''القيمة'' کا معنی سیدھا' اصل عبارت یہ تھی ''دِيْنُ الْمِلَّةِ الْقَيِّمَةِ'' دین کی اضافت ملت کی طرف تھی جو مونث ہے اسی کی صفت ہے ''اَلْقَيِّمَةِ''۔

سُوْرَةُ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ (ص ۷۴۱)

اس کا نام سورۂ زلزال بھی ہے' یہ سورت مکی ہے' اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

''يُقَالُ ﴿اَوْحٰى لَهَا﴾ (آیت:۵) اَوْحٰى اِلَيْهَا وَوَحٰى لَهَا وَوَحٰى اِلَيْهَا وَاحِدٌ''..... اسے حکم بھیجا ''اوحٰی'' اور ''وحٰی'' یعنی مجرد و مزید فیہ ہم معنی ہیں اس کا صلہ لام بھی آتا ہے اور الیٰ بھی۔

سُوْرَةُ ﴿وَالْعٰدِيٰتِ﴾ (ص ۷۴۱)

یہ سورت مکی ہے' اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ''عادیات'' سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو راہِ خدا میں دوڑتے ہیں۔ ''ضَبْحًا'' کے معنی گھوڑے کے سینے کی وہ آواز جو تیز دوڑتے وقت نکلتی ہے۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْكَنُوْدُ﴾ (آیت:۶) اَلْكَفُوْرُ''..... ناشکری کرنے والا ''يُقَالُ ﴿فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا﴾ (آیت:۴) رَفَعْنَا بِهٖ غُبَارًا''..... غبار اڑاتے ہیں ﴿لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ (آیت:۸) مِنْ اَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ..... مال کی چاہت کی وجہ سے ﴿لَشَدِيْدٌ﴾ (آیت:۸) لَبَخِيْلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيْلِ شَدِيْدٌ..... ''شدید'' کے معنی بخیل کے ہیں ﴿حُصِّلَ﴾ (آیت:۱۰) مُيِّزَ..... ممتاز کر دی جائے گی۔

سُوْرَةُ اَلْقَارِعَةِ (ص ۷۴۱)

یہ سورۃ مکی ہے' اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ﴾ (آیت:۴) كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهٗ بَعْضًا' كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ..... بکھرے ہوئے پتنگے جیسے ٹڈی کا دل بعض بعض پر چڑھا ہوتا ہے' اسی طرح قیامت کے دن لوگ ایک دوسرے پر گریں گے ﴿كَالْعِهْنِ﴾ (آیت:۵) كَالْوَانِ الْعِهْنِ' وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوْفِ..... جیسے رنگ برنگ کے اون' اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے ''عهن'' کی جگہ پر ''صوف'' پڑھا۔

سُوْرَةُ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ (ص ۷۴۱)

اس کا نام سورۂ تکاثر بھی ہے' یہ مکی ہے' اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلتَّكَاثُرُ﴾ (آیت:۱) مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ''..... مال اور اولاد کی بہت کثرت۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْعَصْرِ (ص ۷۴۱)

یہ سورۃ مکی ہے اس میں تین آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ يَحْيٰى اَلدَّهْرُ اَقْسَمَ بِهٖ''.....کہا جاتا ہے کہ عصر سے مراد زمانہ ہے جس کی اللہ نے قسم یاد فرمائی۔

سُوْرَةُ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ﴾ (ص ۷۴۲)

اس کا نام سورۂ ھمزہ بھی ہے یہ سورت مکی ہے اس میں نو آیتیں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''هُمَزَه'' سے مراد چغل خور ہیں جو دوستوں کے درمیان جدائی کرتے ہیں۔قتادہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں: غیبت کرنے والے اور ''لُمَزَةٌ'' کے معنی ہیں: طعنہ دینے والے ﴿اَلْحُطَمَةُ﴾ (آیت:٤) اِسْمُ النَّارِ، مِثْلُ ﴿سَقَرَ﴾ (المدثر:٤٢) وَ ﴿لَظٰى﴾ (المعارج:١٥).....''حطمة'' ایک جہنم کا نام ہے جیسے ''سقر'' اور ''لظى'' ''حطمه'' کے معنی ہیں: روندنے والی۔

سُوْرَةُ ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ﴾ (ص ۷۴۲)

اس کا دوسرا نام سورۂ فیل بھی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

''قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَبَابِيْلَ﴾ (آیت:٣) مُتَتَابِعَةً مُّجْتَمِعَةً''.....''اَبابيل''، ''ابالةٌ'' کی جمع ہے اور ایک قول ہے کہ اس کا واحد نہیں اس کا معنی ہے: پے در پے اکٹھی ہو کر ''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِنْ سِجِّيْلٍ﴾ (آیت:٤) هِيَ سَنْكٍ وَكِلْ''.....پتھر اور مٹی کی۔

سُوْرَةُ ﴿لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ﴾ (ص ۷۴۲)

اس کا نام سورۂ قریش بھی ہے یہ سورت مکی ہے لیکن ضحاک اور عطاء بن سائب نے کہا: یہ مدنی ہے۔اس میں چار آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لِاِيْلٰفِ﴾ (آیت:١) اَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ''.....خوگر ہونے کی وجہ سے وہ اس کے خوگر تھے اس لیے ان پر گرمی اور جاڑوں میں سفر کرنا شاق نہیں تھا ﴿وَاٰمَنَهُمْ﴾ (آیت:٤) مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِيْ حَرَمِهِمْ..... اور انہیں ہر دشمن سے امن دیا ان کے حرم میں ''قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لِاِيْلٰفِ: لِنِعْمَتِيْ عَلٰى قُرَيْشٍ''.....اور ابن عیینہ نے کہا: ''ایلاف'' سے مراد نعمت ہے۔

سُوْرَةُ ﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ﴾ (ص ۷۴۲)

اس کا دوسرا نام سورۂ ماعون بھی ہے۔یہ مکی ہے اس میں سات آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَدُعُّ﴾ يَدْفَعُ (آیت:٢) عَنْ حَقِّهٖ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ ﴿يُدَعُّوْنَ﴾ (الطور:١٣) يُدْفَعُوْنَ''.....اور مجاہد نے کہا: حق وصول کرنے سے دھکا دیتا ہے اور کہا جاتا ہے یہ ''دَعَعْتُ'' سے ہے ''يُدَعُّوْنَ'' کا معنی ہے: دھکے دیئے جاتے ہیں ﴿سَاهُوْنَ﴾ (آیت:٥) لَاهُوْنَ..... غافل ہیں بھولے ہوئے ہیں ''وَ ﴿الْمَاعُوْنَ﴾ (آیت:٧) اَلْمَعْرُوْفُ كُلُّهٗ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ اَلْمَاعُوْنُ: اَلْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَعْلَاهَا الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَاَدْنَاهَا عَارِيَّةُ الْمَتَاعِ''.....''ماعون'' ہر اچھی بات اور بعض عرب نے کہا کہ ماعون سے مراد پانی ہے اور عکرمہ نے کہا: اس کا سب سے اعلیٰ فرض زکوٰۃ ہے اور ادنیٰ مانگا ہوا برتن۔

Marfat.com

سُوْرَةُ ﴿اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (ص ۷۴۲)

اس کا ایک نام سورۂ کوثر بھی ہے' جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ مکی ہے اور قتادہ' حسن بصری اور عکرمہ نے کہا کہ یہ مدنی ہے' اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اس کے شانِ نزول میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے حضرت قاسم کا وصال ہوا تو عاص بن وائل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابوجہل یا قریش کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتر کہا۔ سہیلی نے کہا کہ کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس تقدیر پر یہ سورت مدنی ہوگی مگر اس میں کچھ کلام ہے اس لیے کہ اگر کعب بن اشرف نے یہ کہا ہوگا تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر کہا ہوگا حالانکہ کعب بن اشرف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پہلے ہی مارا جا چکا تھا واللہ اعلم! اس میں تین آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿شَانِئَكَ﴾ (آیت:۳) عَدُوَّكَ''..... تیرا دشمن۔

۲۳۳۹- ح: [مَا الْكَوْثَرُ]

کوثر سے کیا مراد ہے؟

۲۳۳۹ - حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَاهٰذَا يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ. (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے جایا گیا (معراج کی شب تو) فرمایا: میں ایک نہر پر گیا جس کے دونوں کناروں پر جوف دار موتی کے گول خیمے تھے' میں نے پوچھا: یہ کیا ہے اے جبریل؟ عرض کیا: یہ کوثر ہے۔

۲۳۴۰ - عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَاَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَتْ نَهْرٌ اُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُّجَوَّفٌ اٰنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ.

(نسائی۔ کتاب التفسیر' کتاب الرقاق۔ باب: الحوض ص ۹۷۴)

ابوعبیدہ نے کہا: میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قول ''انا اعطینک الکوثر'' کی تفسیر پوچھی' تو فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئی ہے جس کے کناروں پر جوف دار موتی ہیں' اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے مثل ہیں۔

۲۳۴۱ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ قَالَ اَبُوْبِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَاِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَلنَّهْرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوثر کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد وہ خیر ہے جو اللہ نے حضور کو عطا فرمایا۔ ابوبشر نے کہا: میں نے سعید ابن جبیر سے پوچھا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ جنت میں ایک نہر کا نام ہے تو سعید نے فرمایا: یہ جنت کی نہر بھی اسی خیر سے ہے جو اللہ نے حضور کو عطا فرمایا۔

سُوْرَةُ ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ (ص ۷۴۲)

اس کا دوسرا نام سورۂ کافرون بھی ہے' یہ مکی ہے' اس میں چھ آیتیں ہیں۔

ولید بن مغیرہ' عاص بن وائل' حارث بن قیس سہمی' اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبدالمطلب' امیہ بن خلف نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ ہمارے دین کی پیروی کیجیے تو ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے اور ہم آپ کو اپنے ہر معاملے میں شریک کر لیں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیجیے' ایک سال ہم آپ کے معبود کی پرستش کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاذ اللہ! میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کروں؟

Marfat.com

''يُقَالُ ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ﴾ اَلْكُفْرُ. ﴿وَلِيَ دِيْنِ﴾ (آیت:٦) اَلْاِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِيْنِيْ لِاَنَّ الْاٰيَاتِ بِالنُّوْنِ، فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ ﴿يَهْدِيْنِ﴾ (الشعراء:٧٨) وَ ﴿يَسْقِيْنِ﴾ (الشعراء:٨٠)''.....کہا گیا: مراد یہ ہے کہ تمہارے لیے تمہارا دین کفر ہے اور میرے لیے میرا دین اسلام ہے اور ''دیني'' نہیں فرمایا' اس لیے کہ شروع آیتوں کے آخر میں نون تھا تو ان کی رعایت کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا گیا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ''یھدین و یسقین'' میں ہے کہ اصل میں ''یھدیني و یسقیني'' تھا' رعایت فصل کے لیے یاء کو حذف کر دیا گیا۔ اسی طرح یہاں ''دیني'' تھا' یاء کو حذف کر دیا'' وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ (آیت:٢) ''لَا اُجِيْبُكُمْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ''.....یعنی جن کو تم پوجتے ہو ان کی پرستش نہ اب کروں گا اور نہ عمر بھر ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ﴾ (آیت:٣-٥) وَهُمُ الَّذِيْنَ قَالَ ﴿وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُم مَّا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴾ (المائدہ:٦٤-٦٨).....
اور نہ تم لوگ اس کی پرستش کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں' یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں فرمایا: تمہاری جانب تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا کافروں میں سے بہتوں کے کفر اور سرکشی کو زیادہ کر دیتا ہے۔

سُوْرَةُ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (ص ٧٤٢)

اس کا نام سورۂ نصر اور سورۂ فتح بھی ہے۔ پوری سورۃ سب سے آخری یہی نازل ہوئی ہے۔ حنین سے واپس ہوتے وقت نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قریب قریب دو سال حیاتِ ظاہری میں رہے۔ یہ سورۃ جب نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سنائی لیکن حضرت عبداللہ بن عباس نے سنا تو روئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور نے اپنے دنیا سے تشریف لے جانے کی اس میں خبر دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی: اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور اس کو تاویل سکھا۔ اس میں تین آیتیں ہیں۔

بَابُ [النصر: ٣ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ (آیت:٣). (ص ٧٤٣)

اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر: تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے○

''تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ''..... بندوں کی توبہ قبول فرمانے والا ہے اور لوگوں میں ''تواب'' وہ ہے جو گناہ سے توبہ کرے' یعنی توبہ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں: توبہ قبول کرنے والا اور جب بندوں کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں: گناہوں سے توبہ کرنے والا' گناہ چھوڑنے والا۔

سُوْرَةُ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (ص ٧٤٣)

اس کا نام سورۂ لہب بھی ہے' یہ مکی ہے' اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

یہ سورت ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ ابولہب اس کی کنیت ہے اس بناء پر کہ اس کے ایک بیٹے کا نام لہب تھا یا اس لیے کہ اس کا چہرہ بہت سرخ تھا۔ انجام کار میں اس کی کنیت اس پر حقیقی معنی کے اعتبار سے صادق ہوئی' وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں گیا ﴿تَبَابٌ﴾ (الغافر:٣٧) خُسْرَانٌ. ﴿تَتْبِيْبٌ﴾ (ھود:١٠١) تَدْمِيْرٌ..... ''تباب'' کے معنی ہیں: نقصان اور ''تتبیب'' کے معنی ہیں: ہلاک کرنا۔

Marfat.com

بَابُ [اللہب: ۴ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۝﴾ (آیت:٤). اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر: اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا (ص ۷۴۳) سر پر اٹھاتی۝

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ تَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ''.....''حَمَّا لَةَ الْحَطَبُ'' سے مراد چغلی کرتی پھرتی ہے ﴿فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (آیت:۵) يُقَالُ مِنْ مَّسَدٍ لَيْفِ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِيْ فِي النَّارِ.....اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے، یعنی گوگل کی چھال کی رسی اور یہ وہ زنجیر ہے جو جہنم میں ہوگی۔

سُوْرَةُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (ص ۷۴۳)

اس سورت کا دوسرا نام سورۂ اخلاص بھی ہے، یہ مکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مدنی ہے۔ اس میں چار آیتیں ہیں۔ جب قریش یا کعب بن اشرف یا مالک بن سعد یا عامر بن طفیل عامری نے کہا: ہمارے رب کا نسب بیان کیجئے یا یہ کہا: ہمارے رب کا حلیہ بیان کیجئے تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

''يُقَالُ لَا يُنَوَّنُ ﴿اَحَدٌ﴾ اَيْ وَاحِدٌ''.....کہا گیا کہ ''احد'' پر تنوین نہیں پڑھی جائے گی، ہمیشہ وقف کیا جائے گا، یعنی وہ ایک ہے۔

بَابُ [الاخلاص: ۲ کی تفسیر]

قَوْلِهٖ ﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝﴾ (آیت:۲). (ص ۷۴۴) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اللہ بے نیاز ہے۝

''وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ اَشْرَافَهَا الصَّمَدَ قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِيْ اِنْتَهٰى سُؤْدَدُهٗ''.....اہل عرب اپنے رؤسا کو ''صمد'' کہا کرتے تھے، ابوائل نے کہا: ''صمد'' کے معنی ہیں: وہ سردار جو سیادت میں انتہا کو پہنچا ہو۔

اقول: اسی لیے ''صمد'' کا اطلاق کسی مخلوق پر جائز نہیں بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے ''كُفْوًا وَ كَفِيْئًا وَ كَفَاءً وَاحِدٌ'' سب کا معنی ایک ہے، یعنی جوڑ۔

سُوْرَةُ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (ص ۷۴۴)

اس کا دوسرا نام سورۂ فلق بھی ہے۔ یہ مدنی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

''وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿غَاسِقٍ﴾ اَللَّيْلُ. ﴿اِذَا وَقَبَ﴾ (آیت:۳) غُرُوْبُ الشَّمْسِ يُقَالُ اَبَيْنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ ﴿وَقَبَ﴾ اِذَا دَخَلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَّاَظْلَمَ''.....اور مجاہد نے کہا: ''غاسق'' اندھیری ڈالنے والی، اس سے مراد رات ہے ''اِذَا وَقَبَ'' جب سورج ڈوب جائے، کہا جاتا ہے وہ ''فرقُ الصبح، فَلَقُ الصبح'' سے زیادہ ظاہر ہے، یعنی لفظ ''فلق'' ''وَقَبَ'' کے معنی میں ہے، جب ہر چیز میں داخل ہو جائے اور اسے تاریک کر دے۔

۲۳۴۲ - عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَاَلْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ فَقَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ، فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. (نسائی۔ کتاب التفسیر)

زر سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا: یہ قرآن سے ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: مجھ سے کہا گیا: کہو! تو میں نے کہا، حضرت

Marfat.com

ابی نے فرمایا: پس ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ معوذتین قرآن سے نہیں' اسی لیے انہوں نے اسے اپنے مصحف میں نہیں لکھا۔ اسی کو دوسری روایت میں یوں بیان کیا کہ زر نے حضرت ابن بی کعب سے یوں کہا: آپ کے بھائی ابن مسعود ایسا ایسا کہتے ہیں' یہ قرآن کا جزء نہیں' یہ تو حضور ﷺ کو حکم ہوا تھا کہ ان کلمات کے ساتھ تعوذ کریں۔ حضرت ابی بن کعب کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ قرآن سے ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' اسی پر اُمت کا اجماع ہے کہ معوذتین قرآن مجید کا جزء ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ سے بتواتر منقول ہیں اور سارے مصاحف میں مکتوب ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اپنے اجتہاد سے فرمایا۔ ہوسکتا ہے کہ ان کو تواتر کا علم نہ رہا ہو اور ایک دو آدمیوں کے اختلاف سے اجماع میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

سُوْرَةُ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (ص ۷۴۴)

اس کا دوسرا نام سورۂ ناس بھی ہے' یہ سورت مدنی ہے' اس میں چھ آیتیں ہیں۔

"وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ (آیت:٤) اِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذَهَبَ وَاِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلٰى قَلْبِهٖ" .....اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ دلوں میں برے خطرے ڈالنے والا یہ وہ شیطان ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے کونچے مارتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو چلا جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو دل پر جم جاتا ہے۔

توضیح

"خَنَسَ" کے معنی لوٹنے کے ہیں جو یہاں بنتا نہیں۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ کاتبوں کی تصحیف ہے' یہ اصل میں "نخسہ" تھا۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٦٦ - كِتَابُ [اَبْوَابِ] فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ (ص ۷۴۴)

[قرآن کے فضائل کا بیان]

بَابُ كَيْفَ نُزُوْلُ الْوَحْيِ، وَاَوَّلُ مَا نَزَلَ (ص ۷۴۴)

اس کا بیان کہ وحی کیسے نازل ہوئی اور پہلے کیا نازل ہوا؟

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُهَيْمِنُ اَلْاَمِيْنُ اَلْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ''..... ''مھیمن'' کے معنی امین کے ہیں' قرآن اپنے سے پہلے ہر کتاب پر امین ہے۔

ارشاد تھا: ''وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ'' (المائدہ:۴۸) اور ہم نے آپ پر کتاب اُتاری حق کے ساتھ جو اپنے سامنے کی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔

٢٣٤٣- ح: [مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مَامِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ]

ہر نبی کو اسی کے مطابق معجزے دیئے گئے جتنے لوگ ان پر ایمان لائے

٢٣٤٣- حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ اَلْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مَامِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کو اسی کے مطابق معجزے دیئے گئے جتنے لوگ ان پر ایمان لائے اور مجھے وہ وحی دی گئی جو اللہ نے میری طرف کی' اور میں اُمید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔

(بخاری۔ کتاب الاعتصام۔ باب: قول النبی بعثت بجوامع الکلم ص ۱۰۸۰' مسلم۔ کتاب الایمان' نسائی۔ کتاب التفسیر وفضائل القرآن)

مراد یہ ہے کہ ہر نبی کو دعوائے نبوت کے ثبوت کے لیے معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ اس نبی کے عہد کے مطابق ہوتا تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگروں کا زور تھا تو آپ کو عصا دیا گیا جو اژدہا ہو جاتا تھا جس نے تمام ساحروں کے سحر کو باطل کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا تو ان کو مردہ جلانے کا معجزہ عطا فرمایا گیا جس سے تمام اطباء عاجز تھے اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بلاغت کا زور تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید دیا گیا جس کی چھوٹی سی سورت سورۂ کوثر کے معارضہ سے پوری دنیا عاجز رہی۔

Marfat.com

٢٣٤٤-ح: [اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَتَابَعَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْىَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ]

٢٣٤٤- عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَابَعَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْىَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْىُ، ثُمَّ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ.

(مسلم، نسائی۔ کتاب فضائل القرآن)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی وفات کے قریب مسلسل وحی بھیجنی شروع کی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وفات کے قریب مسلسل وحی بھیجنی شروع کی، پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ، پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اُٹھا لیا گیا۔

بَابُ تَاْلِيْفِ الْقُرْاٰن (ص ٧٤٧)

قرآن کے جمع کرنے کا بیان

٢٣٤٥- وَاَخْبَرَنِىْ يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكٍ قَالَ اِنِّىْ عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اِذْ جَاءَهَا عِرَاقِىٌّ فَقَالَ اَىُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ؟ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرِيْنِىْ مُصْحَفَكِ. قَالَتْ لِمَ؟ قَالَ لَعَلِّىْ اُؤَلِّفُ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يُقْرَاُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ اَيَّةَ قَرَاْتَ قَبْلُ اِنَّمَا نَزَلَ اَوَّلَ مَانَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِّنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ اَوَّلَ شَىْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا، لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّىْ لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝﴾ (القمر: ٤٦)، وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ اِلَّا وَاَنَا عِنْدَهٗ، قَالَ فَاَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَاَمْلَتْ عَلَيْهِ اٰىَ السُّوَرِ.

(نسائی۔ کتاب التفسیر وفضائل القرآن)

یوسف بن ماہک نے کہا: میں حضرت عائشہ اُمّ المؤمنین کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی آیا اور اس نے پوچھا: کون سا کفن بہتر ہے؟ فرمایا: تیرے لیے خرابی ہو اور تجھے کیا چیز ضرر دے گی؟ اس نے کہا: اے اُمّ المؤمنین! اپنا مصحف مجھے دکھایئے! فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا: تاکہ میں اس کے مطابق قرآن کی ترتیب دے لوں اس لیے کہ قرآن بغیر ترتیب کے پڑھا جاتا ہے۔ فرمایا: تیرا کچھ نقصان نہیں جو بھی پہلے پڑھے۔ پہلے قرآن سے سورۂ مفصل نازل ہوئی جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف بڑھے تو حلال و حرام نازل ہوا۔ اگر پہلے ہی نازل ہو جاتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے: ہم کبھی بھی شراب نہیں چھوڑیں گے اور اگر نازل ہوتا کہ زنا مت کرو، تو لوگ کہتے: ہم زنا کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے۔ مکہ میں محمد ﷺ پر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جب میں بچی تھی کھیلا کرتی تھی: بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت سخت ہولناک اور کڑوی ہے ○ اور سورۂ بقرہ اور نساء اس وقت نازل ہوئیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس تھی۔ اس کے بعد اُمّ المؤمنین نے مصحف نکالا اور اسے سورتوں کی آیتیں لکھوائیں۔

یوسف بن ماہک، ماہک غیر منصرف ہے، عجمہ اور علمیت کی وجہ سے ''وَمَا يَضُرُّكَ'' یعنی جب تو مر گیا تو تجھے کیسا ہی کفن دیا جائے

Marfat.com

تجھے کیا تکلیف ہوگی؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے اپنے اہتمام سے مصاحف لکھوا کر بلاد اسلامیہ میں بھیجے اور یہ حکم صادر فرمایا کہ اسی کے مطابق قرآن پڑھا جائے اور لکھا جائے اور بقیہ دوسرے مصاحف کو ضائع کر دیا جائے' جب کوفہ میں یہ مصحف عثمانی پہنچا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے اس سے موافقت نہیں فرمائی' تو اپنا مصحف ضائع کیا اور نہ اپنی قراءت سے رجوع کیا۔ غالباً اس عراقی کے پاس ایسا ہی کوئی مصحف تھا جو مصحف عثمانی کی تالیف سے الگ تھا۔ اُم المومنین کے فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ تمہارے پاس جو مصحف ہے اس کے مطابق پڑھو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ قرآن مجید کو مصحف عثمانی کے مطابق لکھا جائے اور اسی کے مطابق پڑھا جائے اور اب اس کے خلاف لکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۷۴۸)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے قاریوں کا بیان

٢٣٤٦- ح: [كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اَعْلَمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کتاب اللہ کے سب سے بڑے عالم تھے

٢٣٤٦ - حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَخَذْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ مِنْ اَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا اَنَا بِخَيْرِهِمْ' قَالَ شَقِيْقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ اَسْمَعُ مَا يَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَّقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ. (مسلم۔ کتاب الفضائل)

شقیق بن سلمہ نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: بخدا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہن پاک سے ستر سے اوپر کچھ سورتیں سیکھی ہیں۔ بخدا! صحابہ جانتے ہیں میں ان سب سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہوں اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے کہا: میں حلقے میں بیٹھا تھا تاکہ سنوں لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے نہیں سنا کہ کسی رد کرنے والے نے اس کے علاوہ کچھ اور کہا۔

٢٣٤٧- ح: [اِعْتِرَاضُ الرَّجُلِ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر ایک شخص کا اعتراض

٢٣٤٧ - عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَاَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ: اَتَجْمَعُ اَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.

علقمہ سے روایت ہے کہ ہم حمص میں تھے' حضرت ابن مسعود رضی اللہ نے سورۂ یوسف پڑھی' ایک شخص نے کہا: اس طرح نہیں نازل کی گئی ہے' حضرت ابن مسعود نے فرمایا: میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا ہے۔ اس نے کہا: اچھا کیا۔ آپ نے اس کے منہ سے شراب کی بو محسوس کی۔ فرمایا: تو دو جرم اکٹھے کرتا ہے' کتاب اللہ کو جھٹلاتا ہے اور شراب پیتا ہے' پھر اس پر حد جاری کی۔

کہا گیا ہے کہ یہ کہنے والے نہیک بن سنان تھے۔ اس حدیث پر دو اشکال ہیں۔ اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی نے قرآن مجید کے کسی ایک حرف کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اس شخص کا انکار لاعلمی کی بناء پر تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ جس طرح

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اسی طرح نازل ہوا ہے۔اس عہد میں مصاحف کا اختلاف اور قراءتوں کا اختلاف سب کو معلوم تھا۔اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوئی قراءت شاذہ پڑھی ہو۔دوسرا اشکال یہ ہے کہ محض شراب کی بومنہ سے آنے کی بناء پر حد قائم کرنا جائز نہیں۔کبھی کبھی بعض چیزیں کھانے کے بعد منہ سے شراب کی بو آتی ہے۔حد جاری کرنے کے لیے ضروری ہے یا تو اقرار کرے یا گواہوں سے ثابت ہو نیز حد جاری کرنا حاکم اسلام کا کام ہے۔اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جب اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے تو اس نے انکار نہیں کیا۔اپنے اجتہاد سے انہوں نے اس سکوت کو اقرار سمجھا' اور اس کا بھی امکان ہے کہ امیر کی جانب سے انہیں حد جاری کرنے کی اجازت رہی ہو' پھر وہ مجتہد تھے' ہوسکتا ہے ان کا مذہب یہ ہو کہ جو عالم مقتدیٰ ہو وہ حد جاری کرسکتا ہے۔

٢٣٤٨- ح: [قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ لَّا اَحَدَ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنِّيْ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول: مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھنے والا کوئی نہیں

٢٣٤٨- عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ اَيْنَ اُنْزِلَتْ وَلَا اُنْزِلَتْ اٰيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيْمَ اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنِّيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تُبَلِّغُهُ الْاِبِلُ لَرَكِبْتُ اِلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی اس کے بارے میں' میں جانتا ہوں کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی کوئی آیت بھی نازل ہوئی تو میں جانتا ہوں کس بارے میں نازل ہوئی اور اگر میں کسی کو جانتا کہ وہ مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور وہ دور دراز ہوتا جہاں اونٹ سے جانا پڑتا تو میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔

[قراء صحابہ کی تعداد]

باب تھا صحابہ کرام میں قراء کتنے تھے؟ اس سلسلے میں پہلے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ذکر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار اشخاص سے سیکھو (١) عبداللہ بن مسعود (٢) سالم (٣) معاذ بن جبل (٤) ابی بن کعب رضی اللہ عنہم لیکن یہ حصر کے لیے نہیں' خلفاء اربعہ بھی قراء میں شامل تھے۔اسی طرح اس حدیث کے بعد مذکور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کو چار اشخاص کے علاوہ اور کسی نے جمع نہیں کیا' ابوالدرداء' معاذ بن جبل' زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔یہ بھی حصر کے لیے نہیں' مفہوم عدد حجت نہیں۔علامہ عینی نے فرمایا کہ ان کے علاوہ خلفاء اربعہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص' عبادہ بن صامت' ابوایوب انصاری' ابوموسیٰ اشعری' قیس بن ابی صعصعہ' عمرو بن زید انصاری بدری اور ان کے علاوہ اور حضرات کے نام بھی شمار کرائے ہیں حتیٰ کہ امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی ذکر کیا ہے۔

بَابُ فَضْلِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (ص ٧٥٠)

"قل هو الله احد" کی فضیلت کا بیان

٢٣٤٩- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ١) يُرَدِّدُهَا' فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَاَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا' فَقَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے ایک صاحب کو سنا کہ "قل هو الله احد" پڑھ رہے ہیں اور اسے بار بار دہرا رہے ہیں تو جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا' وہ صاحب گویا

Marfat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ' اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.

اسے کم سمجھ رہے تھے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: دعاء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص ۱۰۹۷' کتاب الایمان والنذور۔ باب: کیف کانت یمین النبی ص ۹۸۳)

[''قل هو اللّٰه احد'' ایک تہائی قرآن کے برابر ہے]

اس کے بعد والی روایت میں ہے کہ وہ صبح تک ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتے رہے۔ اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا' اور تیسری روایت میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھو' یہ لوگوں پر شاق ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا: ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے یا رسول اللہ! فرمایا: ''اللّٰه الواحد الصمد'' ثلث قرآن ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ (ص ۷۵۰)

معوذات کی فضیلت کا بیان

''معوذات'' میں ''قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس'' کے ساتھ ''قل هو اللّٰه احد'' بھی داخل ہے' اسی لیے جمع کا صیغہ لائے۔

٢٣٥٠- ح: [اَلنَّفْثُ بِالْمُعَوِّذَاتِ عَلَى الْمَرِيْضِ]

بیمار پر معوذات پڑھ کر دم کرنا

٢٣٥٠ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَاُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ' فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَقْرَاُ عَلَيْهِ' وَاَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار پڑے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری سخت ہوئی تو میں حضور پر پڑھتی اور حضور کے ہاتھ کو حضور کے جسم پر پھیرتی اس کی برکت کی اُمید پر۔

(مسلم' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ۔ کتاب الطب)

٢٣٥١- ح: [عَمَلُ وَقْتِ النَّوْمِ]

سوتے وقت کا عمل

٢٣٥١ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ' جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا' فَقَرَا فِيْهِمَا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ' يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ' وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ' يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بچھونے پر تشریف لے جاتے تو ہر رات اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع فرماتے' پھر ان میں پھونکتے' پھر اس میں ''قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق'' اور ''قل اعوذ برب الناس'' پڑھتے' پھر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر ہتھیلیوں کو پھیرتے' شروع کرتے سر اور چہرے سے اور اپنے جسم کے اگلے حصے سے' تین مرتبہ کرتے۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ باب: النفث فی الرقیۃ ص ۸۵۵' کتاب الدعوات۔ باب: التعوذ والقراءۃ عند النوم ص ۹۳۵)

کتاب الطب کی روایت میں ہے کہ اُمّ المؤمنین نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے حکم دیتے میں ایسا ہی کرتی۔

Marfat.com

یونس نے کہا: میں دیکھتا تھا ابن شہاب بھی ایسا ہی کرتے تھے جب بچھونے پر جاتے۔

مظہری نے شرح المصابیح میں کہا کہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے اپنی ہتھیلی میں پھونکتے پھر پڑھتے۔ غالباً یہ راوی کا سہو ہے۔ تلاوت کے بعد پھونکنا چاہیے تاکہ قرآن کی برکت پہنچے۔ علامہ طیبی نے اس پر یہ تعقب فرمایا کہ جو روایت صحیح ہو اس میں طعن جائز نہیں، پھر یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ ''فَقَرَأَ'' معنی میں ارادۂ قراءت کے ہے جیسے آیت کریمہ: ''فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ'' (النحل:۹۸) میں ہے۔

اقول: اس تاویل کی بھی حاجت نہیں۔ جب روایت میں صراحت ہے کہ ہتھیلی میں پھونکنا قراءت سے مقدم ہے تو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ غالباً اس سے جادوگروں کی مخالفت مقصود ہوگی کہ وہ منتر پڑھ کر پھر کسی چیز پر پھونکتے ہیں۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ (ص ۷۵۱)

جس نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا

۲۳۵۲- ح: [تَصْرِيحُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الْحَنَفِيَّةِ]

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن حنفیہ کی تصریح

۲۳۵۲- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

عبدالعزیز بن رفیع نے کہا: میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ ان سے شداد بن معقل نے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ چھوڑا ہے؟ فرمایا: دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔ عبدالعزیز نے کہا: ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے سواء اور کچھ نہیں چھوڑا۔

روافض یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس پارے تھا جس میں ایک سورۂ امامت بھی تھی۔ یہ دس پارے مع سورۂ امامت کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ اور کچھ مخصوص مکتوبات بھی عطا فرمائے تھے۔ اسی سلسلے میں ان لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ ان دونوں حضرات نے روافض کے اس قول کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ مابین الدفتین جو کچھ ہے اس کے علاوہ قرآن کا اور کوئی حصہ کسی کے پاس نہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ (ص ۷۵۱)

قرآن مجید کی فضیلت تمام کلام پر

۲۳۵۳- حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ. وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ،

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس کا حال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کے مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی بو بھی اچھی ہے اور وہ جو قرآن نہیں پڑھتا مثل کھجور کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں خوشبو نہیں، اور اس بدکار کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کے مثل

Marfat.com

رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ، كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ، وَلَا رِيْحَ لَهَا.

ہے اس کی بو اچھی ہے مزا کڑوا ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے مثل ہے اس کا مزہ بھی کڑوا ہے اور اس میں کوئی بو بھی نہیں۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب: من رای بقراء ۃ القراٰن ص ۷۵۷، باب: ذکر الطعام ص ۸۱۶، کتاب التوحید۔ باب: قراء ۃ الفاجر والمنافق الخ ص ۱۱۲۸، مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ، ابوداؤد۔ کتاب الادب، ترمذی۔ کتاب الامثال، نسائی۔ باب: الولیمہ، ابن ماجہ)

[قرآن مجید پڑھنے والے کی مثل]

صفحہ ۸۵۷ پر جو روایت ہے اس میں یہ ہے: اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے نارنگی کے مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے نیز حجم میں بھی بڑی ہوتی ہے نیز دیکھنے میں اچھی لگتی ہے۔ اسی طرح جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور باطن بھی، اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا نہیں مگر اس پر عمل کرتا ہے وہ کھجور کے مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور آگے بجائے فاجر کے یہ ہے کہ اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کے مثل ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ فاجر سے مراد منافق ہے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ فاجر سے مراد معنی عام ہے اور منافق سے بھی اس کا معنی عام مراد ہو یعنی منافق فی الاعتقاد اور منافق فی العمل، ظاہر ہے کہ جو مسلمان بدکار ہو قرآن پر عمل نہیں کرتا تو اس کا قرآن پڑھنا مثل پھول کی خوشبو کے ہے اور باطن پھول کے مزے کی طرح کڑوا۔

[''اترجہ'' کا صحیح ترجمہ]

''اترجۃ'' کا ترجمہ مصباح اللغات میں لیموں کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ منجد میں ہے کہ لیموں کی قسم سے ایک پھول ہے جس کو عوام کُبّاد کہتے ہیں اور کُبّاد کا ترجمہ مصباح میں چکوترہ کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

اس کا بیان جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾ (العنکبوت: ۵۱). (ص ۷۵۱)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے ان پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

توضیح باب..... (تغنی کے معنی)

تغنی سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن اسے دوسری کتابوں سے مستغنی کرنے والا ہے، اور ایک یہ کہ خوش آوازی کہ اچھی آواز اور اچھے لہجے سے پڑھا جائے۔ امام بخاری نے باب میں آیۃ کریمہ ذکر کر کے یہ افادہ فرمایا کہ ان کے نزدیک تغنی سے مراد غنا یعنی بے پرواہ ہونا ہے۔ یعنی جو قرآن پر اکتفا کرے اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں کی ضرورت محسوس نہ کرے، لیکن جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ تغنی سے مراد اچھے لہجے اور خوش آوازی سے پڑھنا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام بخاری نے کتاب التوحید میں تعلیقاً ذکر فرمایا: ''زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ'' قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو، نیز اسی میں یہ حدیث بھی ذکر فرمائی: ''مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حُسْنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ'' اللہ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا جتنا کسی اچھی آواز والے نبی کے بلند آواز سے قرآن پڑھنے کو سنتا ہے۔

٢٣٥٤- ح: [اَلتَّغَنِّيْ بِالْقُرْاٰنِ]

اچھی آواز سے قرآن پڑھنا

Marfat.com

٢٣٥٤- اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْذَنِ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهٗ یُرِیْدُ یَجْهَرُ بِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے کسی نبی کا قول اتنی توجہ سے نہیں سنا جتنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوش آوازی سے قرآن پڑھا سنا' ان کے ایک ساتھی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جب وہ قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔

قَالَ سُفْیَانُ تَفْسِیْرُهٗ یَسْتَغْنِیْ بِهٖ.

سفیان بن عیینہ نے کہا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ قرآن پر اکتفا کرے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قولہ ولا تنفع الشفاعۃ ص ۱۱۱۵' باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الماھر بالقرآن ص ۱۱۲۶)

مَا اَذِنَ

''اذن''، ''ذ'' کے فتحہ کے ساتھ' اس کے معنی ہیں: کسی کی بات کو بغور سننا' کان لگانا' اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ یہ بھی متشابہات میں سے ہے۔ اس کے اصل معنی اللہ اور اس کے رسول جانیں۔ تاویل میں یہ کہا جاتا ہے کہ مراد خصوصی رحمت کا نزول ہے اور قاری کا اکرام اور اسے زیادہ سے زیادہ ثواب دینا مراد ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ ''اِذن''، ''ذ'' کے کسرہ کے ساتھ ہو جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ اب اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو تغنی یعنی اچھے لہجے کے ساتھ پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اجازت دی کہ قرآن مجید اچھے لہجے کے ساتھ پڑھیں۔

صَاحِبٌ لَّهٗ

اس کا بھی احتمال ہے کہ ''صاحب'' سے مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کوئی تلمیذ ہوں لیکن فتح الباری اور عینی وغیرہ نے کہا کہ ''لہٗ'' کی ضمیر ابو سلمہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور مراد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب ہیں جیسا کہ زبیدی نے ابن شہاب سے اسی حدیث میں روایت کیا ہے۔ ''یجھر بہ'' سے مراد یہ ہے کہ آواز کو اچھی کر کے' اچھے لہجے میں بلند آواز سے پڑھیں اور سفیان بن عیینہ نے ''یتغنی بالقرآن'' کی تفسیر کی ''یستغنی بہ'' یعنی قرآن کے ہوتے ہوئے اور کتابوں سے مستغنی ہو جائیں پھر قرآن پر اکتفا کریں۔

بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ (ص ۱۱۵۱)

صاحب قرآن پر رشک ہونا

٢٣٥٥- حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ، وَرَجُلٌ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یَتَصَدَّقُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حسد نہیں مگر دو پر' ایک وہ شخص جس کو اللہ نے کتاب دی' وہ اس پر رات بھر قائم رہا اور وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ رات و دن صدقہ کرتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قول النبی رجل اتاہ اللہ القرآن ص ۱۱۲۳)

٢٣٥٦- ح: [لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰی اثْنَیْنِ]

دو شخصوں پر رشک

Marfat.com

٢٣٥٦ - سَمِعْتُ ذَكْوَانَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَّهُ فَقَالَ لَيْتَنِیْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِی الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِیْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسد نہیں مگر دو شخصوں پر۔ ایک وہ ہے جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تو وہ شب و روز اس کی تلاوت کرتا ہے جسے اس کے پڑوسی نے سنا تو کہا: کاش! کہ مجھے بھی اس کے مثل دیا گیا ہوتا جو فلاں کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی جیسا عمل کرتا اور وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا جسے وہ حق میں خرچ کرتا ہے جسے دیکھ کر ایک شخص نے کہا: کاش! مجھے بھی اس کے مثل دیا گیا ہوتا جو فلاں کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی جیسا عمل کرتا۔

(بخاری۔ کتاب التمنی۔ باب: تمنی القرآن والعلم ص ١٠٧٤، کتاب التوحید۔ باب: قول النبی رجل اتاہ اللہ القرآن ص ١١٢٣)

اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ ''حسد'' کے معنی ہیں کسی کے فضل و کمال کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس سے زائل ہو جائے اور مجھے مل جائے یہ حرام ہے، اس لیے حدیث کی تاویل میں یہ کہا جائے گا کہ حسد سے مراد ''غبطہ'' یعنی رشک ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے فضل و کمال کو دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ مجھے بھی یہ فضل و کمال ملے بغیر اس کے کہ اس سے زائل ہو، یہ جائز ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی حدیث اس معنی کی دلیل ہے کہ فرمایا گیا کہ پڑوسی نے یہ دیکھ کر یہ تمنا کی: کاش! مجھے بھی اس کے مثل دیا گیا ہوتا ''مثل شیء''، ''شیء'' کی ضد ہوتی ہے، اسی لیے دقیق اشارہ ہے کہ اسے جو فضل و کمال ملا ہے وہ اس کے پاس رہے اور مجھے بھی اس کے مثل عطا کیا جائے۔

بَابٌ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ (ص ٧٥٢)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو تعلیم دی

٢٣٥٧ - عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ، عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ. قَالَ وَاَقْرَاَنِیْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ اِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰی كَانَ الْحَجَّاجُ، قَالَ وَذَاكَ الَّذِیْ اَقْعَدَنِیْ مَقْعَدِیْ هٰذَا.

حضرت عثمان رضی اللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسرے کو سکھائے۔ سعد بن عبیدہ نے کہا: مجھے ابو عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ کی خلافت میں پڑھایا۔ یہاں تک کہ حجاج ہوا، انہوں نے کہا: اسی چیز نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا ہے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ، ترمذی، نسائی۔ کتاب فضائل القرآن، ابن ماجہ۔ کتاب السنۃ)

اس کے بعد والی روایت میں ہے: ''اِنَّ اَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ'' یعنی تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور دوسرے کو تعلیم دی۔

قَالَ وَ اَقْرَاَنِیْ

یعنی مجھے ابوعبدالرحمٰن نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ کے عہد خلافت میں پڑھایا اور وہ اس وقت سے لے کر آج تک جب کہ حجاج کی حکومت قائم ہے لوگوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت اور حجاج کی شروع ولایت کے درمیان ٣٨ سال کی مدت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی اتنی مدت سے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں جو بہرحال ٣٨ سال

Marfat.com

سے زیادہ کی ہے۔ ''قَالَ وذاك الذى'' یہ ابوعبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کی جو فضیلت مذکور ہوئی اسی کی وجہ سے میں اتنی طویل مدت سے قرآن پڑھا رہا ہوں اور ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''ذا'' کا اشارہ ہو اتنی طویل مدت تک قرآن کی تعلیم دینے کی جانب اور مراد یہ ہو کہ آج میرا جو مرتبہ ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ میں اتنی مدت سے قرآن کی تعلیم دے رہا ہوں۔

بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ (ص ۷۵۲)

قرآن کو یاد کرتے رہنا اور اس کو پابندی سے پڑھنا

۲۳۵۸ - ح: [اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعْقَلَةِ]

قرآن کے حافظ کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی

۲۳۵۸ - عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعْقَلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن یاد کرنے والے کی مثال باندھے ہوئے اونٹ کے مالک کی ہے' اگر اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا تو اونٹ کو روکے رہے گا اور اگر کھول دے گا تو چلا جائے گا۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ' ترمذی۔ کتاب الفضائل)

۲۳۵۹ - ح: [بِئْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ]

یہ کہنا بُرا ہے کہ میں قرآن کی فلاں فلاں آیت بھول گیا

۲۳۵۹ - عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّىَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ، فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بری بات ہے کہ کوئی یہ کہے: میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ وہ بھلا دیا گیا' اس لیے قرآن کو یاد کرتے رہا کرو اس لیے کہ وہ لوگوں کے سینوں سے تیزی کے ساتھ نکل جانے والا ہے بہ نسبت جانوروں کے۔

(بخاری۔ باب: نسیان القرآن ص ۷۵۳' مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ' ترمذی۔ کتاب فضائل القرآن' نسائی۔ کتاب الصلوٰۃ وفضائل القرآن)

بِئْسَ مَا

یعنی یہ کہنا ناپسندیدہ ہے' اچھا نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا' کیونکہ یہ قرآن کی تلاوت میں غفلت اور تساہل میں ہوگا تو اس کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ گویا وہ اعلان کر رہا ہے کہ میں قرآن کی تلاوت پابندی سے نہیں کرتا اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ برائی حالت کی طرف راجع ہو یعنی اس شخص کا حال برا ہے جو قرآن یاد کر کے بھول جائے پھر یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ (ص ۷۵۳)

بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کا بیان

۲۳۶۰ - ح: [قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ قَرَاْتُ الْمُحْكَمَ قَبْلَ اَنْ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابن عباس نے کہا: میں عہد نبوی میں محکم

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

پڑھ چکا تھا

٢٣٦٠ - عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنَّ الَّذِىْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ. قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَاْتُ الْمُحْكَمَ.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جس کو تم لوگ مفصل کہتے ہو وہی محکم ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور میں دس سال کا تھا اور میں محکم پڑھ چکا تھا۔

یہاں محکم سے مراد وہ آیتیں ہیں جو منسوخ نہ ہوں۔ اس روایت میں مفصل کی تفسیر محکم کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کی ہے اور اس کے بعد والی روایتوں میں محکم کی تفسیر مفصل کے ساتھ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت سعید بن جبیر نے جو تفسیر کی ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سن کر کی ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں دس سال کا تھا یہ صحیح نہیں۔ غالباً کسی راوی کا وہم ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بروایت صحیحہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر تیرہ سال تھی۔

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ (ص ٧٥٤)

قراءت میں مد کا بیان

٢٣٦١ - ح: [قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مد کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے

٢٣٦١ - حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

حضرت قتادہ نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضور مد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

٢٣٦٢ - عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَاَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ.

قتادہ نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت کیسی تھی؟ تو فرمایا کہ "مد" کے ساتھ تھی، پھر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھا اور "بسم اللہ" پر آواز کھینچی اور "رحمٰن" پر بھی آواز کھینچی اور "رحیم" پر بھی آواز کھینچی۔

[مد کی تفصیل]

مراد یہ ہے کہ ہر حرف کو عرب کے تلفظ کے مطابق جتنا کھینچنا چاہیے اتنا کھینچ کر ادا کرتے تھے یہاں تک کہ جہاں اہل عرب آواز دوسرے حروف کی بہ نسبت زیادہ کھینچتے تھے وہ آواز کو زیادہ کھینچتے۔ قراء کے نزدیک مد کی دو قسمیں ہیں: طبعی اور سببی۔ طبعی تین جگہ ہے۔ حرف علت ساکن جس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو واؤ یا اور الف۔ ان کو دوسرے حروف کی بہ نسبت دوگنا ادا کیا جائے گا۔ دوسرے سببی، اس کی دو قسمیں ہیں: "مد لازم"، "حرف علت" ساکن کے ماقبل جس کی حرکت اس کے موافق ہو اس کے بعد ہمزہ ہو جیسے "جَاءَ"۔ "غیر لازم" جس میں ایسے حرف علت کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جیسے "ضَالِّيْن" ایسے مد کو دوسرے حروف کی بہ نسبت تین گنا سے پانچ گنا تک دراز پڑھا جاتا ہے، اسم جلالت پر تعظیماً مد پڑھا جاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہاں جیسی مد ہونی چاہیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کے مطابق مد فرمایا کرتے تھے، مثلاً "بسم اللہ" پر اسم جلالت کی مد اور "رحمٰن" کے الف پر مد طبعی

Marfat.com

اور "رحیم" میں وقف کی وجہ سے مد سببی پیدا ہو جاتی ہے۔اس میں اس قسم کی مد فرماتے۔

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ (ص ۷۵۵)

قرآن پڑھتے وقت آواز کو اچھی کرنا

۲۳٦۳- ح: [لَقَدْ اُوْتِیَ اَبُوْ مُوْسٰی مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ]

حضرت ابوموسیٰ اشعری کو آل داؤد کے مزامیر میں سے ایک مزمار دیا گیا

۲۳٦۳- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا اَبَا مُوْسٰی، لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم کو داؤد علیہ السلام کے مزماروں میں سے ایک مزمار دیا گیا ہے۔

(مسلم۔کتاب المسافرین' ترمذی۔کتاب المناقب' نسائی۔باب: افتتاح الصلوٰۃ' ابن ماجہ' باب: الاقامۃ' مسند احمد۔ج ۲)

مزمار کے معنی بانسری کے ہیں یہاں مراد خوش آوازی ہے اور آلِ داؤد میں آلِ مقحم سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہیں اس لیے کہ ان کی اولاد میں کسی کے بارے میں مروی نہیں کہ اس کی آواز اتنی اچھی رہی ہو۔حضرت داؤد علیہ السلام زبور کو ستر لہجوں میں پڑھتے تھے اور ایسا عمدہ پڑھتے تھے کہ غمزدہ بھی سن کر ہشاش بشاش ہو جاتا اور جب پڑھتے تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا' خشکی اور تری کے تمام جانور خاموش ہو جاتے اور اسے بغور سنتے اور روتے۔

بَابٌ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْهِ قُلُوْبُكُمْ (ص ۷۵۷)

اس وقت تک قرآن پڑھو جب تک دلجمعی رہے

۲۳٦٤- عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ، فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ.

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب تک دلجمعی رہے قرآن پڑھو اور جب دل اچاٹ ہو جائے تو اُٹھ جاؤ۔

(اس سے متصل حدیث' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔باب: کراھیۃ الاختلاف ص ۱۰۹۵' دو طریقے سے' مسلم۔کتاب القدر' نسائی۔کتاب فضائل القرآن)

اس حدیث کی سند میں دو اختلاف ہیں۔ایک یہ کہ حضرت جندب بن عبداللہ سے مروی ہے یا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔مشہور اور کثیر روایت یہ ہے کہ حضرت جندب سے مروی ہے۔چنانچہ امام بخاری نے سلام بن ابومطیع' حارث بن عبید اور سعید بن زید کی متابعت ذکر کی کہ یہ سب بہ طریق ابوعمران حضرت جندب سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں' نیز حماد بن سلمہ اور ابان بھی حضرت جندب سے روایت کرتے ہیں' مگر یہ دونوں اسے حضرت جندب پر موقوف بتاتے ہیں اور غندر نے شعبہ سے' ابوعمران ہی سے روایت کیا کہ میں نے جندب سے یہ سنا یعنی غندر بھی اسے موقوف بتاتے ہیں۔یہ چھ رواۃ اسے جندب سے روایت کرتے ہیں۔تین مرفوع بتاتے ہیں اور تین موقوف۔البتہ ابن عون عن ابی عمران عن عبداللہ بن صامت عن عمر روایت کرتے ہیں' امام بخاری نے فرمایا: اور جندب سے اس کی روایت زیادہ صحیح اور زیادہ ہے' اس لیے یہی راجح ہے۔ابوبکر بن ابوداؤد نے کہا کہ ابن عون نے کبھی غلطی نہیں کی مگر اس روایت میں۔صحیح یہی ہے کہ جندب سے مروی ہے' نیز صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے اس لیے کہ اس کے مرفوع بتانے والے ثقہ اور حافظ ہیں۔

Marfat.com

اِقْرَءُوْا مَا ائْتَلَفْتُ

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب تک تمہیں نشاط ہو دل و دماغ حاضر ہوں اس وقت تک قرآن پڑھو اور جب تکان طاری ہو جائے اور حضور قلب نہ ہو تو پڑھنا چھوڑ دو۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس قراءت پر تمہارے اصحاب کا اتفاق ہو اس کو پڑھو اور اگر اختلاف ہو جائے تو چپ چاپ وہاں سے اُٹھ جاؤ نہ اس کا انکار کرو نہ اقرار اسی دوسرے احتمال کی بناء پر حضرت امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جس کو انہوں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے خلاف سنا تھا تو اس کو لے کر کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کی قراءت سن کر فرمایا کہ تم دونوں ٹھیک ہو۔



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٦٧- كِتَابُ النِّكَاحِ (ص ٧٥٧)

[نکاح کا بیان]

[نکاح کی حکمت]

نسل انسانی کی بقاء توالد و تناسل پر ہے اور باتفاق تمام عقلائے عالم و مذاہب دنیا اس کی بنیاد نکاح پر ہے۔ انسان کسی بھی مذہب کا ہو کسی بھی قوم کا ہو وہ اپنے طور پر شادی اور بیاہ کو ضروری قرار دیتا ہے۔ بغیر بیاہ شادی کے اگر مرد عورت اختلاط رکھیں تو پوری دنیا اس کو معیوب جانتی ہے۔ شادی بیاہ اور نکاح گویا انسان کی فطری ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے نکاح کے اصول وضوابط بہت تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ نکاح کی خصوصیت یہ ہے کہ سب سے پہلا عقد عقد نکاح ہی وجود میں آیا ہے۔ حضرت آدم و حضرت حواء علیہما السلام آپس میں اجنبی تھے۔ عقد نکاح ہی کی بدولت رشتۂ زوجیت میں منسلک ہوئے۔ اس طرح پہلا عقد عقد نکاح ہوا۔ پہلا رشتہ جو وجود میں آیا وہ زن وشوہر کا ہے اور نکاح من وجہ عبادت ہے اور من وجہ معاملہ۔

[نکاح کے احکام]

اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ اس صورت میں نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنے یا اتباع سنت وتعمیل حکم یا اولاد حاصل کرنے کی نیت سے نکاح کرے گا تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضاء شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ شہوت کا غلبہ ہے اس کا اندیشہ قوی ہے کہ اگر نکاح نہ کرے گا تو زنا یا حرام کاری میں مبتلا ہو جائے گا اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح واجب ہے اور اگر اس کا یقین ہو کہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو حرام کاری میں ضرور مبتلا ہو جائے گا تو فرض ہے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا حقوق واجبہ نہ ادا کر پائے گا تو مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو حرام۔ نکاح اور اس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (بہار شریعت، ہفتم۔ ص: ۵، بحوالہ درمختار وردالمحتار)

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں رغبت دلانے کا بیان

لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ (النساء: ٣). (ص ٧٥٧)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا: اس آیت سے نکاح کی ترغیب یوں ثابت ہوئی کہ "فانکحوا" امر ہے جو طلب پر دلالت کرتا ہے اور طلب کا ادنیٰ درجہ استحباب ہے۔ علامہ عینی نے اس پر یہ تعقب فرمایا کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ اس آیت میں امر استحباب کے لیے ہے اس

Marfat.com

لیے کہ اس کا سیاق یہ بیان کرنے کے لیے ہے کہ تم ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرو اور یہ بالاتفاق مباح ہے' مستحب نہیں' اور امر بہ کثرت اباحت کے لیے وارد ہے۔ ارشاد ہے: ''وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا'' (المائدہ:۲) جب احرام کھول دو تو شکار کرو' اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس وقت شکار مستحب بھی نہیں' صرف مباح ہے۔

٢٣٦٥- ح: [جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

تین شخص ازواجِ مطہرات کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھنے لگے

٢٣٦٥- ح: [فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنَّا]

جو میری سنت سے اعراض کرے' وہ ہم میں سے نہیں

٢٣٦٥- **اَخْبَرَنَا** حُمَيْدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا' فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ' قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا' وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ' وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا' فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ اَمَّا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ' لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ' وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ' وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ' فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے گھروں کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کا پوچھنے لگے۔ جب انہیں بتایا گیا تو ایسا محسوس ہوا گویا انہوں نے حضور کی عبادت کو کم سمجھا' اور انہوں نے کہا: حضور کے سامنے ہم لوگ کیا ہیں؟ ان کو زمانہ گزشتہ میں بھی اور آئندہ بھی گناہوں سے بچایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں رات بھر نماز پڑھوں گا' دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی بھی شادی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ سنو! بخدا میں تم لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں پھر بھی میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں' جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

اسی کے ہم معنی ایک حدیث کتاب الایمان کے شروع میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' وہیں اس پر مفصل کلام گزر چکا ہے۔

[''غفر له ما تقدم'' کی تشریح]

''غَفَرَ'' کے معنی ''سَتَرَ'' کے بھی ہیں' مراد یہ ہے کہ حضور معصوم ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ صادر نہیں ہو سکتا' اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم عبادت کرتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ بلاغت کے حد اعجاز تک پہنچا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عبادت کا باعث معبود کی عظمت کا عقیدہ اور اس سے خشیت ہے۔ بندے کے دل میں معبود کی جتنی زیادہ عظمت ہوگی جتنی زیادہ خشیت

Marfat.com

ہوگی اتنی ہی زیادہ اس کی عبادت کرے گا۔ چونکہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہوں جیسا کہ اُمّ المؤمنین کی حدیث میں ''اعلمکم باللّٰہ'' ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف بھی میرے دل میں ہے اس لیے میں تم سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ اصل عبادت میری اتباع ہے' میں روزہ رکھتا بھی ہوں چھوڑتا بھی ہوں' رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح کیے ہوئے ہوں۔ یہ سب عبادت ہے' جو میرے طریقے سے اعراض کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ

نکاح کے خطبے میں یہ حدیث پڑھی جاتی ہے: ''اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' یہ دونوں ٹکڑے اکٹھے ان الفاظ کے ساتھ مجھے کہیں نہیں ملے۔ ہاں دونوں جزء الگ الگ مروی ہیں۔ یہاں یہ ہے: ''فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' ہاں! ابن ماجہ میں ''اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ باب: ماجاء فی فضل النکاح ص ۱۳۴)

مراد یہ ہے کہ جو میرے طریقہ سے اسے ہلکا اور معمولی جانتے ہوئے اعراض کرے وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں یا مراد یہ ہے کہ میرے طریقہ سے اعراض کر کے کوئی اور طریقہ اختیار کرے' مثلاً رہبانیت اختیار کرے اس اعتقاد کے ساتھ کہ رہبانیت نکاح سے بہتر ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ (ص ۷۵۸)

بیویوں کی کثرت کا بیان

٢٣٦٦ - ح: [فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا]

جب ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو اسے ہلانا مت

٢٣٦٦ - أَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا، فَإِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ، كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ. (مسلم، نسائی۔ کتاب النکاح)

عطاء نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہم لوگ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے پر سرف میں حاضر تھے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہیں۔ جب تم ان کے جنازے کو اٹھاؤ تو اسے ہلانا مت' آہستگی سے اُٹھانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں۔ آٹھ کی باری مقرر تھی اور ایک کی نہیں۔

سرف

مکہ معظمہ کے قریب بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔ اس جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسی جگہ ٦ ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت احرام میں اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ سے نکاح کیا تھا اور پھر مکہ سے واپسی کے بعد اسی جگہ ان کے ساتھ زفاف فرمایا اور یہیں ۵۱ ہجری یا ۵۳ ہجری یا ٦٦ ہجری میں ان کا وصال ہوا اور یہیں وہ مدفون ہیں۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ بھی تھیں۔

تسع ..... (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں)

یعنی وصال کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں نو خواتین تھیں۔ حضرت سودہ' عائشہ' حفصہ' ام سلمہ' زینب بنت جحش' ام حبیبہ' جویریہ' صفیہ' میمونہ رضی اللہ عنہن۔ ان میں سے اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری بہ خوشی اُمّ المؤمنین حضرت

Marfat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی' اس لیے باری صرف آٹھ ازواج کی تھی۔ ازواجِ مطہرات کی کل تعداد گیارہ ہے۔ نویہ اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری اور اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما۔

حضرت خدیجہ کا وصال مکہ معظمہ میں ہی ہو گیا تھا اور حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح مدینہ طیبہ میں ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں مدینہ طیبہ میں ہی ۴ ہجری میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ چار سے زیادہ عورتوں سے بیک وقت نکاح یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ امتی کو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ کثرتِ نساء کا باب باندھ کر امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ عورتوں کی کثرت کی جتنی شریعت نے اجازت دی ہے معیوب نہیں بلکہ بہ نیت حسن مستحسن ہے بلکہ بعض دفعہ ایک سے زیادہ عورتیں کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندو تہذیب غالب ہے اس لیے ایک سے زیادہ عورتوں کو معیوب سمجھا جاتا ہے' اتنا کہ اگر کوئی ایک سے زیادہ عورت کر لے تو اس پر طرح طرح سے طعن کیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے' بلکہ ہندوستان میں جن لوگوں کو وسعت ہو انہیں مناسب ہے کہ ایک سے زائد بیویاں کریں تا کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھے۔ میرا ذوق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کی نیت سے ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرے اور ان کے درمیان عدل کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

٢٣٦٧ ح: [فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً]

اس اُمت کے سب سے بہتر سب سے زیادہ عورتوں والے تھے

٢٣٦٧ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ لَا' قَالَ فَتَزَوَّجْ' فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کیا تو نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں! فرمایا: شادی کر لے اس لیے کہ اس امت کے سب سے بہتر سب سے زیادہ عورتوں والے تھے۔

اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ''ھذہ الامۃ'' کی قید سے حضرت داؤد علیہ السلام نکل گئے کہ ان کی ننانوے بیویاں تھیں' اور حضرت سلیمان علیہ السلام بھی جن کی ایک ہزار بیویاں تھیں' تین سو آزاد اور سات سو کنیزیں' اس کا بھی احتمال ہے کہ اُمت سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اس امت میں جن کی زیادہ بیویاں ہوں گی وہ سب سے بہتر ہوں گے جب کہ کوئی اور وجہ ترجیح نہ ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ (ص ٧٥٩)

غیر شادی شدہ رہنا اور خصی ہونا مکروہ ہے

٢٣٦٨ - سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ' وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کی غیر شادی شدہ رہنے کی درخواست کو رد فرما دیا' اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

٢٣٦٩ - ح: [اَلْاِسْتِخْصَاءُ حَرَامٌ]

خصی ہونا حرام ہے

Marfat.com

٢٣٦٩- قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ، فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَّنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۝﴾ (المائدہ:٨٧).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر غزوہ کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تھا تو ہم نے عرض کیا: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو ہمیں اس سے منع فرمایا' پھر ہمیں رخصت دی کہ ہم عورت سے کپڑے کے عوض نکاح کریں' پھر ہم پر یہ آیت تلاوت کی: اے ایمان والو! ان پاک چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال فرمائی ہیں اور حد سے آگے نہ بڑھو بے شک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا○

بِالثَّوْبِ

یہ اشارہ ہے متعہ کی طرف' ہوسکتا ہے اس وقت متعہ حرام نہ کیا گیا ہو' یا اس روایت کے وقت تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو متعہ کی حرمت کا علم نہ رہا ہو۔

ت٦٢٦- وَقَالَ اَصْبَغُ اِلٰى اَنْ قَالَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ، وَاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جوان مرد ہوں اور میں اپنے اوپر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں وہ نہیں پاتا جس سے عورتوں سے شادی کروں تو حضور خاموش رہے' پھر میں نے وہی عرض کیا' پھر آپ خاموش رہے' پھر میں نے وہی عرض کیا تو حضور چپ رہے' پھر میں نے وہی عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! قلم سوکھ چکا اس پر جس سے تو ملاقات کرنے والا ہے' اب تو اسی پر اختصار کر یا چھوڑ دے۔

اَصْبَغ

اس سے مراد ''اصبغ بن فرج'' ہیں۔ منفرج عبداللہ ابن وہب کے وراق ہیں۔ بخاری کے اساتذہ میں کوئی اصبغ نام کے نہیں۔ اسماعیلی نے اس کو یوں روایت کیا ہے: ''حدثنا ابن الحار حدثنا اصبغ''۔

فَاخْتَصِ

ہندوستانی نسخوں میں ''فاختصر'' ہے لیکن فتح الباری اور عمدۃ القاری میں یہاں ''فاختصِ'' ہے۔ علامہ عینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ بعض اصول میں ''اقتصر'' ہے۔ ''اختص'' کی روایت پر مطلب یہ ہوا کہ تم جو کچھ کرنے والے ہو سب لوح محفوظ میں لکھا جا چکا تم خصی بنو چاہے نہ بنو وہ ہو کر رہے گا اور ''اختصر'' اور ''اقتصر'' کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو کچھ ذکر کر دیا اس پر اختصار کرو اور اللہ کی قضاء پر راضی رہو یا اسے جانے دو اور جو تم چاہو کرو چاہو تو خصی ہو جاؤ' بہر تقدیر یہ تہدید ہے جیسے فرمایا گیا: ''مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ'' (الکہف:٢٩) جس کا جی چاہے مومن ہو' جس کا جی چاہے کافر ہو۔

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ (ص ٧٦٠) کنواری عورتوں سے نکاح کرنا

Marfat.com

٢٣٧٠- ح: [لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَ عَائِشَةَ]

حضرت عائشہ صدیقہ کے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی

٢٣٧٠ - عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَّ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ اَيِّهَا كُنْتَ تَرْتَعُ بَعِيْرَكَ؟ قَالَ فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا. تَعْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بتایئے اگر آپ کسی میدان میں جائیں اور اس میں کچھ درخت ایسے ہوں جن میں سے کھایا گیا ہو اور آپ ایسے درخت بھی پائیں جن سے کچھ نہیں کھایا گیا' ان میں سے کہاں آپ اپنے اونٹ کو چرائیں گے؟ فرمایا: وہاں جو چرا نہیں گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی ہے۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ (ص ٧٦٠)

٢٣٧١- ح: [قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ]

چھوٹی عمر والوں کا بڑی عمر والوں سے شادی کرنا حضرت ابوبکر سے ارشاد: تو اللہ تعالیٰ کے دین میں میرا بھائی ہے

٢٣٧١ - عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ.

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے عائشہ کی منگنی کی بات کی تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا: میں تو آپ کا بھائی ہوں' فرمایا: تم اللہ کے دین اور اس کی کتاب میں میرے بھائی ہو اور وہ میرے لیے حلال ہے۔

مطابقت

یہ سب کو معلوم و مشہور ہے کہ نکاح کے وقت اُمّ المؤمنین کی عمر چھ سال تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت پچاس سے متجاوز تھی۔ یہ حدیث بہ ظاہر مرسل ہے اس لیے کہ عروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا' لیکن حقیقت میں متصل ہے۔ عروہ نے یہ حدیث اُمّ المؤمنین سے سنی ہے' جیسا کہ ابوالعباس طرفی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو خصوصی تعلق تھا وہ حقیقی بھائیوں کے تعلق سے بڑھا ہوا تھا۔ اس بناء پر ان کو خیال ہوا کہ جیسے حقیقی بھائی کی بچی حلال نہیں اسی طرح یہاں بھی ہوگا' مگر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بات صاف کر دی اور فرما دیا کہ ہماری اور تمہاری اخوت دینی ہے نسبی نہیں اس لیے عائشہ میرے لیے حلال ہے تو حضرت صدیق اکبر نے بلا تامل نکاح کر دیا۔

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

وَقَوْلِهٖ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾ (الفرقان: ٥٤). (ص ٧٦٢)

شادی کرنے والوں کا دین میں برابر ہونا

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اللہ وہی ہے جس نے نطفہ سے بشر بنایا' پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا اور تیرا رب قدرت والا ہے ○

٢٣٧٢- ح: [قَالَ لِضُبَاعَةَ حُجِّيْ]

ضباعہ سے فرمایا: حج کر اور یہ شرط کر لے:

Marfat.com

وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي]

اے اللہ! جہاں تو روک لے گا وہی میرے احرام کھولنے کی جگہ ہے

۲۳۷۲ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِّ الْحَجَّ. قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُنِي اِلَّا وَجِعَةً، فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي، قُولِي اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي. وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا: بخدا! میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: حج کر اور شرط کر دے اور کہہ: اے اللہ! میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روکے اور یہ حضرت مقداد بن اسود کی زوجیت میں تھیں۔

یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ حج سے متعلق بحث کتاب الحج میں ہو چکی ہے۔ یہاں ہم نے اس لیے ذکر کیا ہے کہ باب سے امام بخاری کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لیے نسب میں کفاءت شرط نہیں' صرف دین میں کفاءت شرط ہے' اس لیے کہ حضرت ضباعۃ بنت الزبیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحب زادی قرشیہ ہاشمیہ تھیں اور حضرت مقداد بن اسود قریشی نہیں تھے یہ اصل میں کندی تھے۔ اسود بن عبد یغوث کے حلیف تھے اور اس نے ان کو اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا' لیکن یہاں دو باتیں ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ نکاح اسلام سے پہلے ہوا ہو' علاوہ ازیں حضرت مقداد بن اسود سابقین اولین میں سے اکابر و افاضل صحابہ میں سے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسلام کو سات افراد نے ظاہر کیا۔ ان میں سے ایک مقداد بن اسود بھی تھے اور اس پر اجماع ہے کہ اگر مرد میں علم' فضل' تقویٰ' ورع ہو تو وہ اپنے سے اعلیٰ نسب کا کفو ہو سکتا ہے۔

۲۳۷۳ - ح: [تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ]

عورتوں سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے

۲۳۷۳ - عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے' اس کی عزت کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے تو دین والی کو حاصل کر تیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔

۲۳۷۴ - ح: [بَيَانُ الْمُتَمَوَّلِ وَالْمُحْتَاجِ]

مال دار اور محتاج کا بیان

۲۳۷۴ - عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا؟ قَالُوا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُنْكَحَ، وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُشَفَّعَ، وَاِنْ قَالَ اَنْ يُسْتَمَعَ. قَالَ ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا تو حضور نے پوچھا: ان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: یہ اس لائق ہیں کہ اگر منگنی کریں تو ان سے نکاح کیا جائے اور اگر شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول

Marfat.com

الْمُسْلِمِيْنَ' فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا؟ قَالُوْا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ' وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ' وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْتَمَعَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: فضل الفقر ص ۹۹۴' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو ان کی بات بغور سنی جائے۔ یہ سن کر حضور ﷺ کچھ دیر خاموش رہے' پھر غریب مسلمانوں میں سے ایک صاحب گزرے تو حضور نے پوچھا: ان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: یہ ایسے ہیں کہ اگر منگنی کریں تو ان کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کریں تو قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو سنا نہ جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس شخص جیسے زمین بھر سے بہتر ہے۔

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْاَةِ

اس کا بیان کہ عورت کی نحوست سے بچا جائے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾ (التغابن:١٤). (ص ٧٦٣)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں۔

توضیح.....(نحوست کے معنی)

تحقیق یہ ہے کہ نحوست کسی چیز میں نہیں جیسا کہ باب میں ذکر کی ہوئی دوسری حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر میں اور عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی۔ بعض لوگوں نے یہ تاویل کی ہے کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو' اس کا مہر بہت ہو اور وہ بدخلق ہو۔

٢٣٧٥- ح: [لَافِتْنَةَ اَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ]

عورتوں سے زیادہ مردوں کو مضر کوئی فتنہ نہیں

٢٣٧٥ - عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ عورتوں سے زیادہ مردوں کو نقصان پہنچانے والا نہیں چھوڑا۔

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ (ص ٧٦٣)

آزاد عورت غلام کی زوجیت میں ہو

٢٣٧٦- ح: [اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ]

ولاء اس کے لیے جو آزاد کرے

٢٣٧٦ - عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ' وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ. وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ' فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ' فَقَالَ لَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ. فَقِيْلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ' وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ. قَالَ هُوَ عَلَيْهَا

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بریرہ کی ذات سے تین احکام معلوم ہوئے۔ وہ آزاد ہوئیں' ان کو اختیار دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے اور رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر تھی۔ روٹی اور گھر کے سالنوں میں سے کوئی سالن حضور کے قریب کیا گیا۔ فرمایا: کیا میں نے ہانڈی کو نہیں دیکھا؟ عرض کیا گیا: یہ صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہ کے پاس آیا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔

Marfat.com

صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

فرمایا: وہ ان کے لیے صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

(بخاری۔کتاب الطلاق۔باب: لایکون بیع الامة طلاق ص ۷۹۵' کتاب الاطعمۃ باب: الادم ص ۸۱۶' مسلم۔کتاب الزکوٰۃ' نسائی۔کتاب الطلاق)

[بریرہ کے شوہر مغیث غلام تھے یا آزاد؟]

یہ حدیث گزر چکی ہے' اس کے متعلق ابحاث بھی گزر چکی ہیں۔ یہاں صرف یہ بتانے کے لیے میں نے اس کو ذکر کیا ہے کہ حضرت بریرہ کے شوہر کا نام مغیث تھا' وہ غلام تھے کہ آزاد' اس سلسلہ میں دونوں روایتیں آئی ہیں۔ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' بیہقی نے روایت کیا ہے کہ وہ آزاد تھے' لیکن خود ابوداؤد میں دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ غلام تھے اور یہی مسلم میں بھی ہے۔پھر بخاری میں باب الطلاق میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ غلام تھے جن کا نام مغیث تھا۔ان روایات کی تطبیق میں شراح نے بہت کوشش کی ہے۔علامہ عینی کی رائے یہ ہے کہ پہلے وہ غلام تھے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا اس وقت آزاد تھے۔ یہاں یہ بتانا ہے کہ باندی اگر کسی کے نکاح میں ہو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام' جب وہ آزاد ہو جائے گی تو اسے اختیار ہے خواہ سابق شوہر کے نکاح میں رہے خواہ اس سے الگ ہو جائے۔

گوشت کے بارے میں کتاب الاطعمہ میں یہ زائد ہے کہ اُمّ المؤمنین نے فرمایا کہ بریرہ نے یہ گوشت ہمیں ہدیہ میں دے دیا ہے۔پہلے ہی گوشت حضور کی خدمت میں اس لیے نہیں پیش کیا کہ بہرحال وہ حقیقت میں صدقہ تھا۔اُمّ المؤمنین نے یہ خیال فرمایا کہ اگرچہ بریرہ نے ہم کو ہدیہ کر دیا ہے شاید اب بھی حضور نہ تناول فرمائیں۔

بَابٌ ﴿وَاُمَّهَاتُكُمُ اللّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ (النساء:٢٣) وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (ص ٧٦٤)

اور تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے' اور رضاعت سے بھی وہ حرام ہیں جو نسب سے حرام ہیں

٢٣٧٧- اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ اُخْتِيْ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ' فَقَالَ اَوَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ' لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ' وَاَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ اُخْتِيْ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِيْ. قُلْتُ فَاِنَّا نُحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ؟ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ! قُلْتُ نَعَمْ' فَقَالَ لَوْ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ' اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ' اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ' فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ. قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِيْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا' فَاَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى

زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح فرمالیں تو حضور نے فرمایا: کیا تم اس کو پسند کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ کے لیے تنہا میں ہی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن میری شریک ہو' تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے لیے حلال نہیں' تو میں نے عرض کیا: ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔فرمایا: ام سلمہ کی لڑکی سے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اگر وہ میری گود میں ربیبہ نہ ہوتی تو بھی وہ میرے لیے حلال نہ ہوتی' اس لیے کہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ نے پلایا ہے۔تم ہرگز اپنی بہنوں' بیٹیوں کو مجھ پر پیش نہ کرو۔عروہ نے کہا: ثویبہ ابولہب کی آزادہ کردہ لونڈی

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ، قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَّمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا غَيْرَ اَنِّىْ سُقِيْتُ فِىْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِىْ ثُوَيْبَةَ.

تھیں۔ ابولہب نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل کو خواب میں دکھایا گیا بدترین حالت میں، انہوں نے ابولہب سے پوچھا: کیا ملا؟ تو ابولہب نے کہا: تمہارے بعد مجھ کو خیر نہیں ملا سوائے اس کے کہ اس کے ذریعہ سے مجھ کو پلایا جاتا ہے، ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے۔

(بخاری۔ باب: وربائبکم اللاتی ص ۷۶۵، باب: وان تجمعوا بین الاختین ص ۷۶۶، باب: عرض الانسان ابنتہ ص ۷۶۸، کتاب النفقات۔ باب: المراضع من المواليات وغيرهن ص ۸۰۹، مسلم، نسائی۔ کتاب النکاح)

زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِىْ سَلَمَةَ

یہ حضرت اُمّ المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحب زادی تھیں جو ان کے سابق شوہر حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد سے تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ان بہن کا نام یا تو عزّہ تھا یا حمنہ یا دُرّہ۔

''ان ذالك لا يحل لى يعنى زينب'' میرے لیے دو وجہ سے حرام ہے، ایک تو یہ کہ وہ میری زوجہ ام سلمہ کی بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ'' اور حرام ہیں تم پر ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ دوسرے اس بناء پر کہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہیں۔ مجھے اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔

قال عروة.....(جہنم میں ابولہب کو انعام)

یہ تعلیق نہیں سند مذکور کے ساتھ متصل ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے بشارت دی۔ اس پر خوش ہو کر ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔ جب وہ مر گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سال بھر کے بعد اس کو خواب میں دیکھا، پوچھا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا: برے حال میں ہوں، مگر ہر دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے، اور اس نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے درمیان ایک سوراخ کی طرف اشارہ کر کے کہا: اس سے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے۔

ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اصل ہے ان لوگوں کے لیے جو میلاد شریف منعقد کرتے ہیں کہ جب ایک کافر کو جہنم میں ولادت کی خوشی پر یہ انعام ملا ہے تو جو مسلمان صدق نیت کے ساتھ میلاد پاک کی خوشی منائے گا اسے کیا کچھ انعام نہ ملے گا۔

[ابوطالب کو بھی خدمت کا صلہ ملا]

امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کافر کو اس کے کسی عمل خیر پر آخرت میں کوئی اجر نہ ملے گا، لیکن یہ حضور اقدس ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ ابوطالب نے حضور ﷺ کی خدمت کی تو انہیں آخرت میں اجر ملا، فرمایا: ''لو لا أنا لكان فى الدرك الاسفل'' اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتے، اسی طرح ابولہب کو بھی ملا۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

عورتوں میں سے کون حلال ہیں اور کون حرام ہیں؟

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان: حرام کی گئیں تم پر تمہاری

Marfat.com

وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النساء:٢٣-٢٤)

مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں' اللہ تعالیٰ کے قول: ''اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا'' تک۔

توضیح

اس آیت میں ہے: اور حرام کی گئیں تم پر تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا' بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے' اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ جائیں۔ یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر اور ان کے سوا جو عورتیں ہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو' قید لاتے نہ پانی گراتے' تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو اور قرارداد کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جاوے تو اس میں گناہ نہیں' بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ چودہ قسم کی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ تم پر حرام ہیں' لیکن انہیں میں حصر نہیں۔ جس طرح دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے اسی طرح پھوپھی اور اس کی بھتیجی اور بھانجی اور خالہ اور اس کی بھتیجی اور بھانجی کو بھی جمع کرنا حرام ہے۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا حرام ہے جن میں سے کسی ایک کو اگر مرد فرض کریں تو دوسری سے اس کا نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔ اسی طرح رضاعی پھوپھی' رضاعی خالہ وغیرہ بھی حرام ہیں۔ جن کی تفصیل کتب فقہ میں درج ہے۔

ت ٦٢٧ - وَقَالَ اَنَسٌ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ ﴿اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ. وَقَالَ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ (البقرة:٢٢١). (ص ٧٦٥)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں محصنات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو آزاد شوہروں کے نکاح میں ہوں۔ یہ حرام ہیں' ہاں! باندیاں حلال ہیں' مثلاً مسلمانوں نے جہاد میں کفار کی عورتوں پر قبضہ کر لیا اور وہ باندیاں ہو گئیں تو وہ حلال ہیں اگرچہ ان کے شوہر زندہ ہوں جنہوں نے ان کو طلاق نہ دی ہو اسی طرح اس میں بھی حرج نہیں کہ کسی کی باندیاں اس کے غلام کے نکاح میں ہوں اور اس کا آقا اس کے غلام شوہر کے نکاح سے الگ کر کے اپنے پاس رکھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان چودہ قسم کی عورتوں کے علاوہ مشرکہ عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے۔ اس آیت میں مشرکہ بہ معنی کافرہ ہے اور یہود و نصاریٰ اہل کتاب اس سے مستثنیٰ ہیں کہ فرمایا گیا: ''وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ'' (المائدہ:٥) اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی' اور اہل کتاب خاص ہیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ' ان دو کے علاوہ کسی بھی کافرہ عورت سے نکاح صحیح نہیں اگرچہ وہ مشرکہ نہ ہو۔

ت ٦٢٨ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰى اَرْبَعٍ فَهُوَ

حضرت ابن عباس نے فرمایا: جو چار سے زیادہ ہوں وہ بھی

Marfat.com

حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ.

حرام ہیں ماں اور بیٹی اور بہن کی طرح۔

٢٣٧٨- ح: [حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ]

نسب سے سات رشتے حرام ہیں اور صہر سے بھی سات۔

٢٣٧٨- وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ. ثُمَّ قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ (النساء:٢٣) الْآيَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نسب سے سات حرام کی گئیں اور مہر سے سات حرام کی گئیں' پھر انہوں نے تلاوت کیا کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں' پوری آیت۔

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

اس حدیث کو امام بخاری نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مذاکرۃً سنا ہے۔ ''صِهْرٍ'' سے مراد سسرالی رشتہ ہے' مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا تو ہندہ کی ماں' ہندہ کی دادی' ہندہ کی نانی زید پر حرام ہو جاتی ہیں۔ آیت میں نسب سے جو سات عورتیں حرام ہیں وہ تو تصریح کے ساتھ مذکور ہیں: (١) مائیں (٢) بیٹیاں (٣) بہنیں (٤) پھوپھیاں (٥) خالائیں (٦) بھتیجیاں (٧) بھانجیاں۔ لیکن ''صِهْر'' سے جو سات عورتیں حرام ہیں وہ سب صراحۃً مذکور نہیں' صرف تین مذکور ہیں: (١) بیویوں کی مائیں (٢) مدخولہ کی بیٹیاں (٣) اور بیٹوں کی بیویاں' اس لیے اس کے استشہاد میں آیۂ کریمہ کی تلاوت درست نہیں۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ''صِهْر'' سے مراد یہاں سبب ہے۔ تو اب اس میں رضاعی مائیں' رضاعی بہنیں اور جمع بین الاختین اور شوہر والیاں بھی داخل ہو جائیں گی۔ اس طرح سات ہوئیں۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس ہی سے اس حدیث کے آخر میں یوں روایت کیا ہے: پھر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا: حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں' یہاں تک کہ ''بنات الاخ و بنات الاخت'' تک پہنچے' پھر فرمایا: یہ نسب ہے' پھر پڑھا: اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا' یہاں تک کہ پہنچے: اور یہ کہ تم دونوں بہنوں کو جمع کرو' اور پڑھا: اور ان سے نکاح نہ کرو جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہے' فرمایا: یہ ''صِهْر'' ہے۔

اس روایت میں ''والمحصنٰت'' مذکور نہیں۔ اس کے بجائے ''وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ'' (النساء:٢٢) مذکور ہے۔ رضاعت پر ''صِهْر'' کا اطلاق یا تو تغلیباً ہے یا مجازاً۔ مصاہرت کی وجہ سے مزید چار یہ عورتیں حرام ہیں: زوجہ کی دادیاں' نانیاں' اُصول باپ دادا وغیرہ کی بیبیاں' فروع بیٹے' پوتوں وغیرھما کی بیبیاں۔

ت٦٢٩- وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ.

اور جمع کیا عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی کی صاحبزادی اور حضرت علی کی بیوی کے درمیان اور ابن سیرین نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں اور حسن نے اس کو ایک مرتبہ مکروہ کہا' پھر کہا: اس میں حرج نہیں۔

[دو چچا کی لڑکیوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے]

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب سے نکاح کیا اور انہیں کے ساتھ ان کی بیوی لیلہ بنت مسعود سے نکاح کیا اور جب زینب کا انتقال ہو گیا تو حضرت علی کی دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم سے نکاح کیا۔

Marfat.com

اس نکاح میں کوئی حرج نہیں' اس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت امام حسن بصری سے کراہت منقول ہے مگر رجوع بھی ثابت ہے۔ ہاں! ابن بطال نے کہا: ابن ابی لیلہ نے کہا: یہ نکاح جائز نہیں' لیکن پوری اُمت کا اتفاق ہے کہ یہ درست ہے اور از روئے اُصول اس میں کوئی حرج نہیں۔

ت ٦٣٠ - وَجَمَعَ الْحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ.

اور حسن بن حسن بن علی (حسن مثنیٰ) نے چچا کی دو بیٹیوں کے درمیان ایک رات میں جمع کیا۔

امام حسن مثنیٰ نے اپنے چچا محمد بن علی کی صاحب زادی اور دوسرے چچا عمر بن علی کی صاحبزادی سے ایک رات میں نکاح کے بعد ہم بستری کی۔

ت ٦٣١ - وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ' وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ' لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (النساء:٢٤).

جابر بن زید نے اس کو مکروہ جانا قطع رحمی کی وجہ سے' اور اس میں تحریم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے لیے حلال کی گئیں اس کے ماسوا۔

ابن بطال نے کہا کہ امام مالک نے بھی اس کو مکروہ جانا' حرام نہیں کہا' اور یہی عطا کا بھی قول ہے۔ ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورت کی کسی رشتہ دار عورت سے نکاح نہ کیا جائے قطع رحمی کے اندیشے سے اس لیے کہ سوکنوں میں عموماً جھگڑا ہو جاتا ہے جو قطع رحم کا سبب بنے گا۔

ت ٦٣٢ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب اپنی عورت کی بہن کے ساتھ زنا کرے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں۔

ت ٦٣٣ - وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ' عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ' فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ.

یحییٰ کندی' شعبی اور ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکے سے لواطت کرے تو اس کی ماں سے شادی نہ کرے۔

لواطت سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ احناف اور امام مالک اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ امام نووی اور امام اوزاعی نے فرمایا: اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور یہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے۔

وَيَحْيَى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ' لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ.

اور یہ یحییٰ معروف نہیں ہیں' ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ ان کی عدالت مشہور نہیں' ورنہ ان سے ثوری' ابوعوانہ اور شریک نے روایت کی ہے' نیز امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا ہے' اور ان کے بارے میں کوئی جرح ذکر نہیں کی اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور یحییٰ کندی کا یہ قول سفیان ثوری اور اوزاعی اور امام احمد نے بھی کیا ہے۔

ت ٦٣٤ - وَقَالَ عِكْرِمَةُ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا: جب کوئی اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔

ت ٦٣٥ - وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ

اور ابونصر سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ

Marfat.com

وَاَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهٖ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حرام ہو جائے گی' اور ان ابونصر کا حضرت ابن عباس سے سماع ثابت نہیں۔

لیکن ابوزرعہ نے کہا کہ یہ اسدی ہیں اور ثقہ ہیں اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت بھی کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ عزوجل کے اس قول کے معنی پوچھے: ''وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝'' (الفجر:۱۔۲)۔

ت ٦٣٦ - **وَيُرْوٰى** عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ' وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ' وَالْحَسَنِ' وَبَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ.

اور عمران بن حصین اور جابر بن زید اور حسن بصری اور بعض اہل عراق سے مروی ہے کہ اس پر حرام ہو جائے گی۔

ت ٦٣٧ - **وَقَالَ** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتّٰى يُلْزِقَ بِالْاَرْضِ' يَعْنِيْ يُجَامِعَ.

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر حرام نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین سے چپکا دے یعنی ہم بستری کر لے۔

ت ٦٣٨ - **وَجَوَّزَهُ** ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ.

اور ابن مسیب' عروہ اور زہری بھی یہی کہتے ہیں کہ حرام نہیں۔

ت ٦٣٩ - **وَقَالَ** الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ' وَهٰذَا مُرْسَلٌ.

اور زہری نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حرام نہیں' اور یہ روایت مرسل ہے۔

[ہمارا مذہب ہے کہ زنا اور دواعی زنا دونوں سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے]

اگر کوئی معاذ اللہ اپنی ساس کے ساتھ زنا کرے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی یا نہیں۔ یہ فرع ہے اس بات کی کہ زنا سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے یا نہیں۔ سلف کا اس میں اختلاف رہا۔ ہمارے یہاں ثابت ہوتی ہے' اس لیے اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو زانی کے اُصول وفروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اُصول وفروع زانی پر حرام ہو جائیں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ان کا قیاس یہ ہے کہ حرمت ایک نعمت ہے اور حرام سے نعمت نہیں ثابت ہوتی جیسا کہ حضرت علی' عروہ بن زبیر اور سعید بن المسیب نے فرمایا کہ حرام کسی حلال کو حرام نہیں کرتا۔

بَابٌ ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾

(النساء:۲۳)(ص ۷۶۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جن بیبیوں سے تم صحبت کر چکے ہو ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں تم پر حرام ہیں

ت ٦٤٠ - **وَقَالَ** ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُوْلُ وَالْمَسِيْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن مجید میں ''دخول'' اور ''مسیس'' اور ''لماس'' سب سے مراد جماع ہے۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهٖ فِي التَّحْرِيْمِ. لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ حَبِيْبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ.

اور جس نے کہا: عورت کی اولاد کی بیٹیاں اس کی بیٹیاں ہیں تحریم کے معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے کہ حضرت ام حبیبہ سے فرمایا: مجھ پر اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو نہ پیش کرو۔

Marfat.com

[مدخولہ کی بیٹیاں حرام ہیں]

مقصد یہ ہے کہ ربائب سے مراد صرف اپنی زوجہ کی بیٹیاں ہی نہیں بلکہ پوتیاں اور نواسیاں بھی مراد ہیں اور حدیث سے استدلال کی بنیاد لفظ ''بنات'' کا عموم ہے کہ اس سے مراد بیٹیاں بھی ہیں اور پوتیاں اور نواسیاں بھی۔

وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ. اور ایسے ہی پوتوں کی بیویاں' بیٹوں کی بیویوں کے حکم میں ہیں۔

حاصل کلام یہ نکلا کہ بیویوں کی فروع' اسی طرح فروع کی بیویاں سب حرام ہیں۔

وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِهٖ. اور کیا عورت کی اس لڑکی کو بھی ربیبہ کہیں گے جو شوہر کی پرورش میں نہ ہو؟

جمہور کا مسلک اس خصوص میں یہ ہے کہ ''فِيْ حُجُوْرِكُمْ'' کی قید واقعی ہے احترازی نہیں' چونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ عورت دوسرے شوہر کی چھوٹی بچی کو عقد ثانی کے بعد بھی اپنے پاس رکھتی ہے' لہٰذا بیوی کی لڑکی مطلقاً حرام ہے اگرچہ شوہر کی پرورش میں نہ ہو۔ ظاہریہ کہتے ہیں کہ اگر شوہر کی پرورش میں نہیں تو حرام نہیں۔ ان کے نزدیک یہ قید احترازی ہے۔

وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةً لَهٗ اِلٰى مَنْ يَّكْفُلُهَا. اور نبی ﷺ نے اپنی ایک ربیبہ اس شخص کے حوالہ کی جو اس کی کفالت کرے۔

بزار اور حاکم نے بہ طریق ابواسحاق' فروہ ابن نوفل' اشجعی عن ابیہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے زینب بنت ام سلمہ کو انہیں دیا اور فرمایا کہ تم میری دایہ ہو۔ وہ لے گئے' پھر آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ بچی کو کیا کیا؟ تو انہوں نے عرض کیا: وہ اپنی رضاعی ماں کے پاس ہے۔ بحث یہ چل رہی تھی کہ ربیبہ اگر کسی کی پرورش میں نہ ہو تو وہ حرام ہے کہ نہیں؟ امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ زینب بنت ام سلمہ حضور اقدس ﷺ کی پرورش میں نہیں تھیں پھر بھی ابھی حدیث گزری کہ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ میری ربیبہ میری پرورش میں نہ ہوتی۔ الیٰ آخرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کے باوجود کہ زینب بنت ام سلمہ حضور کی پرورش میں نہیں تھیں مگر وہ حضور کے لیے حلال نہیں تھیں ربیبہ ہونے کی وجہ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پرورش ہونے کی قید احترازی نہیں واقعی ہے' اس کے لیے مفہوم نہیں۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهٖ اِبْنًا اور نبی ﷺ نے اپنے نواسہ کو بیٹا فرمایا۔

کتاب المناقب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث گزری کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: یہ میرا بیٹا سردار ہے۔

بَابٌ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا (ص ٧٦٦)

پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح نہ کیا جائے

٢٣٧٩- عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا. (نسائی۔ کتاب النکاح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ بیوی اور اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کیا جائے۔

حدیث میں صرف پھوپھی اور خالہ کا ذکر ہے لیکن انہیں کی تخصیص نہیں۔ ہر ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا جائز نہیں کہ ان میں سے اگر

Marfat.com

ایک کو مرد فرض کرلیا جائے تو ان کا آپس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور اس صورت میں حرمت عارضی ہے دوامی نہیں' مثلاً عورت کو طلاق دے دی' یا مرگئی تو عدت کے بعد اس کی بہن' پھوپھی' خالہ وغیرہ سے نکاح حرام نہیں۔

٢٣٨٠- ح: [حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ]

رضاعت سے اس کو حرام جانو جو نسب سے حرام ہے

٢٣٨٠ - حَدَّثَنِيْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا' وَالْمَرْاَةُ وَخَالَتُهَا. فَنَرٰى خَالَةَ اَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِاَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی سے اور اس کی خالہ سے نکاح کیا جائے۔ (زہری نے کہا:) ہم جانتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ بھی اسی مرتبہ میں ہے اس لیے کہ عروہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہ انہوں نے فرمایا کہ رضاعت سے اس کو حرام جانو جو نسب سے حرام ہے۔

[بیوی کے باپ کی خالہ کو بھی جمع کرنا حرام ہے]

یہ تو صحیح ہے کہ عورت کے باپ کی خالہ عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے حرام ہے' اس لیے کہ اگر ان میں سے عورت کو مرد فرض کیا جائے تو اس کا نکاح باپ کی خالہ سے درست نہیں لیکن امام زہری نے اس پر حدیث رضاعت سے جو استدلال فرمایا ہے وہ محل نظر ہے۔

بَابُ الشِّغَارِ (ص ٧٦٦)

شغار کا بیان

٢٣٨١ - عَنْ نَّافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ. وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ' لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا' اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بچی کی شادی کسی سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بچی کی شادی اس کے ساتھ کردے اور مہر کچھ نہ ہو۔

(بخاری۔ کتاب الحیل۔ ص ١٠٢٩' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' کلہم فی کتاب النکاح)

شغار کی جو تفسیر مذکور ہوئی یہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن کتاب الحیل میں یہ تصریح ہے کہ عبیداللہ نے نافع سے پوچھا کہ شغار کیا ہے تو انہوں نے مذکورہ بالا تفسیر ذکر کی اور یہ اضافہ کیا کہ کوئی شخص اپنی بہن کا نکاح کسی سے کرے اس شرط پر کہ وہ اپنی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کرے بغیر مہر کے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حدیث میں شغار کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا حضرت ابن عمر سے ہے یا نافع سے یا مالک سے ہے۔ بہرحال یہ تفسیر کسی کی بھی ہو شغار کے یہی معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی کسی عورت کا نکاح کسی اور کے ساتھ کرے جو اس کی ولیہ ہو اس شرط پر کہ دوسرا اپنی ولیہ کا نکاح اس کے ساتھ کردے اور مہر کچھ نہ ہو۔ یہ نکاح ممنوع ہے یعنی کرنے والا گناہ گار ہوگا لیکن اگر کوئی کرے گا تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور دونوں پر مہر مثل واجب ہوگا۔

بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے

Marfat.com

عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا (ص ٧٦٦)

آخر میں منع فرمادیا تھا

٢٣٨٢- اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ، زَمَنَ خَيْبَرَ.

حسن بن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبداللہ اپنے والد (محمد بن حنفیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ اور دیسی گدھوں کے گوشت سے خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا۔

٢٣٨٣- ح: [رُخِّصَ اَوَّلًا لِلْمُتْعَةِ اِبْتِلَاءً فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَ فِي قِلَّةِ النِّسَاءِ]

شدت میں اور عورتوں کی کمی کے وقت ابتداء میں متعہ کی اجازت تھی

٢٣٨٣- عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَرَخَّصَ، فَقَالَ لَهٗ مَوْلًى لَهٗ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ، وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ؟ اَوْ نَحْوَهٗ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

ابوجمرہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اجازت دی، اس پر ان کے غلام نے کہا کہ یہ اجازت سخت حالت میں تھی اور عورتوں میں کمی تھی یا اور کسی ضرورت سے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: ہاں!

٢٣٨٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِيْ جَيْشٍ، فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا، فَاسْتَمْتِعُوْا.

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک لشکر میں تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگوں کو متعہ کی اجازت دے دی گئی ہے تو متعہ کرو۔

ت ٦٤١- وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِيْ اِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ تَوَافَقَا، فَعِشْرَةٌ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ يَّتَزَايَدَا، اَوْ يَتَتَارَكَا لَتَارَكَا. فَمَا اَدْرِيْ اَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً، اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟

اور ابن ابی ذئب نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہوئے کہا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: جو مرد اور عورت آپس میں طے کرلیں وہ تین رات آپس میں گزار لیں اور اگر چاہیں تو زیادہ کرلیں یا چاہیں چھوڑ دیں تو چھوڑ دیں، تو میں نہیں جانتا کہ ہمارے لیے خاص تھا یا سب کے لیے عام۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَهٗ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ.

اور ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری) نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ وہ منسوخ ہے۔

متعہ کے سلسلہ میں بہ قدر ضرورت پہلے گفتگو ہو چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء میں متعہ کی اجازت تھی۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر اسے حرام فرمایا، پھر بہ ضرورت غزوۂ اوطاس میں اجازت دی، پھر ہمیشہ کے لیے حرام فرمادیا۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا عَلٰى

کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی

Marfat.com

الرَّجُلِ الصَّالِحِ (ص ٧٦٧)

٢٣٨٥- حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ، قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ، وَعِنْدَهٗ ابْنَةٌ لَهٗ، قَالَ اَنَسٌ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا، قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَكَ بِىْ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَيَاءَ هَا، وَاسَوْاَتَاهْ، وَاسَوْاَتَاهْ، قَالَ هِىَ خَيْرٌ مِّنْكِ، رَغِبَتْ فِى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا. (بخاری۔ کتاب الادب۔ باب: ما لا یستحی من الحق ص ٩٠٤، نسائی، ابن ماجہ۔ کتاب النکاح)

نیک شخص پر پیش کرنا

ثابت بنانی نے کہا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہاں بیٹھا تھا اور وہاں ان کی ایک صاحبزادی بھی تھیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور پر اپنے آپ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا حضور کو میری حاجت ہے؟ اس پر حضرت انس کی صاحبزادی نے کہا: کتنی بے حیا تھی وہ؟ ہائے برائی ہائے برائی! حضرت انس نے فرمایا: وہ تجھ سے بہتر تھی، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رغبت کی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا۔

یہ عورت کون تھیں؟ ان کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ علامہ ابن حجر نے قیاس سے فرمایا: یہ لیلیٰ بنت قیس بنت خطیم تھیں۔ علامہ عینی نے اس پر تعقب فرمایا کہ لیلیٰ بنت قیس کا قصہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ قصہ اور ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو قصہ مروی ہے یہ قصہ اور ہے۔

اقول وھو المستعان: دونوں قصوں کو مختلف کہنا محل نظر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اختصار کے ساتھ صرف پیش کرنے کا ذکر ہے، پوری تفصیل مذکور نہیں۔ اس کا احتمال ہے کہ یہ لیلیٰ بنت قیس ہی ہوں۔

بَابُ

[البقر: ٢٣٥ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِىْ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ﴾. اَلْاٰيَةَ. اِلٰى قَوْلِهٖ. ﴿غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ (البقرہ: ٢٣٥). (ص ٧٦٨)

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر: تم پر گناہ نہیں کہ تم عورتوں سے منگنی کنایۃً کرو یا اپنے جی میں چھپاؤ، سے "غفور حلیم" تک۔

عورتیں جب عدت میں ہوں تو انہیں صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے ہاں اشارہ کنایہ میں کوئی حرج نہیں یا اپنے جی میں طے کرلیا جائے کہ اس مطلقہ سے نکاح کرنا ہے۔

﴿اَكْنَنْتُمْ﴾ اَضْمَرْتُمْ..... یعنی تم نے چھپایا "وَكُلُّ شَىْءٍ صُنْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ"..... اور جس چیز کو تم چھپالو وہ مکنون ہے۔

ت ٦٤٢- وَقَالَ لِىْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيْمَا عَرَّضْتُمْ﴾، يَقُوْلُ اِلَّىْ اُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ، وَلَوَدِدْتُّ اَنَّهٗ تَيَسَّرَ لِىْ امْرَاَةٌ صَالِحَةٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تعریض سے مراد یہ ہے کہ کہے کہ میں شادی کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی نیک عورت میسر آئے۔

ت ٦٤٣- وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُوْلُ اِنَّكِ عَلَىَّ كَرِيْمَةٌ، وَاِلَّىْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَابِقٌ اِلَيْكِ خَيْرًا، اَوْ نَحْوَ هٰذَا.

اور قاسم نے کہا کہ یوں کہے: تو میرے نزدیک بزرگ ہے میں تیرے اندر خواہش رکھتا ہوں، بے شک اللہ تجھ تک خیر ہی پہنچائے گا، یا اس جیسی باتیں۔

Marfat.com

ت٦٤٤ - وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوحُ، يَقُولُ إِنَّ لِي حَاجَةً وَأَبْشِرِي. وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ. وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ، وَلَا تَعِدُ شَيْئًا، وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا، وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا، ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

اور عطاء نے کہا: اشارہ کنایہ میں بات کرے اور صراحۃً نہ کرے، مثلاً یوں کہے: بے شک مجھے ضرورت ہے اور تجھے بشارت ہو اور تو بحمد اللہ سکہ رائج الوقت ہے اور وہ عورت کہے: میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور وہ وعدہ نہ کرے اور نہ اس کا ولی وعدہ کرے اگر عورت کو علم نہ ہو اور اگر کسی عورت نے عدت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا پھر عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لیا (تو نکاح صحیح ہے) ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے گی۔

ت٦٤٥ - وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا﴾ (البقرة:٢٣٥) الزِّنَا.

اور حسن نے کہا: ان سے خفیہ وعدہ نہ لو، اس سے مراد زنا ہے۔

ت٦٤٦ - وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ (البقرة:٢٣٥) تَنْقَضِي الْعِدَّةُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ ''الکتاب اجلہ'' سے مراد یہ ہے کہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعلیق میں ''تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ'' ہے۔ ہندوستانی کتب خانہ رشیدیہ کے مطبوع میں ''العدة'' پر کسرہ ہے اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی (اس لیے کہ ''العدة''، ''تنقضی'' کا فاعل ہے)۔ یہاں دوسرا نسخہ ''اِنْقِضَاءُ الْعِدَّةِ'' ہے اس نسخے کے اعتبار سے کسرہ صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

جس نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ (البقرة:٢٣٢). (ص٧٦٩)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو انہیں نہ روکو۔

فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ، وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا﴾ (البقرة:٢٢١) وَقَالَ ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:٣٢).

اس ارشاد میں ثیب بھی داخل ہے اور ایسے ہی کنواری اور فرمایا: مشرکین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں، اور فرمایا: اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں۔

توضیح

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ عورت خواہ کنواری ہو یا ثیب، بالغ ہو یا نابالغ بغیر ولی کی اجازت کے اگر وہ نکاح کرے تو نکاح نہ ہوگا۔ یہی مذہب امام بخاری کا بھی ہے۔ اس کی دلیل میں ابوداؤد اور ترمذی کی وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ'' بغیر ولی کے نکاح نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو باب کا عنوان قرار دیا، لیکن اس کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا اس لیے کہ یہ حدیث ان کی شرط پر نہیں، اسی طرح امام مسلم نے بھی اس کی تخریج نہیں کی۔

علامہ بدرالدین محمود عینی نے اس پر بہت کلام فرمایا ہے۔

پھر امام بخاری نے ان آیتوں سے استدلال فرمایا۔ پہلی آیت سورۂ بقرہ کی ہے کہ فرمایا:

Marfat.com

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ. (البقرہ:۲۳۲)

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں اپنے سابق شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو۔

امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اگر اولیاء کو نکاح کرنے کا حق نہ ہوتا تو روکنے کا حق بھی نہ ہوتا۔ ہمارا یہ کہنا ہے کہ اس آیت میں خطاب طلاق دینے والے سابق شوہروں سے ہے کہ جب تم اسے طلاق دے چکے تو تم کو یہ حق نہ رہا کہ اگر وہ کسی پسندیدہ شخص سے نکاح کرنا چاہیں تو انہیں روکو اور انہیں ازواج بہ اعتبار مایؤل کے کہا گیا ہے' یا خطاب اولیاء ہی سے مانا جائے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ بعض دفعہ اولیاء عورتوں کو بلا استحقاق کے بھی اپنی خواہش کا پابند رکھنا چاہتے ہیں اور عرف میں شادی کے معاملے میں بلا اجازت شرع سارا حق اپنے لیے محفوظ رکھتے ہیں۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تمہیں نکاح کرنے سے روکنے کا حق نہیں تم نے زبردستی یہ اپنا حق بنا لیا ہے یعنی لوگوں کی عادت کی بناء پر یہ حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ آیت ہماری مؤید ہو جائے گی۔ مطلب یہ ہوگا کہ تمہیں روکنے کا حق نہیں۔

دوسری آیت یہ پیش کی ہے "وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا" اور مشرکین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے' اس ارشاد سے کہ فرمایا: "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ" (المائدہ:۵)[1] نیز ایسی صورت میں اولیاء کے لیے حق نکاح ثابت کرنا صحیح نہ ہوگا۔

تیسری آیت یہ پیش کی ہے کہ "وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ" () اپنے میں سے بے شوہر عورتوں کا اور اپنے نیک غلاموں کا نکاح کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اَيِّمٌ" جس کی جمع "ایامٰی" ہے اس عورت کو بھی کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو' اور اس مرد کو بھی کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو تو اگر "انکحوا" سے ولایت نکاح مراد لی جائے تو لازم آئے گا کہ مرد کا بھی نکاح بغیر ولی کے صحیح نہ ہو حالانکہ اس کا قائل کوئی نہیں۔

٢٣٨٦- ح: [اَنَّ النِّكَاحَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ]

زمانۂ جاہلیت میں چار قسم کا نکاح رائج تھا

٢٣٨٦ - اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ اَوِ ابْنَتَهٗ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا. وَنِكَاحٌ اٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا اَرْسِلِىْ اِلٰى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِىْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِىْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِىْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقۂ حیات نے خبر دی کہ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے تھے۔ ایک تو وہی نکاح تھا جو آج ہے کہ ایک شخص اپنی ولیہ یا بیٹی کی منگنی کرتا کسی شخص کے ساتھ' پھر مہر مقرر کرتا' پھر نکاح کرتا' اور دوسرا نکاح یہ تھا کہ ایک شخص اپنی عورت سے کہتا: جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو فلاں کو اپنے پاس بلا لے اور اس سے جماع کر' اور اس کا شوہر اس سے الگ رہتا' اس وقت تک اسے نہیں چھوتا جب تک اس شخص کا اس سے حمل ظاہر نہ ہوتا' اور جب حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا شوہر اس کے قریب جاتا اگر چاہتا' اور یہ اچھا لڑکا حاصل کرنے کی رغبت میں کیا جاتا۔ یہ نکاح نکاحِ استبضاع کہلاتا' اور تیسرا نکاح یہ تھا کہ کچھ

[1] اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب اولیاء سے نہیں بلکہ عورتوں سے ہو۔

Marfat.com

الْاِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالِيَ بَعْدَ اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اَنْ يَّمْتَنِعَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُّ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ اَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيَلْحَقُ بِهٖ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ. وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ اَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَاِذَا حَمَلَتْ اِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِيْ يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِيَ ابْنَهٗ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهٗ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

لوگ جن کی تعداد دس سے کم ہوتی کسی عورت کے پاس جاتے اور اس سے ہم بستری کرتے' پس جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا ہو لیتا اور اس پر بچے کی پیدائش کے بعد کچھ راتیں گزر جاتیں تو وہ عورت ان سب کو بلواتی' ان میں سے سب کو آنا پڑتا۔ سب اکٹھے ہوتے تو وہ عورت ان سے کہتی: تم جانتے ہو جو تمہارا معاملہ ہوا اور میرے ہاں بچہ پیدا ہوا' ان میں سے جس کو چاہتی نام لے کر کہتی: اے فلاں! یہ تیرا بچہ ہے' تو وہ بچہ اسی کا مانا جاتا اور وہ شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہوتے اور ایک عورت کے یہاں جاتے' وہ کسی آنے والے کو روکتی نہیں' یہ بغایا تھیں (زانیہ عورتیں) اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کیے رہتیں تا کہ علامت ہو' پس جو چاہتا ان کے پاس جاتا' جب اُن میں سے کوئی حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا ہو جاتا تو اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور قیافہ شناس کو بلایا جاتا۔ قیافہ شناس جس کے بارے میں کہہ دیتا کہ یہ اس کا بچہ ہے تو وہ اسی کا بچہ مانا جاتا اور اسی کا بیٹا پکارا جاتا تو وہ شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا' جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا مگر وہ نکاح جو آج باقی ہے۔

اُمّ المومنین نے چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ داؤدی نے تین قسموں کا اور ذکر کیا ہے۔ پہلے نکاح خدن۔ ایک شخص کسی عورت کے پاس چپکے چپکے جاتا اور کوشش یہی کرتا کہ کوئی جان نہ پائے۔ اسی کو اللہ عزوجل نے "وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ" (النساء:٢٥) میں بیان فرمایا ہے۔

دوسرے نکاح متعہ جو معلوم و مشہور ہے۔ تیسرے نکاح بدل۔ اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص کسی سے کہتا کہ تو اپنی عورت کے حق سے دستبردار ہو کر مجھے دے دے اور میں اپنی عورت سے دستبردار ہو کر تجھے دے دوں اور میں تجھے میعاد کچھ زیادہ دوں گا۔

باب سے مطابقت

حدیث کے آخری جملے سے مطابقت ہے کہ فرمایا: جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا سوائے اس نکاح کے جو آج باقی ہے جس کی تفسیر پہلے بیان فرما چکی ہیں کہ ایک شخص اپنی ولیہ یا بیٹی کی منگنی کسی کے ساتھ کرتا' پھر اس سے نکاح کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے نکاح کا حق ولی کو حاصل ہے لیکن یہ استدلال مفہوم مخالف سے ہے جو حجت نہیں۔ یہ عام رواج اور طریقہ کار کا بیان ہے۔

بَابٌ اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبُ (ص ٧٧٠) جب ولی ہی منگنی کرنے والا ہو

مقصد یہ بتانا ہے کہ ولی اپنے لیے اس عورت کی منگنی کر سکتا ہے یا نہیں جو اس کی ولایت میں ہو۔

ت ٦٤٧- وَخَطَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَاَةً هُوَ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کی منگنی کی

Marfat.com

اَوْلَى النَّاسِ بِهَا' فَاَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ.

حالانکہ وہ اس عورت کے سب سے قریبی ولی تھے' پھر انہوں نے ایک دوسرے صاحب کو حکم دیا۔ انہوں نے حضرت مغیرہ کا نکاح اس عورت کے ساتھ کیا۔

اس تعلیق کو سعید بن منصور نے بہ طریق شعبی یوں روایت کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا عروہ بن مسعود کی لڑکی سے منگنی کی اور عبداللہ بن ابی عقیل کو بلایا اور کہا: اس سے میرا نکاح کر دے۔ انہوں نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا' آپ شہر کے امیر ہیں اور اس کے چچا کے لڑکے ہیں (مقصد یہ تھا کہ آپ خود نکاح کر لیں) میری کیا ضرورت؟ اس کے بعد حضرت مغیرہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلایا۔ انہوں نے اس عورت کا نکاح مغیرہ کے ساتھ کر دیا۔

ت ٦٤٨ - وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِاُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ اَتَجْعَلِيْنَ اَمْرَكِ اِلَيَّ؟ قَالَتْ نَعَمْ' فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ.

اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا: کیا تو اپنا معاملہ میرے سپرد کرتی ہے' تو انہوں نے کہا: ہاں! تو فرمایا: میں نے اپنا نکاح تجھ سے کر لیا۔

اس اثر کو ابن سعد نے بہ طریق ابن ابی ذئب سعید بن خالد سے یوں روایت کیا ہے کہ ام حکیم بنت قارظ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا: مجھے بہت سے لوگوں نے نکاح کا پیغام دیا ہے تو آپ ان میں سے جن کے ساتھ چاہیں میرا نکاح کر دیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: کیا تو یہ حق مجھے دیتی ہے تو ام حکیم نے کہا: ہاں! تو انہوں نے کہا: میں نے اپنا نکاح تجھ سے کر لیا۔ ابن ابی ذئب نے کہا: یہ نکاح جائز رہا' لیکن اس اثر میں اس کا کوئی نشان نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس عورت کے ولی تھے بلکہ سیاق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ام حکیم نے ان کو اپنا وکیل بنا دیا تھا۔ اب صورت یہ ہوئی کہ ایک ہی شخص وکیل اور اصیل دونوں رہا۔

ت ٦٤٩ - وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ اِنِّيْ قَدْ نَكَحْتُكِ' اَوْ لِيَاْمُرْ رَجُلًا مِّنْ عَشِيْرَتِهَا.

اور عطاء نے کہا: گواہ بنائے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا اس عورت کے قبیلے میں سے کسی کو حکم دے۔

مسند عبدالرزاق میں ابن جریج سے ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا: ایک عورت کو اس کے چچا کے لڑکے نے پیغام دیا ہے اور اس شخص کے علاوہ اس عورت کا اور کوئی مرد قریبی نہیں تو عطاء نے کہا کہ وہ گواہ بنائے کہ فلاں نے اس کو نکاح کا پیغام دیا اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا اپنے قبیلے میں سے کسی شخص کو حکم کرے۔

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ

مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کرنا جائز ہے

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ (الطلاق:٤) فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ. (ص ٧٧١)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اور جن عورتوں کو حیض نہ آیا ہو (ان کی عدت تین ماہ ہے)' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عدت بالغ ہونے سے قبل تین مہینہ رکھی۔

توضیح

''وَلَدَهُ الصِّغَارَ'' اس میں دو روایتیں ہیں ''وُلْدَهُ''، ''وَلَدٌ'' کی جمع' دوسرے ''وَلَدَهُ'' یہ واحد ہے۔ اب اس کی صفت ''صغار'' لانا بہ ظاہر صحیح نہیں' لیکن ''وَلَدٌ'' ایسا لفظ ہے جس کا اطلاق واحد' تثنیہ' جمع سب پر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی صفت جمع لانا درست ہے۔

آیۂ کریمہ کے ساتھ باب کی مطابقت کی جانب حضرت امام بخاری نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا: اللہ عزوجل نے نابالغ

Marfat.com

عورتوں کی عدت تین مہینے مقرر فرمائی۔ عدت فرع ہے طلاق کی اور طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے اس لیے کہ طلاق نکاح کی قید اُٹھانے کو کہتے ہیں اگر نکاح نہ ہو تو پھر طلاق کیسی؟ تو ثابت ہوا کہ نابالغہ کا نکاح صحیح ہے۔ نابالغہ عورت خود نکاح نہیں کر سکتی۔ اس کا کوئی ولی کرے گا۔ باپ دادا بھی اولیاء میں ہیں تو ثابت ہو گیا کہ باپ دادا کا اپنی نابالغ اولاد کا نکاح کرنا صحیح ہے۔

بَابٌ لَا يُنْكِحُ الْاَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ اِلَّا بِرِضَاهَا (ص ۱۷۷)

باپ یا کوئی بھی بکر اور ثیب کا نکاح بغیر اس کی رضا کے نہیں کرے گا

۲۳۸۷- عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ اِذْنُهَا؟ قَالَ اَنْ تَسْكُتَ. (بخاری کتاب الحیل۔ باب: فی النکاح ص ۱۰۳۰۔۱۰۳۱، مسلم، نسائی۔ کتاب النکاح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ثیب کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیا جائے اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اذن نہ لے لیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیسے اس سے اذن لیا جائے؟ فرمایا کہ چپ رہے۔

''اَیِّم'' کے اصل معنی وہ عورت جو شادی شدہ ہو یا وہ مرد جو شادی شدہ ہو لیکن یہاں مراد ثیب ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں بکر آیا ہے۔ یہ حدیث ہماری دلیل ہے کہ عورت اگر بالغہ ہو تو بغیر اس کی اجازت کے ولی اس کا نکاح نہیں کر سکتا، وہ بالغہ خواہ ثیب ہو یا کنواری یعنی بالغہ عورت پر اولیاء کو ولایت اجبار حاصل نہیں۔

۲۳۸۸- ح: [رِضَا الْبِكْرِ صَمْتُهَا]

بالغہ کا چپ رہنا اِذن ہے

۲۳۸۸- عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ، عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلٰى عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِیْ، قَالَ.

(بخاری۔ کتاب الاکراہ۔ باب: لا یجوز نکاح المکرہ ص ۱۰۶۷، کتاب الحیل ص ۱۰۳۱، مسلم، نسائی۔ کتاب النکاح)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! کنواری عورت حیاء کرتی ہے۔ فرمایا: اس کی رضا اس کی خاموشی ہے۔

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ان غلام ابو عمرو کا نام ذکوان تھا۔ یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کے قاری تھے۔ اُمّ المؤمنین نے ان کو مدبر بنا دیا تھا۔

بَابٌ اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهٗ وَهِیَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهٗ مَرْدُوْدٌ (ص ۱۷۷)

جب کسی نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور وہ اسے پسند نہ کرے تو نکاح ردّ کر دیا جائے

۲۳۸۹- عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِزَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ.

حضرت خنساء بنت خزام الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کر دی تھی اور وہ ثیب تھیں، تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور نے ان کے نکاح کو رد فرما دیا۔

یہ نکاح رد کرنا اس بناء پر تھا کہ جب ان کے والد کو ولایت اجبار حاصل نہیں تھی تو اس کا کیا ہوا نکاح فضول ہوا۔ وہ خنساء کی اجازت پر موقوف تھا۔ جب انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو ختم ہو گیا۔

Marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

یتیمہ کے نکاح کا بیان

لِقَوْلِهِ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (النساء:٣).

(ص ٧٢٢)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تمھیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔

وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَمَكُثَ سَاعَةً اَوْ قَالَ مَا مَعَكَ؟ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا اَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب ولی سے کہا کہ فلاں سے میری شادی کر دے اور وہ کچھ دیر رکا یا پوچھا: تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس اتنا اور اتنا ہے یا دونوں کچھ دیر رکے پھر ولی نے کہا: میں نے تیری شادی اس سے کر دی تو یہ نکاح صحیح ہے' اس میں حضرت سہل سے نبی ﷺ سے ایک حدیث مروی ہے۔

امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے ولی سے کہا: میرا نکاح فلاں سے کر دے تو اس نے کچھ دیر سکوت اختیار کیا یا اسی مجلس میں کچھ آپس میں بات چیت کی جو نکاح ہی سے متعلق تھی' نکاح میں کچھ تاخیر بھی ہو گئی' اور ولی نے اسی مجلس میں یہ کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہو گیا' اس لیے کہ ایجاب وقبول ایک مجلس میں پایا گیا' مجلس نہیں بدلی۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہو اور ایجاب وقبول کے درمیان کچھ تخلل ہو جائے تو نکاح صحیح ہے۔ ہاں! اگر ایجاب وقبول کی مجلس بدل جائے تو نکاح صحیح نہیں' اور حضرت سہل کی حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو بخاری میں کئی ایک جگہ مذکور ہے کہ ایک خاتون نے اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے قبول نہیں فرمایا تو ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا: حضور ان کی شادی میرے ساتھ کر دیں تو حضور نے ان سے پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: گھر جاؤ دیکھو کچھ ہو۔ گئے اور لوٹ کر آئے اور عرض کیا: کچھ نہیں ہے تو فرمایا: جاؤ دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو تو انہوں نے آ کر عرض کیا کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں۔ ہاں! میرا یہ تہبند ہے' میں اس کو آدھا دے دوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے کیا ہو گا؟ اگر تو پہنے گا تو اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا اور اگر وہ پہنے گی تو تیرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ اب وہ بیٹھ گئے' بہت دیر تک بیٹھے رہے' پھر وہ اُٹھ کر جانے لگے تو حضور اقدس ﷺ نے ان کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو پوچھا: کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ پوچھا: کیا تم ان کو زبانی پڑھ لیتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ میں نے تیرے ساتھ اس کی شادی کر دی اس قرآن کے عوض جو تجھے یاد ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ ان صاحب کے اس عرض کرنے کی مجلس اور تھی کہ میری اس سے شادی کر دیجیے اور حضور کے شادی کرنے کی مجلس جس مجلس میں ان کی شادی کی وہ دوسری مجلس تھی۔ مجلس بدل چکی تھی۔ غالباً حضرت امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ایجاب وقبول کی مجلس بھی بدل جائے تو نکاح صحیح ہے حالانکہ یہ کسی کا مذہب نہیں۔

بَابُ الْخُطْبَةِ (ص ٧٧٣)

خطبہ کا بیان

٢٣٩٠- ح: [اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا]

بعض بیان جادو ہیں

٢٣٩٠- عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ

زید بن اسلم نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو شخص مشرق سے آئے دونوں نے خطبہ دیا تو نبی ﷺ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا. نے فرمایا: بے شک بعض بیان جادو ہیں۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ باب: من البیان سحر ص ۸۵۸)

[نکاح میں خطبہ سنت ہے فرض نہیں]

اس حدیث کو یہاں ذکر کرنا کس مناسبت سے ہے؟ اس پر شراح نے بہت زور آزمائی کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی شارح مناسبت نہیں پیدا کر سکا۔ ان تقریروں میں کچھ لگتی ہوئی علامہ عینی کی بات ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جو خطبہ دیا یہ کسی نہ کسی مقصد کے حصول کے لیے تھا۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی مقصد لے کر آئے ہوں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ کسی مقصد سے پہلے خطبہ دیا جائے اور نکاح ایک اہم مقصد ہے اس کے لیے بھی خطبہ ہونا چاہیے۔ تعجب ہے خاص نکاح کے لیے خطبہ مسنون ہے۔ اس سلسلے میں صریح حدیثیں موجود ہیں جن میں سے سب سے مشہور حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز میں تشہد سکھایا' نماز میں تشہد اور حاجت میں تشہد' اور حاجت میں تشہد یہ ہے ''الحمدلله نستعينه و نستغفره'' اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا اور اس پر باب قائم فرمایا ''باب ما جاء في خطبة النكاح'' لیکن غالباً یہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط پر نہیں اس لیے اس کو ذکر نہیں فرمایا۔ اصحابِ ظاہر نے کہا کہ نکاح میں خطبہ فرض ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ زہراء کے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا تھا اور حضور کے افعال دلیل وجوب ہیں۔ ہمارا یہ کہنا ہے کہ یہی صحیح نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام افعال دلیل وجوب ہیں۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ افعال جو آپ نے پوری پابندی کے ساتھ کیے جن میں تخلف نہ ہوا ہو وہ دلیل وجوب ہیں اور یہاں تخلف ثابت ہے۔ ابھی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاتون کا نکاح ایک صاحب کے ساتھ کیا اور خطبہ نہیں پڑھا' بلکہ نکاح کے وقت خطبہ کا دوام ہی ثابت نہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (النساء:٤) وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ، وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ (النساء:٢٠) وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ﴾ (البقرة:٢٣٦). (ص ٧٨٣)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور عورتوں کو ان کے مہر دو' اور مہر کی کثرت اور کم سے کم مہر کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تم میں ان میں سے کسی ایک کو ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو اور اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کی تفسیر: یا تم ان کے لیے کچھ مقرر کرو۔

اور حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔

حسب عادت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ ان کا مذہب اس سلسلے میں کیا ہے کہ اکثر مہر یا اقل مہر کی کوئی مقدار ہے یا نہیں؟ سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ اکثر مہر کی جس طرح کوئی مقدار نہیں اقل مہر کی بھی اسی طرح کوئی مقدار نہیں۔ ہمارے یہاں اکثر مہر کی کوئی حد نہیں' مگر اقل مہر کی حد دس درہم ہے جس کو ہم پہلے تفصیل سے بتا چکے۔

٢٣٩١ - ح: [اَلْفَرِيْضَةُ عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ] کھجور کی گٹھلی کے ہم وزن مہر

Marfat.com

٢٣٩١ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ، فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ، فَسَاَلَهٗ، فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھجور کی گٹھلی کے برابر مہر پر ایک عورت سے شادی کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے چہرہ پر شادی کی بشاشت دیکھی تو پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے ہم وزن مہر پر نکاح کیا ہے۔

بہ طریق قتادہ جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کھجور کی گٹھلی کے ہم وزن سونے پر نکاح کیا ہے۔ ''نواۃ'' کے معنی کھجور کی گٹھلی کے ہیں۔ اس کا وزن کتنا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی قیمت پانچ درہم تھی اور ایک روایت میں ہے ۳ ۱/۳ درہم تھی' اس باب میں اور بھی اقوال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ہمارے یہاں مہر کی مقدار کم از کم دس درہم ہے جیسا کہ دار قطنی[1] نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کا نکاح صرف کفو سے کرو اور ان کی شادیاں صرف ولی کریں اور دس درہم سے کم مہر نہیں۔ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ مروی ہے اور سب ضعیف ہیں لیکن چند طرق ملنے سے حسن ہوگئی جیسا کہ علامہ نووی نے شرح مہذب میں ذکر کیا ہے' نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ کم از کم جس کے عوض عورت حلال ہوگی دس درہم ہے۔ اسے امام بیہقی اور ابوعمر بن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِيْ لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ (ص ۷۷۴)

ان شروط کا بیان جو نکاح میں حلال نہیں

ت ٦٥٠ - وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَشْتَرِطِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ کرے۔

اس حدیث میں ''اخت'' سے مراد حقیقی بہن نہیں بلکہ دینی بہن ہے۔ مراد وہ عورت ہے جو پہلے سے مرد کے نکاح میں ہو۔

٢٣٩٢ - عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تَسْاَلُ طَلَاقَ اُخْتِهَا، لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَاِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کسی عورت کو یہ حلال نہیں کہ اپنی بہن کی طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل لے اس لیے کہ اس کے لیے وہی ہے جو اس کا مقدر ہو چکا ہے۔

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يُهْدِيْنَ الْمَرْاَةَ اِلٰى زَوْجِهَا (ص ۷۷۵)

ان عورتوں کا بیان جو بیوی کو شوہر کی طرف زفاف کے لیے بھیجیں

٢٣٩٣ - ح: [اَللَّهْوُ وَقْتَ الزِّفَافِ جَائِزٌ]

زفاف کے وقت جائز طور پر دف بجانا جائز ہے

٢٣٩٣ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَفَّتِ امْرَاَةً اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ، مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو ایک انصاری کے یہاں زفاف کے لیے بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھ کھیل نہیں تھا' اس لیے کہ انصار

Marfat.com

فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

کو کھیل پسند ہے۔

شریک کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تم نے کسی بچی کو بھیجا جو دف بجاتی اور گاتی ہو۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ "لھو" سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی نابالغ بچی دف بجائے اور گائے..... بغیر جھانجھ کا دف بجانا جائز ہے اور یہی مراد ہے یہاں۔

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ بِاَقَلَّ مِنْ شَاةٍ (ص ٧٧٧)

جس نے ایک بکری سے کم کا ولیمہ کیا

٢٣٩٤ - عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ.

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کے ولیمہ میں دو مد جو صرف فرمایا تھا۔

یہ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت میں ہوا تھا۔ دو مد ایک سو چوالیس روپے بھر ہوتا ہے اور روپیہ سوا گیارہ ماشے کا۔

بَابُ حَقِّ اِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ اَوْلَمَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَنَحْوَهٗ

ولیمہ اور دعوت کا قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن یا کم وبیش ولیمہ کیا

وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ. (ص ٧٧٧)

اور نبی ﷺ نے ولیمہ کے لیے نہ ایک دن مقرر فرمایا ہے نہ دو دن۔

٢٣٩٥ - ح: [اِذَا دُعِيْتُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْتَاْتُوْا]

جب تم ولیمہ کے لیے بلائے جاؤ تو حاضر ہو

٢٣٩٥ - عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ولیمہ کے لیے بلایا جائے تو وہ وہاں جائے۔

(بخاری۔ کتاب النکاح۔ باب: اجابة الداعی فی العرس ص ٧٧٨، ابوداؤد۔ کتاب الاطعمۃ، نسائی۔ کتاب الولیمہ)

فَلْيَاْتِهَا

یہ امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ یہ استحباب کے لیے ہے۔ امام بخاری نے یہ فرمایا کہ ولیمہ کے لیے حضور اقدس ﷺ نے نہ ایک دن مقرر فرمایا ہے نہ دو دن، حالانکہ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ولیمہ پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن اچھا ہے اور تیسرے دن ریاء اور سمعہ ہے۔ یہ حدیث عام لوگوں کے مزاج کے مطابق ارشاد فرمائی کہ زیادہ دنوں تک ولیمہ کرنے والے اپنی شان وشوکت ظاہر کرنے ہی کے لیے کرتے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ تحدید نہیں اور نہ ممانعت ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر ریاء وسمعہ کے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرے یا دعوت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

٢٣٩٦ - ح: [دَعَا اَبُوْ اُسَيْدِ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهٖ]

حضرت ابواسید نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی کی دعوت میں بلایا

٢٣٩٦ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا اَبُوْ اُسَيْدٍ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابواسید

Marfat.com

اَلسَّاعِدِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عُرْسِهٖ وَكَانَتِ امْرَاَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِیَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَكَلَ سَقَتْهُ اِيَّاهُ.

ساعدی رضی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اور ان کی بیوی ہی اس دن ان کی خادمہ تھیں اور حالانکہ وہی دلہن تھیں۔ سہیل نے کہا: تم لوگ جانتے ہو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ رات کو انہوں نے کچھ کھجوریں پانی میں بھگو دی تھیں جب حضور کھانا کھا چکے تو یہی حضور کو پلایا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الاشربۃ۔ باب: نقیع التمر مالم یسکر ص ۸۳۸، مسلم۔ کتاب الاشربۃ، ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ باب: قیام المراۃ علی الرجال فی العرس ص ۷۷۸، باب: النقیع والشراب الذی لایسکر ص ۷۷۹، باب: الانتباذ فی الاوعیۃ ص ۸۳۷، کتاب الایمان والنذور۔ باب: ان حلف ان لا یشرب نبیذا ص ۹۸۹)

لفظ "خادم" مذکر اور مونث دونوں پر بولا جاتا ہے، اسی طرح لفظ "عروس" بھی دولہا دلہن دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبیذ پینا جائز ہے جب کہ اس میں نشہ نہ ہو۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (ص ۷۷۸)

جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی

۲۳۹۷- ح: [شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ]

۲۳۹۷ - عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے تھے: بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مال داروں کو بلایا جاتا ہے اور فقیروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

محقق یہ ہے کہ دعوتِ ولیمہ سنت ہے جب کہ منہیات شرعیہ سے خالی ہو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے جو فرمایا وہ عارض کی بناء پر، کہ چاہیے تو یہ کہ ولیمہ کی دعوت میں فقیر و غنی کا امتیاز نہ رہے لیکن اب لوگوں نے طریقہ بنا رکھا ہے کہ مال داروں کو بلاتے ہیں اور غریبوں کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے فقیروں کی دل آزاری ہوتی ہے اس لیے اب یہ شر ہو گئی۔ سابقاً گزر چکا کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے یا سنت ہے، جب کہ وہاں کوئی شرعی منکر نہ ہو گناہ نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے جو فرمایا: اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، یہ استحباب کی تاکید کے لیے ہے۔

یہاں جو سند درج ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث موقوف ہے اور امام مالک سے اکثر راویوں نے اسی طرح روایت کی ہے البتہ ایک طریقے سے مرفوع مروی ہے۔ ابن بطال نے کہا: اس حدیث کا پہلا حصہ موقوف ہے اور اخیر حصہ کو مرفوع ہونا چاہیے اس لیے کہ کسی چیز پر عصیان کا حکم رائے سے نہیں ہو سکتا۔

بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِیْ فِی الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا (ص ۷۷۸)

دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں

۲۳۹۸- ح: [اَجِيْبُوا الدَّعْوَةَ]

دعوت کو قبول کرو

Marfat.com

٢٣٩٨- عَنْ نَّافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا. قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَاْتِى الدَّعْوَةَ فِى الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ.

نافع نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس دعوت کو قبول کرو جب بلائے جاؤ اور حضرت عبداللہ دعوت میں شریک ہوتے تھے شادی کی ہو یا کچھ اور حالانکہ وہ روزہ دار ہوتے۔

روزے کی حالت میں دعوت میں جانے سے دعوت دینے والے کی دل داری مقصود تھی۔ دین دار لوگ علماء ومشائخ کو صرف کھانے ہی کے لیے نہیں بلاتے تھے بلکہ حصولِ برکت اور دعاء خیر کے لیے بھی بلاتے تھے۔ اگر کھانا نہ کھانے سے صاحب دعوت کی دل شکنی ہو تو نفلی روزے کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔

بَابٌ هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِى الدَّعْوَةِ (ص ٧٧٨)

اگر دعوت میں کوئی ناگوار بات دیکھے تو کیا لوٹ سکتا ہے؟

ت ٦٥١ - وَرَاٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِى الْبَيْتِ فَرَجَعَ.

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں تصویر دیکھی تو لوٹ گئے۔

ت ٦٥٢ - وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَيُّوْبَ فَرَاٰى فِى الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ اَكُنْ اَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو انہوں نے گھر میں دیوار پر پردہ دیکھا۔ حضرت ابن عمر نے معذرت میں کہا: ہم پر اس معاملے میں عورتیں غالب ہو گئی ہیں۔ حضرت ابوایوب نے کہا: اس سے میں ڈرتا تھا مگر آپ کے بارے میں کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ بخدا! میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا' تو واپس ہو گئے۔

دیواروں پر پردہ ڈالنا بہ نیت زینت سلف ناپسند فرماتے تھے۔ اسی لیے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند فرمایا اور لوٹ آئے۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ (ص ٧٧٩)

عورتوں کے ساتھ مدارات کا بیان

٢٣٩٩- ح: [اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلْعِ]

٢٣٩٩- عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت پسلی کے مثل ہے' اگر اسے سیدھی کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو کجی کے باوجود اس سے نفع حاصل کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا توڑنا طلاق ہے۔

Marfat.com

٢٤٠٠-ح: [يَتَّقِي الصَّحَابَةُ الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلٰى نِسَائِهِمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ]

٢٤٠٠- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلٰى نِسَائِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَيْبَةَ اَنْ يُّنْزَلَ فِيْنَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

صحابہ کرام عہد رسالت میں عورتوں سے خوش طبعی کے ساتھ کلام کرنے سے ڈرتے تھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہم عورتوں سے بات کرنے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کرنے سے بچتے تھے اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں ہمارے بارے میں کچھ نازل نہ کر دیا جائے، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم کھل کر عورتوں سے بات کرتے اور خوش طبعی کرتے۔

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ (ص ٧٧٩)

اہل کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کا بیان

٢٤٠١-ح: [حَدِيْثُ اُمِّ زَرْعٍ]

حدیث ام زرع

٢٤٠١- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ اِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَاَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ اَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ اَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قَالَتِ الْاُوْلٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلٰى رَاْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ. قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا اَبُثُّ خَبَرَهُ، اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ لَّا اَذَرَهُ، اِنْ اَذْكُرْهُ اَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ. قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ، اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ، وَاِنْ اَسْكُتْ اُعَلَّقْ. قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَامَةَ. قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَاِنْ خَرَجَ اَسِدَ، وَلَا يَسْاَلُ عَمَّا عَهِدَ. قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ اَكَلَ لَفَّ، وَاِنْ شَرِبَ اِشْتَفَّ، وَاِنِ اضْطَجَعَ اِلْتَفَّ، وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ، قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ غَيَايَاءُ، اَوْ عَيَايَاءُ، طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ اَوْ فَلَّكِ اَوْ جَمَعَ كُلًّا لَّكِ. قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِيْ الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ زَرْنَبٍ، قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِيْ رَفِيْعُ الْعِمَادِ، طَوِيْلُ النِّجَادِ، عَظِيْمُ الرَّمَادِ، قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِيْ مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، لَهُ اِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَاِذَا سَمِعْنَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں اور آپس میں عہد و پیمان کیا کہ اپنے شوہروں کے حالات سے کچھ چھپائیں گی نہیں۔ پہلی نے کہا: میرا شوہر پہاڑ کی چوٹی پر پڑے ہوئے دبلے اونٹ کا گوشت ہے، نہ راستہ ہموار ہے کہ آسانی سے وہاں چڑھا جائے اور اسے لایا جائے اور نہ گوشت فربہ ہے جس کی رغبت ہو کہ مشقت اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی سے اسے منتقل کیا جائے۔ دوسری نے کہا: میں اپنے شوہر کی خبر کو پھیلاؤں گی نہیں، مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں اس کو چھوڑ نہ دوں، اگر میں اس کا تذکرہ کروں تو اس کے ظاہری و باطنی عیوب کو ذکر کروں گی۔ تیسری نے کہا: میرا شوہر بے ڈھنگا لمبا ہے، اگر میں کچھ بولوں تو طلاق دے دی جاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑ دی جاؤں۔ چوتھی نے کہا: میرا شوہر تہامہ کی رات کے مثل ہے، جس میں نہ گرمی ہے نہ بہت سردی اور نہ ڈر اور نہ ملال۔ پانچویں نے کہا: میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتا ہے (یعنی لاپروا ہی سے سو جاتا ہے) اور اگر باہر نکلتا ہے تو شیر ہے اور جو کچھ گھر میں ہے اس کے بارے میں کچھ پوچھتا نہیں ہے۔ چھٹی نے کہا: میرا شوہر اگر کھاتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو برتن خالی کر دیتا ہے اور اگر سوتا ہے تو تنہا چادر میں لپٹ کر سوتا ہے اور ہاتھ داخل نہیں کرتا تاکہ بے چینی کو جانے۔ ساتویں نے کہا: میرا شوہر بودا ہے۔ نامرد احمق ہے، ہر بیماری

Marfat.com

صَوْتَ الْمِزْهَرِ، اَيْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِكُ. قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي اَبُوْ زَرْعٍ، فَمَا اَبُوْ زَرْعٍ، اَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ اُذُنَيَّ، وَمَلَاَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ اِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي اَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي اَهْلِ صَهِيْلٍ وَاَطِيْطٍ، وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ، وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ، وَاَشْرَبُ فَاَتَقَنَّحُ. اُمُّ اَبِي زَرْعٍ، فَمَا اُمُّ اَبِي زَرْعٍ، عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ. ابْنُ اَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ زَرْعٍ، مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ. بِنْتُ اَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ اَبِي زَرْعٍ، طَوْعُ اَبِيْهَا، وَطَوْعُ اُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ اَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ اَبِي زَرْعٍ، لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا، وَلَا تَمْلَاُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا. قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْ زَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَاَخَذَ خَطِّيًّا، وَاَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَاَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ كُلِي اُمَّ زَرْعٍ، وَمِيْرِي اَهْلَكِ، قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ، مَا بَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِي زَرْعٍ. قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَاَبِي زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ.

(مسلم۔ کتاب الفضائل، نسائی۔ باب: عشرۃ النساء، ترمذی۔ شمائل)

اس میں ہے، تیرا سر پھوڑ دے گا یا تیرا عضو توڑ دے گا یا سب جمع کر دے گا۔ آٹھویں نے کہا: میرے شوہر کا چھونا خرگوش کا چھونا ہے اور اس کی خوشبو زرنب کی خوشبو ہے۔ نویں نے کہا: میرا شوہر اونچے ستون کی عمارت والا ہے، لمبے پرتلے والا ہے، بہت زیادہ راکھ والا ہے۔ اس کی بیٹھک گھر کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے اور تم کیا جانو کیا ہے مالک۔ مالک اس سے بہتر ہے، اس کے اونٹ زیادہ تر تھان پر رہتے ہیں، چراگاہ میں کم جاتے ہیں اور جب وہ مزہر کی آواز سنتے ہیں یقین کر لیتے ہیں کہ یہ ذبح ہونے والے ہیں۔ گیارہویں نے کہا: میرا شوہر ابوزرع ہے اور تم کیا جانو کیا ہے ابوزرع؟ اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے جھلا دیا، میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا اور میں خوش ہو گئی۔ اس نے مجھے مقام شق میں تھوڑی سی بکریوں والوں میں پایا تو اس نے مجھ کو کر دیا گھوڑے اور کجاوے اور گاہنے والے اور صاف کرنے والوں میں۔ میں اس کے یہاں بولتی ہوں تو بری نہیں مانی جاتی اور سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں اور پیتی ہوں تو خوب سیر ہو کر پیتی ہوں۔ ابی زرع کی ماں! تو کیا جانے کیا ہے ابوزرع کی ماں، اس کے توشہ دان بھرے ہوئے ہیں اور اس کا گھر کشادہ ہے۔ ابوزرع کا بیٹا اور تو کیا جانے کیا ہے۔ ابوزرع کا بیٹا اس کی خواب گاہ چوکور منارے کے مثل تخت ہے، اس کا پیٹ چار مہینے کی بکری کا دست بھر دیتا ہے۔ ابوزرع کی بیٹی اور تو کیا جانے کیا ہے ابوزرع کی بیٹی۔ اپنے ماں باپ کی فرماں بردار، اتنی موٹی کہ اپنی چادر بھرے ہوئے ہے اور اپنی پڑوسن کی جلن۔ ابوزرع کی لونڈی اور تو کیا جانے کیا ہے ابوزرع کی لونڈی۔ ہماری بات قطعاً نہیں پھیلاتی اور ہمارے اندوختہ کو ضائع نہیں کرتی اور ہمارے گھر کو کوڑا کرکٹ سے بھرتی نہیں۔ اس نے کہا: ابوزرع صبح کو اس وقت نکلا کہ دودھ بلوئے جا رہے تھے تو اس نے ایک ایسی عورت سے ملاقات کی جس کے ساتھ چیتے کے مثل اس کے دو بچے تھے جو اس کی کوکھ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔ ابوزرع کے بعد میں

Marfat.com

نے ایک شریف آدمی سے نکاح کیا جو عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ لیا اور بعد زوال مجھے بہت سے مویشی دیئے اور ہر آرام دہ چیز کا جوڑا دیا اور کہا: اے ام زرع! کھا اور اپنے اہل کو بھی بھیج۔ اس نے کہا: اس نے مجھ کو جو کچھ دیا اگر میں سب کو جمع کروں تو ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔ (وفی روایۃ) (اس نے اسے طلاق دے دی لیکن میں تجھے طلاق نہیں دوں گا۔)

ہیثم بن عدی کی روایت کے آخر میں یہ ہے: میں تمہارے لیے ایسا ہی ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے تھا الفت اور وفا میں نہ کہ فرقت اور جدائی میں' اور زبیر کی روایت کے آخر میں ہے: سوائے اس کے کہ ابوزرع نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا اور اسی کے مثل طبرانی کی روایت میں ہے۔ نسائی نے اپنی ایک روایت میں اور طبرانی نے یہ زیادہ کیا کہ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بلکہ حضور ابوزرع سے بہتر ہیں۔ صحیحین میں اس حدیث کا اکثر حصہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے اور مرفوع صرف آخر کا یہ حصہ ہے ''كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ'' لیکن پوری حدیث مرفوع معنوی ہے اس لیے کہ آخر میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اُمّ المؤمنین نے شروع سے آخر تک جو کچھ ذکر کیا اسے سن کر ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ حقیقت میں حدیث تقریری ہوئی لیکن صحیحین کے علاوہ میں یہ حدیث مرفوعاً مروی ہے۔ نسائی میں ہے کہ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے تو اُمّ المؤمنین نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! یا رسول اللہ! کون تھا ابوزرع؟ اس کے بعد پوری حدیث حضور نے بیان فرمائی۔ اس کے علاوہ اور محدثین نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

اس حدیث کے ارشاد کا سبب یہ ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے اس مال پر جو جاہلیت میں میرے والد کے پاس تھا فخر کیا اور یہ دس لاکھ اوقیہ تھا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! چپ رہ' میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔

ابوالقاسم عبدالحکیم ابن حبان نے اسود بن جبیر مغافری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ و فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور ان میں کچھ ہو گیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حمیرا! میری بیٹی سے باز نہیں رہے گی' میری اور تیری مثل' مثل ابوزرع کے ہے ام زرع کے ساتھ۔ اس پر اُمّ المؤمنین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان دونوں کا واقعہ بیان فرمایئے۔ فرمایا: ایک بستی میں گیارہ عورتیں تھیں اور ان کے مرد غائب تھے تو انہوں نے کہا: آؤ! ہم اپنے شوہروں کے حالات بیان کریں۔ الیٰ آخرہ۔

''جلس احدی عشرۃ'' کی توجیہ

قاعدے کے اعتبار سے ''جلست'' ہونا چاہیے تھا جیسا کہ ابوعوانہ کی روایت میں ہے مگر یہاں تقدیر عبارت یہ ہے ''جلس جماعۃ احدی عشرۃ'' اور ''جماعۃ'' چونکہ مونث غیر حقیقی ہے اس لیے فعل کو مذکر لانا درست ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ''جلس'' ہے اور ابویعلیٰ کی ایک روایت میں ''اجتمعن'' ہے۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ جمع مونث لانا ''اکلونی البراغیث'' کی

Marfat.com

لغت پر ہے۔اس کی نظیر خود قرآن مجید میں ہے فرمایا: ''وَاَسرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا'' (الانبیاء:۳) اور فرمایا: ''ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ'' (المائدہ:۷۱) اور حدیث میں ہے: ''يتعاقبون فيكم ملائكة''۔ یہ عورتیں یمن کی تھیں اور قبیلۂ خثعم کی اور یہ زمانۂ جاہلیت کی بات ہے۔

غثّ

غین کو فتحہ' تاء کو تشدید اس کو ''جمل'' کی صفت مان کر کسرہ پڑھنا بھی درست ہے اور ''لحم'' کی صفت مان کر ضمہ پڑھنا بھی درست ہے۔علامہ ابن جوزی نے فرمایا: مشہور کسرہ ہے' ابن ناصر نے کہا: عمدہ رفع پڑھنا ہے۔اس کے معنی اتنا دبلا کہ جو ناگوار ہو جسے لوگ چھوتے نہ ہوں۔

على رأس جبل

ابوعبید اور ترمذی کی روایت میں ''على جبل وعرٍ'' ہے اور زبیر ابن بکار کی روایت میں ''جبل وَعْسٍ'' ہے اور یہ سجع کے زیادہ موافق ہے۔''وعر'' کے معنی بہت سخت ''وعث'' ایسی بلند جگہ جس پر چڑھنا دشوار ہو' قدم پھسلتے ہوں۔

لاسهل

فتح کے ساتھ بغیر تنوین کے اور ایسے ہی ''ولا سمين'' ان دونوں میں رفع بھی جائز ہے اس بناء پر کہ یہ مبتدائے مقدر کی خبر ہو یعنی ''لا هو سهل ولا سمين'' اور ان میں جر بھی جائز ہے اس بناء پر کہ یہ ''جمل'' اور ''جبل'' کی صفت ہے۔نسائی میں بہ طریق عقبہ ابن خالد جو روایت ہے وہ تنوین اور نصب کے ساتھ ہے ''لا سهلًا ولا سمينًا'' امام قاضی عیاض نے فرمایا: میرے نزدیک دونوں کلموں میں رفع احسن ہے سیاق کلام کی مناسبت سے' مطلب یہ ہوا کہ میرا شوہر ایسا ہے جس میں کوئی نفع نہیں کوئی کشش نہیں۔ کسی شارح نے اس پہلی عورت کا نام نہیں بتایا ہے۔''ان لا اذره'' ضمیر منصوب میں دو احتمال ہیں۔ایک یہ کہ اس کا مرجع خبر ہو۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ میرے شوہر کے حالات اتنے کثیر ہیں کہ میں اگر سب کو بیان کرنا چاہوں تو کچھ نہ کچھ رہ جائیں گے سب بیان نہ کر پاؤں گی۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کا مرجع خود شوہر ہو۔اب مطلب یہ ہوگا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنے شوہر کے حالات بیان کروں اور اسے معلوم ہو جائے تو وہ مجھے جدا کر دے گا۔اس دوسری عورت کا نام عمرہ بنت عمرو تھا۔

عجره و بجره

یہ ''عجرة'' اور ''بجرة'' کی جمع ہے۔''عجرة'' کا معنی گرہ ہے خواہ جسم میں ہو یا کہیں اور۔''بجرة'' وہ گرہ جو پیٹ میں ہو نیز ''عجرة'' کا معنی پیٹھ کا کبڑا ہونا اور ''بجرة'' کا معنی ناف کا اُبھرا ہونا۔ابن ابی اویس نے کہا: ''عجرة'' وہ گرہ ہے جو پیٹ یا زبان میں ہو ''بجرة'' کا معنی ہے عیب۔یہ اس کا اصل لغوی معنی ہے۔عرف عام میں غم واندوہ ظاہر کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ امیر المومنین مولی المسلمین علی رضی اللہ عنہ نے یوم جمل میں عرض کیا تھا: ''اشكو الى الله عجرى وبجرى''۔یہاں مراد عیوب ظاہرہ و باطنہ ہیں۔

عشنق

بے تکا لمبا' لمبی گردن والا' جرأت کے ساتھ بڑھ کر ہر کام کرنے والا۔مراد یہ ہے کہ بے ڈھنگا لمبائی کے ساتھ' وہ بدخلق بھی ہے۔اس تیسری عورت کا نام حیی بن اخطب ہے۔

Marfat.com

لاحر و لاقر

اس میں دوروایتیں ہیں۔فتح کے ساتھ بغیر تنوین' رفع تنوین کے ساتھ۔اس کی نظیر اس آیت کریمہ میں ہے: ''لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ'' اور ''لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ''۔ اس چوتھی عورت کا نام مھد د بنت ابی ھزومہ تھا۔ پانچویں عورت کا نام کبشہ تھا۔ چھٹی کا ہند' ساتویں کا حی بنت علقمہ' آٹھویں کا یاسر بنت اوس بن عبد۔ان عورتوں میں پہلی اور نویں کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

غیا یاء او عیا یاء' طباقاء

''غیایاء. أو عیایاء'' یہ عیسیٰ بن یونس سے شک ہوا جیسا کہ ابویعلیٰ نے اس کی تصریح کی ہے اور نسائی میں ''غیایاء'' بغیر شک کے ہے۔ یہ اور دونوں اور ''طباقاء'' صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔[1] ''غیایاء'' کا مادہ ''غیایة'' ہے۔اس کے معنی وہ بودہ ہے جو معاملات کو سمجھ نہ سکے۔ ''عیایاء'' کا مادہ ''عَيٌّ'' ہے۔اس کا معنی وہ اونٹ ہے جو جفتی پر قدرت نہ رکھے۔ ''طباقاء'' کا مادہ ''طبقٌ'' ہے۔اس کا معنی بھی بیوقوف ہے' نیز وہ جو اچھی طرح جماع نہ کر سکے' اور جاحظ نے کہا: اس کا معنی وہ شخص ہے جو جماع کے وقت اپنا سینہ عورت کے سینے پر چپکا لے اور نچلا حصہ اٹھا لے' عورتیں ایسے شخص کو ناپسند کرتی ہیں۔امرءالقیس کی بیوی اس کی برائی بیان کرتے ہوئے کہتی ہے: وہ بھاری سینے والا' ہلکی سرین والا' سریع الانزال ہے۔

اب اس کا ترجمہ یہ ہوا: میرا شوہر بودا' ناسمجھ' نامرد اور بے وقوف ہے۔

کچھ لوگوں نے ''غیایاء'' کا ترجمہ کیا ''گم راہ'' انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ ''غیٌّ'' سے مشتق ہے۔اس کا مادہ ''غوی'' ہے اور یہ نہیں سوچا کہ پھر ''غیایاء'' میں ''واؤ'' یا سے کیسے بدل گیا؟ ''کل داء له داء'' یعنی جو عیوب لوگوں میں متفرق ہیں وہ سب اس میں اکٹھے جمع ہیں اس تقدیر پر کہ ''له داء' کل داء'' کی خبر ہوگی اور اس کا بھی احتمال ہے کہ ''له داء'' کی صفت ہو اور صرف ''داء کل'' کی خبر ہو۔مراد یہ ہے کہ ہر عیب اس میں پورا پورا ہے جیسے بولتے ہیں کہ بے شک زید زید ہے اور یہ گھوڑا گھوڑا ہے۔

زرنب

ایک پتلی خوشبودار گھاس ہے۔

مبارك

یہ ''مبرك'' اسم ظرف کی جمع ہے' اونٹ کی بیٹھنے کی جگہ۔

مسارح

''مسرح'' کی جمع ہے' چراگاہ۔

مزهر

ایک قسم کا باجا' عرب کی عادت تھی کہ جب کوئی مہمان آجاتا تو اونٹ کے ذبح سے پہلے یہ باجا بجاتے تھے۔

اناس

اس کا مادہ ''نوسٌ'' ہے جس کا معنی ہے: ہر لٹکی ہوئی چیز کا ہلنا۔مراد یہ ہے کہ میرے کانوں میں بہ کثرت زیور پہنائے جو

[1] ركاز الاصول

Marfat.com

ہوئے مل جائیں۔

وَيَجَّهَنِي فَبَجَّهْتُ

یعنی اس نے مجھ کو ہر طرح خوش کیا اور میں خوش ہوں۔ ابن الانباری نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے مجھ کو بڑا بنایا اور میں اپنے آپ کو بڑی سمجھنے لگی۔

بِشِقٍّ

خطابی نے کہا کہ روایت ش کے کسرہ کے ساتھ ہے' مگر صحیح ''شَقٌّ'' ہے۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ ابن ابی اویس اور ابن حبیب نے کہا کہ کسرہ کے ساتھ ''شِقٍّ'' ہے مراد پہاڑ کا ایک کونا ہے۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بہت ہی تنگ دستی میں تھے۔

صهيل

بہ معنی گھوڑا ''وَاَطِيطٍ'' اونٹ پر رکھے ہوئے کجاوے اور محملوں کی آواز' مراد یہاں پر اونٹ ہیں۔

دائس

غلہ گاہنے والا ''ومُنْقٍ'' علامہ کرمانی نے کہا: اس سے مراد وہ ہے جو غلے کو بھس سے صاف کرنے والا ہو۔ اس صورت میں اس کا مادہ ''نَقِيَ'' ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ ایک بڑا کاشت کار ہے جس کے یہاں ہر شعبے کے الگ الگ ملازم ہیں۔ گاہنے والا الگ ہے' پھٹکنے والا الگ اور یہی معنی یہاں زیادہ مناسب ہے۔ ابن ابی اویس نے کہا: یہ لفظ ''مُنِقٍّ'' ہے جس کا مادہ ''نقيقٌ'' ہے جس کا معنی مویشیوں کی آواز کے ہیں یعنی اس کے پاس بہ کثرت مویشی ہیں۔

فَاتَقَمَّحُ

امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ صحیحین کی روایت میں نون ہی کے ساتھ ہے۔ فتح الباری' عمدۃ القاری' ارشاد الساری میں آخر حدیث میں یہ زائد ہے: ''قال ابو عبدالله قال بعضهم فاتقمح بِالْمِيْم وهٰذا اصح'' امام بخاری نے کہا: ''اقتمح'' میم کے ساتھ ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے' ابوعبید نے کہا: میں اتنا پیتی ہوں کہ پینے سے منہ بھر جاتا ہے یہ ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے ''النَّاقة القامح'' وہ اونٹنی جو حوض پر آئے اور پانی نہ پیے سر اُٹھا دے۔

عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ

''عكوم عِكْمٌ'' کی جمع ہے۔ وہ بوریاں اور جھولے جن میں کپڑے وغیرہ رکھے جاتے ہیں ''رداحٌ'' بڑے بھرے ہوئے۔

كمسلّ شَطْبَةٍ

''مَسَلَّ سَلَّ يَسُلُّ'' سے مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے یعنی کسی چیز سے کسی چیز کو آہستہ آہستہ نکالا ''سَلَّ السَّيْفَ'' تلوار کو سونتا اور یہ اسم ظرف بھی ہو سکتا ہے' نیز فراعنہ کے بنوائے ہوئے اہرام مصر کو بھی کہتے ہیں۔ ''شَطْبَةٌ'' چٹائی بننے کے لیے کھجور کی پتیوں کو چیرتے ہیں۔ اس کے ایک ٹکڑے کو ''شطبة'' کہتے ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ ابن حبیب نے کہا: ''شطبة'' ستون کے مثل چوکور لکڑی کو کہتے ہیں۔ اس احقر کے خیال میں اس کا سب سے زیادہ مناسب معنی یہ ہے کہ اس کی خواب گاہ چوکور منارے کے مثل تخت تھی' یا یہ کہ ''شطبة'' سے کھجور نے نصف چری ہوئی پتی مراد لی جائے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ اس کی خواب گاہ مینارے کے مثل کھجور کی پتی سے بنی ہوئی تھی۔

Marfat.com

الجفرة

چار مہینے کا بکری کا بچہ جس کو ماں سے جدا کر کے چرائی میں لگا دیا گیا ہو مراد یہ ہے کہ وہ کم خوراک ہے۔

ملء كساء ها

وہ اپنی چادر کو بھرے ہوئے ہے یعنی وہ بہت تندرست موٹی تازی ہے کہ اس کا لباس اس پر تنگ ہے۔ اہل عرب موٹی عورت کو پسند کرتے تھے۔

لا تبث حديثنا تبثيثاً

اور ایک روایت میں باء کی جگہ نون ہے۔ دونوں کا معنی ایک ہے "ولا تنقث ميرتنا"۔ "تنقيث" کا معنی ہے خیانت کرنا اور چرانا۔ "ميرة" کا معنی ہے: گھر میں جمع کیا ہوا مال۔ زیادہ تر اس کا استعمال غلے اور کھانے پینے کے سامان پر ہوتا ہے یعنی ہمارے جمع کیے ہوئے مال کو چرا کر دوسرے کو نہیں دیتی۔

تعشيش

اس کا ماعدہ "عشٌّ" ہے اس کے معنی سوکھی گھاس کے بھی ہیں اور پھپھوندلگی ہوئی روٹی کے بھی یعنی وہ ہمارے گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے گھر میں کوڑا کرکٹ جمع نہیں کرتی۔

والأوطاب تمخض

"اوطاب"، "وطبٌ" کی جمع ہے دودھ کا برتن "مخض" کا معنی دودھ کو بلو کر مکھن نکالنا چونکہ عموماً صبح کو دودھ بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے اس لیے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صبح کو نکلا۔

شريًّا

شریف انسان "شريا" عمدہ گھوڑا "خطيًّا" موضوع خط کا نیزہ۔ خط بحرین کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں کے نیزے مشہور ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اصل میں یہ نیزے ہندوستان کے ہوتے ہیں جو کشتیوں کے ذریعہ مقامِ خط میں آتے ہیں۔

أُراح عليّ

یعنی بعد زوال اس نے مجھ کو دیا۔

نَعَمٌ

ایک ایسی جمع ہے جس کے لفظ سے واحد نہیں۔ اس کے معنی خاص اونٹ کے ہیں لیکن تمام مویشیوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جب ان میں اونٹ ہوں۔ "ثَرِيًّا" بہت زیادہ۔

رائحة

اس کا مادہ "رواح" ہے شام کے وقت آنے والی چیز۔ مراد یہ ہے کہ شام کو گھر واپس آتا تو جو کچھ لاتا اس میں سے دو (۲) دیتا ہے۔ وہ اونٹ جو شام کو چر کر اپنے باڑے کی طرف واپس آئیں مطلقاً مویشی کہا جاتا ہے "ماله سارحة ولا رائحة" یعنی اس کے پاس مویشیوں میں سے کچھ نہیں۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ "راحت" سے بنا ہو یعنی خوش کرنے والی چیز۔

Marfat.com

مِیْرِی اَهْلَكِ

"مِیْرِی" کا مادہ "اَلْمِیْرَةُ" ہے جس کے معنی غلے کے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو دے۔

بَابُ صَوْمِ الْمَرْاَةِ بِاِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا (ص ۷۸۲)

عورت کا اپنے شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا

۲۴۰۲ - عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عورت کا شوہر موجود ہو تو وہ اس کی بلا اجازت روزہ نہ رکھے۔

اس سے مراد نفلی روزہ ہے۔ رمضان کے فرض روزے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

بَابٌ لَا تَاْذَنُ الْمَرْاَةُ فِیْ بَیْتِ زَوْجِهَا لِاَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

عورت شوہر کی بلا اجازت شوہر کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے

۲۴۰۳ - عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَلَا تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَمَا اَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَیْرِ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ یُؤَدّٰی اِلَیْهِ شَطْرُهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کو یہ حلال نہیں کہ اس کا شوہر موجود ہو تو وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں نہ آنے دے اور بغیر اس کی اجازت کے جو کچھ خرچ کرے گی تو اسے اس کا آدھا ملے گا۔

(بخاری۔ کتاب النفقات۔ باب: نفقة المرأة اذا غاب عنها زوجها ص ۸۰۷)

"عن غیر امره" سے مراد یہ ہے کہ صریح اجازت نہ ہو بلکہ اجازت عام ہو خواہ صراحۃً یا عرفاً مثلاً یہ کہ مسلمانوں میں رواج ہے کہ عورتیں شوہر کے مال سے غرباء مساکین کو دیتی رہتی ہیں اور تمام شوہر اس کو جانتے ہیں اور اس کو برا نہیں مانتے' یہ عرفاً اجازت ہے۔

"یؤدّٰی الیه شطرُه" اس سے مراد یہ ہے کہ اسے آدھا ثواب ملے گا جیسا کہ بیوع و نفقات کی حدیث میں تصریح ہے۔ فرمایا: "فلها نصف اجره"۔

بَابٌ (ص ۷۸۲)

باب

۲۴۰۴ - ح: [عَامَّةُ الْجَنَّةِ الْمَسَاكِیْنُ]

جنت میں زیادہ تر مساکین داخل ہوں گے

۲۴۰۴ - عَنْ اُسَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِیْنُ، وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَیْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کے اندر عام داخل ہونے والے مساکین ہیں اور مال دار روکے ہوئے ہیں۔ ہاں! جہنمیوں کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہو چکا ہوگا' اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل

Marfat.com

ہونے والی عام طور پر عورتیں ہیں۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: صفة الجنة والنار ص ۹۶۹؛ مسلم۔ کتاب الدعوات؛ نسائی۔ کتاب عشرة النساء)

''جَدٌّ'' کے معنی مال داری اور حصہ اور دادا کے ہیں ''جِدٌّ'' کے معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ مال داروں کو اپنے اموال کے حساب کے لیے روک لیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ مساکین اور فقراء امت مال داروں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ (ص ۷۸۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے علاوہ کہیں اور الگ رہنا

ت ۶۵۳ - وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ غَيْرَ اَنْ لَّا تُهْجَرَ اِلَّا فِي الْبَيْتِ . وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ.

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے جس کو انہوں نے مرفوع کیا سوائے اس حصے کے کہ عورت سے قطع تعلق کر کے اس کے گھر ہی میں رہا جائے' اول زیادہ صحیح ہے۔

توضیح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو کر ایک مہینے تک ازواجِ مطہرات سے الگ رہے اور ان کے حجروں سے الگ ایک بالا خانے پر تشریف رکھتے تھے۔ یہ روایت صحیح ہے' پھر امام بخاری نے یہ تعلیق ذکر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی عورتوں سے قطع تعلق کرے تو ان کے گھروں کے علاوہ کہیں اور نہ رہے۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات سے ایک ماہ تک علیٰحدگی کی روایت حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں' پھر امام بخاری کا یہ کہنا کہ پہلی روایت بہ نسبت اس کے زیادہ صحیح ہے کیسے درست ہے؟ علامہ عینی نے فرمایا کہ اگر کسی شارح کو یہ روایت نہیں ملی اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ یہ حدیث مروی ہی نہیں۔ جب امام بخاری فرما رہے ہیں تو انہیں کوئی روایت ملی ہوگی۔ ابوداؤد میں انہیں سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ہم پر زوجہ کا کیا حق ہے؟ فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر مت مارو اور اسے سخت سست نہ کہو اور اسے گھر کے علاوہ کہیں مت چھوڑو۔ صاحب تلویح نے کہا: امام بخاری کی مراد یہی حدیث ہے۔ عورتوں سے قطع تعلق کر کے انہیں کے گھر میں رہنا اُن کے لیے زیادہ تکلیف دہ ہوگا بہ نسبت اس کے کہ کسی اور گھر میں رہے' اس لیے یہ فرمایا کہ قطع تعلق کرے تو ان کے گھروں ہی میں رہے تاکہ صلح جلد ہو جائے لیکن بروایہ صحیحہ ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات سے قطع تعلق کیا اور علیٰحدہ مکان میں تشریف فرما رہے۔ ان دونوں سے نتیجہ یہ نکلا کہ شوہر کی صوابدید پر موقوف ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھے تو انہیں کے گھروں میں رہے تو اس کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ مناسب سمجھے کہ علیٰحدہ دوسرے گھر میں رہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ امام بخاری نے جو یہ فرمایا کہ ''والاول اَصَحُّ'' اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراضگی کے زمانے میں ازواجِ مطہرات کے حجروں سے الگ ایک بالا خانے میں تشریف فرما تھے یہ بہ نسبت روایت معاویہ بن حیدہ کی حدیث کے زیادہ صحیح ہے۔

بَابٌ لَا تُطِيْعُ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا فِيْ مَعْصِيَةٍ (ص ۷۸۴)

عورت گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے

Marfat.com

٢٤٠٥- ح: [اِنَّهٗ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ]

بال ملانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے

٢٤٠٥- عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَاْسِهَا فَجَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لَا. اِنَّهٗ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ. (بخاری۔ کتاب اللباس۔ باب: الوصل فی الشعر ص ٨٧٨، مسلم۔ کتاب اللباس، نسائی۔ کتاب الزینۃ)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی، اس کے بعد اس کے بال جھڑ گئے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور سے اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھے حکم دیا ہے کہ دوسرے بال اپنے بالوں میں ملاؤں۔ فرمایا: نہیں! بال ملانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

بَابُ الْعَزْلِ (ص ٧٨٤)

عزل کا بیان

٢٤٠٦- عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عزل کرتے تھے اور قرآن کا نزول ہوتا رہتا۔

"عزل" کے معنی یہ ہیں کہ بوقت جماع منی باہر گرائی جائے۔ اس کے بارے میں محقق حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ باندیوں سے مطلقاً، ان سے اجازت لینے کی بھی حاجت نہیں اور آزاد عورتوں سے ان کی اجازت کے بعد۔ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں۔ مسلم میں حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کی حدیث مروی ہے کہ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وَئد خفی ہے۔ وئد کے معنی ہیں زندہ درگور کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ عزل اسی لیے کیا جاتا ہے کہ بچہ پیدا نہ ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بچے کے پیدا ہونے کے بعد اسے زندہ درگور کر دیا جائے۔ اس حدیث سے حرمت ثابت ہو رہی ہے اور حضرت جابر کی ایک حدیث میں ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم عزل کرتے ہیں تو یہود نے گمان کیا کہ یہ مَوْدۃ صغریٰ ہے۔ فرمایا: یہود جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ جب کوئی چیز پیدا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ شارحین نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں۔ پہلا یہ کہ جیسے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود غلط کہتے ہیں کہ قبر میں عذاب ہوگا کیونکہ اس وقت تک عذاب قبر پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع نہیں فرمایا گیا تھا۔ اسی طرح یہ احتمال ہے کہ بعد میں عزل میں اجازت دے دی گئی۔

دوسرا جواب امام طحاوی نے یہ دیا کہ جذامہ بنت وہب کی حدیث حضرت جابر کی حدیث سے منسوخ ہے۔

تیسرا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کے بہ نسبت زیادہ صحیح ہے اور اس کی موید اور بھی حدیثیں ہیں جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا (ص ٧٨٤)

جب سفر کا ارادہ کرے تو عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کرے

٢٤٠٧- عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب باہر تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ ایک دفعہ قرعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں عائشہ کے ساتھ سفر فرماتے، ان

Marfat.com

يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ اَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ، تَنْظُرِيْنَ وَاَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ بَلٰى، فَرَكِبَتْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا، وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْاِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ، وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا.

(مسلم۔ کتاب الفضائل، نسائی۔ کتاب عشرۃ النساء)

سے باتیں کرتے۔ ایک دفعہ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا: کیا آج رات تم میرے اونٹ پہ سوار نہیں ہو جاؤ گی اور میں تیرے اونٹ پر سوار ہو جاؤں، تو بھی دیکھے اور میں بھی دیکھوں۔ حضرت عائشہ نے کہا: ٹھیک ہے اور وہ حضرت حفصہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ نبی ﷺ عائشہ کے اونٹ کے پاس آئے اور اس پر حضرت حفصہ سوار تھیں، انہیں سلام کیا، پھر چلے، پھر ایک جگہ اُترے۔ حضرت عائشہ نے حضور ﷺ کو اپنے پاس نہیں پایا، جب لوگ اترے تو حضرت عائشہ نے اپنے دونوں پاؤں کو اذخر کے درمیان کر دیا اور کہتی تھیں: اے رب! مجھ پر بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے اور میں حضور کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

جس کی چند بیویاں ہوں جب وہ سفر کرنا چاہے اور اپنی بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ قرعہ اندازی کرے لیکن اگر قرعہ نہیں ڈالا اور اپنی مرضی سے کسی کو ساتھ لے لیا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ پر باری واجب نہیں تھی۔ حضور اقدس ﷺ غایت کرم اور شفقت کی بناء پر باری کی پابندی کرتے تھے۔ اسی طرح سفر کے وقت قرعہ اندازی واجب نہیں تھی۔ قرعہ اندازی غایت کرم کی بناء پر تھی۔

بَابُ الْمَرْاَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا، وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ (ص ٧٨٤)

عورت اپنی باری اپنی سوکن کو بخش دے تو کیسے باری مقرر کی جائے گی؟

٢٤٠٨ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ.

(مسلم۔ کتاب النکاح)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور نبی ﷺ نے حضرت عائشہ کے لیے دو دن مقرر فرما دیے تھے۔ ایک حضرت عائشہ کا، ایک حضرت سودہ کا۔

بَابٌ اِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ (ص ٧٨٥)

جب کنواری کی موجودگی میں ثیب سے نکاح کرے

٢٤٠٩ - عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ، وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ. قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنت یہ ہے کہ جب کوئی ثیب بیوی کے ہوتے ہوئے کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے، اس کے بعد باری کی پابندی کرے اور جب کنواری کے ہوتے ہوئے ثیب سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے، پھر باری کی پابندی کرے۔ ابو قلابہ نے کہا: اگر میں چاہوں تو کہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نبی ﷺ سے

Marfat.com

مرفوع کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ یہ سنت ہے یہی دلیل ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے' مزید براں ابوقلابہ اور خالد کا یہ کہنا کہ اگر میں چاہوں تو کہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس کو مرفوع کیا تو کہہ سکتا ہوں۔ یہ دلیل ہے کہ حدیث مرفوع ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ، وَمَا يُنْهَى مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ (ص ٧٨٥)

جو اسے نہ ملا ہو اس پر آسودگی ظاہر کرنے والا اور سوکنوں کے فخر کرنے سے ممانعت کا بیان

٢٤١٠- ح: [اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ]

ایسا شخص فریب کے دو کپڑے پہننے والا ہے

٢٤١٠- حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ، عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ. (مسلم، نسائی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ایک سوکن ہے تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ میں یہ ظاہر کروں کہ شوہر نے مجھے یہ دیا حالانکہ اس نے مجھے نہیں دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اسے نہ دیا گیا ہو اس کے حصول کو ظاہر کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے فریب کے دو کپڑے پہننے والا۔

مطلب یہ ہے کہ اپنی سوکن کو چڑانے کے لیے کوئی سوکن اس سے یہ کہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو یہ دیا ہے وہ دیا ہے حالانکہ شوہر نے نہ دیا ہو' یا یہ کہے کہ شوہر میرے ساتھ یہ خصوصیت برتتا ہے وہ خصوصیت برتتا ہے' حالانکہ ایسا نہ ہو۔ فرمایا کہ یہ جائز نہیں' یہ فریب دینا ہے' جیسے کوئی شخص ریاکاری کے لیے صلحاء اور زہاد کا لباس پہنے حالانکہ صالح اور زاہد نہ ہو۔

بَابُ الْغَيْرَةِ (ص ٧٨٥)

غیرت کا بیان

٢٤١١- ح: [لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ]

اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں

٢٤١١- أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں۔

٢٤١٢- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام فرمایا۔

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ (ص ٧٨٧)

عورتوں کی غیرت اور ان کی ناراضگی کا بیان

٢٤١٣- ح: [أَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى]

جب تم مجھ سے خوش یا ناخوش رہتی ہو تو میں جان لیتا ہوں

٢٤١٣- عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھ سے رسول اللہ

Marfat.com

اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى. قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَاِذَا كُنْتِ غَضْبٰى، قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ. قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ.

ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی رہتی ہو اور جب تم خفا رہتی ہو۔ میں نے پوچھا: یہ آپ کیسے پہچانتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش رہتی ہو تو کہتی ہو: رب محمد کی قسم! اور جب ناراض رہتی ہو تو کہتی ہو: رب ابراہیم کی قسم! میں نے عرض کیا: ہاں، بخدا یا رسول اللہ! یہی بات ہے، لیکن میں صرف حضور کا نام نہیں لیتی۔

(بخاری۔ کتاب الادب۔ باب: ما یجوز من الھجران ص ۹۰۷، مسلم۔ باب: فضائل عائشة)

یہ حدیث اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اعلیٰ درجہ کی ذہانت و ذکاوت کے ساتھ ساتھ انتہائی باادب ہونے کی بھی دلیل ہے کہ ناراضگی کی حالت میں بھی کوئی ایسا فعل ان سے سرزد نہیں ہوتا جس سے ناراضگی ظاہر ہو ورنہ حضور بتاتے، لیکن انتہائی خوبصورت پیرائے میں ناراضگی کو ظاہر بھی کر دیتیں جس میں نہ تو حضور کی دل آزاری اور نہ کوئی بے ادبی ہوتی۔ ناراضگی سے شبہہ ہوتا ہے کہ شاید محبت کا تعلق قطع ہو گیا، اس شبہہ کو اُم المومنین نے اپنی اس عرض سے دفع فرما دیا کہ ناراضگی کے وقت بھی آپ کے ساتھ محبت اسی طرح باقی رہتی ہے، اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ناراضگی کو ناراضگی کہنا ہی غلط ہے۔ اس کے لیے اردو میں سب سے زیادہ موزوں لفظ ''روٹھنا'' ہے۔ محبوب کے روٹھنے میں بھی ایک لذت ہوتی ہے جس سے اہل دل خوب واقف ہیں۔ یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ اسم مسمّیٰ عین نہیں مغائر ہیں، ہاں ذاتِ باری تعالیٰ میں عین ہیں۔

بَابٌ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا ذُوْمَحْرَمٍ، وَالدُّخُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ (ص ۷۸۷)

محرم کے علاوہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہ ہو اور جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں ان کے پاس جانے کا حکم

٢٤١٤ - عَنْ اَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: دیور موت ہے۔

(مسلم۔ کتاب السلام، ترمذی۔ کتاب الرضاع، نسائی۔ کتاب عشرة النساء)

''حمو'' شوہر کے رشتہ دار۔ یہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے باپ کو بھی شامل ہے لیکن یہاں بقرینۂ عقلیہ باپ مراد نہیں۔ اس لیے کہ وہ محرم ہے۔ شوہر کے بھائی، چچا، چچا کی اولاد وغیرہ مراد ہیں۔ ہمارے ہندوستان میں ہندوؤں سے سیکھ کر مسلمانوں میں بھی یہ بلا عام ہے کہ شوہر کے بھائی وغیرہ سے پردہ نہیں کرتے۔ پردہ کیا کرتے اپنی بھابی کو آدھی بیوی سمجھتے ہیں۔ دیور اور بھابی آپس میں انتہائی بے تکلفی سے ملتے جلتے اور بلا جھجک ہنسی مذاق کرتے ہیں، یہ سب حرام و گناہ ہے اور انتہائی خطرناک۔ اسی طرح عورت کی بہن سے بھی پردہ نہیں ہوتا بلکہ ہر بہنوئی اپنی سالی کو اپنی آدھی بیوی سمجھتا ہے جس کے انتہائی خطرناک نتائج آئے دن نکلتے رہتے ہیں۔ یہ بھی ہندو تہذیب کی دین ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، ہندو تہذیب اپنے گھروں سے نکالیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٦٨-كِتَابُ الطَّلَاقِ (ص ٧٩٠)

[طلاق کا بیان]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ (الطلاق:١)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر دو اور عدت شمار کرو

﴿اَحْصَيْنَاهُ﴾ (یٰس:١٢) حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ..... ہم نے اس کو محفوظ رکھا اور گن لیا ''وَطَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِّنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَيُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ''..... طلاق سنت یہ ہے کہ اسے ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور دو گواہ بنا لے۔

[طلاق کی قسمیں]

طلاق کی تین قسمیں ہیں: (١) احسن (٢) حسن (٣) بدعی۔

احسن یہ ہے کہ جس طہر میں وطی نہ کی اس میں ایک طلاقِ رجعی دے اور چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ حسن یہ ہے کہ موطوءہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دے بشرطیکہ ان طہروں میں وطی نہ کی ہو اور نہ حیض میں وطی کی ہو یا نابالغہ یا حاملہ یا آئسہ کو تین مہینے میں تین طلاقیں دے۔ بدعی یہ ہے کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاقیں دے دے۔ تین دفعہ یا دو دفعہ یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں۔

اصل حکم یہ ہے کہ طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب۔ اگر عورت شوہر کو یا شوہر کے اعزا کو ایذا دیتی ہے یا بدکار ہے تو طلاق دینا مستحب ہے اور اگر شوہر نامرد ہے یا ہیجڑا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں تو واجب ہے۔

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ بِالطَّلَاقِ (ص ٨٩٠)

جس نے طلاق دی اور کیا مرد اپنی عورت کے روبرو طلاق دے

٢٤١٥- حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ اَيُّ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟

اوزاعی نے ہم سے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے زہری سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کس نے حضور

Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ، لَمَّا اُدْخِلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِیْمٍ، اِلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ.

سے پناہ مانگی تھی تو انہوں نے کہا: مجھے عروہ نے خبر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہ جون کی لڑکی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجی گئی خلوت میں اور حضور اس سے قریب ہوئے تو اس نے کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے تو حضور نے اس سے فرمایا: تو نے ایک عظیم ہستی کی پناہ لی' اپنے اہل کے ساتھ مل جا۔

٢٤١٦- ح: [قِصَّةُ بِنْتِ الْجُوْنِیَةِ]

بنت الجونیہ کا قصہ

٢٤١٦- عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِیْ اُسَیْدٍ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْطَلَقْنَا اِلٰی حَائِطٍ یُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ، حَتّٰی انْتَهَیْنَا اِلٰی حَائِطَیْنِ، فَجَلَسْنَا بَیْنَهُمَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسُوْا هَا هُنَا. وَدَخَلَ، وَقَدْ اُتِیَ بِالْجَوْنِیَّةِ، فَاُنْزِلَتْ فِیْ بَیْتٍ فِیْ نَخْلٍ فِیْ بَیْتِ اُمَیْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِیْلَ، وَمَعَهَا دَایَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِیْ نَفْسَكِ لِیْ. قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ؟ قَالَ فَاَهْوٰی بِیَدِهٖ یَضَعُ یَدَهٗ عَلَیْهَا لِتَسْكُنَ، فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ. ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ یَا اَبَا اُسَیْدٍ، اُكْسُهَا رَازِقِیَّتَیْنِ، وَاَلْحِقْهَا بِاَهْلِهَا. وَقَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ الْوَلِیْدِ النَّیْسَابُوْرِیُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ اَبِیْهِ وَاَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمَیْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِیْلَ، فَلَمَّا اُدْخِلَتْ عَلَیْهِ بَسَطَ یَدَهٗ اِلَیْهَا، فَكَاَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَاَمَرَ اَبَا اُسَیْدٍ اَنْ یُجَهِّزَهَا وَیَكْسُوْهَا ثَوْبَیْنِ رَازِقِیَّیْنِ. (بخاری۔ کتاب الاشربۃ۔ باب: شرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیتہ ص ٨٤٢)

حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ایک باغ تک پہنچے جس کو شوط کہا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم دو باغوں تک پہنچے' ان دونوں باغوں کے درمیان ہم بیٹھ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہاں بیٹھے رہو اور خود اندر تشریف لے گئے اور جونیہ کو لایا گیا اور اسے ایک نخلستان کے گھر میں اُتارا گیا جس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا۔ اس کے ساتھ اس کی وہ دایہ بھی تھی جس نے اُس کو پالا تھا۔ جب حضور اس کے پاس اندر تشریف لے گئے تو حضور نے فرمایا: اپنے آپ کو مجھے بخش دے تو اس نے کہا: کیا ملکہ اپنے آپ کو معمولی لوگوں کو بخشتی ہے۔ پھر حضور نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے اوپر رکھا تا کہ اس کو سکون مل جائے' تو اس نے کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے۔ فرمایا: تو نے ایسے کی پناہ لی جس کی پناہ لی جاتی ہے' پھر حضور ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے ابواسید! اس کو دو رازقیہ کپڑے پہنا دے اور اس کو اُس کے اہل کے پاس پہنچا دے۔ دوسرے طریقے سے سہل اور ابواسید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے شادی کی' جب وہ حضور کی خدمت میں خلوت میں پیش کی گئی اور حضور نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے ایسی حرکت کی جس سے اندازہ ہوا کہ اس نے اس کو ناپسند کیا' ابواسید کو حکم دیا کہ اس کا سامان درست کرو' اس کو دو رازقیہ کپڑے پہنا دو۔

اس سلسلہ میں شراح کے بیان میں شدید اختلاف ہے۔ یہاں جو روایت ہے اس کے مطابق قسطلانی میں ابن سعد کے حوالے سے یہ واقعہ مذکور ہے۔ نعمان بن جون کندی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا: کیا میں حضور کی شادی عرب کی سب سے زیادہ خوبصورت عورت سے نہ کر دوں؟ انہوں نے اپنی لڑکی اُمیمہ بنت نعمان کی شادی حضور سے کر دی اور ابواُسید کے ساتھ

Marfat.com

امیمہ کو مدینہ بھیجا۔ انہوں نے اسے لاکر بنی ساعدہ میں اُتارا' اس کے پاس قبیلے کی عورتیں خوش خوش آئیں اور وہاں سے واپس آکر اس کے جمال کا تذکرہ کیا۔ وہیں حضور اقدس ﷺ اُمیمہ کے پاس گئے۔ امیمہ نے حضور کو پہچانا نہیں اور کہہ دیا: ''اعوذ بالله منك'' الکتاب الاشربۃ کی روایت سے ظاہر ہے کہ امیمہ نے حضور کو پہچانا نہیں۔ بعد میں جب اس کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو وہ بہت پچھتائی۔ اس حدیث میں ایک اشکال یہ ہے کہ اگر امیمہ کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح ہو گیا تھا جیسا کہ ابن سعد کی روایت سے ظاہر ہے تو پھر حضور کے اس ارشاد کا کیا مطلب؟ ''هَبِي نَفْسَكِ لِي؟'' اور یہی یہاں آخری روایت ''تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیمنه بنت شراحیل'' سے ظاہر ہے۔ پھر یہاں کی پہلی حدیث کی ابتداء میں یہ ہے کہ زہری سے یہ پوچھا گیا تھا کہ نبی ﷺ کی بیویوں میں سے کس نے حضور سے پناہ مانگی تھی؟ ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح ہو گیا تھا مگر کتاب الاشربہ کی روایت میں یہ ہے کہ ''ذُكِرَ للنبی ﷺ امرأةٌ من العرب فامر ابا اسید الساعدی ان یرسل الیها فارسل الیها فقدمت'' کہ نبی ﷺ سے عرب کی ایک عورت کا تذکرہ کیا گیا تو حضور نے ابواسید ساعدی کو بھیجا' پھر وہیں آخر میں یہ ہے ''هذا رسول الله جاء لیخطبك'' یہ حضور تھے جو تجھے نکاح کا پیغام دینے آئے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا تھا' پھر آخر میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ خلوت صحیحہ ہو چکی تھی۔ خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر مؤکد ہو جاتا ہے اور حضور اقدس ﷺ نے انہیں مہر نہیں دیا صرف متعہ دیا۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ شراح نے یہاں پر کثیر روایتیں ذکر کی ہیں مگر اس گتھی کو کسی نے نہیں سلجھایا کہ نکاح ہوا تھا کہ نہیں۔ میں نے جہاں تک اس سلسلہ کی روایات پر گہری نظر ڈالی اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا تھا اور ''زوج'' کا اطلاق اور ''تزوّج'' کا اطلاق مجازاً ہوا ہے۔ قصہ یہی ہوا تھا کہ وہ مدینہ طیبہ آئی تھی اور حضور اقدس ﷺ نے اس سے نکاح کا ارادہ فرمایا تھا' مگر اس نے بے ادبی کے کلمات استعمال کیے تو حضور نے اس کو جوڑا دے کر رخصت کر دیا اور یہ متعہ نہیں تھا' اس لیے کہ متعہ اس وقت مشروع ہے جب نکاح ہوا ہو اور مہر مقرر نہ ہو اور خلوت سے پہلے طلاق دے دے۔ اگر نکاح ہوا ہوتا تو خلوت صحیحہ ثابت ہے پھر مہر بھی حضور دیتے اور عدت کا خرچہ بھی دیتے' اور یہ جو حضور نے فرمایا کہ ''الحقی باهلكِ'' یہ طلاق کے لیے نہیں' بلکہ اپنے لغوی معنی پر محمول ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ سب روایتیں اس پر متفق ہیں کہ امیمہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تنہائی میں اس طرح اکٹھی ہوئی کہ جماع سے کوئی چیز مانع نہیں تھی اور خلوت صحیحہ پائی گئی۔ تو اگر نکاح ہوا ہوتا اور ''الحقی باهلك'' سے حضور کی مراد طلاق ہوتی تو مہر بھی واجب ہوتا اور عدت کا خرچہ بھی' یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حضور اقدس ﷺ اسے صرف جوڑا دے کر رخصت کر دیتے' اس لیے جن کلمات سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ نکاح ہو گیا تھا وہ ارادۂ نکاح پر محمول ہیں اور زوجہ کا اطلاق بہ اعتبار مایؤل کے ہے۔

[حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ایک بے ہودہ روایت کا ردّ]

اس سلسلہ میں ایک بہت بے ہودہ روایت یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ اور اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ بھی اُمیمہ کو دیکھنے گئیں اور ان دونوں نے اس کا بناؤ سنگار بھی کیا اور انہیں میں سے کسی نے اس کو سکھا دیا تھا کہ حضور جب تمہارے پاس آئیں تو یہ کہنا ''اعوذ بالله منك'' حضور کو یہ جملہ بہت پسند ہے۔ مگر حضور اقدس ﷺ کو دیکھ کر جملۂ مذکورہ کہنا کفر ہے اور کفر کی تلقین بھی کفر' اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ اور اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کو کفر کی تلقین کریں۔

اس کی تردید کتاب الاشربہ کی روایت سے صراحۃً ہو رہی ہے جس میں اس کی صراحت ہے کہ امیمہ نے حضور کو پہچانا نہیں تھا۔ قصہ یہ ہوا ہوگا کہ وہ ملکہ تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ میرا شوہر بھی بڑے آن بان کا ہوگا' زرق برق لباس پہن کر آئے گا' کسی شاہی محل میں جواہرات شاہانہ سے مرصع ہوگا خلوت ہوگی۔ اس کی امیدوں کے برخلاف نخلستان کے گھر میں اس کو ٹھہرایا گیا اور حضور اقدس ﷺ

Marfat.com

زمرہ کے لباس میں اس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ چڑ گئی اور اس نے وہ کلمات کہہ دیئے' پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا بھی نہیں' پہچانتی تو شاید ایسی گستاخی نہ کرتی۔ ہوسکتا ہے اس کے دماغ میں یہ بات آئی ہو کہ یہ کوئی معمولی آدمی آ گیا ہے اس لیے جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ واللہ اعلم!

بَابُ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ

جس نے تین طلاق کو نافذ جانا

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرہ:٢٢٩). (ص٧٩١)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: طلاق دو بار ہے' پھر بھلائی کے ساتھ روکنا ہے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

توضیح

ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور واقع ہوتی ہیں تو تینوں یا ایک؟ جمہور اُمت کا مذہب یہ ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ہی ہیں خواہ ایک لفظ سے دے مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں خواہ تین جملوں میں کہے یعنی میں نے تجھے طلاق دی' میں نے تجھے طلاق دی' میں نے تجھے طلاق دی۔ ہاں! اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو دوسری صورت میں صرف ایک ہی پڑے گی دو لغو ہو جائیں گی اس لیے کہ وہ پہلے ہی جملے سے بائن ہو جائے گی۔ شوہر کے نکاح سے نکل جائے گی۔ بقیہ طلاقوں کے لیے محل ہی نہیں رہے گی لیکن عورت اگر مدخولہ ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ اسی پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں صحابہ کرام کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور یہی چاروں ائمہ حضرت امام ابوحنیفہ' حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے۔ اصحاب ظواہر یہ کہتے ہیں کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی ہیں۔ آج کل غیر مقلدین نے اصحابِ ظواہر کے اسی مذہب کو اختیار کر لیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی' اس کا قائل اس زمانے میں کوئی نہیں۔ حضرتِ امام بخاری کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ ''الطلاقُ مرتان'' سے ثابت ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ ''الطلاق مرتان'' کے معنی یہ ہیں کہ ایک طلاق کے بعد دوبارہ دینا' جب ایک مجلس میں دی ہوئی دو طلاقیں دو ہیں تو تین بھی تین ہی ہوں گی۔ علامہ عینی وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا اثبات ''تَسْرِيْحٌ باحسان'' سے ہے۔ یہ اپنے عموم کے اعتبار سے جس طرح دو طلاقوں کے بعد عورت کو چھوڑ دینے کو شامل ہے کہ عدت گزر جائے اسی طرح اس کو بھی شامل ہے کہ تین طلاقیں دے کر اس سے پورے طور پر چھٹکارا حاصل کرے۔ یہاں ''احسان'' اسی معنی میں ہے جو فرمایا گیا: ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاِحْسَانَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ'' اللہ تعالیٰ ہر چیز میں احسان کو پسند فرماتا ہے سو جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ علاوہ ازیں بعد میں فرمایا گیا: ''فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ'' (البقرہ:٢٣٠) پھر اگر اس کو طلاق دے دی تو اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے اس آیت میں ''فا'' ہے۔ فاء تعقیب کے لیے آتی ہے خواہ تراخی کے ساتھ ہو یا بغیر تراخی۔ تو آیت اپنے اطلاق کے اعتبار سے اس صورت کو بھی شامل ہوئی کہ اسی مجلس میں تیسری طلاق دے' اس لیے کہ آیت کے سیاق سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں۔

ت ٦٥٤ - وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰى اَنْ تَرِثَ مُبْتُوْتَةً.

ابن زبیر نے کہا: اس مریض کے بارے میں جس نے اپنی عورت کو طلاق دی: میں نہیں جانتا کہ مبتوتہ وارث ہوگی۔

اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو مرض الموت میں طلاقِ رجعی دی اور عدت ہی میں شوہر مر گیا تو وہ عورت وارث

Marfat.com

بنے گی لیکن اگر طلاق بائن تھی تو اس میں اختلاف ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وارث ہوگی اگرچہ یہ طلاق بائن تین ہوں لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر کا مذہب یہ ہے کہ وارث نہ ہوگی' خواہ یہ طلاقِ بائن ایک ہو یا دو یا تین۔

ت٦٥٥ - وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهُ' وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجَ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ؟ قَالَ نَعَمْ' قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ؟ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ.

امام شعبی نے کہا کہ وہ وارث ہوگی تو ابن شبرمۃ نے کہا: جب اس کی عدت گزر جائے تو وہ شادی کرے گی یا نہیں؟ تو کہا: کرے گی' کہا: بتایئے اگر بعد والا شوہر مر گیا تو' تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔

امام شعبی کا پہلے مذہب یہ تھا کہ عورت اس حالت میں بھی وارث ہوگی کہ عدت گزرنے کے بعد شوہر مرے۔ اس پر ابن شبرمہ نے یہ اعتراض کیا کہ یہ عورت عدت گزرنے کے بعد کسی اور سے اگر شادی کر لے اور یہ دوسرا شوہر بھی مر جائے تو لازم آئے گا کہ بحیثیت زوجہ دونوں شوہروں کا ترکہ پائے اور یہ کسی طرح درست نہیں تو انہوں نے رجوع کر لیا یعنی یہ قول کیا کہ بعد عدت اگر اس کا شوہر مرے گا تو میراث نہ پائے گی۔ عدت کے اندر مرے گا تو پائے گی اور اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے بشرطیکہ شوہر نے عورت کی رضامندی سے طلاق دی ہو اور طلاق کے وقت عورت وارث ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو مثلاً آزاد مسلمان ہو کنیز یا کتابیہ نہ ہو اور شوہر نے جس مرض میں طلاق دی اس مرض کے باقی رہتے ہوئے مرا ہو خواہ اسی مرض کے سبب سے مرا ہو یا کسی اور سبب سے' مثلاً قتل کر ڈالا گیا۔

اس کے بعد حضرت امام بخاری نے عویمر عجلانی کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں لعان کے مشروع ہونے کا ذکر ہے۔ اس کے آخر میں ہے "فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" تو عویمر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں حکم دیں۔ حضرت امام بخاری کا اشارہ یہ ہے کہ عویمر نے حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں مگر حضور نے انکار نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینی بدعت نہیں۔

اقول وهو المستعان: یہاں ایک نکتہ قابل لحاظ ہے کہ لعان کے بعد عورت مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی اگرچہ قاضی تفریق کا حکم نہ کرے تو بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ طلاق کی محل نہ رہی' اب اسے طلاق دینا نہ دینا برابر ہے لیکن نظر دیقت سے دیکھا جائے تو وہ اب بھی طلاق کی محل ہے اس لیے کہ قاضی کی تفریق سے پہلے وہ نکاح سے باہر نہیں ہوتی اور جب نکاح میں ہے تو طلاق کی محل بھی ہے۔ یہاں حضرت عویمر نے حضور اقدس ﷺ کی تفریق سے پہلے طلاق دی تھی' اس لیے ان کا طلاق دینا صحیح اور اپنے محل میں ہوا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا بدعت اس وقت ہے جب کہ طلاق رجعی کے بعد شوہر کو رجعت کا حق رہے لیکن اگر صورت حال ایسی ہو کہ شوہر کو رجعت کا حق نہ رہے تو ایک ساتھ تین طلاقیں دینے میں کوئی حرج نہیں۔ فیہ ما فیہ

بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَهُ

جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دے دیا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝﴾ (الاحزاب:٢٨).

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیں: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طریق چھوڑ دوں ۝

(ص ٧٩١)

٢٤١٧ - ح: [اَلتَّخْيِيرُ لَيْسَ الطَّلَاقُ]

تخییر طلاق نہیں

Marfat.com

٢٤١٧ - عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار دیا تو ہم نے اللہ ورسول کو اختیار کیا تو یہ ہم پر کچھ یعنی طلاق نہیں شمار کیا گیا۔

٢٤١٨ - عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ، فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَفَكَانَ طَلَاقًا؟ قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا اُبَالِيْ اَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً اَوْ مِائَةً بَعْدَ اَنْ تَخْتَارَنِيْ.

مسروق نے کہا: میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو کیا طلاق ہوئی؟ مسروق نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اپنی بیوی کو ایک اختیار دوں یا سو اس کے بعد کہ وہ مجھے اختیار کرلے۔

جب تک عسرت تھی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ عنہن صبر وشکر کے ساتھ رہیں، جب بعد میں فراخی حاصل ہوئی تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نان ونفقے کا سوال کیا جس پر یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اس کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو اختیار دے دیا مگر سب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔ اس کا بیان مفصل گزر چکا ہے۔ اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا: تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے اور بیوی نے شوہر کو اختیار کرلیا تو طلاق نہیں پڑے گی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو اس سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔

بَابٌ اِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ، اَوْ سَرَّحْتُكِ، اَوِ الْخَلِيَّةُ، اَوِ الْبَرِيَّةُ، اَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ، فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ

کسی نے جب اپنی بیوی سے کہا: میں نے تجھ کو جدا کردیا، یا میں نے تجھ کو علیٰحدہ کردیا، یا تو خلیہ ہے، یا تو بریہ ہے، یا کوئی ایسا لفظ بولا جس سے طلاق مراد لی جاتی ہو تو وہ اس کی نیت پر ہے

قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ (الاحزاب:٤٩) وَقَالَ ﴿وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ (الاحزاب:٢٨) وَقَالَ ﴿فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرہ:٢٢٩) وَقَالَ ﴿اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ (الطلاق:٢) (ص ٧٩٢)

اور اللہ عزوجل کے ان ارشادات کی تفسیر: اور انہیں اچھی طرح علیٰحدہ کردو، اور میں تم کو اچھی طرح علیٰحدہ کردوں، پھر بھلائی کے ساتھ روکنا ہے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑنا ہے۔ یا ان کو بھلائی کے ساتھ جدا کردو۔

توضیح

اس باب سے امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جس طرح لفظ طلاق سے طلاق پڑ جاتی ہے جو طلاق کے معنی میں صریح ہے اسی طرح کنائی الفاظ سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے جب کہ شوہر نے اسے بہ نیت طلاق کہا ہو اور طلاق کے کنائی الفاظ کی کوئی حد نہیں۔ ہر وہ لفظ جو عرفِ عام میں بطور کنایہ طلاق کے لیے استعمال ہو جاتا ہے وہ طلاق کنائی کا لفظ ہے۔ حضرت امام بخاری نے ان میں سے چند الفاظ کو شمار کرایا ہے۔ طلاق خصوصاً کنائی طلاق، فقہ کے اہم ابواب میں سے ہے اور اس میں اثبات ونفی دونوں خطرے کا پہلو موجود ہے، مثلاً شوہر نے کوئی لفظ استعمال کیا جس سے واقع میں کوئی طلاق پڑ گئی اور کسی خام کار مفتی نے فتویٰ دے دیا کہ طلاق نہیں

Marfat.com

پڑی اور وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہے تو حرام کاری میں مبتلا رہے۔ اس کے برعکس اگر جس جملے سے طلاق نہیں پڑی اور کسی نے فتویٰ دے دیا کہ طلاق پڑ گئی تو عورت اور دوسرا شوہر حرام میں مبتلا رہے اور مفتی کے فتویٰ کی آڑ اس موقع پر کام نہ دے گی' جو حقیقت میں مفتی نہ ہوا سے مفتی بنانے کے بارے میں حدیث میں فرمایا: "وَاتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا"[1] لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے' ان سے سوال کیا جائے گا تو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے' خود بھی گم راہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گم راہ کریں گے۔ عوام یہ نہ گمان کریں کہ ہم بچے رہیں گے "اَضَلُّوْا" سے صاف ظاہر ہے کہ جاہل کے فتوے پر عمل کرنے والا گم راہ ہے۔ پھر دوسری حدیث میں نہایت واضح طریقے پر فرمایا: "مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ"[2] کسی بے علم سے فتویٰ پوچھا گیا تو گناہ اس پر ہے جس نے اس سے فتویٰ پوچھا[3]

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ (ص ۷۹۲)

جس نے اپنی عورت سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے

ت ٦٥٦- وَقَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهٗ.

یعنی اگر اس کی نیت طلاق کی ہے تو طلاق ہے ورنہ یمین۔

[یہ ملحق بالصریح ہے]

اور یہی قول امام نخعی' امام شافعی اور امام اسحاق کا ہے اور اسی کے مثل حضرت ابن مسعود' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اور طاؤس سے بھی مروی ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس سے تین طلاقیں پڑ جائیں گی عورت مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا' لیکن اگر اس سے تین سے کم کی نیت کی اور عورت غیر مدخول بہا ہے تو جتنی نیت کی اُتنی پڑیں گی اور احناف کے یہاں متون میں یہ مذکور ہے کہ یہ طلاق کنائی کا لفظ ہے۔ اگر بہ نیت طلاق کہا تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی' اگر تین کی نیت ہے تو تین اور اگر دو کی نیت ہے تو ایک ہی پڑے گی جیسا کہ ہدایہ میں ہے[4] لیکن درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ یہ ملحق بالصریح ہے' بلا نیت بھی اس سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی[5] وجہ یہ تحریر فرمائی کہ اب عرف میں یہ لفظ طلاق صریح کے معنی میں مستعمل ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے "فتاویٰ رضویہ"[6] میں بھی یہی فتویٰ دیا۔ نیز حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے بہار شریعت حصہ ہشتم ص: ۱۳ میں اسی کو اختیار فرمایا۔

امام حسن کی تعلیق کو امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اور بیہقی نے سند متصل کے ساتھ نقل کیا۔ علامہ عینی نے تحریر فرمایا کہ اس قول میں چودہ مذہب ہیں جیسا کہ توضیح میں ہے۔ قرطبی نے اٹھارہ مذہب ذکر کیے' کچھ لوگوں نے اس سے زیادہ بتایا۔ ابن بطال نے

---

[1] مشکوٰۃ۔ کتاب العلم۔ ص ۳۳ [2] مشکوٰۃ۔ کتاب العلم۔ ص ۳۵

[3] حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جو شخص علماء کو چھوڑ کر جاہلوں سے مسئلہ پوچھے اور وہ غلط بتائیں تو پوچھنے والا بھی گناہ گار ہوگا' یہ عالم کو چھوڑ کر اس کے پاس کیوں گیا؟ نہ یہ پوچھتا نہ وہ غلط بتاتا' اس صورت میں "اُفْتِيَ" بہ معنی "اُسْتُفْتِيَ" ہے۔ دوسرے یہ کہ جس شخص کو غلط فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے' اس صورت میں پہلا "اُفْتِيَ" مجہول ہے خلاصہ یہ ہے کہ بے علم کو مسئلہ شرعی بیان کرنا سخت جرم ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح' کتاب العلم' ج ۱ ص ۲۱۲' مطبوعہ نعیمی کتب خانہ' گجرات' پاکستان)

[4] ہدایہ۔ ج ۲ ص ۳۵۴ [5] باب: الصریح ص ۲۵۲' وکنایات۔ ص ۲۹۸ مطبوعہ دار الفکر' بیروت

[6] فتاویٰ رضویہ۔ ج ۵ ص ۵۰۸۔ مطبوعہ سنی دار الاشاعت' مبارک پور

Marfat.com

ان میں سے آٹھ مذاہب کو ذکر کیا۔

وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ، فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ، وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ، لِاَنَّهُ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ، وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ. وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

اور اہل علم نے کہا: جب تین طلاقیں دے تو اس پر اس کی عورت حرام ہوگئی تو انہوں نے اسے طلاق یا فراق کی وجہ سے حرام کہا اور یہ ایسا نہیں جیسے کوئی کھانا حرام کرے اس لیے کہ یہاں حلال کھانے کو حرام نہیں کہا جاتا اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین طلاقوں کے بارے میں فرمایا کہ اب اسے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔

توضیح

امام بخاری نے باب کا عنوان یہ باندھا تھا ''جس نے اپنی عورت سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے'' اور اس کا جواب نہیں ذکر فرمایا۔ اب اپنے اس قول سے جواب کی طرف اشارہ فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ عورت شوہر پر حرام ہوگئی۔ اس قول کا ماحصل یہ ہے کہ طلاق کی وجہ سے عورت کا طلاق دینے والے پر حرام ہونا ایک الگ بات ہے اور اگر کسی نے یہ کہا کہ یہ کھانا مجھ پر حرام ہے تو یہ ایک دوسری بات ہے' اس لیے کہ طلاق کی وجہ سے جو عورت نکاح سے باہر ہو جائے اس کو تو علماء کہتے ہیں کہ حرام ہے لیکن قول مذکور کی وجہ سے کھانے کو حرام نہیں کہتے اور مطلقہ کو حرام کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دے دی گئیں وہ طلاق دینے والے کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔ ''حلال نہیں'' کی دوسری تعبیر ہے' حرام۔

اقول وهو المستعان: لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس سے فائدہ کیا حاصل ہوا بلکہ بہ نظر دقیق کوئی فرق نہیں۔ جس کھانے کے نہ کھانے کی قسم کھائی ہے اس کھانے کو بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ قسم کھانے والے کو اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ یہ حرمت عارضی اور قسم کھانے کی وجہ سے ہے' مگر حرام کا اطلاق تو صحیح ہے۔ میرے خیال میں امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ جب عورت کو کہا: تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے طلاق بائن پڑ جائے گی' اس میں قسم کا احتمال نہیں کہ اگر اس کی نیت قسم کی ہے تو قسم ہے بہ خلاف اس کے کہ جب کسی کھانے کے لیے کہے کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ یمین ہے' اگر کھائے گا تو قسم توڑنے کا اس پر وبال ہوگا مگر کھانا کھانے کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے مال حرام کھایا بہ خلاف عورت کے کہ اگر اسے ہاتھ لگائے تو اس کا یہ فعل حرام ہوگا۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں پڑ جائیں گی اگرچہ اس کی نیت ایک طلاق کی ہو۔ بہرحال ان کی مراد مخفی ہے بات صاف نہیں ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ت٦٥٧ - وَقَالَ اللَّيْثُ، عَنْ نَّافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا، قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ، فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ بِهٰذَا، فَاِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب تین طلاقیں دینے والے کے بارے میں سوال ہوتا تو فرماتے: کاش کہ ایک یا دو طلاق دیتا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا پس اگر اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دے تو وہ اس پر حرام ہوگئی یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔

اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم[1] میں روایت کیا ہے' قصہ یہ ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی ایک بیوی کو حالت

[1] مسلم۔ ج ۱ ص ۴۷۶

Marfat.com

حیض میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت عرض کی تو آپ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ رجعت کرلے اور اس کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ یہ حیض ختم ہو جائے اور طہر کے ایام بھی گزر جائیں' پھر دوسرا حیض آئے اور وہ بھی گزر جائے' پھر اگر وہ چاہے تو اسے طلاق دے دے بشرطیکہ اس طہر میں جماع نہ کیا ہو۔

اَمَرَنِیْ بِهٰذَا

اس سے بہ ظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک یا دو طلاق کا حکم دیا تھا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ رجعت کا حکم دیا تھا اور "بِهٰذَا" سے رجعت ہی مراد ہے یعنی مجھے ایک طلاق کے بعد رجعت کا حکم دیا تھا اور اسی کے حکم میں دو طلاقیں بھی ہے اور اگر تین طلاقیں دے دیں تو رجعت کا حکم نہ رہا بلکہ اب بے حلالہ اس سے نکاح بھی جائز نہیں۔

بَابٌ ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ (التحریم:۱) (ص ۷۹۲)

اللہ نے آپ کے لیے جو حلال فرمایا ہے اسے کیوں حرام فرماتے ہو؟

۲۴۱۹ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ وَكَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَيَدْنُوْا مِنْ اِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَاِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُوْلِيْ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ ؟ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِيْ اَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ. قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اُبَادِيَهٗ بِمَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ فَرَقًا مِّنْكَ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ. فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى حَفْصَةَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد یا میٹھے کو پسند فرماتے تھے اور جب عصر سے فارغ ہو جاتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی کے قریب ہوتے۔ ایک دن حفصہ بنت عمر کے پاس تشریف لے گئے' جتنی دیر ٹھہرنے کی عادت تھی وہاں اس سے کچھ زیادہ ٹھہرے' اس پر مجھے غیرت آئی تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ ان کی قوم کی کسی عورت نے ان کے پاس ایک کُپّا شہد ہدیہ بھیجا ہے' انہوں نے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پلایا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا: بخدا! اس کے سدباب کے لیے ہم ضرور کوئی حیلہ کریں گی۔ یہ سوچ کر میں نے سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ حضور تیرے قریب ہوں گے۔ جب حضور تجھ سے قریب ہوں تو کہنا: حضور نے مغافیر کھایا ہے؟ تو تجھ سے فرمائیں گے: نہیں! تم کہنا: آپ کے دہن پاک سے یہ کیسی بو محسوس کر رہی ہوں' اس پر فرمائیں گے: مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے تو تم عرض کرنا: اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہے اور میں بھی یہی کہوں گی' تم بھی اے صفیہ! یہی کہنا۔ حضرت سودہ کہتی ہیں: واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا کر دروازے پر ہی کھڑے ہوئے تھے کہ تیرے ڈر سے اس بات کے کہنے کا ارادہ کرلیا جو تو نے مجھ سے کہا تھا۔ پس جب آپ حضرت سودہ کے قریب ہوئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: یہ کیسی بو ہے کہ جو حضور کے

Marfat.com

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ؟ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ . قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِيْ.

دہن پاک سے آ رہی ہے' فرمایا: حفصہ نے مجھے شہد پلایا ہے تو حضرت سودہ نے کہا: اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہے۔ پھر جب حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی وہی بات کہی' پھر جب حضرت صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو صفیہ نے بھی وہی بات کہی۔ اس کے بعد جب آپ حضرت حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کو شہد میں سے کچھ نہ پلاؤں؟ فرمایا: اس کی مجھے حاجت نہیں' اس پر حضرت سودہ کہتی تھیں: بخدا! حضور پر ہم نے شہد کو حرام کر دیا' میں نے حضرت سودہ سے کہا: چپ رہ۔

اکثر روایتوں میں یہی ہے کہ عصر کے بعد یہ دورہ فرماتے لیکن کچھ روایتوں میں یہ آیا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد تشریف لے جاتے جیسا کہ عبد بن حمید نے اور ابن مردویہ نے اپنی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ عصر کے بعد تشریف لے جایا کرتے تھے اور فجر کے بعد والی روایت شاذ ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فجر کے بعد سب ازواج کے پاس تشریف لے جاتے' صرف سلام اور دعاء پر اکتفا کرتے اور عصر کے بعد کچھ دیر بیٹھتے باتیں کرتے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کبھی فجر کے بعد تشریف لے جاتے اور کبھی عصر کے بعد۔ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت حفصہ کے وہاں شہد پیا تھا اور پہلے ایک روایت میں گزرا ہے کہ حضرت زینب کے گھر پیا تھا۔ ابن مردویہ نے بہ طریق ابن ملیکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت سودہ کے یہاں شہد پیا تھا' لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کے یہاں پیا تھا۔

مغافیر

ایک قسم کی گوند ہوتی ہے جس میں تیز ناگوار بو ہوتی ہے۔

عرفط

ایک خاردار درخت ہے' اس میں بھی ناگوار بو ہوتی ہے۔ شہد کی مکھیاں جن پھولوں سے رس چوستی ہیں اگر پھولوں کی بو تیز ہوتی ہے تو شہد میں محسوس ہوتی ہے' یوں ہی کچھ کچھ مزا بھی محسوس ہوتا ہے۔ میں نے خود بعض دفعہ شہد میں گلاب کی خوشبو محسوس کی ہے۔

بہ ظاہر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حرکت اچھی نہیں لیکن محبوب و محبّ کے ناز و ادا ہمارے اور آپ کی پسند سے بالاتر ہوتے ہیں۔ غیرت ایک خطرناک چیز ہے۔ ایک فارسی شاعر نے کہا ہے:

با سایہ ترا نمی پسندم عشق است و ہزار بدگمانی

غالب نے اسی غیرت کو اس طرح بیان کیا کہ کفر ہو گیا۔ کہتا ہے:

غضب یہ ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر غالب وہ دشمن جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غیرت کے جوش میں جو کچھ کر گئیں اس کی حیثیت محبوبانہ ناز و ادا سے زیادہ نہیں۔ آیۂ کریمہ "لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ" (التحریم:۱) سے کچھ لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا

Marfat.com

اختیار نہیں تھا' ورنہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ فرماتا۔ یہ نہ فرماتا کہ اللہ نے جو چیز آپ کے لیے حلال کی ہے اسے کیوں حرام کرتے ہو؟

اقول وھو المستعان: اسے مواخذہ سمجھنا ہی غلط فہمی ہے۔ آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ یہاں عتاب نہیں' نہ مواخذہ ہے بلکہ پیار بھرے لہجے میں فرمایا گیا کہ جو چیز تمہیں پسند ہے وہ اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لیے کیوں اپنے اوپر حرام فرمائی' اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جب کوئی خادم اپنی طاقت سے زیادہ کوئی کام کرے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اتنا کام کیوں کیا۔ ایک دو نہیں متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی حرام چیزوں کو حلال فرما دیا' مثلاً حضرت سراقہ کو کسریٰ کا سونے کا کنگن اور حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دے دی۔ اس کے تفصیلی دلائل دیکھنا ہوں تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ "منبہ اللبیب بان التشریع بید الحبیب" کا مطالعہ کریں یا اس خادم کے مقالات میں یہ عنوان پڑھ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قانون ساز بھی ہیں۔

بَابٌ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

نکاح سے قبل طلاق نہیں

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ (الاحزاب:٤٩). (ص ٧٩٣)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو ان کے چھونے سے پہلے طلاق دو تو ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو' انہیں کچھ سامان دو اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو○

توضیح

حضرت امام بخاری نے باب باندھ کر اس کا حکم تحریر نہیں فرمایا' لیکن سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہی افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ قبل نکاح طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ ایک طرح صحیح بھی ہے مثلاً کسی اجنبیہ عورت سے کہا: اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ کو طلاق' پھر اس سے نکاح کر لیا' نکاح کے بعد یہ عورت اس کے گھر گئی تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی' مگر یہ صورت متنازع فیہ نہیں' سب کا اتفاق ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ متنازع فیہ صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی اجنبیہ عورت سے کہا: اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق' ہمارے یہاں نکاح کرتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ کچھ ائمہ فرماتے ہیں کہ واقع نہ ہوگی کیونکہ نکاح سے پہلے طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ بلا نکاح طلاق نہیں اس لیے کہ طلاق نکاح کی قید اُٹھانے کا نام ہے لیکن جب طلاق نکاح پر معلق ہے' نکاح شرط ہے اور طلاق جزاء اور جزاء کا وجود شرط کے بعد ہی ہوتا ہے تو یہ طلاق قبل نکاح نہ ہوئی۔

ت٦٥٨ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ نے نکاح کو طلاق کے بعد کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اس آیت میں طلاق کو نکاح کے بعد کیا' فرمایا: جب تم نکاح کرو پھر طلاق دو' اس سے ظاہر ہے کہ قبل نکاح طلاق دینا لغو ہے لیکن آیۂ کریمہ یا اس تعلیق کو مسئلہ تعلیق سے کوئی لگاؤ نہیں جیسا کہ ہم بتا آئے۔

ت٦٥٩ - وَيُرْوٰى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ

حضرت علی اور سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابان بن عثمان اور علی

Marfat.com

الرَّحْمٰنِ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، وَاَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَشُرَيْحٍ، وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوُسٍ، وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ، وَعَطَاءٍ، وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، وَالشَّعْبِيِّ اَنَّهَا لَا تُطْلَقُ.

بن حسین اور شریح اور سعید بن جبیر اور قاسم اور سالم اور طاؤس اور حسن اور عکرمہ اور عطاء اور عامر بن سعد اور جابر بن زید اور نافع بن جبیر اور محمد بن کعب اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور قاسم بن عبدالرحمٰن اور عمرو بن ہرم اور شعبی سے اس بارے میں روایت کی گئی ہے کہ اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

ان سب تعلیقات کا حاصل یہی ہے کہ اگر کسی نے قبل نکاح یہ کہا کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق اور پھر نکاح کرلیا تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہی حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی مذہب ہے۔ اس بارے میں تین مرفوع حدیثیں بھی وارد ہیں لیکن ان تینوں حدیثوں میں سے ایک بھی لائق احتجاج نہیں۔ ان میں بعض کے راوی وضاع اور بعض کے کذاب تک ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری میں علامہ عینی نے بہت فاضلانہ بحث فرمائی ہے۔ رہ گئیں تعلیقات تو خود حضرت امام بخاری نے ان کو "یروی" سے ذکر فرمایا جو صیغۂ تمریض ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ سب تعلیقیں ضعیف ہیں، ان سب کے ضعف کو علامہ عینی نے شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْاِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرِهِمَا، وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ

گھر میں بند کرنے اور جبر کی حالت میں طلاق کا بیان اور نشے والے اور پاگل کی طلاق کا حکم اور ان دونوں کا حکم ایک ہے یا نہیں؟ اور طلاق اور شرک وغیرہ میں بھول چوک کا بیان

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى. وَتَلَا الشَّعْبِيُّ ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ (البقرہ:٢٨٦)، وَمَا لَا يَجُوْزُ مِنْ اِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ. (ص ٧٩٣)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے: اعمال نیت ہی پر ہیں اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی، اور امام شعبی نے اس پر یہ تلاوت کی: اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ فرمانا اور وسوسہ زدہ کا اقرار معتبر نہیں۔

توضیح

باب کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی کو گھر میں بند کر کے یا ڈرا دھمکا کر طلاق لی گئی یا کسی نے نشے کی حالت میں طلاق دی یا جنون کی حالت میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور طلاق کے معاملے میں نشہ اور جنون میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ یا چوک کر طلاق دی مثلاً کہنا کچھ اور چاہتا تھا اور زبان سے طلاق نکل گئی یا بھول کر طلاق دی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اسی طرح کوئی وسوسے کا بیمار ہے اور اس حال میں کچھ اقرار کرلیا تو یہ اقرار معتبر ہے یا نہیں؟ حضرت امام بخاری نے اپنا کوئی فیصلہ تحریر نہیں فرمایا، لیکن جو دلائل ذکر کیے اس سے ظاہر ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ان صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی اور وسوسہ زدہ کا اقرار معتبر نہیں، اپنی تائید میں امام بخاری نے مندرجہ ذیل باتیں ذکر کی ہیں:

Marfat.com

(۱) مشہور حدیث ''الاعمال بالنّیه'' کہ اعمال نیت پر ہی ہیں۔ امام بخاری ''بالنّیّة'' کا متعلق صحت کو مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک صحت کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کی صحت نیت پر ہے۔

جلد اول میں ہم اس حدیث کے تحت ثابت کر آئے کہ صحت مقدر ماننا صحیح نہیں' بلکہ یہاں مقدر ثواب ہے اس لیے اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔

(۲) عامر بن شرحبیل شعبی سے مخطی اور ناسی کی طلاق کے بارے میں سوال ہوا' یعنی چوکنے والے اور بھولنے والے کی طلاق کے بارے میں تو انہوں نے یہ آیۃ کریمہ تلاوت کی: اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ فرمانا۔

لیکن ہر عاقل پر روشن ہے کہ کسی چیز پر مواخذہ نہ ہونا اور بات ہے اور دنیوی حکم شرع کا مرتب ہونا اور بات ہے' مثلاً کسی نے شکار پر گولی چلائی گولی بجائے شکار کے انسان کو لگ گئی اور انسان مر گیا۔ اس صورت میں گولی چلانے والا گناہ گار نہیں مگر دیت واجب ہے۔

(۳) حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا تو حضور نے ان سے فرمایا: کیا تجھے جنون ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ مجنون کا اقرار معتبر نہیں۔

مجنون کے سلسلے میں ہمارا بھی یہی مذہب ہے کہ نہ اس کی طلاق واقع ہے نہ اس کا اقرار معتبر۔

(۴) اسد اللہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں کی کوکھ پھاڑ ڈالی' اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نشے میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو حضرت حمزہ کو سزا دی اور نہ ان پر کوئی تاوان واجب کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نشے کی حالت میں جرم' جرم نہیں۔ اسی طرح نشے والے کی طلاق' طلاق نہیں' لیکن علماء احناف فرماتے ہیں کہ نشے والے کی طلاق واقع ہے جس پر انتہائی محققانہ بحث علامہ بدر الدین محمود عینی نے عمدۃ القاری اور امام کمال الدین بن ہمام نے فتح القدیر میں فرمائی ہے۔ ہمیں اختصار ملحوظ ہے اس لیے اسے نہیں لکھتے۔

رہ گیا حضرت حمزہ کو کوئی سزا نہ دینا اور ان پر کوئی تاوان واجب نہ کرنا' غالباً اس بناء پر ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے۔ اس وقت تک ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں تعزیری حکم مشروع نہ ہوا ہو' یا ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درگزر فرمایا ہو۔

ت ٦٦٠ - وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ.

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سکران اور مجنون کے لیے طلاق نہیں۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ سابقاً گزر چکا ہے کہ ہمارے یہاں مجنون اور سکران میں فرق ہے۔ مجنون کی طلاق واقع نہیں اور نشے والے کی واقع ہے۔

ت ٦٦١ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نشے والے اور مکرہ کی طلاق نافذ نہیں۔

اس تعلیق کو بھی امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: سکران اور مستکرہ کے لیے طلاق نہیں' اس کے معنی مقہور و مغلوب کے ہیں۔ ہمارے یہاں اگرچہ اکراہ حد شرعی تک پہنچا ہوا ہو' اس حالت میں کوئی طلاق دے تو بھی واقع ہو جائے گی اور یہی مذہب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جیسا کہ مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا تو اس نے طلاق دے دی' معاملہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش ہوا' انہوں نے اس طلاق کو نافذ فرما دیا

Marfat.com

اور یہی مذہب حضرت ابراہیم نخعی اور ابوقلابہ اور حضرت سعید بن مسیّب اور قاضی شریح اور امام زہری اور قتادہ اور سعید بن جبیر کا بھی ہے۔

ت٦٦٢ - وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ.

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ موسوس کی طلاق درست نہیں۔

صحیح ہے اس لیے کہ وسوسہ کہتے ہیں ان خیالات کو جو آدمی کے دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اور اس سے طلاق واقع ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب آدمی اپنی زبان سے اتنی آواز میں طلاق دے کہ خود سن سکے، محض سوچنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

ت٦٦٣ - وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا بَدَاَ بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ.

اور امام عطاء نے کہا: جب طلاق دے تو اس کے لیے اس کی شرط ہے۔

توضیح.....(طلاق پہلے بولا اور شرط بعد میں، تو کیا حکم ہے؟)

یعنی طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دے خواہ شرط کو مقدم کرے یا مؤخر، مثلاً یوں کہے: اگر تو باہر نکلی تو تجھے طلاق، یا تجھے طلاق ہے اگر تو گھر سے باہر نکلی۔ دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں۔

ت٦٦٤ - وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ اِنْ خَرَجَتْ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بَتَّتْ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

اور نافع نے کہا: ایک شخص نے اپنی عورت کو قطعی طلاق دی اس شرط پر کہ اگر وہ باہر نکلی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر وہ عورت باہر نکلی تو قطعی طلاق پڑ گئی اور اگر نہیں نکلی تو کچھ نہیں۔

ت٦٦٥ - وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَاَتِيْ طَالِقٌ ثَلَاثًا، يُسْئَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِيْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِيْنِ؟ فَاِنْ سَمّٰى اَجَلًا اَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِيْنَ حَلَفَ، جُعِلَ ذٰلِكَ فِيْ دِيْنِهِ وَاَمَانَتِهِ.

اور امام زہری نے کہا: اگر کسی نے یہ کہا: اگر میں ایسا ایسا نہ کروں تو میری بیوی کو تین طلاق، اس نے جو کہا ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے کہ یہ قسم کھاتے وقت اس کے دل میں کیا تھا؟ اب اگر وہ کسی مقررہ مدت کو بتائے جس کا اس نے دل میں پختہ ارادہ کیا تھا قسم کھاتے وقت تو دیانۃً اسے مان لیا جائے گا۔

توضیح

احناف کے نزدیک اگر کوئی قرینہ یمین فور کا ہو یعنی اس بات پر کہ اس کی مراد یہ ہے کہ ابھی اگر نہ کر دوں تو مجلس بدلتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور اگر یمین فور پر کوئی قرینہ نہ ہو تو یہ تابید پر محمول ہوگا۔ اب اگر زندگی بھر اس نے یہ کام نہیں کیا تو مرنے کے بعد اس کی زوجہ پر طلاق پڑ جائے گی۔

ت٦٦٦ - وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ، نِيَّتُهُ.

اور حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا: اگر یہ کہا: مجھے تیری حاجت نہیں تو اس کی نیت پر موقوف ہے۔

توضیح

یعنی اگر اس نے یہ جملہ بہ نیت طلاق کہا ہے تو طلاق پڑ گئی ورنہ نہیں۔

ت٦٦٧ - وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ.

ہر قوم کی طلاق اُن کی زبان میں ہے۔

Marfat.com

توضیح

یعنی طلاق واقع ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ لفظ طلاق ہی استعمال کرے بلکہ ہر شخص کی زبان یعنی لغت میں ایسا لفظ جوان کے عرف میں طلاق کے لیے مستعمل ہو جب وہ لفظ عورت کی طرف اضافت کر کے بولا جائے تو وہ طلاق کا لفظ ہے۔ اس کے بولنے سے اس کی زوجہ پر طلاق پڑ جائے گی خواہ اس کی نیت طلاق کی ہو یا نہ ہو' جیسے فارسی میں ''ہشتم ترا از زنی'' یا ''بہشتم ترا از زنی'' بلکہ اگر ''از زنی'' نہ کہا تو بھی صرف ''ہشتم ترا'' اور ''بہشتم ترا''[1] اور اردو میں ''میں نے تجھ کو چھوڑا'' بلکہ بہت سی اقوام کے عرف میں ''فارغ خطی'' دی بھی طلاق صریح ہے۔

ت ٦٦٨- وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا' يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً' فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ.

اور قتادہ نے کہا: جب کسی نے اپنی عورت سے کہا: جب تجھے حمل ٹھہر جائے تو تجھے تین طلاق' ہر طہر میں اس سے ایک مرتبہ ہم بستری کرے' پس اگر حمل ظاہر ہو جائے تو یہ عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔

حضرت قتادہ کا یہ ارشاد بر بنائے احتیاط ہے اس لیے کہ اس کا احتمال ہے کہ ایک بار جماع سے استقرار حمل ہو گیا ہو اور اس کا علم حیض کے رکنے سے ہی ہوگا' اس لیے ایک طہر میں دو بار ہم بستری نہ کرے' جب حیض آ جائے تو اس سے ثابت ہوگا کہ استقرار حمل نہیں ہوا' اس لیے اس کے بعد والے طہر میں ہم بستری بلاشبہہ جائز ہے' لیکن ابن سیرین نے فرمایا کہ جب تک حمل ظاہر نہ ہو طہر میں جتنی بار چاہے جماع کرے اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

ت ٦٦٩- وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ لِلْحَقِي بِأَهْلِكِ' لَيْتُهُ.

اور امام حسن بصری نے فرمایا: جب اپنی عورت سے یہ کہے: اپنے اہل کے ساتھ مل جا تو دار و مدار اس کی نیت پر ہے۔

توضیح

یعنی اگر اس نے یہ قول طلاق کی نیت سے کہا ہے تو طلاق پڑ گئی اور اگر بغیر طلاق کی نیت کے کہا ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

ت ٦٧٠- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ' وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: طلاق ضرورت سے ہے اور عتاق سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔

یعنی طلاق ضرورت کے وقت دینی چاہیے مثلاً عورت بدکردار ہے یا ناشزہ ہے۔ رہ گیا عتاق یعنی لونڈی اور غلام آزاد کرنا یہ اللہ عزوجل کی رضا ہی کے لیے ہوتا ہے' اس میں آزاد کرنے والے کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔

ت ٦٧١- وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِي' لَيْتُهُ' وَإِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى.

اور امام زہری نے فرمایا: اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: تو میری بیوی نہیں تو اعتبار اس کی نیت کا ہے۔ اگر طلاق کی نیت کی تو وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

یعنی یہ کہنا کہ تو میری بیوی نہیں' طلاق کنائی کا جملہ ہے' بغیر نیت اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلاق صریح کا جملہ ہو لیکن چونکہ زوجیت کا ختم ہونا طلاق ہی پر موقوف نہیں' طلاق کے علاوہ اور بھی صورتیں ہیں جن سے زوجیت ختم ہو جاتی ہے مثلاً شوہر کا مرتد ہونا اور ظاہر الروایہ کے مطابق عورت کا مرتد ہونا یا شوہر کا عورت کی بیٹی یا ماں سے ہم بستری کر لینا یا عورت

[1] فتاویٰ عالمگیری۔ الفصل الرابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیۃ۔ ج ۱ ص ۳۷۹۔ مطبوعہ پاکستان

Marfat.com

کے ساتھ شوہر کے باپ یا بیٹے کا ہم بستری کر لینا' تو جب زوجیت کا ختم ہونا طلاق ہی پر موقوف نہیں' طلاق کے علاوہ اور صورتیں بھی ہیں جن سے زوجیت ختم ہو جاتی ہے تو یہ صیغہ طلاق صریح کا نہ ہوا' کنایہ کا ہوا۔

ت ٦٧٢ - وَقَالَ عَلِيٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ' وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ' وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

اور حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ تین شخصوں سے قلم اُٹھالیا گیا' پاگل سے یہاں تک کہ اس کی عقل درست ہو جائے اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے۔

ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ کی خدمت میں ایک عورت لائی گئی جس نے بدکاری کی تھی۔ حضرت عمر نے اس کے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گزر ہوا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ کو کی گئی۔ فرمایا: علی کو بلاؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اور فرمایا: اے امیر المومنین! آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین سے قلم اُٹھالیا گیا ہے۔ بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے اور معتوہ (بوہرے سے) یہاں تک کہ وہ شفایاب ہو جائے اور یہ بنی فلاں کی معتوہ ہے' ہوسکتا ہے جو اس کے پاس آیا وہ اس وقت آیا ہو کہ یہ جنون کی حالت میں رہی ہو۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں بھی نہیں جانتا' مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کب یہ حرکت کی گئی اور یہی حضرت علی کے فرمانے کا مطلب ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اب اس میں شبہہ پیدا ہو گیا کہ اس کے ساتھ زنا افاقے کی حالت میں ہوا یا جنون کی حالت میں اور شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الحدود۔ باب: فی المجنون یسرق او یصیب حدا ص ۲۴۸)

ت ٦٧٣ - وَقَالَ عَلِيٌّ وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ' اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ.

ہر طلاق نافذ ہے سوائے معتوہ کی طلاق کے۔

معتوہ حقیقت میں مجنون ہی کی ایک قسم ہے جس کے جنون میں شدت کم ہوتی ہے مگر اچھے برے' نفع نقصان کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔

٢٤٢٠ - ح: [اِقْرَارُ الْمَجْنُوْنِ لَيْسَ بِمُعْتَبَرٍ]

پاگل کا اقرار معتبر نہیں

٢٤٢٠ - عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنٰى' فَاَعْرَضَ عَنْهُ' فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ' فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ' فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ؟ هَلْ اُحْصِنْتَ؟ قَالَ نَعَمْ' فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى' فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ اسلم کے ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور مسجد میں جلوہ فرما تھے اور انہوں نے کہا کہ اس نے زنا کیا ہے۔ حضور نے اپنا رخ انور پھیر لیا تو وہ اس طرف جا کر کھڑے ہو گئے جدھر حضور نے رخ انور پھیرا تھا اور انہوں نے چار بار اقرار کیا۔ اب حضور نے انہیں بلایا اور پوچھا: کیا تجھے جنون ہے؟ کیا تو محصن ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! اب حضور نے ان کے بارے میں حکم دیا کہ اسے عیدگاہ میں لے جا کر سنگسار کیا جائے۔ جب ان پر پتھر پڑنے لگے تو وہ بھاگے یہاں تک کہ حرہ میں پکڑے گئے اور مار ڈالے گئے۔

Marfat.com

(اس باب میں ایک حدیث کے بعد' کتاب الحدود۔باب: رجم المحصن ص۱۰۰۶' باب:لایرجم المجنون والمجنونة ص۱۰۰۶' باب: الرجم بالمصلّٰی ص۱۰۰۷' باب: ما یقول الامام للمقر لعلك لمست ص۱۰۰۸' کتاب الاحکام۔باب: من حکم فی المسجد ص۱۰۶۲' مسلم' ابوداؤد' ترمذی۔کتاب الحدود' نسائی۔کتاب الجنائز)

٢٤٢١- اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ مِّنْ اَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ' فَنَادَاهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰی یَعْنِیْ نَفْسَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ' فَتَنَحّٰی لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِیْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ' فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰی' فَاَعْرَضَ عَنْهُ' فَتَنَحّٰی لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِیْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ' فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ' فَاَعْرَضَ عَنْهُ' فَتَنَحّٰی لَهُ الرَّابِعَةَ' فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ لَا' فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ. وَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قبیلۂ اسلم کے ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔اس نے حضور کو پکارا اور کہا: یارسول اللہ! کم ترین نے زنا کرلیا ہے۔وہ اپنے آپ کو مراد لے رہے تھے تو حضور نے رخ انور پھیر لیا۔اب وہ اس طرف گئے جدھر حضور نے رخ انور پھیرا تھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کم ترین نے زنا کرلیا ہے۔اب پھر حضور نے رخ انور پھیر لیا ہے تو یہ اس طرف گئے جدھر حضور نے رخ انور پھیرا تھا اور حضور سے وہی عرض کیا' حضور نے پھر رخ انور پھیر لیا۔وہ اس طرف گئے چوتھی بار' جب انہوں نے چار بار اقرار کرلیا تو حضور نے انہیں بلایا اور دریافت فرمایا: کیا تجھے جنون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! اب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے لے جاؤ اور سنگ سار کرو اور وہ محصن تھے۔

(بخاری۔کتاب المحاربین۔باب:لا یرجم المجنون والمجنونة ص۱۰۰۶' باب: هل یقول الامام للمقر لعلك لمست ص۱۰۰۸' کتاب الاحکام۔باب:من حکم فی المسجد' مسلم۔کتاب الحدود' نسائی۔کتاب الرجم)

یہ صاحب حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت نعیم بن ہزال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ماعز بن مالک اسلمی میرے باپ کی پرورش میں تھے۔انہوں نے قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کیا تو ان سے میرے والد نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور جو تم نے کیا ہے بتاؤ۔حضور تمہارے لیے استغفار کریں گے۔ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی نجات کا کوئی راستہ نکل آئے۔وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے الیٰ آخرہ۔''اٰخِرَ'' یعنی جو سعادت سے پیچھے رہ گیا' مراد ذلیل اور کمینہ ہے۔''مُحْصَنٌ'' سے یہاں مراد وہ شخص ہے جو آزاد' عاقل' بالغ ہو اور اس نے نکاح صحیح کے ساتھ کسی عورت سے وطی کی ہو۔

حضرت ماعز اسلمی کے رجم کی تفصیل جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی گئی تو حضور نے ازراہ شفقت فرمایا: تم نے اسے کیوں نہیں چھوڑ دیا شاید وہ توبہ کرتا تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا۔مسند امام احمد میں زائد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ہزال سے فرمایا: اے ہزال! اگر تو اس پر پردہ ڈال دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔

بَابُ الْخُلْعِ وَكَیْفَ الطَّلَاقُ فِیْهِ

خلع کا بیان اور خلع میں کیسی طلاق ہوگی؟

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے جو عورتوں کو دیا تھا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو

Marfat.com

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (البقرہ:۲۲۹). (ص ۷۹۴)

اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے' پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر ٹھیک نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت کچھ بدلہ دے کر چھٹی لے' یہ اللہ کی حدیں ہیں' ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے وہی ظالم ہے○

توضیح.....(خلع کی تعریف اور شرط)

کبھی کسی سبب سے اور کبھی بلاسبب بھی میاں بیوی میں محبت پیدا نہیں ہو پاتی بلکہ شدید نفرت رہتی ہے۔ ہزار افہام و تفہیم کے باوجود موانست نہیں ہو پاتی۔ ایسی صورت میں ضروری ہوتا ہے کہ میاں بی بی میں جدائی کر دی جائے۔ اسی حکمت کے پیش نظر طلاق مشروع ہوئی ہے' لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صرف بیوی کو شوہر سے نفرت ہوتی ہے' اس کے لیے خلع مشروع ہوا۔ اصطلاحِ فقہ میں خلع اسے کہتے ہیں کہ نکاح کے رشتے کو مال کے عوض لفظ خلع یا اس کے ہم معنی کسی لفظ سے ختم کر دینا۔ خلع صحیح ہونے کے لیے عورت کا قبول کرنا شرط ہے۔ طلاق کی طرح خلع بھی شرعاً ناپسندید چیز ہے کہ یہ بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق'' اللہ تعالیٰ کو حلال چیزوں میں سب سے ناپسند طلاق ہے۔ (مشکوۃ۔ص ۲۸۳)

امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ'' جس عورت نے بغیر ضرورت اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے[1] اور خاص خلع کے بارے میں فرمایا: ''اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هن المنافقات''[2] شوہروں سے چھٹکارا حاصل کرنے والیاں' خلع کرنے والیاں منافقہ ہیں۔ اس کے باوجود عند الضرورۃ مباح' بعض صورتوں میں مستحب اور بعض صورتوں میں واجب ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ خلع جائز ہے یا نہیں؟ بکر بن عبداللہ مزنی تابعی اسے جائز نہیں جانتے تھے۔ امام ابن سیرین اس کو اسی وقت جائز کہتے تھے جب عورت بدکرداری کی مرتکب ہو' لیکن جمہور کا قول وہ ہے جو اوپر گزرا۔ اسی لیے امام بخاری نے خلع کا باب باندھا' خلع سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ خلع طلاق ہے یا فسق؟ اس بارے میں بھی علماء کے مابین اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک خلع اور مال کے عوض دی ہوئی طلاق' طلاق بائن ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدیم فسخ ہے طلاق نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ طلاق رجعی ہے اور حضرت امام شافعی سے ایک قول یہی مروی ہے مگر حضرت امام شافعی کا صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ طلاق بائن ہے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے جیسا کہ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی اپنی مصنف میں سعید بن مسیب سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع کو طلاق کہا۔ علاوہ ازیں دارقطنی' بیہقی' ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا' اگرچہ اس کے ایک راوی عباد بن کثیر ثقفی کے بارے میں کلام کیا گیا ہے' نیز دارقطنی نے حضرت ابن عباس ہی سے اس کے برخلاف روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ خلع فرقت ہے اور طلاق نہیں۔ ان روایات سے قطع نظر قیاس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ یہ طلاق بائن ہو جیسا کہ ہمارے علماء نے شروح میں ثابت فرمایا ہے۔

امام بخاری نے آیۃ مذکورہ یہ افادہ کرنے کے لیے ذکر فرمائی ہے کہ خلع جائز ہے۔ صاف تصریح ہے۔ ''لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا'' ان

[1] مشکوۃ۔ص ۲۸۳ [2] مشکوۃ۔ص ۲۸۴

Marfat.com

دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ اگر تفریق شوہر کی طرف سے ہو تو اسے بدل خلع لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو لینے میں کراہت بھی نہیں، البتہ مہر سے زائد لینا بہر حال مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری۔ ج ۲ ص ۱۶۹)

ت ٦٧٤ - وَاَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ. اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلع کو سلطان کے بغیر جائز جانا۔

توضیح

یعنی خلع صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ معاملہ بادشاہ یا قاضی کے یہاں پیش کیا جائے اور وہ اس کا فیصلہ کریں۔ زوجین باہمی بات چیت کر کے بھی خلع کر سکتے ہیں۔

ت ٦٧٥ - وَاَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَاْسِهَا. اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سر باندھنے کے دھاگے کے ماسوا پر خلع جائز رکھا۔

توضیح

یعنی عورت اپنے سر باندھنے کے دھاگے کو چھوڑ کر اپنا کل مال خلع کے عوض دے سکتی ہے۔

ت ٦٧٦ - وَقَالَ طَاوُسٌ ﴿اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ (البقرہ:۲۲۹) فِيْمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ فِى الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ لَا يَحِلُّ حَتّٰى تَقُوْلَ لَا اَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ. اور امام طاؤس نے فرمایا: حدودِ الٰہی قائم نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ زوجین میں سے ہر ایک کا دوسرے پر جو حق ثابت ہے معاشرے میں اسے ادا نہ کرے تو خلع جائز ہے اور بے وقوفوں کی بات نہیں کہی کہ خلع اس وقت حلال ہے جب وہ یہ کہے کہ میں تیرے لیے غسل جنابت نہیں کروں گی۔

٢٤٢٢ - ح: [قِصَّةُ امْرَاَةِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ]

ثابت بن قیس کی بیوی کا قصہ

٢٤٢٢ - عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِىْ خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ، وَلٰكِنِّىْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِى الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ثابت بن قیس عادت اور دین کے بارے میں معتوب نہیں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کا باغ اس کو لوٹا دو گی؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت سے فرمایا: اپنا باغ لے لے اور اسے ایک طلاق دے دے۔

یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ قبیلۂ خزرج کے فرد تھے۔ بہت عمدہ مقرر تھے۔ اسی لیے ان کا لقب خطیب انصار بلکہ خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ احد اور اس کے بعد کے تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ سیدنا صدیق اکبر کی خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت اُبی بن سلول تھا۔ یہ راس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی بہن تھیں جیسا کہ امام بخاری نے اس باب کے آخر میں تصریح کی ہے لیکن دوسری روایتوں میں ان کا نام مریم المغالیہ آیا ہے۔ بعض روایتوں میں زینب بھی آیا ہے، بعض روایتوں میں حبیبہ بنت سہل بھی آیا۔ بعض علماء نے یہ تطبیق دی کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے متعدد بار خلع کیا ہے۔

Marfat.com

قصہ یہ تھا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ رنگ وروپ کے اچھے نہ تھے۔ یہ اپنی بیوی کو اس قدر ناپسند تھے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آتا تو میں اس کے منہ پر تھوک دیتی۔ خلع کی اصل وجہ یہی تھی اور ان کی بیوی نے یہ جو عرض کیا کہ میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں اس میں کفر سے مراد شوہر کی ناشکری ہے۔

یہی حدیث خلع کی مشروعیت کی اصل ہے لیکن یہ حقیقت میں مال کے عوض طلاق دینا ہے۔

بَابُ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ

اختلاف کا بیان' اور کیا ضرورت کے وقت خلع کا اشارہ کرے؟

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا۝﴾ (النساء: ٣٥). (ص ٧٩٥)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اگر تم دونوں کے درمیان جدائی کا اندیشہ کرو تو شوہر کے اہل میں سے ایک حکم اور بیوی کے اہل میں سے ایک حکم بھیجو' یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا' بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۝

توضیح

باب کا مطلب یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو کیا کیا جائے اور کیا اگر رضامندی کی کوئی صورت نہ نکلے تو خلع کا مشورہ دیا جا سکتا ہے؟ آیت کریمہ ذکر کر کے امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ میاں بیوی میں ناچاقی کے بعد صلح صفائی کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ شوہر والوں کی طرف سے پنچ مقرر ہوں اور بیوی والوں کی طرف سے پنچ مقرر ہوں۔ اس کی تخصیص نہیں ایک یا دو' یہ پنچ جو بھی فیصلہ کریں میاں بیوی مان لیں۔ اگر حالات کے پیش نظر پنچ چاہیں تو خلع کا بھی مشورہ دے سکتے ہیں۔

٢٤٢٣- ح: [اِسْتَاْذَنَ بَنُوْ الْمُغِيْرَةِ اَنْ يَّنْكِحَ عَلِيٌّ اِبْنَتَهُمْ]

بنی مغیرہ نے حضرت علی سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کے لیے اِذن طلب کیا

٢٤٢٣ - عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَنِي الْمُغِيْرَةِ اسْتَاْذَنُوْا فِيْ اَنْ يَّنْكِحَ عَلِيٌّ اِبْنَتَهُمْ، فَلَا اٰذَنُ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ علی ان کی لڑکی سے نکاح کر لیں' میں انہیں اجازت نہیں دیتا۔

یہ حدیث مناقب حضرت فاطمہ میں گزر چکی ہے۔ یہاں جتنی حدیث مذکور ہے اس سے باب کو کوئی مناسبت نہیں' لیکن کتاب النکاح' باب: ''ذب الرجل عن ابنته'' میں جو تفصیل ہے اس سے یک گونہ مناسبت ہے۔ وہاں یہ ہے: مگر یہ کہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے پر اپنی صاحبزادی کی طلاق طلب فرمائی' اور خلع بھی طلاق ہی طلب کرنا ہے۔ نیز یہ افادہ فرمایا کہ زوجین میں اختلاف کا سبب دوسری شادی بھی بن سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سبب شقاق کو شقاق سے پوری مناسبت ہے۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زَوْجِ بَرِيْرَةَ (ص ٧٩٥)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بریرہ کے شوہر کے بارے میں سفارش کرنا

Marfat.com

٢٤٢٤- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهٖ. قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِيْ؟ قَالَ اِنَّمَا اَنَا اَشْفَعُ . قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ کے شوہر (حبشی) غلام تھے' ان کا نام مغیث تھا' گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ (مدینہ کی گلیوں میں) ان کے پیچھے روتے ہوئے گھوم رہے ہیں اتنے کہ ان کے آنسو ڈاڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا: اے عباس! مغیث کی بریرہ کے ساتھ محبت اور بریرہ کے مغیث کے ساتھ بغض پر آپ کو تعجب نہیں' پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریرہ سے کہا: کاش! تم رجعت کر لیتی' حضرت بریرہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: میں سفارش کرتا ہوں تو حضرت بریرہ نے کہا: مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔

امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں چار طریقوں سے روایت کیا ہے۔ چاروں طریقوں میں یہ ہے کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے' لیکن ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ جب آزاد ہوئیں تو ان کے شوہر آزاد تھے اور ان کو اختیار دیا گیا۔ تطبیق یہ ہے کہ بریرہ کے آزاد ہونے سے پہلے وہ غلام تھے لیکن جس وقت بریرہ آزاد ہوئیں تو وہ آزاد تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ کنیز اگر کسی کی بیوی ہو خواہ اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام تو اسے خیار حاصل ہے۔ چاہے تو اپنے سابق شوہر کے نکاح میں رہے اور چاہے تو اپنے نفس کو اختیار کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے شوہر آزاد ہو یا غلام۔

قصہ یہ تھا کہ حضرت بریرہ کسی انصاری کی کنیز تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ اس موقع پر انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور وہ اپنے شوہر مغیث کے نکاح سے باہر ہو گئیں۔

بَابُ

[البقرہ:۲۲۱ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ﴾ (البقرہ: ۲۲۱). (ص ۷۹۶)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور بے شک مومن باندی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ ان کا حسن تم کو لبھائے۔

٢٤٢٥- ح: [لَا يُجَوِّزُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ النِّكَاحَ بِالنَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ]

حضرت ابن عمر نصرانیہ اور یہودیہ سے نکاح جائز نہیں جانتے تھے

٢٤٢٥- عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِّكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ، قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَيْئًا اَكْبَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى، وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب نصرانیہ اور یہودیہ سے نکاح کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے: بے شک اللہ نے مشرک عورتوں کو مومن مردوں پر حرام فرمایا اور میں اس سے زیادہ اور کوئی شرک نہیں جانتا کہ ایک عورت کہے کہ اس کا رب عیسیٰ ہے' حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ ذکر کر دی مگر انہوں نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ ان کا مقصد کیا ہے؟ یہ آیت

Marfat.com

کریمہ اپنے عموم پر ہے یا اس میں تخصیص ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ یہ اپنے عموم پر ہے اور اس میں یہود و نصاریٰ داخل ہیں اس لیے کہ وہ بھی مشرک ہیں لیکن انہیں چھوڑ کر تمام صحابۂ کرام اور پوری اُمت کا مذہب یہ ہے کہ اہل کتاب اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ'' (المائدہ:۵) اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان میں سے پارسا عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں' اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اہل کتاب صرف یہود و نصاریٰ ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ یہودیہ و نصرانیہ عورت سے نکاح صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کے بعد ان سے ہم بستری حرام نہ ہوگی۔ اولاد اولاد حرام نہ ہوگی صحیح النسب ہوگی مگر یہودیہ نصرانیہ سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ آج کل یورپ کے عیسائی بننے والے عیسائی نہ رہے دہریہ ملحد ہیں۔ جب عیسائی نہ رہے تو اہل کتاب نہ رہے' ان عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

بَابُ نِكَاحِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ (ص۷۹۶)

مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہوں ان کے نکاح اور عدت کا بیان

٢٤٢٦ - وَقَالَ عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، كَانُوْا مُشْرِكِيْ اَهْلِ حَرْبٍ، يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُ، وَمُشْرِكِيْ اَهْلِ عَهْدٍ، لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهُ، وَكَانَ اِذَا هَاجَرَتِ امْرَاَةٌ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ، فَاِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ، فَاِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ تَنْكِحَ، رُدَّتْ اِلَيْهِ، وَاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَمَةٌ، فَهُمَا حُرَّانِ، وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا. وَرُدَّتْ اَثْمَانُهُمْ. وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ اَبِيْ اُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ، فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ، وَكَانَتْ اُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ اَبِيْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنَمٍ الْفِهْرِيِّ، فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

اور عطاء نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے تعلق سے مشرکین دو فریق تھے۔ ایک اہل حرب جو مسلمانوں سے لڑتے تھے اور مسلمان ان سے لڑتے تھے اور دوسرے مشرکین اہل عہد جو نہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان ان سے لڑتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت ہجرت کرتی تو جب اسے حیض آجاتا اور وہ پاک ہو جاتی تو اسے نکاح کا پیغام دیا جاتا' جب وہ پاک ہو جاتی تو اسے نکاح کرنا حلال ہو جاتا۔ اگر نکاح سے پہلے اس کا شوہر ہجرت کر لیتا تو اسے لوٹا دی جاتی اور اگر ان میں سے کوئی باندی یا غلام ہجرت کرتے تو وہ دونوں آزاد ہو جاتے اور انہیں وہی حقوق حاصل ہوتے جو مہاجرین کو حاصل تھے' پھر ذکر کیا اہل عہد کا قصہ مجاہد کی حدیث کے مثل' اور اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی غلام یا باندی ہجرت کرتی تو وہ لوٹائے نہیں جاتے' ان کی قیمتیں دے دی جاتیں۔ عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ قریبہ بنت ابی امیہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس تھی۔ انہوں نے اس کو طلاق دے دی تو ان سے حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے نکاح کر لیا اور ابوسفیان کی بیٹی ام الحکم عیاض بن غنم فہری کی زوجیت میں تھی۔ انہوں نے اس کو طلاق دے دی تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا۔

''مثل حدیث مجاهد'' سے کیا مراد ہے؟ اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد بعد کی روایت ہے: ''وَاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ الخ'' اور ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد کوئی اور کلام ہو جو اہل عہد کی عورتوں سے متعلق ہو مگر وہ کیا ہے اس کی تعیین کوئی

Marfat.com

نہیں کر سکا۔ امام عبد بن حمید نے "وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم" بہ طریق ابن ابی نجیح امام مجاہد سے یہ تفصیل نقل کی ہے کہ اگر قریش سے مال غنیمت ان کو ملے تو جن کی بیویاں چلی گئیں انہیں اُتنا دو جو انہوں نے عوض دیا تھا یعنی مہر۔

بَابٌ اِذَا اَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ اَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ اَوِ الْحَرْبِيِّ (ص ٧٩٦)

جب وہ مشرکہ یا نصرانیہ اسلام لائے جو ذمی یا حربی کی زوجیت میں ہو۔

ت ٦٧٧ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ.

نصرانیہ اپنے شوہر سے تھوڑی دیر پہلے اسلام قبول کرے تو اس پر حرام ہو جائے گی۔

ت ٦٧٨ - سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَاَةٍ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ اَسْلَمَتْ، ثُمَّ اَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ، اَهِيَ امْرَاَتُهُ؟ قَالَ لَا، اِلَّا اَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ.

امام عطاء سے ذمی عورت کے بارے میں سوال ہوا کہ جو مسلمان ہو گئی، پھر عدت میں اس کا شوہر مسلمان ہو گیا۔ کیا یہ اس کی عورت ہے؟ فرمایا: نہیں! مگر یہ کہ وہ عورت چاہے نکاح جدید اور مہر کے ساتھ۔

ت ٦٧٩ - وَقَالَهُ مُجَاهِدٌ اِذَا اَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾ (الممتحنة: ١٠).

اور مجاہد نے کہا: جب عدت میں اسلام لائے اس کا شوہر اس سے نکاح کرے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کافر عورتیں نہ مسلمانوں کو حلال ہیں اور نہ مسلمان مردان کے لیے حلال ہیں۔

امام بخاری یہ آیت امام مجاہد کے قول کی تائید میں لائے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت مسلمان ہوئی اور اس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا تو نکاح ختم نہیں ہوا، پھر اس کا شوہر مسلمان ہوا اگرچہ عدت ہی میں تو جدید نکاح کی ضرورت ہے۔

ت ٦٨٠ - وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِي مَجُوْسِيَّيْنِ اَسْلَمَا هُمَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا، وَاِذَا سَبَقَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَاَبَى الْاٰخَرُ بَانَتْ، لَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا.

امام حسن اور قتادہ نے مجوسی مرد و عورت کے بارے میں فرمایا: اگر دونوں ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے تو اپنے نکاح پر ہیں اور جب ان میں سے ایک پہلے مسلمان ہوا اور دوسرے نے اسلام لانے سے انکار کیا تو نکاح ختم ہو گیا۔ مرد کے لیے اس پر کوئی راہ نہیں رہی۔

ت ٦٨١ - وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ امْرَاَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَاءَتْ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ، اَيُعَاوَضُ زَوْجَهَا مِنْهَا، لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا﴾؟ (الممتحنة: ١٠) قَالَ لَا، اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ.

ابن جریج نے کہا: میں عطاء سے پوچھا: مشرکین کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس آئی، کیا اس کے شوہر کو اس کا عوض دیا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اور انہیں دو جو انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا: نہیں! یہ معاملہ نبی ﷺ اور اہل عہد کے درمیان تھا۔

ت ٦٨٢ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

اور امام مجاہد نے کہا: یہ سب نبی ﷺ اور قریش کی صلح کی مدت میں تھا۔

قول محقق یہ ہے کہ زوجین اگر ساتھ ساتھ ایمان قبول کریں تو دونوں کا سابق نکاح باقی رہے گا اور اگر ان میں سے کسی نے پہلے اسلام قبول کیا تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو سابق نکاح باقی رہے گا اور اگر انکار کرے تو نکاح فسخ

Marfat.com

ہو جائے گا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کی رات میں مرّ الظہران میں اسلام قبول کرلیا' جب وہ مکہ گئے تو ان کی زوجہ ہندہ بنت عتبہ نے ان کی ڈاڑھی پکڑ لی اور ان کے مسلمان ہونے کو ناپسند کیا۔ حضرت ابوسفیان نے اشارہ کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ' انہوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ ان کے علاوہ حضرت حکیم بن حزام' حضرت عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔ ان کی اہلیہ نے پہلے ایمان قبول کیا پھر ان کی فرمائش پر حضرت عکرمہ نے قبول کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی صحابہ اور صحابیات ایسے ہیں جن کے اسلام قبول کرنے میں تقدم اور تاخر ہوا مگر کسی میں تفریق نہیں کی گئی اور نہ تجدید نکاح ہوا۔

بَابُ [البقرہ:۲۲۶۔۲۲۷ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرہ: ۲۲۶-۲۲۷).

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تفسیر: ''جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں انہیں چار مہینے کی مہلت ہے'' سے آخر ''تو اللہ سنتا جانتا ہے'' تک۔

فَاِنْ فَآؤُوْا رَجَعُوْا. (ص ۷۹۷)

''فاؤوا'' کا معنی ہے کہ وہ رجوع کرلیں۔

توضیح.....(ایلاء کا بیان)

زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ کچھ بے غیرت مرد اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے۔ اگر وہ مال دے دیتیں تو فبہا ورنہ سال دو سال' تین سال اور اس سے زائد عرصے تک ان کے پاس نہ جانے اور ہم بستری نہ کرنے کی قسم کھا لیتے اور انہیں معلق چھوڑ دیتے۔ نہ وہ بے شوہر تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کرلیں نہ شوہر دار کہ شوہر سے آرام پاتیں۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرما دی کہ ان لوگوں کے لیے چار مہینے انتظار کی مہلت ہے۔ اس عرصے میں شوہر خوب سوچ سمجھ لے۔ اگر اسے رکھنا چاہے تو اس مدت کے اندر رجوع کرے' اس صورت میں نکاح باقی رہے اور شوہر پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اس مدت میں رجوع نہیں کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔ اس صورت میں رجوع ہم بستری ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے مرد ہم بستری پر قادر نہ ہو تو شوہر یہ کہہ دے کہ جب ہم بستری کی قدرت ہوگی ہم بستری کروں گا' یہ بھی رجوع ہے۔ اس کو اصطلاح فقہ میں ایلاء کہتے ہیں۔ ایلاء کے لغوی معنی قسم کھانے کے ہیں۔ فقہ کی اصطلاح میں ایلاء اسے کہتے ہیں کہ شوہر یہ قسم کھالے کہ میں عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد ہم بستری نہیں کروں گا یا کسی مدت کا ذکر کیے بغیر یوں کہے: میں تجھ سے صحبت نہیں کروں گا۔ اس کی پوری بحث ''کتاب الصلوٰۃ'' میں گزر چکی ہے۔

٢٤٢٧- ح: [يَجِبُ عَلَى الْبَعْلِ اَنْ يُّطَلِّقَ زَوْجَتَهٗ بِالْمَعْرُوْفِ بَعْدَ مُدَّةِ الْاِيْلَاءِ]

ایلاء کی مدت ختم ہونے کے بعد شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو بھلائی کے ساتھ طلاق دے دے

٢٤٢٧ - عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللّٰهُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدَ الْاَجَلِ اِلَّا اَنْ يُّمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ، اَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس ایلاء کے بارے میں کہتے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے: میعاد پوری ہونے کے بعد کسی کو حلال نہیں مگر یہ کہ بھلائی کے ساتھ روکے یا طلاق کا پختہ ارادہ کرلے جیسا کہ اللہ عزوجل نے اس کو حکم دیا۔

٢٤٢٨- ح: [لَا يُطَلَّقُ بَعْدَ مُدَّةِ الْاِيْلَاءِ

ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد طلاق نہیں پڑے گی

Marfat.com

حَتّٰى يُطَلِّقَ الرَّجُلُ]

جب تک شوہر طلاق نہ دے گا

٢٤٢٨ - عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ، وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: جب چار مہینے گزر جائیں تو موقوف رہے گی یہاں تک کہ شوہر طلاق دے دے اور طلاق واقع نہیں ہوگی یہاں تک کہ شوہر طلاق دے دے۔

ت ٦٨٣ - وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَلِيٍّ، وَاَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعَائِشَةَ، وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور یہی یعنی توقف حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابودرداء اور حضرت عائشہ اور بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے۔

[ہمارا مذہب اور اس کے دلائل]

ہمارا مذہب وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ اگر شوہر نے مدت میں رجوع نہیں کیا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی جیسا کہ طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن مسعود سے اور دوسری غیر مجروح سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا: ایلاء میں اگر چار مہینے گزر جائیں اور شوہر رجوع نہ کرے تو اس پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ نیز سند حسن کے ساتھ حضرت علی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل مروی ہے، نیز امام سعید بن منصور نے بہ طریق جابر بن زید روایت کیا کہ جب ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن پڑ جائے گی اور اس پر عدت نہیں اور امام قاضی اسماعیل نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل روایت کیا۔ ہدایہ میں فرمایا کہ ہمارا مذہب حضرت عثمان، حضرت علی اور عبادلہ ثلثہ اور زید بن ثابت سے مروی ہے۔ عینی میں ہے کہ یہی حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے اور درایت کا بھی مقتضیٰ یہی ہے۔ سابقاً گزر چکا کہ آیت ایلاء زمانۂ جاہلیت کے اس ظلم کو دفع کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ اگر میعاد گزرنے کے بعد توقف ہی رہے گا تو خدا ناترس حریص عورت کو لٹکائے رہیں گے، ان کے ظلم کا دفعیہ اسی طرح ہوگا کہ مدت ایلاء ختم ہونے کے بعد عورت نکاح سے باہر ہو جائے۔ یہ مفصل ہے اور حضرت امام بخاری نے جو فرمایا وہ مبہم ہے، نیز انہوں نے اسے صیغۂ تمریض سے ذکر فرمایا ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ (ص ٧٩٧)

مفقود کا حکم اس کے اہل اور مال کے بارے میں

توضیح

مفقود وہ مرد ہے جس کا کچھ پتہ نہ ہو، یہ بھی معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ ہمارا مذہب مفقود کے بارے میں یہ ہے کہ عورت شوہر کے ہم جولیوں کی موت تک انتظار کرے گی۔ سالوں کی تعیین کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر تک انتظار کرے گی یعنی جب شوہر کی عمر ایک سو بیس سال کی ہو جائے تو قاضی اس کی موت کا حکم کرے گا، لیکن فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ جب شوہر کی عمر ستر سال کی ہو جائے تو اس کی موت کا حکم دیا جائے گا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ'' میری امت کی عمریں ساٹھ سال سے ستر تک ہیں۔[1] لیکن اب زمانے کا لحاظ کرتے ہوئے اور فتنوں سے بچنے

[1] ترمذی۔ کتاب الدعوات، ابن ماجہ۔ کتاب الزھد

Marfat.com

کے لیے ہمارے علماء نے بھی حالت ملجمہ کے وقت عورت کے لیے جب کوئی چارۂ کار نہ ہوتو حضرت امام مالک کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے۔

بعض ترقی یافتہ ہمارے علماء یہ فرماتے ہیں کہ جب ضرورت شرعیہ کی بناء پر امام مالک کے مذہب پر عمل کی اجازت ہے تو کیوں نہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کی اجازت دی جائے' اس میں زیادہ آسانی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہب امام شافعی میں زیادہ آسانی ہے کہ چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو جائے لیکن اس پر عمل اس کے بہ نسبت امام مالک کے مذہب پر عمل کرنے میں ''لِم'' یہ ہے کہ بعض دفعہ آپس کے مناقشہ یا اور الجھنوں کی بناء پر شوہر اپنے آپ کو چھپائے رکھتا ہے اور جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کروں گا تو میری بیوی دوسرا نکاح کر لے گی تو ظاہر کر دیتا ہے اور حضرت امام مالک کے مذہب پر عمل کرنے میں اس کا زیادہ موقع ہے' اس لیے ہمارے علماء نے اس کو اختیار کیا۔ عورت قاضی کے یہاں دعویٰ کرے گی۔ قاضی تحقیق حال کرے گا' پھر چار سال مہلت دی جائے گی۔ اس میں ظن غالب ہے کہ شوہر کو یہ سب علم ہو جائے گا اور وہ ظاہر ہونا چاہے تو وہ ظاہر ہو جائے گا' اس لیے حضرت امام مالک کا مذہب حضرت امام شافعی کی بہ نسبت احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

ان کا مذہب یہ ہے کہ مفقود الخبر کی عورت قاضی کے یہاں درخواست کرے۔ قاضی اس کو مزید چار سال انتظار کا حکم کرے۔ چار سال پورا ہونے پر بھی کچھ پتہ نہ چلے تو قاضی مفقود کی موت کا حکم کرے۔ اس حکم کے بعد عورت عدتِ وفات چار ماہ دس دن گزار کر کہیں نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم!

یہ حکم بہ ضرورت صرف نکاح کے لیے ہے لیکن میراث کے سلسلے میں اب بھی فتویٰ وہی ہے کہ جب اس کی عمر کے ستر سال پورے ہو جائیں تو میراث کے احکام جاری کیے جائیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اس کی عمر کے ستر سال پورے ہو جائیں اس وقت اس کے جو وارث موجود ہوں گے انہیں میں اس کی میراث تقسیم ہو گی اور جو اس سے پہلے مر گئے وہ وارث نہ ہوں گے۔ اسی طرح مفقود بھی ان کا وارث نہ ہو گا جو اس اثناء میں مرے ہوں۔

ت٦٨٤ - وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً.

اور ابن مسیب نے کہا کہ جب کوئی لڑائی کے وقت صف میں مارا جائے تو اس کی عورت سال بھر انتظار کرے۔

ت٦٨٥ - وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً' وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً' فَلَمْ يَجِدْهُ' وَفُقِدَ' فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ' وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ أَتٰى فُلَانٌ فَلِيْ وَعَلَيَّ' وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ.

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اور اس کے مالک کو سال بھر تلاش کیا' اسے نہیں پایا اور وہ غائب ملا تو وہ مسکینوں کو ایک' دو درہم دیتے اور کہتے: اے اللہ! یہ فلاں کی طرف سے ہے۔ پس اگر وہ آ گیا تو میرے لیے اس کا ثواب ہے اور مجھ پر اس کی قیمت ہے اور کہا: ایسے ہی لقطہ میں کرو۔

ت٦٨٦ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

اور حضرت ابن عباس نے بھی اسی کے مثل فرمایا۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن مسیب کا مذہب یہ تھا کہ مفقود کا سال بھر تک انتظار کیا جائے۔ اگر سال پورا ہو جائے اور وہ نہ آئے تو اس کی عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اس کی میراث تقسیم کر دی جائے گی۔

ت٦٨٧ - وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيْرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ' وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ' فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ

اور امام زہری نے اس اسیر کے بارے میں فرمایا کہ جس کی جگہ جانی جاتی ہو: اس کی عورت شادی نہیں کرے گی اور اس کا مال

Marfat.com

فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ.

تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ جب اس کی خبر منقطع ہو جائے تو اس پر مفقود کا حکم جاری کیا جائے گا۔

باب سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ امام بخاری کا مفقود کے بارے میں کیا مذہب ہے لیکن باب کے ضمن میں جو تعلیقات لائے ہیں پھر لقطے والی جو حدیث ذکر کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ سال بھر تک اس کا انتظار کیا جائے گا اور سال بھر کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے گا' لیکن علامہ عینی نے امام بخاری کا مذہب یہ بتایا کہ جب تک مفقود کی وفات کا علم نہ ہو جائے نہ اس کی عورت دوسری شادی کر سکتی ہے نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے گا۔

مفقود کی زوجہ کا مسئلہ بڑا سنگین اور حساس ہے۔ اگر اس کی عورت دوسرا نکاح کر لے اور اس کا پہلا شوہر آ جائے تو سنسنی پھیل جاتی ہے۔ خود میرے یہاں ایک معاملہ پیش ہوا۔ کچھ لوگ ایک عورت کو لے کر آئے اور یہ بیان دیا کہ اس کا شوہر برسوں سے غائب ہے۔ چار یا چھ سال بتایا تھا کہ اس کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ بہت تلاش کیا گیا کہیں پتہ نہیں' کچھ معلوم نہیں زندہ ہے یا مر گیا۔ اس عورت نے بھی یہی بیان دیا۔ میں نے اس سے جرحی سوالات کیے لیکن کہیں سے بھی کوئی شبہہ نہیں ہوا کہ یہ غلط بیانی کر رہی ہے۔ دو متشرع مردوں نے اس پر گواہی بھی دی۔ جب مجھے ہر طرح اطمینان ہو گیا کہ اس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہے میں نے ان سے کہا کہ جایئے ایک ہفتے کے بعد فلاں تاریخ کو اس کے باپ کو لے کر آیئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے بلانے پر نہیں آئے گا' آپ کچھ لکھ دیجئے۔ میں نے ان کو شوہر کے باپ کی طلبی کی تحریر لکھ کر دی' وہ لوگ چلے گئے۔ غالباً چوتھے یا پانچویں دن ایک شخص دو آدمیوں کو لے کر آیا۔ اس نے بتایا کہ میں اس عورت کا شوہر ہوں اور میں امرتسر ایک سکھ کے قبضے میں تھا۔ وہ مجھے آنے نہیں دیتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ پرسوں اس کا باپ مر گیا۔ وہ اس سب کا کریا کرم کرنے لے گئے۔ مجھے گھر کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے۔ اس طرح میں بھاگ کر آ گیا۔ گھر آنے کے بعد والد صاحب نے یہ قصہ سنایا تو میں آپ کے پاس آیا ہوں' اس لیے ہمارے علماء احناف نے اس باب میں بہت احتیاط برتی ہے۔

اس سلسلہ میں لوگ طرح طرح کے بہانے پیش کرتے ہیں لیکن اس کی صدہا نظیریں ہیں کہ جوانی کی حالت میں کسی عورت کا شوہر مر گیا۔ اس نے پارسائی و انتہائی شرافت کے ساتھ پوری زندگی گزار دی اور اب بھی عرفی شرفاء میں نکاحِ ثانی معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کبھی کبھی مفقود کی زوجہ کے لیے نکاح ثانی کے لیے ضرورتِ شرعیہ درپیش ہو جاتی ہے۔ اسی لیے موجودہ علماء احناف نے خاص نکاح کے لیے حضرت امام مالک کے مذہب پر عمل کی اجازت دی ہے۔

بَابُ الظِّهَارِ [ظہار کا بیان]

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّائِيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک اللہ نے اس کی بات سنی جو تم سے اپنے شوہر کے معاملے میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے' بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے ○ اور تم میں جو لوگ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں' ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بے شک بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں' اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے ○ اور جو لوگ اپنی

Marfat.com

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ (المجادلہ:١-٤).

بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں' یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے○ پھر جسے غلام نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے اس پر ہیں قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں' پھر جس سے روزے بھی نہ ہوسکیں تو اس پر ساٹھ مسکینوں کو (دونوں وقت پیٹ بھر) کھانا کھلانا ہے۔

توضیح

عہد رسالت میں عرب میں ایک رسم ''ظہار'' کی تھی۔ شوہر اپنی بیوی سے خفا ہوتا تو ظہار کرلیا کرتا اور یہ زمانۂ جاہلیت میں طلاق تھا۔

ایک بی بی خولہ بنت ثعلبہ تھیں' ایک بار ان کے شوہر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی طرف بلایا۔ انہوں نے انکار کر دیا' وہ کچھ زود رنج تھے۔ انہوں نے کہہ دیا: تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے' چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ظہار طلاق میں شمار ہوتا تھا اس لیے وہ پچھتائے۔ ان کی زوجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوئیں' سارا قصہ عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اس پر حرام ہوگئی' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی! وہ طلاق کا لفظ نہیں بولا ہے اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس پر حرام ہوگئی۔ اب انہوں نے عرض کیا: میں اپنے فاقہ اور تنہائی کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کرتی ہوں۔ وہ زمانۂ دراز تک میرے ساتھ رہا۔ میرے بطن سے اس کے بہت بچے پیدا ہوئے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہی جانتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔ حضرت خولہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض معروض کرتی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔

حضرت خولہ نے بے قرار ہوکر بلند آواز میں کہا: میں اپنے فاقہ اور سختی کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی ہوں: اے اللہ! اپنے نبی کی زبان پر کچھ نازل فرما' جس پر سورۂ مجادلہ نازل ہوئی۔

اصطلاحِ فقہ میں ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی بیوی یا اس کے کسی جزء شائع کو مثلاً آدھے یا تہائی جزء کو یا ایسے جزء کو جس سے کل کی تعبیر ہوتی ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کا دیکھنا حرام ہو' مثلاً یہ کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کے مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا آدھا جسم میری ماں کی پیٹھ کے مثل ہے۔

اسلام میں ظہار طلاق نہیں' البتہ اس سے عارضی طور پر عورت حرام ہو جاتی ہے۔ اس سے کفارہ لازم آتا ہے۔ جب تک شوہر کفارہ ادا نہیں کرے گا عورت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے مسلسل بلاناغہ روزہ رکھے' اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے۔

ت٦٨٨ - وَقَالَ لِيْ اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ، فَقَالَ نَحْوُ ظِهَارِ الْحُرِّ.

امام مالک نے کہا: میں نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آزاد کے ظہار کے مثل ہے۔

Marfat.com

ت ٦٨٩ - قَالَ مَالِكٌ وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ. امام مالک نے کہا: غلام کا روزہ دو مہینے ہے۔

یعنی ظہار میں جتنا کفارہ آزاد پر ہے اتنا ہی کفارہ غلام پر ہے۔ ایسا نہیں کہ غلام پر آدھا کفارہ واجب ہو جائے۔

ت ٦٩٠ - وَقَالَ الْحَسَنُ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ، مِنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ، سَوَاءٌ. اور امام حسن بصری نے کہا کہ آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور باندی کے برابر ہے۔

اس قول میں ''اَمَةٌ'' سے مراد وہ لونڈی ہے جو کسی کے نکاح میں ہو، رہ گئی اپنی مملوکہ لونڈی جو کسی کے نکاح میں نہ ہو اس سے ظہار نہیں۔ ظہار کے لیے ضروری ہے کہ بیوی سے ظہار کے کلمات کہے خواہ آزاد ہو یا باندی۔

ت ٦٩١ - وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِنْ ظَاهَرَ مِنْ اَمَتِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ، اِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَاءِ. اور عکرمہ نے کہا: اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو کچھ نہیں، ظہار صرف بیویوں سے ہوتا ہے۔

وَفِي الْعَرَبِيَّةِ ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ اَيْ فِيْمَا قَالُوْا، وَفِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا، وَهٰذَا اَوْلٰى، لِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ. اور عربی زبان میں ''لِمَا قَالُوْا'' معنی میں ''فِيْمَا قَالُوْا'' اور ''فِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا'' کے معنی میں وارد ہے اور یہ مراد لینا زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بُرے فعل اور جھوٹ کا حکم نہیں دیا ہے۔

ارشاد تھا: ''وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ. اَلْآيَة'' جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کریں، پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو اُن پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

اس آیت کریمہ میں ''ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا'' سے مراد یہ ہے کہ ظہار کے بعد اپنی عورت سے قربت کرنا چاہیں لیکن ''ظاھر'' لفظ کا جو معنی متعارف ہے وہ اس کے مطابق معلوم نہیں ہوتا۔ ظاہر میں اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ پھر وہ لوگ دوبارہ اسی بات کو کہیں جو کہہ چکے یعنی دوبارہ ظہار کا کلمہ بولیں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ظہار کا کفارہ اس وقت واجب ہوگا جب مکرر ظہار کریں اور کفارہ کا جو فائدہ ہے اس کا بیان محذوف ہوگا جو آیت کے سیاق کے بالکل منافی ہے۔ آیت کا صریح سیاق یہ ہے کہ ظہار کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا چاہیں تو کفارہ دے دیں۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لیے امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہاں ''لام'' معنی میں ''فی'' کے ہے یعنی جس کے بارے میں اتنی بڑی بات وہ کہہ چکے یا یہ کہ ''لام'' معنی میں ''فی'' کے ہے اور مضاف محذوف ہے۔ ''اَيْ فِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا'' یعنی جو کہہ چکے اس کی تلافی کرنا چاہتے ہو اسے ختم کرنا چاہتے ہو۔ امام بخاری نے فرمایا: یہ معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ یہ کہا جائے کہ اس سے مراد لفظ ظہار کی تکرار ہے اور ظہار کو پہلے فرما چکا کہ یہ بری اور جھوٹی بات ہے اور ''ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ'' سے اشارہ ملتا ہے کہ ایسا کرو۔ تو اگر اس سے مراد لفظ ظہار کی تکرار ہوتی تو لازم آتا کہ اللہ تعالیٰ نے بری اور جھوٹی بات کا حکم دیا ہے۔ یہ داؤد ظاہری کا رد ہے جنہوں نے کہا تھا کہ ''قول'' سے مراد کلمۂ اظہار کا تکرار ہے۔

بَابُ الْاِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْاُمُوْرِ (ص ٧٩٧)

طلاق اور دوسرے معاملات میں اشارے کا بیان

عام فقہاء نے فرمایا کہ طلاق اور دوسرے دینی معاملات میں ایسا اشارہ جو بالکل واضح ہو، جس میں کوئی خفا نہ ہو، معتبر ہے، خواہ وہ اشارہ تندرست کرے یا گونگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشیہ باندی لائی گئی تو حضور نے اس

Marfat.com

سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو آزاد کرو اس لیے کہ یہ مومنہ ہے۔ جب ایمان میں اشارہ معتبر ہے جو تمام دیانات کی اصل ہے تو سب میں بہ درجۂ اولیٰ معتبر ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا: گونگا طلاق کا اشارہ کرے تو اسے لازم ہے اور امام شافعی نے فرمایا: جس شخص کی زبان بیماری کی وجہ سے مختل ہوگئی تو طلاق اور رجعت میں گونگے کی طرح اس کا اشارہ معتبر ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ اگر وہ اشارہ طلاق یا نکاح' بیع وشراء میں مشہور و معروف ہو یا اس طرح اشارہ کیا کہ اس میں کوئی شک نہ ہو تو معتبر ہے' اور اگر اس میں شک ہو تو باطل ہے اور یہ قیاس نہیں استحسان ہے۔ اس پر ابن منذر نے حضرت امام ابوحنیفہ پر بہت سخت لہجے میں تعریض کی ہے کہ ایک طرف تو امام ابوحنیفہ قیاس کو حق مانتے ہیں اور پھر اس کی ضد میں استحسان کو معتبر مانتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قیاس کو باطل مانتے ہیں۔ علامہ عینی نے اُسی لہجے میں ان کو جواب دیا کہ چونکہ وہ قیاس اور استحسان کے فرق کو نہیں سمجھتے اس لیے انہوں نے امام ابوحنیفہ پر تعریض کی۔ قیاس جلی ہوتا ہے اور قیاسِ خفی کو استحسان کہتے ہیں۔ استحسان بھی حقیقت میں قیاس ہی ہے لیکن وہ بہ نسبت قیاس کے زیادہ دقیق ہوتا ہے۔

٢٤٢٩- ح: [اِعْتَبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشَارَةً فِي الْقَتْلِ]

رسول اللہ ﷺ نے قتل میں اشارے کو معتبر مانا

٢٤٢٩ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ' فَاَخَذَ اَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا' وَرَضَخَ رَاْسَهَا' فَاَتٰى بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ اٰخِرِ رَمْقٍ وَقَدْ اُصْمِتَتْ' فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلَانٌ' لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا' فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَّا' فَالَ فَقَالَ لِرَجُلٍ اٰخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا' فَاَشَارَتْ اَنْ لَّا' فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا' فَاَشَارَتْ اَنْ نَّعَمْ' فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَاْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

(بخاری۔ کتاب الدیات۔ باب: من اقاد بالحجر' کتاب الحدود' مسلم' ابوداؤد' نسائی۔ کتاب الدیات)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک بچی پر تعدی کی' اسے پکڑا اور اس کے زیورات لے لیے اور اس کے سر کو پتھر سے کچل دیا۔ بچی کے گھر والے بچی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ وہ اخیر سانس لے رہی تھی' اس کا بولنا بند ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ قاتل کے علاوہ دوسرے کا نام لے کر پوچھا: فلاں نے' لڑکی نے سر کے اشارے سے بتایا کہ نہیں' پھر قاتل کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر پوچھا: فلاں نے' لڑکی نے سر کے اشارے سے بتایا کہ نہیں' پھر قاتل کا نام لے کر پوچھا تو اس نے سر کے اشارے سے بتایا کہ ہاں! اب رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کے بارے میں حکم دیا تو اس کا سر بھی دو پتھروں کے بیچ میں رکھ کر کچل دیا گیا۔

بَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ○ وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنے کوئی گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی یہ ہے کہ چار بار اللہ کے نام سے گواہی دے کہ وہ سچا ہے○ اور پانچویں بار یہ کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر یہ جھوٹا ہے○ اور عورت سے سزا یوں ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے

Marfat.com

الْكَاذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ○﴾ (النور:٦-٩). (ص٧٩٨)

کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے ○ اور پانچویں بار یوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے ○

توضیح

لعان باب مفاعلۃ کا مصدر ہے۔ اس کے معنی ایک دوسرے پر لعنت کرنے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ نہ پیش کر سکے اور دونوں اہل شہادت سے ہوں اور عورت قاضی کے یہاں مطالبہ کرے تو قاضی پہلے مرد سے چار بار ان الفاظ میں گواہی دلائے: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی ہے خدا کی قسم! میں اس میں سچا ہوں۔ پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت اگر میں نے اس پر جو زنا کی تہمت لگائی ہے جھوٹا ہوں' اور ہر مرتبہ لفظ ''اس'' سے عورت کی طرف اشارہ کرے۔ اس کے بعد قاضی چار مرتبہ عورت سے یہ کہلائے: میں شہادت دیتی ہوں کہ اس نے مجھ پر جو زنا کی تہمت لگائی ہے خدا کی قسم! یہ جھوٹا ہے' اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ اس بات میں سچا ہو جو مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے۔ اس کے بعد قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا اور یہ تفریق طلاق بائن ہو گی اور عورت پر عدت ہے' شوہر پر عدت کا نفقہ ہے۔ لعان کے بعد اگر قاضی نے تفریق نہ کی جب بھی اس عورت سے وطی اور دواعی وطی حرام ہے۔ لعان اور تفریق کے بعد پھر اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک دونوں لعان کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو قاضی شوہر کو قید کر دے گا جب تک لعان نہ کرے یا جھوٹے ہونے کا اقرار نہ کرے۔

فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ امْرَاَتَهٗ بِكِتَابَةٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِيْمَاءٍ مَّعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَازَ الْاِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○﴾ (مريم:٢٩) وَقَالَ الضَّحَّاكُ ﴿اِلَّا رَمْزًا﴾ (آل عمران:٤١) اِشَارَةً.

جب گونگا اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے لکھ کر یا مشہور و معروف اشارے سے تو وہ کلام کرنے والے کے مثل ہے۔ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارے کی اجازت دی اور یہی بعض اہل حجاز اور اہل علم کا قول ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا' قوم نے کہا: ہم اس سے کیسے بات کریں جو پالنے میں بچہ ہے؟ ○ امام ضحاک نے فرمایا کہ ''رَمْزًا'' سے مراد اشارہ ہے۔

اور سورۂ آل عمران میں حضرت مریم ہی کے واقعے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اٰيَتُكَ اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا'' (آل عمران:٤١) تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے بات نہ کر سکے گا مگر اشارے سے۔

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ گونگا اگر اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر بھی لعان ہے اور اگر زنا کے ارتکاب کا اقرار کرے تو گونگے پر بھی حد ہے۔ اُن کی دلیل یہ ہے کہ جب فرائض میں اشارہ معتبر ہے تو لعان اور حد میں کیوں نہیں معتبر ہوں گا؟ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قیام یا رکوع' سجدہ پر قادر نہیں تو اشارے سے نماز پڑھ لے۔ دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت جب حضرت مریم کی قوم نے ان سے پوچھا: یہ بچہ کیسے ہو گیا؟ تو انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ قوم نے اس اشارے کو قبول کیا' البتہ یہ عذر کر دیا کہ اتنے چھوٹے بچے سے ہم کیسے بات کریں؟ نیز جب بطور اعجاز حضرت مریم کو کلام کرنے سے عاجز کر دیا گیا تو وہ اپنا مافی الضمیر اشارے میں ادا کرتی تھیں' اگر اشارہ معتبر نہ ہوتا تو وہ ایسا کیوں کرتیں؟

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ

اور بعض الناس نے کہا کہ گونگے پر حد اور لعان نہیں' پھر اس

Marfat.com

اَنَّ الطَّلَاقَ بِكِتَابٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ اِيْمَاءٍ جَائِزٌ، وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ. فَاِنْ قَالَ اَلْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ، قِيْلَ لَهٗ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِكَلَامٍ. وَاِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ، وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ، وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ.

نے گمان کیا کہ اگر لوگ خط یا اشارے سے طلاق دیں تو وہ نافذ ہے اور طلاق اور قذف میں کوئی فرق نہیں، پس اگر یہ کہے کہ قذف بغیر کلام کے نہیں ہوتا تو اس سے کہا جائے گا کہ طلاق بھی بغیر کلام کے نہیں ہوتی، ورنہ طلاق اور قذف باطل ہو جائے گا۔ ایسے ہی عتق بھی اور ایسے ہی بہرا بھی لعان کرے گا۔

[اس بارے میں ہمارا مذہب]

یہ احناف پر تعریض ہے۔ ہمارے نزدیک گونگے پر نہ حد ہے نہ لعان ہے۔ حضرت امام بخاری احناف کو الزام دیتے ہیں کہ اگر گونگا طلاق لکھ دے اور طلاق کے لیے کوئی ایسا واضح اشارہ کر دے جس سے طلاق بغیر کسی شبہہ کے سمجھی جاتی ہو تو طلاق پڑ جائے گی۔ طلاق اور قذف میں کیا فرق ہے کہ گونگے کی طلاق واقع اور زنا کی تہمت لگائے تو اس پر کچھ نہیں۔

اقول وباللہ التوفیق: ان دونوں میں بیّن فرق ہے، حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ ترمذی میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

ادرؤ الحدود عن المسلمين ما استطعتم فان كان له مخرجٌ فَخَلّه سبيله فان الامام ان يُخطئ فى العفو خير من ان يخطئ فى العقوبة.

جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو، اگر اس کے لیے کوئی مخرج ہو تو اس کا راستہ خالی کر دو اس لیے کہ امام (حاکم) معاف کرنے میں خطا کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا میں خطا کرے۔ (ترمذی۔ ج ۱ ص ۱۷۱)

امام ترمذی نے اس حدیث کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ایک میں یزید بن زیاد دمشقی ہیں۔ اس طریقے میں یہ حدیث مرفوع ہے۔ دوسرے میں یزید بن زیاد کوفی ہیں۔ اس طریق کی روایت کو کہا کہ مرفوع نہیں اور اس روایت کو اصح کہا۔ یزید بن زیاد دمشقی کو ضعیف بتایا۔

اگر اس حدیث کو موقوف بھی مانیں تو یہ حکم میں مرفوع کے ہے اس لیے کہ یہ "ما لا يدرك الا بالسمع" کے قبیل سے ہے۔ گونگا کتنا ہی صریح اشارہ کرے زنا کی ایسی صریح تعبیر نہیں کر سکتا جس میں کوئی شبہہ باقی نہ رہے اور یہی حال لعان کا ہے کہ اس میں بھی شرط ہے کہ شوہر اپنی زوجہ پر صریح زنا کا الزام لگائے۔ علاوہ ازیں لعان میں یہ بھی شرط ہے کہ شوہر چار بار یہ گواہی دے کہ وہ الزام میں سچا ہے، ظاہر ہے کہ گونگا اشارے سے شہادت نہیں دے سکتا۔ اسی لیے اس پر اتفاق ہے کہ کسی معاملے میں گونگے کی گواہی مقبول نہیں۔ اسی لیے کنایۂ زنا کا الزام دینے سے نہ قذف ہے نہ لعان بہ خلاف طلاق کے، اس لیے کہ طلاق کے لیے جو لفظ استعمال کیا گیا اگر وہ عرف میں طلاق کے لیے مستعمل ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ آپ خود لفظ طلاق کو لے لیجیے۔ اس کے معنی لغت میں چھوڑنے کے ہیں، بلکہ بول چال میں کچھ بھی چھوڑنے کے معنی میں بولا جاتا ہے مگر عرف میں عورت کی طرف اضافت کر کے یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے طلاق صریح مراد لیتے ہیں۔ اس لیے دوسرے معنی کا احتمال رکھتے ہوئے طلاق کا حکم دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس احتمال کی وجہ سے کہ اس کا لغوی معنی چھوڑنا ہے شرعی معنی کے تعین میں ایک قسم کا شبہہ پیدا ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ کنائی الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے بلکہ کسی نے بطور ہزل و مذاق طلاق دی تو واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت امام بخاری نے احناف کو الزام دیا کہ اگر احناف یہ کہیں کہ قذف صرف کلام ہی سے ہوگا ان سے کہا جائے گا کہ طلاق بھی بغیر کلام کے نہیں ہوگی۔

Marfat.com

اقول وباللہ التوفیق: ہمیں کلیۃً یہ تسلیم نہیں کہ طلاق بغیر کلام کے واقع نہیں ہوتی۔ یہ خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو بولنے پر قادر ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی نے اپنے جی میں بغیر آواز کے طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ضروری ہے کہ اتنی آواز سے طلاق دے کہ کم از کم خود سن سکے۔ گونگے کے لیے یہ حکم نہیں' اس کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ طلاق کے مفہوم کو ایسے اشارے سے ادا کردے جس سے ہر شخص سمجھ لے کہ وہ طلاق دے رہا ہے۔ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ طلاق واقع ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے والا طلاق کے مفہوم کو اس طرح ظاہر کردے کہ مخاطب سمجھ جائے۔ اگر بولنے پر قادر ہے تو کلام کے ذریعے اور اگر بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اشارے کے ذریعے۔

ت ٦٩٢ - وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ' فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ' تَبِيْنُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ.

اور شعبی اور قتادہ نے کہا: جب کسی نے کہا کہ تجھے طلاق اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو اس کے اشارے کے مطابق طلاق بائن ہوجائے گی۔

یعنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اسی طرح اگر دو اُنگلیوں سے اشارہ کیا تو دو اور ایک سے اشارہ کیا تو ایک۔

ت ٦٩٣ - وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ.

اور ابراہیم نے کہا کہ گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو اس پر لازم ہوجائے گی۔

ت ٦٩٤ - وَقَالَ حَمَّادُ الْأَخْرَسُ وَالْأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ.

اور حماد نے کہا کہ گونگا اور بہرہ اگر اپنے سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے۔

حضرت حماد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کے استاذ ہیں۔ حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ استاذ گونگے کے اشارے کو تو معتبر جانتے ہیں اور شاگرد اس سے انکار کرتے ہیں۔ یہ الزام کتنا طفلانہ ہے۔ ظاہر ہے حضرت حماد نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ ہر معاملے میں گونگے کا اشارہ مقبول ہے اور حضرت امام اعظم یہ کہاں فرماتے ہیں کہ اشارہ کہیں مقبول نہیں؟ اختلاف حدود اور لعان کے سلسلے میں ہے۔ اگر حضرت امام بخاری حیات ظاہری میں تشریف رکھتے تو میں ان سے دریافت کرتا: کیا گونگے کی گواہی مقبول ہے خصوصاً باب زنا میں۔

اس کے بعد امام بخاری نے اشارہ کے مقبول ہونے کے سلسلے میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائیں ہیں مگر یہ احادیث ہم پر الزام اس وقت ہوتیں جب ہم کسی موقع پر بھی اشارے کو معتبر نہ جانتے۔ جب ہم خود سوائے مخصوص احکام کے سینکڑوں جگہ اشارے کو معتبر مانتے ہیں تو ان احادیث سے ہم پر کیسے الزام ہوگا؟

٢٤٣٠-ح: [أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا]

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے رہیں گے

٢٤٣٠ - عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا. وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى' وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے رہیں گے اور آپ نے کلمہ اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔

Marfat.com

(بخاری۔ کتاب الادب۔ باب: فضل من یعول الیتیم ص ۸۸۸' ترمذی۔ کتاب البر)

بَابٌ اِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ (ص ۷۹۹)

جب لڑکے کی نفی کی تعریض کرے

توضیح

یعنی اگر کوئی کنایۃً یہ کہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں تو اس پر لعان ہے یا نہیں؟ جو حدیث لائے ہیں اس سے یہ ثابت ہے کہ لعان نہیں۔

٢٤٣١- ح: [يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ]

یارسول اللہ! میرے ہاں سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے

٢٤٣١ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ' فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ؟ قَالَ نَعَمْ' قَالَ مَا اَلْوَانُهَا؟ قَالَ حُمْرٌ' قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ؟ قَالَ نَعَمْ' قَالَ فَاَنّٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ' قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ. (بخاری۔ کتاب المحاربین۔ باب: التعریض ص ۱۰۱۲' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ باب: من شبہ اصلا معلوما باصل مبین ص ۱۰۸۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ایک سیاہ رنگ کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں! دریافت فرمایا: ان کے کیا رنگ ہیں؟ اس نے عرض کیا: سرخ رنگ ہیں۔ دریافت فرمایا: کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کیا: ہے' دریافت فرمایا: یہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کیا: شاید کوئی رگ چھٹکی ہو۔ فرمایا: ہوسکتا ہے تمہارا بھی لڑکا چھٹکی ہوئی رگ ہو۔

حضرت امام بخاری کو اللہ عزوجل احناف کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت نہ لگائی گئی ہو تعریضاً ہو تو لعان نہیں۔ گونگا کتنا بھی صریح اشارہ کرے گا تعریض سے آگے نہیں بڑھے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ (ص ۸۰۰)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان کہ اگر میں کسی کو بغیر بینہ کے رجم کرتا تو اسے کرتا

٢٤٣٢- ح: [نَتِيْجَةُ تَنْقِيْدِ عَاصِمِ ابْنِ عَدِيٍّ عَلَى اللِّعَانِ]

لعان پر عاصم بن عدی کی تنقید کا نتیجہ

٢٤٣٢ - عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ' فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا' فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ' فَذَهَبَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ' وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ' وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تلاعن (لعان) کا تذکرہ ہوا تو حضرت عاصم بن عدی نے اس بارے میں کچھ کہا' پھر وہ اپنے گھر گئے' ان کے پاس ان کی قوم کا ایک شخص آیا' اس نے ان سے یہ شکایت کی کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو (زنا کرتے ہوئے) پایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عاصم نے کہا: میں اس میں اپنی اس بات کی وجہ سے مبتلا کیا گیا ہوں۔ حضرت عاصم اس شخص کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کو وہ بات بتائی اور یہ شخص زرد رنگ' دبلے

Marfat.com

خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ. فَجَاءَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ، فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا. قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ؟ فَقَالَ لَا، تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ. (بخاری۔باب:اللھم بیّن ص۸۰۱، کتاب المحاربین۔باب:من اظھر الفاحشۃ ص۱۰۱۳، کتاب التمنی۔ باب:ماتجوز من اللو ص۱۰۷۵، مسلم۔کتاب اللعان، نسائی۔کتاب الطلاق، کتاب الرجم)

پتلے، سیدھے بال والے تھے اور جس پر الزام لگایا تھا وہ بھری پنڈلیوں والا اور گندم گوں موٹا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بات کو واضح فرما دے۔ اس عورت کے جو لڑکا پیدا ہوا وہ اس شخص کے مشابہ تھا جس کے بارے میں اس عورت کے شوہر نے کہا تھا کہ اس نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ پایا ہے۔ نبی ﷺ نے ان دونوں کے مابین لعان فرمایا۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: کیا یہی وہ عورت ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: اگر میں کسی کو بغیر بیّنہ کے سنگسار کرتا تو اسے کرتا؟ فرمایا: نہیں! یہ عورت نہیں، یہ عورت اسلام میں علانیہ برائی ظاہر کرتی تھی۔

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ بہت جلیل القدر صحابی تھے۔ اُحد، خندق اور تمام مشاہد میں شریک رہے۔ غزوۂ بدر میں میدانِ جنگ میں حاضر نہ تھے چونکہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو قبا اور عوالی مدینہ پر اپنی نیابت میں حاکم بنایا تھا، اس لیے ان کا شمار اصحابِ بدر میں ہے اور حضور اقدس ﷺ نے بدر کے مالِ غنیمت میں سے انہیں حصہ بھی عطا فرمایا تھا۔ قریب قریب ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

اَلتَّلَاعُنُ

ابھی آیات لعان نازل نہیں ہوئی تھیں اور نہ اہل عرب لعان سے واقف تھے، اس لیے اس سے مراد لعان کا سبب ہے یعنی یہ ذکر ہوا ہوگا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے پائے تو کیا ہونا چاہیے؟ چونکہ راوی لعان کے مشروع ہونے کے بعد روایت کر رہے ہیں اس بناء پر انہوں نے ''تلاعن'' کہہ دیا۔

قَوْلًا

انہوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر یہ اپنی عورت کے ساتھ کسی کو پائیں گے تو اس کو تلوار سے مار کر ختم کر دیں گے، چونکہ اس قول میں شدتِ غیرت کی بناء پر ایک نخوت ٹپک رہی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ میں اس میں مبتلا کیا گیا ہوں حالانکہ وہ قصہ عویمر بن عمرو کا تھا چونکہ حضرت عاصم کی صاحبزادی یا ان کی بھتیجی حضرت عویمر کی زوجیت میں تھیں، جن کا یہ قصہ ہے ان کا نام خولہ تھا۔

قَالَ رَجُلٌ

یہ پوچھنے والے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ بخاری کی کتاب الحدود وغیرہ کی روایتوں میں ہے۔

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ (ص۸۰۰) — جس عورت سے لعان کیا گیا اس کے مہر کا بیان

۲۴۳۳-ح [لَا صُدَاقَ لِلْمُلَاعَنَةِ] — ملاعنہ کو مہر نہیں دلایا

۲۴۳۳ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ؟ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر زنا

Marfat.com

وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ، وَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنكُمَا تَائِبٌ؟ فَاَبَيَا، وَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنكُمَا تَائِبٌ؟ فَاَبَيَا، فَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنكُمَا تَائِبٌ؟ فَاَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ اَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ فِي الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا اَرَاكَ تُحَدِّثُهُ؟ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ؟ قَالَ قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ، اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ اَبْعَدُ مِنْكَ.

(اسی کے متصل۔ باب: المهر للمدخول بها ص۸۰۵، باب: المتعة ص۸۰۵)

کا الزام لگایا (اس کا کیا حکم ہے)؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عجلان کے دو افراد کے درمیان تفریق کر دی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم دونوں میں سے کوئی اپنے قول سے رجوع کرتا ہے؟ دونوں نے انکار کیا، پھر فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی رجوع کرتا ہے؟ دونوں نے رجوع کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی رجوع کرتا ہے؟ دونوں نے انکار کیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے کہا: حدیث میں کچھ اور ہے جس کو تم بیان نہیں کرتے۔ وہ یہ ہے کہ اس شخص نے کہا: میرا مال؟ کہا گیا: تیرا مال تجھے نہیں ملے گا، اگر تو سچا ہے تو تو نے اس کے ساتھ دخول کر لیا اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال طلب کرنا بہت دور ہے۔

[لعان کے بعد عورت مہر کی مستحق ہے یا نہیں، اس بارے میں مذہب احناف]

اس بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ عورت مدخول بہا ہے تو مہر کی مستحق ہے اور اگر مدخول بہا نہیں تو مستحق نہیں۔ یہ حدیث حضرت سعید بن جبیر سے دو بزرگوں نے روایت کی۔ ایک ایوب سختیانی نے جو مختصر ''فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا'' تک ہے۔ دوسرے عمرو بن دینار نے، ان کی روایت میں زیادتی ہے۔ جو روایت ہم نے ذکر کی ہے اس میں یہ ہے ''قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ'' یعنی جب اس شخص نے یہ عرض کیا: میرا مال یعنی جو مہر میں نے دیا وہ مجھے ملنا چاہیے ''قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ'' اس کے جواب میں کہا گیا: تیرے لیے مال نہیں۔ قائل کا نام مبہم ہے لیکن عمرو بن دینار کی روایت میں بلکہ باب: ''المهر للمدخول عليها'' میں خود بہ طریق اسماعیل ہی کی روایت میں تصریح ہے کہ اس کے قائل خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

قال بين اخوى بني عجلان

''متلاعنين'' میاں بیوی تھے۔ شوہر کا نام عویمر بن عمرو اور بیوی کا نام خولہ تھا۔ ان کو بھائی اس بناء پر کہا گیا کہ اہل عرب کبھی ''اخ'' بول کر فرد مراد لیتے ہیں جیسے اخو تمیم، اخو قریش بولتے ہیں۔ مراد ہوتا ہے قبیلۂ تمیم کا فرد، قبیلۂ قریش کا فرد۔ اسی طرح یہاں پر ''اخ'' بول کر فرد مراد ہے چونکہ دونوں بنی عجلان کے فرد تھے۔

''ثَلٰثَ مَرَّاتٍ'' ہم نے جو متن لیا ہے، اس میں ''فَهَلْ مِنكُمَا تَائِبٌ'' صرف دو بار ہے لیکن بہ طریق سفیان بن عیینہ حضرت عمرو بن دینار کی روایت میں ''ثلاث مرات'' ہے یعنی تین بار یہ فرمایا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ ارشاد لعان سے پہلے کا ہے۔

''قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَاَيُّوْبَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ'': سفیان نے کہا: میں نے اس حدیث کو عمرو بن دینار اور ایوب دونوں سے ویسے ہی سنا ہے جیسا کہ میں نے تجھ کو خبر دی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۰۰-[كِتَابُ الْعِدَّةِ]

[عدت کا بیان]

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ (الطلاق:٤)(ص۸۰۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا

توضیح.....(نابالغہ اور آئسہ کی عدت تین مہینے ہے)

نابالغہ اور وہ عورت جو سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے مگر ابھی اسے حیض نہیں آیا ہے اور وہ بوڑھی عورتیں جن کا بڑھاپے کی وجہ سے حیض منقطع ہو گیا ہے اور اب یہ امید نہ رہی کہ حیض آئے گا ان سب کی عدت تین مہینے ہے۔

اِنِ ارْتَبْتُمْ

اگر تمہیں کچھ شک ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے احکام میں شک ہو' اس پر قرینہ شانِ نزول ہے۔ جب آیۂ کریمہ ''وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ'' (البقرہ:۲۲۸) نازل ہوئی یعنی جن عورتوں کو طلاق دی گئی وہ اپنے آپ کو تین حیض روکے رہیں تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! حیض والیوں کی عدت ہمیں معلوم ہو گئی جو عورتیں حیض والی نہ ہوں ان کی عدت ہمیں معلوم نہیں اس پر آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

قَالَ مُجَاهِدٌ اِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا یَحِضْنَ اَوْ لَا یَحِضْنَ' وَاللّٰتِیْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَیْضِ' وَاللّٰتِیْ لَمْ یَحِضْنَ ﴿فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ﴾ (الطلاق:٤).....اور امام مجاہد نے کہا: وہ عورتیں جن کے بارے میں تمہیں معلوم نہیں کہ انہیں حیض آ رہا ہے یا نہیں اور وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا ان سب کی عدت تین حیض ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (ص۸۰۲)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: جن عورتوں کو طلاق ہوئی وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں

''قُرُوْء'' اضداد میں سے ہے اس کے معنی حیض کے بھی ہیں اور طہر کے بھی ہیں۔ ہمارے نزدیک مراد حیض ہے۔ امام شافعی کے یہاں اس سے مراد طہر ہے۔ ہر ایک کے دلائل ان کے مذہب کی کتابوں میں درج ہیں۔

Marfat.com

ت ٦٩٥ - وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلَاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْاَوَّلِ وَلَا تَحْتَسِبُ بِهٖ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تَحْتَسِبُ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلٰى سُفْيَانَ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ.

اور ابراہیم نے کہا: اس کے بارے میں جس نے عدت میں نکاح کیا اور اس کے پاس اسے تین حیض آ گئے تو پہلے شوہر کے نکاح سے نکل گئی اور یہ حیض بعد والے کی عدت میں شمار نہیں کرے گی اور زہری نے کہا: شمار کرے گی اور یہی یعنی امام زہری کا قول سفیان ثوری کو زیادہ پسند تھا۔

اس پر اتفاق ہے کہ عدت میں نکاح فاسد ہے۔ اگر کوئی عدت میں نکاح کرے تو ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دینا فرض ہے۔ اب مسئلہ کی صورت یوں ہوئی کہ زید نے شہر بانو کو طلاق دی۔ شہر بانو نے عدت ہی میں کاظم سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد کچھ دن یہ عورت کاظم کے پاس رہی' پھر دونوں کو الگ کر دیا گیا۔ اس صورت خاص میں حضرت امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اگر کاظم کے پاس شہر بانو کو تین حیض آ گئے تو زید کے نکاح سے نکل گئی اور عدت پوری ہو گئی۔ اب اگر کاظم اور شہر بانو میں تفریق ہوئی تو یہ تین حیض کاظم کی عدت میں شمار نہ ہوں گے بلکہ شہر بانو کو اس کے لیے مستقل عدت گزارنی ہو گی جس کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم نخعی عدت میں تداخل کے قائل نہیں تھے۔ امام زہری قائل تھے اور سفیان ثوری بھی اور ہمارے نزدیک بھی تداخل عدتین ہے۔ فرض کرو زید نے شہر بانو کو پہلی محرم کو طلاق دی' شہر بانو نے دس محرم کو کاظم سے نکاح کیا' کاظم نے وطی کی' پھر شہر بانو کو اپنے سے الگ کر دیا اور متارکہ بھی کر لیا' اس اثناء میں شہر بانو کو حیض نہیں آیا۔ کاظم کے متارکہ کے بعد حیض آیا تو تین حیض گزرتے ہی دونوں عدتیں پوری ہو جائیں گی۔ واللہ اعلم!

''وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ اَقْرَاَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَاَقْرَاَتْ اِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَاَتْ بِسَلًى قَطُّ اِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا''..... معمر نے کہا: عورت کا حیض قریب ہو جب بھی اور طہر قریب ہو جب بھی دونوں موقعوں پر کہا جاتا ہے ''اَقْرَاَتِ الْمَرْاَةُ'' اور جس عورت کے کبھی حمل نہ ٹھہرا ہو اس کے بارے میں بولتے ہیں: ''مَا قَرَاَتْ بِسَلًى قَطُّ''۔ ''سَلًى'' اس جھلی کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں بچے کے اوپر منڈھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس عورت کے پیٹ میں کبھی یہ جھلی پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت امام بخاری کا مطلب یہی ہے کہ ''قروء'' اضداد میں سے ہے' اس کے معنی طہر کے بھی ہیں اور حیض کے بھی ہیں۔

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا قصہ

وَقَوْلِهٖ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ (الطلاق:١) ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى○ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور اپنے رب اللہ سے ڈرو' عدت میں عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کسی صریح بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا' تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو اس طرح کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچے پیدا ہو جائیں' پھر اگر وہ تمہارے لیے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور آپس میں معقول

Marfat.com

سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتَاهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝﴾ (الطلاق:٦-٧). (ص ٨٠٢)

طور پر مشورہ کرو اور اگر باہم مضائقہ کرو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی ۝ مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا' اللہ کسی پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے' قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے ۝

توضیح

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا قریشی خاتون تھیں۔ حضرت ضحاک بن قیس کی بڑی بہن تھیں۔ ان سے دس سال بڑی تھیں۔ سابقین اولین ہجرت کرنے والی خواتین میں تھیں۔ صاحب جمال و عقل اور شریف خاتون تھیں۔ ان کی شادی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کے لڑکے ابوعمرو بن حفص سے ہوئی تھی۔ ابوعمرو بن حفص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیج دیا تھا۔ وہیں سے انہوں نے فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور اپنے چچازاد بھائیوں حارث بن ہشام اور عیش بن ابی ربیعہ کو حکم دیا کہ فاطمہ کو عدت کے نفقہ کے لیے پانچ صاع کھجور اور پانچ صاع جو دے دیں۔ فاطمہ بنت قیس نے اسے کم جانا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تیرے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکنیٰ اور تو ام شریک کے گھر جا کر عدت گزار۔ پھر بعد میں کہلایا کہ ام شریک کے گھر مہاجرین اٹھتے بیٹھتے ہیں تو اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت گزار وہ نابینا ہیں۔ اگر گھر میں بغیر چادر کے بھی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ عدت گزر جائے تو مجھے بتانا۔ عدت گزرنے کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے دو صاحبوں نے نکاح کا پیغام دیا' ابوجہم اور معاویہ بن ابی سفیان نے' فرمایا: ابوجہم اپنی لاٹھی کندھے پر نہیں رکھتے اور معاویہ قلاش ہیں' ان کے پاس کچھ نہیں۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا تو انہوں نے حضرت اسامہ سے نکاح کر لیا۔ یہ نکاح بہت بہتر ہوا یہاں تک کہ عورتیں ان پر رشک کرتی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دے دی جائیں وہ نہ رہائشی مکان کی مستحق ہے اور نہ نان نفقہ کی۔

[فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو اجلہ صحابہ نے قبول نہیں کیا]

فاطمہ بنت قیس کی اس حدیث کو اجلہ صحابہ کرام نے قبول نہیں فرمایا' مثلاً حضرت عمر' حضرت عائشہ' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مجمع عام میں فرمایا کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے کہنے سے نہیں چھوڑیں گے جس سے وہم ہوا یا بھول گئی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: ہم نہیں جانتے ہیں کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی اور ایسی عورت کے لیے سکنیٰ اور نفقہ کا فیصلہ فرمایا۔

اسی حدیث سے کچھ لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ عدت میں عورت اپنے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ عدت وفات میں اگر اس کے پاس نفقہ نہ ہو تو بقدر نفقہ کام کرنے کے لیے دن میں جا سکتی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ رات گھر میں آ کے گزارے طلاق کی عدت میں نہیں جا سکتی نہ دن میں نہ رات میں۔

امام بخاری نے جو آیتیں نقل کی ہیں کہ مطلقہ عدت کا نان نفقہ اور سکنیٰ عدت کے دنوں میں شوہر پر واجب ہے جب کہ یہ عدت عدت طلاق ہو۔

Marfat.com

٢٤٣٤- ح: [تَنْقِيدُ عَائِشَةَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ]

فاطمہ بنت قیس پر حضرت عائشہ کی تنقید

٢٤٣٤- عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ اَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَرْوَانَ، وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا اِلٰى بَيْتِهَا. قَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ. وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَوَ مَا بَلَغَكِ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ، فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هَاذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ان دونوں نے سنا' یہ دونوں ذکر کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق دے دی۔ عبدالرحمٰن اپنی اس لڑکی کو اپنے گھر لایا۔ اس کا علم جب اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہوا تو انہوں نے مروان کے پاس پیغام بھیجا' وہ اس وقت مدینہ کا امیر تھا کہ اللہ سے ڈر اور عبدالرحمٰن کی لڑکی کو اس کے گھر واپس کر۔ سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا: مجھ پر عبدالرحمٰن غالب آ گیا اور قاسم بن محمد کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا: کیا آپ تک فاطمہ بنت قیس کا واقعہ نہیں پہنچا ہے۔ اُمّ المؤمنین نے فرمایا: فاطمہ کی حدیث کو ذکر کرنا تجھے مناسب نہیں تو مروان نے کہا کہ اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ فاطمہ کو اس کے گھر سے کسی حرج کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت تھی تو آپ کے اطمینان کے لیے یہ کافی ہے کہ ان دونوں کے درمیان بھی شر ہے۔

یحییٰ کا والد سعید بن عاص بن امیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کا والی رہ چکا ہے۔ اسی کا بیٹا عمرو بن سعید ہے جس کو لوگ اشدق کہتے تھے۔ یہ یزید کی طرف سے مدینہ طیبہ کا والی تھا۔ عبدالرحمٰن بن حکم مروان کا حقیقی بھائی تھا۔ اس کی اس لڑکی کا نام عمرہ تھا۔

غَلَبَنِيْ

یعنی عبدالرحمٰن نے میری بات نہیں مانی یا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایسا عذر بیان کیا جس کے سبب سے وہ یحییٰ کے گھر نہیں رہ سکتی ہے مثلاً یحییٰ کے گھر والے اس کو ستاتے ہوں یا یہ عورت تیز طرار گالی گلوچ بکنے والی ہو۔

لا يضرك

عام شراح نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ام المومنین کی مراد یہ تھی کہ فاطمہ کی حدیث سے تجھ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ فاطمہ کے شوہر کا مکان مدینہ کے کنارے تھا جہاں فاطمہ کو اکیلے رہنے میں خطرہ تھا یا یہ کہ فاطمہ تیز زبان تھیں اور اپنے دیوروں کو جو جی میں آتا کہہ ڈالتیں جس سے لڑائی جھگڑے کا ماحول رہتا تھا۔ اس بناء پر ان کو اجازت دی گئی کہ وہ دوسرے گھر میں عدت گزاریں۔ مروان نے جواب میں کہا کہ وہی بات یہاں بھی ہے اس لیے باپ کے ہاں عدت گزارنے میں کوئی حرج نہیں۔

٢٤٣٥- ح: [مَا لِفَاطِمَةَ، اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ]

فاطمہ اللہ سے کیوں نہیں ڈرتی؟

٢٤٣٥- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ کا کیا حال

Marfat.com

عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ اَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ يَعْنِیْ فِیْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ.

ہے؟ اپنے اس کہنے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتی کہ اس کے لیے نہ سکنیٰ ہے نہ نفقہ۔

۲۴۳۶- ح: [قَوْلُ عَائِشَةَ اَنْ لَّا خَيْرَ فِیْ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ]

حضرت عائشہ کا قول: فاطمہ بنت قیس کی حدیث کے ذکر میں خیر نہیں۔

۲۴۳۶- قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ اَلَمْ تَرَيْنَ اِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ، طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ؟ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ، قَالَ اَلَمْ تَسْمَعِیْ فِیْ قَوْلِ فَاطِمَةَ؟ قَالَتْ اَمَا اِنَّهٗ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِیْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

حضرت عروہ بن زبیر نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا آپ نے فلانہ بنت حکم کو نہیں دیکھا کہ اس کے شوہر نے اس کو قطعی طلاق دے دی اور وہ اس کے گھر سے چلی آئی۔ اُمّ المؤمنین نے فرمایا: اس نے برا کیا۔ حضرت عروہ نے کہا: کیا آپ نے فاطمہ کا قول نہیں سنا؟ فرمایا: سنو! حکم کی بیٹی کے لیے اس حدیث کے ذکر میں کوئی بھلائی نہیں۔

بھلائی نہیں کا مطلب یہ ہے کہ فاطمہ بنت قیس کا قصہ عبدالرحمٰن بن حکم کی لڑکی کو مفید نہیں۔ اولاً اس بناء پر کہ یہ روایت قرآن کی نص صریح کے معارض ہے یا اس بناء پر کہ فاطمہ کو عذر کی بنا پر دوسری جگہ عدت گزارنے کی اجازت ملی تھی اور حکم کی بیٹی کے لیے وہ عذر نہیں۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ اِذَا خُشِیَ عَلَيْهَا فِیْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا اَنْ يُّقْتَحَمَ عَلَيْهَا اَوْ تَبْذُوَ عَلٰى اَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ (ص ۸۰۲)

مطلقہ کو اپنے شوہر کے گھر میں رہنے پر جب یہ اندیشہ ہو کہ وہاں بھیڑ رہے گی یا وہ عورت گھر والوں سے بدزبانی کرے

۲۴۳۷- ح: [لِمَ رُخِّصَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ قَيْسٍ اَنْ تَعِيْشَ فِیْ بَيْتٍ غَيْرِ زَوْجِهَا]

فاطمہ بنت قیس کو شوہر کے علاوہ دوسرے کے گھر میں رہنے کی اجازت کس بنا پر ملی؟

۲۴۳۷- عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ اَشَدَّ الْعَيْبِ، وَقَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِیْ مَكَانٍ وَحْشٍ، فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا، فَلِذٰلِكَ اَرْخَصَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عدت کے دنوں میں شوہر کے گھر سے نکلنے کو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ نے سخت ترمعیوب جانا اور فرمایا کہ فاطمہ اکیلے خوف ناک مکان میں مدینہ کے کنارے تھیں۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دوسرے مکان میں عدت گزارنے کی اجازت دی۔

بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (ص ۸۰۳)

جس عورت کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو وہ چار مہینے دس دن سوگ منائے گی

ت۶۹۶- وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا اَرٰى اَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيْبَ، لِاَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

اور زہری نے کہا: میں جائز نہیں جانتا جس بچی کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو وہ خوشبو کے قریب ہو کیونکہ اس پر عدت ہے۔

Marfat.com

٢٤٣٨- ح: [لَا تَكْحَلُ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ]

جس عورت کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو وہ عدت میں سرمہ نہ لگائے

٢٤٣٨ - قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا، أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا. مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّ عَشْرٌ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ. قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعَرَةً فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَائَتْ مِنْ طِيْبٍ أَوْ غَيْرِهِ. سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا.

حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ میں نے (اپنی والدہ) اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا' آپ فرماتی تھیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کی وفات ہوگئی ہے اور اس کی آنکھ دکھ رہی ہے تو کیا ہم اسے سرمہ لگا دیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں! دو بار یا تین بار' آپ ہر بار فرماتے تھے نہیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن ہے اور تم جاہلیت میں سال پورا ہونے پر مینگنی پھینکتی تھی۔ (حمید نے زینب سے پوچھا: سال بھر پر مینگنی پھینکنے کا کیا قصہ ہے؟) تو زینب نے کہا: جب کسی عورت کے شوہر کی وفات ہو جاتی تو وہ ایک انتہائی تنگ مکان کے اندر رہتی اور سب سے خراب کپڑے پہنتی اور خوشبو نہیں سونگھتی تھی یہاں تک کہ اس پر سال گزر جاتا۔ پھر کوئی چوپایہ یا گدھا یا بکری' کوئی چڑیا لائی جاتی جس کے پیٹھ اور کھال پر وہ عورت ہاتھ پھیرتی۔ ایسا جانور کم ہی بچتا اکثر مر جاتا' پھر وہ عورت باہر نکلتی' اسے اونٹ کی مینگنی دی جاتی جسے پھینکتی' اس کے بعد یہ عورت خوشبو وغیرہ جو چاہتی استعمال کرتی۔ امام مالک سے پوچھا گیا: ''تفتض'' کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: اس کی کھال کو چھوتی۔

اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے: ''تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا''۔ وہ سب سے خراب ٹاٹ یا سب سے خراب گھر میں رہتی اور آگے ہے ''فَمَرَّ كَلْبٌ'' سال گزرنے پر کوئی کتا گزرتا۔ اس روایت کو سامنے رکھتے ہوئے سابقہ روایت میں مذکور لفظ ''دابة'' کے لغوی معنی مراد ہوں گے عرفی معنی نہیں۔ عرفی معنی کے اعتبار سے ''دابة'' کا اطلاق کتے پر نہیں ہوتا لیکن لغوی معنی کے اعتبار سے زمین پر ہر چلنے والے اور رینگنے والے کو دابہ کہتے ہیں۔ آنے والی بی بی کا نام عاتکہ بنت جحم تھا۔ اس حدیث میں آنکھ دکھنے کی حالت میں بھی سرمہ لگانے کی ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے۔ اگر تکلیف شدید ہو تو سرمہ لگانے کی اجازت ہے' آج کل آنکھ دکھنے کی بہت سی دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں جن میں مطلق زینت نہیں انہیں استعمال کرے اور عہد رسالت میں بھی ایسی دوائیں رہی ہوں گی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ سرمے کے بجائے اور کوئی علاج کرو جس میں زینت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ (ص ٨٠٥)

زانیہ اور نکاح فاسد کا مہر

''بَغِيٌّ''، ''فَعِيْلٌ'' کے وزن پر ''بَغَاءٌ'' سے ہے اسم فاعل کے معنی میں۔ یہ مرد و عورت دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع ''بغایا'' ہے۔ زانیہ کا کوئی مہر نہیں یہاں مراد اُجرت ہے جو مال خبیث و حرام ہے' البتہ نکاح فاسد میں وطی کے بعد مہر واجب ہے۔

Marfat.com

ت ٦٩٧ - وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لَا يَشْعُرُ، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا أَخَذَتْ، وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَهَا صَدَاقُهَا.

اور امام حسن بصری نے فرمایا: جب کسی محرم عورت سے شادی کرے اور جانتا نہ ہو تو ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور تفریق سے قبل عورت نے جو کچھ لیا وہ اس کا ہے، پھر بعد میں کہا: اس کو اس کا مہر دے۔

ہمارے نزدیک اگر وطی ہو گئی ہے تو مہر بھی واجب ہے اور عدت کے ایام کا نفقہ اور سکنیٰ بھی۔

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا

اس عورت کے لیے متعہ ہے جس کا مہر مقرر نہ ہو

لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (البقرة:٢٣٦-٢٣٧) وَقَوْلِهِ ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة:٢٤١).

(ص ٨٠٥)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: ''اور تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو حالانکہ ابھی تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو'' سے لے کر'' بے شک اللہ دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو'' تک۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے: جن عورتوں کو طلاق ہو گئی ان کو مناسب طور پر نان ونفقہ دو اور یہ پرہیز گاروں پر واجب ہے

ت ٦٩٨ - وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حِينَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

اور نبی ﷺ نے لعان کرنے والی عورت کے بارے میں متعہ کا ذکر نہیں فرمایا، جب کہ اس کا شوہر اس کو طلاق دے دے۔

امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ لعان کی جو روایتیں نبی ﷺ سے مروی ہیں کسی میں لعان کرنے والی کے لیے متعہ مذکور نہیں۔ ہاں لعان کرنے والا مرد طلاق دے دے تو دوسری بات ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ لعان کے بعد تفریق ہو گئی تو نکاح باقی نہ رہا اب طلاق کیسی، اور حدیث میں جو طلاق کا ذکر ہے وہ حضور اقدس ﷺ کے حکم سے نہیں تھی، انہوں نے از خود دی تھی اور تفریق سے پہلے دی تھی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٩- كِتَابُ النَّفَقَاتِ (ص ٨٠٥)

[نفقات کا بیان]

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ○ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ (البقرہ:٢١٩-٢٢٠).

ت٦٩٩ - وَقَالَ الْحَسَنُ اَلْعَفْوُ اَلْفَضْلُ.

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

اور تم سے پوچھتے ہیں: کیا خرچ کریں' تم فرمادو: جو فاضل بچے' اسی طرح تم سے اللہ تعالیٰ آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم فکر کرو○ دنیا اور آخرت میں۔

امام حسن بصری نے فرمایا کہ اس آیت میں عفو سے مراد وہ مال ہے جو فاضل ہو۔

٢٤٣٩- ح: [اَلسَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ]

٢٤٣٩ - **عَنْ** اَبِى الْغَيْثِ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ' كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ' اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ.

بیوہ اور مسکینوں کو کھلانے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیوہ عورتوں اور مسکین کو کما کر کھلانے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے یا رات میں قیام کرنے والے دن میں روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

(بخاری۔ باب: الساعی علی الارملۃ ص ٨٨٨' باب: الساعی علی المسکین ص ٨٨٨' مسلم۔ کتاب الزہد' ترمذی۔ کتاب البر' نسائی۔ کتاب الزکوۃ' ابن ماجہ۔ کتاب التجارات' مسند امام احمد۔ ج ٢ ص ٣٦١)

کتاب الادب میں قعنبی کی روایت سے امام مالک سے یہ ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا: مثل اس کے ہے جو شب بیداری کرتا ہے اور تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کے مثل ہے جو روزہ چھوڑتا نہیں۔ ساعی سے مراد وہ شخص ہے جو بیوگان اور مسکینوں کی خبر گیری کرتا رہتا ہے' ان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے۔

بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَالْعِيَالِ (ص ٨٠٦)

اہل وعیال پر نفقہ کا واجب ہونا

Marfat.com

٢٤٤٠- ح: [اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى]

اُوپر والا نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے

٢٤٤٠- حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ. تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِىْ، وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِىْ، وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ اَطْعِمْنِىْ وَاسْتَعْمِلْنِىْ، وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ اَطْعِمْنِىْ، اِلٰى مَنْ تَدَعُنِىْ. فَقَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ لَا، هٰذَا مِنْ كِيْسِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کو محتاج نہ بنا دے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اس پر خرچ کر جو تیرے عیال میں ہے' ورنہ عورت کہے گی: یا تو مجھے کھانا دے یا تو مجھے طلاق دے اور غلام کہے گا کہ مجھے کھلا اور کام میں لگا اور بیٹا کہے گا کہ مجھے کھانا دے کس کے حوالہ کر کے مجھے چھوڑتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوہریرہ! یہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے؟ فرمایا: یہ ابوہریرہ کی سمجھ سے ہے۔

اس حدیث میں ''تقول المرأة'' سے آخر تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جو انہوں نے حدیث کے اس جملہ سے ''وابدأ بمن تعول'' پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہارے عیال میں ہیں' سے استنباط فرمایا۔ وہ اس طرح کہ اگر اپنے اہل وعیال کو نفقہ نہ دو گے تو بیوی وہ کہے گی' غلام وہ کہے گا' بیٹا وہ کہے گا' اور یہ استخراج اپنی جگہ پر درست ہے۔ ''وابدأ'' فعل امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اسی بات سے ثابت ہوا کہ اہل وعیال پر نفقہ واجب ہے۔ اس کی پوری تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جائے۔

بَابُ حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى اَهْلِهٖ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ (ص ٨٠٦)

آدمی کا اپنے اہل کے لیے ایک سال کی خوراک کا روکنا اور اہل وعیال کے نفقات کیسے ہیں؟

٢٤٤١- ح: [يَحْبِسُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل کے لیے سال بھر کی خوراک بچا کر رکھتے تھے

٢٤٤١- قَالَ لِىْ مَعْمَرٌ قَالَ لِىَ الثَّوْرِىُّ هَلْ سَمِعْتَ فِى الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ اَوْ بَعْضَ السَّنَةِ؟ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِىْ، ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِىُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ، عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيْعُ نَخْلَ بَنِى النَّضِيْرِ، وَيَحْبِسُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ.

معمر نے کہا کہ مجھ سے سفیان ثوری نے پوچھا: کیا تو نے اس شخص کے بارے میں کچھ سنا ہے جو اپنے اہل کے لیے سال بھر یا سال کے کچھ حصہ کی خوراک جمع رکھتا ہے تو معمر نے کہا: اس وقت میرے ذہن میں کوئی بات نہیں آئی۔ اس کے بعد مجھے ایک حدیث یاد آئی جسے ابن شہاب زہری نے ہم سے بیان کیا تھا کہ حضرت عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ کی (پیداوار) بیچتے تھے اور اپنے اہل کے لیے سال بھر کی خوراک بچا رکھتے تھے۔

بَابُ

[البقرہ: ٢٣٣' اور الطلاق: ٦-٧ کی تفاسیر]

قَوْلِهٖ ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں' یہ حکم اس کے لیے ہے جو رضاعت کی مدت پوری

Marfat.com

رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾. (البقرہ:۲۳۳)

کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور' کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر' ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے (یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچے کو اور نہ اولاد والا ہی اپنی اولاد کو) اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے' پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں' اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو' اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے○

وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف: ۱۵). وَقَالَ ﴿وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى○ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا○﴾ (الطلاق:٦-٧).

اور فرمایا: اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھوڑانا تیس ماہ میں ہے۔ اور فرمایا: اور اگر باہم مضائقہ ہو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی○ مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا' اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے' قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا○

توضیح.....(رضاعت کے مسائل)

اپنے بچے کو دودھ پلانا ماں پر واجب ہے خواہ وہ بچے کے باپ کے نکاح میں ہو یا نہ ہو' بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی دایہ نہ مل سکے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ نہیں پیتا ہو' اور اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچے کی پرورش خاص ماں کے دودھ پہ موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔

حولین کاملین

پورے دو سال بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں۔ اگر اس سے کم میں بچہ بغیر دودھ کے جی سکے تو چھڑایا جا سکتا ہے۔ بچے کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے۔ اگر باپ کو وسعت ہو تو دودھ پلانے والی مقرر کرے۔ شوہر اپنی زوجہ پر بچے کو دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک اس کے نکاح یا عدت میں ہے۔ ہاں! اگر نکاح سے باہر ہو گئی ہے اور عدت گزر چکی ہے تب بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر بااجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بلا اجرت دودھ پلانے پر راضی ہے تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو مستحق نہیں ہے۔

Marfat.com

لا تضارّ والدة

مطلب یہ ہے کہ ماں کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے یا اس کی نگرانی نہ رکھے یا بلاوجہ زدوکوب کرے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ جو بچہ ماں سے مانوس ہوا سے ماں سے چھین لے یا ماں کو حق پرورش حاصل ہو تو اس کے پاس رہنے نہ دے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچے کو ضرر کا اندیشہ ہو مثلاً پوری خوراک نہیں دیتا جس کی وجہ سے دودھ کم ہو گیا۔

حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے اس لیے کہ اوپر گزر چکا ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔ چھ ماہ مدت حمل' دو سال مدت رضاعت۔ حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔ احتیاطاً فتویٰ یہ دیا جاتا ہے کہ بچے کو دو سال سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں' لیکن اگر کوئی بچہ اڑھائی سال کی عمر میں کسی عورت کا دودھ پی لے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں "لما له وما عليه" کی پوری بحث اصول فقہ اور فقہ کی شروح میں ہے۔ پس اگر تم اتفاق رائے نہ کر سکو تو دوسری عورت اسے دودھ پلائے۔ وسعت والا اپنی وسعت بھر خرچ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ ماں بہ نسبت دائی کے زیادہ اُجرت مانگتی ہو اور باپ زیادہ اُجرت دینے پر راضی نہ ہو تو ماں کو استحقاق نہیں۔

ت ٧٠٠ - وَقَالَ يُونُسُ' عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا' وَذٰلِكَ' اَنْ تَقُوْلَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ اُرْضِعَتَهُ' وَهِيَ اَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً' وَاَشْفَقُ عَلَيْهِ وَاَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا' فَلَيْسَ لَهَا اَنْ تَاْبٰى' بَعْدَ اَنْ يُّعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ' وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ اَنْ يُّضَارَّ بِوَلَدِهٖ وَالِدَتَهُ' فَيَمْنَعَهَا اَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَّهَا اِلٰى غَيْرِهَا' فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّسْتَرْضِعَا عَنْ طِيْبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ' ﴿فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾ (البقرہ:٢٣٣) بَعْدَ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ' ﴿وَفِصَالُهُ﴾ (لقمان:١٤) فِطَامُهُ.

یونس نے کہا: امام زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا کہ والدہ کو بچے کی وجہ سے ضرر دیا جائے اور یہ ایسے ہے کہ ماں کہے: میں اسے دودھ نہیں پلاؤں گی حالانکہ اس کا دودھ بچے کے لیے بطور غذا زیادہ موافق ہے اور وہ بچے پر زیادہ مہربان ہے بہ نسبت دوسرے کے۔ تو اسے جائز نہیں کہ اگر اس کا شوہر اپنے پاس سے اتنا دے جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے کہ دودھ پلانے سے انکار کرے اور اسی طرح باپ کو بھی جائز نہیں کہ بچے کی وجہ سے اس کی ماں کو ضرر پہنچائے کہ اسے تکلیف پہنچانے کی نیت سے دودھ پلانے سے روک دے اور کسی عورت کو دے دے' اور ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ ماں باپ باہمی رضامندی سے کسی اور سے دودھ پلوائیں۔ پس اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں جب کہ یہ باہمی رضامندی اور مشورہ سے ہو۔ "فصالہ" سے مراد بچے کا دودھ چھڑانا ہے۔

بَابٌ اِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ' فَلِلْمَرْاَةِ اَنْ

جب مرد خرچہ نہ دے تو عورت کو جائز ہے کہ اسے

Marfat.com

تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ (ص٨٠٨)

٢٤٤٢ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ، وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

جتائے بغیر اتنا لے لے جو اسے اور اس کی اولاد کو دستور کے مطابق کافی ہو

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوسفیان بخیل آدمی ہیں، مجھے اتنا نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو لیکن وہ جو میں لے لوں بغیر ان کے علم کے، فرمایا: اتنا لے لے جو دستور کے مطابق تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو۔

بیوی کا نفقہ شوہر پر اور بچوں کا نفقہ باپ پر واجب ہے استطاعت ہوتے ہوئے۔ جب شوہر یا باپ کمی کرے تو بہ قدر ضرورت دستور کے مطابق اس کے مال سے بغیر اسے بتائے ہوئے لینا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ لینا جائز نہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۰- کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ (ص۸۰۹)

کھانے کی چیزوں کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (البقرہ: ۵۷، ۱۷۲) وَقَوْلِهٖ ﴿اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرہ: ۲۶۷) وَقَوْلِهٖ ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۝﴾ (المومنون: ۵۱) (ص۸۰۹)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: ان پاک چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیں' اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: ان پاک چیزوں سے خرچ کرو جو تم نے کمائیں' اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو' بے شک تم جو عمل کرتے ہو میں اس جانتا ہوں۝

توضیح

''طیّبات'' کے معنی: اچھی پاکیزہ چیزیں ہیں اور یہاں مراد حلال چیزیں ہیں۔

۲۴۴۳- ح: [مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مُتَوَاتِرٍ]

آل محمد نے تین دن تک مسلسل کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا

۲۴۴۳- عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن تک مسلسل پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ حضور کا وصال ہو گیا۔

۲۴۴۴ ح: [اَلْعُسُّ الْوَاحِدُ مِنَ اللَّبَنِ كَفٰى سَائِرَ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ]

ایک پیالہ دودھ تمام اصحابِ صفہ کو کافی ہو گیا

۲۴۴۴- وَعَنْ اَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَصَابَنِيْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ، فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَاْتُهُ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَدَخَلَ دَارَهٗ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے (انہوں نے کہا) کہ مجھے فاقہ کی وجہ سے شدید مشقت پہنچی تو میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے اللہ عزوجل کی کتاب سے

Marfat.com

غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِيْ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِيْ، فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ. فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَقَامَنِيْ وَعَرَفَ الَّذِيْ بِيْ، فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَحْلِهٖ، فَاَمَرَ لِيْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا اَبَا هِرٍّ فَعُدْتُّ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُّ فَشَرِبْتُ، حَتّٰى اسْتَوٰى بَطْنِيْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ، قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ، وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ، وَقُلْتُ لَهُ تَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَقْرَاْتُكَ الْاٰيَةَ، وَلَاَنَا اَقْرَاُ لَهَا مِنْكَ. قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَكُوْنَ اَدْخَلْتُكَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ.

ایک آیت پڑھنے کو کہا۔ وہ اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور وہ آیت مجھے پڑھ کر سنا دی۔ میں تھوڑی دور چلا کہ مشقت اور بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سر پر کھڑے ہیں اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ اور حاضر ہوں! حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا اور میرا جو حال تھا پہچان لیا اور مجھے اپنے کاشانہ مبارک کی طرف لے گئے اور حکم دیا کہ مجھے ایک پیالے میں بھر کر دودھ دیا جائے۔ میں نے اس میں سے پیا' پھر فرمایا: دوبارہ پی اے ابو ہریرہ! میں نے دوبارہ پیا تو فرمایا: اور پی' میں نے اتنا پیا کہ میرا پیٹ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے پورا واقعہ ذکر کیا اور میں نے ان سے کہا: اللہ نے یہ کام اس کے سپرد فرمایا جو آپ سے زیادہ اس کا حق دار تھا اے عمر! واللہ میں نے آپ سے ایک آیت پڑھنے کو کہا تھا حالانکہ میں اس آیت کا تم سے زیادہ پڑھنے والا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! اس حال میں تم کو اپنے گھر لانا مجھے زیادہ پیارا ہوتا بہ نسبت اس کے کہ میرے لیے سرخ اونٹ ہوتے۔

''وعن ابی حازم'' مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث بھی پہلی سند کے ساتھ مروی ہے۔ ''جُھْد'' کے معنی مشقت کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ بھوک کی وجہ سے میں شدید اذیت میں تھا۔ یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ ہے مگر کچھ مزید باتیں بھی ہیں اس لیے میں نے اس کو دوبارہ لکھا۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْاَكْلِ بِالْيَمِيْنِ (ص۸۰۹)

کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

۲۴۴۵ - اَنَّهٗ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ يَقُوْلُ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ. فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ.

انہوں نے حضرت عمر ابن ابی سلمہ سے سنا کہ میں بچہ تھا رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف جاتا تھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! بسم اللہ پڑھ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ اس کے بعد میرے کھانے کا یہی طریقہ رہا۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْاَكْلِ وَغَيْرِهٖ (ص۸۱۰)

کھانے وغیرہ میں دائیں ہاتھ سے شروع کرنا

۲۴۴۶ - عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے

Marfat.com

اللّٰہ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ.

کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں کو پسند فرماتے جہاں تک ہوسکتا اپنی طہارت میں اور نعلین پہننے میں اور کنگھا کرنے میں۔ اور شعبہ نے واسط میں اس کے پہلے یہ زائد بیان کیا تھا' اپنے ہر کام میں۔

بَابُ مَنْ اَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ (ص ۸۱۰)

جس نے پیٹ بھر کھانا کھایا

۲۴۴۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ. (بخاری۔ کتاب الاطعمۃ۔ باب: الرطب و التمر ص ۸۱۸)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اس وقت ہوا جب ہم دو کالی چیزوں یعنی کھجور اور پانی پیٹ بھر کھانے لگے تھے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ ابتداء میں پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ بعد میں فراخی آئی اور یہ خیبر فتح ہونے کے بعد حاصل ہوئی۔ غزوۂ خیبر میں خود اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث گزری۔ فرماتی ہیں: جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا: اب ہم پیٹ بھر کھجور کھائیں گے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث گزری' انہوں نے فرمایا: ہم نے پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک کہ ہم نے خیبر فتح کیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پانی کا رنگ کالا ہے یہی وجہ ہے کہ سفید کپڑے پر پانی کی چھینٹیں پڑتی ہیں تو دھبے سیاہ نظر آتے ہیں۔

احیاء العلوم میں ہے کہ کھانے کی حد سات درجے ہے۔ (۱) جس سے زندگی باقی رہے۔ (۲) اتنا کھائے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکے اور روزہ رکھ سکے یہ دونوں واجب ہیں۔ (۳) اتنا زیادہ کھائے کہ نوافل ادا کرنے کی قوت ہو۔ (۴) اتنا کھائے کہ کسب پر قادر ہو۔ یہ دونوں مستحب ہیں۔ (۵) تہائی پیٹ تک کھائے یہ مباح ہے۔ (۶) یہ کہ اس سے زیادہ کھائے جس سے بدن بوجھل ہو جائے اور نیند زیادہ آئے۔ (۷) یہ کہ اتنا زیادہ کھائے کہ بدہضمی ہو جائے' یہ حرام ہے۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ' وَالْاَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ (ص ۸۱۱)

پتلی روٹی اور خوان اور سفرہ پر کھانے کا بیان

۲۴۴۸- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهٗ خَبَّازٌ لَهٗ فَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا' وَلَا شَاةً مَسْمُوْطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

قتادہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: ہم حضرت انس کے پاس تھے اور وہیں ان کا روٹی پکانے والا بھی تھا تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتلی نرم روٹی اور نہ بھنی ہوئی بکری کھائی یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقات کی۔

"خبز مرقق" ایسی روٹی جو بہت پتلی اور نرم ہو۔ اس عہد میں تنور میں موٹی روٹیاں پکتی تھیں اور چھلنیاں بھی نہیں تھیں۔ موٹے آٹے کی جس میں بھوسا ملا ہوا ہوتا' روٹیاں پکا کرتی تھیں۔ "مسموطة" اس سے مراد یہ ہے کہ گرم پانی میں بکری کو ڈال کر بال اتار دیتے پھر اسے بھون کر کھاتے۔ اصل میں چھوٹے بچے ذبح کیے جاتے تو ان کے بالوں کو گرم پانی سے اتار دیتے پھر بھون کر کھاتے۔ الحاصل یہ ہوا کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ جسے لوگ بہ طریق مذکور کھاتے تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کھایا اور اس سے مراد یہ بھی ہے کہ اکثر یعنی اس کے کھانے کی عادت نہیں تھی' ورنہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات ایسی بھنی ہوئی بکری کھائی ہے۔

۲۴۴۹- ح: [مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چھوٹی چھوٹی

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ]

پیالیوں میں نہیں کھایا

۲۴۴۹ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عَلٰى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ، وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ، وَلَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ، قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلٰى مَا كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ؟ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چھوٹی پیالیوں میں کھایا ہو اور نہ کبھی حضور کے لیے پتلی نرم روٹی بنائی گئی اور نہ کبھی خوان پر آپ نے کھایا۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ لوگ کس پر کھاتے تھے؟ فرمایا: سفرہ پر۔

سکرجة

اس میں صحیح لغت یہ ہے کہ سین اور کاف اور را مشدد کو ضمہ اور جیم کو فتحہ' اس کے معنی ہیں چھوٹی چھوٹی پیالیاں' چونکہ اس وقت عرب میں کھانے کے لیے چھوٹے چھوٹے برتن نہیں تھے' ان کی عادت تھی کہ بڑے بڑے برتنوں میں کھانا نکال کر سب لوگ اکٹھا کھاتے تھے' اس لیے اس حدیث سے چھوٹے برتنوں میں کھانے کی کراہیت پر دلیل لانا درست نہیں ہے۔

خوان

اس میں دونوں لغتیں ہیں' خاء کو فتحہ اور کسرہ۔ عجمیوں کی عادت تھی کہ وہ تپائی کی طرح دسترخوان اونچا بناتے تھے جس پر کھانا رکھ کر کھاتے تھے تاکہ کھانے میں سر نہ جھکانا پڑے۔ اسی تپائی کو خوان کہتے تھے۔ عرب میں خوان کا رواج نہیں تھا۔ زمین پر چمڑا وغیرہ بچھا کر اس پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے۔ خوان پر کھانا کھانا اس بناء پر ناپسندیدہ ہے کہ اس میں متکبرین کے ساتھ مشابہت ہے۔

۲۴۵۰- ح: [سَمّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَسْمَاءَ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ]

حضرت اسماء کا نام ذات النطاقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا

۲۴۵۰ - حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ اَبِيْهِ، وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ كَانَ اَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُوْلُوْنَ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ، فَقَالَتْ لَهٗ اَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ اِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ، هَلْ تَدْرِيْ مَا كَانَ النِّطَاقَانِ؟ اِنَّمَا كَانَ نِطَاقِيْ شَقَقْتُهٗ نِصْفَيْنِ، فَاَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَحَدِهِمَا، وَجَعَلْتُ فِيْ سُفْرَتِهٖ اٰخَرَ، قَالَ فَكَانَ اَهْلُ الشَّامِ اِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ، يَقُوْلُ اِيْهًا وَّالَالِهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا.

عروہ بن زبیر اور وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ اہل شام حضرت ابن زبیر کو عار دلانے کے لیے کہتے: اے ذات النطاقین کے بیٹے! اس پر حضرت اسماء نے ان سے کہا: اے بیٹے! وہ تم کو نطاقین کے ساتھ عار دلاتے ہیں' کیا تم جانتے ہو دو نطاق کیا تھا۔ میرا ایک نطاق تھا جس کو میں نے شب ہجرت آدھا آدھا پھاڑا' ایک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشک کا منہ باندھا اور دوسرے سے توشہ دان کا منہ باندھا۔ اس کے بعد اہل شام جب حضرت عبداللہ بن زبیر کو نطاقین کے ساتھ عار دلاتے تو کہتے: ہاں' بخدا! یہ سچ ہے۔ یہ جو تم چلا کر کہتے ہو اس میں کوئی عار نہیں۔

ہجرت کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو زادِ راہ کے لیے ایک مشک پانی اور تھیلے میں کھانا رکھا گیا۔ مشک کا منہ باندھنے اور توشہ دان کا منہ باندھنے کے لیے کوئی رسی نہیں ملی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کو پھاڑ دیا۔ آدھے سے مشک کا منہ باندھا اور آدھے سے توشہ دان۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر ان کو فرمایا: تم ذات

Marfat.com

النطاقین ہونا یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے فخر کی بات تھی جسے حجاج بن یوسف کے لشکری بطور طعن بولتے تھے۔ آزاد شریف عورتیں صرف ایک نطاق باندھتی تھیں اور خادمائیں دو دو نطاق۔

''ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ'' کنایہ ہے خادمہ سے' اس طرح یہ طعن ہو گیا۔ ''تلك شكاة ظاهر عنك عارها'' یہ بھی ذؤیب ھذلی کے ایک طویل قصیدے کا ایک مصرعہ ہے جو اس نے نصیبہ بنت عنس بن محرص کے مرثیے میں کہا۔ پورا شعر یہ ہے:

وعيرها الواشون انی احبها تلك شكاة ظاهر عنك عارُها

''اور اسے چغل خوروں نے عار دلایا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں' اس شور مچانے میں تیرے لیے کوئی عار نہیں''۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ مجھے ابن ذات النطاقین کہہ کر عار دلاتے ہو حقیقت میں یہ عار نہیں فخر کی بات ہے کیونکہ یہ خطاب میری والدہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهُ فَيَعْلَمَ مَا هُوَ (ص ۸۱۲)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے جب تک اس کا نام نہ بتا دیا جاتا اور جان لیتے کہ وہ کیا ہے؟

۲۴۵۱- ح: [خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ هُوَ سَيْفُ اللّٰهِ]

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ ہیں

۲۴۵۱- اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا، قَدِمَتْ بِهٖ اُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ قَلَّ مَا يُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهِ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ وَيُسَمّٰى لَهٗ، فَاَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ اِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ: اَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهٗ، هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ. قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَيَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہیں حضرت خالد بن ولید سیف اللہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ کے گھر میں گئے اور یہ ان کی اور حضرت ابن عباس کی خالہ تھیں تو انہوں نے وہاں بھنی ہوئی گوہ پائی جسے اُمّ المؤمنین کی بہن حفیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھیں۔ حضرت میمونہ نے گوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کی اور کم ایسا ہوتا کہ حضور کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا تو حضور اسے تناول فرماتے یہاں تک کہ اس کے متعلق بتایا جاتا اور اس کا نام لیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ گوہ کی طرف بڑھایا تو موجود عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاؤ کہ حضور کے سامنے کیا پیش کیا ہے' یہ گوہ ہے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ گوہ سے اٹھا لیا تو اس پر خالد بن ولید نے پوچھا: کیا گوہ حرام ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا: نہیں! لیکن میری قوم کی زمین میں نہیں' مجھے اس سے گھن آتی ہے۔ خالد نے کہا: میں نے اس کو کھینچا اور کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری جانب دیکھ رہے تھے۔

Marfat.com

(بخاری۔باب: الشواء ص ۸۱۳' کتاب الذبائح۔باب: الضب ص ۸۳۱' مسلم۔کتاب الصید' ابوداؤد۔کتاب الاطعمہ)

[گوہ حلال ہے یا حرام؟]

زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کو حلال وحرام کی تمیز نہ تھی' مردار تک کھاتے تھے۔اسلام نے بہت سے جانوروں کو حرام بتایا' جس کی خبر سب کو نہ تھی' اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب کھانے کے لیے کوئی چیز پیش کی جاتی تو دریافت فرمالیا کرتے کہ یہ کیا چیز ہے۔ابوداؤد وغیرہ میں ایسی حدیثیں ہیں جن سے گوہ کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جب معاملہ حلت وحرمت میں دائر ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ حرمت کو ترجیح دی جائے۔اسی کے مطابق احناف کا مذہب یہ ہے کہ گوہ کھانا حرام ہے۔علامہ عینی نے فرمایا کہ ابتداءً گوہ کھانا مباح تھا پھر اسے منسوخ کر کے حرام کر دیا گیا۔اگرچہ صراحۃً حرام ہونے کی تاریخ نہیں معلوم لیکن اگر اباحت کو مؤخر مانا جائے تو دو بار نسخ لازم آئے گا اور یہ باتفاق جائز نہیں۔یہ اس طرح کہ قبل اسلام گوہ مباح تھی' پھر اسے حرام کیا گیا۔اب اگر مانا جائے کہ بعد میں پھر مباح کیا گیا تو دو بار نسخ لازم آئے گا۔

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ (ص ۸۱۲)

ایک کا کھانا دو کو کافی ہے

توضیح

باب کا عنوان ایک حدیث ہے جسے ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کا کھانا دو کو کافی ہے اور دو کا کھانا تین اور چار کو اور چار کا کھانا پانچ اور چھ کو کافی ہے۔

۲۴۵۲ - عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ' وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا کھانا چار کو۔

بَابُ اَلْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ (ص ۸۱۲)

مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

۲۴۵۳ - ح: [اَلْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ]

۲۴۵۳ - عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَاْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَاْكُلُ مَعَهٗ' فَاَدْخَلْتُ رَجُلًا يَاْكُلُ مَعَهٗ فَاَكَلَ كَثِيْرًا' فَقَالَ يَا نَافِعُ' لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ' سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ' وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ.

نافع سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک نہ کھاتے جب تک کوئی مسکین نہ لایا جاتا جو ان کے ساتھ کھائے۔ایک دفعہ ایک شخص کو میں نے کھانے میں شریک کیا تو اس نے بہت کھالیا تو فرمایا: اے نافع! اس کو کبھی مت لانا۔میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

اس کے بعد جو روایت بہ طریق محمد بن سلام ہے اس میں راوی کو شک ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافر فرمایا تھا یا منافق۔

۲۴۵۴ - عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ اَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا اَكُوْلًا'

عمرو (بن دینار) نے کہا کہ ابونہیک بہت کھانے والے شخص

Marfat.com

فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْكَافِرَ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ. فَقَالَ فَاَنَا اُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

تھے۔ان سے حضرت ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے' ابونہیک نے کہا کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بہ اعتبار اغلب واکثر کے فرمایا کہ کافر یا منافق کا یہ حال ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ زیادہ کھانا کفر ہے' جو زیادہ کھائے کافر ہو جائے' میں مومن ہوں زیادہ کھاتا ہوں' زیادہ کھانے کی وجہ سے میں کافر نہیں ہو گیا۔

٢٤٥٥ - عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص بہت کھاتا تھا' پھر وہ مسلمان ہو گیا اور تھوڑا کھانے لگا' نبی ﷺ سے یہ ذکر کیا گیا تو فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

امام قاضی عیاض نے اہل طب وتشریح سے حکایت کی کہ انسان کی آنتیں سات ہیں۔ معدہ' پھر اس سے متصل تین آنتیں: بواب' صائم' رقیق' یہ سب پتلی ہیں' پھر تین موٹی ہیں: اعور' قولون' مستقیم۔ اسی کے سرے پر دبر ہے۔

بَابُ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا (ص ٨١٢)

ٹیک لگا کر کھانا

٢٤٥٦ - عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ لَا ' اَكُلُ وَاَنَا مُتَّكِئٌ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا تو حضور نے ایک شخص سے فرمایا جو اس جگہ موجود تھا: میں اس حالت میں نہیں کھاتا کہ ٹیک لگائے ہوئے ہوں۔

بَابُ النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ (ص ٨١٣)

گوشت کو دانتوں سے نوچنا اور ہانڈی سے نکال کر کھانا

٢٤٥٧ - ح: [اَكَلَ اللَّحْمَ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ]

٢٤٥٧ - عَنْ مُحَمَّدٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا' ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ. عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ.

آپ (ﷺ) نے گوشت کھایا' تازہ وضو نہیں فرمایا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شانے کے اوپر کا گوشت تناول فرمایا' پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی' وضو نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گوشت والی ہڈی ہانڈی سے نکالی اور کھائی' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ (ص ٨١٤)

جو میں پھونکنا

٢٤٥٨ - ح: [مَا كَانَ النَّقِيُّ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

نبی ﷺ کے زمانہ میں میدہ نہیں تھا

Marfat.com

۲۴۵۸ - حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ سَهْلًا هَلْ رَاَیْتُمْ فِیْ زَمَانِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ؟ قَالَ لَا، فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُوْنَ الشَّعِیْرَ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهٗ.

ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں میدہ دیکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! پھر میں نے پوچھا: کیا تم لوگ جو کو چھانتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں صرف پھونک لیتے تھے۔

دو حدیثوں کے بعد اسی باب میں یہی حدیث تفصیل کے ساتھ یوں ہے: ابوحازم نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدہ کھایا؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے وقت سے وصال کے وقت تک میدہ نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے وقت سے وصال کے وقت تک چھلنی نہیں دیکھی۔ ابوحازم نے کہا: پھر میں نے پوچھا کہ تم لوگ بغیر چھنا ہوا کیسے کھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہم اسے پھونکتے تھے، اُڑنے والی چیز اُڑ جاتی اور جو باقی رہ جاتا اسے سانتے اور کھاتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خبز مرقق سے مراد وہ روٹی ہے جو میدے سے بنتی ہے یا جو کے ایسے آٹے سے بنتی ہے جسے چھلنی میں چھان لیا گیا ہو۔ واللہ اعلم!

بَابُ مَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ یَاْكُلُوْنَ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کیا کھاتے تھے؟

۲۴۵۹ - ح: [لَمْ یَشْبَعْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی

۲۴۵۹ - عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ شَاةٌ مَصْلِیَّةٌ، فَدَعَوْهُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْكُلَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی۔ انہوں نے ان کو بلایا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی۔

۲۴۶۰ - عَنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ، مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَیَالٍ تِبَاعًا، حَتّٰی قُبِضَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مدینہ آنے کے بعد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلسل تین دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: کیف کان عیش النبی والصحابۃ ص۹۵۶، مسلم۔ آخری کتاب، نسائی۔ کتاب الولیمۃ، ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمۃ)

بَابُ التَّلْبِیْنَةِ (ص ۸۱۵)

تلبینہ کا بیان

۲۴۶۱ - ح: [سُنَّةُ التَّلْبِیْنَةِ وَفَائِدَتُهٗ]

تلبینہ بنانے کا طریقہ اور اس کا فائدہ

۲۴۶۱ - عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ مِنْ اَهْلِهَا، فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا،

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کوئی مرتا تو عورتیں جمع ہوتیں، پھر چلی جاتیں سوائے میت کے اہل اور اس کے خاص لوگوں کے تو ہانڈی میں

Marfat.com

اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِّنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں، پھر ثرید تیار کیا جاتا' اس پر تلبینہ انڈیل دیا جاتا۔ فرماتیں: اسے کھاؤ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو آرام پہنچانے والی ہے' اس کے کچھ غم کو دور کر دیتی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ باب: التلبینة للمریض ص۸۴۹، مسلم۔ کتاب الطب، ترمذی۔ کتاب الطب، نسائی۔ کتاب الولیمہ والطب)

''تلبینہ'' یہ ایک حریرا تھا جو آٹے یا بھوسے سے تیار کیا جاتا تھا' کبھی اس میں شہد بھی ڈال دیا جاتا تھا۔ ''مجمَّةٌ''، میم، جیم، میم ثانی مشددہ' سب کو فتحہ' مصدر میمی' معنی میں استراحت کے ہے۔ ایک روایت میں ''مـجـمَّـةٌ'' بھی ہے اسم فاعل' معنی میں آرام پہنچانے والا۔ ''اَمَرَتْ'' اس کی ضمیر مرفوع متصل کا مرجع اُمّ المؤمنین ہیں۔ اس کا تعلق ''زوج النبی انها کانت'' سے ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: ''انها کانت اَمَرَتْ'' اس پر قرینہ کتاب الطب کی روایت ہے جس میں ہے ''کانت تأمر''۔

بَابُ الْاَكْلِ فِيْ اِنَاءٍ مُفَضَّضٍ (ص۸۱۶)

چاندی کے برتن میں کھانا

۲۴۶۲- ح: [لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ]

حریر اور دیباج نہ پہنو' سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ

۲۴۶۲- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ، فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهٖ رَمَاهُ بِهٖ، وَقَالَ لَوْ لَا اَنِّيْ نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، كَاَنَّهُ يَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ هٰذَا، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا، فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْاٰخِرَةِ.

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حدیث بیان کی کہ یہ لوگ حضرت حذیفہ کے پاس (مدائن میں) تھے۔ انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے انہیں پانی دیا۔ جب پیالہ اُس نے اُن کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے پھینک دیا اور فرمایا: اگر میں نے اس کو بار بار نہ منع کیا ہوتا' گویا وہ فرماتے ہیں: تو میں ایسا نہ کرتا' لیکن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: حریر اور دیباج نہ پہنو اور سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو اور ان کے پیالوں میں نہ کھاؤ اس لیے کہ وہ ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہے اور ہمارے لیے آخرت میں۔

(بخاری۔ کتاب الاشربة۔ باب: الشرب فی انیة الذهب ص۸۴۱، کتاب اللباس۔ باب: لبس الحریر وافتراشه للرجال ص۸۶۷، باب: افتراش الحریر ص۸۶۸، مسلم۔ کتاب الاطعمة، ابوداؤد، ترمذی۔ کتاب الاشربة، نسائی۔ کتاب الزینة من السنن۔ باب: ذکر النهی عن لبس الدیباج، ابن ماجہ۔ کتاب الاشربة واللباس)

جو برتن خالص سونے اور چاندی کے بنے ہوں یا کسی چیز سے مخلوط ہوں اور ان میں سونا چاندی غالب ہو تو اس میں کھانا پینا حرام ہے اور اگر کسی برتن پر سونے چاندی کا کام ہو تو اس میں اس طرح کھانا پینا کہ ہونٹ چاندی یا سونے پر لگیں حرام ہے' اور اگر ہونٹ وہاں نہ لگیں تو جائز ہے اور جس برتن پر سونے اور چاندی کی پالش ہو تو اس کا استعمال بھی جائز ہے۔ باب میں ''مفضض'' سے مراد

Marfat.com

چاندی کا بنا ہوا برتن ہے' پالش کیا ہوا مراد نہیں' ورنہ حدیث کو باب سے مطابقت نہ رہے گی۔

بَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ (ص ۸۱۷)

میٹھی چیز اور شہد کھانے کا بیان

۲۴۶۳ - عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔

(بخاری۔ کتاب الاشربۃ۔ باب: شراب الحلواء والعسل ص ۸۴۰' کتاب الطب۔ باب: الدواء بالعسل ص ۸۴۸' کتاب الحیل۔ باب: ما یکرہ من احتیال المرأة مع الزوج ص ۱۰۳۱' مسلم۔ کتاب الطلاق' ابوداؤد۔ کتاب الاشربۃ' ترمذی۔ کتاب الاطعمہ' نسائی۔ کتاب الولیمہ' ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمہ)

بَابُ الْقَدِيْدِ (ص ۸۱۷)

سوکھے ہوئے گوشت کا بیان

۲۴۶۴ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا فَعَلَهُ اِلَّا فِیْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ، اَرَادَ اَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِیُّ الْفَقِيْرَ، وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشَرَةٍ، وَمَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثًا.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے اس سال منع فرمایا تھا جس سال لوگ بھوکے تھے۔ حضور نے یہ چاہا کہ مال دار فقیر کو کھلائے اور ہم دست کو اس کے بعد پندرہ دن تک رکھتے تھے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

ابتداء میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنا جائز نہیں تھا۔ عام طور پر تنگ دستی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ عید کے دنوں میں کوئی بھوکا نہ رہے۔ بعد میں اس کی اجازت ہوگئی کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھ سکتے ہیں۔

بَابُ مَنْ نَاوَلَ اَوْ قَدَّمَ اِلٰى صَاحِبِهٖ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا (ص ۸۱۸)

جس نے دسترخوان سے کچھ لیا یا اپنے ساتھی کے سامنے دسترخوان پر کچھ رکھا

ت ۷۰۱ - وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَاْسَ اَنْ يُّنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ اِلٰى مَائِدَةٍ اُخْرٰى.

اور ابن مبارک نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ دسترخوان پر لوگ ایک دوسرے کو کچھ دیں لیکن اس دسترخوان سے دوسرے پر نہ لے جائیں۔

بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ (ص ۸۱۸)

تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانا

۲۴۶۵ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

کھجور میں گرمی ہوتی ہے اور ککڑی میں ٹھنڈک' دونوں ملا کر کھانے سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

یہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے جب کہ ان کے والد اور والدہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے وہاں گئے تھے۔ حبشہ میں مسلمانوں میں یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ پھر اپنے والد کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے۔ نوے سال کی عمر میں ۸۰ ہجری میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ ان کی نمازِ جنازہ ابان بن عثمان نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ طیبہ کے امیر تھے۔ ان کا لقب بحر الجود تھا۔

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

تازہ اور سوکھی کھجور کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾ (مریم:۲۵). (ص ۸۱۸)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور اے مریم! اپنی طرف کھجور کی ٹہنی ہلا وہ تجھ پر چنی ہوئی تازہ کھجوریں گرائے گی O

۲۴۶۶- ح: [اَلْبَرَكَةُ فِيْ تَمَرِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت

۲۴۶۶ - عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِيْ فِيْ تَمْرِيْ اِلَى الْجِذَاذِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْاَرْضُ الَّتِيْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسْتُ فَحَلَا عَامًا فَجَاءَنِي الْيَهُوْدِيُّ عِنْدَ الْجِذَاذِ وَلَمْ اَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ اَسْتَنْظِرُهٗ اِلٰى قَابِلٍ فَيَاْبٰى فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ امْشُوْا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُوْدِيِّ فَجَاءُوْنِيْ فِيْ نَخْلِيْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِيَّ فَيَقُوْلُ اَبَا الْقَاسِمِ لَا اُنْظِرُهٗ فَلَمَّا رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهٗ فَكَلَّمَهٗ فَاَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهٗ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ افْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهٗ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهٗ بِقَبْضَةٍ اُخْرٰى فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجِذَاذِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهٗ وَفَضَلَ مِنْهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا جو کاٹنے تک میری کھجوروں کو اُدھار لیتا تھا اور حضرت جابر کی ایک زمین تھی رومہ کے راستے میں۔ ایک سال پیداوار کچھ نہیں ہوئی۔ یہودی کھجور کاٹنے کے وقت میرے پاس آیا اور میں نے کھجور میں سے کچھ نہیں کاٹا تھا۔ میں اس سے آئندہ سال تک کے لیے مہلت مانگ رہا تھا اور وہ انکار کرتا تھا۔ اس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی تو حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو جابر کے لیے یہودی سے مہلت مانگیں تو وہ حضرات میرے باغ میں آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودی سے بات کرنے لگے۔ یہودی کہتا رہا: اے ابوالقاسم! میں اس کو مہلت نہیں دوں گا۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور باغ میں گھومے پھرے' پھر یہودی کے پاس آئے اور یہودی سے کلام کیا' اس نے انکار کیا۔ اب میں کھڑا ہوا اور تھوڑی سی تازہ کھجوریں لا کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھیں جن کو حضور نے کھایا' پھر فرمایا: تیرا چھپر کہاں ہے؟ اے جابر! میں نے حضور کو بتایا' فرمایا: اس میں میرے لیے بچھونا بچھاؤ' میں نے بچھایا۔ اب حضور اس میں تشریف لے گئے اور سوئے' پھر جاگے۔ میں حضور کی خدمت میں ایک اور مٹھی کھجور لایا تو حضور نے اس میں سے کھایا' پھر اٹھ کر یہودی سے بات کی' اس نے پھر انکار کیا۔ اب حضور باغ میں دوسری بار گھومے' پھر فرمایا: اے جابر! کھجور کاٹ اور اس کو دے۔

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ، فَقَالَ اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

حضور کھڑے رہے تو میں نے قرض ادا کرنے بھر کاٹا اور اور جتنا ادا کیا تھا اتنا بچ رہا۔ میں وہاں سے چلا یہاں تک کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کو بشارت دی۔ فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں بلاشبہہ اللہ کا رسول ہوں۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَرْشٌ وَ عَرِيْشٌ بِنَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوْشَاتٍ مَا يَعْرُشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرَ ذَالِكَ عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا.

ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا: ''عرش'' اور ''عریش'' کے معنی ہیں عمارت۔ حضرت ابن عباس نے کہا: ''معروشات'' کے معنی یہ ہیں کہ انگور کی بیلوں کے لیے جو چیزیں بنائی جاتی ہیں ''عروشها'' کے معنی اس کی عمارتیں ہیں۔

[مشہور واقعہ کے علاوہ ایک دوسرا واقعہ]

عام روایتوں میں یہ ہے کہ قرض حضرت جابر کے والد پر تھا اور اس میں یہ ہے کہ خود حضرت جابر پر تھا۔ اسی لیے بعض شارحین نے اس حدیث پہ کلام کیا ہے۔ ایک اور اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع سلم کی صورت تھی اور بیع سلم کی صحت کے لیے منجملہ اور شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ادائیگی کی تاریخ معین ہو اور اس میں یہ ہے کہ کھجور کاٹنے تک کی میعاد تھی یہ معین نہیں۔ کھجور کاٹنے کا وقت ہفتہ دو ہفتہ مقدم و متاخر بھی ہو سکتا ہے۔ علامہ عینی نے ان سب باتوں کا جواب یہ دیا کہ قصہ متعدد ہے۔ عام روایتوں میں ان کے والد کے قرض کا ذکر ہے۔ یہ اور واقعہ ہے اور اس حدیث میں جو مذکور ہے یہ دوسرا واقعہ ہے اور میعاد کے بیان میں حضرت جابر نے اختصار سے کام لیا' تاریخ معین ہی رہی ہوگی اختصاراً ''اجذاذ'' سے تاریخ کی تعبیر کر دی۔

اقول وهو المستعان: مشہور واقعہ کے علاوہ یہ دوسرا واقعہ ہے' اس پر اس واقعہ میں مذکور تفسیر دلیل ہے' مشہور روایت میں یہ نہیں کہ اس سال پھل نہیں آیا تھا اور نہ ان روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کے سامنے کھجوریں پیش کیں یا عریش میں جا کر سوئے' اس لیے صحیح یہ ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم!

بَابُ الْعَجْوَةِ (ص ۸۱۹)

عجوہ کا بیان

۲۴۶۷- **اَخْبَرَنَا** عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ.

حضرت سعد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزانہ صبح کو سات عدد عجوہ کھجور کھائے اس دن اسے نہ زہر ضرر پہنچائے گا نہ جادو۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ باب: الدواء بالعجوة للسحر ص ۸۵۹' وطرفیہ' باب: شرب السم والدواء به ص ۸۶۰' مسلم۔ کتاب الاطعمة' ابوداؤد۔ کتاب الطب' نسائی کتاب الولیمہ)

بَابُ مَنْ اَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً (ص ۸۱۹)

جس نے دس دس مہمانوں کو اندر بلایا اور دس دس آدمیوں کا کھانے پر بیٹھنا

Marfat.com

۲۴۶۸-ح: [اَلْبَرَكَةُ فِيْ طَعَامِ اُمِّ سُلَيْمٍ]

اُم سلیم کے کھانے میں برکت

۲۴۶۸- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اُمَّهٗ عَمَدَتْ اِلٰى مُدٍّ مِّنْ شَعِيْرٍ جَشَّتْهٗ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ حضرت ام سلیم نے ایک مد جو کا موٹا آٹا پیسا اور اس سے خطیفہ تیار کیا اور ان کے پاس جو کپہ تھا اسے نچوڑا۔ پھر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اپنے اصحاب میں تھے تو میں نے حضور کی خدمت میں دعوت پیش کی۔

یہ قصہ علاماتِ نبوت میں پورا گزر چکا ہے۔ یہاں ہم نے صرف چند الفاظ کی وجہ سے اس کو لکھا ہے ''جشتہ'' اس کے معنی ہیں جو کا موٹا آٹا پیسنا۔ ''خطیفه'' دودھ پر آٹا چھڑک کر پکایا جاتا ہے جسے لوگ چاٹتے ہیں۔ وہ کپہ جس کو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نچوڑا تھا وہ گھی کا تھا۔

بَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ اَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ (ص ۸۲۰)

انگلیوں کا چاٹنا اور ان کا چوسنا رومال سے پونچھنے سے پہلے

توضیح

امام بخاری نے باب میں ''ان تمسح بالمندیل'' کی جو قید بڑھائی ہے یہ مسلم شریف میں ایک حدیث میں وارد ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے' فرمایا: ''فلا یمسح یده بالمنذیل'' اپنے ہاتھوں کو رومال سے نہ پونچھو اور ''مصها'' کی قید بھی حضرت جابر کی حدیث کے بعض طرق میں مذکور ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ''اذا طعم احدکم فلا یمسح یده حتّٰی یَمُصَّهَا'' جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اسے چوس لے۔

۲۴۶۹- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھا چکو تو اپنے ہاتھ کو نہ پونچھو یہاں تک کہ اسے چاٹ لو یا اسے چٹا لو۔

(مسلم' ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمہ' نسائی۔ کتاب الولیمۃ)

حدیث کے آخر میں ''حتی یلعقها او یُلعقها'' شک راوی نہیں بلکہ یہ تنویع کے لیے ہے یعنی اسے اختیار ہے خود چاٹ لے یا کسی ایسے شخص سے کہے جسے گھن نہ آتی ہو کہ تو چاٹ لے مثلاً خادم یا بیوی وغیرہ سے کہے۔

کھانے کے بعد انگلیاں صاف کیے بغیر رومال سے پونچھنا رومال کو بلاوجہ گندہ کرنا ہے' اس لیے مستحب یہ ہے کہ انگلیاں صاف کر کے پھر رومال سے پونچھے۔ اس زمانے میں پانی کی بہت کمی تھی' عادت یہ تھی کہ کھانا کھا کر انگلیاں منہ سے صاف کر لیتے اور رومال سے پونچھ لیا کرتے یا ہاتھ مل لیتے' پنڈلیوں اور قدموں پر پونچھ لیتے جیسا کہ حدیث آ رہی ہے۔ اب جب کہ ہمارے یہاں پانی بافراط ہے تو مستحب یہ ہے کہ دھو لے اور پھر رومال سے پونچھے۔

بَابُ الْمِنْدِيْلِ (ص ۸۲۰)

رومال کا بیان

۲۴۷۰-ح: [اَلْوُضُوْءُ عَنِ الْاَكْلِ

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے

Marfat.com

مِمَّا مَسَّتِ النَّارِ]

۲۴۷۰ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَاَلَهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ لَا، قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا، فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَاَقْدَامَنَا، ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّاُ.

سے وضو نہیں ٹوٹتا

حضرت سعید بن حارث نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ہے یا نہیں؟ فرمایا: نہیں! ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایسا کھانا بہت کم پاتے تھے، اگر کبھی پاتے اور ہمارے لیے رومال نہیں تھے، ہاں! ہتھیلیاں اور کلائیاں اور قدم تھے (ان سے پونچھ لیتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمہ)

اس کا محمل وہی ہے جو مذکور ہوا کہ پانی کی قلت کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ نیز اس عہد میں کپڑے کی بھی کمی تھی۔ عام طور پر لوگ رومال نہیں رکھتے تھے اور آج جب کہ پانی کی بھی فراوانی ہے اور کپڑے کی بھی تو مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھولیا جائے اور کپڑے سے پونچھ لیا جائے، اس لیے کہ اس میں صفائی زیادہ ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ (ص ۸۲۰)

کھانے سے فارغ ہو کر کیا پڑھے؟

۲۴۷۱ - ح: [دُعَاءُ الطَّعَامِ]

کھانے کی دعا

۲۴۷۱ - عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. (ابوداؤد۔ کتاب الاطعمہ، ترمذی۔ کتاب الدعوات، نسائی۔ کتاب الولیمۃ۔ وکتاب عمل الیوم واللیلۃ، ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دسترخوان اٹھالیا جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پڑھتے: سب تعریف اللہ کے لیے ہے بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی۔ اے ہمارے رب! یہ کبھی ختم نہ ہو اور نہ ایک بار مل کر دوبارہ نہ ملے اور نہ ایسی کہ جس کی حاجت نہ رہے۔

۲۴۷۲ - ح: [دُعَاءُ الطَّعَامِ الْاٰخَرُ]

کھانے کی دوسری دعا

۲۴۷۲ - عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ، وَقَالَ مَرَّةً اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ، قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَاٰوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُوْرٍ. وَقَالَ مَرَّةً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبَّنَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى، رَبَّنَا.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوئے اور کبھی کہا: جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو کہتے: سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو ہمیں کافی ہے جس نے ہمیں سیراب کیا جو منقطع نہ ہو، جس میں ناشکری نہ کی جائے، اور کبھی کہتے: تمام تعریفیں ہمارے پروردگار اللہ کے لیے ہیں جو منقطع نہ ہو اور جو ایک بار آنے کے بعد دوبارہ نہ آئے اور نہ ایسی جس کی طرف حاجت نہ رہے اے ہمارے پروردگار!

[دسترخوان اٹھانے سے پہلے دعا پڑھے یا بعد میں؟]

پہلے طریقے میں صرف یہ ہے: جب دسترخوان اٹھالیا جاتا تو یہ دعا پڑھتے، اور دوسرے طریقے میں یہ ہے کہ جب کھانے سے

Marfat.com

فارغ ہوتے' اور کبھی کہا: جب دسترخوان اٹھالیا جاتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اختیار ہے فارغ ہوتے ہی فوراً دعا مانگ لے یا جب دسترخوان اٹھالیا جائے تب دعا مانگے۔ بزرگوں کا طریقہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کھانا اٹھانے سے پہلے دعا مانگا کرتے ہیں۔ کھانے کے بعد اسی دعا کی تخصیص نہیں۔ احادیث میں متعدد دعائیں وارد ہیں جن کو حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے بہارِ شریعت کی سولہویں جلد میں جمع فرمادیا ہے جسے توفیق ہو سب دعائیں پڑھے ورنہ کوئی ایک پڑھے۔ ''غَيْرَ مَكْفِيٍّ'' یہ کفایت سے اسم مفعول ہے۔ اصل میں ''مکفوی'' تھا ''سید'' کے قاعدہ سے واؤ کو یاء سے بدلا' یاء کا یاء میں ادغام کردیا اور فاء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔ مراد یہ ہے کہ منقطع نہ ہو۔

بَابُ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ (ص ۸۲۰)

کھا کر شکر کرنے والے والا روزہ دار صبر کرنے والے کے مثل ہے

ت ۷۰۲ - فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''الطاعم الشاكر بمنزلة الصائم الصابر'' اور امام حاکم نے ''مثل الصائم الصابر'' روایت کیا ہے جیسا کہ باب میں ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يُدْعٰى اِلٰى طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِيَ (ص ۸۲۱)

ایک شخص کھانے کے لیے بلایا گیا اور اس کے ساتھ کوئی اور ہو گیا تو وہ یہ کہے کہ یہ میرے ساتھ ہے

ت ۷۰۳ - وَقَالَ اَنَسٌ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مُسْلِمٍ لَا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ.

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم کسی مسلمان کے پاس جاؤ جو متہم نہ ہو تو اس کے کھانے سے کھاؤ اور اس کے پینے کی چیز سے پیو۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا۔ پوری تفصیل یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کوئی مسلمان کسی مسلمان کے پاس گیا خواہ بلایا گیا ہو یا نہ بلایا گیا ہو اور وہاں کھانے یا پینے کی چیز پائی تو کھائے یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھائے اور پیے جب کہ وہ شخص جس کے پاس گیا ہے اپنے دین و مال میں متہم نہ ہو۔ مثلاً بدمذہب نہ ہو یا فاسق ملعن نہ ہو اور اس کی آمدنی حرام کی نہ ہو۔

بَابُ اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهٖ (ص ۸۲۱)

جب شام کا کھانا موجود ہو تو کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے

۲۴۷۳ - وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ تَعَشّٰى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ شام کا کھانا کھایا اور وہ امام کی قراءت سن رہے تھے۔

۲۴۷۴ - عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَاءِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب نماز قائم کی جائے اور شام کا کھانا آجائے تو پہلے کھانا کھاؤ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۱- کِتَابُ الْعَقِیْقَةِ (ص ۸۲۱)

عقیقہ کا بیان

عقیقہ اس بال کو کہتے ہیں جو ساتویں دن مولود کے سر سے مونڈا جاتا ہے اور عرف میں اس بکری کو کہتے ہیں جو ساتویں دن بچے کی پیدائش کے شکریہ میں ذبح کی جاتی ہے۔

نیز اس خاص ذبح کو عقیقہ کہتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ عقیقہ مستحب ہے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سنت نہیں' اس سے مراد ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں۔ عقیقہ ساتویں روز مستحب ہے اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکا تو جب توفیق ہو کرے۔ بہتر یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کا دن یاد رکھا جائے۔ اس سے ایک دن پہلے کیا جائے مثلاً بچہ ہفتہ کو پیدا ہوا تو جمعہ کے دن کیا جائے۔ عقیقہ کر کے بچے کا بال مونڈا جائے اور بال کو چاندی سے تول کر صدقہ کیا جائے۔ پانی میں زعفران بھگو کر بچے کے سر پہ ملا جائے اور ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا۔ اگر کسی کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو وہ خود اپنی طرف سے عقیقہ کر سکتا ہے' خواہ کتنی ہی عمر ہو گئی ہو۔ فتاوٰی تنقیح الحامدیہ[1] میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا۔

بَابُ تَسْمِیَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ یُوْلَدُ لِمَنْ لَّمْ یَعُقَّ عَنْهُ وَتَحْنِیْكِهٖ (ص ۸۲۱)

پیدائش کے دن اس بچے کا نام رکھنا جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اور اس کی تحنیک کرنا

۲۴۷۵ - عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِیْمَ فَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهٗ اِلَیَّ وَكَانَ اَكْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی. (بخاری۔ کتاب الادب۔ باب: من سمی باسماء الانبیاء ص ۹۱۵' مسلم۔ کتاب الاستیذان)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے ایک بچہ ہوا۔ میں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ حضور نے ان کا نام ابراہیم رکھا اور چھوہارا چبا کر ان کے تالو میں چپکایا اور ان کے لیے برکت کی دعاء کی اور ان کو مجھے دیا اور یہ ابوموسیٰ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عقیقہ کرنے سے پہلے بھی نام رکھنا جائز ہے' مگر افضل وہی ہے جو ہم نے پہلے لکھا۔

تحنیك

"تحنیك" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چھوہارا چبا کر بچے کے تالو میں چپکا دیا جائے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو علماء

[1] فتاوٰی تنقیح الحامدیہ۔ ج ۲ ص ۲۳۳

Marfat.com

مشائخ، صالحین میں سے کسی کی خدمت میں پیش کیا جائے اور کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں۔

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ (ص ۸۲۲)

عقیقہ میں بچے سے گندگی دور کرنا

۲۴۷۶- حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى.

حضرت سلمان بن عامر ضبی نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: بچے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو۔

اس حدیث کی امام بخاری نے یہاں پانچ طریقے سے تخریج کی ہے چار پہلے والے طریقوں میں صرف یہ ہے "مَعَ الْغُلَام عَقِيقَة" اور آخری طریقے میں وہ زیادتی ہے جو ہم نے ذکر کی۔ ان احادیث میں بعض طرق کو شراح نے معلق کہا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔

مع الغلام عقيقة..... (بچے کے ساتھ عقیقہ ہے)

اس سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو یہ کہتے ہیں کہ عقیقہ واجب ہے۔ نیز امام حسن وقتادہ کا مذہب یہ ہے کہ عقیقہ صرف بچے کی طرف سے کیا جائے گا اور بچی کی طرف سے نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ عقیقہ مستحب ہے۔ بچے اور بچی دونوں کی طرف سے کیا جائے گا۔ ترمذی[1] میں ہے کہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں پورے سال کی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔ نیز اسی میں ہے کہ حضرت ام کرز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیقے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک۔ اس سے تم پر کوئی ضرر نہ ہوگا کہ وہ مادہ ہوں یا نر۔

اَذٰى

"اَذٰى" سے مراد وہ بال ہے جو پیدائش کے وقت سر پر ہوتا ہے۔

۲۴۷۷- عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ اَمَرَنِي ابْنُ سِيْرِيْنَ اَنْ اَسْاَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيْثَ الْعَقِيْقَةِ؟ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

حبیب بن شہید نے کہا: مجھے ابن سیرین نے حکم دیا کہ میں حضرت حسن بصری سے پوچھوں کہ عقیقے کی حدیث انہوں نے کس سے سنی تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے۔

اس حدیث کے متن کو امام بخاری نے ذکر نہیں کیا۔ اصحاب سنن نے قتادہ کی روایت سے اس کا متن یہ ذکر کیا ہے: "اَلْغُلَام مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى" بچہ اپنے عقیقے میں مرتہن ہے۔ اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے اور اس کے سر کو منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔ اس حدیث کی سند پر کچھ کلام کیا گیا ہے ایک یہ کہ عبداللہ بن ابی الاسود کے شیخ قریش بن انس کو خلط ہوتا تھا۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے کہا کہ حسن بصری کا سماع سمرہ بن جندب سے ثابت نہیں۔ اس کا جواب کچھ لوگوں نے یہ دیا کہ ہوسکتا ہے کہ عبداللہ بن ابی الاسود نے قریش بن انس سے اختلاط سے پہلے سنا ہو اور ابن حزم نے کہا کہ

[1] ترمذی۔ ج ۱ ص ۱۸۳۔ باب: ما جاء فی العقیقة

Marfat.com

امام حسن بصری کا حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے عقیقے کی حدیث کے سوا سماع ثابت نہیں۔ اسی لیے امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔

بَابُ الْفَرَعِ (ص ۸۲۲)

فرع کا بیان

۲۴۷۸ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ. قَالَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ، كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ، وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: فرع اور عتیرہ نہیں۔ فرع جانور کے اس پہلے بچے کو کہتے تھے جس کو مشرکین اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ہوتا تھا۔

عام روایتیں یہی ہیں کہ فرع اور عتیرہ نہیں مگر نسائی کی ایک روایت میں یہ ہے: ''نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الفرع والعتيرة'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا۔ اس کے برخلاف بہت سی حدیثوں میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرع اور عتیرہ کی اجازت دی۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں لوگ اس کو قربت سمجھ کر کرتے تھے اور فرع بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ ممانعت کا محمل یہ ہے کہ بتوں کے نام پر ذبح کرنا مطلقاً منع ہے بلکہ کفر ہے، اللہ کے نام پر ذبح کرنے کی اجازت ہے۔ وہ بھی کوئی قربت نہیں صرف مباح ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۲- كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ وَالتَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ (ص ۸۲۳)

ذبیحہ اور شکار اور بسم اللہ پڑھنے کا بیان

بَابٌ

[اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی تفسیر]

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ○﴾ (المائدہ:۳).

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر فال نکالنا۔ یہ گناہ کا کام ہے' آج تمہارے دین کی طرف کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو○

وَقَوْلِهٖ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○﴾ (المائدہ:۹۴)

اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں کہ اللہ پہچان کرا دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں' پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے اس کے لیے دردناک عذاب ہے○

ت ۷۰۴- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْعُقُوْدُ﴾ (المائدہ:۱) اَلْعُهُوْدُ: مَا اُحِلَّ وَحُرِّمَ ﴿اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾.

اور حضرت ابن عباس نے فرمایا: یہاں عقود سے مراد جن چیزوں کو حلال فرمایا اسے حلال سمجھنا اور جن چیزوں کو حرام فرمایا اسے حرام سمجھنا اور چوپائے حلال ہیں مگر وہ جن کے حرام ہونے کا ذکر آگے ہے۔

پوری آیت یہ تھی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ

اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو' تمہارے لیے حلال

Marfat.com

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ (المائدہ:۱) ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو تم کو آگے سنایا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد خنزیر ہے' یعنی چوپاؤں کی نوع میں خنزیر کی حرمت صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ بقیہ جانوروں کا حرام ہونا عوارض کی وجہ سے ہے مثلاً حالت احرام کا شکار یا نطیحہ وغیرہ۔

﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ يَحْمِلَنَّكُمْ ﴿شَنَاٰنُ﴾ عَدَاوَةُ..... تم کو عداوت برانگیختہ نہ کرے ﴿الْمُنْخَنِقَةُ﴾ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ..... جس کا گلا گھونٹ دیا جائے اور وہ مر جائے ﴿الْمَوْقُوْذَةُ﴾ تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ يُوْقِذُهَا فَتَمُوْتُ..... جس کو لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔ مراد یہ ہے کہ بغیر دھار دار آلے سے مارا جائے ﴿وَالْمُتَرَدِّيَةُ﴾ تَتَرَدّٰى مِنَ الْجَبَلِ..... جو پہاڑ سے گر کر مرے' پہاڑ کی تخصیص نہیں' کسی بلندی سے گر کر مرے یا کنویں یا گڑھے میں گر کر مرے ﴿النَّطِيحَةُ﴾ تُنْطَحُ الشَّاةُ' فَمَا اَدْرَكْتَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهِ اَوْ بِعَيْنِهِ فَاذْبَحْ وَكُلْ..... جسے بکری نے سینگ مار دیا ہو تو جس کو پاؤ تم کہ اس کی دم یا آنکھ ہل رہی ہو اسے ذبح کرو اور کھاؤ۔ بکری کی تخصیص نہیں' کسی بھی جانور نے سینگ مارا ہو یا پاؤں سے روند دیا ہو اور مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے لیکن اگر وہ زندہ ہو تو ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔ زندہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ دم ہلا رہا ہو' یا پاؤں ہلا رہا ہو' یا آنکھ ہلا رہا ہو۔

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ (ص ۸۲۳) تیر کی ڈنڈی کا شکار

توضیح

شکار پر تیر چلایا مگر اس کا پھل شکار کو نہ لگا مگر اس کی ڈنڈی اتنی زور سے لگی کہ شکار مر گیا مثلاً پرندہ تھا یا خرگوش' اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے مارا اور جانور مر گیا تو وہ بھی حرام ہے۔ یہ "وقیذہ" میں داخل ہے۔

ت۷۰۵ - وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ. وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَاِبْرَاهِيْمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ. وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْاَمْصَارِ' وَلَا يَرٰى بَاْسًا فِيْمَا سِوَاهُ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو غلّے سے مارا گیا ہو موقوذہ ہے یعنی حرام ہے اور اسے سالم اور قاسم اور مجاہد اور ابراہیم اور عطاء اور حسن نے مکروہ جانا اور حسن نے یہ بھی مکروہ جانا کہ بستیوں اور شہروں میں غلّے پھینکے جائیں اور بستی کے علاوہ میں کوئی حرج نہیں جانا۔

اس زمانے میں مٹی کے غلّے بنائے جاتے تھے اسی کا یہ حکم مذکور ہے۔ اسی پر قیاس کر کے بندوق کے سیسے کی گولی سے جو جانور شکار کیا جائے وہ بھی حرام ہے۔

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ (ص ۸۲۳) کمان کے شکار کا بیان

ت۷۰۶ - وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ اَوْ رِجْلٌ' لَا يَاْكُلُ الَّذِيْ بَانَ وَيَاْكُلُ سَائِرَهُ.

امام حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے فرمایا: جب کسی شکار کو مارا اور اس کا ہاتھ یا پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا ہو تو جو الگ ہو گیا اسے نہ کھائے اور بقیہ کو کھائے۔

ت۷۰۷ - وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ اَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ.

اور امام ابراہیم نخعی نے فرمایا: جب تو اس کی گردن کو مارے یا کمر کو مارے تو اسے کھا۔

ت۷۰۸- وَقَالَ الْاَعْمَشُ' عَنْ زَيْدٍ اِسْتَعْصٰى عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ' فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّضْرِبُوْهُ

اور اعمش نے کہا: زید بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی آل کے قبضے سے ایک گورخر نکل گیا تو انہوں

Marfat.com

حَيْثُ تَيَسَّرَ، دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ.

نے انہیں حکم دیا کہ جہاں ہو سکے اس کو مارو۔ جو اس کے جسم سے کٹ کر گر جائے اسے چھوڑ دو بقیہ کھاؤ۔

ذبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) اختیاری اور (۲) اضطراری۔

(۱) اختیاری: یہ ہے کہ جانور اپنے قابو میں ہو تو یہ ضروری ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں یا کم از کم تین۔

(۲) اضطراری: یہ ہے کہ جانور قابو میں نہیں مثلاً جانور بھاگ رہا ہے یا گڑھے وغیرہ میں گر گیا ہے' اس کا ظنِ غالب ہے کہ گڑھے سے نکالتے نکالتے مر جائے گا تو ایسی حالت میں کسی دھار دار آلے سے جسم کے کسی حصے میں زخم لگا دیا جائے بسم اللہ پڑھ کر۔ ہاں! جسم کا کوئی عضو اگر کٹ کر الگ ہو جائے اس کا کھانا جائز نہیں۔

۲۴۷۹- ح: [صَيْدُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ حَلَالٌ] شکاری کتے کا شکار حلال ہے

۲۴۷۹- عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ، اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ، اَفَنَاْكُلُ فِیْ اٰنِيَتِهِمْ؟ وَبِاَرْضِ صَيْدٍ، اَصِيْدُ بِقَوْسِیْ، وَبِكَلْبِی الَّذِیْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، وَبِكَلْبِی الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِیْ؟ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا، وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا. وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

(بخاری۔ باب: ما جاء فی التصید ص ۸۲۵۔ باب: اٰنیة المجوس والمیتة ص ۸۲۶)

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں ہیں' کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی سرزمین میں ہیں۔ میں اپنی کمان اور اپنے اس کتے سے شکار کرتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں اور اپنے اس کتے سے جو سدھایا ہوا ہے شکار کرتا ہوں۔ ان میں سے کون میرے لیے درست ہے؟ فرمایا: تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا پس اگر تم ان کے علاوہ اور کوئی برتن پاؤ تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر تم دوسرا برتن نہ پاؤ تو ان کے برتنوں کو دھوؤ اور ان میں کھاؤ اور جو تم اپنی کمان سے شکار کرو اور اللہ کا نام ذکر کرو تو اسے کھاؤ اور جو تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا اور اللہ کا نام لیا تو کھاؤ اور جو اپنے بغیر سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا پس اگر اسے زندہ پاؤ اور ذبح کر لو تو اسے کھاؤ۔

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ (ص ۸۲۳) روڑا اور غُلّہ مارنا

۲۴۸۰- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهُ رَاٰی رَجُلًا يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ، اَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ، قَالَ اِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَاُ بِهٖ عَدُوٌّ، وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَاُ الْعَيْنَ. ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ روڑا پھینک رہا ہے تو اس سے فرمایا: روڑا مت پھینک' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روڑا پھینکنے سے منع فرمایا یا روڑا پھینکنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کہ اس سے نہ تو شکار ہوتا ہے اور نہ دشمن کو زخم پہنچتا ہے لیکن وہ کبھی دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس شخص کو دیکھا کہ روڑا پھینک رہا ہے تو اس سے فرمایا: میں نے تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

وَاَنْتَ تَخْذِفُ، لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا.

(مسلم۔کتاب الذبائح)

حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے روڑا پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا روڑا پھینکنے کو ناپسند فرمایا ہے پھر بھی تو روڑا پھینک رہا ہے، میں تجھ سے اتنے اتنے دن بات نہیں کروں گا۔

''خَذْفٌ'' انگلیوں سے کنکری پھینکنا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی سے کنکری پھینکنا' یا گوپھن وغیرہ سے پھینکنا۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ بلاضرورت کنکر ڈھیلا وغیرہ اِدھر اُدھر پھینکنا منع ہے۔

بَابٌ اِذَا اَكَلَ الْكَلْبُ (ص ۸۲۴)

جب شکار کو کتا کھائے (تو اسے نہ کھاؤ)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَسْاَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ﴾ (المائدہ:٤) الصَّوَائِدُ وَالْكَوَاسِبُ ﴿اِجْتَرَحُوْا﴾ (الجاثیہ: ٢١) اِكْتَسَبُوْا. ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۝﴾ (المائدہ:٤).

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اے محبوب! تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا؟ تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں' اور شکاری جانور جو تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے اور جو علم تمہیں خدا نے دیا انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور ان پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۝ ''اِجْتَرَحُوْا'' کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے کمایا۔

توضیح

اس آیت میں ''طیبات'' سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں سلیم الطبع لوگ کھائیں تو انہیں گھن نہ آئے۔ اس کے بالمقابل خبیث ہے یعنی گھناؤنی چیزیں جنہیں سلیم الطبع لوگ کھانے سے گھن کریں۔

کلب معلم

وہ شکاری جانور ہے جسے سدھا لیا گیا ہو یعنی اسے اس کا عادی بنا دیا گیا ہے کہ شکار دیکھ کر خود ان پر نہ جھپٹے' جب اسے شکار پر چھوڑا جائے تو جائے اور جب بلایا جائے تو فوراً واپس آجائے اور شکار کو پکڑ کر اس میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مار کر یا زخمی کر کے چھوڑ دے یا مالک کے پاس اٹھا لائے۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو وہ معلم نہ ہوگا۔ اس کا کیا ہوا شکار کھانا حرام ہوگا۔ شکار کے حلال ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

وہ جانور مسلمان کا ہو۔ بسم اللہ پڑھ کر اسے چھوڑا گیا ہو۔ اس نے جانور کو دانتوں یا ناخنوں سے زخمی کیا ہو اور اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو اور اگر وہ جانور شکاری کو زندہ ملا تو اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس معلم جانور کے ساتھ غیر معلم شکار میں شریک نہ ہو یا کسی غیر مسلمان کا شکاری جانور شریک نہ ہوا ہو یا بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے چھوڑا ہوا جانور شریک نہ ہوا ہو۔ کتے ہی کی تخصیص نہیں' کسی بھی درندہ جانور کو سدھا لیا جائے خواہ وہ چوپایہ ہو یا پرندہ ہو مثلاً چیتا' شکرہ' باز' شاہین وغیرہ۔

مکلب

یہ ''کلب'' سے مشتق ہے۔ اس سے مراد ہے سدھایا ہوا شکاری جانور' چونکہ زیادہ تر کتے ہی سے شکار رائج ہے اس لیے اسی سے یہ لفظ بنایا اور مراد معنی عام ہے۔ سدھایا ہوا شکاری جانور' یا یہ ''کَلَبٌ'' سے مشتق ہے جس کے معنی سدھانے کے ہیں۔

Marfat.com

اجترحوا

''اجترحوا'' کا ذکر یہاں استطراداً ہے۔ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ''اجترح'' کا معنی ''اکتسب'' بھی ہے۔

جوارح

''جوارح''، ''جارحة'' کی جمع ہے۔ اس سے مراد شکاری جانور ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں: کمانے والے۔

ت۷۰۹ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ فَتُضْرَبُ وَتُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ. وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ. وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور اگر کتا کھالے تو اس نے شکار کو خراب کر دیا، اس نے اپنے لیے اسے روکا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم کو جو علم دیا ہے اس سے انہیں سکھاؤ، تو اسے مارا جائے اور سکھایا جائے یہاں تک کہ چھوڑ دے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے مکروہ جانا اور عطاء نے کہا: اگر خون پیے اور کھائے نہیں تو کھاؤ۔

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اگر شکاری جانور شکار میں سے کچھ کھائے تو اس کا کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے، مگر یہ حکم صرف چوپائے شکاری جانوروں کے لیے ہے۔ اگر وہ شکاری جانور پرندہ ہے جیسے شکرہ یا باز اور اس نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو باقی کے کھانے میں حرج نہیں اور اگر کتے نے صرف خون پیا گوشت نہیں کھایا تو بھی شکار حلال ہے۔

بَابُ [المائدہ:۶ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ (المائدہ:۹۶). (ص ۸۲۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تمہارے لیے دریا کا شکار حلال کیا گیا۔

توضیح

یہ آیت محرم کے بارے میں وارد ہے کہ حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے مگر دریائی جانور کا شکار کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے، مگر اس کے عموم سے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے استدلال کیا کہ دریا کے تمام جانور حلال ہیں۔ صرف مچھلی کی تخصیص نہیں۔

ت۷۱۰ - وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهُ مَا اصْطِيْدَ ﴿وَطَعَامُهُ﴾ (المائدہ:۹۶) مَا رَمٰى بِهِ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''صید'' سے مراد وہ جانور ہے جسے شکار کیا جائے اور طعام سے مراد وہ جانور ہے جسے دریا پھینک دے۔

مثلاً موج اٹھی اور خشکی پر گری، اس میں مچھلیاں آ گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ طعام سے مراد وہ ہے جسے زاد راہ کے طور پر ساتھ رکھا جائے۔

ت۷۱۱ - وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ اَلطَّافِيْ حَلَالٌ.

اور حضرت ابوبکر نے فرمایا: جو مچھلی پانی کے اوپر آ جائے وہ حلال ہے۔

یعنی جو مچھلی دریا کے پانی میں مر جائے اور مر کر پانی کے اوپر دریا میں تیرنے لگے اس کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف

Marfat.com

ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں۔ ہماری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے: جس کو دریا نے باہر ڈال دیا یا دریا سے نکالی گئی اسے کھاؤ اور جو پانی میں مر جائے اور اوپر آ جائے اسے نہ کھاؤ۔ اس حدیث کی سند پر کلام کیا گیا ہے مگر علامہ عینی نے تحقیق فرمائی کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ت ۷۱۲ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ، إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیۂ کریمہ میں طعام سے مراد سمندر کا مردہ جانور ہے مگر وہ جس سے گھن آئے۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ مچھلی کے علاوہ اور کوئی دریائی جانور حلال نہیں' اس لیے کہ سب کے کھانے سے سلیم الطبع لوگوں کو گھن آتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ''وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ'' (اعراف:۱۵۷) اور ان پر گھناؤنی چیزیں حرام فرماتے ہیں۔

''وَالْجِرِّيْثُ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ''..... اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جریث کو یہود نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں ''جِرِّيْث'' ایک قسم کی مچھلی ہے سانپ کے شکل کی جس پر چونیاں نہیں ہوتیں جس کو فارسی میں مار ماہی اور ہماری زبان میں بام کہتے ہیں' یہ حلال ہے۔

ت ۷۱۳ - وَقَالَ شُرَيْحٌ، صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ.

حضرت شریح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نے فرمایا: سمندر کی ہر چیز ذبح کی ہوئی ہے۔

یعنی اسے کھانے کے لیے ذبح کی ضرورت نہیں۔ اس میں لم یہ ہے کہ خشکی کے جانور میں خون ہوتا ہے جو ناپاک ہے۔ ذبح کر کے اس کو اس سے نکال دیا جاتا ہے اور دریائی جانور میں خون نہیں ہوتا اس لیے اس کے ذبح کی ضرورت نہیں۔

بخاری کے ہندوستانی نسخوں میں ابو شریح ہے مگر فتح الباری' عمدۃ القاری قسطلانی میں شریح ہے اور یہی صحیح ہے۔

ت ۷۱۴ - وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يُذَبَّحَهُ.

اور عطاء نے کہا کہ چڑیا کو ذبح کرے۔

ت ۷۱۵ - وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ، أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ؟ قَالَ نَعَمْ، ثُمَّ تَلَا ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ (فاطر:۱۲).

ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا کہ نہروں اور سیلاب کے گڑھوں کا شکار دریا کا شکار ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر تلاوت فرمایا: یہ میٹھا ہے نہایت شیریں' اس کا پینا خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے نہایت کڑوا اور ہر ایک میں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔

ت ۷۱۶ - وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَاءِ.

اور امام حسن رضی اللہ عنہ پانی کے کتوں کی کھال کی زین پر سوار ہوئے۔

غالباً امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ کلب الماء حلال ہے۔ اگر حرام ہوتا تو اس کی کھال ناپاک ہوتی پھر اس کی کھال پر سوار ہونا جائز نہ ہوتا۔

اقول وهو المستعان: کھال کی زین دباغت کے بعد بنائی جاتی ہے اور دباغت کے بعد ہر کھال پاک ہو جاتی ہے سوائے خنزیر کے اگرچہ وہ مردار حرام جانور کی ہو۔

ت ۷۱۷ - وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِيْ أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ.

اور امام شعبی نے کہا: اگر میرے اہل مینڈک کھائیں تو میں ان کو کھلاؤں گا۔

Marfat.com

امام شعبی کا مذہب یہی تھا مگر صحیح یہ ہے کہ مینڈک کا کھانا جائز نہیں۔ ابوداؤد نے کتاب الطب[1] اور کتاب الادب میں اور نسائی نے کتاب الصید میں عبدالرحمٰن بن عثمان سے روایت کیا ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مینڈک کے بارے میں پوچھا کہ اسے دوا میں شامل کروں تو حضور نے اس کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ اور ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسانید میں روایت کیا۔ نیز دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے اور ظاہر ہے کہ مینڈک کو قتل کیے بغیر کھانا ممکن نہیں اس لیے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔

ت۷۱۸ - وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلْحَفَاةِ بَأْسًا. اور امام حسن بصری نے کچھوا کھانے میں کوئی حرج نہیں جانا۔

ہمارے نزدیک کچھوا کھانا بھی حرام ہے اس لیے کہ یہ بھی گھناؤنی چیز ہے اور خبائث میں داخل ہے۔

ت۷۱۹ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ نَصْرَانِيٍّ اَوْ يَهُوْدِيٍّ اَوْ مَجُوْسِيٍّ. اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دریا کا شکار کھا اگرچہ اسے نصرانی یا یہودی یا مجوسی نے شکار کیا ہو۔

ت۷۲۰ - وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فِي الْمُرِّيِ ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّيْنَانُ وَالشَّمْسُ. اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مُری کے بارے میں فرمایا کہ شراب کو مچھلیوں اور دھوپ نے ذبح کر دیا۔

اہل شام شراب میں مچھلی اور نمک ڈال کر دھوپ میں رکھ دیتے' جب وہ بدل جاتا تو کھاتے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال ہے جیسے وہ شراب جو کہ سرکہ ہو جائے۔

بَابُ اَكْلِ الْجَرَادِ (ص۸۲۶)

ٹڈی کھانے کا بیان

۲۴۸۱ - عَنِ ابْنِ اَبِي اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا، كُنَّا نَاْكُلُ الْجَرَادَ مَعَهُ.

حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر سات یا چھ غزوے کیے اور ہم حضور کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

ٹڈی کھانا جائز ہے اور اسے بغیر ذبح کیے ہوئے کھایا جاتا ہے۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ' وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا (ص۸۲۶)

ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا

ت۷۲۱ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾ (الانعام:۱۲۱) وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو تسمیہ بھول گیا تو کوئی حرج نہیں' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے بے شک وہ فسق ہے' اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے۔

توضیح

ذبح صحیح ہونے کے لیے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا شرط ہے۔ اگر کوئی قصداً نہ پڑھے تو جانور مردار ہو جائے گا اور اگر بھول گیا نہیں پڑھا تو کوئی حرج نہیں۔ امام بخاری نے اس کی تائید میں آیت مذکورہ نقل فرمائی۔ وجہ احتجاج یہ ہے کہ جس جانور میں ذبح کے

[1] ابوداؤد۔ کتاب الطب۔ ج۲ ص۱۸۵

Marfat.com

وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کے نہ کھانے کی وجہ اللہ عزوجل نے یہ بیان فرمائی کہ یہ فسق ہے' فسق اسی وقت ہوگا جب قصداً بسم اللہ نہ پڑھی اور اگر بھول گیا' نہیں پڑھا تو فسق نہیں' جب فسق نہیں تو اس کے کھانے میں حرج نہیں۔

وَقَوْلُهٗ ﴿وَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيَآئِهِمْ﴾ (الانعام:۱۲۱).

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک شیاطین اپنے اولیاء کے دل میں ڈالتے ہیں (تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو مشرک ہو جاؤ گے)۔

توضیح.....(ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا قصداً چھوڑ دیا' کیا حکم ہے؟)

حضرت امام شافعی کے نزدیک ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں۔ اگر کوئی شخص قصداً بسم اللہ نہ پڑھے تو بھی جانور حلال ہے اور وہ آیۂ کریمہ "فلا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ" کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے مراد مردار ہے یا وہ جانور ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے اسی کو فسق کہا گیا ہے' جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا گیا: "او فسقا اُھِلّ لغیر اللہ بہ" اور اس پر قرینہ بعد کی آیت ہے۔ فرمایا: شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ ان کے دل میں یہ ڈالتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے جسے تم قتل کرتے ہو اسے کھاتے ہو اور جسے اللہ مار ڈالے اسے نہیں کھاتے۔ اس سے سمجھ میں آ گیا کہ شروع آیت میں جو مذکور ہے: جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ' اس سے مراد مردار ہے۔

بَابُ ذَبَائِحِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا' مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ

اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کی چربیاں وہ حربی ہوں یا کچھ اور

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (المائدہ:۵). (ص۸۲۸)

اور اللہ عزوجل کے ارشاد کی تفسیر: آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

توضیح

اس آیت میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے۔ چونکہ اس عہد کے یہود و نصاریٰ بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کرتے تھے اور یہ ان کی عادت معلوم و مشہور تھی' اس لیے ان کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے کھانا حلال تھا۔ آج کے یورپ کے باشندے اگرچہ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں مگر عام طور پر یہ دہریہ ہو چکے ہیں اور یہ بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے جھٹکا دیتے' ہیں۔ اب تو مشینوں سے ذبح کا رواج ہو گیا ہے' اس لیے یورپ کے نصاریٰ کا گوشت کھانا جائز نہیں' یعنی جو گوشت پکاتے ہوں یا بیچتے ہوں ان کا کھانا جائز نہیں۔

ت۷۲۲ - وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَاْسَ بِذَبِيْحَةِ نَصْرَانِيِّ الْعَرَبِ' وَاِنْ سَمِعْتَهٗ يُسَمِّيْ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَاْكُلْ' وَاِنْ لَّمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ اَحَلَّهُ اللّٰهُ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ.

امام زہری نے کہا: عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم نے سنا اس سے کہ نام لیتا ہے غیر اللہ کا تو نہ کھاؤ اور اگر اس سے نہ سنا تو بلاشبہہ اللہ نے اس کو حلال کیا حالانکہ ان کے کفر کو اللہ جانتا ہے۔

ت۷۲۳ - وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهٗ.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ذکر کی جاتی ہے۔

Marfat.com

یعنی اصل یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا جائز ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جانور کو اللہ کے نام پر نہیں ذبح کیا کسی اور کے نام پر ذبح کیا ہے تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ آج کل کے نصاریٰ کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ بوقتِ ذبح بسم اللہ نہیں پڑھتے ہیں بلکہ اب تو ذبح ہی نہیں کرتے۔ مشینوں کے حوالے کر دیتے ہیں یا ذبح سے پہلے جھٹکا دیتے ہیں جس میں یہ اندیشہ ہے کہ جھٹکا دینے میں ان رگوں کے کٹنے سے پہلے ہی مر نہ گیا ہو جن کا ذبح میں کٹنا ضروری ہے' اس لیے کہ جھٹکا جانور کو اوندھے لٹا کر پیٹھ کی طرف سے دیتے ہیں۔

ت۷۲۴ - وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ لَا بَاْسَ بِذَبِيْحَةِ الْاَقْلَفِ. حضرت حسن وابراہیم نے فرمایا کہ غیر مختون کے ذبیحے میں کوئی حرج نہیں۔

ت۷۲۵ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں طعام سے مراد ان کا ذبیحہ ہے۔

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ (ص۸۲۸)

چوپایوں میں سے جو بھڑک جائے وہ بہ منزلہ وحشی کے ہے

توضیح

یعنی اس کے حلال ہونے کے لیے ذبح اختیاری ضروری نہیں' اضطراری کافی ہے۔

ت۷۲۶ - وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ. اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے جائز کہا۔

ت۷۲۷ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا اَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِيْ يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِيْ بَعِيْرٍ تَرَدّٰى فِيْ بِئْرٍ مِنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَذَكِّهِ. اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پالتو چوپایوں میں سے جو تیرے قبضے سے باہر ہو جائے وہ شکار کے مثل ہے' یعنی اس میں اضطراری ذبح کافی ہے اور جو اونٹ کنویں میں گر جائے تو مقدور کے مطابق اس کو جیسے بھی زخمی کر دو تو وہ حلال ہے۔

ت۷۲۸ - وَرَاٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ. اور اس کو جائز جانا حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ (ص۸۲۸)

نحر اور ذبح کا بیان

ت۷۲۹ - وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَا ذَبْحَ وَلَا نَحْرَ اِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ. قُلْتُ اَيَجْزِيْ مَا يُذْبَحُ اَنْ اَنْحَرَهُ؟ قَالَ نَعَمْ' ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ' فَاِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ' وَالنَّحْرُ اَحَبُّ اِلَيَّ' وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْاَوْدَاجِ. قُلْتُ فَيُخَلِّفُ الْاَوْدَاجَ' حَتّٰى يَقْطَعَ النُّخَاعَ؟ قَالَ لَا اَخَالُ. وَاَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النُّخَاعِ' يَقُوْلُ يَقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ' ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى يَمُوْتَ. اور ابن جریج نے عطاء سے روایت کی' انہوں نے فرمایا: ذبح اور نحر صرف مذبح اور منحر میں ہے۔ میں نے کہا: کیا یہ کافی ہے کہ جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے نحر کیا جائے؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے گائے کے ذبح کرنے کا ذکر فرمایا۔ پس اگر تو ایسے جانور کو ذبح کرے جو نحر کیا جاتا ہے تو جائز ہے اور ایسے جانور کو نحر کرنا مجھے زیادہ پسند ہے اور ذبح اوداج کا کاٹنا ہے۔ ابن جریج نے کہا: پھر میں نے پوچھا کہ اگر اوداج سے آگے بڑھ جائے یہاں تک کہ حرام مغز کو

Marfat.com

کاٹ دے۔ انہوں نے کہا: میں گمان نہیں کرتا۔ پھر مجھے نافع نے خبر دی کہ بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حرام مغز کاٹنے سے منع فرمایا۔ فرماتے تھے کہ ہڈی سے اوپر اوپر کاٹا جائے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ مر جائے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ (البقرہ:٦٧). **وَقَالَ ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ۝﴾** (البقرہ:٧١).

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ کوئی گائے ذبح کرو۔ اور یہاں تک کہ فرمایا: پھر انہوں نے اس کو ذبح کیا اور قریب تھا کہ ایسا نہ کرتے۝

حضرت عطاء کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ذبح اختیاری ذبح کرنے کی جگہ ہی ہونا ضروری ہے اور وہ گردن ہے اور نحر منحر ہی میں ہونا ضروری ہے اور وہ گردن کا نچلا حصہ ہے۔ نحر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جانور کی گردن کے نچلے حصے میں جہاں سینے سے گردن ملتی ہے ایک چھوٹا سا گڑھا ہوتا ہے اس میں نیزہ گھونپ کر دائیں بائیں گھما دیا جائے۔ تاکہ ذبح میں جن رگوں کا کٹنا ضروری ہے وہ کٹ جائیں۔ ذبح کی جگہ پورا حلقوم ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ چار رگیں کٹ جائیں۔ حلقوم جس سے سانس آتی جاتی ہے۔ مری جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ ودج کی دونوں رگیں جو مری کے اغل بغل ہوتی ہیں جس سے خون کی روانی ہوتی ہے۔ ان میں سے تین رگوں کا کٹنا بھی کافی ہے یعنی حلقوم، مری اور ودجین میں سے ایک، حلقوم اور مری کا کٹنا ضروری ہے اور ودجین میں سے دونوں کا یا ایک کا۔ اگر ودجین کی دونوں رگیں کٹ گئیں اور صرف مری کٹی اور حلقوم نہ کٹا یا حلقوم کٹا اور مری نہ کٹی تو ذبح صحیح نہ ہوا۔ ''نَحَرَ'' حلق کے نچلے حصہ میں نیزہ گھونپ کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔ اونٹ میں نحر کرنا سنت ہے اور گائے بکری وغیرہ میں ذبح کرنا اور اگر ان کا اُلٹا کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے بکری کا نحر کیا تو بھی جانور حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ ذبح میں گردن اتنی زیادہ کاٹ دینا کہ حرام مغز تک پہنچ جائے مکروہ ہے یا سر کٹ کے جدا ہو جائے یہ بھی مکروہ ہے مگر ایسے جانور کا کھانا حلال ہے۔

امام عطاء نے جو یہ فرمایا کہ اگر حرام مغز تک کاٹ دیا جائے تو میں نہیں گمان کرتا۔ یعنی میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ت ۷۳۰ - وَقَالَ سَعِيْدٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ.

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ذبح کرنا حلق اور لبہ میں ہے۔

''لبہ'' گردن کے نچلے حصے کو کہتے ہیں جو سینے سے ملا ہوتا ہے۔ ذبح کی جگہ لبہ سے لے کر پوری گردن ہے۔ البتہ بعض علماء نے فرمایا کہ عقدہ کے اوپر ذبح کیا جائے تو ذبح صحیح نہ ہوگا، مگر یہ مرجوح ہے۔ صحیح یہ ہے کہ فوق العقدہ بھی ذبح کرنے سے مطلوبہ تین رگیں کٹ جائیں تو ذبح صحیح ہے۔

ت ۷۳۱- وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَاَنَسٌ اِذَا قَطَعَ الرَّاْسَ فَلَا بَاْسَ.

اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب سر کاٹ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، یعنی جانور حلال ہے اگرچہ یہ فعل ممنوع ہے کیونکہ اس میں جانور کو

Marfat.com

بلاضرورت ایذا دینا ہے۔

۲۴۸۲-ح: [اَلْفَرَسُ حَلَالٌ]

گھوڑا حلال ہے

۲۴۸۲- اَخْبَرَتْنِیْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَاَتِیْ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَکَلْنَاهُ.

(بخاری۔باب: لحوم الخیل ص۸۲۹)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں گھوڑے کو نحر کیا پھر ہم نے اس کو کھایا۔

بہ طریق عبدہ اس کے بعد جو روایت ہے اس میں ''ذبحنا فرسًا'' ہے لیکن پھر بعد میں بہ طریق جریر جو روایت ہے اس میں ''نحرنا'' ہی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ دونوں باتیں ہوئی ہوں۔ کبھی گھوڑے کو ذبح کر کے کھایا ہو کبھی گھوڑے کو نحر کر کے کھایا ہو۔ سابقاً گزر چکا کہ جس جانور کو ذبح کرنا مسنون ہے اگر اسے نحر کیا تو بھی وہ حلال ہے۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ ہشام کبھی ''نحرنا'' روایت کرتے کبھی ''ذبحنا'' اس لیے کہ ایک کی جگہ دوسرے کا اطلاق ان کے طرق میں شائع ذائع تھا۔ اصل حکم یہی ہے کہ گھوڑا حلال ہے مگر ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا کھانا مکروہ ہے' کیونکہ گھوڑا آلۂ جہاد ہے' اس کے کھانے میں آلۂ جہاد کی تقلیل ہے۔

اقول وھو المستعان: اس زمانے میں لڑائی کے لیے گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اب فقہائے کرام کو غور کرنا چاہیے کہ اب بھی کراہت باقی ہے یا ختم ہوگئی۔

بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ (ص۸۲۸)

مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ کرنا مکروہ ہے

توضیح

جسم کے کسی عضو کے کاٹنے کو مثلہ کہتے ہیں۔ جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے کو مصبورہ کہتے ہیں اور قریب قریب یہی معنی مجثمہ کے بھی ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ فرق کیا کہ مصبورہ عام ہے اور مجثمہ پرندے اور خرگوش کے ساتھ خاص ہے۔

۲۴۸۳-ح: [نَهٰی اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ]

چوپایوں کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا

۲۴۸۳- عَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَی الْحَکَمِ بْنِ اَیُّوْبَ' فَرَاٰی غِلْمَانًا' اَوْ فِتْیَانًا' نَصَبُوْا دَجَاجَةً یَرْمُوْنَهَا' فَقَالَ اَنَسٌ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

(مسلم۔ کتاب الذبائح' ابوداؤد۔ کتاب الاضاحی' ابن ماجہ)

ہشام بن زید نے کہا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسے نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو زمین میں گاڑ کر اسے تیر مار رہے ہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ چوپایوں کو باندھ کر انہیں نشانہ بنایا جائے۔

۲۴۸۴- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرٍو' عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ' وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِیْ یَحْیٰی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے پاس تشریف لے گئے۔ بنی یحییٰ میں سے ایک لڑکا ایک مرغی کو باندھ کر اسے تیر مار رہا تھا۔ حضرت ابن عمر مرغی کے پاس گئے اور اسے

Marfat.com

رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيهَا' فَمَشٰى اِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى حَلَّهَا' ثُمَّ اَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهٗ فَقَالَ اُزْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ اَنْ يَّصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ' فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

کھول دیا۔ پھر اسے لے کر آئے اور وہ لڑکا ان کے ساتھ تھا تو فرمایا: اپنے بچوں کو سختی سے روک دو کہ اس چڑیا کو قتل کے لیے باندھیں اس لیے کہ میں نے نبی ﷺ کو چوپائے وغیرہ کو قتل کرنے کے لیے باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرماتے سنا ہے۔

۲۴۸۵- ح: [لَعَنَ رَامِيَ الْبَهِيْمَةِ وَ مُمَثِّلِيْهَا]

جانوروں کو نشانہ بنانے والوں اور مثلہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی

۲۴۸۵ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ' فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ' اَوْ بِنَفَرٍ' نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا' فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا' وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا.

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ یہ لوگ کچھ ایسے جوانوں کے پاس سے گزرے جو ایک مرغی زمین میں گاڑ کر اسے تیر مار رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو بھاگ گئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کس نے یہ کیا ہے؟ بے شک نبی ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی جو ایسا کرے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی حیوان کا کوئی عضو بگاڑ دے اس پر لعنت ہے۔

ظاہر ہے کہ اس میں بے زبان مظلوم جانور کو ایذاء پہنچانا ہے اور مال کو ضائع کرنا ہے کیونکہ اس طرح جو جانور مر جائے گا اس کا کھانا جائز نہیں۔

بَابُ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ (ص ۸۳۰)

نوکیلے درندوں کے کھانے کا بیان

۲۴۸۶ - عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ' عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ.

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نوکیلے درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

[بجو اور لومڑی حرام ہے]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر نوکیلا درندہ حرام ہے۔ اس میں بجو اور لومڑی بھی داخل ہے۔ بجو کے بارے میں امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے بجو کھانے کی اجازت دی ہے۔ اسی بناء پر حضرت امام شافعی اسے حلال کہتے ہیں۔ ہماری دلیل حدیث زیر بحث کا عموم ہے اور جب معاملہ حلت و حرمت میں دائر ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ ترجیح حرمت کو دی جائے۔ کتاب الطب میں یہ زائد ہے: امام زہری نے کہا کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی سے یہ حدیث نہیں سنی مگر جب شام میں آیا تو سنی۔ اور بہ طریق لیث یہ زائد ہے کہ ابن شہاب نے یہ کہا کہ میں نے ان سے پوچھا: کیا وضو کرے گا؟ یا گدھیوں کا دودھ یا

Marfat.com

درندے کا پتہ یا اونٹ کا پیشاب پیئے گا' تو انہوں نے کہا کہ مسلمان اونٹ کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے' لیکن گدھیوں کے دودھ کے بارے میں ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے گوشت کھانے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور ہم کو ان کے دودھ کے بارے میں نہ اجازت دی ہے نہ ممانعت فرمائی ہے' لیکن درندے کے پتے کے بارے میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نوکیلے درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوا ہے کہ درندے کا پتہ کھانا جائز نہیں۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ کسی جانور کا پیشاب بطور دوا بھی استعمال کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ ناپاک ہے اور عرینہ وغیرہ والوں کا قصہ ''مستثنیات'' میں سے ہے۔

[جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے' ان کے دودھ کا حکم اور بکری کے سات اعضاء کھانے کی ممانعت]

اور جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے اور پتہ حلال جانوروں کا بھی جائز نہیں۔ صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے سات عضو کھانے سے منع فرمایا۔ اس میں پتہ بھی ہے۔ ان سب امور پر تحقیقی ابحاث فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اور ہمارے فتاویٰ میں بھی اختصار و تنقیح کے ساتھ مذکور ہے۔

بَابُ الْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِي الصُّوْرَةِ (ص ۸۳۱)

چہرہ میں داغنا اور نشان لگانا

۲۴۸۷ - عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے چہرہ پر نشان بنانے کو مکروہ جانا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُضْرَبَ. تَابَعَهٗ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ.

ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا۔

اہل عرب کی عادت تھی کہ جانوروں کے چہرے پر داغ دیا کرتے تھے یا سوئی وغیرہ چبھو کر نیل سے کچھ نشان بنا دیا کرتے تھے اس سے حضور اقدس ﷺ نے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پہلی حدیث موقوف تھی۔ امام بخاری اس کی تائید میں دوسری حدیث مرفوع لائے جس کے ایک طریقے میں صرف ''اَنْ تُضْرَبَ'' ہے اور دوسرے طریقے میں ''اَنْ تُضْرَبَ الصُّوْرَةُ'' ہے۔ صورت سے دونوں حدیثوں میں مراد چہرہ ہے اس لیے کہ حدیث گزر چکی کہ علامت کے لیے داغنا جائز ہے۔ چہرے پر مارنے کی ممانعت سے داغنے یا نشان لگانے کی ممانعت بہ درجۂ اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

۲۴۸۸ - ح: [سَمَّ اُذُنَ الشَّاةِ]

آپ (ﷺ) نے ایک بکری کے کان کو داغا

۲۴۸۸ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَخٍ لِّيْ يُحَنِّكُهٗ وَهُوَ فِيْ مِرْبَدٍ لَهٗ فَرَاَيْتُهٗ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهٗ قَالَ فِيْ اٰذَانِهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بھائی کو لے کر حاضر ہوا تا کہ حضور اس کی تحنیک کر دیں اور حضور اپنے ایک باڑے میں تھے اور ایک بکری کے کان کو داغ رہے تھے (شعبہ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ ہشام ابن زید نے کہا کہ اس کے کان میں)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چہرہ کے علاوہ کسی اور جگہ داغنا یا نشان لگانا جائز ہے جب کہ خفیف ہو اور بہ ضرورت ہو۔

Marfat.com

بَابٌ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً، فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا اَوْ اِبِلًا، بِغَيْرِ اَمْرِ اَصْحَابِهِمْ، لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ص ۸۳۱)

جب کسی قوم کو غنیمت ملے اور ان میں سے بعض بکری یا اونٹ کو ذبح کر دیں اپنے ساتھیوں کے بغیر اجازت، تو کھایا نہیں جائے گا رافع بن خدیج کی حدیث کی وجہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح

رافع بن خدیج کی حدیث سے مراد وہ حدیث ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کل ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوگی اور ہمارے ساتھ چھری نہیں تو فرمایا: جلدی میں وہ چیز لے جو خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھاؤ لیکن وہ دانت یا ناخن نہ ہو اور میں تم کو بیان کرتا ہوں اس کے بارے میں دانت ہڈی ہے اور ناخن اہل حبشہ کی چھری۔ جلد باز لوگ آگے بڑھ گئے اور انہوں نے غنیمتیں حاصل کیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے آخر میں تھے۔ ان لوگوں نے جانوروں کو ذبح کر کے ہانڈیاں چڑھا دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو ہانڈیاں اُلٹ دی گئیں اور حضور نے مالِ غنیمت ان کے درمیان تقسیم فرمایا اور ایک اونٹ دس بکری کے برابر کیا، پھر اگلے حصہ سے ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا، ان کے پاس گھوڑے نہیں تھے۔ ایک شخص نے اس کو تیر مارا تو اللہ نے اسے روک دیا، پھر فرمایا: ان چوپایوں میں بھڑکنے کی عادت ہوتی ہے جیسے وحشی جانور بھڑکتے ہیں، اگر چوپائے ایسا کریں تو اس کے ساتھ یوں ہی کرو۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کی اجازت کے مالِ غنیمت میں تصرف جائز نہیں۔

ت ۷۳۲ - وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِيْ ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اِطْرَحُوْهُ. حضرت طاؤس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما نے چور کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا کہ اسے پھینک دو۔

مراد یہ ہے کہ وہ چوری کا جانور ذبح کرے لیکن اگر کوئی چور ہے اور وہ اپنا مملوک جانور ذبح کرے یا کسی اور کا جانور اس کی اجازت سے ذبح کرے تو اس کا ذبح جائز ہے۔

بَابُ اَكْلِ الْمُضْطَرِّ

مضطر کا کھانا

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾ (البقرہ: ۱۷۲-۱۷۳) وَقَالَ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ﴾ (المائدہ:۳) وَقَوْلُهٗ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ○وَمَا لَكُمْ اَنْ لَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی وجہ سے: اے ایمان والو! ہم نے تم کو جو ستھری چیزیں دیں ان کو کھاؤ اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو○ اس نے یہی چیزیں تم پر حرام کی ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا اور جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے○ (البقرہ: ۱۷۲-۱۷۳) اور فرمایا: جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے (المائدہ: ۳) اور اللہ کا ارشاد: تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس

Marfat.com

حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ○﴾ (الانعام:۱۱۸-۱۱۹). وَقَوْلِهٖ ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾ (الانعام:۱۴۵). وَقَالَ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ○ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾ (النحل: ۱۱۴-۱۱۵).

کی آیتیں مانتے ہو○ اور تمہیں کیا ہوا؟ اس میں سے نہیں کھاتے ہو جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو اسے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو' اور بے شک بہت سے اپنی خواہشوں سے بغیر علم گم راہ کرتے ہیں اور بے شک تمہارا رب حد سے بڑھنے والوں کو خواب جانتا ہے○ (الانعام:۱۱۸۔۱۱۹) اور فرمایا: تم فرماؤ: میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام ہے مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا سور کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے○ (الانعام: ۱۴۵) اور ارشاد ہے: اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو' اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو○ تم پر یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور بد جانور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو پھر جو ناچار ہو نہ خواہش کرتا نہ حد سے بڑھتا' اللہ بخشنے والا مہربان ہے○ (النحل: ۱۱۴۔۱۱۵)

توضیح..... (حالت اضطرار میں جان بچانے کی مقدار حرام کھانے کی اجازت ہے)

حالت اضطرار میں جب کہ اکراہ شرعی پایا جائے بہ قدر ضرورت ان چیزوں کو کھانے پینے کی اجازت ہے جو حرام ہیں اور یہ ''لمن اضطر غیر باغ ولا عاد'' سے مستفاد ہے۔ اس آیت میں ''باغ'' سے مراد لغوی معنی ہے یعنی خواہش رکھنے والا اور ''عادٍ'' سے مراد حد سے بڑھنے والا ہے اور یہ اجازت مقیم کے لیے بھی ہے اور مسافر کے لیے بھی' خواہ اس کا سفر مباح ہو یا معصیت' البتہ امام شافعی ''باغ'' سے مراد فقہی معنی لیتے ہیں یعنی جو سلطان اسلام پر ناحق خروج کرے اور ''عادٍ'' سے مراد گناہ کا سفر کرنے والا مثلاً ڈاکہ ڈالنے کے لیے جا رہا ہو۔ ان کے یہاں باغی اور معصیت کے سفر میں نکلنے والا اگر مضطر ہو جائے تو بھی ان چیزوں کا کھانا جائز نہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۳- کِتَابُ الْاَضَاحِیِّ (ص ۸۳۲)
قربانی کا بیان

توضیح

''اَضَاحِی''، ''اُضحیہ'' ہمزہ کو کسرہ وضمہ دونوں کی جمع ہے۔ ''ضحایا'' اسی کے معنی میں ہے۔ ''ضحیۃ'' کی جمع ہے۔ اسی طرح ''الاضحٰی''، ''الاضحاۃ'' کی جمع ہے اس جانور کو کہتے ہیں جو عید کے دن اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے۔ اس کو ''اضیحہ'' اس لیے کہتے ہیں کہ عموماً یہ چاشت کے وقت ذبح کیا جاتا ہے ''اضحی'' مذکر بھی مستعمل ہے اور مونث بھی۔

بَابُ سُنَّةِ الْاُضْحِيَّةِ (ص ۸۳۲)
قربانی کا سنت ہونا

ت ۷۳۳ - وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوْفٌ.

اور حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ قربانی سنت ہے اور مشہور ہے۔

ہمارے نزدیک ہر مسلمان، آزاد، عاقل بالغ، مقیم پر یوم اُضحیہ جو مالک نصاب ہو اس پر واجب ہے۔ ہماری دلیل ابن ماجہ اور حاکم کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من كان لهٗ سعةٌ ولم يضح فلا يقربن مُصَلَّانا'' جس کو وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ ہو۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے۔

۲۴۸۹- ح: [لَا يُذْبَحُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ]
نماز سے قبل قربانی صحیح نہیں

۲۴۸۹ - عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنی ذات کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی ہو گئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کے مطابق کیا۔

بَابُ قِسْمَةِ الْاِمَامِ الْاَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ (ص ۸۳۲)
امام کا قربانی کے جانور کو لوگوں کے درمیان تقسیم کرنا

۲۴۹۰- ح: [اَجَازَ لِعُقْبَةَ اَنْ اُضَحِّيَ جَذَعَةً]
حضرت عقبہ کو سال بھر سے کم عمر کی بکری کے بچے کی قربانی کرنے کی اجازت دی

Marfat.com

۲۴۹۰- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَلْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ جَذَعَةٌ؟ قَالَ ضَحِّ بِهَا. (مسلم، ترمذی، نسائی۔ کتاب الاضاحی)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان قربانی کے جانور تقسیم کیے اور عقبہ کے حصے میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (میرے حصے میں) ایک سال سے کم عمر کا بکری کا بچہ آیا ہے۔ فرمایا: تم اسی کی قربانی کرو۔

جمہور کا قول یہ ہے کہ ''جذعة'' بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جو پورے ایک سال کا ہو اور گائے وہ ہے جس نے دوسرا سال پورا کر لیا ہو اور اونٹ کا وہ بچہ جو چار سال پورے کر چکا ہو' لیکن اگر یہی مراد ہو تو پھر حضرت عقبہ کے عرض کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اس عمر کے جانوروں کی قربانی صحیح ہے۔ لامحالہ یہاں وہ قول مراد ہوگا کہ جذعہ بکری کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو ایک سال سے کم کا ہو' خواہ چھ مہینے کا ہو یا دس مہینے کا۔ چار بابوں کے بعد یہی حدیث مروی ہے' اس میں ''عتود'' ہے جس کے معنی بکری کے بچے کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے حصے میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا تھا اور ایک سال سے کم کے بکری کے بچے کی قربانی صحیح نہیں۔ اسی لیے انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خصوصیت سے اجازت دے دی جیسا کہ حضرت ابو بردہ کو اجازت دی تھی۔

باب کے شروع میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابو بردہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے پاس ایک جذعہ ہے۔ فرمایا: اسے ذبح کر اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کافی نہ ہوگا' تو اگر جذعہ کے معنی پورے ایک سال کا بکری کا بچہ ہوتا تو اس ارشاد کے کوئی معنی نہیں تھے۔

بَابُ الْاَضْحٰى وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰى (ص ۸۳۳)

قربانی اور نحر عیدگاہ میں ہونا چاہیے

۲۴۹۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منحر میں نحر کرتے تھے۔

۲۴۹۲- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں ذبح کرتے اور نحر کرتے۔

بَابٌ فِي اُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ، وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ (ص ۸۳۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو سینگ والے اور دو موٹے دنبوں کی قربانی کرنا

۲۴۹۳- وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْاُضْحِيَّةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

حضرت ابوامامہ بن سہل نے کہا کہ ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور کو فربہ کرتے تھے اور مسلمان بھی فربہ کرتے تھے۔

Marfat.com

الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ.

۲۴۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ، وَاَنَا اُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

(بخاری۔ باب: من ذبح الاضاحی بیدہٖ ص ۸۳۴، باب: وضع القدم علی صفح الذبیحۃ ص ۸۳۴، باب: التکبیر عند الذبح ص ۸۳۵، کتاب التوحید۔ باب: السؤال باسماء اللہ تعالیٰ ص ۱۱۰۰)

۲۴۹۴- عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینگ والے چتکبرے دو مینڈھوں کی طرف جھکے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔

پہلی حدیث میں صرف یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا۔ اس کا کوئی وصف مذکور نہیں تھا۔ دوسری حدیث میں اس کے دو وصف مذکور ہیں۔ ایک تو یہ کہ سینگ والا تھا دوسرے یہ کہ چتکبرا تھا' اور ابوداؤد میں یہ بھی زائد ہے کہ وہ خصی کیا ہوا تھا۔ بعد کے ابواب میں یہ زائد ہے کہ حضور نے اپنا پاؤں ان دونوں کے کندھے پر رکھا اور بسم اللہ اور تکبیر پڑھی اور دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا' جو شخص اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لیے مستحب یہ ہی ہے کہ خود ذبح کرے۔ ابوداؤد کی حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی کی قربانی کرنا جائز ہے بلکہ اس بناء پر کہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے خصی کی قربانی افضل ہے۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ (ص ۸۳۴)

جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی

ت ۷۳۵ - وَاَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِيْ بَدَنَتِهٖ.

اور ایک شخص نے حضرت ابن عمر کی مدد کی ان کے اونٹ کے ذبح کرنے میں۔

امام عبدالرزاق نے عمرو بن دینار سے روایت کی' انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ منیٰ میں ایک اونٹ کو نحر کر رہے ہیں' وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور ایک شخص اس کی نکیل پکڑے ہوئے ہے اور حضرت ابن عمر اسے نیزہ گھونپ رہے ہیں۔ اس تعلیق سے باب کا اثبات نہیں ہو رہا ہے۔ ذبح کرنا اور چیز ہے اور ذبح میں اعانت اور چیز ہے۔

ت ۷۳۶- وَاَمَرَ اَبُوْ مُوْسٰى بَنَاتِهٖ اَنْ يُّضَحِّيْنَ بِاَيْدِيْهِنَّ.

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں سے قربانیاں کریں۔

اس اثر کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی لڑکیوں کو حکم دیتے کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھ سے کریں۔ اس تعلیق کو بھی باب سے کوئی مناسبت نہیں' بلکہ مباینت ہے۔ اس کو پہلے والے باب میں مذکور ہونا چاہیے تھا' البتہ امام بخاری نے اس ضمن میں جو حدیث ذکر کی ہے اس میں صراحۃً یہ مذکور ہے "ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ یہ حجۃ الوداع میں ہوا تھا۔

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ

قربانی کے گوشت سے جو کھایا جائے

Marfat.com

وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا (ص ۸۳۵)

۲۴۹۵- عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَلضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ، فَنَقْدَمُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ لَا تَاْكُلُوْا اِلَّا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ. وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ، وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يُّطْعِمَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

اور آئندہ کے لیے رکھ لیا جائے

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہم قربانی میں نمک لگا کر رکھ دیتے تھے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھتے تھے تو حضور نے فرمایا: صرف تین دن تک کھاؤ اور یہ قطعی حکم نہیں، لیکن حضور نے اس سے یہ ارادہ فرمایا کہ اس سے دوسروں کو کھلایا جائے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

۲۴۹۶- ح: [صَلٰوةُ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ]

۲۴۹۶- حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهٗ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْاَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِّنْ صِيَامِكُمْ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ نُسُكَكُمْ.

عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہے

ابوعبید، ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام نے حدیث بیان کی کہ وہ بقرعید کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی، پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے دن روزے رکھنے سے، ان میں سے ایک تو تمہارے روزے چھوڑنے کا دن ہے لیکن دوسرا تو تمہارے قربانیوں کے کھانے کا دن ہے۔

فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ، فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ اَهْلِ الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ

پھر ابوعبید نے کہا: پھر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا اور یہ جمعہ کا دن تھا تو انہوں نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! بے شک یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہیں۔ اہل عوالی میں سے جو یہ پسند کرے کہ جمعہ کا انتظار کرے تو وہ انتظار کرے اور جو یہ چاہے کہ لوٹ جائے تو میں نے اس کو اجازت دی۔

قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّهٗ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

ابوعبید نے کہا: پھر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو اس سے منع کیا کہ اب تم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ تک کھاؤ۔

اس پر بحث گزر چکی کہ ابتداءً تین دن سے زیادہ تک قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تھی، پھر بعد میں اجازت ہوگئی، لیکن اس توجیہ پر ابوعبید کی اس روایت سے اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو اپنے عہد خلافت میں بیان فرمایا۔ اگر ممانعت منسوخ ہو چکی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حدیث کو اپنے عہد خلافت میں بیان نہ فرماتے۔ جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اجازت کا علم نہ رہا ہو لیکن یہ صحیح نہیں، اس لیے کہ ممانعت کے منسوخ ہونے کی حدیثیں دوسرے صحابہ کے علاوہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کی ہے۔ صحیح

Marfat.com

جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ ان ایام میں دیا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے جیسا کہ طحاوی میں ہے "صلیت مع علی العید وعثمان محصور" چونکہ بلوائیوں کی وجہ سے تنگی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت فرمائی اور پہلے حدیث گزر چکی کہ حضور نے دوسرے سال لوگوں کو قربانی کا گوشت جمع کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع کرو اور سال گزشتہ تنگی تھی، میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی اس میں مدد کروں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۲۴۹۷ - عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنَ الْاَضَاحِيِّ ثَلَاثًا. وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَاْكُلُ بِالزَّيْتِ حِيْنَ يَنْفِرُ مِنْ مِّنًى، مِنْ اَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْيِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ اور حضرت عبداللہ جب منیٰ سے لوٹتے تو روغن زیتون سے روٹی کھاتے اور ہدی کا گوشت کھانے سے بچتے۔

ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو نسخ کا علم نہ رہا ہو۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۴- کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ (ص ۸۳۶)

پینے والی چیزوں کا بیان

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ (المائدہ: ۹۰)

[المائدہ: ۹۰ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے کے تیر ناپاک ہی ہیں اور شیطانی کام تو اس سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۝

توضیح

سابقاً گزر چکا کہ شراب کی حرمت تدریجاً نازل ہوئی ہے۔ پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا'' (البقرہ: ۲۱۹) تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں فرما دو: ان دونوں میں بھاری گناہ ہے اور لوگوں کے لیے نفع ہے اور ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے نفع سے بڑا ہے۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا: ''اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا'' اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح بیان فرما دے تو اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى'' (النساء: ۴۳) اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ نشے کی حالت میں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نماز کے وقت میں ایک منادی پکارتا کہ کوئی نشے میں مست نماز کے قریب نہ ہو پھر حضرت عمر نے عرض کیا: ''اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا'' اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح بیان فرما تو آیت مذکورہ نازل ہوئی تو شراب اور جوئے کو قطعی طور پر حرام کر دیا گیا۔ کسی حال میں اس کے پینے کی اجازت نہیں۔

۲۴۹۸- ح: [مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ]

جو دنیا میں شراب پیئے گا، آخرت میں نہیں پیئے گا

۲۴۹۸- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ.

(مسلم- کتاب الاشربۃ، نسائی- کتاب الاشربۃ، کتاب الولیمہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں شراب پیئے اور توبہ نہ کرے تو آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

Marfat.com

بعض حضرات نے اس حدیث کی توجیہ یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جنت میں جانے کے بعد بھی جنتی شراب طہور سے محروم رہے گا' لیکن صحیح توجیہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے نہ بخشے تو وہ جہنم میں جائے گا' پھر جنت میں آئے گا تو جنت کی تمام نعمتوں کی طرح شراب طہور بھی پیئے گا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ابتداءً ہی اسے بخش دے اور جہنم سے محفوظ رکھے تو بھی شرابِ طہور سے محروم نہ رہے گا اور یہ وعید تغلیظاً ہے۔ حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ کنایہ ہے جہنم میں جانے سے یعنی شراب پینا استحقاقِ جہنم کا سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

بَابٌ اَلْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ (ص٨٣٦)

خمر انگور ہی سے ہے

توضیح.....(خمر کسے کہتے ہیں؟)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خمر کا حقیقی معنی انگور کا وہ کچا پانی ہے جو جوش کھا جائے اور اس میں جھاگ آ جائے۔ اس کے علاوہ دوسرے نشہ آور مشروبات بہ معنی حقیقی خمر نہیں۔ ان پر بہ اعتبار معنی عرفی خمر کا اطلاق ہوتا ہے' اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں: ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔ باب کا عنوان اسی معنی کی تائید کرتا ہے۔ علامہ عینی نے جو نسخہ لیا ہے اس میں ''اَنَّ'' نہیں صرف یہ ہے' باب: ''الخمر من العنب'' اس میں دونوں احتمال ہیں۔ ''بابٌ'' کو تنوین کے ساتھ پڑھا جائے اور الخمر کو مرفوع' تو ترجمہ یہ ہوگا کہ خمر انگور ہی سے ہے۔ یہ ہمارے لیے موید ہے اور اگر باب کو مضاف پڑھا جائے اور ''الخمر'' کو کسرہ تو معنی یہ ہوں گے کہ انگور کی شراب کا بیان۔ یہ جمہور کے قول کا موید ہوا۔ فتح الباری نے جو نسخہ لیا ہے اس میں ''وغیرہ'' زائد ہے اور ''اَنَّ'' نہیں' یوں ہے باب: ''الخمر من العنب وغیرہ'' یعنی اس کا بیان کہ شراب انگور وغیرہ سے ہوتی ہے' لیکن علامہ ابن حجر نے خود فرمایا کہ ''وغیرہ'' کی زیادتی صرف ابن بطال کی شرح میں ہے' اس کے علاوہ صحیح کے کسی نسخہ میں اور مستخرجات میں اور شروح میں نہیں۔ قسطلانی نے بھی عمدۃ القاری والا نسخہ لیا ہے' البتہ شرح میں فرمایا: ''وفی نسخة ان الخمر من العنب''۔

٢٤٩٩- ح:

شراب کی حرمت نازل ہونے کے وقت مدینہ میں زیادہ تر کھجور کی شراب تھی

٢٤٩٩ - عَنْ ثَابِتٍ اَلْبُنَانِيِّ' عَنْ اَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ' وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا' وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم پر شراب حرام کی گئی جب حرام کی گئی تو ہم مدینہ میں انگور کی شراب نہیں پاتے تھے مگر کم اور ہماری عام شراب بسر اور تمر تھی۔

اس سے قبل بہ طریق نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے یہ روایت ہے کہ شراب حرام کی گئی اور مدینہ میں اس میں سے کچھ نہ تھی یہ ہماری مؤید ہے کہ خمر صرف انگور کے پانی کو کہتے ہیں' اس لیے کہ شراب کی تحریم کے وقت دوسری شرابیں موجود تھیں۔ مراد یہی ہے کہ بہ معنی حقیقی شراب اسی کو کہتے ہیں جو انگور کے کچے پانی سے بنائی جائے اور دوسری چیزوں کی شراب کو بہ معنی مجازی شراب کہتے ہیں۔ کھجور کے پھل کے پانچ درجے ہیں' پہلے کو طلح کہتے ہیں' دوسرے کو خلال' تیسرے کو بلح' چوتھے کو بسر اور پانچویں کو رطب۔

بَابٌ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ بسر اور تمر سے ہے

٢٥٠٠ - حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَنَسَ بْنَ

بکر بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت انس بن مالک

Marfat.com

مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ، وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

رضی اللہ نے ان سے بیان کیا: شراب حرام کی گئی اور شراب اُس دن بُسر اور تمر کی تھی۔

بَابُ اَلْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ، وَهُوَ الْبِتْعُ (ص ٨٣٧)

شراب شہد سے ہے اور یہ "بِتْع" ہے

ت٧٣٧ - وَقَالَ مَعْنٌ سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ، فَقَالَ اِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَاْسَ.

اور معن نے کہا: میں نے مالک بن انس سے فقاع کے بارے میں پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: جب نشہ نہ لائے تو کوئی حرج نہیں۔

"فقاع" ایک چوسنے کی چیز تھی جسے شام والے کھجور کے شیرے سے اور یمن والے منقیٰ سے بناتے تھے، کھجور کے شیرے کو یا انگور کو خوب پیس کر باریک کر کے کسی برتن میں بند کر دیتے تھے۔ دو ایک دن کے بعد برتن کا منہ کھول کر اسے چوستے تھے۔ عام طور پر اس میں نشہ نہیں ہوتا، لیکن جب برتن کا منہ کھولتے تو اس میں تیزی ہوتی۔ اگر اس وقت اسے چوسیں تو نشہ آور ہے لیکن اگر برتن کا منہ کھول کر کچھ دیر اسے چھوڑ دیں یہاں تک کہ اس کی تیزی نکل جائے تو نشہ آور نہیں۔

ت٧٣٨ - وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ سَاَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوْا لَا يُسْكِرُ، لَا بَاْسَ بِهِ.

اور ابن دراوردی نے کہا: فقاع کے بارے میں ہم نے اہل مدینہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: نشہ نہیں لاتی؛ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ابن الدراوردی کا نام عبدالعزیز بن محمد تھا۔ یہ بھی معن بن عیسیٰ کی روایت ہے ان سے۔ ظاہر یہ ہے کہ دراوردی نے اپنے زمانہ میں اہل مدینہ کے فقہاء سے پوچھا تھا۔

٢٥٠١ - ح: [كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ]

ہر نشہ آور پینے کی چیز حرام ہے

٢٥٠١ - اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ، وَكَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتع کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ شہد کی شراب ہے جسے اہل یمن پیتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے۔

ہمارا بھی صحیح مختار مفتیٰ بہ مذہب یہی ہے کہ جو نشہ لائے حرام ہے، اتنا بھی پینا حرام ہے جتنے سے نشہ نہ آئے اور اس کا قطرہ قطرہ پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ما اسكر كثيره فقليله حَرَامٌ"، جس کا زیادہ نشہ لائے اس کا تھوڑا بھی حرام ہے۔

٢٥٠٢ - ح: [حُرِّمَ النَّبِيْذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ]

دباء، مزفت، حنتم اور نقیر میں نبیذ بنانا منع تھا

Marfat.com

٢٥٠٢ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ. وَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کدو کے کھوکھلے برتن میں اور روغن زفت ملے ہوئے برتن میں نبیذ نہ بناؤ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہرے گھڑے اور لکڑی کے کھوکھلے برتن کو بھی لاحق کرتے تھے۔

اس پر پوری بحث کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اس وجہ سے تھی کہ انہیں برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی۔ ان میں نبیذ بنانے میں خطرہ تھا اس لیے منع فرمایا گیا' پھر بعد میں اجازت دے دی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ (ص ٨٣٧)

اس بات کا بیان کہ خمر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے

٢٥٠٣- ح: [ثَلٰثَةٌ لَمْ يُحَدِّ كَامِلًا]

تین چیزوں کی پوری تفصیل آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بیان نہیں فرمائی

٢٥٠٣ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ اَشْيَاءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ اِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَاَبْوَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الرِّبَا، قَالَ قُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو، فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الرُّزِّ؟ قَالَ ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ. وَقَالَ حَجَّاجٌ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا: شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ پانچ چیزوں سے ہے: انگور اور چھوہارا اور گیہوں اور جو اور شہد' خمر وہ ہے جو عقل کو زائل کر دے۔ تین مسائل ایسے ہیں کہ میں نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے جدا نہ ہوتے جب تک ان باتوں کی پوری وضاحت نہ فرما دیں۔ دادا اور کلالہ کی وراثت اور سود کی تفصیلات۔ ابوحیان نے شعبی سے پوچھا: اے عمرو! سندھ میں بعض لوگ چاولوں سے شراب بناتے ہیں' فرمایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں بنتی تھی یا یہ کہا کہ حضرت عمر کے دور خلافت میں نہ تھی۔

اس حدیث کا ابتدائی حصہ سورۂ مائدہ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین مسائل کا ذکر فرمایا' ایک دادا کا۔ دادا کے سلسلہ میں تین اختلاف ہیں۔ آیا وہ بھائی کو محجوب کرے گا یا بھائی اس سے محجوب ہوگا اور کتنی میراث پائے گا۔ اس سلسلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان شدید اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ ابوعبید نے روایت کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دادا کے بارے میں ستر فیصلے سنے اور سب ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع فرمایا تاکہ دادا کے بارے میں ایک قول پر اجماع کر لیں کہ چھت سے ایک سانپ گرا اور لوگ بھاگ گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ لوگ دادا کے بارے میں اختلاف رکھیں۔ دوسرا مسئلہ کلالہ کا ہے۔ کلالہ اسے کہتے ہیں جس کے اولاد نہ ہو نہ باپ یہی حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت زید و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور اہل مدینہ و اہل بصرہ و اہل کوفہ کا مذہب ہے اور

Marfat.com

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو اگر چہ اس کا باپ ہو۔ قرآن مجید میں صرف یہ ہے: ''يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ'' (النساء:١٧٦) اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں' تم فرما دو: اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے' اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکے میں اس کی بہن کا آدھا ہے۔ آیت میں کلالہ کی صرف یہ تفسیر کی: ''ليس له ولد''۔ اس سے بہ ظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر باپ ہو تو بھی وہ کلالہ ہے لیکن چونکہ مفہوم مخالف معتبر نہیں اس لیے یہ یقینی نہیں۔ اسی بناء پر اس کے بارے میں شدید اختلاف ہوا۔

اسی طرح سود کی پوری تفصیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمائی۔ صرف چھ چیزوں کے بارے میں فرمایا کہ اس میں سود ہے: سونا' چاندی' گیہوں' جو' نمک اور کھجور۔ اس کے علاوہ باقی چیزوں میں سود ہے یا نہیں اور ہے تو اس کی بنیاد کیا ہے' یہ بیان نہیں فرمایا۔ اسی لیے سود کے بارے میں علماء کے مابین شدید اختلاف ہے جس کی قدرے تفصیل ہم ''رباء'' کے بیان میں کر چکے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ (ص ٨٣٧)

جو شخص شراب کو حلال جانے اور بدل کر اس کا نام کچھ اور رکھے

٢٥٠٤ - ح: [لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ السَّوْءَةَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ]

میری اُمت میں کچھ قومیں ہوں گی جو شرمگاہ اور ریشمی کپڑا اور شراب اور باجے کو حلال جانیں گی

٢٥٠٤ - حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَامِرٍ اَوْ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَاْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرُ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوعامر یا حضرت ابو مالک اشعری نے حدیث بیان کی' بخدا! انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: میری امت میں کچھ قومیں ہوں گی جو شرمگاہ اور ریشمی کپڑا اور شراب اور باجے کو حلال جانیں گی اور پہاڑ کے دامن میں کچھ لوگ رہیں گے اور شام کو جب اپنے مویشیوں کا ریوڑ لے کر واپس ہوں گے تو ان کے پاس ایک محتاج اپنی ضرورت کے لیے آئے گا تو کہیں گے: لوٹ جا کل آنا' رات میں اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرا دے گا اور باقی ماندہ لوگوں کو بندر اور سور بنا دے گا' قیامت تک ایسے ہی رہیں گے۔

''حِرٌّ'' کے معنی شرمگاہ کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ لوگ زنا کو حلال جانیں گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس امت میں کمی جزوی طور پر مسخ ہوگا اور یہ دوسری بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔

بَابُ تَرْخِيْصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَوْعِيَةِ وَالظُّرُوْفِ بَعْدَ النَّهْيِ (ص ٨٣٧)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجازت دینا کچھ برتنوں کے استعمال کی ممانعت کے بعد

٢٥٠٥ - عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ

Marfat.com

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ، فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّهٗ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا، قَالَ فَلَا اِذًا.

برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: یہ برتن ہمارے لیے ضروری ہیں، تو فرمایا: اب نہیں۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ کتاب الاشربۃ)

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ جن دو چار برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت تھی وہ سدّ ذریعہ کے لیے تھی۔

٢٥٠٦ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَسْقِيَةِ، قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتنوں سے منع فرمایا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص دوسرا برتن نہیں پاتا تو حضور نے انہیں اس گھڑے کی اجازت دی جس پر روغن زفت نہ ملا گیا ہو۔

(مسلم، ابوداؤد۔ کتاب الاشربۃ نسائی۔ کتاب الاشربۃ والولیمہ)

٢٥٠٧ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. (مسلم، نسائی۔ کتاب الاشربۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدو کے کھوکھلے برتن اور روغن زفت ملے ہوئے گھڑے منع فرمایا۔

٢٥٠٨ - ح: [قَالَتْ عَائِشَةُ نَهَانَا اَنْ نَّنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ]

٢٥٠٨ - عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قُلْتُ لِلْاَسْوَدِ هَلْ سَاَلْتَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ اَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ ؟ قَالَتْ نَهَانَا فِيْ ذٰلِكَ اَهْلَ الْبَيْتِ اَنْ نَّنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ، قُلْتُ اَمَّا ذَكَرْتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ؟ قَالَ اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ، اُحَدِّثُ مَا لَمْ اَسْمَعْ؟ (مسلم، نسائی۔ کتاب الاشربۃ)

حضرت عائشہ نے فرمایا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم اہل بیت کو دباء اور مزفت میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا

ابراہیم بن یزید نخعی سے روایت ہے کہ میں نے اسود سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کن برتنوں میں نبیذ بنانا ناپسند ہے؟ اسود نے کہا: ہاں! میں نے پوچھا تھا تو اُمّ المؤمنین نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم اہل بیت کو دباء اور مزفت میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ میں نے کہا: آپ نے جر اور حنتم کو ذکر نہیں کیا، تو اسود نے کہا: میں تم سے وہی بیان کروں گا جو میں نے سنا، کیا تم سے وہ بھی بیان کروں جو نہیں سنا؟

سبز گھڑا اور سفید گھڑا

٢٥٠٩ - ح: [اَلْجَرُّ الْاَخْضَرُ وَالْجَرُّ الْاَبْيَضُ]

٢٥٠٩ - حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ، قُلْتُ اَنَشْرَبُ فِي الْاَبْيَضِ؟ قَالَ لَا. (نسائی۔ کتاب الاشربۃ)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز گھڑے سے منع فرمایا، میں نے کہا: کیا سفید میں پیا جائے؟ فرمایا: نہیں!

''قلتُ'' سے مراد شیبانی ہیں اور ''قال'' کے فاعل حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ شیبانی نے حضرت

Marfat.com

عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نے سبز گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے تو کیا ہم سفید میں پئیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں! مطلب یہ ہوا کہ حکم رنگ پر دائر نہیں۔ جن برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی ابتداء میں ان سب برتنوں سے منع فرمایا اور جب شراب کی حرمت دل نشیں ہوگئی اور لوگوں کی طبیعتوں میں شراب سے نفرت پیدا ہو چکی تو ہر برتن کے استعمال کی اجازت ہوگئی۔

بَابُ الْبَاذَقِ وَمَنْ نَّهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْاَشْرِبَةِ (ص ٨٣٨)

باذق کا بیان اور جس نے ہر پینے والی نشہ آور چیز سے منع کیا

ت ٧٣٩- وَرَاٰى عُمَرُ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ.

حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نے طلاء کو جائز جانا یعنی جسے اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی رہ جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو امام مالک نے مؤطا میں محمود بن لبید انصاری کے طریقے سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف لائے تو لوگوں نے وہاں کی وبا کی شکایت کی اور انہوں نے کہا کہ وباء کا علاج صرف یہ مشروب ہے تو فرمایا کہ شہد پیو تو لوگوں نے عرض کیا: شہد اس کا علاج نہیں۔ وہاں کے باشندوں میں سے ایک شخص نے کہا: ہم ایسا مشروب بنا دیں جس میں نشہ نہ ہو۔ فرمایا: بناؤ تو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس کا دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی رہ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ انہوں نے اس میں انگلی ڈال کر اٹھایا تو شیرہ کی طرح انگلی میں چمٹا رہا تو فرمایا کہ یہ اونٹ پر ملے جانے والے طلاء کے مثل ہے تو حضرت عمر نے انہیں حکم دیا کہ پیو پھر فرمایا: جو چیز حرام ہے اسے میں حلال نہیں کر سکتا۔

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کے اثر کو ابو مسلم کجی اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے بہ طریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوطلحہ طلاء پیتے تھے یعنی پکا کر جس کے دو تہائی کو جلا دیا گیا ہو اور ایک تہائی باقی ہو۔

ت ٧٤٠- وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ.

حضرت براء اور حضرت ابوجحیفہ نے اسے پیا جسے آدھا جلا دیا گیا ہو اور آدھا بچ رہا ہو۔

ت ٧٤١- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشْرَبُ الْعَصِيْرَ مَا دَامَ طَرِيًّا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انگور کے شیرے کو پیوں گا جب تک تازہ رہے یعنی اس میں جوش اور جھاگ نہ آئے۔

ت ٧٤٢- وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُّ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ وَاَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُّهُ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عبیداللہ کے منہ میں شراب کی بو پائی ہے میں اس کے بارے میں پوچھوں گا اگر وہ نشہ لاتی ہے تو میں اسے کوڑے ماروں گا۔

عبیداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اس تعلیق کو امام مالک نے بہ طریق مالک حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فلاں (عبیداللہ) کے منہ سے شراب کی بو پائی ہے۔ حضرت عمر نے گمان کیا کہ انہوں نے طلاء پی تھی، فرمایا: وہ جو پیتا ہے اس کے بارے میں پوچھوں گا اگر وہ نشہ آور ہے تو اسے حد ماروں گا۔ پھر حضرت عمر نے ان

Marfat.com

پر حد جاری فرمائی۔

اس اثر کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں جو طلائے مثلث پینے کی اجازت دی تھی وہ اس شرط کے ساتھ تھی کہ نشہ نہ لائے۔ اُسی روایت کے ابتداء میں یہ ہے کہ میں ایسی شراب بناؤں گا جو نشہ نہیں لاتی اور اس روایت میں یہ ہے کہ ان کے صاحبزادے عبیداللہ نے طلاء پی تھی مگر وہ چونکہ نشہ آور تھی اس لیے ان پر حد جاری فرمائی۔ منہ سے شراب کی بو آنے سے بلکہ قئی میں شراب گرنے سے بھی حد قائم کرنا جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ شرابی اقرار کرے۔ وہ بھی ہوش میں آنے کے بعد اس حالت میں اقرار کرے کہ اس کے منہ میں شراب کی بو موجود ہو۔ محض بو پر حد اس لیے نہیں کہ بہت سی چیزوں کی بو ایک دوسرے کے مشابہ ہوتی ہے اور شراب قئی کرنے پر اس لیے نہیں کہ ہوسکتا ہے اس نے لاعلمی میں پی ہو یا جبراً پی ہو یا ایسی غذائیں کھائی ہوں کہ پیٹ میں جانے کے بعد شراب کے رنگ سے بدل گئی ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محض بو پر حد نہیں قائم فرمائی تھی بلکہ ان سے پوچھا تھا۔ جب پینے کا اقرار کیا تو حد قائم کی جیسا کہ امام عبدالرزاق نے بہ طریق معمر جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ میں نے عبیداللہ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ طلاء تھا جس کے بارے میں اور لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ نشہ لاتا ہے۔

۲۵۱۰- ح: [مَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ]

جو نشہ لائے وہ حرام ہے

۲۵۱۰ - عَنْ اَبِی الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَاذَقَ، فَمَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ. قَالَ اَلشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ، قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ اِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيْثُ.

ابوالجویریہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باذق سے پہلے اس کا حکم بیان فرما دیا۔ جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔ فرمایا: حلال شراب پاک ہے اور حلال طیب کے بعد صرف حرام خبیث ہے۔

باذق ایک قسم کی شراب تھی جو شہد سے بنائی جاتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کسی شراب کا نام باذق نہیں تھا۔ اسی کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

باذق کے وجود سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم بیان فرما دیا کہ وہ حرام ہے کیونکہ وہ نشہ آور ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاعدہ کلیہ بیان فرما دیا: جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

بَابُ مَنْ رَاٰى اَنْ لَّا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ اِذَا كَانَ مُسْكِرًا، وَاَنْ لَّا يَجْعَلَ اِدَامَيْنِ فِیْ اِدَامٍ (ص ۸۳۸)

بسر اور تمر کے ملانے کو جس نے جائز نہیں جانا جب کہ وہ نشہ آور ہو اور یہ کہ دو برتنوں کو ایک برتن میں نہ کیا جائے

۲۵۱۱ - اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيْبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْبُسْرِ، وَالرُّطَبِ. (مسلم، نسائی۔ کتاب الاشربۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقی اور چھوہارے اور ادھ پکی کھجور اور تازہ کھجور سے منع فرماتے تھے۔

مراد یہ ہے کہ ان دونوں کو اکٹھا برتن میں رکھ کر نبیذ نہ بنائی جائے۔

Marfat.com

٢٥١٢- ح: [نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ]

٢٥١٢- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ، وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ. (مسلم، ابوداؤد۔ کتاب الاشربۃ، نسائی۔ کتاب الولیمہ)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکی اور ادھ پکی کھجوروں، نیز کھجوروں اور منقیٰ کے شیرے کو ملانے سے منع فرمایا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکی اور ادھ کچی کھجوروں، نیز کھجوروں اور منقیٰ کے شیرے کو ملانے سے منع فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک کی نبیذ علیحدہ علیحدہ بنائی جائے۔

دو قسم کی چیزوں کو مثلاً کھجور اور منقیٰ کو ایک برتن میں رکھ کر نبیذ بنانے کی ممانعت تنزیہی ہے اور یہ ممانعت یا تو اس بناء پر ہے کہ اس میں جلد نشہ آجاتا ہو اور نبیذ بنانے والے کو پتہ نہ چلے اور پی جائے، جیسا کہ امام محمد نے کتاب الآثار میں ابن زیاد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں افطار کیا، انہوں نے ان کو ایک مشروب پلایا، اس مشروب نے ان پر کچھ اثر کر دیا۔ صبح کو ابن زیاد حضرت ابن عمر کے پاس گئے اور کہا: یہ کیسا مشروب تھا؟ کہ میں گھر تک راستہ نہیں پاتا تھا تو حضرت ابن عمر نے فرمایا: اس میں اور کچھ نہیں تھا صرف عجوہ اور منقیٰ تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر دو پھلوں کو ملا کر نبیذ بنانا حرام ہوتا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کبھی نہ کرتے، نیز اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ اس میں نشہ آگیا ہے تو انہیں کبھی نہ پلاتے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ جمع سے ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے اور اس خطرے سے بچنے کے لیے ہے کہ کہیں جلد نشہ نہ آجائے ورنہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقیٰ اور چھوہارا ملا کر نبیذ بناتیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پلاتیں۔

بعض متعصبین معاندین نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اس بناء پر طعن کیا ہے کہ انہوں نے دو پھلوں کو ملا کر ایک برتن میں نبیذ بنانے کو جائز کہا۔ ان کا یہ طعن اس باب کی تمام احادیث سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ

دودھ پینے کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۝﴾ (النحل:٦٦). (ص ٨٣٨)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اس میں سے ہم لید اور خون کے درمیان سے پلاتے ہیں تم کو خالص دودھ جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۝

توضیح

بخاری کے بعض اہم نسخوں میں یہاں یہ ہے "یخرج من بین فرث ودم" حالانکہ یہاں "یخرج" نہیں بلکہ "نسقیکم مما فی بطونہ" ہے

دوسری آیت میں شہد کے بارے میں ہے: "يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ" (النحل:٦٩) یہ غلطی حضرت امام بخاری سے نہیں ہوئی ہے بعد کے کسی ناسخ نے اضافہ کر دیا ہے۔

٢٥١٣- ح: [جَآءَ رَجُلٌ بِاِنَآءٍ مِّنْ لَبَنٍ اِلَيْهِ فَقَالَ اَلَا خَمَّرْتَهٗ]

ایک صاحب کھلے ہوئے برتن میں دودھ لائے، تو فرمایا: اسے ڈھک کیوں نہیں لیا؟

Marfat.com

٢٥١٣ - سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ، اُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهُ، وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا. (مسلم۔کتاب الاشربۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت ابوحمید ایک انصاری نقیع سے ایک برتن میں دودھ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو ڈھانک کیوں نہیں لیا؟ ایک لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔

نقیع مدینہ طیبہ سے بیس فرسنگ کے فاصلہ پر وادیٔ عقیق میں ایک جگہ کا نام ہے۔

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ (ص٨٣٩)

دودھ کو پانی کے ساتھ ملا کر پینا

٢٥١٤ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَاِلَّا كَرَعْنَا. قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطِهٖ، قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عِنْدِيْ مَاءٌ بَائِتٌ، فَانْطَلِقْ اِلَى الْعَرِيْشِ، قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا، فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ، ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهُ، قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے یہاں تشریف لائے اور حضور کے ساتھ حضور کے ایک دوست تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان انصاری سے فرمایا: اگر تیرے پاس ایسا پانی ہو جو اس رات کو مشک میں رہا ہو تو لا ورنہ ہم چلو سے پی لیں گے اور وہ انصاری اپنے باغ میں پانی چلا رہے تھے۔ ان صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس باسی پانی ہے چھپر میں تشریف لے چلیں۔ ان دونوں حضرات کو انصاری لے گئے ایک پیالے میں پانی انڈیلا، پھر اس پر اپنی بکری کا دودھ دوہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا، پھر ان صاحب نے پیا جو حضور کے ساتھ آئے تھے۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ۔ کتاب الاشربۃ، بخاری۔ ایضًا فی الباب الاتی ای باب الکرع فی الحوض۔ ج٢ ص٨٤٠)

جن انصاری کے یہاں حضور تشریف لے گئے تھے ان کا نام ابوالہیثم بن تیہان تھا اور ساتھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ ''کرع'' کے معنی ہیں: حوض یا نالی میں منہ سے پانی پینا۔ بعض احادیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک گڑھے پر گزرے اور ہم اس میں منہ ڈال کر پینے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: منہ ڈال کر پانی مت پیو، اپنے ہاتھوں کو دھولو پھر پیو۔ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے اور حضور کا فعل بیان جواز کے لیے ہے۔

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ (ص٨٤٠)

حلوا اور شہد کا پینا

توضیح

آج کل جو حلوا بنایا جاتا ہے یہ اس زمانے میں عرب میں رائج نہ تھا۔ نیز حلوا پیا بھی نہیں جاتا ہے بلکہ کھایا جاتا ہے، اس لیے باب میں حلوا سے مراد کوئی میٹھا مشروب ہے خواہ وہ کھجور وغیرہ کی نبیذ ہو یا کچھ اور بشرطیکہ اس میں جوش نہ آیا ہو۔ ابن تین نے داؤدی سے نقل کیا کہ حلوا سے مراد وہ پانی ہے جس میں کھجور ڈال کر میٹھا بنا لیا گیا ہو۔

ت٧٤٣ - وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ — اور زہری نے کہا: انسانوں کا پیشاب پینا حلال نہیں کسی بھی

Marfat.com

لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ، لِاَنَّهُ رِجْسٌ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ (المائدہ:٥).

ضرورت کے وقت اس لیے کہ وہ ناپاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں۔

اس تعلیق کے یہاں ذکر کرنے پر یہ شبہ وارد کیا گیا ہے کہ باب تو باندھا ہے حلوا اور شہد پینے کا اور تعلیق کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں۔ بہ ظاہر یہ شبہ بہت قوی ہے لیکن باب کا تعلق ''احل لکم الطیبات'' سے ہے، جب پاک چیزیں حلال کی گئیں تو حلوا اور شہد بھی پاک ہے تو وہ بھی حلال ہے۔

اس تعلیق میں یہ ہے کہ کسی بھی شدت کے وقت انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں۔ یہ اپنے عموم کے اعتبار سے مخمصہ وحالت اکراہ کو بھی شامل ہے حالانکہ اکراہ اور مخمصہ بہ نص قرآن مستثنیٰ ہیں۔

اقول وهو المستعان: لامحالہ ''شدة'' میں تخصیص کرنی پڑے گی، مثلاً بیماری وغیرہ۔ حرام سے علاج جائز ہے یا نہیں اس کی بحث گزر چکی۔

ت٧٤٤ - وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السُّكَّرِ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سکر کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا حرام میں نہیں پیدا کی۔

اس اثر کو امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ ابووائل نے کہا کہ ہم میں سے ایک شخص بیمار ہوا جن کا نام خثیم بن ابی عداء تھا۔ ان کے پیٹ میں ایک بیماری ہوگئی تھی جس کو صفر کہا جاتا تھا۔ کسی نے سکر پینے کو کہا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی کے ذریعے پوچھا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اللہ نے حرام میں شفاء نہیں رکھی ہے۔

''سکر'' سے مراد کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد شراب ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد چھوہارے کی نبیذ ہے جب جوش کھا جائے اور اس میں نشہ آجائے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ''وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا'' (النحل:٦٧) اور ہم بناتے ہیں کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ تم اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق۔ اس آیت میں کچھ لوگوں نے کہا کہ ''سکر'' سے مراد شراب ہے اور یہ آیت شراب کے حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد ایسی نبیذ ہے جس میں نشہ نہ ہو اور رزق حسن سے مراد سرکہ اور رُب وغیرہ ہے۔

اس اثر کو باب سے مطابقت یہ ہے کہ سکر بھی ایک میٹھا مشروب ہے لیکن جب اس میں نشہ آجائے تو حرام ہے۔ حضرت امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ باب میں حلوا سے مراد ایسا میٹھا مشروب ہے جس میں نشہ نہ ہو۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا (ص ٨٤٠)

کھڑے ہو کر پینے کا حکم

٢٥١٥ - سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ، حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ، فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَاْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ، فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا، وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

نزال بن سبرہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر کوفہ کی جامع مسجد کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھے۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا، پھر پانی لایا گیا۔ آپ نے اُسے پیا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور آدم نے سر اور پاؤں کا بھی ذکر کیا، پھر کھڑے ہوئے اور بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا، پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں اور بے شک نبی ﷺ نے ویسے ہی کیا جیسے میں نے کیا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الاشربۃ' نسائی۔ کتاب الطہارۃ)

''حوائج'' یہ حاجت کی جمع ہے بغیر قیاس۔ قیاس کے مطابق اس کی جمع ''حاجات'' اور ''حاج'' آنی چاہیے۔ اصمعی نے کہا کہ یہ مولد ہے یعنی نو ایجاد ہے۔

ذَكَرَ رَأْسَهُ

یعنی اس حدیث کے راوی آدم کو کچھ توقف تھا کہ سر اور پاؤں کو بھی دھویا یا نہیں۔ یہاں روایتیں بہت مضطرب آئی ہیں۔ نسائی میں بہ طریق ''بَهْز'' یہ ہے کہ اس سے ایک چلو لیا اور اپنے چہرے اور بازوؤں اور سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہے کہ اپنے چہرے اور ہاتھ کو دھویا اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کیا' اور بہ طریق اعمش میں ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور بازوؤں اور سر پر مسح کیا' اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ اپنے چہرے اور سر اور پاؤں پر مسح کیا۔

حقیقت میں یہ وضو نہیں تھا بلکہ تبرید یا تنظیف کے لیے تھا' جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس کا وضو ہے جسے حدث نہ ہوا ہو۔ صحیح یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پینا منع ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا: کھانا؟ فرمایا: یہ زیادہ سخت ہے[1] صرف زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کا استثناء ہے۔ ان دونوں پانیوں کو کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور بعض احادیث میں جو مذکور ہے بیان جواز کے لیے ہے۔

بَابُ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ (ص ۸۴۱)

مشک کا منہ پھاڑ کر منہ موڑ کر اس کے منہ سے پانی پینا

۲۵۱۶ - عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ اَلْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ. يَعْنِيْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کا منہ پھاڑ کر موڑ کر اس کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

(مسلم' ابوداؤد' ترمذی۔ کتاب الاشربۃ)

مطلب یہ ہے کہ اس کا خطرہ رہتا ہے کہ تری یا ٹھنڈک کی وجہ سے مشک کے منہ میں سانپ یا کوئی کیڑا وغیرہ ہو' اس لیے پانی پینے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے۔ ابن ماجہ اور حاکم اور مستدرک میں سلمہ بن وہرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکوں کا منہ پھاڑ کر موڑ کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ ایک صاحب ممانعت کے بعد رات میں مشک سے پانی پینے کے لیے کھڑے ہوئے اور مشک کا منہ پھاڑ کر موڑا تو اس سے سانپ نکلا ''اختناث'' کی تفسیر بالا مندرج ہے اور امام زہری کا قول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے اپنی مسند میں ابن ابی ذئب سے لفظ ''یعنی'' کے حذف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نیز اس کے بعد جو روایت ہے وہ بھی صرف ''اختناث الاسقیہ'' تک ہے اور اس کے بعد امام بخاری نے معمر وغیرہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی مشک کے منہ کو پھاڑ کر اس سے پانی پینا ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ (ص ۸۴۱)

مشک کے منہ سے پینا

۲۵۱۷ - قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ؟ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے پینے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا

[1] ترمذی۔ ج ۲ ص ۱۰۔ باب: ما جاء فی النهی عن الشرب قائما

Marfat.com

وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ اَوِ السِّقَاءِ وَاَنْ يَّمْنَعَ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَهٗ فِيْ دَارِهٖ. (ابن ماجہ۔ کتاب الاشربۃ)

کہ کوئی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع کرے۔

قربہ صرف اس مشک کو کہتے ہیں جو پانی کے لیے استعمال ہو اور سقاء ہر اس مشک کو کہتے ہیں جس میں پانی رکھا جاتا ہو یا دودھ' یہ دونوں ممانعتیں تنزیہی ہیں۔

٢٥١٨ - عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشک کے منہ سے پینے سے منع فرمایا۔

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ (ص ٨٤١)

دو یا تین سانسوں میں پینا

٢٥١٩ - اَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین سانسوں میں پانی پیتے تھے اور گمان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔

(مسلم' ترمذی' ابن ماجہ۔ کتاب الاشربۃ' نسائی۔ کتاب الولیمہ)

مراد یہ ہے کہ برتن سے منہ ہٹا کر تین سانس میں پیا جائے۔ یہ مراد نہیں کہ برتن ہی میں منہ لگائے لگائے سانس لی جائے۔ اس لیے کہ کتاب الطہارۃ میں حدیث گزری جسے امام بخاری نے اس سے قبل یہاں بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب پیو تو برتن میں سانس نہ لو۔

بَابُ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ (ص ٨٤١)

چاندی کے برتن کا بیان

٢٥٢٠ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِاءِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ.

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ گھسیڑتا ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰنِيَتِهٖ (ص ٨٤٢)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالے اور حضور کے برتنوں سے پینا

ت٧٤٥ - وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَا اَسْقِيْكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ.

حضرت ابو بردہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: کیا میں تم کو اس پیالے میں نہ پلاؤں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا ہے۔

امام بخاری نے باب یہ باندھا ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالے سے پینا'' اور حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ یہ پیالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ پیالہ حضرت عبداللہ بن سلام ہی کا رہا ہو جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی پیا ہو۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت امام بخاری کو کسی ذریعہ سے معلوم رہا ہو کہ یہ پیالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک تھا جو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

Marfat.com

٢٥٢١-ح: [شَرِبَ الصَّحَابَةُ فِيْ قَدَحِ الَّذِيْ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پیالے میں پانی پیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی پیا تھا

٢٥٢١- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ اِسْقِنَا يَا سَهْلُ. فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ فَاَسْقَيْتُهُمْ فِيْهِ، فَاَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرب کی ایک عورت کا تذکرہ کیا گیا' پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن آئے اور سقیفۂ بنی سعدہ میں بیٹھے' حضور بھی اور حضور کے صحابہ بھی' پھر فرمایا: اے سہل! ہمیں پلاؤ' تو میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور میں نے ان کو اس میں پلایا' پھر سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے اس سے پیا' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ پیالہ ان سے مانگ لیا تو حضرت سہل نے ان کو دے دیا۔

اس حدیث کا ابتدائی حصہ کتاب الطلاق' ص ٧٩٠ پر گزر چکا ہے جس میں جُوَیْنِیَہ کا قصہ مذکور ہے۔ اخیر میں جو ہے کہ سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا یہ راوی ابوحازم کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے اس پیالے میں ہمیں پانی بھی پلایا۔

٢٥٢٢-ح: [كَانَ قَدَحُهُ عِنْدَ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پیالہ تھا

٢٥٢٢- عَنْ عَاصِمٍ اَلْاَحْوَلِ قَالَ رَاَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ، قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِنْ نُضَارٍ، قَالَ قَالَ اَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْقَدَحِ اَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا. قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اَنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلَقَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ، فَاَرَادَ اَنَسٌ اَنْ يَّجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ، فَقَالَ لَهُ اَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ.

حضرت عاصم احول نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے' وہ ٹوٹ گیا تھا' تو چاندی کے تار سے انہوں نے اسے باندھا تھا۔ حضرت عاصم نے کہا کہ وہ پیالہ بہت عمدہ چوڑا اور بہترین لکڑی کا تھا۔ حضرت عاصم نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان گنت مرتبہ پلایا ہے۔ حضرت عاصم نے کہا کہ ابن سیرین نے کہا: اس کے گرد لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کے گرد سونے یا چاندی کا حلقہ لگوا لیں تو حضرت ابوطلحہ نے ان سے فرمایا: جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے اس کو ہرگز نہ بدلو چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بدلنے کا ارادہ چھوڑ دیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۵- کِتَابُ الْمَرْضٰی (ص ۸۴۳)

[مریضوں کے احکام]

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کَفَّارَةِ الْمَرَضِ (ص ۸۴۳) — اس بات کا بیان کہ بیماری کفارہ ہے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ﴾ (النساء:۱۲۳). — اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: جو برائی کرے گا اس کو سزا دی جائے گی۔

توضیح

کفارہ کا مادہ کفر ہے جس کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں۔ کفارہ صفت کا صیغہ مبالغہ کے لیے ہے اور یہ اضافت بیانیہ ہے جیسے ''شجر الاراك'' یا اضافت بہ معنی فیہ ہے یعنی وہ کفارہ جو بیماری میں ہے یا صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے یعنی وہ مرض جو کفارہ ہے۔

آیۂ کریمہ اپنے عموم کے لحاظ سے جس طرح آخرت کی سزا پر مشتمل ہے اسی طرح دنیاوی ابتلاء اور مصائب کو بھی شامل ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں پر اپنے فضل کی بناء پر گناہوں کے کفارے کے لیے مرض یا اور کوئی افتاد نازل فرما دیتا ہے جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

۲۵۲۳- ح: [مَا مِنْ مُّصِیْبَةٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ] — مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے

۲۵۲۲- اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِیْبَةٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا. (مسلم، ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اسے چبھے۔

ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: مسلمان کو کانٹا یا اس سے اوپر کچھ اور بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹاتا ہے۔ ''اصابه'' کا مصدر ''مصیبة'' ہے جس کا معنی تیر سے مارنا ہے پھر عرف میں ہر افتاد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ امام راغب نے کہا کہ ''اصابه'' خیر اور شر دونوں میں مستعمل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِیْبَةٌ'' (التوبہ:

Marfat.com

۵۰)۔

علامہ کرمانی نے فرمایا: لغت میں مصیبت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اس پر نازل ہو خیر ہو یا شر اور عرف عام میں ناگوار بات کے اترنے کو کہتے ہیں۔

۲۵۲۴ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ اَلْخُدْرِیِّ، وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ، حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا، اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ. (مسلم۔ کتاب الادب، ترمذی۔ کتاب الجنائز)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی دکھ اور بیماری یا تکلیف یا پریشانی اور رنج اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اسے چبھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

''نَصَب'' بہ معنی تکان کے ہے ''وَصَبٌ'' کے معنی: بیماری ''هَمّ'' آئندہ کے خطرے سے جو اذیت ہو ''حَزَن'' ماضی میں کسی تکلیف کے پہنچنے سے جو اذیت ہو ''اذًی'' غیر کی زیادتی سے اسے جو تکلیف پہنچے ''غم'' ایسی بات جس سے دل تنگ ہو جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ ''ھم'' اسے کہتے ہیں جو آئندہ کے خطرے سے پیدا ہو اور ''غَم'' وہ تکلیف ہے جو کسی چیز کے حاصل ہونے سے دل کو عارض ہو اور ''حزن'' جو کسی پسندیدہ چیز کے ضائع ہونے سے پیدا ہو۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ ''ھم'' اور ''حزن'' کے ایک ہی معنی ہیں۔ علامہ کرمانی نے فرمایا: ''ھم'' تمام تکالیف کو کہتے ہیں۔

۲۵۲۵- ح: [مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ]

مؤمن کی مثال کھیتی کے پودے کی طرح ہے

۲۵۲۵ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ کَعْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، تُفَیِّئُهَا الرِّیْحُ مَرَّةً، وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ کَالْاَرْزَةِ، لَا تَزَالُ حَتّٰی یَکُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً. وَقَالَ زَکَرِیَّاءُ حَدَّثَنِیْ سَعْدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ کَعْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ کَعْبٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

(مسلم۔ کتاب التوبۃ، نسائی۔ کتاب الطب)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی مثال کھیتی کے پودے کی طرح ہے۔ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کی ہے جو سیدھا کھڑا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ہوا اسے ایک ہی دفعہ اکھاڑ پھینکتی ہے۔

خامة

کھیتی کے ڈنٹھل کو کہتے ہیں جو شروع شروع میں زمین سے اگتا ہے ''تِفَیْاءٌ'' اس کا مادہ ''ف، ی، ء'' ہے ''فَاءَ یَفِیْءُ'' ''ضرب یضرب'' سے آتا ہے۔ اس کے معنی لوٹنے کے یا لوٹانے کے ہیں۔ یہاں مراد جھکانا ہے۔ ایک دیہاتی نے ایک بچے سے پوچھا: تیرا باپ کہاں گیا؟ اور کب آئے گا؟ تو اس نے کہا: ''فَاءَ اَبِیْ اِلَی الْفَیْءِ فَاِذَا فَاءَ الْفَیْءُ یَفِیْءُ فِیْئًا'' میرا باپ جنگل میں گیا ہے جب سایہ ڈھلے گا تو لوٹ کر آئے گا۔

Marfat.com

الأرزة

ہمزہ کو فتحہ راء کو سکون زاء کو فتحہ' صنوبر کے درخت کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ مومن کبھی خوش حال رہتا ہے اور کبھی آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے اور منافق عموماً خوش حال ہوتے ہیں۔ زمانے کی گردش سے اس پر اثر نہیں پڑتا۔ اس ''روایت'' میں منافق ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اس کے بعد آرہی ہے فاجر ہے اور مسلم کی روایت میں کافر ہے۔

۲۵۲۶- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، مِنْ حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَاَتْهَا، فَاِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّاُ بِالْبَلَاءِ، وَالْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً، حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ اِذَا شَاءَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کے پودے کے مثل ہے کہ اسے ہوا آتی ہے تو جھکا دیتی ہے اور جب سیدھا ہو جاتا ہے تو بلا ٹیڑھا کر دیتی ہے اور فاجر صنوبر کی مثل ہے ٹھوس سیدھا یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اسے توڑ دیتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: فی المشیة والارادة ص ۱۱۱۲)

کتاب التوحید میں یہ ہے: مومن کی مثال کھیتی کے پودے کے مثل ہے' اس کا پتا نکلتا ہے' جب ہوا آتی ہے تو اسے جھکا دیتی ہے اور جب ہوا رک جاتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اور ایسے ہی مومن بلاء کا شکار ہوتا رہتا ہے' نیز وہاں فاجر کے بجائے کافر ہے جو اس کی دلیل ہے کہ یہاں فاجر سے مراد کافر ہے۔

۲۵۲۷- ح: [مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ]

اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے' اسے آزمائش میں ڈالتا ہے

۲۵۲۷- سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ اَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے آزمائش میں ڈالتا ہے۔

(نسائی۔ کتاب الطب)

يُصِبْ

معروف یاء کو ضمہ صاد کو کسرہ' یہی اکثر کی روایت میں ہے' ابن جوزی نے کہا: میں نے ابن الحباب سے سنا کہ صاد کو فتحہ ہے اور یہ زیادہ بہتر اور مناسب ہے کہ اس میں ابتلاء کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جیسا کہ آیہ کریمہ ''وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ○'' (الشعراء: ۸۰) میں ہے کہ بیمار ہونے کی نسبت اپنی طرف اور شفاء کی اسناد اللہ عزوجل کی طرف کی۔

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ (ص ۸۴۳)

بیماری کی سختی

۲۵۲۸- عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سخت بیماری ہو۔

(مسلم۔ کتاب الادب' نسائی۔ کتاب الطب' ابن ماجہ۔ کتاب الجنائز)

Marfat.com

۲۵۲۹- ح: [مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ]

مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے

۲۵۲۹- عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ، وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، وَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، وَقُلْتُ اِنَّ ذَاكَ بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ اَجَلْ، مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت بخار تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ کو سخت بخار آ رہا ہے اور یہ اس بناء پر ہے کہ آپ کے لیے دوگنا اجر ہے۔ فرمایا: ہاں! جس مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو دور کرتا ہے جیسا کہ درخت کے پتے گرتے ہیں۔

(بخاری۔ باب: اشدالناس بلاء ص ۸۴۳، مسلم۔ کتاب الادب، نسائی۔ کتاب الطب۔ وایضاً، بخاری۔ باب: وضع الید علی المریض۔ باب: مایقال للمریض ص ۸۴۵، ابن ماجہ۔ باب: ما قول المریض انی وجع ص ۸۴۶)

''حَاتَ اللّٰهُ'' یہ ''حتٌّ'' سے باب مفاعلہ ہے، اصل میں ''حاتت'' تھا ''تاء'' کو ''تاء'' میں ادغام کر دیا۔

اس کے بعد والی روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اتنا بخار آتا ہے جیسا کہ تم میں سے دو شخصوں کو آتا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ اس بناء پر ہے کہ آپ کے لیے دوگنا اجر ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیماری رفع درجات کا بھی سبب ہے اور گناہوں کے مٹانے کا بھی۔ ترمذی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون ہے جس پر سب سے سخت بلا ہے؟ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام، پھر وہ جو ان سے قریب ہوں، پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۔ نسائی اور مستدرک میں فاطمہ بنت یمان، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کی بہن سے مروی ہے کہ میں کچھ عورتوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے حاضر ہوئی۔ بخار کی سختی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشک سے پانی ڈالا جا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے سخت بلا انبیاء کرام پر نازل ہوتی ہے، پھر ان لوگوں پر جو ان سے قریب ہوتے ہیں۔ اسی کو کسی نے کہا ہے:

ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کے سوا مشکل ہے

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُّصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ (ص ۸۴۴)

مرگی کے مریض کی فضیلت

۲۵۳۰- حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِيْكَ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ بَلٰى، قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُصْرَعُ، وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ، قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ، فَقَالَتْ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا.

عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: ضرور دکھایئے! فرمایا: یہ حبشی عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: میں مرگی کی وجہ سے گر پڑتی ہوں اور بے ستری ہو جاتی ہے، حضور میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہارے لیے جنت ہے اور تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں کہ تم کو شفا دے دے۔ اس عورت

Marfat.com

نے عرض کیا: میں صبر کروں گی۔ میں بے ستر ہو جاتی ہوں' دعا فرمایئے کہ میرا ستر نہ کھلے تو حضور نے اس کے لیے یہ دعا فرمائی۔

اُس عورت کا نام سعیرہ تھا۔ ''صرع'' کے معنی بے ہوش ہو کر گر پڑنے کے ہیں۔ یہ کبھی اخلاط کے فساد کے سبب ہوتا ہے جسے مرگی کہتے ہیں اور کبھی جن یا خبیث ہمزاد کے اثر سے ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا: ''يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ'' (البقرہ:۲۷۵) جسے چھو کر شیطان نے مخبوط بنا دیا ہو۔ متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصروع کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''اُخْرُجْ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' تو اسے قئی آئی جس میں کوئی کالی چیز گری اور وہ شفایاب ہو گیا۔

۲۵۳۱- ح: [قَالَ عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى اِمْرَأَةً عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ]

عطاء نے کہا: میں نے ایک خاتون کو کعبہ کے پردے پر دیکھا

۲۵۳۱- أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ' امْرَأَةً طَوِيْلَةً سَوْدَاءَ' عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

عطاء نے کہا کہ انہوں نے ام زفر اس لمبی حبشی عورت کو کعبہ کے پردے پر دیکھا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلی والی حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے اس کی کنیت ام زفر تھی۔ امام بخاری کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جس عورت کا قصہ مذکور ہے یہ وہی عورت ہے جو پہلی حدیث میں مذکور ہے لیکن ذہبی اور ابن اثیر کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں دو عورتیں ہیں۔ ام زفر اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مَشَّاطہ تھیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کرتی تھیں' یہ دوسری بی بی تھیں۔ بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کے قصے میں روایت کیا ہے کہ ام زفر نے عرض کیا کہ میں خبیث سے ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے ننگا کر دے گا تو حضور نے ان کے لیے دعا کی۔ جب ان کو ڈر لگتا تو کعبہ کے پردوں میں آ کر چمٹ جاتیں۔ اس سے پتہ چلا کہ ام زفر کو جن کا آسیب تھا' مرگی نہیں تھی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ (ص ۸۴۴)

اس کی فضیلت جس کی آنکھ چلی جائے

۲۵۳۲- ح: [عِوَضُهُ الْجَنَّةُ]

اس کا عوض جنت ہے

۲۵۳۲- عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ' عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ. يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اس کے دو محبوب اعضاء سے آزماتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں ان دونوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں۔ حضور کی مراد آنکھیں ہیں۔

ترمذی میں یہ زیادہ ہے ''واحتسب'' مطلب یہ ہے کہ جس کی آنکھوں کی روشنی چلی جائے اور وہ صبر کرے ثواب کی اُمید پر تو اس کو ان کے عوض جنت ملے گی۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ' رَاكِبًا وَمَاشِيًا' وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ (ص ۸۴۵)

سواری پر اپنے ساتھ کسی کو بٹھا کر' یا پیدل مریض کی عیادت کے لیے جانا

۲۵۳۳- ح: [جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے آئے'

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ، لَيْسَ بِرَاكِبٍ]

کسی سواری پر نہیں تھے

۲۵۳۳ - عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ، لَيْسَ بِرَاكِبٍ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے خچر یا گھوڑے پر سوار نہیں تھے۔

اس حدیث سے عیادت کے لیے پیدل جانا ثابت ہوا۔ اسی باب میں اس سے پہلے وہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔

بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ (ص ۸۴۷)

مریض کا موت کی تمنا کرنا

۲۵۳۴ - حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ، فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا ہرگز نہ کرے۔ پس اگر ضروری ہی ہو تو یہ دعا کرے: اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے وفات دے جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔

(بخاری۔ کتاب الدعوات۔ باب: الدعاء بالموت والحیاۃ ص ۹۴۰، کتاب التمنی۔ باب: مایکرہ من التمنی ص ۱۰۷۴، مسلم۔ کتاب الدعوات)

حدیث میں ''ضُرٍّ'' کا لفظ ہے۔ اس کے معنی تکلیف کے ہیں جو مرض اور غیر مرض سب کو عام ہے۔ موت کی تمنا کی ممانعت کے باوجود حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری حج سے واپسی میں انہوں نے مقام ضجنان میں یہ دعا فرمائی تھی: ''اَللّٰهُمَّ اِنْتَشَرَ رَعِيَّتِيْ وَضَعُفَ قُوَّتِيْ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ'' اے اللہ! میری رعایا بہت ہو گئی اور میری قوت گھٹ گئی۔ اب مجھے اس حال میں اپنی جانب اُٹھا لے کہ میں فتنے سے محفوظ رہوں۔ نیز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی دعا منقول ہے بلکہ ابھی حدیث آ رہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ'' اے اللہ! مجھے نیکوں کے ساتھ ملا دے۔

اقول وھو المستعان: موت کی تمنا کرنے سے ممانعت کا محل یہ ہے کہ کسی بیماری یا مصیبت سے گھبرا کر بطور جزع فزع موت کی تمنا ممنوع ہے لیکن لقاء الٰہی کے شوق یا فتنوں میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے موت کی دُعا کرنے کی اجازت ہے۔

۲۵۳۵- ح: [نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم کو موت کی دعا سے منع فرمایا

۲۵۳۵ - عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُوْدُهٗ، وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ، وَلَوْ لَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى، وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهٗ،

قیس ابن حازم نے کہا کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے اور وہ سات داغ لگوائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: ہمارے وہ ساتھی جو دنیا سے چلے گئے دنیا نے ان کا کچھ نہیں گھٹایا اور ہم کو اتنا ملا ہے جس کے رکھنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی سوائے مٹی کے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کی دُعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا، پھر ہم ان کے پاس دوبارہ حاضر

Marfat.com

فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ اِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ.

ہوئے تو وہ اپنے باغ بنوا رہے تھے تو فرمایا: مسلمان جو بھی خرچ کرے اس کے لیے اس میں اجر ہے مگر وہ جسے اس مٹی میں ڈال دے۔

(بخاری۔ کتاب الدعوات۔ باب: الدعاء بالموت والحیاۃ ص ۹۴۰۔۹۴۱' دو طریقوں سے' کتاب الرقاق۔ باب: مایحذر من زھرۃ الدنیا ص ۹۵۲' دو طریقوں سے' کتاب التمنی۔ باب: مایکرہ من التمنی ص ۱۰۷۴' مسلم۔ کتاب الدعوات' نسائی۔ کتاب الجنائز)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں کوئی تکلیف تھی' اس کے لیے انہوں نے داغ لگوایا تھا' بعض احادیث میں بطورِ علاج داغنے سے ممانعت آئی ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ اگر یہ اعتقاد ہو کہ داغنا ہی حقیقی شفا دینے والا ہے تو ممانعت ہے لیکن جو یہ اعتقاد رکھے کہ شفا دینے والا اللہ عزوجل ہے اور داغنا اس کا سبب ہے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۵۳۶- اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ. قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لَا' وَلَا اَنَا' اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ' فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا' وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا' وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ کو بھی یا رسول اللہ! فرمایا: ہاں! مجھے بھی مگر یہ کہ اللہ عزوجل مجھے اپنے فضل و رحم سے نوازے گا۔ تو صحیح راستے پر چلو اور میانہ روی اختیار کرو اور تم میں کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ نیکوکار ہے تو امید یہ ہے کہ وہ نیکی زیادہ کرے گا اور اگر بدکار ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا طلب کرے۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ ثواب اور عذاب کا ثبوت عقل سے نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ پر یہ واجب نہیں کہ نیکوکار کو جنت میں بھیجے یا بدکار کو جہنم میں۔ اگر وہ تمام مومنوں پر عذاب کرے تو یہ بتقاضائے عقل ہے لیکن چونکہ اس نے خبر دی ہے کہ مومنوں کو بخشے گا اور کافروں کو عذاب دے گا' اس لیے ایسا ہی کرے گا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ ثواب اور عذاب کا ثبوت عقل سے ہے۔ اطاعت ثواب کی موجب ہے اور گناہ عذاب کا۔ یہ حدیث معتزلہ کا رد ہے۔

۲۵۳۷- ح: [دَعَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ سے لاحق فرما

۲۵۳۷- عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَيَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا اور حضور مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور رفیق اعلیٰ سے مجھے لاحق فرما۔

اس کی توجیہ گزر گئی کہ اگر اللہ عزوجل سے شوق لقاء میں کوئی دعاء کرے تو منع نہیں۔ منع یہ ہے کہ بیماری یا تکلیف کی وجہ سے بطور جزع فزع موت کی تمنا کرے پھر یہ دعا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمائی ہے جب وصال کا یقین ہو چکا تھا اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان فرشتوں کو ملاحظہ فرما لیا تھا جو موت کے وقت آتے ہیں اور مومنین و صالحین کو بشارت دیتے ہیں۔ جو اسی حدیث میں ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف دیکھ کر یہ کہا تھا: ''واکرباہ'' تو حضور نے فرمایا

Marfat.com

کہ آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہیں۔ یہ دعا ایک طرح سے اپنے وصال کی خبر دینی تھی۔ چنانچہ اس دعا کے بعد ہی آپ کا وصال ہوگیا۔

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ (ص ۸۴۷)

عیادت کرنے والے کا مریض کے لیے دعا کرنا

۲۵۳۸- عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ اِذَا اَتٰى مَرِيْضًا اَوْ اُتِيَ بِهٖ، قَالَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا. (بخاری۔ باب: رقیۃ النبی ص ۸۵۵، باب: مسح الراقی فی الوجع ص ۸۵۴، مسلم، نسائی۔ کتاب الطب)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا حضور کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو فرماتے: تکلیف دور فرما اے لوگوں کے پروردگار! شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے، سوائے تیری شفا کے اور کوئی شفاء نہیں، ایسی شفا دے جو بیماری کچھ بھی نہ چھوڑے۔

''کان اذا اتی مریضا او اُتِیَ بِهٖ'' کو شارحین نے راوی کا شک قرار دیا ہے۔ ہوسکتا ہے اس سند میں یہی ہو لیکن یہ تنویع کے لیے بھی ہوسکتا ہے، یعنی جب خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو بھی یہی دعا پڑھتے اور کوئی مریض حضور کی خدمت میں لایا جاتا تو بھی یہی دعا پڑھتے۔ کتاب الطب وغیرہ میں یہی حدیث یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے بعض کو بیماری سے بچانے کی دعا کرتے اور اپنے دائیں ہاتھ کو مسح فرماتے اور دعا یوں فرماتے: ''اللّٰهم رب الناس اَذْهِبِ الباس واشفه انت الشافی لا شفاء الا شفاءُك شِفاءً لا يُغَادِرُ سُقْمًا''۔

ت ۷۴۶ - قَالَ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَاَبِي الضُّحٰى اِذَا اُتِيَ بِالْمَرِيْضِ. وَقَالَ جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِي الضُّحٰى وَحْدَهٗ، وَقَالَ اِذَا اَتٰى مَرِيْضًا.

منصور نے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے روایت کی کہ حدیث میں یہ ہے ''اِذَا اُتِيَ بِالْمَرِيْضِ'' اور جریر نے کہا: منصور نے ابی الضحیٰ سے تنہا جو روایت کی اس میں یہ ہے: ''اِذَا اَتٰى مَرِيْضًا''۔

اس تعلیق کا حاصل یہ ہے کہ منصور سے اس حدیث میں تین طرح کی روایتیں ہیں: ''بطريق ابراهيم عن منصور عن عائشه'' میں تردید ہے ''كان اذا اتٰى مريضا او اُتِيَ بِهٖ'' لیکن منصور ہی سے بہ طریق ابراہیم وابوالضحیٰ جو روایت ہے اس میں صرف یہ ہے ''اِذا اُتِيَ بِالْمَرِيْض'' اور منصور ہی سے تیسری روایت تنہا ابوالضحیٰ سے یہ ہے کہ ''اذا اتٰى مريضا'' یہ حضرت امام بخاری کی روایت میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط ہے کہ اس سلسلہ کی تمام روایتوں کو یکجا کردیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٧٦- كِتَابُ الطِّبِ (ص ٨٤٧)

[طب کا بیان]

بَابُ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً (ص ٨٤٧)

اللہ نے جو بیماری بھی اُتاری ہے اس کے لیے شفاء بھی اُتاری ہے

٢٥٣٩ - حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً. (نسائی۔ کتاب الطب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے کہ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے کوئی ایسی بیماری نہیں اُتاری ہے مگر اس کے لیے دوا بھی اُتاری ہے۔

یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں۔ اس سے موت اور بڑھاپا مستثنیٰ ہیں جیسا کہ دوسری حدیثوں میں مذکور ہے۔ یہ اللہ عزوجل کا کرم خصوصی ہے کہ ہر بیماری کے لیے دوا اُتاری لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بیماری میں جو اس کی دوا ہے اس کا معالج کو علم ہو جائے۔ کبھی مرض کی تشخیص میں غلطی ہو جاتی ہے اور کبھی دوا کی تجویز میں۔

بَابٌ اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثٍ (ص ٨٤٨)

تین چیزوں میں شفاء ہے

٢٥٤٠ - عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَیَّةٍ بِنَارٍ، وَاَنْهٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْكَیِّ. رَفَعَ الْحَدِیْثَ. وَرَوَاهُ الْقُمِّیُّ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعَسَلِ وَالْمِحْجَمِ. (ابن ماجہ۔ کتاب الطب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شفاء تین چیزوں میں ہے، شہد پینے میں اور سینگی لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں، اور انہوں نے حدیث کو مرفوع کیا اور ''بطریق قمی عن لیث'' جو روایت ہے اس میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مگر اس میں صرف شہد اور سینگی کا ذکر ہے۔

اس کے بعد امام بخاری نے اسی حدیث کو بہ طریق محمد بن عبدالرحیم روایت کیا ہے۔ اس میں تصریح ہے ''عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال''۔

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ

شہد سے دوا کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل: ٦٩). (ص ٨٤٨)

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان: اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔

Marfat.com

جمہور کا قول یہی ہے کہ ''فیہ شفا للناس'' میں ''فیہ'' کی ضمیر کا مرجع ''عسل'' ہے۔اس پر یہ شبہہ وارد کیا گیا کہ شہد گرم مزاج والوں کو اور صفراء کی بیماری میں مضر ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ بہ اعتبار اغلب و اکثر کے لیے ہے اور عام مخصوص منہ البعض ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا: اس آیت میں ''فیہ'' کا مرجع قرآن ہے' لیکن آیت کے سیاق میں کہیں قرآن کا ذکر نہیں' اس لیے راجح جمہور کا قول ہے۔

۲۵۴۱- ح: [اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ]

۲۵۴۱ - عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ اَوْ يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ، فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ، تُوَافِقُ الدَّاءَ، وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ.

اگر تمہاری کچھ دواؤں میں خیر ہوتا تو سینگی میں' شہد میں' داغنے میں ہوتا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو سینگی میں ہے یا شہد پینے میں ہے یا آگ سے داغنے میں ہے جو بھی بیماری کے موافق ہو اور میں داغنے کو پسند نہیں کرتا۔

(بخاری۔کتاب الطب۔باب: الحجامة من الداء ص۸۴۹' ایضاً۔باب: الحجامة من الشقيقة ص۸۵۰' ایضاً۔باب: من اكتوىٰ او اكوىٰ غيره ص۸۵۰' مسلم' نسائی۔کتاب الطب)

ابن تین نے کہا کہ اس حدیث میں جو وارد ہے ''اویکون فی شیء'' کی جگہ ''یکن'' ہونا چاہیے' اس لیے کہ یہ ''کان'' پر معطوف ہے جس پر ''اِنْ'' داخل ہے۔ مسند امام احمد کی روایت میں ہے ''ان یکن''۔اس حدیث میں جو فرمایا کہ میں داغنے کو پسند نہیں فرماتا' یہ اس کی دلیل ہے کہ داغنے سے ممانعت تحریم کے لیے نہیں تنزیہہ کے لیے ہے اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے داغا تھا۔

۲۵۴۲- ح: [اُعْطِيَ الْعَسَلُ الشِّفَاءَ]

۲۵۴۲ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِيْ يَشْتَكِيْ بَطْنَهٗ، فَقَالَ اِسْقِهٖ عَسَلًا. ثُمَّ اَتَى الثَّانِيَةَ، فَقَالَ اِسْقِهٖ عَسَلًا. ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ، فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ، اِسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَاَ. (بخاری۔باب: دواء المبطون ص۸۵۱' مسلم۔کتاب الطب' نسائی۔کتاب الطب والولیمہ)

شہد کو شفاء بخشی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میرے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے۔ فرمایا: اس کو شہد پلاؤ' وہ پھر دوبارہ آیا تو فرمایا: اس کو شہد پلاؤ' پھر تیسری بار آیا تو فرمایا: اس کو شہد پلاؤ' پھر وہ آیا اور عرض کیا: میں نے کیا۔ فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلاؤ' پھر انہوں نے پلایا تو ٹھیک ہو گیا۔

اس روایت میں اختصار ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس

Marfat.com

کو شہد پلاؤ۔ اس نے پلایا' پھر آیا اور کہا: میں نے پلایا تو دست اور بڑھ گئے۔ یہی قصہ چار بار ہوا۔ چوتھی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے' پھر اس نے شہد پلایا اور ٹھیک ہو گیا۔ ''صدق اللہ'' سے مراد اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے کہ شہد کے بارے میں فرمایا: ''فیه شفاءٌ للناس'' (النحل:٦٩)۔

بہ طریق طب دست عموماً بدہضمی سے آتا ہے۔ فاسد مادہ پیٹ میں جمع ہو جاتا ہے۔ شفاء کامل کے لیے ضروری ہے کہ تمام فاسد مادہ نکل جائے۔ ابتداء شہد پلانے سے یہی ہوا کہ فاسد مادہ تیزی سے نکلنے لگا' جب کُل فاسد مادہ نکل گیا تو وہ تندرست ہو گیا۔

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ (ص ٨٤٨)

کلونجی (منگریلا) کا بیان

٢٥٤٣- ح: [اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ، اِلَّا مِنَ السَّامِ]

کلونجی ہر بیماری کی شفاء ہے سوائے موت کے

٢٥٤٣- عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ اَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ، فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَعَادَهُ ابْنُ اَبِيْ عَتِيْقٍ، فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَاءِ، فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا، ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِيْ اَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ، فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ، وَفِيْ هٰذَا الْجَانِبِ، فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ، اِلَّا مِنَ السَّامِ. قُلْتُ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ الْمَوْتُ. (ابن ماجه)

حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: ہم باہر گئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر تھے۔ وہ راستے میں بیمار پڑ گئے۔ ہم مدینہ آئے اور وہ بیمار ہی رہے' ان کو دیکھنے کے لیے ابن ابی عتیق آئے تو انہوں نے ہم سے کہا: اس چھوٹے کالے دانے سے علاج کرو' اس میں سے پانچ یا سات لو اور اسے پیس ڈالو اور پھر روغن زیتون ملا کر اس کے چند قطرے اس کے ناک میں ڈالو۔ اس جانب بھی اور اس جانب بھی۔ اس لیے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کالے دانے میں سام کے سوا ہر بیماری سے شفاء ہے۔ میں نے پوچھا: سام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: موت۔

خالد بن سعد' حضرت ابومسعود بدری انصاری کے غلام ہیں جو صحابی نہیں' اور ابن ابی عتیق سے مراد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔ کلونجی کا ہر بیماری سے شفاء ہونا بھی بہ اعتبار اغلب و اکثر کے ہے' یا مراد یہ ہے کہ اسے مناسب دواؤں میں ملا کر دیا جائے تو ہر بیماری سے شفاء ہے' اور عرفاء نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی سچائی پر اعتماد کر کے کسی بھی بیماری میں شہد یا کلونجی کو استعمال کرے تو اسے شفاء حاصل ہو گی۔

٢٥٤٤- اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ، اِلَّا السَّامَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ، وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِيْزُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: حبۃ السوداء میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے۔ ابن شہاب نے کہا کہ سام کے معنی موت ہے اور الحبۃ السوداء شونیز کو کہتے ہیں یعنی کلونجی (منگریلا)۔

Marfat.com

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ (ص۸۴۹)

مریض کے لیے تلبینہ پلانا

۲۵۴۵ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ تَاْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُوْلُ هُوَ الْبَغِيْضُ النَّافِعُ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مریض کو تلبینہ پلانے کا حکم دیتیں اور فرماتیں: یہ ناپسند نفع دینے والا ہے۔

یعنی مریض اس کو پسند نہیں کرتے مگر یہ سودمند ہے۔

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ وَهُوَ الْكُسْتُ، مِثْلُ الْكَافُوْرِ، وَالْقَافُوْرِ، مِثْلُ ﴿كُشِطَتْ﴾ (التکویر:۱۱) وَقُشِطَتْ نُزِعَتْ، وَقَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ. (ص۸۴۹)

قسط ہندی اور بحری کو ناک میں ڈالنا

اور یہ ''کُست'' ہے جیسے کافور اور قافور جیسے ''کُشِطَتْ'' نکال لیا جائے اور عبداللہ نے ''قُشِطَتْ'' پڑھا۔

توضیح

''قُسط'' دو ہوتی ہیں۔ ایک ہندی جو ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ موٹی کالی ہلکی ہوتی ہے اور قسط بحری سفید رنگ کی ہلکی ہوتی ہے جو بلادِ مغرب سے آتی ہے۔ ہندی میں حرارت زیادہ ہوتی ہے۔

۲۵۴۶- ح: [اِنَّ الْعُوْدَ الْهِنْدِيَّ فِيْهِ سَبْعَةُ اَشْفِيَةٍ]

عود ہندی میں سات بیماریوں سے شفاء ہے

۲۵۴۶ - عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ، فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهٖ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهٖ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ.

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم لوگ اس عود ہندی سے علاج کرو اس میں سات شفاء ئیں ہیں عذرہ میں یہ ناک میں سڑکی جاتی ہے اور نمونیہ میں منہ میں ڈالی جاتی ہے۔

(بخاری۔ باب: اللدود ص۸۵۰ ایضاً۔ باب: العذرة ص۸۵۱ ایضاً۔ باب: ذات الجنب ص۸۵۲ مسلم ابوداؤد نسائی۔ کتاب الطب)

باب ''العذرة'' میں ہے کہ ام قیس بنت محصن ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے پہلے پہل ہجرت کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی اور یہ عکاشہ بنت محصن کی بہن تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اس بچے کو عذرہ کی بیماری کی وجہ سے انگلی سے حلق دبا دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرو! تم کیوں اپنے بچوں کے حلق کو انگلیوں سے دباتی ہو؟

عُذْرَة

حلق میں ایک بیماری ہے جس میں کوے میں ورم ہو جاتا ہے' عود ہندی کی تفسیر باب العذرۃ میں قسط سے کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسط میں سات شفائیں بتائیں' پانچ کو چھوڑ دیا' غالباً یہ اس بناء پر ہے کہ عام طور پر جن دو بیماریوں میں وہاں مستعمل تھی ان کو بیان فرمایا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ (ص۸۴۹)

بیماری سے سینگی لگوانا

۲۵۴۷ - اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ، عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ. وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ.

فرمایا: جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں سب سے افضل سینگی لگانا ہے اور قسط بحری ہے اور فرمایا: عذرہ سے شفاء کے لیے اپنے بچوں کو چٹکی سے تکلیف مت دو اور قسط استعمال کرو۔

سابقاً گزر چکا کہ عذرہ بچوں کے کوے میں ایک قسم کے ورم کا نام ہے جس کا علاج یہ کرتے تھے کہ اُنگلی سے اس کو دبا دیتے تھے جس سے بچوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی کبھی زخم بھی ہو جاتا۔ اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قُسط پیس کر اس پر لگا دو۔

۲۵۴۸- ح: [قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْحِجَامَةِ شِفَاءٌ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سینگی میں شفاء ہے

۲۵۴۸- اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا دَعَا الْمُقَنِّعَ ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِ شِفَاءً.

(مسلم، نسائی۔ کتاب الطب)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مقنّع کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے، پھر فرمایا: میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا جب تک تو سینگی نہیں لگوا لے گا اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک اس میں شفا ہے۔

بَابُ الْجُذَامِ (ص ۸۵۰)

جُذام کا بیان

ت ۷۴۷- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیماری کی چھوت نہیں اور نہ بدشگونی اور نہ ھامہ ہے اور نہ صفر اور کوڑھی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

(بخاری۔ باب: لاصفر ص ۸۵۱، باب: لاھامۃ ص ۸۵۹، باب: لاعدوٰی ص ۸۵۹)

اس حدیث کے راوی عفان بن مسلم صفار امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں مگر اکثر ان سے کسی واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ اسی لیے یہ تعلیق ہے اور صحیح ہے یعنی ضعیف نہیں۔

عَدْوٰی

اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ بعض بیماریاں ایسی ہیں جو دوسرے کو لگ جاتی ہیں، جیسے جُذام، خارش، طاعون وغیرہ۔ اس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفی فرمائی۔ ایک اعرابی حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے اونٹ صاف ستھرے اچھے ہوتے ہیں، اس میں ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور سب کو خارش زدہ بنا دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کس نے پہلے کو خارش زدہ بنایا۔ اس نے عرض کیا: اللہ نے، فرمایا: اسی طرح سب کو اللہ نے خارش زدہ بنایا۔

طِيَرَةَ

"طِيَرَةَ" اس کا معنی بدشگونی ہے۔ عرب کی عادت تھی کہ جب سفر کے لیے نکلتے تو اگر کوئی پرندہ دائیں طرف سے اُڑتا تو اس کو مبارک جانتے اور اگر بائیں طرف اُڑتا تو اس کو برا شگون جانتے۔ اس قسم کے اور بھی توہمات پھیلے ہوئے تھے اور آج ہمارے بھی

Marfat.com

معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام توہمات کو دفع فرمایا۔

هامَة

ایک چڑے کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ یہ اُلو ہے۔ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ یہ چڑیا جب کسی گھر پر بیٹھتی ہے تو اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ آج بھی جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ اُلو جس گھر میں بولے یا جس گھر کی چھت پر بولے اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ مردہ کی ہڈیاں هامہ ہو کر اُڑتی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جس مقتول کا قصاص نہ لیا جائے وہ هامہ ہو جاتا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے: مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ۔ جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو وہ اُڑ جاتا ہے۔ ان سب توہمات کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد فرمایا کہ یہ سب کچھ نہیں ہے۔

صَفَر

عرب والوں کا دستور تھا کہ لڑنے کے لیے کبھی محرم کو صفر سے بدل دیتے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ پیٹ کی بیماری ہے جیسا کہ امام بخاری آگے چل کر باب باندھیں گے "باب لا صفر و هوداء یا خذالبطن"۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہوں، اس کی نفی فرمائی۔

لاعدوٰی

"لاعدوٰی" کے عموم میں جذام بھی داخل ہے، پھر مجذوم سے بھاگنے کا حکم کس بناء پر ہے۔ علماء نے اس کی توجیہ یہ کی کہ اگر کوئی مجذوم کے پاس اُٹھے بیٹھے گا اور خدانخواستہ من جانب اللہ اسے جذام ہو جائے گا تو ہوسکتا ہے کہ وہ یہ اعتقاد کرنے لگے کہ مجھے اس کی چھوت لگ گئی۔ ورنہ ابوداؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اس کا ہاتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا: کھا، اللہ کے نام سے شروع اور اللہ پر بھروسہ اور توکل ہے۔

مسلم میں بہ طریق علاء بن عبدالرحمٰن اس حدیث میں یہ زیادہ ہے "ولا نوءَ" اور نچھتر نہیں۔ عرب کا اعتقاد تھا کہ ستاروں کو بارش میں دخل ہے۔ جب بارش ہوتی تو کہتے: "مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا" ہم پر فلاں نچھتر سے بارش ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو باطل فرمایا۔

بخاری ہی میں دوسرے ابواب میں ہے کہ ایک اعرابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: حضور! کیا حال ہے میرے اونٹوں کا کہ وہ ریگستان میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں۔ پھر ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور پھر ان میں رہنے لگتا ہے اور ان سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا: پہلے اونٹ کو کہاں سے بیماری لگی؟

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ (ص ۸۵۲)

۲۵۴۹ - حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ عَلٰى اَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ اَبِىْ قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهٖ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِى الْكِتَابِ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ وَاَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهٖ. وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ

نمونیا کا بیان

حماد نے کہا: ایوب پر ابوقلابہ کی کتابوں میں سے پڑھا گیا ان میں سے کچھ وہ ہے جس کو ایوب نے "حدثنا" کے صیغے سے بیان کیا اور کچھ وہ ہے جو ان پر پڑھا گیا اور جو میں بیان کرتا ہوں بھی اس کتاب میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی تھا کہ حضرت ابوطلحہ اور انس بن نضر نے ان کو داغا اور ان کو ابوطلحہ نے اپنے

Marfat.com

مَالِكٍ قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْاُذُنِ. قَالَ اَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ، وَشَهِدَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَاَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ.

سے داغا اور عباد بن منصور نے عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس بن مالک رضی اللہ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے ایک گھر والے کو زہریلے جانوروں کے کاٹے اور کان کے درد کے لیے دم کرنے کی اجازت فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ نمونیا کے باعث مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں داغا گیا اور میرے پاس حضرت ابوطلحہ اور حضرت انس بن نضر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم موجود تھے اور مجھے ابوطلحہ نے داغا تھا۔

یہ بحث گزر چکی کہ صحیح یہ ہے کہ جس کتاب پر اعتماد ہو کہ یہ فلاں کی ہے اور شرعاً قابل اعتماد ذریعے سے کسی تک پہنچی ہو تو اس سے روایت صحیح ہے۔ اس کی توجیہ گزر چکی کہ ممانعت کے باوجود صحابۂ کرام نے کیوں داغ لگوایا' یہ ممانعت تنزیہاً تھی۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ (ص ٨٥٢)

جو کچھ طاعون کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے

٢٥٥٠ - ح: [اَلْخُرُوْجُ اِلٰى اَرْضِ الطَّاعُوْنِ وَالْفِرَارُ مِنْهُ مَمْنُوْعٌ]

جہاں طاعون ہو وہاں جانا منع ہے اور وہاں سے بھاگنا بھی منع ہے

٢٥٥٠ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ، اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِاَرْضِ الشَّامِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ، فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ، وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوْا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ، وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ، ثُمَّ قَالَ ادْعُوْا لِيَ الْاَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ، ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ، فَقَالُوْا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ، فَنَادٰى عُمَرُ فِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ شام تشریف لے گئے یہاں تک کہ جب مقام سرغ میں پہنچے تو انہیں لشکروں کے امراء حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور ان کے ساتھی ملے تو انہوں نے بتایا کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ' کسی نے ان کو بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ نے ان سے مشورہ فرمایا اور ان کو خبر دی کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے (آپ لوگوں کی کیا رائے ہے) تو لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ ایک کام کے لیے نکلے ہیں' ہم مناسب نہیں جانتے کہ آپ بغیر انجام دیئے واپس ہوں اور کچھ لوگوں نے کہا: آپ کے ساتھ بقیہ لوگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں' ہم مناسب نہیں جانتے کہ آپ ان کو وباء پر پیش کریں۔ یہ سن کر فرمایا: آپ لوگ میرے پاس سے جاؤ' پھر فرمایا: انصار کو بلاؤ' میں نے انصار کو بلایا اور حضرت عمر رضی اللہ نے ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے بھی مہاجرین ہی کی روش پر بات کی اور انہیں کی طرح اختلاف کیا۔ فرمایا: تم لوگ میرے پاس سے جاؤ' پھر فرمایا: میرے لیے ان کو بلاؤ جو فتح کے مہاجرین میں قریش کے مشائخ میں سے ہیں۔ میں نے ان کو بلایا تو ان میں

Marfat.com

النَّاسِ اِنِّیْ مُصَبِّحٌ عَلٰی ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ. قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ؟ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ، اِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ، اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ، فَقَالَ اِنَّ عِنْدِیْ فِیْ هٰذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ. قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

(بخاری۔ کتاب الحیل۔ باب: مایکرہ من الاحتیال. الخ ص ۱۰۳۲، مسلم۔ کتاب الطب، ابوداؤد۔ کتاب الجنائز، نسائی۔ کتاب الطب)

سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور سب نے متفقہ طور پر کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر لوٹ جائیں اور لوگوں کو اس وباء پر نہ پیش کریں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح کو سوار ہونے والا ہوں تو سب لوگ صبح کو واپسی کے لیے تیار ہو جائیں تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے عمر!) کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی۔ ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ بتاؤ! اگر تیرے لیے کچھ اونٹ ہوں اور تو کسی ایسے نالے میں اترے جس کے دو کنارے ہوں، ایک ہرا بھرا دوسرا سوکھا۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم ہرے بھرے میں چراؤ گے تو اللہ کی تقدیر سے چراؤ گے اور اگر خشک حصے پر چراؤ گے تو اللہ کی تقدیر سے چراؤ گے۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے، اس وقت وہ موجود نہیں تھے۔ اپنی ضرورت کے لیے کہیں گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: میرے پاس اس بارے میں علم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی زمین میں وباء کا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں وباء ہو اور تم وہاں موجود ہو تو وباء سے بھاگنے کی نیت سے کہیں اور نہ جاؤ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور وہاں سے لوٹ آئے۔

''سَرْغ''، سین کو فتحہ راء ساکن، اس کو منصرف بھی پڑھنا جائز ہے اور غیر منصرف بھی۔ اس میں علمیت ہے۔ اگر اس کی یہ تاویل کی جائے کہ یہ (ایک جگہ کا) نام ہے تو یہ منصرف ہے۔ اس میں سوا علمیت کے اور کوئی سبب نہیں اور اگر اس کو ''بقعۃ'' کا علم مانا جائے تو غیر منصرف ہوگا علم اور تانیث معنوی کی وجہ سے۔ یہ یرموک کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تیرہ منزل کے فاصلے پر شام کے راستے پر حجاز کے آخری سرے پر ہے، جس کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا تھا۔ ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری کے ربیع الآخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سفر ہوا تھا۔ مفتوحہ ممالک کا نظم ونسق اور رعایا کا حال معلوم کرنے کے ارادے سے چلے تھے۔ سَرْغ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ لشکر عمواس میں ٹھہرا ہوا ہے اور لشکر میں شدید طاعون پھیلا ہوا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہیں رک گئے۔ لشکر کے سردار آکر یہیں ملے۔ انہوں نے صورت حال بیان کی جس کی پوری تفصیل حدیث میں موجود ہے۔

[طاعون عمواس کا بیان]

قصہ یہ ہوا کہ مجاہدین صحابہ وتابعین حجاز کے باشندے تھے۔ یہاں کی آب وہوا خشک تھی۔ عمواس نشیبی علاقہ اور مرطوب تھا جس کی وجہ سے لشکر میں طاعون پھیل گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ لشکر نشیبی علاقے سے ہٹا کر کسی بلند

Marfat.com

اور صاف ستھری آب وہوا والی جگہ میں منتقل کر دیا جائے' لیکن اس وقت لوگوں نے یہ بات قبول نہیں کی جس کے نتیجے میں ہزاروں مجاہدین وباء سے واصل بحق ہو گئے۔ جن میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما جیسے بھی شامل تھے' پھر بعد میں جا کر سمجھ دار صحابہ کرام کے سمجھانے بجھانے پر لشکر وہاں سے منتقل ہوا اور جابیہ میں جا کر مقیم ہوا تو عافیت ملی۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ (ص ٨٥٤)

دم کرنے پر بکری کے ایک ریوڑ کی شرط کا بیان

٢٥٥١- ح: [رَقَى الصَّحَابَةُ الْكِرَامُ رَجُلًا لَدِيْغًا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاَخَذَ ثَلٰثِيْنَ شَاةً اَجْرًا لَهَا]

٢٥٥١ - عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ اِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَبَرَاَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کچھ لوگ ایک پانی پر پہنچے۔ ان میں ایک ڈنک خوردہ تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس وہاں کے باشندوں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا: کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ یہاں ایک شخص ڈنک خوردہ ہے تو ان میں سے ایک صاحب (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) گئے اور کچھ بکریوں کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی تو وہ شخص ٹھیک ہو گیا۔ وہ صاحب بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو ان کے ساتھیوں نے اس کو ناپسند کیا اور کہا: تم نے کتاب اللہ پر اُجرت لی ہے۔ یہاں تک کہ جب مدینہ طیبہ آئے تو ان لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے کتاب اللہ پر اُجرت لی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تم اُجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب سب سے زیادہ اُجرت کی مستحق ہے۔

یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے نزہۃ القاری' ج ٣ ص ٤٩١' رقم: ١٣٢٠' پر گزر چکی ہے۔ وہیں اس پر بہ قدر ضرورت کلام گزر چکا ہے۔

آخر میں جو فرمایا: ''ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله'' اس سے وہ لوگ دلیل لاتے ہیں جو قرآن کی تعلیم پر اُجرت لینے کو جائز کہتے ہیں' لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ جلد سوم میں ہم حدیث سے ثابت کر آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اقرأوا القرآن ولا تاکلوا به ولا تستکثروا به'' قرآن پڑھو اور اس کا عوض نہ کھاؤ اور اسے کثیر مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ' اس لیے تعلیم قرآن پر اُجرت لینا جائز نہیں۔ یہاں خاص قرآن سے دم کرنے پر اُجرت کا جواز مراد ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ (ص ٨٥٤)

نظر لگنے پر دم کرنے کا بیان

Marfat.com

توضیح

بعض لوگوں کی آنکھوں میں خلقی طور پر یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی چیز کو گھور کر دیکھ لیں تو اسے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ اس کا علاج دم کرنا ہے۔

۲۵۵۲- ح: [اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ]

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نظر لگنے پر دَم کرنے والے کو بلایا جائے

۲۵۵۲- سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَوْ اَمَرَ اَنْ يُسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ.

(مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ کتاب الطب)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا، یا یہ روایت کیا کہ حکم دیا کہ آنکھ کی تکلیف دور کرنے کے لیے کسی دم کرنے والے کو بلایا جائے۔

۲۵۵۳- ح: [كَانَتْ سَفْعَةٌ فِيْ وَجْهِ جَارِيَةٍ فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا، فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ]

ایک بچی کے چہرے پر دھبہ تھا، فرمایا: اس کے لیے دَم کرنے والے کو بلاؤ، اس کو نظر لگ گئی ہے

۲۵۵۳- عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا، فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. (مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ کتاب الطب)

اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے میں دھبہ تھا۔ فرمایا: اس کے لیے دم کرنے والے کو بلاؤ اس لیے کہ اس کو نظر لگ گئی۔

''سُفْعَةٌ'' چہرے میں سیاہ یا زرد دھبے کو کہتے ہیں۔ نظر جس طرح انسانوں کی لگتی ہے اسی طرح جنوں کی بھی لگتی ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو ایک آواز آئی، کوئی کہنے والا کہتا ہے:

نحن قتلنا سيد الخزرج سعد بن عباده
ورميناه بسهم لم يخط فؤاده

ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو مار ڈالا، ہم نے ان کو ایسا تیر مارا جو ٹھیک ان کے دل پر لگا۔

بَابٌ اَلْعَيْنُ حَقٌّ (ص ۸۵۴)

نظر کا لگنا حق ہے

۲۵۵۴- عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَيْنُ حَقٌّ. وَنَهٰى عَنَ الْوَشْمِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: نظر حق ہے، اور گودنے سے منع فرمایا۔

(بخاری۔ کتاب اللباس۔ باب: الواشمة ص ۸۷۹، مسلم، ابوداؤد۔ کتاب الطب)

نظر کے حق ہونے اور گودنے سے ممانعت میں کوئی مناسبت نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی نے حضور اقدس ﷺ سے دونوں باتوں کا پوچھا ہو یا ایک ہی مجلس میں دو شخصوں نے دونوں باتوں کا پوچھا ہو۔ یا مجلس میں دونوں کا تذکرہ ہو رہا ہو تو حضور نے بیان فرما دیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں دو مختلف حدیثیں ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت یا ضرورت کی بناء پر دونوں کو ایک ساتھ بیان فرما دیا ہو، مثلاً مجلس میں ایسے لوگ رہے ہوں جو نظر کے حق ہونے کے منکر ہوں اور گودنے کو جائز کہہ رہے ہوں تو حضرت

Marfat.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دونوں باتوں کو اکٹھا بیان کر دیا ہو۔

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ (ص ٨٥٤)

سانپ اور بچھو کے ڈنگ مارنے پر دم کرنے کا بیان

٢٥٥٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ، فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ.

(مسلم، نسائی۔ کتاب الطب)

اسود بن یزید نے کہا: میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر دم کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔

''رَخَّصَ'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ پہلے ممانعت تھی پھر بعد میں اجازت عطا فرمائی۔ وجہ یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں مختلف قسموں کے منتر پڑھتے تھے جن میں ایسے کلمات ہوتے تھے جو کفر و شرک تک ہوتے تھے' اس لیے ابتداءً جھاڑ پھونک سے منع فرمایا۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں رائج منتر پڑھنا منع ہے اور قرآن کریم کی آیات اور احادیث میں وارد دعاؤں سے دم کرنا جائز ہے تو اجازت دے دی۔

ابن وہب نے ابن شہاب زہری سے روایت کی کہ بہت سے اہل علم سے یہ بات مجھ تک پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا یہاں تک کہ مدینہ تشریف لائے۔ اس زمانے میں بہت سے منتر ایسے تھے جن میں شرک تھا۔ جب مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی کو کسی جانور نے ڈس لیا' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ!.....

''اٰلِ حزم'' زہریلے جانوروں کے کاٹے سے جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ جب آپ نے منع کر دیا تو انہوں نے چھوڑ دیا۔ فرمایا: حزم کو بلاؤ اور یہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ فرمایا: اپنی دعا مجھے سناؤ۔ انہوں نے سنائی تو حضور نے اس میں کوئی حرج نہیں جانا اور اجازت دے دی۔ (عمدۃ القاری ج ٢١ ص ٢٦٨)

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ٨٥٥)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم کرنا

٢٥٥٦ - ح: [اَلدُّعَاءُ لِلشِّفَاءِ عَنْ كُلِّ دَاءٍ]

٢٥٥٦ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَقَالَ ثَابِتٌ يَا اَبَا حَمْزَةَ اِشْتَكَيْتُ، فَقَالَ اَنَسٌ اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ بَلٰى، قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

(مسلم۔ کتاب الطب' نسائی۔ کتاب الطب۔ باب: امر الیوم والیلۃ)

ہر بیماری سے شفاء کی دعا

عبدالعزیز نے کہا کہ میں اور ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ثابت نے کہا کہ اے ابوحمزہ! میں بیمار ہو گیا ہوں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا پڑھ کر دم نہ کروں؟ انہوں نے عرض کیا: ضرور! انہوں نے کہا: اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور فرمانے والے' شفا دے' تو شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شافی نہیں' ایسی شفا دے جو بیماری کو کچھ بھی نہ چھوڑے۔

''بَاسٌ'' اس میں باء کے بعد ہمزہ تھا ''نَاس'' کے تناسب کے لیے ہمزہ کو الف سے بدل دیا ''رأس'' کے قاعدے سے۔ ''مُذْهِبَ الْبَاسِ: اِذْهَابٌ'' سے اسم فاعل ہے۔ عام روایتوں میں ''اذهب الباس'' ہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ

Marfat.com

عزوجل کے اسماء توقیفی ہیں' مُذهِب ان میں نہیں' لیکن جب حدیث میں وارد ہے تو پھر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کلام بلا اضافت ونسبت میں ہے لیکن اضافت اور نسبت کے بعد ایسے صیغوں کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز ہے جس میں نقص کا احتمال نہ ہو مثلاً معلم کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز نہیں مگر قرآن کریم میں ہے: ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ'' (آل عمران:۴۱)۔

۲۵۵۷- ح: [اَلدُّعَاءُ الْاٰخَرُ]

دوسری دعا

۲۵۵۷ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِیْ يَقُوْلُ اِمْسَحِ الْبَاْسَ' رَبَّ النَّاسِ' بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پڑھ کر مریض پر دم فرماتے تھے: تکلیف دور فرما اے لوگوں کے پروردگار! تیرے دست قدرت میں شفاء ہے۔ سوائے تیرے کوئی مرض دور کرنے والا نہیں۔

۲۵۵۸- ح: [اَلدُّعَاءُ الثَّالِثُ]

تیسری دعا

۲۵۵۸ - عَنْ عَمْرَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ بِسْمِ اللّٰهِ' تُرْبَةُ اَرْضِنَا' وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا' يُشْفٰى سَقِيْمُنَا.

(مسلم' ابوداؤد۔ کتاب الطب' نسائی۔ کتاب الطب۔ باب: امر الیوم والیلة)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پڑھ کر مریض پر دم کرتے تھے: اللہ کے نام سے شفا طلب کر رہا ہوں۔ ہماری زمین کی دھول اور ہمارے بعض کی تھوک ہمارے مریض کو شفا دیتی ہے۔

امام نووی نے فرمایا کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لعاب مبارک لیتے اور کلمہ کی انگلی پر رکھتے اور انگلی کو مٹی پر رکھتے جس میں کچھ مٹی چپک جاتی' پھر ماؤف جگہ پر ملتے اور دعاء مذکور پڑھتے۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین سے مراد خاص مدینہ کی زمین ہے اور بعض سے مراد خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو ایسی صورت میں یہ حضور کے ساتھ مخصوص ہوا۔ شارحین نے فرمایا کہ اس تخصیص میں نظر ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس میں عموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! اس کے بعد والی روایت میں آخر میں ''باذن ربنا'' زائد ہے۔

بَابُ الطِّيَرَةِ (ص ۸۵۶)

بدشگونی کا بیان

۲۵۵۹- اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَاْلُ. قَالُوْا وَمَا الْفَاْلُ؟ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بدفالی نہیں اور اس سے اچھی' اچھی فال ہے۔ لوگوں نے پوچھا: فال کیا ہے؟ فرمایا: اچھا کلمہ جو تم کسی سے سنو۔

''خیرها الفال'' سے بہ ظاہر یہ متبادر ہوتا ہے کہ بدشگونی میں بھی اچھائی ہے حالانکہ اس میں کوئی خیر نہیں۔ یہاں خیر بغیر معنی تفضیلی کے مجرد صفت کے لیے ہے' جیسے ارشاد ہے: ''اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا'' جنتی آج بہترین ٹھکانے میں ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بولتے ہیں: ''الصيف خير من الشتاء''۔ ''طيرة'' بدشگونی کو کہتے ہیں اور فال اچھے شگون لینے کو مثلاً گھر سے باہر نکلے اور کسی کو چھینک آ گئی تو ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ نقصان ہوگا۔ یہ بدشگونی ہے اور گھر سے باہر نکلے اور کوئی ایسا شخص آئے جس کا نام حسن ہے اس سے یہ اخذ کیا: ہمارا کام بن جائے گا' یہ فال ہے۔ ''لاطيرة'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس قسم کی کوئی بات سامنے آ جائے جس سے لوگ بدشگونی لیتے ہوں تو رکے نہیں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنے کام پر جائے۔

ازالۂ توہم کے لیے اس موقعہ پر حدیث میں ایک دعاء ارشاد ہوئی ہے۔ یہ پڑھ لے ان شاء اللہ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ وہ دعا یہ

Marfat.com

ہے: ''اَللّٰھُمَّ لا طیرة الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الہ غیرك اللّٰھمّ لایاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب بالسیئات الا انت''۔

بَابُ الْفَالِ (ص٨٥٦)

اچھا شگون لینا

٢٥٦٠- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَیُعْجِبُنِی الْفَالُ الصَّالِحُ اَلْکَلِمَةُ الْحَسَنَةُ.

حضرت انس رضی اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیماری کی چھوت نہیں اور بدشگونی نہیں اور مجھے اچھی فال اچھی بات پسند ہے۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ باب: لاعدوٰی ص٨٥٩' ابوداؤد۔ کتاب الطب' ترمذی۔ کتاب السیر)

''فال'' کی مثال یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر بات چیت کرنے کے لیے سہیل بن عمرو آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قَدْ سَهَلَ لَكُمْ مِن أمركم'' تمہارا کام آسان ہوگیا۔ (بخاری۔ ج١ ص٣٧٩)

بَابُ الْکُهَانَةِ (ص٨٥٧)

کہانت کا بیان

٢٥٦١- ح: [اِخْتَصَمَتْ اِمْرَاَتَانِ مِنْ هُذَیْلٍ فَاَسْقَطَ اِحْدَاهُمَا حَمْلَ الْاٰخَرِ]

ہذیل کی دو عورتیں لڑیں' ایک نے دوسری کا حمل ساقط کر دیا

٢٥٦١- عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی امْرَاَتَیْنِ مِنْ هُذَیْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ فَاَصَابَ بَطْنَهَا وَهِیَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِیْ فِیْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی اَنَّ دِیَةَ مَا فِیْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ فَقَالَ وَلِیُّ الْمَرْاَةِ الَّتِیْ غَرِمَتْ کَیْفَ اَغْرَمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَکَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْکُهَّانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ھذیل کی دو عورتوں کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو آپس میں لڑی تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو پتھر پھینک کر مارا جو دوسری کے پیٹ پر لگا' وہ حاملہ تھی جس سے اس کے پیٹ کا بچہ مر گیا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا' حضور نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے پیٹ کے بچے کی دیت غُرّہ ہے غلام یا باندی۔ اس پر اُس عورت کے ولی نے کہا جس پر دیت واجب کی گئی تھی میں اس کا تاوان کیسے دوں یارسول اللہ! جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چیخا' ایسے کا خون ھدر ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔

(بخاری۔ متصلاً فی ھذا الباب۔ کتاب الفرائض۔ باب: میراث المرأة والزوج ص٩٩٨' کتاب الدیات۔ باب: جنین المراة و ان العقل. الخ ص١٠٢٠' دو طریقوں سے)

''کَهَانَتْ'' کاف کے فتحہ اور کسرے دونوں کے ساتھ ہے ''کھانت'' کے معنی ہیں: علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے آئندہ آنے والی باتوں کی خبر دینا کسی سبب کی طرف نسبت کرتے ہوئے' مثلاً علم نجوم' یا عرافہ پر اعتماد کرتے ہوئے۔ ''کاھن'' اُسے کہتے ہیں جو پوشیدہ باتوں یا آئندہ آنے والی باتوں کی خبر دے۔ خواہ اٹکل پچو سے یا کسی مخصوص علم پر اعتماد کرتے ہوئے۔

''غُرَّة'' پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد پورا جسم ہے یعنی دیت میں پورا انسان دینا ایک غلام یا ایک باندی' اس

Marfat.com

نے کاہنوں کی طرح بہ تکلف مقفّٰی، مسجّع عبارت کہی جس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔ کاہنوں کی بھی عادت تھی کہ وہ بہ تکلف مقفّٰی مسجّع عبارت بولتے تھے۔ مسجّع کلام بولنا منع نہیں، خود حضور اقدس ﷺ کے بہت سے کلمات مقفّٰی، مسجّع مروی ہیں، جیسے "صدق الله وعده و نصر عبده وهزم الاحزاب وحده" یہاں ناپسندیدگی کی بنیاد یہ ہے کہ اس نے حکم شرع رد کرنے کے لیے مقفّٰی، مسجع عبارت بولی تھی، جیسے کاہن اپنے اباطیل کو مقفّٰی، مسجع عبارت کے ذریعہ بیان کرتے تھے۔

بَابٌ هَلْ يُسْتَخْرَجُ السِّحْرُ (ص ٨٥٨)

کیا جادو نکالا جائے گا؟

ت ٧٤٨ - وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهٖ طِبٌّ، اَوْ يُؤْخَذُ عَنِ امْرَاَتِهٖ، اَيُحَلُّ عَنْهُ اَوْ يُنَشَّرُ؟ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ، اِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ بِهِ الْاِصْلَاحَ، فَاَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ.

اور قتادہ نے کہا: میں نے سعید بن مسیّب سے پوچھا کہ جس پر جادو کر دیا گیا ہو یا عورت کے پاس جانے سے باندھ دیا گیا ہو کیا اس کا علاج کیا جائے گا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، اس سے مقصود اصلاح ہے، جس سے لوگوں کو نفع ہو اس سے منع نہیں۔

سوال کا مقصد یہ ہے کہ جادو کرنا منع ہے، مگر جادو کے ازالے کے لیے جو ترکیب کی جاتی ہے وہ بھی جادو کے مشابہ ہے۔ جادو کی طرح اس میں کچھ مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ کچھ مخصوص ترکیب کی جاتی ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کسی کو نقصان پہنچانا حرام ہے لیکن کسی کی تکلیف دور کرنے کے لیے کوئی ایسا عمل کرنا جو شرعاً ممنوع نہ ہو جائز ہے۔

بَابٌ لَا هَامَةَ (ص ٨٥٩)

ھَامّہ کچھ نہیں

٢٥٦٢ - ح: [لَايُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ]

٢٥٦٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ. وَاَنْكَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثَ الْاَوَّلِ، قُلْنَا اَلَمْ تُحَدِّثْ اَنَّهٗ لَا عَدْوٰى. فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ، قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ فَمَا رَاَيْتُهٗ نَسِيَ حَدِيْثًا غَيْرَهٗ.

بیمار جانور کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے

اور ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لایا جائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کو چھوڑ دیا تو ہم نے کہا: کیا آپ نے یہ نہیں بیان کیا ہے کہ بیماری کی چھوت نہیں تو (غصہ میں) حبشی زبان میں کچھ کہا؟ ابوسلمہ نے کہا: میں نے اس حدیث کے علاوہ اور کچھ بھولتے ہوئے ان کو نہیں دیکھا۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ بھی مروی ہے کہ عدویٰ نہیں، پھر انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیمار جانور کو تندرست کے پاس نہ لاؤ۔ جب ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ہی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ عدویٰ نہیں تو خفا ہو گئے اور کچھ کہا جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ حقیقت میں دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔ "لا عدویٰ" جو فرمایا وہ اپنی حقیقت پر مبنی ہے اور یہ جو فرمایا کہ بیمار جانور کو تندرست کے پاس نہ لاؤ یہ عوام کے اعتقاد کی صیانت کے لیے ہے۔ اگر بالفرض اور تقدیر الٰہی سے تندرست جانور بیمار ہو گیا تو عوام یہ اعتقاد کریں گے کہ اسے پہلے کی بیماری لگ گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا خفا ہونا اسی بناء پر تھا۔ دونوں میں تعارض نہیں تھا اور ابوسلمہ نے تعارض سمجھ کر اعتراض کر دیا اور حقیقت یہ نہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلی حدیث کو بھول گئے تھے۔ کبھی کبھی اساتذہ پر ایسے ماحول طاری ہوتے ہیں کہ وہ اپنے تلامذہ کی سطحی باتوں پر انہیں ڈانٹ دیتے ہیں اور ڈانٹ کر چھوڑ دیتے ہیں اور ابوسلمہ نے جو کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بھول گئے یہ انہوں نے اپنی سمجھ سے کہا تھا، وہ حقیقت میں بھولے نہیں تھے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۷- کِتَابُ اللِّبَاسِ (ص۸۶۰)

لباس کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ (الاعراف:۳۲)(ص۷۶۰)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: فرمادو: کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے بندوں کے لیے نکالی

ت۷۴۹ - وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِىْ غَيْرِ اِسْرَافٍ وَلَا مَخِيْلَةٍ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ کرو بغیر اسراف اور تکبر کے۔

ت۷۵۰ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا اَخْطَاَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ اَوْ مَخِيْلَةٌ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے البتہ دو غلطیاں نہ کرو اسراف اور تکبر۔

اسراف کے معنی فضول خرچی کے ہیں۔ اس کی حد کیا ہے؟ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۱۸۰ میں سے لے کر کئی صفحات تک اس پر نہایت محققانہ کلام فرمایا ہے۔ جنہیں اس کی تحقیق و تنقیح مطلوب ہو وہ اس کا مطالعہ کرلیں۔

بَابُ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِى النَّارِ (ص۸۶۱)

ٹخنوں سے جو کپڑا نیچے ہو وہ آگ میں ہے

۲۵۶۳ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىُّ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِى النَّارِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

مراد یہ ہے کہ جو براہِ تکبر اپنے تہبند یا پائجامہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھے گا تو قدم کا اتنا حصہ آگ میں ہے۔ براہِ تکبر کی قید اس کے بعد والی حدیث میں آرہی ہے اور اگر بہ نیت تکبر نہ ہو بہ درجۂ مجبوری ہو مثلاً پیٹ کی ساخت ایسی ہے کہ تہبند یا پائجامہ سرک سرک جاتا ہے تو معاف ہے جیسا کہ مناقب میں اور اس باب کی دوسری حدیث میں ہے۔ حدیث گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو

Marfat.com

اپنے کپڑے کو براہِ تکبر گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے تہبند کا ایک سرا لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خاص خیال رکھوں۔ فرمایا: تم براہِ تکبر ایسا نہیں کرتے اور بطورِ عادت اور شوق ٹخنوں سے نیچے تہبند اور پائجامہ رکھنا ممنوع ہے کہ یہ فاسقوں کی وضع ہے۔ آج کل کے علماء خصوصاً واعظین اور دینی مدارس کے طلبہ اس وباء میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ حدیث میں یہ ہے کہ تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ یہ کنایہ ہے جسم کے اس حصہ سے جس پر ٹکنے سے نیچے کپڑا لٹکے۔

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ (ص ۸۶۱)

جو اپنے کپڑے کو تکبر سے گھسیٹے

۲۵۶۴ - عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر نہیں فرمائے گا جو اپنے تہبند کو براہِ تکبر گھسیٹے گا۔

نسائی اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور نے یہ فرمایا: جو اپنے کپڑے کو براہِ تکبر گھسیٹے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ چونکہ حدیث میں لفظ ''مَنْ'' عام تھا جو مرد عورت دونوں کو شامل ہے تو اس سے اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سمجھا کہ عورتیں بھی اس میں داخل ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتیں اپنے دامنوں کے ساتھ کیا کریں۔ فرمایا: ایک بالشت لٹکائیں۔ عرض کیا کہ اتنے سے ان کے قدم کھل جائیں گے۔ فرمایا: ایک ہاتھ لٹکائیں اس سے زیادہ نہ کریں۔

یہاں ایک بات یہ قابل غور ہے کہ عورتیں اپنے دامن تکبراً نہیں لٹکاتی تھیں بلکہ اپنے قدموں کو چھپانے کے لیے لٹکاتی تھیں جو فرض ہے تو اگر ازار کا تکبراً ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ممنوع ہوتا تو اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ کے اس سوال کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے سمجھ میں آیا کہ گھٹنوں کے نیچے تہبند لٹکانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ براہِ تکبر نہ ہو جیسا کہ علامہ نووی نے افادہ فرمایا۔

۲۵۶۵- ح: [خُسِفَ الرَّجُلُ]

ایسا ایک شخص زمین میں دھنسا دیا جائے گا

۲۵۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِیْ فِیْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (مسلم۔ کتاب اللباس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:) ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یہ شک حضرت امام بخاری کے استاد آدم سے ہوا ہے) ایک شخص اپنے جوڑے میں اتراتا ہوا اور بالوں میں کنگھا کیے ہوئے جا رہا تھا کہ اللہ نے اُسے زمین میں دھنسا دیا' وہ قیامت تک زمین میں تڑپتا رہے گا۔

جُمَّةٌ

جو بال کندھوں یا اس کے نیچے تک ہوں اس کو جمہ کہتے ہیں۔ جو کانوں کی لو تک ہو اسے ''وفرہ'' کہتے ہیں ''یتجلجل'' اس کے معنی ہیں حرکت کرنے کے۔ یہاں مراد تڑپنا ہے' یعنی زمین میں دھنسنے کے باوجود مر نہیں جائے گا۔ زندہ رہے گا اور تڑپتا رہے گا قیامت تک۔

Marfat.com

۲۵۶۶-ح: [مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مَخِيْلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

جو کپڑا برائے تکبر گھسیٹے گا قیامت کے دن اللہ اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا

۲۵۶۶- حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ، وَهُوَ يَاْتِيْ مَكَانَهُ الَّذِيْ يَقْضِيْ فِيْهِ، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مَخِيْلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ اَذَكَرَ اِزَارَهٗ؟ قَالَ مَا خَصَّ اِزَارًا وَلَا قَمِيْصًا. (نسائی۔ کتاب الزینۃ)

شعبہ نے کہا کہ میں نے (کوفہ کے قاضی) محارب بن دثار سے ملاقات کی اور وہ گھوڑے پر سوار وہاں جا رہے تھے جہاں بیٹھ کر فیصلہ کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے کپڑے کو براہ تکبر گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ شعبہ نے کہا: میں نے محارب سے پوچھا: کیا انہوں نے تہبند کو ذکر کیا تھا؟ انہوں نے بتایا: نہ تہبند کو خاص کیا نہ کُرتے کو۔

یہ حدیث حضرت سالم نے اپنے والد سے بھی روایت کی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی جیسا کہ امام بخاری نے اس سے قبل بہ طریق عبداللہ بن محمد جریر بن زید سے روایت کیا ہے کہ میں سالم بن عبداللہ کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ الحدیث۔ ابوالقاسم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے احوال میں اس حدیث کی سند میں "عن عبدالله بن عمر عن ابی هريرة" ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ سالم نے یہ روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: یہ وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت سالم حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت نہیں کیا ہے۔ اسی پر تنبیہ کرنے کے لیے حضرت امام بخاری نے پہلے بہ طریق عبداللہ بن محمد، جریر بن زید کی یہ روایت ذکر کی کہ میں سالم بن عبداللہ ابن عمر کے گھر کے دروازے پر تھا۔ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی۔ پھر شعبہ کی روایت ذکر کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا۔ اس کے بعد امام بخاری نے اس کی تائید میں تین متابعات ذکر کیں۔ ایک زید بن عبداللہ عن ابن عمر اور ایک نافع عن ابن عمر اور ایک سالم عن ابن عمر۔

بَابُ الْاِزَارِ الْمُهَدَّبِ (ص ۸۶۱)

حاشیہ والا ازار

ت ۷۵۱- وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَحَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

زہری اور ابوبکر بن محمد (قاضی مدینہ) اور حمزہ بن ابی اسید اور معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے پھندنے والا کپڑا پہنا۔

"مُهَدَّب" کے معنی یہ ہیں کہ کپڑے کے کنارے پر گوٹا بنا دیا جائے۔ گوٹے کو جسم کے چھپانے میں کوئی دخل نہیں۔ یہ صرف زینت کے لیے ہوتا ہے۔ حضرت امام بخاری نے یہ باب اس لیے باندھا ہے کہ کپڑے میں آرائش و زیبائش کے لیے گوٹا بنا لیا جائے یا کل بوٹے کاڑھ لیے جائیں۔ یہ اسراف نہیں زینت ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْبَرَانِسِ (ص ۸۶۳)

برانس کا بیان

توضیح

یہ ''برنس'' کی جمع ہے۔ یہ ایک قسم کی لمبی ٹوپی تھی جو اہل عرب پہنتے تھے لیکن چونکہ اسی قسم کی ٹوپی نصاریٰ بھی پہنتے تھے تو اس کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہوا' حضرت امام بخاری نے بہ ظاہر کوئی فیصلہ نہیں فرمایا' لیکن اس باب کے تحت جو تعلیق اور حدیث لائے ہیں اس سے یہی مستفاد ہے کہ یہ جائز ہے۔

ت ۷۵۲ - وَقَالَ لِیْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ رَاَیْتُ عَلَی اَنَسٍ بُرْنُسًا اَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ.

اور سلیمان تیمی نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ زرد رنگ کی ریشم اور اون کی برنس پہنتے تھے۔

برنس اگرچہ نصاریٰ بھی پہنتے تھے مگر اہل عرب بھی عام طور پر پہنتے تھے' اس لیے یہ نصاریٰ کا خاص شعار نہ تھا۔ شعار وہ لباس ہے جو کسی قوم کے ساتھ خاص ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں۔ خَزٌ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو ریشم اور اون سے بنا جائے' مثلاً تانا ریشم کا ہو اور بانا اون کا۔ ایسے لباس کے جائز اور ناجائز ہونے میں سلف میں اختلاف رہا ہے۔ علامہ عینی نے تیرہ صحابہ کرام کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ خَز پہنتے تھے جن میں حضرت صدیق اکبر' حضرت سعد بن ابی وقاص' اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر اون یا سوت ریشم پر غالب ہو تو اس کا پہننا جائز ہے' مثلاً تانا ریشم کا ہو اور بانا اون کا یا سوت کا۔ حضرت امام بخاری نے اس ضمن میں وہ حدیث ذکر فرمائی ہے جو کتاب العلم میں گزر چکی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ محرم کرتا' عمامہ' پائجامہ اور برنس اور موزے نہ پہنے۔ اگر برنس کا پہننا مطلقاً حرام ہوتا تو حالت احرام میں پہننے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہوتی جس طرح کرتا وغیرہ احرام کے علاوہ اور حالتوں میں پہننا جائز ہے جسے لوگ عام حالتوں میں پہنا کرتے تھے مگر احرام کی حالت میں منع ہے۔ اسی طرح لوگ عام حالتوں میں برنس بھی پہنا کرتے تھے' اس سے جواز مستفاد ہوا۔

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ (ص ۸۶۴)

دھاری دار کمبل اور یمنی چادر اور کمبل پہننے کا بیان

۲۵۶۷ - ح: [کَانَ یُحِبُّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةَ]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمنی چادر بہت زیادہ پسند تھی

۲۵۶۷ - عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ اَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَہٗ اَیُّ الثِّیَابِ کَانَ اَحَبَّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ الْحِبَرَةُ. (مسلم' ابوداؤد۔ کتاب اللباس)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون سا کپڑا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پسند تھا؟ فرمایا: یمنی چادر۔

۲۵۶۸ - ح: [اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کے بعد یمنی چادر اڑھائی گئی

۲۵۶۸ - اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.
(مسلم' ابوداؤد۔ کتاب الجنائز' نسائی۔ کتاب الوفات)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب وفات ہو گئی تو یمنی چادر سے حضور کو ڈھک دیا گیا تھا۔

Marfat.com

بَابُ ثِيَابِ الْخُضْرِ (ص۸۶۶) -

۲۵۶۹- ح: [جَاءَتْ اِمْرَاَةُ رِفَاعَةَ اِلَيْهِ خِمَارًا اَخْضَرَ]

۲۵۶۹ - عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ اَخْضَرُ، فَشَكَتْ اِلَيْهَا وَاَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا، فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا، قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ، لَجِلْدُهَا اَشَدُّ خُضْرَةً مِّنْ ثَوْبِهَا. قَالَ وَسَمِعَ اَنَّهَا قَدْ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ وَمَعَهٗ ابْنَانِ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا، قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ اِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ، اِلَّا اَنَّ مَا مَعَهٗ لَيْسَ بِاَغْنٰى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهٖ، وَاَخَذَتْ هُدْبَةً مِّنْ ثَوْبِهَا، فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ لَاَنْفُضُهَا نَفْضَ الْاَدِيْمِ، وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ، تُرِيْدُ رِفَاعَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ تَحِلِّيْ لَهٗ، اَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهٗ، حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ. قَالَ وَاَبْصَرَ مَعَهٗ ابْنَيْنِ، فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ، فَوَاللّٰهِ لَهُمْ اَشْبَهُ بِهٖ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ.

سبز کپڑوں کا بیان

رفاعہ کی بیوی سبز چادر اوڑھے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں

عکرمہ سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی نے شادی کر لی۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ عورت ان کے پاس آئی اور وہ سبز رنگ کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی۔ اس عورت نے اُمّ المؤمنین سے اپنے شوہر کی زیادتی کی شکایت کی اور اس نے اپنے چمڑے کا سبز نشان اُمّ المؤمنین کو دکھایا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عورتیں بعض بعض کی مدد کرتی ہیں تو حضرت عائشہ نے کہا کہ مومن عورتیں جتنا ظلم سہتی ہیں اس کے مثل میں نے نہیں دیکھا۔ اس کی کھال اس کے کپڑے سے زیادہ سبز ہے اور عبدالرحمٰن نے سنا کہ ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی ہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے جو دوسری بیوی سے تھے' رفاعہ کی بیوی نے کہا: بخدا! اس کا اور کوئی گناہ نہیں مگر اس کے ساتھ جو ہے وہ اس سے زیادہ کام دینے والا نہیں اور اس نے اپنے کپڑے کا گوٹا لیا تو حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ بخدا یا رسول اللہ! میں اس کو چمڑے کی طرح رگڑ دیتا ہوں لیکن یہ نافرمان ہے۔ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو رفاعہ کے لیے حلال نہیں اور اس سے نکاح کے لائق نہیں یہاں تک کہ تو اس کے شہد میں سے کچھ چکھ لے اور حضور نے حضرت عبدالرحمٰن کے ساتھ ان کے دو بچوں کو دیکھا تو پوچھا: یہ تیرے بچے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! اب حضور نے اس عورت سے فرمایا کہ تم یہ گمان کرتی ہو جو گمان کرتی ہو۔ بخدا! یہ بچے عبدالرحمٰن کے اس سے بھی زیادہ مشابہ ہیں جیسے کوا کوے کے مشابہ ہوتا ہے۔

یہ حدیث گزر چکی ہے مگر یہاں متن میں کچھ زائد باتیں تھیں اس لیے ہم نے دوبارہ یہاں ذکر کیا۔ رفاعہ کی اس عورت کا نام طمیمہ بنت وہب تھا۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن بن زبیر نے اس کو اتنا مارا تھا کہ اس کے جسم پہ داغ پڑ گئے۔ حدیث میں تصریح ہے کہ عبدالرحمٰن بن زبیر نے اس عورت کے الزام کو قبول نہیں کیا بلکہ رد کر دیا اور اس بات کی تائید میں کہ میری قوت مردی کامل

Marfat.com

ہے اپنے دو بچوں کو بھی لائے تھے جو دوسری بیوی سے تھے۔

مگر جب طمیمہ' رفاعہ کی بیوی نے ہم بستری سے انکار کر دیا تو اسی کے مطابق حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ اگر شوہر ثانی جماع کا قرار کرے اور عورت انکار کرے تو شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ (ص۸۶۶)

سفید کپڑوں کا بیان

۲۵۷۰ - اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ، وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ اَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ. قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ. قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ. وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِيْ ذَرٍّ. قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ، اَوْ قَبْلَهُ اِذَا تَابَ وَنَدِمَ، وَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهُ. وَكَانَ قَبْلُ. (مسلم۔کتاب الایمان)

ابوالاسود دولی نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور حضور سو رہے تھے' پھر دوبارہ حاضر ہوا تو حضور بیدار ہو چکے تھے۔ اب حضور نے فرمایا: جو بندہ لا الہ الا اللہ کہہ لے پھر اس پر اسے موت آئے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوذر نے کہا: میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے' فرمایا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے' میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے' فرمایا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے' ابوذر کی ناک کے خاک آلود ہونے کے باوجود' اور حضرت ابوذر جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے: اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو اور ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: یہ کہ موت کے وقت یا اس کے پہلے توبہ کر لے اور شرمندہ ہو جائے اور لا الہ الا اللہ کہے تو پہلے کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ابوالاسود دولی کا نام ظالم بن عمرو تھا۔ یہی وہ بزرگ تھے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحو کے قواعد کے ایجاد کرنے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے سب سے پہلے نحو کے چند ابتدائی قواعد مرتب کیے۔

''ناک خاک آلود ہو'' کا استعمال اصل میں تحقیر کے لیے ہے مگر کبھی کبھی پیار و محبت کے لیے بھی ہوتا ہے اور اس حدیث میں یہی مراد ہے۔ اسی لیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو فخریہ یہ جملہ بھی بیان کرتے کہ اس میں شفقت جھلکتی ہے۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث کی جو توجیہ کی اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان قبول کرنے سے پہلے جو کچھ بھی اس نے گناہ کیا ہو ایمان لانے سے سب معاف ہو جاتے ہیں' مگر یہ توجیہ حدیث کے سیاق کے خلاف ہے۔ صحیح توجیہ یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر گناہ صادر ہو تو بھی وہ جنت کا مستحق ہے' یا تو اللہ کی رحمت سے بغیر جہنم میں گئے ہوئے یا بطور سزا جہنم میں کچھ دن جانے کے بعد پھر ضرور جنت میں جائے گا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوتا جیسے کہ معتزلہ اور خوارج کہتے ہیں۔

ہم نے کتاب الزکوۃ میں یہ ذکر کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ ایمان قبول کرنے سے کنایہ ہے۔ اُس زمانے میں لا الہ الا اللہ وہی کہتا جو مسلمان ہوتا۔

Marfat.com

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهٖ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ (ص ۸۶۷)

مرد کا ریشمی کپڑا پہننا اور بچھانا اور اس میں کتنا جائز ہے؟

۲۵۷۱- حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ اَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ، وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا، وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْاِبْهَامَ، قَالَ فِيْمَا عَلِمْنَا اَنَّهٗ يَعْنِي الْاَعْلَامَ.

ابوعثمان نہدی نے کہا کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا والا نامہ آیا اور ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشمیں کپڑے سے منع فرمایا، مگر اتنا اور اپنی ان دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا جو انگوٹھے سے ملی ہوئی ہیں۔ ہمارے علم میں یہ ہے کہ اس سے مراد نقش ونگار ہے۔

(مسلم، ابوداؤد۔ کتاب اللباس، نسائی، کتاب الزینۃ، ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد، کتاب اللباس)

حَرِيْر

خالص ریشم کے کپڑے کو کہتے ہیں جس کا تانا بانا دونوں ریشم کا ہوتا ہے۔ مرد کو اس کا پہننا حرام ہے، ہاں! اس کی اجازت ہے کہ کپڑے پر ریشمی کپڑے کا نقش ونگار ہو مگر شرط یہ ہے کہ چار اُنگلیوں سے زیادہ نہ ہو۔ چار اُنگلیوں تک کی اجازت ہے۔ اس حدیث میں دو اُنگلیوں تک کی مقدار کا استثناء ہے، لیکن ابوداؤد میں اسی حدیث کے شروع میں یہ ہے کہ "الا ما كان هٰكذا وهٰكذا اصبعين و ثلاثةً واربعة" مگر جو اتنا اتنا ہو، دو انگلی یا تین انگلی یا چار انگلی۔ مسلم میں سوید بن غفلہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا، مگر دو انگلی یا تین انگلی یا چار انگلی۔

۲۵۷۲- ح: [مَنْ يَّلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يُلْبَسْ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْاٰخِرَةِ]

جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے گا، وہ آخرت میں نہیں پہنے گا

۲۵۷۲- عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ، فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْبَسُ الْحَرِيْرُ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لَمْ يُلْبَسْ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْاٰخِرَةِ. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ، وَاَشَارَ اَبُوْ عُثْمَانَ بِاِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطٰى.

ابوعثمان نہدی نے کہا کہ ہم عتبہ کے ساتھ تھے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ریشمی کپڑا دنیا میں وہی پہنے گا جو آخرت میں نہیں پہنے گا، اور ابوعثمان نے اپنی دو انگلیوں کلمے اور درمیان والی سے اشارہ فرمایا۔

۲۵۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ اَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ.

عبدالعزیز بن صہیب نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، شعبہ نے کہا: میں نے عبدالعزیز بن صہیب سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے؟ تو انہوں نے غصے میں کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے: جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں ہرگز نہیں پہنے گا۔

یعنی عبدالعزیز بن صہیب نے جب یہ کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا تو شعبہ نے یہ پوچھا کہ حضرت انس

Marfat.com

وَاَنْتَ تَخْذِفُ، لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا.

(مسلم۔کتاب الذبائح)

حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے روڑا پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا روڑا پھینکنے کو ناپسند فرمایا ہے پھر بھی تو روڑا پھینک رہا ہے' میں تجھ سے اتنے اتنے دن بات نہیں کروں گا۔

''خَذْفٌ'' انگلیوں سے کنکری پھینکنا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی سے کنکری پھینکنا' یا گوپھن وغیرہ سے پھینکنا۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ بلاضرورت کنکر ڈھیلا وغیرہ اِدھر اُدھر پھینکنا منع ہے۔

بَابٌ اِذَا اَكَلَ الْكَلْبُ (ص ۸۲۴)

جب شکار کو کتا کھائے (تو اسے نہ کھاؤ)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَسْاَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ﴾ (المائدہ:٤) الصَّوَائِدُ وَالْكَوَاسِبُ ﴿اِجْتَرَحُوْا﴾ (الجاثیہ: ٢١) اِكْتَسَبُوْا. ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ○﴾ (المائدہ:٤).

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اے محبوب! تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا؟ تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں' اور شکاری جانور جو تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے اور جو علم تمہیں خدا نے دیا انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی○ ''اِجْتَرَحُوْا'' کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے کمایا۔

توضیح

اس آیت میں ''طیبات'' سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں سلیم الطبع لوگ کھائیں تو انہیں گھن نہ آئے۔ اس کے بالمقابل خبیث ہے یعنی گھناؤنی چیزیں جنہیں سلیم الطبع لوگ کھانے سے گھن کریں۔

کلب معلم

وہ شکاری جانور ہے جسے سدھالیا گیا ہو یعنی اسے اس کا عادی بنادیا گیا ہے کہ شکار دیکھ کر خود ان پر نہ جھپٹے' جب اسے شکار پر چھوڑا جائے تو جائے اور جب بلایا جائے تو فوراً واپس آجائے اور شکار کو پکڑ کر اس میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مار کر یا زخمی کر کے چھوڑ دے یا مالک کے پاس اٹھالائے۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو وہ معلم نہ ہوگا۔ اس کا کیا ہوا شکار کھانا حرام ہوگا نیز شکار کے حلال ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

وہ جانور مسلمان کا ہو۔ بسم اللہ پڑھ کر اسے چھوڑا گیا ہو۔ اس نے جانور کو دانتوں یا ناخنوں سے زخمی کیا ہو اور اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو اور اگر وہ جانور شکاری کو زندہ ملا تو اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس معلم جانور کے ساتھ غیر معلم شکار میں شریک نہ ہو یا کسی غیر مسلمان کا شکاری جانور شریک نہ ہوا ہو یا بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے چھوڑا ہوا جانور شریک نہ ہوا ہو۔ کتے ہی کی تخصیص نہیں' کسی بھی درندہ جانور کو سدھالیا جائے خواہ وہ چوپایہ ہو یا پرندہ ہو مثلاً چیتا' شکرہ' باز' شاہین وغیرہ۔

مکلب

یہ ''کلب'' سے مشتق ہے۔ اس سے مراد ہے سدھایا ہوا شکاری جانور' چونکہ زیادہ تر کتے ہی سے شکار رائج ہے اس لیے اسی سے یہ لفظ بنایا اور مراد معنی عام ہے۔ سدھایا ہوا شکاری جانور' یا یہ ''کَلَبٌ'' سے مشتق ہے جس کے معنی سدھانے کے ہیں۔

Marfat.com

اجْتَرَحُوْا

''اجترحوا'' کا ذکر یہاں استطراداً ہے۔ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ''اجترح'' کا معنیٰ ''اکتسب'' بھی ہے۔

جَوَارِح

''جوارح''، ''جارحة'' کی جمع ہے۔ اس سے مراد شکاری جانور ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں: کمانے والے۔

ت ۷۰۹ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ اَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ اَفْسَدَهٗ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ فَتُضْرَبُ وَتُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ. وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ. وَقَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَاْكُلْ فَكُلْ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور اگر کتا کھالے تو اس نے شکار کو خراب کر دیا' اس نے اپنے لیے اسے روکا' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم کو جو علم دیا ہے اس سے انہیں سکھاؤ' تو اسے مارا جائے اور سکھایا جائے یہاں تک کہ چھوڑ دے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے مکروہ جانا اور عطاء نے کہا: اگر خون پیے اور کھائے نہیں تو کھاؤ۔

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اگر شکاری جانور شکار میں سے کچھ کھائے تو اس کا کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے' مگر یہ حکم صرف چوپائے شکاری جانوروں کے لیے ہے۔ اگر وہ شکاری جانور پرندہ ہے جیسے شکرہ یا باز اور اس نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو ماقی کے کھانے میں حرج نہیں اور اگر کتے نے صرف خون پیا گوشت نہیں کھایا تو بھی شکار حلال ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ (المائدہ:۹۶). (ص ۸۲۵)

[المائدہ:۶ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: اور تمہارے لیے دریا کا شکار حلال کیا گیا۔

توضیح

یہ آیت محرم کے بارے میں وارد ہے کہ حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے مگر دریائی جانور کا شکار کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے' مگر اس کے عموم سے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے استدلال کیا کہ دریا کے تمام جانور حلال ہیں۔ صرف مچھلی کی تخصیص نہیں۔

ت ۷۱۰ - وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهٗ مَا اصْطِيْدَ ﴿وَطَعَامُهٗ﴾ (المائدہ:۹۶) مَا رَمٰى بِهٖ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''صید'' سے مراد وہ جانور ہے جسے شکار کیا جائے اور طعام سے مراد وہ جانور ہے جسے دریا پھینک دے۔

مثلاً موج اٹھی اور خشکی پر گری' اس میں مچھلیاں آ گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ طعام سے مراد وہ ہے جسے زاد راہ کے طور پر ساتھ رکھا جائے۔

ت ۷۱۱ - وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَلطَّافِيْ حَلَالٌ.

اور حضرت ابوبکر نے فرمایا: جو مچھلی پانی کے اوپر آ جائے وہ حلال ہے۔

یعنی جو مچھلی دریا کے پانی میں مر جائے اور مر کر پانی کے اوپر دریا میں تیرنے لگے اس کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف

Marfat.com

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

نے فرمایا: جب کوئی جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کرے اور جب نکالے تو بائیں سے پہلے نکالے تا کہ دائیں کو پہلے پہنے اور بعد میں نکالے۔

[مسجد میں جاتے ہوئے پہلے کیا کرے؟]

مسجد میں داخل ہوتے وقت حکم یہ ہے کہ پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھے اور جب مسجد سے نکلے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے۔ مسجد کے داخلے کے وقت اس حدیث پر عمل دشوار ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کا حل یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب مسجد میں جانا ہو تو پہلے بائیں پاؤں کو نکال کر جوتے پر رکھ لے، پھر دائیں پاؤں سے جوتا نکال کر مسجد میں داخل ہو اور جب مسجد سے باہر ہو تو بایاں پاؤں نکال کر جوتے پر رکھ لے، پھر دایاں پاؤں نکال کر دایاں جوتا پہن لے پھر بایاں جوتا پہن لے۔

بَابٌ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدٍ (ص ۸۷۰)

ایک جوتے میں نہ چلے

۲۵۷۸ - عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایک جوتے میں نہ چلے یا دونوں کو اُتار دے یا دونوں کو پہنے۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، کتاب اللباس)

حدیث میں "نعل" کی صفت "واحدۃ" لائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نعل مونث ہے، ایک جوتے میں چلنا دشوار بھی ہوتا ہے۔ آدمی لنگڑاتا ہوا چلے گا۔

بَابُ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ (ص ۸۷۱)

سونے کی انگوٹھیوں کا بیان

۲۵۷۹ - عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

(بخاری۔ باب: خواتیم الذهب ص ۸۷۱۔ باب: خاتم الفضة ص ۸۷۱۔ باب: من جعل فص الخاتم ص ۸۷۳۔ باب: الایمان من حلف علی الشیئ الخ ص ۹۸۴، کتاب الاعتصام۔ باب: الاقتداء بافعال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۰۸۴، مسلم۔ کتاب اللباس، ابوداؤد۔ کتاب الخاتم)

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ (ص ۸۷۱)

چاندی کی انگوٹھی کا بیان

۲۵۸۰ - عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ، وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهٗ، فَلَمَّا رَاٰهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا. ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے یا چاندی کی انگوٹھی بنائی اور اس کا نگ اندرونی ہتھیلی کی طرف کیا اور اس میں کندہ کرایا "محمد رسول اللہ"، تو لوگوں نے ویسی ہی انگوٹھی بنائی۔ جب حضور نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے بھی انگوٹھی بنالی ہے تو آپ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، پھر چاندی کی انگوٹھی بنائی اور لوگوں نے بھی

Marfat.com

الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، حَتّٰى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِيْ بِئْرِ اَرِيْسَ.

چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر نے پہنی، پھر حضرت عمر نے، پھر حضرت عثمان نے یہاں تک کہ یہ انگوٹھی بیر اریس میں حضرت عثمان سے گر پڑی۔

فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے سونے کی ایسی انگوٹھی بنائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش بھی تھا اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سونے کی انگوٹھی بنائی جس میں نقش نہیں تھا۔ علامہ عینی نے اسی کو ترجیح دی۔ اس کی تائید ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ ہے کہ لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔

[انگشتری مبارک کے نقش کی ہیئت]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری میں نقش مبارک کی صورت یہ تھی، نیچے محمد، بیچ میں رسول اوپر اللہ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی انگوٹھی مردوں کو پہننا حرام ہے۔

بِئْرِ اَرِيْسَ

یہ کنوں قبا شریف کے قریب ایک باغ میں تھا۔ یہ انگوٹی معیقب کے ہاتھ سے بئر اریس میں گری تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے کنویں کا پانی نکلوا ڈالا حتیٰ کہ کیچڑ بھی نکال کر تلاش کرایا مگر انگوٹھی نہیں ملی، اس انگوٹھی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح تسخیر کی قوت تھی۔ جب تک یہ انگوٹھی موجود رہی خلافت کا معاملہ ہر طرح درست رہا۔ جب سے یہ انگوٹھی غائب ہوئی خلافت کے معاملے میں کچھ خلل پیدا ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی یہ دیکھ کر اور لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھی بنائی

۲۵۸۱-ح: [تَخَتَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اِصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيْمَ مِنْ وَرِقٍ]

۲۵۸۱- حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَاٰى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اِصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيْمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا، فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی دن بھر۔ پھر لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں اور انہیں پہنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی، پھر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

بہ ظاہر حضرت انس کی یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث اور خود حضرت انس سے مروی حدیثوں کے معارض ہے۔ اسی لیے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس روایت میں امام زہری سے وہم ہوگیا۔ انہوں نے بجائے ''خاتم من ذهب'' کے ''من ورقٍ'' روایت کر دیا۔ امام قاضی عیاض اور دوسرے شراح نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں جو علامہ نووی کی شرح مسلم اور فتح الباری اور عمدۃ القاری وغیرہ میں مذکور ہیں۔ اس کی تلخیص بخاری کے ہندوستانی مطبوعہ کے حاشیہ میں بھی ہے مگر کوئی تاویل چسپاں نہیں ہوتی۔ سب

Marfat.com

میں بُعد ہے۔ ہاں! ان میں سے ایک تاویل کچھ لگتی ہوئی ہے۔ ہوسکتا ہے ان لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا ہوا سے حضور نے ناپسند فرمایا جیسا کہ چند ابواب کے بعد حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا ہے تم میں سے کوئی اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ واللہ اعلم!

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ (ص ۸۷۲)

انگوٹھی کے نگ کا بیان

۲۵۸۲ - سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ، عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ، وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگ بھی چاندی کا تھا۔

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ (ص ۸۷۲)

لوہے کی انگوٹھی کا بیان

توضیح

امام بخاری نے اس باب کے تحت وہ حدیث ذکر کی ہے کہ ایک خاتون حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو حضور کو ہبہ کرتی ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان خاتون کو بغور دیکھا پھر نگاہِ مبارک نیچے کر لی اور خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضور کو اس عورت کی حاجت نہ ہو تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیجئے۔ حضور نے ان سے پوچھا: تیرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! حضور نے فرمایا: جاؤ دیکھو تو وہ گئے اور لوٹ کر آئے اور کہا: بخدا! میں نے کچھ نہیں پایا۔ فرمایا: جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ (الحدیث) اس سے بہ ظاہر متبادر ہوتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

اس بارے میں امام بخاری کا کیا مذہب ہے کچھ ظاہر نہیں ہوا، مگر صحیح یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں، جیسا کہ اصحابِ سنن اربعہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، فرمایا: کیا بات ہے میں تجھ سے بتوں کی بو پا رہا ہوں۔ انہوں نے اس کو پھینک دیا۔ دوبارہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو فرمایا: کیا بات ہے میں تیرے اوپر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے اسے پھینک دیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بنا اور ایک مثقال سے کم کی۔

نیز امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی رسول اللہ ﷺ نے اسے اس طرح دیکھا گویا اسے ناپسند فرما رہے ہیں تو انہوں نے اس کو پھینک دیا، پھر انہوں نے لوہے کی انگوٹھی پہنی تو ان سے فرمایا: یہ زیادہ خبیث ہے، یہ زیادہ خبیث ہے، پھر انہوں نے چاندی کی انگوٹھی پہنی۔ اس پر حضور نے سکوت فرمایا۔

نیز امام احمد نے اپنی مسند میں عمار بن عمار سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا: اسے پھینک دے، پھر انہوں نے لوہے کی انگوٹھی بنائی تو فرمایا: اس سے زیادہ بری ہے۔ پھر انہوں نے چاندی کی انگوٹھی بنائی تو حضور نے سکوت فرمایا۔

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم کی ہو۔ اس کے علاوہ اور دھاتوں کی انگوٹھی جائز نہیں۔ عورتوں کو چاندی کی بھی انگوٹھی جائز ہے اور سونے کی بھی۔ اس کے علاوہ اور دھاتوں کی عورتوں کو بھی جائز نہیں۔ اصل قصہ یہ ہے کہ انگوٹھی زیور ہے، مردوں کو کسی بھی دھات کا زیور پہننا

Marfat.com

جائز نہیں۔ صرف ایک مثقال سے کم کی چاندی کی انگوٹھی جائز ہے۔ یہ اس حکم کلی سے مستثنیٰ ہے۔ عورتوں کو سونے چاندی کا زیور جائز ہے تو ان کو چاندی کے ساتھ سونے کی انگوٹھی بھی پہننا جائز ہے اور دوسری دھاتوں کا زیور عورتوں کو بھی پہننا ناجائز ہے تو انگوٹھی بھی ناجائز ہے۔ مردوں کو صرف ایک انگوٹھی کی اجازت ہے' ایک سے زیادہ کی نہیں۔ عورتوں کے لیے کوئی تحدید نہیں۔ مردوں کو صرف وہی انگوٹھی جائز ہے جس میں ایک نگ ہو۔ ایک سے زیادہ نگ کی ہو تو مردوں کو جائز نہیں عورتوں کو جائز ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زیور ہونے کی وجہ سے اصل حکم یہی تھا کہ مردوں کو انگوٹھی پہننا جائز نہ ہوتا مگر جب انہیں انگوٹھی پہننے کی اجازت دی تو وہ اجازت اسی قدر منحصر ہوگی جتنے کی اجازت ہے اور یہ منحصر ہے ایک انگوٹھی میں اور ایک نگ کی انگوٹھی میں' لہٰذا ایک سے زائد انگوٹھیاں اور ایک نگ سے زائد کی انگوٹھی اپنے اصل کے اعتبار سے حرام ہوگی۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ (ص ۸۷۳)

انگوٹھی چھوٹی انگلی میں

۲۵۸۳ - ح: [يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ نَقْشَ خَاتَمِنَا]

۲۵۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا، قَالَ اِنَّا اِتَّخَذْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا فِيْهِ نَقْشًا، فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ اَحَدٌ. قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرٰى بَرِيْقَهٗ فِيْ خِنْصَرِهٖ.

ہماری انگوٹھی کا نقش کوئی نہ کھدوائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنائی اور فرمایا: ہم نے چاندی کی انگوٹھی بنائی ہے اور ہم نے اس پر ایک نقش کندہ کرایا ہے' کوئی یہ نقش ہرگز کندہ نہ کرائے' فرماتے ہیں کہ میں اس کی چمک حضور کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

اس روایت میں صرف یہ ہے کہ حضور نے انگوٹھی بنائی لیکن ایک باب کے بعد جو حدیث آ رہی ہے اس میں تصریح ہے کہ چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا تھا۔

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ (ص ۸۷۳)

عورتوں کے لیے انگوٹھی

ت۷۵۵ - وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيْمُ ذَهَبٍ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سونے کی کئی کئی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

اس تعلیق کو ابن سعد نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے' پوری تعلیق یوں ہے: عمرو بن ابی عمر نے کہا کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے دیکھا ہے بخدا! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "کُسُم" سے رنگا ہوا کپڑا پہنتی تھیں اور سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو سونے کی انگوٹھیاں پہننا جائز ہے' نیز ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا بھی جائز ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ (ص ۸۷۴)

عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتیں

۲۵۸۴ - عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

Marfat.com

(ابوداؤد۔ کتاب اللباس' ترمذی۔ کتاب الاستیذان' ابن ماجہ۔ کتاب النکاح)

بَابُ اِخْرَاجِهِمْ (ص ۸۷۴)

۲۵۸۵ - عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ' وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ' وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَاَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانَةً' وَاَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

ایسے لوگوں کو گھروں سے نکال دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زنانہ مردوں پر اور مردانہ عورتوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: ان کو اپنے گھروں سے نکال دو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکالا۔

(بخاری۔ کتاب المحاربین۔ باب: نفی اھل المعاصی و المخنثین ص ۱۰۱۰' ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب الاستیذان' نسائی۔ کتاب عشرۃ النساء)

مراد یہ ہے کہ جو لباس اور زینت کے طریقے عورتوں کے ساتھ خاص ہیں ان کو کوئی مرد استعمال کرے' اسی طرح جو لباس عادات واطوار اور زینت کے طریقے مردوں کے ساتھ خاص ہیں ان کو کوئی عورت استعمال کرے' یہ حرام ہے مثلاً کوئی عورت مردوں جیسا کرتا پائجامہ' شیروانی' ٹوپی پہنے' عمامہ باندھے یا کوئی مرد عورتوں کا کوئی مخصوص کرتا پہنے' اوڑھنی اوڑھے' عورتوں کی طرح کندھے سے نیچے لمبے لمبے بال رکھے' یہ حرام سخت حرام ہے۔

مخنث

وہ ہے جس کے اندر رفتار و گفتار' عادات و اطوار میں زنانہ پن ہو۔ یہ خلقی بھی ہوتا ہے' یہ معاف ہے اور کچھ مرد زنانہ بنتے ہیں' یہی حرام ہے۔ جن کے اندر خلقی طور پر زنانہ پن ہو انہیں حکم دیا جائے گا کہ ایسی حرکات و سکنات کو بدلنے کی کوشش کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو نکالا تھا اس کا نام الحسبشہ تھا' یہ ایک حبشی غلام تھے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بنت غیلان والی حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ (ص ۸۷۴)

ت۷۵۶ - وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِيْ شَارِبَهُ' حَتّٰى يُنْظَرَ اِلٰى بَيَاضِ الْجِلْدِ' وَيَاْخُذُ هٰذَيْنِ' يَعْنِيْ بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

مونچھوں کا کترانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھ کو اتنی باریک کراتے کہ کھال کی سفیدی نظر آتی اور ان دونوں کے درمیان یعنی مونچھ اور ڈاڑھی کے درمیان کا بال بھی کاٹتے تھے۔

اس تعلیق کو امام طحاوی نے پانچ طریقوں کے ساتھ سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ "بین ھذین" سے مراد مونچھوں کے دونوں کنارے ہیں جو ڈاڑھی سے آکر ملتے ہیں۔

علامہ عینی نے فرمایا: اس کا بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد بچی کے دونوں طرف کے بال ہوں۔

اقول وھو المستعان: بہار شریعت سولہویں حصہ ص ۱۶۷ میں ہے کہ بچی کے اغل بغل کے بال مونڈنا یا اکھیڑنا بدعت ہے حوالہ عالمگیری کا ہے' مگر عالمگیری میں صرف اکھاڑنے کو بدعت لکھا ہے مونڈوانے کا اس میں ذکر نہیں۔ غالباً حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے اکھاڑنے پر مونڈنے کا قیاس فرمایا ہے اور یہ قیاس ایک حد تک صحیح بھی ہے' اس تقدیر پر حضرت علامہ عینی کا یہ فرمانا کہ یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ بچی کے اردگرد کے بال مراد ہوں کی کوئی جگہ نہیں' نیز "بین الشارب و اللحیۃ" کا ظاہر بھی اس سے اباء کرتا ہے

Marfat.com

کہ اس سے بچی کے اردگرد کے بال مراد ہوں۔

۲۵۸۶- ح: [مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ]

مونچھوں کا کترنا فطرت سے ہے

۲۵۸۶- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: فطرت سے مونچھ کا کترنا ہے۔

سند میں ہے: ''عن حنظلة عن نافع قال اصحابنا عن المكي عن ابن عمر رضي الله تعالٰى عنهما'' اس کی توجیہ میں شراح مضطرب ہیں۔ سب سے واضح توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری نے پہلے یہ ذکر فرمایا کہ مکی بن ابراہیم نے حنظلہ سے اور وہ نافع سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' یعنی اس سند میں ارسال ہے' نافع کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہیں۔ انہوں نے درمیان کے راوی چھوڑ دیئے ''قال اصحابُنا'' سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے اسے موصولاً روایت کیا ہے یعنی ''عن نافعٍ عن ابن عمر''، ''قص'' کے معنی رات میں کسی کے نشان راہ کے پیچھے چلنا ہے اور کسی واقعہ کو پورے طور سے بیان کرنا ہے۔ نیز کسی چیز کو آری سے کاٹنا ہے۔ یہی آخری معنی یہاں مراد ہے یعنی مونچھوں کو اس طرح کاٹا جائے جس کا کچھ حصہ باقی رہے' یعنی مونڈا نہ جائے۔

۲۵۸۷- ح: [خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ]

پانچ چیزیں فطرت سے ہیں

۲۵۸۷- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ' اَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ اَلْخِتَانُ' وَالْاِسْتِحْدَادُ' وَنَتْفُ الْاِبِطِ' وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ' وَقَصُّ الشَّارِبِ. (یہی ایک حدیث کے بعد' کتاب الاستیذان۔ باب: الختان بعد الخ ص ۹۳۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ فطرت پانچ ہیں' یا فطرت سے پانچ چیزیں ہیں: ختنہ کرنا' اور موئے زیر ناف مونڈنا' اور بغل کے بال اُکھاڑنا' اور ناخنوں کو تراشنا' اور مونچھ کو کترنا۔

۲۵۸۸- ح: [مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ]

زیر ناف بال مونڈھنا فطرت سے ہے

۲۵۸۸- عَنْ نَّافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ' وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ' وَقَصُّ الشَّارِبِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فطرت سے پیڑو کے بال مونڈنا ہے اور ناخنوں کا کترنا ہے اور مونچھ کا کترنا ہے۔

فطرۃ

''فطرۃ'' سے مراد وہ پرانا طریقہ ہے جسے انبیاء کرام نے اختیار کیا اور جس پر تمام شریعتیں متفق ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پانچ کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تین کا' اور مسلم[1] میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں: مونچھ کترنا' ڈاڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' اور ناک میں پانی ڈالنا' اور ناخن کترنا' اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا' اور بغل کے بال اُکھاڑنا' اور پیڑو کے بال

[1] مسلم۔ ج ۱ ص ۱۲۹

Marfat.com

مونڈھنا' اور پانی سے استنجا کرنا۔ زکریا نے کہا کہ مصعب نے کہا: میں دسواں بھول گیا مگر یہ کہ وہ کلی کرنا ہے۔ مفہوم عدد معتبر نہیں' اس لیے بعض میں اقل اکثر کا رافع نہیں۔

مسلم[1] ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مونچھ اور ناخن کتروانے اور بغل کا بال اُکھیڑنے اور پیڑو کا بال مونڈنے کے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ ''وُقِّتَ لَنَا'' یہ صیغہ بھی احادیث مرفوعہ کے حکم میں ہے جیسے کسی صحابی کا یہ کہنا ''اُمِرْنَا بِكَذَا'' علامہ نووی نے فرمایا کہ صحیح مسلم کے علاوہ میں ہے ''وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''۔

نسيتُ العَشَرَةَ

لیکن امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ ختان ہو جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پانچ چیزوں کے ساتھ مذکور ہے۔ علامہ نووی نے فرمایا: یہ زیادہ بہتر ہے۔

۲۵۸۹- ح: [خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى' وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ]

مشرکین کی مخالفت کرو' ڈاڑھیاں وافر رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ

۲۵۸۹ - عَنْ نَّافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى' وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ' فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو' ڈاڑھیوں کو وافر رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لیتے جو اس سے زیادہ ہوتی اسے کاٹتے۔

(مسلم۔ کتاب خصال الفطرۃ ص ۱۲۹' ترمذی۔ ج ۲ ص ۱۰۰)

اس حدیث میں مشرکین سے مراد مجوس ہیں اس لیے کہ وہی ڈاڑھی کتروا تے یا مونڈاتے تھے۔ ''وَفِّرُوْا'' اور بعض حدیثوں میں ''وَاعْفُوْا'' وارد ہے۔ امر وجوب کے لیے ہے' لہٰذا ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہے۔ حدیث کا اطلاق اس کا مقتضی ہے کہ ڈاڑھی کتنی بھی بڑی ہو جائے قطعاً نہ کاٹی جائے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کو کاٹتے تھے اور یہ ''ما لايدرك الا بالسماع'' ہے' اس لیے ملحق بالمرفوع ہے یعنی اس پر محمول ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر ہی اس پر عمل کیا ہے اس لیے ''اعفوا اللحى'' والی حدیث کی اس سے تخصیص درست ہے' تو حاصل یہ نکلا کہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ اسی لیے امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں فرمایا: ''اما الاخذ منها وهى دون ذلك فلم يبحه احدٌ'' ڈاڑھی اگر ایک مٹھی سے کم ہو تو اس کے کاٹنے کو کسی نے جائز نہیں کیا۔ اس کے بعد والی روایت میں ہے: ''اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ'' اس کے معنی یہ ہیں کہ مونچھوں کو خوب پست کرو۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ (ص ۸۷۵)

سفید بال کے بارے میں کیا ذکر کیا جاتا ہے؟

۲۵۹۰- ح: [اِتَّخَذَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ شَعَرَاتِهٖ يَشْفَاُ مِنْهَا النَّاسُ كَانَتْ هٰذِهٖ

حضرت اُم سلمہ کے پاس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کچھ موئے مبارک تھے' جن سے لوگ شفاء حاصل

[1] مسلم۔ ج ۱ ص ۱۲۹

Marfat.com

شَعَرَاتٌ حُمْرًا]

کرتے تھے' یہ بال سرخ رنگ کے تھے

۲۵۹۰ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَقَبَضَ اِسْرَائِیْلُ ثَلَاثَ اَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِیْهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْ شَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْهَا مِخْضَبَهٗ فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَاَیْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہا کہ میرے گھر والوں نے مجھے اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کا پیالہ دے کر بھیجا۔ اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں سکیڑ لیں۔ اس پیالے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال تھا۔ جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ اُمّ المؤمنین کے یہاں ایک برتن بھیجتا' میں نے پیالے میں جھانکا تو چند سرخ بال دکھائی دیئے۔

(اس کے بعد دو طریقے سے' ابن ماجہ۔ کتاب اللباس)

عثمان بن عبداللہ بن موہب آل طلحہ کے غلام تھے۔

اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ

میں ''اھل'' سے آل طلحہ بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ان کی بیوی بھی ''وَقَبَضَ اِسْرَائِیْلُ'' اس حدیث کے راوی اسرائیل بن یونس نے تین انگلیاں سکیڑ کر بتایا کہ یہ پیالہ بہت چھوٹا تھا۔

مِنْ قُصَّةٍ

یہ ''قدح'' کا بیان ہے۔ فتح الباری' ارشاد الساری کے متن میں اور ہندوستانی مطبوعہ بخاری کے تمام نسخوں میں ''قصة'' ہی ہے لیکن یہاں بنتا نہیں اس لیے کہ ''قصه'' کا معنی پیشانی کے بال ہیں یا بالوں کے گچھے۔ ابوزید کی روایت میں ''من فضةٍ'' ہے۔ عمدۃ القاری کے متن میں اسی کو لیا ہے' نیز فتح الباری میں شرح میں اسی کو لیا۔ ابن وحید نے کہا: اکثر راویوں نے اس کو قاف اور صاد کے ساتھ روایت کیا اور صحیح محققین کے نزدیک فا اور ضاد کے ساتھ ہے اور یہی حمیدی کی جمع بین الصحیحین اور وکیع کی اپنی مصنف کی روایت سے ظاہر ہے۔

فِیْهِ

کشمیہنی کی روایت ہے جو واضح ہے اور ضمیر کا مرجع ''قدحٌ'' ہے لیکن دوسری روایتوں میں ''فیها'' ہے۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ ''قدحٌ'' مذکر ہے۔ اس کی توجیہ میں شارحین نے فرمایا کہ پیالے میں جب پانی ہو تو اس کو ''کاسٌ'' کہتے ہیں اور ''کاسٌ'' مونث ہے تو یہاں ضمیر کی تانیث معنی ''قدح'' کی بناء پر ہے کیونکہ روایت میں یہ تصریح ہے کہ اس میں پانی تھا۔

اس روایت سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بعض خواص کو اپنا وہ خاص برتن عنایت فرما دیتیں جس میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے۔ اگرچہ عام طور پر یہی طریقہ تھا کہ لوگ وقت ضرورت اپنا برتن حضرت اُمّ المؤمنین کی خدمت میں بھیج کر وہ پانی منگاتے تھے جس میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے لیکن امام حمیدی کی جمع بین الصحیحین کی روایت یہ ہے کہ عثمان کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پیالے کے ساتھ بھیجا جس میں پانی تھا تو وہ چاندی کی چھوٹی سی پیالی لے کر آئیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال تھا' لیکن بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں یہ معنی بہ ظاہر درست نہیں ہوتا۔

واللہ اعلم!

یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے پھر اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا چاندی کا برتن کیسے

Marfat.com

استعمال کرتی تھیں؟

علامہ ابن حجر نے ایک توجیہ یہ کی کہ ہوسکتا ہے وہ پیالہ کسی اور دھات کا تھا جس پر چاندی کی قلعی کی گئی تھی اور دوسری توجیہ یہ کی کہ ہوسکتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا چاندی کے چھوٹے برتن میں کھانے پینے کو جائز سمجھتی ہوں' جیسا کہ بہت سے لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ علامہ عینی نے اس دوسری توجیہ کا شدت سے رد کیا ہے اور پہلی توجیہ کو ترجیح دی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا صحابہ کے زمانے سے معمول ہے اور بال کی طرح دوسرے تبرکات سے بھی مثلاً لباس وغیرہ۔

بَابُ الْجَعْدِ (ص ۸۷۵)

گھنگھریالے بال

۲۵۹۱- ح: [كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ]

۲۵۹۱ - حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ.

گیسو مبارک کندھے تک تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک آپ کے کندھے تک لٹکے تھے۔

(اس کے بعد یہی کئی طریقوں سے' مسلم۔ کتاب الفضائل)

۲۵۹۲- ح: [كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالسَّبْطِ وَلَا الْجَعْدِ]

۲۵۹۲ - عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا' لَيْسَ بِالسَّبْطِ وَلَا الْجَعْدِ' بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسو مبارک نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک درمیانی تھے' نہ بالکل سیدھے تھے نہ گھنگھریالے' کانوں اور کندھوں کے درمیان رہتے تھے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل' ترمذی۔ شمائل' نسائی۔ کتاب الزینۃ' ابن ماجہ۔ کتاب اللباس)

پہلی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک کندھوں تک تھے اور اس روایت میں ہے: اور کندھوں کے درمیان تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ کانوں تک تھے۔ ان سب میں تعارض نہیں' مختلف اوقات میں مختلف حالت تھی۔ کبھی کانوں تک رہتے' کبھی کندھوں تک' کبھی دونوں کے درمیان۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ عرض کرتے ہیں:

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش — کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

۲۵۹۳ - عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ' لَمْ اَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ' وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا' لَا جَعْدَ وَلَا سَبِطَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں دست مبارک پُر گوشت تھے۔ میں نے حضور کے بعد حضور جیسا کسی کو نہیں دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال درمیانی تھے' نہ گھنگھریالے نہ بالکل سیدھے۔

۲۵۹۴- ح: [كَانَ ضَخْمَ

سَر قدس بڑا تھا اور قدمان مبارک

Marfat.com

الرَّاْسِ وَالْقَدَمَيْنِ]

پُر گوشت تھے

۲۵۹۴- عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، حَسَنَ الْوَجْهِ، لَمْ اَرَ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمان مبارک پُر گوشت اور چہرہ مبارک نہایت حسین تھا' حضور کے پہلے یا حضور کے بعد حضور جیسا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضور کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

۲۵۹۵- ح: [حُلْيَتُهُ الْمُبَارَكَةُ]

حلیہ مبارک

۲۵۹۵- حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَوْ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ، حَسَنَ الْوَجْهِ، لَمْ اَرَ بَعْدَهُ شِبْهًا لَهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمان مبارک پُر گوشت تھے اور چہرۂ مبارک حسین' میں نے حضور کے بعد حضور جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

(وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.

(اور دوسری روایت میں) حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدم اور ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں۔

(وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى) عَنْ اَنَسٍ، اَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ اَرَ بَعْدَهُ شَبَهًا لَهُ.

(اور ایک روایت میں) حضرت انس یا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدمان مبارک پُر گوشت تھے۔ میں نے حضور کے بعد حضور کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔

ان احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک جو مذکور ہے وہ یہ ہے کہ سر اقدس بڑا تھا۔ بال نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ گھونگھریالے' درمیانی تھے۔ گیسو مبارک کبھی کانوں تک رہتے' کبھی کندھوں تک' کبھی دونوں کے درمیان۔ چہرۂ اقدس اتنا حسین تھا کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔ ہتھیلیاں کشادہ اور پر گوشت تھیں' قدم مبارک پُر گوشت تھے۔

شَثْنَ

یعنی انگلیاں اور ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں' اس کے باوجود انتہائی نرم تھیں' جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی ریشمی کپڑے کو کبھی حضور کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ اصمعی سے منقول ہے کہ "شثن" کے معنی پر گوشت سخت ہتھیلی کے ہیں اور جب ان کو یہ حدیث سنائی گئی کہ حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیوں اور قدموں کے بارے میں "شثن" آیا ہے تو انہوں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی حدیث کے الفاظ کی تفسیر نہیں کروں گا۔ فتح الباری میں ہے کہ "شثن" کے معنی پر گوشت کے ہیں وہ نرم ہو یا سخت' اس کے معنی میں نرمی یا سختی ملحوظ نہیں۔

بَابُ التَّلْبِيْدِ (ص ۸۷۶)

بالوں کو گوند وغیرہ سے جمانا

۲۵۹۶- ح: [لَبَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوند سے بالوں کو جمایا

Marfat.com

۲۵۹۶- اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْیَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِیْدِ. وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا' جو بالوں کو گوند وغیرہ سے جمائے اسے چاہیے (حج وعمرہ کے بعد) سر منڈا دے' حالت احرام میں تلبید کے مشابہ نہ رکھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے حالت احرام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوند سے بال جمائے ہوئے دیکھا۔

اہل عرب عام طور پر گیسو رکھتے تھے۔ حالت احرام میں بالوں کے منتشر ہونے کا اندیشہ رہتا تھا کیونکہ سر پر عمامہ نہ رہتا تھا نہ ٹوپی' اس لیے احرام کی حالت میں گوند سے بالوں کو جما لیتے تھے۔ عام حالات میں یہ مکروہ تھا۔

بَابُ الذَّوَائِبِ (ص ۸۷۷)

گیسوؤں کا بیان

۲۵۹۷- ح: [قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخَذَ بِذُوَّائِبَتِیْ]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے گیسوؤں کو پکڑا

۲۵۹۷- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ لَیْلَةً عِنْدَ مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِیْ' وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِیْ لَیْلَتِهَا' قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ' فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِهٖ' قَالَ فَاَخَذَ بِذُوَّابَتِیْ فَجَعَلَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات اُمّ المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا اپنی خالہ کے یہاں سویا اور اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کے پاس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں نماز پڑھنے لگے۔ میں حضور کی بائیں طرف کھڑا ہوا تو حضور نے میرے گیسوؤں کو پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا۔

بَابُ الْقَزَعِ (ص ۸۷۷)

بالوں کو چھوٹے بڑے رکھنا

۲۵۹۸- اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ حَفْصٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ اَخْبَرَهٗ' عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی عَنِ الْقَزَعِ. قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ؟ فَاَشَارَ لَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ اِذَا حُلِقَ الصَّبِیُّ' وَتُرِكَ هَا هُنَا شَعَرَةٌ وَهَا هُنَا وَهَا هُنَا' فَاَشَارَ لَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ اِلٰی نَاصِیَتِهٖ وَجَانِبَیْ رَاْسِهٖ. قِیْلَ لِعُبَیْدِ اللّٰهِ فَالْجَارِیَةُ وَالْغُلَامُ؟ قَالَ لَا اَدْرِیْ' هٰکَذَا قَالَ الصَّبِیُّ. قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ وَعَاوَدْتُّهٗ فَقَالَ اَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَاْسَ بِهِمَا' وَلٰکِنَّ الْقَزَعَ اَنْ یُّتْرَكَ بِنَاصِیَتِهٖ شَعَرٌ' وَلَیْسَ فِیْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا: میں نے پوچھا: قزع کیا ہے؟ تو عبیداللہ نے ہماری طرف اشارہ کیا۔ فرمایا: جب بچے کا سر مونڈا جائے اور یہاں چھوڑ دیا جائے۔ عبیداللہ نے اپنی پیشانی اور اپنے سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا۔ عبیداللہ سے پوچھا گیا: لڑکی اور لڑکے برابر ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا' انہوں نے صبی کہا ہے۔ عبیداللہ نے کہا: میں نے ان سے دوبارہ پوچھا کہ قصہ اور قفا بچے کے لیے حرج نہیں لیکن قزع یہ ہے کہ اس کے پیشانی پر بال چھوڑ دیے جائیں اور اس کے سر میں اور کہیں بال نہ ہوں اور ایسے ہی سر کے بال ادھر اُدھر سے

Marfat.com

رَاْسِہٖ غَیْرُہٗ وَکَذٰلِکَ شِقٌّ رَاْسِہٖ ھٰذَا وَ ھٰذَا۔ مونڈنا۔

(یہیں متصل، مسلم۔ کتاب اللباس، ابوداؤد۔ باب: الترجل، نسائی۔ کتاب الزینۃ، ابن ماجہ۔ کتاب اللباس)

''قزع'' کی تشریح

''قزع'' کے معنی یہ ہیں کہ سر کے بالوں کو کہیں کہیں سے مونڈا جائے کہیں کہیں چھوڑ دیا جائے اور ''قصہ'' کے معنی یہ ہیں کہ کنپٹی کے بال چھوڑ دیئے جائیں اور ''قفا'' کے معنی ہیں: سر کے پچھلے حصے کے بال۔ ''قزع'' منع ہے، مکروہ ہے بچے کے لیے بھی اور بچیوں کے لیے بھی۔ ''صبی'' کا اطلاق بچے اور بچی دونوں پر ہوتا ہے یہ ''فعیلٌ'' کے وزن پر ہے جس میں مذکر مونث دونوں برابر ہیں۔

بَابُ تَطْیِیْبِ الْمَرْاَۃِ زَوْجَھَا بِیَدَیْھَا (ص ۸۷۷)

بیوی کا اپنے شوہر کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو ملنا

۲۵۹۹- ح: [قَالَتْ عَائِشَۃُ طَیَّبْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِہٖ]

۲۵۹۹- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ طَیَّبْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدَیَّ لِحُرْمِہٖ، وَطَیَّبْتُہٗ بِمِنًی قَبْلَ اَنْ یَّفِیْضَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام کے وقت خوشبو ملی

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام کے وقت اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی اور میں نے آپ کو منٰی میں خوشبو لگائی طواف زیارت کے لیے جانے سے پہلے۔ (نسائی کتاب اللباس)

مطلب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے بھی خوشبو لگائی اور احرام کھولنے کے بعد بھی لگائی۔ ۱۰ تاریخ کو جمرۃ العقبہ پر کنکری مارنے کے بعد قربانی کر کے احرام کھولنے کی اجازت ہے۔ اب وہ تمام چیزیں جو احرام میں ممنوع تھیں حلال ہو جاتی ہیں سوائے جماع کے۔ اس وقت بھی خوشبو لگانا مستحب ہے۔

بَابُ الطِّیْبِ فِی الرَّاْسِ وَاللِّحْیَۃِ (ص ۸۷۷)

سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگانا

۲۶۰۰- ح: [قَالَتْ عَائِشَۃُ وَجَدْتُ وَبِیْصَ الطِّیْبِ فِیْ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ]

۲۶۰۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَطْیَبِ مَا یَجِدُ، حَتّٰی اَجِدَ وَبِیْصَ الطِّیْبِ فِیْ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے خوشبو کی چمک آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سر اور ڈاڑھی میں پائی

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو لگاتی سب سے عمدہ خوشبو جو ہمارے پاس موجود ہوتی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک حضور کے سر اور ڈاڑھی میں بھی پاتی۔

(بخاری۔ باب: مایستحب من الطیب، مسلم، نسائی۔ کتاب الحج)

مرد کو اپنے سر اور اپنی ڈاڑھی میں خوشبو لگانا مستحب ہے، چہرہ پر لگانا ممنوع ہے کہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ عورتوں کو سب جائز ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْاِمْتِشَاطِ (ص ۸۷۷)

بالوں میں کنگھا کرنا

۲۶۰۱-ح: [اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِیْ دَارِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ]

۲۶۰۱ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِیْ دَارِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحُكُّ رَاْسَهٗ بِالْمِدْرٰی، فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهَا فِیْ عَیْنِكَ، اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْاَبْصَارِ.

نبی ﷺ کے گھر میں ایک شخص نے سوراخ سے جھانک کر دیکھا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے گھر میں ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا اور نبی ﷺ اپنا سر بال جھاڑنے کی لکڑی سے کھجلا رہے تھے۔ فرمایا: اگر میں جانتا تو دیکھ رہا ہے تو اس کو تیری آنکھ میں گھونپ دیتا' اجازت لینے کا حکم نظروں سے بچنے کے لیے ہی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ باب: الاستیذان من اجل البصر ص ۹۲۲' کتاب الدیات۔ باب: من اطلع فی بیت قوم ص ۱۰۲۰)

یہ بدنصیب مروان کا باپ حکم بن عاص تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس نے کلمہ ضرور پڑھ لیا تھا لیکن یہ بار بار گستاخانہ حرکتیں کرتا۔ ایک بار حضور اقدس ﷺ کے چلنے کی نقل کر رہا تھا۔ اس کی انہیں حرکتوں کی بناء پر حضور اقدس ﷺ نے اس کو طائف جلاوطن کر دیا تھا۔

بَابُ الذَّرِیْرَةِ (ص ۸۷۸)

ذریرہ (یعنی مرکب خوشبو) کا بیان

۲۶۰۲-ح: [قَالَتْ عَائِشَةُ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذَرِیْرَةٍ]

۲۶۰۲ - اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ یُخْبِرَانِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ بِذَرِیْرَةٍ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، لِلْحِلِّ وَالْاِحْرَامِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذریرہ ملا

عروہ اور قاسم اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے حجۃ الوداع میں ذریرہ ملا' حل کے لیے بھی اور احرام کے لیے بھی۔

ہندوستان سے ایک خوشبودار چھڑی کی قسم کی خوشبو عرب میں جاتی تھی جو پیس کر اور چھان کر بال اور گردن میں چھڑکی جاتی تھی اسی کو ذریرہ کہتے ہیں۔

بَابُ الْوَصْلِ فِی الشَّعَرِ (ص ۸۷۸)

بالوں میں بال ملانا

۲۶۰۳ - حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَنْكَحْتُ ابْنَتِیْ، ثُمَّ اَصَابَهَا شَكْوٰی، فَتَمَرَّقَ رَاْسُهَا، وَزَوْجُهَا یَسْتَحِثُّنِیْ بِهَا، اَفَاَصِلُ رَاْسَهَا؟ فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

بالوں میں بال ملانا

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا' پھر وہ بیمار ہو گئی جس سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا شوہر مجھے ابھار رہا ہے۔ کیا میں اس کے سر میں دوسرے بال ملا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ اللہ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

Marfat.com

(اس کے بعد متصل ہی باب: الموصولۃ ص۸۷۹، مسلم)

اس حدیث کی راویہ منصور بن عبدالرحمٰن کی والدہ کا نام صفیہ بنت شیبہ حجبیہ ہے۔ بعد میں یہی حدیث حضرت اسماء ہی سے ہشام کی اہلیہ فاطمہ بنت المنذر بن زبیر بن عوام سے مروی ہے۔ یہ حدیث کتاب النکاح میں گزر چکی ہے، وہیں اس پر مفصل کلام ہو چکا ہے۔

۲۶۰۴- ح: [لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ]

نبی ﷺ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی

۲۶۰۴- عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. وَقَالَ نَافِعٌ اَلْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی، گوندنے والی اور گوندوانے والی پر لعنت فرمائی ہے، نافع نے کہا: گوندنا مسوڑے میں ہوتا ہے۔

(بخاری۔ باب: الموصولۃ ص۸۷۹، باب: المستوشمۃ ص۸۸۰، ترمذی۔ کتاب اللباس)

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ (ص۸۷۹)

گوندنے والی کا بیان

۲۶۰۵- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِامْرَاَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ؟ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَا سَمِعْتُ، قَالَ مَا سَمِعْتَ؟ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ. (نسائی۔ کتاب الزینۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو گدنا گدواتی تھی تو حضرت عمر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، گدنے گدوانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کس نے سنا ہے تو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے سنا ہے۔ فرمایا: تو نے کیا سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے: نہ خود گوندنا گودیں اور نہ دوسروں سے گوندوائیں۔

بَابُ التَّصَاوِيْرِ (ص۸۸۰)

تصویروں کا بیان

توضیح

کتاب اللباس میں تصاویر اور ڈاڑھی مونچھ بڑھانے، کٹانے اور بال ملانے اور گوندنا گوندوانے پر کچھ شراح نے یہ تنقید کی ہے کہ اس کو لباس سے کوئی تعلق نہیں۔ علامہ ابن حجر وغیرہ نے یہ توضیح کی کہ ان سب کا جامع زینت ہے۔ اس پر علامہ عینی نے یہ تعقب فرمایا کہ تصاویر کا زینت سے تعلق نہیں۔

اقول وھو المستعان: زینت سے اگر بدن کی زینت مراد لی جائے تو یقیناً تصاویر کا اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن اگر زینت کو عام رکھا جائے خواہ بدن کی ہو یا مکان کی تو تصاویر بھی زینت میں داخل ہیں اس لیے کہ تصویروں کو مکان میں زینت کے لیے لگایا کرتے تھے۔

Marfat.com

[کیمرے وغیرہ مشینوں سے بنائی ہوئی تصویریں بھی حرام ہیں]

تصویر ذی روح کے چہرے بنانے کا نام ہے' حرام ذی روح کا چہرہ بنانا ہے۔ اس سے حرمت پہ کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تصویر کیسے بنائی گئی؟

اس لیے جیسے ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویریں حرام ہیں اسی طرح کیمرے وغیرہ مشین سے بنائی ہوئی تصویریں بھی حرام ہیں۔ اسی طرح ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ بھی حرام ہے۔ اس سلسلے میں آج کل کے علماء کے مابین بہت طول طویل بحث اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ کچھ حضرات یہ کہتے ہیں یہ تصویر نہیں عکس ہے جیسے آئینے میں انسان کا عکس نظر آتا ہے اس لیے یہ جائز ہے۔ میں بھی ابتداءً یہی فتوی دیتا تھا لیکن پھر زیادہ غور وخوض کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ بنانا بھی حرام ہے اس لیے کہ ٹی وی بکس پر جو کچھ نظر آتا ہے وہ عکس نہیں تصویر ہے۔ اس پر واضح قرینہ یہ ہے کہ اگر انسان آئینہ یا پانی کے سامنے سے ہٹ جائے تو آئینہ اور پانی سے اس کی شبیہ غائب ہو جاتی ہے اور ویڈیو کیسٹ میں جس کی تصویر ہوتی ہے وہ غائب ہو جائے بلکہ مر جائے جب بھی ٹی وی کے بکس پر اس کی تصویر نظر آتی ہے۔ تصویر کے وقت کی اصل علت حدیث میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کو قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا: ''یضاھئون بخلق اللّٰہ'' اور فرمایا گیا: ''ذھب یخلق کخلقی'' اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ عام تصاویر کے بہ نسبت ٹی وی بکس پر نظر آنے والی تصویروں میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے۔ عام تصویریں منجمد ایک حال میں رہتی ہیں' نہ بولتی نظر آتی ہیں نہ چلتی پھرتی اور ٹی وی بکس کی تصویریں دیکھنے میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ بول رہی ہیں' چل رہی ہیں' پھر رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے زندہ ہیں' اس لیے اس میں اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے' اس لیے یہ عام تصویروں کے بہ نسبت بہ درجہ اولیٰ حرام ہوں گی۔

آج کل نجدیوں نے یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ حرام صرف مجسمے بنانا ہے رہ گئی وہ تصویریں جو کاغذ یا کپڑے پر ہوں حرام نہیں۔ ان کا یہ مذہب صریح احادیث کے خلاف ہے۔ حدیث آ رہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے پردے پر تصویر دیکھی تو اسے ناپسند فرمایا۔ ظاہر ہے کہ پردے پر مجسمہ نہیں ہوگا۔ بات وہی ہے جو ہم نے شروع میں لکھا کہ حرمت کی وجہ ذی روح کے چہرے کی ساخت ہے۔ وہ جیسے مجسمے میں پائی جاتی ہے اسی طرح کپڑے اور کاغذ کی تصویر میں بھی پائی جاتی ہے۔

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ص ۸۸۰)

قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا عذاب

۲۶۰۶ - عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ، فَرَاٰى فِيْ صُفَّتِهٖ تَمَاثِيْلَ، فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ. (مسلم۔ کتاب اللباس' نسائی۔ کتاب الزینۃ)

مسلم سے روایت ہے کہ ہم مسروق کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے تو مسروق نے ایک چبوترے پر کچھ تصویریں دیکھیں تو کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ صورت اور تمثال میں کوئی فرق نہیں اور علامہ عینی نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے۔ صورت حیوان کی تصویر کو کہتے ہیں اور تمثال عام ہے' جاندار کی ہو یا غیر جاندار کی' اور یہ جو کہا گیا کہ تمثال مجسمے کو کہتے ہیں اور صورت' کپڑے یا دیوار کے نقش کو اس کو ''قِیْلَ'' سے بیان فرمایا جو ضعف کی دلیل ہے۔

Marfat.com

اقول وھو المستعان: حدیث ابھی مذکور ہوئی کہ تمثال اور صورت ایک ہے اس لیے کہ حدیث میں یہ ہے کہ چبوترے پر تمثالیں تھیں۔ اس کی حرمت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے دلیل لائے کہ فرمایا: سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔ اگر ان دونوں میں مغائرت ہوتی تو یہ استدلال صحیح نہ ہوتا' پھر اس کے بعد مذکور ہے: اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں: ''وقد سترتُ بقرام لی علی سھوۃ لی فیہ تماثیلُ'' میں نے روشن دان پر ایک پردہ لٹکایا تھا جس میں تصویریں تھیں' ظاہر ہے کہ کپڑے پر مجسمے نہیں ہوتے۔ اس پر وہی تصویریں ہوں گی جو دیوار اور کپڑے پر بنائی جاتی ہیں۔

۲۶۰۷- ح: [یُقَالُ الْمُصَوِّرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحْیُوْا مَاخَلَقْتُمْ]

تصویر بنانے والوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو

۲۶۰۷- عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَصْنَعُوْنَ ھٰذِہِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَاخَلَقْتُمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ یہ صورتیں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قول اللہ واللہ خلقکم وما تعملون ص ۱۱۲۸' مسلم)

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ (ص ۸۸۰)

تصویروں کو مٹانا

۲۶۰۸- ح: [لَمْ یَکُنْ یَّجِدُ مِنَ التَّصَاوِیْرِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا نَقَضَہٗ]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر میں جو تصویر بھی پاتے مٹا دیتے

۲۶۰۸- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا حَدَّثَتْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ فِیْ بَیْتِہٖ شَیْئًا فِیْہِ تَصَالِیْبُ اِلَّا نَقَضَہٗ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں جو بھی تصویریں پاتے مٹا دیتے۔

(ابوداؤد۔ کتاب اللباس' نسائی۔ کتاب الزینۃ)

''تصالیب''، ''تصلیب'' کی جمع ہے' اس سے مراد مطلق تصویریں ہیں بلکہ کشمیہنی کی روایت میں ''تصالیب'' کی بجائے ''تصاویر'' ہے اور علامہ کرمانی نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ نقش و نگار ہیں جو صلیب کی طرح کے ہوں۔ یہ بھی حرام ہیں اس لیے کہ صلیب کو نصاریٰ پوجتے ہیں۔

[مطب یا دوکان کے بورڈ پر صلیب کا نشان بنانا جائز نہیں]

ڈاکٹر لوگ اپنے مطب پر بورڈ میں صلیب کا نشان بنائے رہتے ہیں یہ جائز نہیں۔

مطب کے بورڈ پر صلیب بنانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ یورپ نے پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں زخمیوں کی امداد و اعانت و علاج وغیرہ کے لیے ایک انجمن قائم کی تھی جس کا نام صلیب احمر تھا۔ اس کا ٹریڈ مارک صلیب ہی تھا۔ اسی سے سیکھ کر یورپ کے ڈاکٹروں نے بھی اپنے مطب کے بورڈوں پر صلیب بنانا شروع کر دیا' وہی ہندوستان میں بھی رائج ہو گیا۔ مسلمان ڈاکٹروں کو اس سے بچنا چاہیے۔ اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ صلیب کا نشان عیسائیوں کے عقیدے کی تائید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

Marfat.com

یہودیوں نے پھانسی دی تھی اور یہ قرآن مجید کا رد ہے۔ ارشاد ہے: ''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ'' (النساء:۱۵۷) نہ تو یہودیوں نے انہیں قتل کیا اور نہ انہیں پھانسی دی بلکہ ان کے لیے حضرت عیسیٰ کی شبیہ کا ایک شخص بنایا گیا۔

علاوہ ازیں عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں تو اس کی حیثیت بت کی ہوگئی۔ اس کا رکھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی بت کا رکھنا۔

۲۶۰۹- ح: [وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِ اللّٰهِ]

اس سے بڑھ کر ظالم کون؟ جو اللہ کی تخلیق کی طرح تخلیق کرے

۲۶۰۹- حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَاٰی اَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِیْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً . ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰی بَلَغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشَیْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ مُنْتَهَی الْحِلْيَةِ.

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: واللہ خلقکم وما تعملون ص ۱۱۲۸)

ابوزرعہ نے کہا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ میں ایک گھر کے اندر گیا تو انہوں نے اس کے اوپر ایک مصور کو تصویر بناتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:) اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کرتا ہے' یہ لوگ کوئی دانہ پیدا کرلیں یا کوئی ذرہ پیدا کرلیں' پھر اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے طشت میں پانی منگایا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا یہاں تک کہ بغل تک دھو ڈالا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابوہریرہ! کیا ایسی بات ہے جو آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے' انہوں نے کہا: میں زیور پہننے کی انتہائی حد تک دھوتا ہوں۔

یہ گھر مروان بن حکم کا تھا یا سعید بن عاص بن سعید اموی کا۔ مسلم میں شک کے ساتھ مروی ہے۔ مروان اور سعید دونوں یکے بعد دیگرے مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کی جانب سے امیر رہ چکے تھے۔ علامہ عینی نے فرمایا: یہ مکان مروان ہی کا تھا یہی روایت یقینی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ پانی وضو کرنے کے لیے منگوایا تھا' چونکہ وضو میں کہنیوں تک دھونا فرض ہے اور جب وضو میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بغل تک ہاتھ دھویا تو ابوزرعہ کو تعجب ہوا اور پوچھا۔ حضرت ابوہریرہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ یہ میرا اجتہاد ہے کہ ہاتھ میں جہاں تک زیور پہنا جاتا ہے سب دھوتا ہوں' اور اس کی اجازت حدیث میں مصرح ہے' ارشاد فرمایا: ''فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل''[1] تم میں سے جو چاہے کہ اپنے اعضاء کی سفیدی کو بڑھائے تو ایسا کرسکتا ہے۔

بَابٌ

باب

۲۶۱۰- ح: [مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِی الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ]

جو کوئی دنیا میں تصویر بنائے گا قیامت کے دن اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے

۲۶۱۰- يُحَدِّثُ قَتَادَةُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ

قتادہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

[1] بخاری۔ ج ۱ ص ۲۵

Marfat.com

وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ، وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سُئِلَ، فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

(مسلم۔ کتاب التصاویر۔ ج ۲ ص ۲۰۲)

کے پاس حاضر تھا اور لوگ ان سے سوالات کر رہے تھے اور وہ نبی ﷺ کا نام نہیں لیتے تھے یہاں تک کہ ان سے سوال کیا گیا' انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو دنیا میں کوئی تصویر بنائے گا قیامت کے دن اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے اور وہ پھونک نہیں سکے گا۔

مسلم میں پوری تفصیل یہ ہے: نضر بن انس بن مالک نے کہا: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا' وہ فتویٰ دیتے تھے اور یہ نہیں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہاں تک کہ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا اور کہا: میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے مجھ سے کہا: میرے قریب آ۔ میں قریب ہوا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

سعید بن ابی الحسن کی روایت میں ہے کہ فرمایا: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں۔ اس نے جتنی بھی تصاویر بنائی ہوں گی سب کے بدلے ایک جان بنادی جائے گی جو اسے جہنم میں عذاب دے گی۔

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ (ص ۸۸۲)

چوپائے کے مالک کا اپنے سامنے دوسرے کو بٹھانا

ت ۷۵۷ - وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ اَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ، اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهُ.

اور ان کے بعض (عامر شعبی) نے کہا کہ چوپائے کا مالک چوپائے کے آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے مگر یہ کہ کسی اور کو اجازت دے دے۔

۲۶۱۱ - ح: [اَرْكَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُثَمَ وَالْفَضْلَ مَعَهُ]

۲۶۱۱ - حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ ذُكِرَ الْاَشَرُّ الثَّلَاثَةُ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ، اَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ، وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاَيُّهُمْ شَرٌّ، اَوْ اَيُّهُمْ خَيْرٌ؟

رسول اللہ ﷺ نے قثم اور فضل کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا

ایوب نے حدیث بیان کی کہ عکرمہ کے پاس یہ تذکرہ ہوا کہ تینوں میں کون زیادہ بد ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور قثم کو اپنے آگے اور فضل کو اپنے پیچھے یا قثم کو پیچھے اور فضل کو اپنے آگے بٹھایا تھا تو بتاؤ ان میں کون زیادہ برا ہے اور ان میں کون زیادہ بہتر ہے۔

ایک حدیث میں تین آدمیوں کو ایک چوپائے پر بیٹھنے سے ممانعت آئی ہے۔ اس کے پیش نظر عکرمہ کی مجلس میں سوال ہوا کہ اگر ایک جانور پر تین بیٹھے ہوئے ہوں تو کون سب سے زیادہ برا ہے؟ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کوئی برا نہیں۔ جانور میں قوت ہو تو تین آدمی سوار ہو سکتے ہیں اور ممانعت کی صورت یہ ہے کہ جانو میں اتنی طاقت نہ ہو۔

بَابٌ (ص ۸۸۲)

باب

۲۶۱۲ - ح: [قَالَ مُعَاذٌ اَنْ يَّرْدِفَ النَّبِيَّ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

۲۶۱۲ - **حَدَّثَنَا** اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ يَا مُعَاذُ. قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَامُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ. قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ. قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ. قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب: من جهد نفسه في طاعة الله ص ۹۶۳، کتاب الاستیذان۔ باب: من لبيك وسعديك ص ۹۲۷، مسلم۔ کتاب الایمان، نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

کے پیچھے سواری پر بیٹھا

حضرت انس بن مالک نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا۔ میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوے کا پچھلا حصہ تھا تو حضور نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی: حاضر ہوں یا رسول اللہ! حاضر ہوں، پھر حضور تھوڑی دیر چلے، پھر فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! حاضر ہوں، پھر تھوڑی دور اور چلے، پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! حاضر ہوں، فرمایا: تم جانتے ہو اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، پھر تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! حاضر ہوں، فرمایا: تم جانتے ہو جب بندے وہ کر چکیں تو بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور رسول اس کا خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: اب بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ انہیں عذاب نہ دے۔

حق کے معنی یہ ہوتے ہیں: جو کسی پر ثابت اور واجب ہو اور اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں۔ اس حدیث میں جو فرمایا گیا کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا تو اس کا وعدہ سچا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کو یہ ضرور عطا فرمائے گا، یا یہ بطور مشاکلت ہے۔ پہلے فرمایا گیا تھا: ''ما حق الله على العباد'' اسی کے مشاکلت میں فرمایا: ''ما حق العباد على الله''۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۸ - کِتَابُ الْاَدَبِ (ص ۸۸۲)

[ادب کا بیان]

بَابُ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ (ص ۸۸۲)

۲۶۱۳ - عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّكَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّكَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّكَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ.

اچھے سلوک کا سب لوگوں سے زیادہ کون مستحق ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں! پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں! اس نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں! اس نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔

(مسلم۔ کتاب الادب، ابن ماجہ۔ کتاب الوصایا)

امام بخاری نے بعد میں کہا: ''قال ابن شبرمة ویحیی بن ایوب. الخ'' اس میں ابن شبرمہ سے مراد عبداللہ بن شبرمہ کوفہ کے قاضی ہیں جو عمارہ بن قعقاع کے چچا ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو عبداللہ بن شبرمہ اور یحییٰ بن ایوب دونوں نے بھی ابوزرعہ سے روایت کیا ہے۔

بَابُ لَا یَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ (ص ۸۸۳)

۲۶۱۴ - ح: [اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ]

۲۶۱۴ - عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ. قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَکَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ؟ قَالَ یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ، فَیَسُبُّ اَبَاهُ،

کوئی اپنے والدین کو برا نہ کہے

سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ پر لعنت کرے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا یہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرے گا؟ فرمایا کہ کوئی کسی کے باپ کو برا کہے تو وہ اس کے باپ کو برا کہے گا کوئی کسی کی ماں کو برا کہے اور وہ اس کی ماں کو

Marfat.com

وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ.

(مسلم۔ کتاب الایمان' ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب البر)

برا کہے۔

بَابُ اِثْمِ الْقَاطِعِ (ص ۸۸۵)

رشتہ کاٹنے والے کا گناہ

۲۶۱۵ - اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں رشتہ کاٹنے والا داخل نہ ہوگا۔

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهٗ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ (ص ۸۸۵)

صلۂ رحم کی وجہ سے جس کے رزق میں فراخی دی گئی ہو

۲۶۱۶ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ' وَاَنْ يُّنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ' فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

۲۶۱۷ - اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ' وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ' فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق کو کشادہ کیا جائے اور اس کی عمر کو بڑھایا جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

(مسلم۔ کتاب الادب)

''اَنْ يُنْسَاَ'' اس کا مادہ ''نَسَاء'' ہے جس کے معنی مؤخر کرنے کے ہیں۔ ''اثر'' کے معنی پیچھے کے ہیں' مراد اس کی موت ہے اس لیے کہ یہ عمر کے آخر میں ہوتی ہے۔

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ (ص ۸۸۵)

جو صلہ رحمی کرے اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی کرم فرمائے

۲۶۱۸ - عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ' فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ' وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''رحم'' ''رحمٰن'' سے مشتق ہے۔ اللہ نے فرمایا: جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا' جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔

۲۶۱۹ - ح: [اَلرَّحِمُ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ]

رحم رحمٰن سے مشتق ہے

۲۶۱۹ - عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ' فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ' وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهٗ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رشتہ ایک شاخ ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) جو اسے جوڑے گا میں اس کے اوپر خصوصی انعام فرماؤں گا اور جو اسے کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا۔

Marfat.com

شُجْنَةٌ

اس میں شین پر کسرہ بھی اور ضمہ بھی اور فتحہ بھی ہے۔اس کے معنی ہیں درخت کی جڑیں جو آپس میں گتھی ہوئی ہیں۔مراد یہ ہے کہ اس کا مادہ وہی ہے جو رحمٰن کا ہے۔ابوداؤد و ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں اللہ ہوں' میں رحمٰن ہوں' رحم (رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا' جو اسے ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا' جو اسے کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا۔

بَابُ يَبُلُّ الرَّحِمَ بِبَلَالِهَا (ص ۸۸۶)

رشتہ کو اس کی تری کے ساتھ تر رکھا جائے

۲۶۲۰- ح: [اِنَّ اٰلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا بِاَوْلِیَائِیْ]

ابی فلاں کی آل میرے اولیاء نہیں

۲۶۲۰- عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَیْرَ سِرٍّ یَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِیْ. قَالَ عَمْرٌو فِیْ کِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَیَاضٌ. لَیْسُوْا بِاَوْلِیَائِیْ' اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ. زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ' عَنْ بَیَانٍ' عَنْ قَیْسٍ' عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَائِهَا.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوشیدہ نہیں کھلے بندسنا' فرماتے تھے: آل ابی' عمرو بن عباس نے کہا: محمد بن جعفر کی کتاب میں یہاں بیاض ہے' میرے اولیاء نہیں۔میرا ولی صرف اللہ ہے اور نیک مومن۔ بہ طریق عنبسہ جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا لیکن ان سے رشتہ داری ہے جس کو میں اس کی بلاء سے تر رکھوں گا۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بِبَلَائِهَا کَذَا وَقَعَ وَ بِبَلَالِهَا اَجْوَدُ وَاَصَحُّ وَبِبَلَائِهَا لَا اَعْرِفُ لَهٗ وَجْهًا. (ترمذی۔کتاب التفسیر' نسائی۔کتاب الوصایا)

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: اس روایت میں ایسے ہی ہے لیکن ''ببلائها'' کی جگہ ''ببلالها'' زیادہ عمدہ اور زیادہ صحیح ہے اور ''ببلائها'' کے درست ہونے کی کوئی وجہ میں نہیں پہچانتا۔

اس حدیث میں ''ان آل ابی'' کے بعد محمد بن جعفر کی کتاب میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔یعنی یہ کون لوگ ہیں یہ مذکور نہیں۔حضرت امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس سے مراد حکم بن عاص ہے۔قسطلانی میں ہے کہ دمیاطی نے اپنے حواشی میں لکھا کہ مراد آل ابی العاص بن امیہ ہیں' اور حضرت محی الدین ابن عربی کی کتاب سراج المریدین میں ہے کہ مراد آل ابی طالب ہیں۔واللہ اعلم!

لیکن آل ابی طالب کا مراد ہونا ظاہر نہیں اس لیے کہ ابوطالب کی اولاد میں حضرت علی اور حضرت جعفر سابقین اولین میں سے ہیں' صرف حضرت عقیل نے اسلام لانے میں تاخیر کی۔

کَذَا وَقَعَ

یعنی عنبسہ کی روایت میں ''ببلالها'' کی جگہ ''ببلائها'' ہے۔امام بخاری نے فرمایا کہ یہاں ''ببلائها'' کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے اور یہاں ''ببلالها'' زیادہ عمدہ اور زیادہ صحیح ہے۔علامہ کرمانی نے فرمایا کہ ''ببلائها'' کے بھی معنی درست ہو سکتے ہیں۔''بلاء'' کے معنی معروف یعنی اچھی چیز اور نعمت کے بھی ہیں۔مراد یہ ہے کہ میں رشتے کی اچھائی اور اس کی نعمت سے تری

Marfat.com

حاصل کرتا ہوں اور ''ابل بلالها'' کا مطلب یہ ہے کہ میں رشتے کا پاس کرتا ہوں۔

بَابٌ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ (ص۸۸۶)

۲۶۲۱- ح: [اَلْوَاصِلُ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا]

صلہ رحمی کرنے والا بدلہ دینے والا نہیں رشتہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب کاٹا جائے تو وہ جوڑے

۲۶۲۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ، الَّذِیْ اِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رشتہ ملانے والا بدلہ دینے والا نہیں۔ رشتہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس کا رشتہ کاٹا جائے تو وہ جوڑے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الزکوٰۃ، ترمذی۔ کتاب البر)

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر تین راویوں کے ذریعہ امام مجاہد سے روایت کیا ہے اور تینوں سے سفیان ثوری روایت کرتے ہیں۔ جیسے: ''قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْاَعْمَشُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَفَعَهٗ حَسَنٌ وَفِطْرٌ'' سفیان ثوری نے کہا کہ اعمش نے اسے مرفوعاً نہیں روایت کیا ہے۔ ہاں! حسن اور فطر نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيْلِهٖ وَمُعَانَقَتِهٖ (ص۸۸۶)

بچے پر مہربانی کرنا اور اسے چومنا اور اس سے معانقہ کرنا

۲۶۲۲- ح: [مَنْ يُّلٰى مِنَ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ]

جو بچیوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جائے اور اُن کے ساتھ بھلائی کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے آڑ ہوں گی

۲۶۲۲- اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِیْ اِمْرَاَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْاَلُنِیْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَاَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ، فَقَالَ مَنْ يُّلٰى مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا، فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلیہ نے فرمایا: ایک عورت میرے پاس مانگنے کے لیے آئی، اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں، اس نے میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں پایا۔ وہ کھجور میں نے اس کو دے دی۔ اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دی، پھر اُٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: جو ان لڑکیوں کے معاملے میں کچھ بھی آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ بھلائی کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے پردہ ہو جائیں گی۔

(مسلم۔ کتاب الادب، ترمذی۔ کتاب البر)

اس کے قریب قریب مسلم میں اراک بن مالک کی روایت حضرت اُمّ المؤمنین ہی سے یوں ہے کہ ایک مسکین عورت دو بچیوں کو لیے ہوئے میرے پاس آئی، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے ایک ایک کھجور ہر بچی کو دے دی اور وہ ایک کھجور اپنے منہ تک لے گئی کہ کھائے مگر اس نے اس کے دو ٹکڑے کر کے بچیوں کو دی دیئے، اس کی اس حالت نے مجھے تعجب میں ڈالا، ہو سکتا ہے یہ دو واقعے

Marfat.com

الگ الگ ہوں۔

۲۶۲۳- ح: [مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ]

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا

۲۶۲۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا' فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا' فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن بن علی کو بوسہ دیا اور وہاں اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع بن حابس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں' میں نے ان میں سے کسی کو بھی بوسہ نہیں دیا' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتے ان پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۲۶۲۴- ح: [قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَّزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ]

ایک اعرابی سے فرمایا: میں کیا کروں' جب اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا

۲۶۲۴ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَّزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے' اور انہوں نے کہا: تم لوگ بچوں کا بوسہ لیتے ہو اور ہم بوسہ نہیں لیتے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں کیا کروں جب اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا ہے۔

شارحین نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ اقرع بن حابس ہوں اور ہوسکتا ہے کہ یہ قیس بن عاصم تمیمی ہوں۔ علامہ عینی نے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ یہ عیینہ بن حصن فزاری ہوں اس لیے کہ ان کا قصہ نام کی تصریح کے ساتھ مذکور ہے۔

۲۶۲۵- ح: [اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ]

اللہ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے

۲۶۲۵ - حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ' فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِيْ' اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ' اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ' فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ قُلْنَا لَا' وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرَحَهُ' فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا. (مسلم۔ کتاب التوبۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں سے ایک عورت کا دودھ اُتر کر ٹپکنے لگا۔ وہ قیدیوں میں سے جس بچے کو پاتی اسے لے لیتی اور اپنے پیٹ سے چپکاتی اور اسے دودھ پلاتی۔ یہ دیکھ کر ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ کیا یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈالے گی؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! یہ اپنے بچے کو آگ سے بچائے گی۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اپنے بچوں پر جتنی مہربان ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔

بَابٌ (ص ۸۸۶)

باب

۲۶۲۶- ح: [جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِئَةَ جُزْءٍ]

اللہ نے رحمت کے سو جزء کیے

Marfat.com

۲۶۲۶ - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِئَةَ جُزْءٍ، فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْاً وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْاً وَّاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ، حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ. (مسلم)

بے شک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو اجزاء میں تقسیم کیا۔ ننانوے اجزاء اپنے پاس رکھے اور زمین میں ایک جزء کو اُتارا۔ اسی جزء سے مخلوق ایک دوسرے پر مہربانی کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑی اپنے بچے سے اپنا پیر اُٹھائے رکھتی ہے اس ڈر سے کہ کہیں اس کو کچل نہ دے۔

رحمت اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت غیر متناہی ہے پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ رحمت کے سو حصے کیے۔ جواب یہ ہے کہ اس سے تحدید و تعیین مقصود نہیں مخاطب کو سمجھانے کے لیے ایک تمثیل ہے۔ مقصود یہ کہ مخلوقات میں جو رحمت ہے وہ اقل ہے بہ نسبت جو اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ (ص ۸۸۸)

لوگوں اور چوپایوں پر مہربانی کرنا

۲۶۲۷- ح: [قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک دیہاتی سے ارشاد: تم نے کشادہ چیز میں پتھر بھر دیا

۲۶۲۷ - اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةٍ وَقُمْنَا مَعَهٗ، فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا، وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا. يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی نے کہا اور وہ بھی نماز میں تھے: اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو اعرابی سے کہا: تم نے کشادہ چیز میں پتھر بھر دیا حضور کی مراد تھی اللہ کی رحمت سے۔

یہ اعرابی ذوالخویصرہ یمانی تھے جنہوں نے مسجد میں پیشاب کیا تھا جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ایک اعرابی مسجد میں آئے اور کہا: اے اللہ! مجھے اور محمد کو بخش اور ہمارے ساتھ کسی کو مت بخش تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ایک کشادہ چیز کو تنگ کر دیا۔ پھر وہ اعرابی مسجد کے گوشے میں گئے اور وہاں پیشاب کر دیا۔

۲۶۲۸- ح: [مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَثَلِ الْجَسَدِ]

مؤمنین کی مثال جسم جیسی ہے

۲۶۲۸ - سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى. (مسلم۔ کتاب الادب)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مومنوں کو آپس میں مہربانی اور محبت اور شفقت میں جسم کے مثل دیکھو گے۔ جب کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا پورا جسم بے خوابی اور بخار کو دعوت دیتا ہے۔

۲۶۲۹- ح: [مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ]

جو رحم نہ کرے گا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا

Marfat.com

۲۶۲۹- سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو رحم نہ کرے گا' رحم نہ کیا جائے گا۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قل ادعو اللہ ص ۱۰۹۷)

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں روایت ہے: ''اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ يَرْحَمْ مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ'' رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرمائے گا' اس پر رحم کرو جو زمین میں ہے تم پر وہ رحم فرمائے گا جو آسمان میں ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (النساء:۳۶). (ص ۸۸۹)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

۲۶۳۰- ح: [مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ سَيُوَرِّثُهٗ]

۲۶۳۰- عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ يُوْصِيْنِيْ جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ، حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ.

حضرت جبریل مجھے مسلسل پڑوسی کے بارے میں حکم دیتے رہے' یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث ٹھہرائیں گے

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل پڑوسی کے بارے میں مجھے مسلسل حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث ٹھہرائیں گے۔

(مسلم' ابوداؤد' ابن ماجہ۔ کتاب الادب)

پڑوسی کون ہے؟ اس کو ہر شخص اپنے عرف اور معاملے سے سمجھتا ہے' پھر بھی بزرگوں نے کچھ حد بیان فرمائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: پڑوسی وہ ہے جو پکار سنے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور امام اوزاعی نے فرمایا کہ ہر طرف سے چالیس گھر پڑوس ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جو تمہارے ساتھ صبح کی نماز پڑھے۔ پڑوسی کے حق کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرے' ضرر دفع کرے اور خیر خواہی کرے۔ پڑوسی مسلمان اور کافر' صالح اور فاسق اور دوست' دشمن' اجنبی اور شہری سب کو شامل ہے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

اس کا گناہ جس کے ضرر سے پڑوسی محفوظ نہ رہے

﴿يُوْبِقْهُنَّ﴾ (الشوریٰ:۳۴) يُهْلِكْهُنَّ ﴿مَوْبِقًا﴾ (الکہف:۵۲) مَهْلِكًا. (ص ۸۸۹)

''یوبقھن'' کا معنی ہے: وہ انہیں ہلاک کردے گا ''موبقا'' کا معنی ہے: ہلاک کی جگہ۔

۲۶۳۱- عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ. قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِيْ لَا

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخدا! وہ مومن نہیں' بخدا! وہ مومن نہیں' بخدا! وہ مومن نہیں۔ عرض کیا: کون؟ یارسول اللہ! فرمایا: وہ جس کے ضرر سے اس کا پڑوسی

Marfat.com

یَامَنْ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ.

محفوظ نہ رہے۔

ابوشریح رضی اللہ عنہ کا نام مشہور یہ ہے کہ خویلد تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ عمرو تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ہانی تھا اور ایک قول یہ ہے کہ کعب تھا ''لا یومن'' سے مراد یہ ہے کہ اس کا ایمان کامل نہیں۔ ''بوائق'' جمع ہے ''بَائِقَةٌ'' کی' اس کا مادہ ''بَ وَقْ'' ہے جس کے معنی ہلاکت کے ہیں' مراد ہے ضرر۔ یہی حدیث حمید بن اسود' عثمان بن عمر' ابوبکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے بروایت ابن ابی ذئب بواسطہ مقبری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ سعید مقبری نے یہ حدیث دو صحابہ سے روایت کی ہے حضرت ابوشریح سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ابوشریح والی روایت زیادہ صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ (ص۸۸۹)

جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ دے

۲۶۳۲ - عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ دے اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

(بخاری۔ باب: اکرام الضیف۔ ج۲ ص۹۰۵' کتاب الرقاق۔ باب: حفظ اللسان ص۹۵۹' مسلم۔ کتاب الایمان' ابن ماجہ۔ کتاب الفتن)

۲۶۳۳ - عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِیِّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنَایَ' وَاَبْصَرَتْ عَيْنَایَ' حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ' جَائِزَتَهٗ. قِيْلَ وَمَا جَائِزَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ' وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ' فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ.

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ فرمایا: جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنی مہمان کی دستور کے مطابق عزت کرے۔ پوچھا: اور اس کا دستور کیا ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا: ایک دن اور ایک رات اور مہمان داری تین دن ہیں اور جو اس کا ماسوا ہو وہ اس کے اوپر صدقہ ہے' اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

(بخاری۔ باب: اکرام الضیف ص۶۰۵۔ کتاب الرقاق۔ باب: حفظ اللسان ص۹۵۹' مسلم۔ کتاب الاحکام' ابوداؤد۔ کتاب الاطعمۃ' ترمذی۔ کتاب البر' نسائی۔ کتاب الرقاق' ابن ماجہ۔ کتاب الادب)

''جائزہ'' کے معنی عطا ہے داؤدی' یہ جواز سے مشتق ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ایک دن اور ایک رات اسے اچھے سے اچھا کھانا دے اور حسب استطاعت اسے راحت پہنچائے۔

بَابٌ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ (ص۸۹۰)

ہر نیکی صدقہ ہے

۲۶۳۴ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر اچھی چیز صدقہ ہے یعنی ثواب کا کام ہے۔

Marfat.com

صَدَقَةٌ.

بَابٌ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا (ص ۸۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحش گو نہ تھے

۲۶۳۵- عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا، وَلَا فَحَّاشًا، وَلَا لَعَّانًا، كَانَ يَقُوْلُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بدگو تھے' نہ فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے۔ ناراضگی کے وقت ہم کو کہتے: اسے کیا ہو گیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

(بخاری۔ باب: ماینهی عن السباب واللعن ص ۸۹۳)

''سبّاب''، ''فحاش'' اور ''لعّان'' مبالغہ کے صیغے ہیں اور مبالغہ کی نفی سے اصل وصف کی نفی نہیں ہوتی تو اس سے لازم آتا ہے کہ بہت زیادہ نہیں تو کچھ ان اوصاف کے ساتھ متصف تھے۔ جواب یہ ہے کہ اہل عرب کبھی کبھی نفی کے موقع پر مبالغہ کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اور ان کی مراد ہوتی ہے اصل وصف کی نفی' جیسے قرآن مجید میں ہے: ''وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ○'' (حم السجدہ: ۴۶) تمہارا پروردگار بندوں پر قطعاً ظلم کرنے والا نہیں○

۲۶۳۶- ح: [اِنَّ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ]

قیامت کے دن سب سے بدتر وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اسے چھوڑ دیں

۲۶۳۶- عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ، وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ. فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ، فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حِيْنَ رَاَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ، مَتٰى عَهِدْتِنِيْ فَحَّاشًا، اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا: قبیلہ کا برا بھائی اور قبیلہ کا برا بیٹا اور وہ جب آ کر بیٹھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب آپ نے اس کو دیکھا تھا تو اس کے بارے میں یہ یہ فرمایا تھا' پھر حضور کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے کب مجھ کو فحش گو پایا ہے۔ بے شک قیامت کے دن سب سے بری جگہ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ ہوگا جس کو لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے چھوڑ دیں۔

(بخاری۔ باب: مایجوز من اغتیاب اهل الفساد والریب ص ۸۹۴' باب: المداراة مع الناس ص ۹۰۵' مسلم' ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب البر)

یہ شخص عیینہ بن حصن بن حذیفہ بدر الفزاری تھا۔ اس کو احمق المطاع بھی کہتے تھے یا مخرمہ بن نوفل تھا۔ راجح پہلا قول ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس کے بارے میں فرمایا: ''بئس اخو العشیرة و بئس ابن العشیرة'' یہ غیب کی خبر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے وصال کے بعد عیینہ مرتد ہو گیا تھا' پھر گرفتار کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔

پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا غیبت ہے لیکن اگر کسی فسادی یا شری یا ظالم یا بدکردار کے ظلم اور بدکرداری کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت نہیں۔ حدیث میں ہے: ''اذکروا الفاسق بمافیه متی یحذره الناس'' فاسق کے فسق کو بیان کرو' اگر نہیں بیان کرو گے تو لوگ اس سے کیسے بچیں گے؟

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ' وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ (ص۸۹۱)

اچھی عادت اور سخاوت کا بیان اور بخل کا ناپسند ہونا

۲۶۳۷- ح: [مَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جب کچھ مانگا گیا تو نہیں کبھی نہیں فرمایا

۲۶۳۷ - عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا. (مسلم۔ کتاب الفضائل' ترمذی۔ شمائل)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے نہیں کبھی نہیں فرمایا۔

مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا کے مال میں سے کچھ طلب کیا گیا تو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ نہیں دوں گا۔ دینا منظور ہوتا تو عطا فرما دیتے نہ دینا منظور ہوتا تو خاموش رہتے اور رخ انور پھیر لیتے' جیسا کہ طبرانی نے معجم میں اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فرزدق نے عرض کیا:

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهُ نَعَمْ

''حضور نے تشہد کے سوا کبھی ''لا'' نہیں کہا' اگر تشہد نہ ہوتا تو حضور کا ''لا''، ''نعم'' ہوتا''۔

اگر کبھی بہ وجہ مجبوری سائل کو لوٹانا ہوتا تو بہت خوبصورتی کے ساتھ لوٹاتے مثلاً غزوہ تبوک کے موقع پر جب اشعریین کا وفد آیا اور سواری طلب کی تو فرمایا: ''لا اجدما احملکم'' میرے پاس تمہاری سواری کے لیے کچھ موجود نہیں۔

۲۶۳۸- ح: [يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ' وَيُنْقَصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ]

زمانہ قریب ہو جائے گا' علم گھٹا دیا جائے گا اور لالچ دِلوں میں ڈال دی جائے گی

۲۶۳۸ - اَخْبَرَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ' وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ' وَيُلْقَى الشُّحُّ' وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ. قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمانہ قریب ہو جائے گا اور علم گھٹا دیا جائے گا اور لالچ دلوں میں ڈال دی جائے گی اور ہرج بہت ہو گا۔ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! ہرج کیا ہے؟ فرمایا: قتل قتل۔

(بخاری۔ باب: ظهور الفتن ص۱۰۴۶ مسلم کتاب القدر' ابوداؤد کتاب الفتن)

''تقارب زمان'' سے مراد یہ ہے کہ وقت کے گزرنے کا احساس نہیں ہو گا۔ دن اس طرح گزر جائے گا کہ محسوس ہو گا کہ دن چھوٹا ہو گیا ہے۔ ہندوستانی مطبوعہ میں ''ینقص العلم'' ہے۔ یہ کشمیہنی کی روایت ہے اور یہی مشہور ہے اور دوسری روایتوں میں

Marfat.com

"ینقص العمل" ہے۔

۲۶۳۹- ح: [قَالَ اَنَسٌ مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ]

حضرت انس نے کہا: نبی ﷺ نے مجھے کبھی اُف نہیں کہا

۲۶۳۹- حَدَّثَنَا اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ، فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ، وَلَا لِمَ صَنَعْتَ، وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کی دس سال خدمت کی تو آپ نے نہ مجھے کبھی اُف کہا اور نہ یہ فرمایا: کیوں کیا' اور نہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا؟

مسلم میں ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی نو سال خدمت کی۔ قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے کچھ مہینوں کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت انس نے حضور کی خدمت نو سال کچھ مہینہ تک کی ہے۔ کسر چھوڑ کر بیان فرمایا تو نو سال کہا اور کسر کو جوڑ دیا تو دس سال فرمایا۔

بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنَ النَّمِیْمَۃِ

کون سی غیبت ناپسند ہے؟

وَقَوْلِہٖ ﴿ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ۝﴾ (القلم:۱۱)' ﴿وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ ۝﴾ (الھمزۃ:۱) یَھْمِزُ وَیَلْمِزُ یَعِیْبُ. (ص ۸۹۵)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: بہت طعنہ دینے والا' بہت ادھر ادھر کی لگانے والا ۝ خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے' پیٹھ پیچھے بدی کرے ۝ امام بخاری نے فرمایا: "یَھْمِزُ" کے معنی ہیں ملامت کرے اور عیب لگائے۔

توضیح

"ھَمَّاز' ھَمْزٌ" سے اسم مبالغہ ہے۔ اس کے معنی پیٹھ پیچھے غیبت کرنے' طعنہ کرنے اور عیب جوئی کے ہیں۔ "ھمزۃ" اسی سے "فُعَلَۃٌ" کے وزن پر اسم مبالغہ ہے اور اسی طرح "لُمَزَۃ" بھی۔ "مشَّاءٍ' مَاشٍ" کا اسم مبالغہ ہے۔ امام بخاری نے افادہ یہ فرمایا کہ "یَھْمِزُ" اور "یَلْمِزُ" دونوں ہم معنی ہیں لیکن کچھ لوگوں نے فرمایا کہ "ھَمْزٌ" منہ پر برائی کرنے کے معنی میں ہے اور "لَمْزٌ" پیٹھ پیچھے برائی کرنے کے۔

اس باب کے قائم کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ غیبت مطلقاً ممنوع نہیں۔ کفار' منافقین' ظالمین' مفسدین کے عیوب بیان کیے جائیں گے جیسا کہ سورۂ قلم میں ولید بن مغیرہ کے دس عیوب گنائے گئے اور اسی طرح سورۂ ھمزہ میں کفارِ مکہ میں جو شریر تھے ان کے عیوب بیان کیے گئے' جیسا کہ تجسس حرام ہے لیکن کفار کے بلاد میں جاسوس بھیج کر ان کے حالات معلوم کرنا بہ منزلۂ جہاد کے ہے۔

۲۶۴۰- ح: [لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ]

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

۲۶۴۰- عَنْ ھَمَّامٍ قَالَ کُنَّا مَعَ حُذَیْفَۃَ، فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّ رَجُلًا یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلٰی عُثْمَانَ، فَقَالَ حُذَیْفَۃُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ

ہمام سے روایت ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ان سے کہا گیا کہ ایک شخص حضرت عثمان تک بات پہنچاتا ہے تو اس سے حضرت حذیفہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: جنت میں چغل خور نہیں داخل ہوگا۔

Marfat.com

(مسلم۔ کتاب الایمان' ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب البر' نسائی۔ کتاب التفسیر)

سلطان کو اس کی اجازت ہے کہ کچھ آدمی مقرر کیے رہے کہ لوگ سلطان کے بارے میں اس کی حکومت کے بارے میں جو تنقید کرتے ہوں وہ سلطان تک پہنچائیں اور بہ نیت اصلاح سلطان تک ایسی باتیں بھی پہنچانا حرام نہیں جیسے بدگمانی حرام ہے۔ فرمایا گیا: ''ایاکم والظنّ فان الظنّ اکذب الحدیث'' بدگمانی سے بچو اس لیے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ اس کے باوجود حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان من الحزم لسوء الظن'' بدگمانی دانائی میں سے ہے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

ایک دوسرے سے حسد کرنا اور ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنا منع ہے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۝﴾ (الفلق:۵). (ص۸۹۶)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: حاسد کے شر سے جب حسد کرے پناہ مانگتا ہوں۝

۲۶۴۱- ح: [اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ]

بدگمانی سے بچو! اس لیے کہ یہ سب سے جھوٹی بات ہے

۲۶۴۱ - عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا.

(بخاری۔ باب: قوله یایها الذین اجتنبوا کثیرا من الظن ص۹۶۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گمان سے بچو اس لیے کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کے پیچھے نہ پڑو کسی کی جاسوسی نہ کرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو' ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ' ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندو ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کے رہو۔

۲۶۴۲- ح: [لَا تَبَاغَضُوْا]

ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو

۲۶۴۲ - عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ. (بخاری۔ باب: الهجرة ص۸۹۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو' ایک دوسرے سے حسد نہ کرو' ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو' کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظن کا حکم مطلقاً ممنوع ہے اور آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظن مطلقاً حرام نہیں۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ ظن کی بناء پر کوئی حکم شرعی لگانا جائز نہیں جب تک ثبوت شرعی نہ ملے لیکن مقامِ احتیاط میں جب قوی قرائن سے کوئی گمان ہو تو اس کے مطابق احتیاط کرنا عقلمندی ہے۔

بَابُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الظَّنِّ (ص۸۹۶)

کون سا گمان درست ہے؟

باب کے عنوان میں یہاں نسخے مختلف ہیں۔ ہندوستانی مطبوعہ میں ''مایکون'' ہے اور ابوذر اور نسفی میں ''مایجوز من

Marfat.com

الظن" اور قابوسی اور جرجانی کی روایت میں "مایکرہ من الظن" ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ حدیث کے سیاق کے زیادہ مناسب ابوذر کی روایت ہے۔

۲۶۴۳- ح: [مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا]

مجھے یقین نہیں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کو سمجھتے ہیں

۲۶۴۳- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا. قَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے یقین نہیں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کو کچھ سمجھتے ہیں۔ لیث نے کہا کہ یہ دونوں منافقین میں سے تھے۔

باب کا عنوان ہے کہ کون سا ظن جائز ہے اور حدیث میں "ما أظُن" نفی ہے۔ شارحین نے فرمایا: یہ صیغہ بہ ظاہر نفی کا ہے لیکن عرف میں اثبات کے لیے بولا جاتا ہے جیسے کسی نے کہا: میں گمان نہیں کرتا کہ زید گھر میں ہوگا۔ اس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ گھر میں ہے۔ توضیح میں ہے کہ ظن یہاں یقین کے معنی میں ہے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے سارے منافقین کو پہچانتے تھے تو ایسی صورت میں باب ثابت نہ ہوگا کہ حدیث میں ظن بہ معنی یقین کے ہے اور باب میں ظن اپنے حقیقی معنی میں ہے۔ غالباً لفظ ظن کے ورود کو امام بخاری نے دلیل بنایا ہو' یا ان کا گمان یہ رہا ہو کہ یہ ارشاد پہلے کا ہے جب کہ منافقین کے نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائے نہیں گئے تھے۔

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ (ص ۸۹۶)

۲۶۴۴- ح: [كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ]

مومن کی اپنی پردہ پوشی میری اُمت کے ہر فرد کو معاف کر دیا جائے گا' مگر ان لوگوں کو جو علانیہ گناہ کرتے ہیں

۲۶۴۴- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ' وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا' ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ' عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا' وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهٗ' وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' میری امت کے ہر فرد کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان لوگوں کو جو علانیہ گناہ کرتے ہیں اور بے باکی یہ ہے کہ رات میں ایک شخص کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کو کہتا ہے حالانکہ اللہ اس پر پردہ ڈالے ہوئے تھا: اے فلاں! میں نے گزشتہ رات ایسے اور ایسے کیا ہے۔ رات کو اس کے رب نے پردہ ڈالا اور وہ صبح کو اللہ کے پردے کو کھول رہا ہے۔

گناہ کا ارتکاب بہر حال گناہ ہے مگر اس کا اعلان کرنا بھی گناہ ہے' بلکہ ارتکابِ گناہ سے بڑا گناہ ہے۔ یہ گناہ کی اشاعت بھی ہے اور نڈر ہونا بھی ہے۔

بَابُ الْهِجْرَةِ (ص ۸۹۷)

۲۶۴۵- عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

مسلمان سے تعلقات منقطع کرنا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ لَيَالٍ' يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا' وَخَيْرُهُمَا الَّذِىْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ.

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔ دونوں ملاقات کریں تو یہ منہ پھیر لے وہ منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

(بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ باب: السلام للمعرفة وغیر المعرفة ص ۹۲۱، مسلم۔ ابوداؤد۔ کتاب الاستیذان، ترمذی۔ کتاب البر)

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی دنیوی بات پر آپس میں رنجش ہوگئی ہو لیکن اگر کسی دینی معاملے میں رنجش ہو تو جب تک اصلاح نہ ہو جائے میل کرنا جائز نہیں۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۹). وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ. (ص ۹۰۰)

[التوبہ:۱۱۹ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ O اور جو جھوٹ سے منع کیا گیا۔

٢٦٤٦- ح: [اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ]

سچ نیکی تک پہنچتا ہے اور جھوٹ بدکاری تک

٢٦٤٦- عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْبِرِّ' وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ' وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا. وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ' وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ' وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سچ نیکی تک پہنچاتا ہے اور نیکی جنت تک لے جاتی ہے۔ ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری تک پہنچاتا ہے اور بدکاری جہنم تک لے جاتی ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْاَذٰى

تکلیف پر صبر کرنے کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ O﴾ (الزمر:۱۰). (ص ۹۰۱)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: صبر کرنے والے اپنا بدلہ بغیر حساب پورا پائیں گے O

٢٦٤٧- ح: [لَيْسَ اَحَدٌ اَصْبَرُ مِنَ اللّٰهِ]

اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں

٢٦٤٧- عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ' اَوْ لَيْسَ شَىْءٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ' اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا' وَاِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ اذیت پر صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں پھر بھی اللہ انہیں عافیت دیتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قول اللہ تعالیٰ: ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ ص ۱۰۹۷، مسلم۔ کتاب التوبۃ، نسائی۔ کتاب النعوت)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ (ص ۹۰۱)

جو لوگوں کے رو در رو عتاب نہ کرے

Marfat.com

۲۶۴۸-ح: [اِنَّ مِنَ النَّاسِ عَمِلُوْا عَلَى الرُّخْصَةِ بِاِجَازَتِهٖ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اجازت سے کچھ لوگوں نے رخصت پر عمل کیا اور کچھ لوگ اس سے الگ ہو گئے

۲۶۴۸- عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهٗ، فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ، وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ کیا جس میں رخصت پر عمل کیا۔ کچھ لوگ اس سے الگ رہے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا' اللہ کی حمد کی' پھر فرمایا: کچھ لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس چیز سے بچتے ہیں جس کو میں کرتا ہوں۔ بخدا! میں ان لوگوں سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

(بخاری۔ کتاب الاعتصام۔ باب: ما یکرہ من التعمق الخ ص ۱۰۸۴' مسلم۔ کتاب فضائل النبی' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

ظاہر ہے کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں اس کے جواز میں کیا شبہ' پھر بھی کچھ لوگ جو الگ رہے انہوں نے شاید یہ تاثر دینا چاہا کہ ہمیں اللہ کی معرفت زیادہ ہے' ہم اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں' اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلال آیا اور ان پر عتاب فرمایا۔

اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتی طور پر اذیت پہنچاتا تو آپ صبر فرماتے جیسا کہ گزرا کہ ایک اعرابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچا اتنی زور سے کہ چادر کا نشان گلوئے اقدس پر پڑ گیا' مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر فرمایا' لیکن جب ایسی کوئی بات ہوتی جس کا تعلق دین سے ہوتا تو ضرور عتاب فرماتے' تنبیہ فرماتے۔

بَابُ مَنْ كَفَّرَ اَخَاهُ بِغَيْرِ تَاْوِيْلٍ، فَهُوَ كَمَا قَالَ (ص ۹۰۱)

جس نے کسی کو بغیر تاویل کے کافر کہا تو وہ ویسا ہی ہے جیسے کہ کہا

یعنی کسی نے کسی اہل قبلہ کو بغیر اس کے کہ اس سے کوئی کفر صادر ہو یا ایسی بات صادر ہو جس میں کفر کا پہلو ہو' کافر کہے تو وہ خود کافر ہے لیکن اگر کسی مدعی اسلام سے کوئی کفر سرزد ہو یا ایسی بات سرزد ہو جس سے کفر ظاہر ہوتا ہو تو کہنے والا کافر نہ ہوگا۔ پہلی صورت میں اگر کافر نہ کہے گا تو وہ خود کافر ہو جائے گا البتہ اس میں ایک تفصیل ہے۔ کبھی کبھی بے پڑھے لکھے عوام بطور گالی کے کافر کہتے ہیں اس صورت میں کافر نہ ہوگا البتہ تعزیر کا مستحق ہوگا۔ ہاں اگر اسے کافر اعتقاد کر کے کہے گا تو ضرور کافر ہو جائے گا۔

۲۶۴۹- عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهٖ اَحَدُهُمَا. (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مِثْلَهٗ).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہے: اے کافر! تو یہ ان میں سے ایک پر لوٹا۔ (وَعَنْ عبداللہ بن عمر مثلہ)

(مسلم۔ کتاب الایمان' ترمذی۔ کتاب الایمان' موطا امام مالک۔ کتاب الکلام' مسند امام احمد۔ ج ۲)

یعنی جس کو کافر کہا واقعی وہ کافر ہے تو اس نے ٹھیک کہا لیکن اگر وہ واقع میں کافر نہیں تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ حدیث مشکل احادیث میں سے ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ جس کو کافر کہا اس سے کوئی کفر سرزد نہیں ہوا تب تو طے ہے کہ کہنے والا کافر ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس کو کافر کہا اس سے اس طرح کفر کا صدور ہوا جس میں کسی

Marfat.com

تاویل کی گنجائش نہیں' نہ تاویل قریب کی نہ تاویل بعید کی اور کفر کا صدور اس سے قطعی طور پر ثابت ہو جس میں کوئی شبہہ نہ ہو اور نہ قائل سے اس کفر سے توبہ مشہور ہو اس صورت میں جسے کافر کہا وہ یقیناً کافر ہے۔ اشکال اس صورت میں ہے کہ جسے کافر کہا اس سے کفر کا صدور ہوا' مگر اس میں تاویل بعید کی گنجائش ہے یا اس میں کوئی احتمال ہے مثلاً یہ کہ اس کفر کا صدور اس سے قطعی طور پر ثابت نہیں۔ اس میں کچھ شبہہ ہے یا قائل کی توبہ مشہور ہے مگر اس حد تک نہیں کہ اس میں کوئی شبہہ نہ ہو' ایسے شخص کو اگر کسی نے کافر کہا تو نہ قائل کافر اور نہ جسے کافر کہا وہ کافر۔ اس کی مثال حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے مکہ پر حملہ کی خبر خفیہ طریقے سے مکہ والوں کو کرنی چاہی تھی۔ ایک مومن مخلص سے یہ بعید تھا کہ ایسی اہم خبر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف مرضی مکہ والوں کو کی جاتی۔ اس کی ظاہر صورت دیکھ کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے منافق کہا لیکن وہ مومن مخلص تھے۔ نفاق یا کفر کی وجہ سے یہ نہیں کیا تھا بلکہ اپنے بچوں کی محبت میں ایسا کیا تو نہ وہ منافق ہوئے اور نہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما۔

اس کی دوسری مثال اس زمانہ میں یہ ہے کہ ایک واعظ نے اپنی تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن اور لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب دینے جائیں گے اور محبوبانِ بارگاہ حساب لینے جائیں گے۔ یہ استفتاء ایک بہت عظیم مفتی صاحب کے ہاں پیش ہوا جو واقعی مفتی تھے۔ پوری جماعت ان کو معتبر مفتی مانتی ہے۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ واعظ کافر ہو گیا' پھر یہی استفتاء میرے یہاں آیا۔ میں نے جواب لکھا کہ قائل کافر نہیں۔ عرفِ عام میں حساب لینے کا ایک مطلب ہوتا ہے مزدوری وصول کرنا۔ مزدور بولتے ہیں: حساب لینے جا رہا ہوں۔ بولتے ہیں کہ مجھے پورا حساب مل گیا' اس کی روشنی میں یہ تاویل ممکن ہے کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ محبوبانِ بارگاہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمالِ حسنہ کا اجر حاصل کرنے جائیں گے۔ یہاں نہ قائل کافر اور نہ سابق مفتی کافر۔ اسی قسم کی باتوں کو لے کر آج کل صلح کلی' دیوبندیوں کی تکفیر سے بھی بچتے ہیں لیکن یہ ان کا دھوکہ ہے۔ کلمۂ کفر اگر ایسا ہے کہ کفری معنی میں متعین ہے' اس کی کوئی تاویل قریب تو قریب بعید بھی ایسی نہیں جو اس کلمۂ کفر سے بچا سکے۔ ایسی صورت میں تکفیر قطعی ہو گی۔ دیوبندیوں کے وہ کلماتِ کفر جن کی بناء پر حسام الحرمین میں ان کی تکفیر کی گئی ہے ایسے ہی ہیں کہ وہ کفری معنی میں متعین ہیں۔ ان کی کوئی ایسی تاویل نہیں جو ان کو کفر سے بچا سکے۔ تقریباً ایک صدی سے ان کی تکفیر ہو رہی ہے۔ قائلین کی حیات میں بھی ان کی تکفیر ہوئی مگر قائلین بھی اپنے ان کلماتِ کفریہ کا ایسا معنی نہیں بتا سکے جو کفر نہ ہو اور جو معنی بتائے ہیں وہ ان عبارتوں کے معنی نہیں وہ ان کلمات کی تغییر و تحریف ہے جس کا مفصل بیان میں نے ''منصفانہ جائزہ'' میں کر دیا ہے۔ ناظرین اس کو ضرور پڑھیں۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ اِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَاَوِّلًا اَوْ جَاهِلًا (ص ۹۰۱)

جو شخص اسے کافر کہنے کو جائز نہیں جانتا جس نے تاویل کی بناء پر یا لاعلمی کی بناء پر کچھ کہا

۲۶۵۰- ح: [اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ]

اللہ تم کو اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے

۲۶۵۰ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ، فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا، اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کچھ سواروں میں دیکھا اور وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکارا۔ سنو! بے شک اللہ تم کو منع کرتا ہے کہ اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ' اب جو قسم کھانے والا

Marfat.com

بِاللّٰهِ وَاِلَّا فَلْيَصْمُتْ. (مسلم۔کتاب النذور)

وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

چونکہ اس وقت باپ دادا کے نام کی قسم کھانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی یا ہوئی تھی مگر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہیں تھا اس لیے وہ معذور تھے۔ یہ حکم ابتدائے اسلام کا تھا اور اب دارالاسلام میں لاعلمی عذر نہیں۔

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

غصہ سے بچنا

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ (الشوریٰ:۳۷) وَ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۱۳٤). (ص ۹۰۳)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اور وہ لوگ جو گناہِ کبیرہ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں ○ وہ لوگ جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ○

۲٦٥١ - ح: [اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ]

طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے

۲٦٥١ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ. (مسلم۔کتاب الادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پچھاڑنے سے کوئی طاقت ور نہیں ہوتا، طاقت ور وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔

۲٦٥۲ - ح: [اِنَّ رَجُلًا قَالَ اَوْصِنِيْ، قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا]

ایک شخص نے عرض کیا: مجھے وصیت فرمایئے، فرمایا: غصہ مت کرو، بار بار فرمایا

۲٦٥۲ - عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ، قَالَ لَا تَغْضَبْ. فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ لَا تَغْضَبْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا: غصہ مت کر، اس نے بار بار لوٹایا۔ فرمایا: غصہ مت کر۔

(ترمذی۔کتاب البر)

غالباً یہ صاحب بہت غصے والے تھے، اس لیے ان کو اس کی وصیت فرمائی۔ مطلب یہ ہے کہ بلا وجہ غصہ نہ کرو۔ اس سے صحت پر بھی اثر پڑتا ہے اور دماغ پر بھی، غصہ میں کبھی کبھی بہت غلط کام ہو جاتے ہیں لیکن کسی سبب پر غصہ فطری چیز ہے اسے کون روک سکتا ہے؟

بَابُ الْحَيَاءِ (ص ۹۰۳)

حیاء کا بیان

۲٦٥۳ - عَنْ اَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ. فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ، مَكْتُوْبٌ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء بھلائی ہی لاتی ہے تو بشیر بن کعب نے کہا: حکمت میں لکھا ہوا ہے کہ حیاء سے وقار ہے اور حیاء سے سکینہ ہے تو ان سے حضرت عمران نے

Marfat.com

فِی الْحِکْمَةِ اِنَّ مِنَ الْحَیَاءِ وَقَارًا' وَاِنَّ مِنَ الْحَیَاءِ سَکِیْنَةً' فَقَالَ لَهٗ عِمْرَانُ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِیْ عَنْ صَحِیْفَتِكَ؟

کہا: میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنے صحیفے کی بات سناتا ہے۔

بشیر بن کعب تابعی ہیں۔ حضرت عمران کے خفا ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کافی ہے اس کے بعد کسی صحیفے اور کتاب دیکھنے کی حاجت نہیں' لیکن علامہ ابن حجر نے ابوقتادہ عدوی کی جو روایت کی اس کے اخیر میں یہ ہے "وفیہ ضعفٌ" اور حیاء میں کمزوری ہے' ظاہر ہے جب حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ حیاء خیر ہی لاتی ہے اب اس کے بالمقابل یہ کہنا کہ حیاء میں کمزوری ہے یقیناً غصہ کی بات ہے۔

بَابُ الْاِنْبِسَاطِ اِلَی النَّاسِ (ص ۹۰۵)

لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا

ت۷۵۸ - وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِیْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهٗ. وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْاَهْلِ.

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں سے ملو جلو اور اپنے دین کو بچائے رہو اور اہل کے ساتھ خوش طبعی کرنا۔

٢٦٥٤- ح: [كَانَ يَقُوْلُ لِصَبِيٍّ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ]

آپ (ﷺ) ایک چھوٹے صاحبزادے سے فرماتے: "یا ابا عمیر" "نغیر کو کیا ہوا؟

٢٦٥٤ - حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا' حَتّٰی يَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ' مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ ہم سے ملتے جلتے تھے یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے کہتے: "یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَافَعَلَ النُّغَیْرُ" کیا ہوا؟

(بخاری۔ باب: الکنیة للصبی ص ۹۱۵' مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ' کتاب الاستیذان' کتاب فضائل النبی ﷺ' ترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ' کتاب البر' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ' ابن ماجہ۔ کتاب الادب)

"عمیر"، "عمرو" کی تصغیر ہے۔ یہ حضرت ابوطلحہ انصاری کے صاحبزادے تھے۔ ان کا نام زید بن سہل تھا' ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں' یہ حضرت انس کے اخیافی بھائی تھے اور حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ہی انتقال کر گئے۔ حضور اقدس ﷺ ان سے خوش طبعی کی باتیں کرتے تھے۔ انہوں نے ایک چھوٹی چڑیا کو جسے نغیر کہتے تھے پال رکھا تھا۔ اس کے بارے میں ان سے پوچھتے: اے ابا عمیر! نغیر کیا ہوئی؟ "نغیر"، "نغرٌ" کی تصغیر ہے جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور آواز بہت اچھی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے۔ نیز مدینہ طیبہ کے حرم کا وہ حکم نہیں جو مکہ معظمہ کا ہے۔ مدینہ طیبہ کے جنگلی جانوروں کو پکڑنا اور پالنا جائز ہے۔

تنبیہ

کچھ لوگوں نے اس حدیث پر یہ کہا کہ محدثین بعض ایسی روایتوں کو بھی روایت کر دیتے ہیں جس میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ بعض علماء نے اس حدیث سے ساٹھ مسائل اخذ کیے ہیں۔ فتح الباری میں ستر کو ذکر فرمایا اور اپنی طرف سے بھی زیادتی کی۔

Marfat.com

۲۶۵۵- ح: [قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اپنی سہیلیوں کے ہم راہ گڑیوں کے ساتھ کھیلتی

۲۶۵۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ، فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ. (مسلم۔ کتاب الفضائل)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گڑیوں کے ساتھ کھیلتی اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں (اور جب حضور باہر تشریف لے جاتے) حضور ان کو میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ

یہاں "بنات" سے مراد چھوٹی چھوٹی بچیوں کی تصویریں ہیں جن کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں اور اس کا بھی احتمال ہے کہ "بنات" اپنے حقیقی معنی میں ہو اور مراد چھوٹی بچیاں ہوں۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ (ص ۹۰۵)

لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا

ت ۷۵۹- وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اِنَّا لَنَكْشِرُ فِيْ وُجُوْهِ اَقْوَامٍ، وَاِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم بہت سے لوگوں کو دیکھ کر مسکراتے اور ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

بَابٌ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ (ص ۹۰۵)

مومن ایک سوراخ سے کبھی دوبار نہیں ڈسا جائے گا

ت ۷۶۰- وَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا حَكِيْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ.

اور معاویہ نے کہا: تجربہ کار ہی دانا ہوتا ہے۔

۲۶۵۶- عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

شعر اور رجز اور حدی میں کیا جائز ہے اور کیا مکروہ ہے؟

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝﴾ (الشعراء: ۲۲۴-۲۲۷) (ص ۹۰۷)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور شاعروں کی پیروی گم راہ کرتے ہیں ۝ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں ۝ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ۝ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بہ کثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے ۝

Marfat.com

توضیح

شعر وہ کلام ہے جو قصداً موزوں اور مقفّٰی کیا گیا ہو اور رجز شعر کی ایک خاص قسم کو کہتے ہیں جس میں شاعر اپنے یا اپنے باپ دادا کے کارناموں کو فخریہ بیان کرتے ہیں یا اپنی عظمت ظاہر کرتے ہیں۔

حدی

اونٹ کو چلانے کے لیے جو گانا گایا جائے۔ سب سے پہلے حدی مضر بن نزار بن معد بن عدنان کے غلام نے کہی تھی۔ قصہ یہ ہوا کہ ایک بار اونٹ چلنے میں سستی کرنے لگے۔ یہ غلام مضر کے اونٹوں میں تھا اور اس نے کچھ کمی کی تو مضر نے اس کے ہاتھ پر مارا۔ وہ تکلیف میں کہنے لگا: ''یَا یَدَیَاہُ یَا یَدَیَاہُ'' اس کی آواز بہت اچھی تھی' یہ سن کر اونٹ تیز چلنے لگے۔ یہیں سے حدی کی ابتداء ہوئی۔

شعر اچھے بھی ہوتے ہیں خراب بھی ہوتے ہیں۔ اگر شعر میں کفریہ فسقیہ مضمون ہوں یا مسلمانوں کی ہجو ہو تو وہ حرام ہیں لیکن حمد و نعت ہو' مسلمانوں کی مدح ہو یا اچھے کام کی ترغیب ہو تو اچھے ہیں۔

ت ۷۶۱ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ۝﴾ فِیْ کُلِّ لَغْوٍ یَخُوْضُوْنَ.

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں۝ یعنی لغو کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔

۲۶۵۷- ح: [اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً]

بعض شعر حکمت ہوتے ہیں

۲۶۵۷ - اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً.

عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے خبر دی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بعض شعر حکمت ہیں۔

حکمت کے معنی دانائی اور عقلمندی کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ بعض شعر واقعہ کے مطابق حق ہوتے ہیں اور اس میں دانائی کی بات ہوتی ہے۔ ایسے اشعار جن میں جاہلیت کی باتیں ہوں پڑھنا منع ہے لیکن قرآن و حدیث کے لغات جاننے کے لیے ان کو پڑھنا' یاد رکھنا مستحسن ہے۔ متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت کے اشعار پڑھتے تھے' سنتے تھے' ان سب کا محمل یہی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے اشعار جن میں حمد و نعت ہو' صحابہ کرام یا علماء کرام یا اولیاء اللہ کی مدح ہو' دینی باتوں کی ترغیب ہو ان کا کہنا بھی جائز' سننا بھی جائز ہے اور پڑھنا بھی جائز اور جن اشعار میں فسق ہو' کفر ہو بے حیائی ہو' جو شہوانی جذبات برانگیختہ کرنے والے ہوں ان کا کہنا بھی حرام' پڑھنا بھی حرام' سننا بھی حرام۔

۲۶۵۸- ح: [یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدَكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِیْرِ]

اے انجشہ! شیشیوں کو تیز چلانے سے چھوڑ دے

۲۶۵۸ - عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ وَمَعَهُنَّ اُمُّ سُلَیْمٍ فَقَالَ وَیْحَكَ یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ. قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ فَتَکَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَلِمَةٍ لَوْ تَکَلَّمَ بَعْضُکُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لائے اور ان کے ساتھ ام سلیم بھی تھیں تو فرمایا: خرابی ہو تیرے لیے اے انجشہ! شیشیوں کے ہانکنے کو چھوڑ دے۔ حضرت ابو قلابہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی بات کہی اگر تم میں سے کوئی کہتا تو اس کو تم لوگ عیب سمجھتے یعنی حضور

Marfat.com

لِعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهُ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيْرِ. کا یہ فرمانا شیشیوں کا چلانا۔

(بخاری۔ کتاب الادب۔ باب: ماجاء فی قول الرجل ویلك' باب: من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفًا ص۹۱۵' باب: المعاریض مندوحة عن الکذب ص۹۱۷' مسلم۔ کتاب الفضائل' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلة' دو طریقے سے بلکہ تین طریقے سے)

یہ واقعہ خیبر کا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے ایک حبشی غلام تھے جن کا نام انجشہ تھا' وہ بہت شیریں آواز تھے اور حدی پڑھ رہے تھے جس کے اثر سے اونٹ مست ہو کر تیزی سے چل رہے تھے' اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں کہ اونٹ بہت تیز چل رہے ہیں' عورتیں نازک بدن ہوتی ہیں اس لیے حدی بند کرو۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری آواز بہت شیریں ہے مناسب نہیں کہ عورتیں سنیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ اَنْ يَّكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهٗ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْاٰنِ (ص۹۰۹)

مکروہ یہ ہے کہ انسان پر غالب شعر ہو یہاں تک کہ اس کو اللہ کے ذکر اور علم اور قرآن سے روک دے

توضیح

یہاں شعر سے مراد ایسے اشعار ہیں جو اللہ کے ذکر اور دینی باتوں سے خالی ہوں۔

۲۶۵۹- ح: [لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا]

کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے' یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ شعر سے بھرے

۲۶۵۹- عَنْ سَالِمٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ شعر سے بھرے۔

۲۶۶۰- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهٗ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے حتیٰ کہ اسے بیمار ڈال دے اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرے۔

اس سے مراد ایسے اشعار ہیں جو واہیات خرافات پر مشتمل ہوں یا پھر ایسا انہماک مراد ہے کہ اللہ کے ذکر اور دینی باتوں سے تعلق باقی نہ رہے۔

بَابُ عَلَامَةِ حُبِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِقَوْلِهٖ ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۳۱) (ص۹۱۱)

اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت' اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا

۲۶۶۱- ح: [اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ]

آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے

Marfat.com

٢٦٦١ - قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا، وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (اسی کے متصل تین طریقے سے)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یارسول اللہ! ایک شخص ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن اس سے ملاقات نہیں کرسکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

یہاں تین احتمالات ہیں ایک یہ کہ بندہ اللہ سے محبت کرے بندہ محبّ ہو اللہ محبوب۔ دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل کسی بندے سے محبت کرے اللہ محبّ ہو بندہ محبوب۔ تیرے یہ کہ کوئی شخص کسی دینی پیشوا یا دین دار شخص سے دین کے لیے محبت کرے جس میں ریا و سمعہ اور دنیوی غرض کی آلائش نہ ہو حدیث تینوں صورتوں کو شامل ہے۔

بَابٌ لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ (ص ۹۱۳)

یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا

٢٦٦٢ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ (رُوِيَ عَنْ سَهْلٍ مِثْلُهُ).

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی یہ نہ کہے کہ ''خَبُثَتْ نَفْسِيْ'' لیکن کہے ''لَقِسَتْ نَفْسِيْ''۔

جب آدمی کسی وجہ سے ست کبیدہ ہوتا ہے اور کسی کام کو کرنے کا اس کا جی نہیں چاہتا تو اسے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ اُس وقت عرب والے بولتے تھے ''خَبُثَتْ نَفْسِيْ'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس سے منع فرمایا اس لیے کہ خبیث زیادہ تر باطل اعتقاد، جھوٹی بات، برے افعال، حرام اور بری صفات پر بولا جاتا ہے۔ فرمایا: اس کے بجائے کہے ''لقست نفسی'' اور یہ ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے اس لیے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو نمازِ فجر کے وقت نہ اُٹھے فرمایا: ''اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ''۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (ص ۹۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ کرم مومن کا دِل ہے

توضیح

اس سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انگور کے درخت کو کرم نہ کہو، پھر ان ہی سے دوسری حدیث آرہی ہے کہ کرم مومن کا دل ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب انگور کی بیل کو بھی کرم کہتے تھے اور انگور سے جو شراب تیار کی جاتی تھی اس کو بھی کرم کہتے تھے اس لیے کہ وہ سخاوت اور کرم پر اُبھارتی تھی۔ شارع نے انگور کی بیل کو کرم کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس سے شراب کی یاد آجائے گی اور اس کا شوق لوگوں کے دل میں پیدا ہو جائے گا۔ فرمایا کہ مومن کا دل سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو کرم کہا جائے اس لیے کہ وہ کرم، سخاوت، تقویٰ، نور اور ہدایت کا منبع ہے۔

وَقَدْ قَالَ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِيْ يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. اور فرمایا: مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن خالی ہاتھ رہے اور

كَقَوْلِهِ اِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت

Marfat.com

كَقَوْلِهٖ لَا مُلْكَ اِلَّا لِلّٰهِ. فَوَصَفَهٗ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ، ثُمَّ ذَكَرَ الْمَمْلُوْكَ اَيْضًا فَقَالَ ﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا﴾ (النمل:٣٤).

اپنے نفس کا مالک ہو اور جیسے حضور کا ارشاد ہے: بادشاہت صرف اللہ کے لیے ہے' تو اللہ کا یہ وصف بیان کیا کہ انتہائے ملک اسی تک ہے' پھر ملوک کا تذکرہ بھی فرمایا: پس فرمایا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں۔

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ جو فرمایا کہ کرم صرف مومن کا دل ہے یہ علی سبیل الادّعا ہے یعنی حقیقت میں مومن کا دل ہی کرم کہلانے کے لائق ہے جیسے بادشاہ حقیقی اللہ عزوجل ہے اور مجازاً دوسرے پر بھی اطلاق آیا ہے اور یہ ممانعت تنزیہا ہے۔

٢٦٦٣ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ، اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ انگور کو کرم کہتے ہیں' کرم صرف مومن کا دل ہے۔

بَابُ اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ يَابُنَيَّ (ص ٩١٤)

اللہ تعالیٰ کو کون سا نام بہت زیادہ پسند ہے اور کسی کا اپنے ساتھی سے کہنا: اے بیٹے!

٢٦٦٤ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقُلْنَا لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ، فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے کہا: ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور یہ عزت تم کو نہیں دیں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کی گئی تو آپ نے فرمایا: اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمٰن رکھ۔

(بخاری۔ باب: قول النبی سموا باسمی. الخ ص ۹۱۴' دو طریقے سے باب: من سمّی باسماء الانبیاء ص ۹۱۴' مسلم۔ کتاب الاستیذان)

باب کے ضمن میں جو حدیث ذکر کی ہے اس سے باب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ البتہ مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ نام زیادہ پسند ہیں عبداللہ' عبدالرحمٰن' اس حدیث کو اس حدیث سے ملایا جائے تو کسی طرح کچھ مناسبت پیدا ہو جائے گی' مثلاً یوں کہا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا' اور عبدالرحمٰن ان اسماء میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔

قرآن مجید میں لفظ ''عبد'' کی اسماء حسنیٰ میں سے صرف دو کی طرف اضافت ہے اللہ کی طرف اور رحمٰن کی طرف۔ فرمایا: ''وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ'' اور فرمایا: ''وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ'' (الفرقان:٦٣) اسی کے حکم میں وہ تمام اسماء ہیں جس میں ''عبد'' کی اضافت اسماء حسنیٰ کی طرف ہو' مگر باب کے دوسرے جزء سے اس حدیث کو کوئی مناسبت نہیں۔

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ (ص ٩١٤)

حزن نام رکھنے کا بیان

٢٦٦٥ - عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ اَبَاهُ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ. قَالَ حَزْنٌ، قَالَ اَنْتَ سَهْلٌ. قَالَ لَا اُغَيِّرُ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُوْنَةُ فِيْنَا بَعْدُ.

حضرت سعید ابن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (یعنی مسیب کے والد) حزن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: حزن۔ فرمایا: تو سہل ہے' انہوں نے کہا: میں وہ نام نہیں بدلوں

Marfat.com

(بخاری۔ باب:تحویل الاسم الی الاسم ص ۹۱۴) گا جو میرے والد نے رکھا ہے۔ ابن مسیب نے کہا: اس کے بعد ہم میں حزونت ہمیشہ رہی۔

سعید بن مسیّب

سعید بن مسیب تابعین میں سے ہیں' قریب قریب چالیس صحابہ سے حدیث روایت کی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور ۹۴ ہجری میں وصال فرمایا۔ اُن کے والد مسیب صحابی ہیں اور اصحابِ شجرہ میں سے ہیں اور ان کے والد حزن قریشی صحابی ہیں۔ یہ مہاجرین میں سے ہیں اور قریش کے رؤساء میں سے ہیں۔

حزونة

''حزن'' کہتے ہیں پتھریلی سخت زمین کو۔ حضرت سعید بن مسیب کے قول میں حزن سے مراد سختی ہے یعنی کج خلقی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام بدلنا استحباباً تھا' اور بطور تفاؤل کسی کے نام رکھنے میں معنی لغوی کے ساتھ مناسبت کا لحاظ نہیں ہوتا اور اس واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہ ماننے کا اثر پڑا۔

بَابُ تَحْوِيلِ الْاِسْمِ اِلَى اسْمِ اَحْسَنَ مِنْهُ (ص ۹۱۴)

کسی نام کو پہلے والے کے بہ نسبت اچھے نام سے بدلنا

توضیح

یعنی کوئی نام ناپسندیدہ ہو یا مہمل تو بدل کر کوئی اچھا نام اس کا رکھا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب کسی کا برا نام سنتے تو بدل کر اس سے اچھا نام رکھ دیتے اور فرمایا: تم لوگ قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپ کے نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو۔ طبری نے کہا: کسی کو یہ لائق نہیں کہ ایسا نام رکھے کہ اس کا معنی برا ہو اور نہ ایسا نام رکھے جس سے بڑائی اور مدح نکلتی ہو۔

٢٦٦٦- ح: [سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ بِالْمُنْذِرِ بِاسْمِهِ]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کا نام بدل کر منذر رکھا

٢٦٦٦ - عَنْ سَهْلٍ قَالَ اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ، وَاَبُوْ اُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاَمَرَ اَبُوْ اُسَيْدٍ بِابْنِهٖ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ اَقْلَبْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ مَا اسْمُهٗ؟ قَالَ فُلَانٌ، قَالَ وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ. فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

(مسلم۔ کتاب الادب)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منذر بن ابی اسید جب پیدا ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہیں لایا گیا۔ لانے والے نے ان کو حضور کی ران پر رکھا اور حضرت ابواسید بیٹھے تھے۔ سامنے کی کسی چیز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشغول ہو گئے تو حضرت ابواسید نے اپنے لڑکے کے بارے میں حکم دیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران سے اُٹھا لیے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی مشغولیت سے فارغ ہوئے تو پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابواسید نے کہا کہ ہم نے اس کو لے لیا یا رسول اللہ! دریافت فرمایا: اس کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں' فرمایا: لیکن اس کا نام منذر ہے تو اس دن ان کا نام حضور نے

Marfat.com

منذر رکھا۔

یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ ان کے والد نے ان کا نام کیا رکھا تھا؟ ظاہر ہے کہ کوئی اچھا نام نہیں رہا ہوگا اسی لیے حضور نے بدل کر منذر رکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام منذر اس لیے رکھا تھا کہ اسی قبیلے کے منذر بن عمرو سہل بن سعد ساعدی خزرجی ایک مشہور صحابی تھے۔

۲۶۶۷- ح: [سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةً بِالزَّيْنَبَ بِاسْمِهَا الْبَرَّةِ]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاتون کا نام برہ سے بدل کر زینب رکھا

۲۶۶۷ - عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيْلَ تُزَكِّیْ نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام برّہ تھا تو کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو ستھرا جتا رہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا نام نے زینب رکھا۔

(مسلم۔ کتاب الاستیذان، ابن ماجہ۔ کتاب الادب)

یہ زینب یا تو اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش تھیں یا اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیبہ زینب بنت ابوسلمہ تھیں۔

''برّہ'' کے معنی ہیں نیک، تو اپنا نام لے کر اس نام والا فخریہ کہہ سکتا ہے کہ میں نیک ہوں، میرا نام ہی برّہ ہے۔

بَابُ مَنْ سَمّٰى بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ (ص ۹۱۴)

جس نے انبیاء کے نام پر نام رکھا

۲۶۶۸- ح: [لَوْ قُضِیَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُهٗ]

اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے

۲۶۶۸ - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قُلْتُ لِابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا، وَلَوْ قُضِیَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُهٗ، وَلٰكِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ.

اسماعیل نے کہا: میں نے حضرت ابن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ فرمایا: ان کا بچپن ہی میں وصال ہوگیا، اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحب زادے زندہ رہتے لیکن حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۶۶۹- ح: [اِنَّ لِاِبْرَاهِيْمَ ظِئْرًا فِی الْجَنَّةِ]

حضرت ابراہیم کے لیے جنت میں ایک دایہ ہے

۲۶۶۹ - عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ.

عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لیے ایک دایہ ہے جو انہیں دودھ پلائے گی۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا سولہ مہینے یا اٹھارہ مہینے کی عمر میں انتقال ہوا تھا۔ بلکہ ایک روایت یہ ہے کہ صرف سترہ دن زندہ رہے۔

Marfat.com

حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ چونکہ ایام رضاعت میں فوت ہوئے تھے اس لیے جنت میں ان کے لیے ایک دایہ ہے جو مدتِ رضاعت پوری ہونے تک انہیں دودھ پلائے گی۔ حدیث کو باب سے مناسبت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام حضرت ابراہیم کے نام پہ رکھا۔

بَابُ اَبْغَضِ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ (ص۹۱۶)

اللہ تعالیٰ کو سب سے مبغوض نام

۲۶۷۰ - عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تمام ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل اس شخص کا نام ہے جس نے اپنا نام شہنشاہ رکھا۔

دوسری روایت میں اخنع ہے اس کا معنی بھی ہے: سب سے زیادہ ذلیل۔ سفیان نے ملک الاملاک کا ترجمہ شاہان شاہ کیا ہے حالانکہ ہونا چاہیے شاہ شاہاں۔ شاید گلستان بوستاں کی طرح اس میں اضافت مقلوبی ہو۔

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ (ص۹۱۹)

چھینکنے والے کو حمد کرنا

۲۶۷۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو صاحبوں کو نبی ﷺ کی خدمت میں چھینک آئی۔ ان میں سے ایک صاحب نے دعاء خیر کی اور دوسرے نے نہیں کی، حضور سے عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا: اس نے اللہ کی حمد کی اور اس نے نہیں کی۔

(بخاری۔ باب: لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ ص۹۱۹، مسلم۔ آخری کتاب، ابوداؤد۔ کتاب الادب، ترمذی۔ کتاب الاستیذان، نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ابن ماجہ۔ کتاب الادب)

یہ دونوں صاحبان عامر بن طفیل اور ان کے بھتیجے تھے جیسا کہ طبرانی نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ''تشمیت'' کے معنی عرف میں چھینکنے والے کے جواب میں ''یرحمك الله'' کہنا ہے، مگر یہاں مطلقاً دعائے خیر کے معنی میں ہے۔ چھینک صحت کے لیے ستہ ضروریہ میں سے ایک ہے۔ چھینک آنے سے فاسد رطوبت باہر نکل جاتی ہے اس لیے چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ (ص۹۱۹)

چھینک پسندیدہ ہے اور جماہی ناپسندیدہ

۲۶۷۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يُّشَمِّتَهُ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند فرماتا ہے، جب کوئی چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو ہر سننے والے مسلمان پر واجب ہے کہ اسے جواب دے لیکن جماہی تو یہ شیطان کی طرف سے ہے جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔ جماہی لینے والا جب ھا کرتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

Marfat.com

بَابٌ اِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ (ص۹۱۹)

۲۶۷۳ - عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

جب کوئی چھینکے تو کیسے جواب دیا جائے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی چھینکے تو کہے: "الحمدلله" اور اس کا بھائی یا ساتھی کہے: "يرحمك الله" اور جب وہ "يرحمك الله" کہے تو چھینکنے والا کہے: "يهديكم الله ويصلح بالكم"۔ "بال" کے معنی شان اور حالت کے ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۹- کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ (ص ۹۱۹)

[اجازت مانگنے کا بیان]

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ○﴾ (النور:۲۷-۲۹).

[النور: ۲۷-۲۹ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو○ پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے: واپس جاؤ تو واپس ہو یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے○ اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو○

توضیح

''حتی تستأنِسُوْا'' یعنی ان سے اذن طلب کرو۔ حضرت اُبی اور حضرت ابن عباس اور اعمش کی قراءت ''تَسْتَانِسُوْا'' ہی ہے اور آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ''تسلموا علیٰ اھلھا و تستانِسُوا'' سلام کے بعد گھر میں جانے کے لیے بہتر یہی ہے کہ صراحۃً اذن طلب کرلیا جائے' لیکن کھنکھار لینا یا ایسا فعل کرنا جس سے گھر والے سمجھ جائیں کہ سلام کرنے والا اندر آرہا ہے استیذ ان کے قائم مقام ہے۔ ابن ابی حاتم نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سلام ہے استیناس کیا ہے' فرمایا کہ آدمی تسبیح پڑھ لے' تکبیر پڑھ لے۔ کھنکھار لے۔ طبری نے بہ طریق قتادہ روایت کیا کہ استیذ ان تین بار ہے۔ پہلا اس لیے تاکہ سنے۔ دوسرا اس لیے کہ تیار ہو جائے۔ تیسرا اس لیے کہ چاہے تو اجازت دے چاہے تو لوٹا دے ''بیوتا غیر مسکونۃ'' سے مراد ایسے مکانات ہیں جو خالی پڑے رہتے ہیں۔ اس میں اجازت عام ہوتی ہے جس کا جی چاہے اس میں ٹھہرے۔

ت ۷۶۲ - وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ اَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ — سعید بن ابوالحسن نے امام حسن بصری سے کہا کہ عجم کی عورتیں

Marfat.com

اِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُؤُوْسَهُنَّ؟ قَالَ اِصْرِفْ بَصَرَكَ عَنْهُنَّ' يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ (النور:۳۰) وَقَالَ قَتَادَةُ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ (النور:۳۱) ﴿خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ﴾ (الغافر:۱۹) مِنَ النَّظَرِ اِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ.

اپنے سینوں اور سروں کو کھولے رہتی ہیں۔ فرمایا: اپنی نظروں کو ان سے پھیر لے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: مومنوں سے فرما دو اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں' قتادہ نے کہا: یعنی ان لوگوں سے جو ان کے لیے حلال نہیں اور (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) مومن عورتوں سے فرما دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ''خائنة الاعین'' سے مراد ایسی چیز دیکھنا ہے جسے دیکھنا منع کیا گیا ہے۔

یہ سعید بن ابی الحسن حضرت امام حسن بصری کے بھائی ہیں۔

توضیح

ارشاد ہے: ''يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ'' (المؤمن:۱۹) اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کے طریقے سے روایت کیا کہ یہ وہ شخص ہے جو کسی خوبصورت عورت کی طرف دیکھتا ہے اور جب یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی ہم کو دیکھ رہا ہے تو نظر نیچی کر لیتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس کی خواہش یہ ہے کہ اگر اس کو قدرت ہو جائے تو زنا کر لے۔

ت۷۶۳ - وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ اِلَى الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ اِلٰى شَيْءٍ مِنْهُنَّ' مِمَّنْ يُشْتَهٰى النَّظَرُ اِلَيْهِنَّ' وَاِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً.

امام زہری نے فرمایا کہ نابالغ بچیوں کے بھی ایسے اعضاء کو دیکھنا درست نہیں جنہیں دیکھنے کی خواہش ہو اگرچہ وہ چھوٹی ہوں۔

اسی لیے ابن قاسم نے کہا کہ مرد کو یہ جائز نہیں کہ چھوٹی اجنبیہ بچی کو غسل دے۔

ت۷۶۴ - وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ اِلَى الْجَوَارِيْ يُبَعْنَ بِمَكَّةَ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ اَنْ يَّشْتَرِيَ.

اور امام عطاء نے ان لونڈیوں کو دیکھنا مکروہ جانا جو مکہ میں بیچی جاتی ہوں مگر یہ کہ ان کے خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

بَابُ تَسْلِيْمِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْكَثِيْرِ (ص۹۲۱)

تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں

۲۶۷۴ - ح: [يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ]

۲۶۷۴ - عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ' وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ' وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

(ترمذی۔ کتاب الاستیذان)

چھوٹا بڑے کو سلام کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو۔

بَابُ تَسْلِيْمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِيْ (ص۹۲۱)

سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے

۲۶۷۵ - اَنَّهٗ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ' اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

زیادہ کو۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ (ص ۹۲۲)

استیذان دیکھنے سے بچنے کی وجہ سے ہے

۲۶۷۶- ح: [اِطَّلَعَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِهٖ]

ایک شخص نے نبی ﷺ کو حجرے میں جھانک کر دیکھا

۲۶۷۶ - عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ، اَوْ بِمَشَاقِصَ، فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعَنَهٗ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے کسی حجرے کے سوراخ سے جھانکا تو نبی ﷺ اس کے پاس تیر کا ایک پھل یا کئی پھل لے کر آئے گویا میں حضور کو دیکھ رہا ہوں کہ اس شخص کو گھونپ دیں گے۔

(بخاری۔ کتاب الدیات۔ باب: من اخذ حقه. الخ ص ۱۰۱۷، وباب: من اطلع فی بیت قوم. الخ ص ۱۰۲۰، مسلم۔ کتاب الاستیذان، ابوداؤد۔ کتاب الادب)

یہ شخص حکم بن ابی العاص مروان کا باپ تھا، یہ شخص اگرچہ فتح مکہ کے موقعہ پر کلمہ پڑھ چکا تھا، مگر اس کی حرکات ایسی تھیں جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ واقعی مسلمان نہیں ہوا ہے۔ یہ حضور اقدس ﷺ کی نقلیں اُتارتا۔ اسی لیے حضور ﷺ نے اس کو طائف جلا وطن کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ جھانکنے والے کا نام سعد تھا، بغیر نسبت کے۔

بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ (ص ۹۲۲)

شرم گاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کا زنا

۲۶۷۷- ح: [زِنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ]

آنکھ کا زنا دیکھنا ہے (الحدیث)

۲۶۷۷ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ اَرَ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ. وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا، اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ وَيُكَذِّبُهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ''لَمَم'' کے جو معنی بتائے ہیں اس سے بہتر اور کچھ میں نہیں جانتا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، اس کو وہ ضرور پائے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے اور تکذیب کرتی ہے۔

(بخاری۔ کتاب القدر۔ باب: قول الله وحرام علی قریة. الخ ص ۹۷۸)

ارشاد ہے: ''اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ'' (النجم: ۳۲) وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے

Marfat.com

بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رُک گئے۔اس آیت کریمہ میں ''لَمَمْ'' سے کیا مراد ہے؟اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے عمدہ وہ ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے یعنی اجنبیہ کو بری نظر سے دیکھنا اور بری باتیں کرنا۔بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد گناہِ صغیرہ ہیں۔نظر بد اور کلام حرام پر زنا کا اطلاق مجازاً ہے۔اس علاقے سے کہ یہ سب دواعی زنا ہیں۔ایک جاہلی شاعر نے کہا ہے:

''نَظْرَةٌ فَتَبَسُّمٌ فَسَلَامٌ فَكَلَامٌ فَمَوْعِدَةٌ ثُمَّ اللِّقَاءُ'' دیکھنا ہے' پھر مسکرانا ہے' پھر سلام کرنا ہے' پھر بات کرنا ہے' پھر وعدہ لینا ہے' پھر ملاقات کرنا ہے۔

حضرت ملا حاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

چوں بوید بوئے گل خواہد کہ بیند
جب پھول کی خوشبو سونگھتا ہے تو دیکھنا چاہتا ہے

چوں بیند روئے گل خواہد کہ چیند
اور جب پھول دیکھ لیتا ہے تو اسے توڑنا چاہتا ہے

بَابٌ اِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ (ص ۹۲۳)

جب کسی شخص کو بلایا گیا اور وہ آیا تو کیا اجازت لے گا؟

ت ۷۶۵ - قَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ اِذْنُهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اذن ہے۔

یعنی اس کو جدید اذن لینے کی حاجت نہیں' اس کا بلایا جانا ہی اذن ہے۔

۲۶۷۸-ح: [دَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الصُّفَّةِ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابِ صفہ کو بلایا

۲۶۷۸ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَا هِرٍّ اِلْحَقْ اَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَيَّ. قَالَ فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اندر داخل ہوا تو پیالے میں دودھ پایا۔فرمایا: اے ابوہرّ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلاؤ۔میں گیا تو ان کو بلایا' وہ لوگ آئے اور اجازت طلب کی' حضور نے انہیں اجازت دی۔تب وہ لوگ اندر داخل ہوئے۔

تعلیق سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب کسی کو بلایا اور وہ آیا تو اذن کی حاجت نہیں بلانا ہی اذن ہے اور حدیث میں یہ ہے کہ اصحاب صفہ آئے تو انہوں نے اذن طلب کیا پھر اذن ملنے کے بعد اندر داخل ہوئے۔

تطبیق

تطبیق یہ ہے کہ جنہیں بلایا گیا وہ اگر قاصد کے ساتھ فوراً آئیں تو اذن کی ضرورت نہیں لیکن اگر وہ لوگ کچھ دیر کر کے آئیں تو انہیں اذن لینا پڑے گا۔

بَابُ التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ (ص ۹۲۳)

بچوں کو سلام کرنا

Marfat.com

۲۶۷۹ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کچھ بچوں پر گزرے اور بچوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

(مسلم۔ کتاب الاستیذان' ترمذی۔ کتاب الاستیذان' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

بَابٌ اِذَا قَالَ مَنْ ذَا؟ فَقَالَ اَنَا

جب کسی نے پوچھا: کون ہے؟ تو دوسرے نے کہا: میں

(ص ۹۲۳)

۲۶۸۰- ح: [لَمْ يُحِبُّهُمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا

۲۶۸۰ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ مَنْ ذَا؟ فَقُلْتُ اَنَا، فَقَالَ اَنَا اَنَا! كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میرے والد پر قرض تھا' اس سلسلے میں میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ پیٹا تو حضور نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں تو حضور نے فرمایا کہ میں بھی میں ہوں۔ گویا حضور نے اس کو ناگوار سمجھا۔

(مسلم۔ کتاب الاستیذان' ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب الاستیذان' نسائی۔ عمل الیوم واللیلۃ' ابن ماجہ۔ کتاب الادب)

مطلب یہ کہ جب کوئی یہ پوچھے: تم کون ہو تو نام بتانا چاہیے یہ کہنا کہ میں ہوں' لغو ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنْ اِقْتَرَفَ ذَنْبًا، وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهٗ، حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهٗ، وَاِلٰى مَتٰى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِيْ (ص ۹۲۵)

جو گناہ کا ارتکاب کر لے اسے کوئی سلام نہ کرے اور اس کے سلام کا جواب نہ دے یہاں تک کہ اس کی توبہ ظاہر ہو جائے' اور گناہ گار کی توبہ کب ظاہر ہوگی؟

توضیح

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ کافر بدمذہب فاسق کو سلام نہ کرے۔ امام نووی نے فرمایا: لیکن اگر سلام نہ کرنے سے دینی یا دنیوی ضرر کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے' اور اگر کوئی گنہگار توبہ کرے تو اس کی توبہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگی جب تک اتنی مدت نہ گزر جائے کہ قرائن سے اطمینان کر لیا جائے کہ اب اس نے وہ گناہ چھوڑ دیا ہے۔ اصل مذہب یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی حد نہیں مگر کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کی میعاد ایک سال ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ چھ ماہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پچاس دن ہے' جیسا کہ حضرت کعب کے قصے میں ہے' لیکن حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قصے کو اس سے کوئی تعلق نہیں چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دے گا میں ان سے بات نہیں کروں گا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ گناہ گار اور گناہ اور ماحول کے اعتبار سے مختلف ہو گا۔ ہر سال یہ قصہ ہوتا ہے کہ ڈاڑھی منڈانے والے یا کترا کر کم کرنے والے حافظ تراویح پڑھانے کے لیے ڈاڑھی منڈانے اور کترانے سے توبہ کر لیتے ہیں اور پھر بعد رمضان حسب سابق ڈاڑھی مونڈاتے ہیں یا کم رکھتے ہیں' ایسے لوگوں کے لیے سال بھر سے کم میعاد مقرر کرنا بے کار ہے۔

ت ۷۶۶ - وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شراب پینے والوں

Marfat.com

شَرَبَةِ الْخَمْرِ.

کو سلام نہ کرو۔

بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلٰى اَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ (ص ۹۲۵)

ذمی کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

۲۶۸۱ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہود تم کو سلام کریں اور کہیں: ''السام علیك'' تو تم کہو: ''وعلیك''۔

(بخاری۔ کتاب المرتدین۔ باب: اذا عرض الذمی ص ۱۰۲۴)

۲۶۸۲-ح: [رُدُّوْا فِيْ سَلَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَعَلَيْكَ]

اہل کتاب کے سلام کے جواب میں کہو: ''وعلیك''

۲۶۸۲ - حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم بھی کہو: ''وعلیك''۔

(بخاری۔ کتاب المرتدین۔ باب: اذا عرض الذمی ص ۱۰۲۳)

کتاب المرتدین میں پوری تفصیل یہ ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا اور اس نے کہا: السام علیک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وعلیک' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے السام علیک کہا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس سے قطع نہ کرلیں؟ فرمایا: نہیں! جب اہل کتاب تم کو سلام کہیں تو کہو: وعلیکم۔

''سام'' کے معنی موت کے ہیں اور جب السام علیک کے جواب میں کہا: وعلیک تو بات برابر ہوگئی۔

بَابُ الْمُصَافَحَةِ (ص ۹۲۶)

مصافحہ کا بیان

توضیح

مصافحہ باب مفاعلت سے ہے' اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی سے ملایا جائے اور ایک دوسرے کے چہرے پر نظر کی جائے۔

۲۶۸۳ - عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ نَعَمْ.

قتادہ نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا مصافحہ صحابہ کرام میں تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں!

مصافحہ سنت ہے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان ملیں اور مصافحہ کرلیں تو ان کی مغفرت ہو جائے گی۔

۲۶۸۴ - ح: [كَانَ النَّبِيُّ اٰخِذًا بِيَدِ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ]

۲۶۸۴ - حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ، وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

ہاتھ پکڑے ہوئے تھے

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

بَابُ الْاَخْذِ بِالْيَدَيْنِ (ص ۹۲۶)

مصافحہ میں دونوں ہاتھوں کا پکڑنا

ت ۷۶۷ - وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشہور تلمیذ ہیں۔ ۱۸۱ھ میں ان کا وصال ہوا جب کہ وہ غزوے سے واپس آ رہے تھے۔ ان کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ مصافحہ میں سنت یہی ہے کہ دونوں ہاتھ سے کیا جائے' اور یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفاد ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''كَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ'' میری ہتھیلی حضور کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ جب کسی سے مصافحہ کیا جائے گا تو ہر ایک کی ایک ہتھیلی دوسرے کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہوگی۔

بَابُ

[المجادلہ: ۱۱ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ (المجادلہ: ۱۱) الْاٰيَةَ. (ص ۹۲۷)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: جب تم سے کہا جائے: مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا' اور جب کہا جائے: اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔

توضیح

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کے دن اہل بدر مہاجرین و انصار آئے اور ان کو مجلس میں جگہ نہ ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ایسے لوگوں کو جو بعد میں ایمان لائے تھے کھڑا کر دیا' مہاجرین و انصار کو وہاں بٹھایا' یہ ان پر شاق ہوا۔ منافقین نے اس پر چہ میگوئیاں کیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (رواہ ابن ابی حاتم عن مقاتل) اس کا مطلب یہی ہے کہ جب لوگ مجلس میں آئیں اور مجلس بھر چکی ہو تو جہاں تک ممکن ہو لوگ سمٹ جائیں اور آنے والوں کو جگہ دیں اور اگر میر مجلس کسی مصلحت کی بناء پر کچھ لوگوں کو اُٹھائے تو اُنھیں اُٹھ جانا چاہیے خصوصاً جب آنے والے دینی معزز ہوں۔

۲۶۸۵ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ اٰخَرُ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھایا جائے پھر وہاں کوئی دوسرا بیٹھے۔ ہاں سمٹ کر جگہ دے دو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھے اور وہاں دوسرا بیٹھے۔

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ بِالْيَدِ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ (ص ۹۲۸)

ہاتھ سے احتباء کا بیان' یعنی ''قرفصاء''

''احتباء'' اس طرح بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہو اور گھٹنے کھڑے ہوں' ران پیٹ سے لگی ہو اور ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ باندھ

Marfat.com

لیا جائے۔

۲۶۸۶ - عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ مُحْتَبِیًا بِیَدِہٖ ھٰکَذَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں اپنے ہاتھ سے احتباء کیے ہوئے اس طرح دیکھا۔

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَھُمْ (ص ۹۲۹)

جو کسی سے ملاقات کے لیے گیا اور وہاں قیلولہ کیا

۲۶۸۷ - ح: [حَیْثُ ذَھَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھُنَاکَ]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں جاتے قیلولہ فرماتے

۲۶۸۷ - عَنْ ثُمَامَۃَ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ کَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِطَعًا، فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا عَلٰی ذٰلِکَ النِّطَعِ، قَالَ فَاِذَا نَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِہٖ وَشَعَرِہٖ، فَجَمَعَتْہُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ، ثُمَّ جَمَعَتْہُ فِیْ سُکٍّ، قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ الْوَفَاۃُ، اَوْصٰی اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ حَنُوْطِہٖ مِنْ ذٰلِکَ السُّکِّ، قَالَ فَجُعِلَ فِیْ حَنُوْطِہٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام سلیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چمڑے کا فرش بچھاتیں۔ حضور ان کے یہاں اس فرش پر قیلولہ فرماتے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو جاتے تو حضور کے پسینے اور بال کو لیتیں اور ایک شیشی میں جمع کرتیں، پھر اس کو خوشبو میں جمع کرتیں۔ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ ان کے حنوط میں اس خوشبو کو ملایا جائے تو ان کے حنوط میں وہ خوشبو ملائی گئی۔

داؤدی نے کہا کہ ام سلیم اور ام حرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں، اور ابن وہب نے کہا کہ ام حرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ تھیں۔ اسی رشتے کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام حرام اور ام سلیم کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں قیلولہ فرماتے۔

سُکٌّ

ایک قسم کی خوشبو ہے جو چند خوشبوؤں کو ملا کر بنائی جاتی ہے

حنوط

خاص اس خوشبو کو کہتے ہیں جو کفن اور مردے کو لگانے کے لیے تیار کی جاتی ہے جس میں کافور اور صندل ہوتا ہے۔

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ (ص ۹۳۰)

چت لیٹنا

۲۶۸۸ - اَخْبَرَنِیْ عَبَّادُ بْنُ تَمِیْمٍ، عَنْ عَمِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا، وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی.

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا۔ ایک پیر کو دوسرے پر رکھے ہوئے۔

مسجد میں غیر معتکف کو لیٹنا سونا منع ہے۔ یہ اس پر محمول ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں جاتے ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیتے ہوں۔ کتاب اللباس میں "یضطجع" ہے، اس سے مراد چت لیٹنا ہی ہے، اس لیے کہ یہاں بھی یہ تصریح ہے کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔ یہ اسی وقت درست ہوگا جب کہ آدمی چت لیٹا ہو۔

بَابٌ لَا یَتَنَاجٰی اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

تیسرے کی موجودگی میں دو شخص سرگوشی نہ کریں

Marfat.com

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اِلٰى قَوْلِهٖ. وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (المجادلہ:۹-۱۰) وَقَوْلُهُ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. اِلٰى قَوْلِهٖ. وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (المجادلہ:۱۲-۱۳).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے ایمان والو! جب سرگوشی کرو تو گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر سرگوشی نہ کرو، نیکی اور تقویٰ پر سرگوشی کرو (اِلٰی اَنْ قَالَ) اور اللہ ہی پر مومن بھروسہ کرتے ہیں○ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جب رسول سے سرگوشی کرو تو سرگوشی سے پہلے نذر پیش کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور زیادہ پاک کرنے والا ہے} پس اگر کچھ نہ پاؤ تو بے شک اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ (اِلٰی قَوْلِهٖ) اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے○ (ص ۹۳۰)

توضیح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات کی کثرت کر دی جو حضور پر شاق گزرا۔ سوالات کی کثرت کو ختم کرنے کے لیے ان کو حکم دیا کہ سرگوشی سے پہلے کچھ نذر پیش کریں تو یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر شاق گزری، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ مکاتب بن حبان نے کہا کہ یہ حکم دس دن تک رہا پھر منسوخ ہو گیا اور کلبی سے روایت ہے کہ پھر تھوڑی دیر رہا' اس اثناء میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار نذر کر کے سرگوشی کی تھی۔ اس حکم کا ناسخ اس کے بعد کا ارشاد ہے کہ فرمایا: ''فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○'' پس اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے○

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ (ص ۹۳۱)

راز کو محفوظ رکھنا

۲۶۸۹ - سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اَسَرَّ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا، فَمَا اَخْبَرْتُ بِهٖ اَحَدًا بَعْدَهٗ، وَلَقَدْ سَاَلَتْنِيْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهٖ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تو میں نے حضور کے بعد بھی کسی کو نہیں بتایا' مجھ سے حضرت ام سلیم نے بھی پوچھا تو ان کو بھی نہیں بتایا۔

بَابٌ اِذَا كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَاْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ (ص ۹۳۱)

جب تین سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کسی کے ساتھ رازدارانہ بات کرنے اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں

۲۶۹۰ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجٰى رَجُلَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، اَجْلَ اَنْ يُّحْزِنَهٗ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر' یہاں تک کہ تم اور لوگوں سے مل جاؤ' اس لیے کہ یہ بات اس کو غمگین کرے گی۔

تین آدمیوں کی موجودگی میں دو شخص جب آپس میں سرگوشی کریں گے تو تیسرے کو دو باتوں میں سے ایک کا ضرور احساس ہوگا یا تو سوچے گا کہ وہ مجھے حقیر سمجھ رہے ہیں یا میرے خلاف کوئی بات کر رہے ہیں اور جب تین سے زیادہ لوگ ہوں گے تو اس کا شبہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

بَابٌ لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ (ص ۹۳۱)

سونے کے وقت گھر میں آگ (جلتی) نہ چھوڑی جائے

۲۶۹۱- عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ.

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سونے کے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑو۔

۲۶۹۲- ح: [اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَاِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِئُوْهَا]

یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب سو جاؤ تو بجھا دو

۲۶۹۲- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَاْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک گھر رات کے وقت اپنے اہل کے ساتھ جل گیا۔ نبی ﷺ سے ان کا حال بیان کیا گیا تو فرمایا: آگ تمہاری دشمن ہے، جب سوؤ تو اسے بجھا دو۔

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْاِبْطِ (ص ۹۳۱)

بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغل کے بال اُکھاڑنا

توضیح

ختنہ کرنے کی میعاد بالغ ہونے سے پہلے پہلے تک ہے، بالغ ہونے کے بعد صرف بیوی ختنہ کر سکتی ہے یا وہ شخص خود اپنے ہاتھ سے کرے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسی سال کی عمر کے بعد اپنا ختنہ کیا تھا اور اگر بالغ ہونے کے بعد نہ وہ خود ختنہ کر سکے اور نہ اس کی بیوی کر سکے تو معاف ہے۔

۲۶۹۳- ح:

۲۶۹۳- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ مَنْ اَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ اَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ، قَالَ وَكَانُوْا لَا يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ.

نبی ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ختنہ نہیں ہوا تھا

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کس عمر کے تھے جب نبی ﷺ کا وصال ہوا؟ انہوں نے کہا: میں اس دن ختنہ کیا ہوا تھا اور کہا کہ عرب کی عادت تھی جب تک لڑکا بالغ نہ ہو جاتا ختنہ نہیں کرتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ کے وصال کے وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر کیا تھی؟ اس میں تین قول ہیں: دس سال، تیرہ سال، پندرہ سال۔ صحیح اور راجح یہ ہے کہ اس وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی، اس لیے کہ صحیح یہ ہے کہ ان کی ولادت اس وقت ہوئی تھی جب مکہ کے ظالموں نے حضور اقدس ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کر رکھا تھا اور یہ واقعہ ہجرت سے تین سال قبل ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت بالغ ہو گئے ہوں۔ تیرہ سال کی عمر میں لڑکا بالغ ہو سکتا ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نماز

Marfat.com

پڑھ رہے تھے اور یہ گدھی پر سوار ہو کر تشریف لائے' گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا' فرماتے ہیں: ''وَقَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ'' اور میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ (ص ۹۳۲)

عمارت بنانے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٢٦٩٤ - عَنْ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِيْ بَيْتًا يُكِنُّنِيْ مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِيْ مِنَ الشَّمْسِ، مَا اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک گھر بنایا جو مجھے بارش سے بچاتا ہے اور دھوپ سے سایہ دیتا ہے جس پر اللہ کی مخلوق سے کسی نے میری مدد نہیں کی۔

٢٦٩٥ - ح: [قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ، وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں نے کوئی اینٹ اینٹ پر نہیں رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت بویا

٢٦٩٥ - قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ، وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ اَهْلِهٖ، قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى. قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَّبْنِيَ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بخدا! میں نے ایک اینٹ کسی اینٹ پر نہیں رکھی اور نہ کوئی درخت کھجور کا بویا۔ سفیان نے کہا: میں نے اس کو ان کے بعض اہل سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: بخدا! انہوں نے بنایا۔ سفیان نے کہا' میں نے کہا: شاید انہوں نے یہ بات عمارت بنانے سے پہلے کہی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ضرورت پر گھر بنوایا تھا پھر بھی یہ فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور کوئی درخت نہیں لگایا۔ اس کی توجیہ سفیان بن عیینہ نے یہ کی کہ ایک زمانے تک نہیں بنایا لیکن جب ضرورت ہوئی تو بنوایا۔ دونوں میں تعارض نہیں۔ جب وہ فرمایا تھا اس وقت تک کوئی عمارت نہیں بنوائی تھی۔ پہلے کی عمارت کافی تھی' اسی میں رہتے تھے' مگر بعد میں جب ضرورت محسوس ہوئی تو بنوایا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۰ - كِتَابُ الدَّعَوَاتِ (ص ۹۳۲)

[دعاؤں کا بیان]

توضیح

''دعوات''، ''دعوۃ'' کی جمع ہے جو مصدر ہے۔ اس کے معنی سوال کرنے کے ہیں۔ ''دُعَاءٌ'' میں الف زائد ہے' اس کا لام کلمہ واؤ تھا' اس کو ہمزہ سے بدل دیا۔ اس کے معنی پکارنے کے بھی ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾ (الغافر: ٦٠). (ص ۹۳۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا' بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر○

اور جیسے حدیث میں ہے: ''لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ'' اور ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو قبول ہوگی۔

توضیح

ان آیات سے ثابت ہوا کہ دعا مانگنا مشروع ہے بلکہ دعا مانگنے سے اجتناب مبغوض۔ نیز دعاء مانگنے کے بارے میں احادیث بہ کثرت ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَيْسَ شَيْءٌ اكرم على الله مِنَ الدعاء.

دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شے مکرم نہیں۔

(ترمذی' ابن ماجہ' المستدرک للحاکم)

نیز انہی سے مروی ہے:

مَنْ لَمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضِبْ عَلَيْهِ.

جو اللہ سے سوال نہ کرے اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

(امام احمد' ترمذی و ابن ماجہ)

نیز امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْئَلَ.

اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو بے شک اللہ پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے۔

طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُلِحِّيْنَ فِي الدُّعَاءِ.

بے شک اللہ تعالیٰ دعا میں گڑگڑانے والوں کو دوست رکھتا

Marfat.com

ہے۔

یہاں تک کہ فرمایا: ''الدعاء هو العبادة'' یعنی دعا کرنا عبادت ہے اور ایک روایت میں ہے:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.

دعا عبادت کا مغز ہے۔

بَابُ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ (ص ۹۳۲)

ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو قبول ہوگی

۲۶۹۶- ح: [اِخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّأُمَّتِيْ فِي الْاٰخِرَةِ]

میں نے اپنی دعا محفوظ رکھی ہے آخرت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے

۲۶۹۶- عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْ بِهَا، وَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّأُمَّتِيْ فِي الْاٰخِرَةِ. (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: المشیة والارادة ص ۱۱۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جسے وہ کرے گا اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعاء محفوظ رکھوں آخرت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے۔

۲۶۹۷- سَمِعْتُ اَبِيْ، عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ سَاَلَ سُؤْلًا، اَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيْبَ، فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہر نبی نے ایک سوال کیا یا فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا ہے جس کو اس نے کیا اور وہ قبول ہوئی اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔

اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہر نبی کی ایک ایسی دعا ہے جو مقبول ہوگی جس کا ظاہر یہ ہے کہ بقیہ دعائیں قبول ہوں گی یا نہیں، یہ محل غور ہے، حالانکہ انبیاء کرام کی تمام دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ اس کی توجیہ میں علماء نے فرمایا: اس سے کوئی خاص اہم دعا مراد ہے جو فوراً بلا تاخیر جیسے دعاء مانگیں گے ویسے ہی قبول ہوگی۔ بقیہ دعائیں بھی قبول ہوں گی مگر ان کے قبول ہونے کے لیے کچھ مدت درکار ہوگی، یا ان کے قبول ہونے کی نوعیت دوسری ہوگی۔

بَابُ اَفْضَلِ الْاَسْتِغْفَارِ

افضل الاستغفار

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝﴾ (نوح: ۱۰-۱۲) ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۵). (ص ۹۳۲)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اپنے رب سے مغفرت چاہو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے ۝ تم پر شرّاٹے کا مینہ بھیجے گا ۝ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا ۝ (نوح: ۱۰-۱۲) اور وہ لوگ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں سے معافی چاہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشے، اور وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر ڈٹے نہ رہیں ۝ (آل عمران: ۱۳۵)

Marfat.com

توضیح

اس آیت سے استغفار کی تین فضیلتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اگر بارش بند ہو تو بارش ہوگی۔ دوسرے مال اور اولاد میں برکت ہوگی۔ تیسرے زراعت عمدہ ہوگی۔

تنبیہ: امام بخاری نے سورۂ نوح کی آیت کی ابتداء میں واؤ لائے ہیں حالانکہ واؤ نہیں آیت یوں ہے: ''فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا''۔

۲۶۹۸- ح: [سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ وَفَضْلُهٗ]

سیّد الاستغفار کی فضیلت

۲۶۹۸ - حَدَّثَنِیْ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ، وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ، فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِیَ، فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ. (بخاری۔ باب: ما یقول اذا اصبح ص ۹۳۶)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے: اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، سوائے تیرے کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر استطاعت بھر ہوں اور جو برائی میں نے کی اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تیری نعمت مجھ پر ہے اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں پس مجھے بخش دے اس لیے کہ سوائے تیرے کوئی گناہ نہیں بخشے گا۔ جس نے اس کو اس پر یقین رکھتے ہوئے دن میں کہا اور اسی دن شام سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت سے ہے اور جس نے اس کو رات میں کہا اس پر یقین رکھتے ہوئے وہ صبح سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت سے ہے۔

بَابُ اِسْتِغْفَارِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ (ص ۹۳۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دن رات میں استغفار کرنا

۲۶۹۹ - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بخدا! میں اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں روزانہ ستر مرتبہ سے بھی زیادہ۔

اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں پھر استغفار اور توبہ کے کیا معنی؟ علماء نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ تواضعاً استغفار فرماتے تھے۔ دوسرے یہ کہ اُمت کی تعلیم کے لیے استغفار فرماتے تھے۔ تیسرے یہ کہ خلافِ اولیٰ سے۔ چوتھے یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر آن ترقی پر ہیں، ارشاد ہے: ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○'' (الضحیٰ: ۴) جب اونچے درجے پر پہنچتے اور نیچے درجے پر نظر جاتی تو اس سے استغفار کرتے جیسا کہ کہا گیا ہے ''حسنات الابرار سیئات المقربین''۔ پانچویں یہ کہ اُمت کے لیے استغفار کرتے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ مبالغہ کے لیے ہے۔ ستر کی تخصیص نہیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ فرمایا کہ میں اللہ سے روزانہ سو بار

Marfat.com

استغفار کرتا ہوں۔

بَابُ التَّوْبَةِ (ص ۹۳۳)

توبہ کا بیان

ت۷۶۸ - قَالَ قَتَادَةُ ﴿تُوبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا﴾ (التحریم:۸) الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ.

قتادہ نے کہا کہ ''نصوحًا'' سے مراد سچی توبہ ہے۔

''توبہ'' مصدر ہے۔اس کے لغوی معنی لوٹنے کے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ''آئبون تائبون'' اور شریعت میں توبہ گناہ چھوڑنے کے معنی میں ہے۔توبہ کی بنیاد دو چیزیں ہیں گزشتہ گناہ پر ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔

۲۷۰۰- ح: [اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ]

مؤمن اپنے گناہ کو ایسا دیکھتا ہے گویا پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے

۲۷۰۰ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَّفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا قَالَ اَبُوْ شِهَابٍ بِيَدِهٖ فَوْقَ اَنْفِهٖ. ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ رَّجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهٖ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ.

حارث ابن سوید نے کہا: ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے دو حدیثیں بیان کیں۔ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور دوسری اپنی طرف سے۔کہا: مومن اپنے گناہ کو ایسا جانتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے' ڈرتا ہے کہ وہ اس پر گر پڑے گا اور بدکار اپنے گناہوں کو ایسا جانتا ہے جیسے مکھی اس کی ناک کے قریب سے گزری تو اس طرح ہانک دیا۔ابوشہاب نے اپنے ہاتھ سے ناک پر اشارہ کیا' پھر کہا: بے شک اللہ بندہ کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی جگہ اترا جہاں خطرہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی سواری تھی جس پر اس کا کھانا اور پینا تھا' اس نے اپنے سر کو رکھا اور سو گیا اور جب جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی اور جب گرمی اور پیاس یا جو اللہ نے چاہا اس پر زیادہ ہوا تو اس نے کہا کہ میں اپنی پہلی جگہ لوٹوں اور لوٹا' پھر سو گیا' پھر اپنے سر کو اٹھایا تو دیکھا اس کی سواری اس کے پاس ہے۔

۲۷۰۱ - حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ح). وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِيْ اَرْضٍ فَلَاةٍ.

حضرت انس رضی اللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اپنے بندہ کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے یک بیک اپنے (گمشدہ) اونٹ کو پالیا حالانکہ اس نے اس کو چٹیل میدان میں غائب کر دیا تھا۔

''فرح'' کے معنی خوش ہونا ہے اور خوشی کے لیے تغیر لازم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جو تغیر کی مقتضی ہو۔ یہاں اس کا لازم معنی مراد ہے۔جب کوئی شخص کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس پر انعام و اکرام کرتا

Marfat.com

ہے۔ یہاں مراد یہی ہے کہ اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس پر انعام واکرام کرتا ہے' اور مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ اس کا اونٹ اس سے بھاگ گیا اور اس پر اس کا کھانا اور پینا تھا اور وہ اس سے مایوس ہو گیا اور ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا۔ اتنے میں دیکھا کہ اس کا اونٹ اس کے سامنے کھڑا ہے۔ اس کی لگام کو پکڑا پھر خوشی کی شدت میں کہا: اے اللہ تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں۔ خوشی کی زیادتی کی وجہ سے غلطی کر گیا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَامَ (ص ۹۳۴)

سوتے وقت کیا کہے؟

۲۷۰۲ - عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا. وَاِذَا قَامَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر پر جاتے تو پڑھتے: اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور جیوں گا اور جب سو کر بستر سے اُٹھتے تو پڑھتے: اس اللہ کے لیے حمد ہے جس نے ہم کو زندہ کیا موت دینے کے بعد اور قبر سے اُٹھ کر اسی کی طرف جانا ہے۔

(بخاری۔ باب: وضع الید تحت الخد الیمنی ص ۹۳۴' باب: ما یقول اذا اصبح ص ۹۳۶' کتاب التوحید۔ باب: السوال باسماء اللہ والاستعاذۃ بھا ص ۱۱۰۰)

یہاں موت سونے سے کنایہ ہے' زندہ کرنا جاگنے سے۔ موت اور نوم میں قدر مشترک یہ ہے کہ موت نام ہے بدن سے روح کے تعلق کے منقطع ہونے کا اور یہ انقطاع کبھی صرف ظاہری ہوتا ہے اس کا نام نوم ہے اور کبھی ظاہری باطنی دونوں طریقوں سے ہوتا ہے اس کا نام موت ہے۔ زندگی کے لوازم میں دیکھنا سننا سمجھنا ہے' سونے کی حالت میں یہ سب منقطع ہو جاتے ہیں جس طرح موت سے' اس لیے نوم کو موت سے تعبیر فرمایا۔ اسی کے بعد اسی کے مثل حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس کے بعد اس حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات میں سونا چاہتے تو اپنا ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔

بَابٌ (ص ۸۳۵)

باب

۲۷۰۳ - حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَبِكَ اَرْفَعُهٗ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم بچھونے پر جاؤ تو اپنے بچھونے کو اندرونِ ازار سے جھاڑ لو اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے اس پر کیا آیا ہے؟ پھر کہے: اے میرے رب! تیرے نام سے میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیرے نام ہی کے ساتھ اُٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر اسے چھوڑے تو اس کی حفاظت فرمانا' اس چیز کے ساتھ جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: السؤال باسماء اللہ والاستعاذۃ بھا ص ۱۰۹۹' مسلم۔ کتاب الدعوات' ابوداؤد۔ کتاب الادب' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا چاہیے اور بجائے ہاتھ کے کسی کپڑے سے جھاڑنا چاہیے۔ ہو سکتا

Marfat.com

ہے کہ بستر پر گرد وغبار ہو یا کیڑے مکوڑے بچھو وغیرہ ہوں' لیکن حدیث میں داخلہ ازار کی جو قید ہے اس کی حکمت سمجھ میں نہیں آئی اور نہ صرف مجھے ہی بلکہ علامہ قرطبی نے بھی یہی فرمایا' حتیٰ کہ علامہ ابن حجر نے بھی آخر میں یہی لکھا۔ اس لیے اس خادم کی نظر میں کتاب التوحید کی روایت ''بصنفة ثوبه'' صحیح ہے یعنی کپڑے کے کنارے سے جھاڑے' البتہ وہاں یہ زیادہ ہے کہ تین مرتبہ جھاڑے۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ (ص ۹۳۶)

نماز میں دعا کا بیان

۲۷۰۴ - عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (الاسراء: ۱۱۰) اُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیۂ کریمہ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ۔ دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔

یہ حدیث باب کے مطابق اس وقت ہوگی جب دعا سے مراد وہ دعا لی جائے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے لیکن پھر اشکال یہ ہوگا کہ نماز میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ مطلقاً ہر نماز میں آہستہ پڑھی جاتی ہے' پھر مطابقت باقی نہیں رہ جائے گی۔ اس لیے دعا سے مراد عام دعا ہے خواہ نماز میں پڑھی جائے یا نماز کے باہر۔ کتاب التفسیر میں گزرا کہ یہ آیۂ کریمہ خاص نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی راجح ہے اس لیے کنز الایمان میں صلوٰۃ کا ترجمہ نماز ہی کیا۔

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ (ص ۹۳۶)

نماز کے بعد کی دعا

۲۷۰۵- ح: [اِقْرَؤُوْا بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ اَلتَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ وَالتَّكْبِيْرَ بِعَشْرِ عَشْرٍ]

ہر نماز کے بعد دس دس بار تسبیح' تحمید اور تکبیر پڑھ لیا کریں

۲۷۰۵ - عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ. قَالَ كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالُوْا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا' وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا' وَاَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ' وَلَيْسَتْ لَنَا اَمْوَالٌ. قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ' وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ' وَلَا يَاْتِيْ اَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهٖ؟ تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا' وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا' وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مال دار درجات اور نعیم مقیم لے گئے۔ دریافت فرمایا: کیسے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم لوگ پڑھتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں جیسے ہم لوگ جہاد کرتے ہیں اور اپنے فاضل اموال سے خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں' فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس سے تم لوگ اپنے سے پہلے والوں تک پہنچ جاؤ اور اپنے بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ' جو تمہارے مثل نہ کر سکے ہاں جو اس کے مثل کر سکے اس کی بات دوسری ہے۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھو دس مرتبہ الحمد للہ پڑھو اور دس مرتبہ تکبیر کہو۔

اسی مضمون کی ایک حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے' مگر اس میں یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح' تینتیس بار تحمید اور تینتیس بار تکبیر۔ دونوں میں منافات نہیں۔ پہلے یوں کہ وہاں درجات علی کے ساتھ مقید ہے اور یہاں اعمال میں صرف نماز و جہاد کا ذکر ہے اور وہاں روزہ حج عمرے کا بھی ذکر ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ بارہا بتایا جا چکا ہے کہ مفہوم عدد معتبر نہیں۔

بَابُ

[التوبہ: ۱۰۳ کی تفسیر]

Marfat.com

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ (التوبہ:۱۰۳).
وَمَنْ خَصَّ اَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ. (ص ۹۳۷)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور جس نے اپنے بھائی کو دعا کے ساتھ خاص کیا اپنے لیے نہیں کیا۔

۲۷۰۶- ح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا: اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور جو دیا اس میں برکت عطا فرما

۲۷۰۶ - عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَسٌ خَادِمُكَ، قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ، وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انس آپ کا خادم ہے، حضور نے دعا فرمائی: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس کو جو دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

(بخاری۔ باب: دعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخادمہ بطول العمر و کثرۃ مالہ ص ۹۳۹، وباب: الدعاء بکثرت المال ص ۹۴۴، و باب: الدعاء بکثرۃ الولد ص ۹۴۴)

اس دعا کی برکت یہ ہوئی کہ انہیں کثیر مال ملا۔ بصرہ میں ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا، اس میں ایک پھول تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی اور اولاد کی کثرت اتنی ہوئی کہ ان کے ایک سو بیس اولاد ہوئی جو سب بیٹے تھے۔ صرف دو بیٹیاں تھیں۔ حفصہ اور ام عمرو۔ کعبہ کا طواف کرتے تو ان کے ساتھ ستر سے زیادہ ان کی اولاد ہوتی اور ان کی عمر بروایت ایک سو انیس سال کی ہوئی۔ بہ روایت ایک سو بیس، بروایت ایک سو سات سال، بروایت ایک سو تین سال۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ (ص ۹۳۸)

دعا میں سجع مکروہ ہے

توضیح

دعاء کی بنیاد خشوع و خضوع اور حضور قلب پر ہے اور جب آدمی قافیہ بندی کی فکر میں رہے گا تو حضورِ قلب جاتا رہے گا اس لیے دعاء میں قافیہ بندی سے منع فرمایا لیکن اگر دعاء میں بلا تکلف مقفیٰ مسجع عبارت آجائے تو کوئی حرج نہیں۔ احادیث میں بہ کثرت ایسی دعائیں آئی ہیں۔

۲۷۰۷- ح: [قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگوں سے ہر ہفتہ میں ایک بار حدیث بیان کرو

۲۷۰۷ - عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ، فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ، وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ، وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ، فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ، وَلٰكِنْ اَنْصِتْ، فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ، فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: لوگوں سے ہر ہفتے میں ایک بار حدیث بیان کرو اور اگر نہ مانو تو دو مرتبہ اور زیادہ بیان کرنا چاہو تو تین بار۔ اس قرآن سے لوگوں کو اکتاؤ مت اور میں تم کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قوم کے پاس آؤ اور وہ لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو ان کے پاس وعظ کہنے لگو اور ان کی بات کاٹ دو جس سے انہیں ملال ہو، ہاں! چپ رہو، وہ

Marfat.com

الـدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّیْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ اِلَّا ذٰلِكَ.

لوگ تم سے کہیں تو حدیث بیان کرو اتنی دیر تک کہ انہیں خواہش رہے اور دعاء میں قافیہ بندی سے بچو اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں کرتے تھے۔

واعظین اور مقررین کے لیے یہ حدیث ایک بہترین ہدایت ہے کہ وعظ و تقریر کرتے وقت اس کا لحاظ رکھیں اتنی لمبی تقریر نہ کریں کہ لوگ اُکتا جائیں۔ بعض مقررین کی عادت ہے کہ وہ اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ حاضرین سننا چاہتے ہیں یا نہیں وہ بولے جاتے ہیں حتیٰ کہ مجمع سو رہا ہوتا ہے اور تقریر جاری رہتی ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ اب تقریر ایک پیشہ ہو کر رہ گئی ہے اور پیشے کے لحاظ سے ہر مقرر زیادہ سے زیادہ بول کر لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں بہت بڑا مقرر ہوں' پھر ایک خرابی جلسے والوں کے ذوق سے یہ پیدا ہوگئی کہ جلسہ والوں کی خواہش ہوتی ہے کہ جلسہ رات بھر چلے' اس کے لیے مقرر متعین ہوتے ہیں۔ اب اس سے کوئی بحث نہیں کہ مجمع سننا چاہتا ہے یا نہیں' سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ ان کو بہر حال پوری رات گزارنی ہے۔

بَابٌ لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ' فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ (ص ۹۳۸)

قطعی طور پر سوال کرو اس لیے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں

۲۷۰۸- ح:

۲۷۰۸ - عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ' وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ' فَاِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی دعا کرے تو قطعی طور پر سوال کرے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے' اس لیے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: المشیة والارادة ص ۱۱۱۲' مسلم۔ کتاب الدعوات' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلة)

۲۷۰۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ' اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ' لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ' فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کہے: اے اللہ! مجھے بخش دے اگر تو چاہے' اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے۔ قطعی سوال کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: المشیة والارادة ص ۱۱۱۴)

دُعا میں اس کہنے سے کہ اگر تو چاہے تو دے' استغناء ہے اور دعا کی بنیاد احتیاج اور ذلت ہے اس لیے جو دعا کرنی ہو استثناء نہ کرے بلکہ جو مانگنا ہے قطعی طور پر مانگے۔

بَابُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ (ص ۹۳۸)

بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرے

۲۷۱۰ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ' يَقُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری دعا قبول کی جائے گی جب تک جلدی نہ کرے'

Marfat.com

دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.

کہے: میں نے دعا کی بھی تو قبول نہیں ہوئی۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ (ص ۹۳۹)

بے چینی کے وقت کی دعا

۲۷۱۱ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھتے: سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جو عظمت والا ہے حلم والا ہے سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جو آسمانوں زمینوں کا رب ہے اور عظمت والے عرش کا رب ہے۔

اس کے بعد متصلاً ہی یہ حدیث تھوڑی سی زیادتی وتغیر کے ساتھ یوں ہے: بیچ میں ہے "لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم" اور آخر میں "رب العرش العظیم" کے بجائے "رب العرش الکریم" ہے اور "الارض" کے ساتھ لفظ "رب" کی تکرار ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ (ص ۹۳۹)

بلا کی مشقت سے پناہ مانگنا

۲۷۱۲ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيْثُ ثَلَاثٌ، زِدْتُّ اَنَا وَاحِدَةً، لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُنَّ هِيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگتے بلاء کی مشقت اور بدبختی اور قضاء بد سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ سفیان نے کہا: حدیث میں تین باتیں ہیں، ایک میں نے بڑھائی ہے، میں نہیں جانتا ان میں سے کون سی ہے۔

(بخاری۔ کتاب القدر۔ باب: من تعوّذ باللّٰہ من درک الشقاء ص ۹۷۹، مسلم۔ کتاب الدعوات، نسائی۔ کتاب الاستعاذہ)

جهد

"جیم" کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ، مشقت۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی بڑی بلاء نہ نازل ہو جس کو میں خود دفع نہ کر سکوں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: جہد بلاء کیا ہے؟ فرمایا: مال کی کمی اور عیال کی کثرت۔ قضاء فیصلۂ الٰہی، وہ بہرحال حسن ہے وہ سوء نہیں ہو سکتا اس لیے قضاء سے یہاں مراد اسم مفعول ہے یعنی مقضی یعنی جس چیز کا حکم ہوا، یہ بندہ کے حق میں اچھا بھی ہو سکتا ہے برا بھی ہو سکتا ہے۔

قال سفيان

اس پر بہت بڑا اشکال یہ ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا ہے کہ انہوں نے حدیث میں ایک اضافہ کر دیا۔ علامہ کرمانی نے ان کی طرف سے یہ صفائی دی کہ وہ تین باتیں کیا تھیں؟ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں شک ہو گیا کہ حضور نے یہ فرمایا تھا یا یہ فرمایا تھا، مثلاً ان کو یہ شبہہ ہو گیا کہ "سوء القضاء" فرمایا تھا یا "شماتۃ الاعداء" تو روایت میں دونوں کو ذکر کر دیا۔ کتاب القدر میں بہ طریق مسدد یہ چاروں باتیں بہ طریق مرفوع مذکور ہیں اور سفیان کے شک کا وہاں ذکر نہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ میں نے ایک زیادہ کر دی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكٰوةً وَّرَحْمَةً (ص ۹۴۱)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد: میں کسی کو ایذاء دوں تو اسے اس کے گناہوں کی پاکی بنا دے اور رحمت کر دے

Marfat.com

۲۷۱۳ - اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهٗ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهٗ قُرْبَةً اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (مسلم۔ کتاب الادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! جس مسلمان کو میں برا کہوں اسے اس کے لیے قیامت کے دن اپنی طرف قربت بنا دے۔

شارحین نے یہاں پر تخصیص کی ہے کہ یہ فضیلت اس کے لیے ہے جسے بلاوجہ کچھ سخت وسست فرمایا ہو۔ اس کی دلیل مسلم کی یہ روایت ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں اپنی اُمت میں سے کسی کے خلاف دعا کروں اور وہ اس کا اہل نہیں تو اسے اس کے لیے پاکی، ستھرائی اور قربت کر دے اور اپنی بارگاہ میں قیامت کے دن قربت کا ذریعہ بنا دے، لیکن اس تخصیص کی کوئی حاجت نہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ کسی نے کوئی خطا کی اور میں نے اس کی سرزنش کر دی تو اس کی خطا معاف فرما اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ (ص ۹۴۱)

فتنوں سے پناہ مانگنا

۲۷۱۴ - ح: [اَحَفَّ النَّاسُ الْمَسْاَلَةَ مَرَّةً]

ایک بار لوگوں نے سوالوں کی بھرمار کر دی

۲۷۱۴ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْفَوْهُ الْمَسْاَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِی الْیَوْمَ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَیَّنْتُهٗ لَكُمْ. فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ یَمِیْنًا وَشِمَالًا، فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَاْسَهٗ فِیْ ثَوْبِهٖ یَبْكِیْ، فَاِذَا رَجُلٌ، كَانَ اِذَا لَاحَی الرِّجَالَ یُدْعٰی لِغَیْرِ اَبِیْهِ، فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِیْ؟ قَالَ حُذَافَةُ. ثُمَّ اَنْشَاَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَیْتُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ كَالْیَوْمِ قَطُّ، اِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰی رَاَیْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ. وَكَانَ قَتَادَةُ یَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِیْثِ هٰذِهِ الْاٰیَةَ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (المائدہ: ۱۰۱).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال شروع کیا یہاں تک کہ سوالوں کی بھرمار کر دی جس کی وجہ سے حضور غضب ناک ہو گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا: آج جس چیز کے بارے میں بھی تم پوچھو گے میں اسے تمہارے لیے بیان فرماؤں گا۔ میں دائیں بائیں دیکھنے لگا تو ہر شخص کا یہ حال تھا کہ اپنے سر کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا تھا۔ ایک صاحب تھے جب لوگوں سے جھگڑا کرتے تو ان کو ان کے والد کے علاوہ کی طرف منسوب کر کے پکارا جاتا۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ؟ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: حذافہ، پھر حضرت عمر یہ کہنے لگے: ہم اس پر راضی ہیں کہ اللہ رب ہے اور اسلام دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں سے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن جیسا میں نے خیر وشر کبھی نہیں دیکھا۔ جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں، یہاں تک میں نے ان دونوں کو دیوار کے پیچھے دیکھا۔ اس حدیث کے وقت قتادہ اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرتے تھے: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

یہ حدیث مختصراً کتاب العلم میں گزر چکی ہے یہاں پوری تفصیل کے ساتھ تھی۔ یہ صاحب جنہوں نے پوچھا تھا ان کا نام عبداللہ تھا۔ بلاضرورت سوال ممنوع ہے، البتہ ضرورت پر واجب ہے، ہو سکتا ہے یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے بلاضرورت سوالوں

Marfat.com

کی بو چھاڑ کر دی ہو اس لیے جلال آ گیا ہو۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ سوالات دنیاوی باتوں سے متعلق تھے۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ وہ آدمی سب سے زیادہ بد بخت ہے کہ ایک چیز حلال تھی (اباحت اصلیہ پر) مگر اس کے سوال کرنے پر حرام کر دی گئی۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جن چیزوں کے بارے میں منع نہ کیا گیا ہو وہ مباح ہیں۔ یہ شریعت کا ایسا اصل کلی ہے کہ اس پر ہزار ہا مسائل کی بنیاد ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (ص ۹۴۲)

عذابِ قبر سے پناہ مانگنا

۲۷۱۵ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ، قَالَ وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا، قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

موسیٰ بن عقبہ نے کہا: میں نے حضرت ام خالد بنت خالد سے سنا: سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ان کے علاوہ میں نے کسی سے یہ نہیں سنا کہ اس نے درج ذیل دعا نبی ﷺ سے سنی ہو۔ حضرت ام خالد نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

ام خالد بنت خالد

خالد بن سعید بن عاص کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے والدین ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے۔ وہیں ان کی پیدائش ہوئی تھی اور جب ان کے والدین مدینہ طیبہ آئے تو یہ بھی مدینہ آئیں۔ حضور اقدس ﷺ کے عہد میں یہ چھوٹی تھیں، پھر بھی انہوں نے بہت کچھ یاد رکھا۔

قال ولم اسمع

یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث میں نے حضرت ام خالد کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (ص ۹۴۲)

گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا

۲۷۱۶ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی اور زیادہ بڑھاپے اور گناہ اور قرض سے اور قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے اور جہنم کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے اور مال داری کے فتنے کے شر سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے قلب کو گناہوں سے ستھرا کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے ستھرا کیا۔ مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنی دوری کر دے جتنی مشرق و مغرب میں ہے۔

فتنۃ القبر

"فتنۂ قبر" سے مراد نکیرین کا سوال ہے اور فتنۂ نار سے مراد جہنم کے موکلین کی یہ ڈانٹ ہے کہ وہ جہنمیوں سے پوچھیں گے

Marfat.com

''اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ O'' (الملک:۸) کیا تمہارے پاس ڈرانے والے نہیں گئے؟ O

مَغْرَم

''مغرم'' سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی کے ذمے لازم ہو خواہ قرض ہو یا نہ ہو جیسے دیت واجب ہونا۔

حدیث میں ہے: اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے سے دھو حالانکہ جب کسی چیز کو خوب اچھی طرح صاف کرنا مقصود ہوتا ہے تو گرم پانی سے دھویا جاتا ہے' ٹھنڈا پانی اتنا میل صاف نہیں کرتا جتنا گرم پانی صاف کرتا ہے۔ علامہ عینی وغیرہ نے یہ توجیہ کی کہ یہاں مقصود کمالِ طہارت ہے اور اولے اور برف کا پانی سارے پانیوں سے زیادہ طاہر ہوتا ہے۔ اگر بالفرض ان دونوں پر کوئی نجاست پڑ بھی جائے تو چونکہ یہ دونوں پگھلتے رہتے ہیں فوراً پاک ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث میں وارد بقیہ الفاظ کی شرح گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ (ص۹۴۶)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کا بیان: اے اللہ! میرے لیے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو میں نے بعد میں کیا

توضیح

یہ پوری بحث ہو چکی ہے کہ حضرت انبیاء کرام خصوصاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر گناہ سے معصوم ہیں اور وہ نصوص جن میں طلب مغفرت کا ذکر ہے ان سے مراد وہ باتیں ہیں جو شان نبوت کے کچھ نامناسب ہوں۔

۲۷۱۷- عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُوْسٰی' عَنْ اَبِیْہِ' عَنِ النَّبِیِّ اَنَّہٗ کَانَ یَدْعُوْا بِھٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ' وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ کُلِّہٖ' وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَایَایَ' وَعَمْدِیْ وَجَھْلِیْ وَھَزْلِیْ' وَکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ' اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ' وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے رب! بخش دے میرے لیے لوگوں کی خطاؤں اور نادانی کو اور کسی بھی معاملے میں اسراف کو اور جس کو بھی تو جانتا ہے۔ اے اللہ! میرے لوگوں کی خطائیں بخش دے اور بالقصد گناہ کو بھی بخش دے اور نادانی اور مزاح کو اور سب کچھ کو۔ اے اللہ! میرے لوگوں کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دے جو چھپا کر کیا ہو یا جو اعلانیہ کیا ہو۔ تو آگے کرنے والا ہے اور تو پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (مسلم۔ کتاب الدعوات)

یہ حدیث مشکلات حدیث میں سے ہے اس لیے کہ اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصداً کسی گناہ کا صدور درست نہیں اور اس دعا میں یہ تفصیل ہے: ''اللھم اغفرلی خطایای و عمدی'' اس سے بہ ظاہر متبادر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصداً گناہ کا صدور ہوا۔ امام قاضی عیاض نے شفاء شریف میں اس کی بہت سی توجیہات کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ دعا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علی سبیل التواضع وخشوع تھی اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ امت کی تعلیم کے لیے ہے اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اُمت کے گناہ ہیں اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ غفران کے حقیقی معنی چھپانے کے ہیں۔ اب ''اللھم اغفرلی'' کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے اللہ! مجھے محفوظ رکھ۔

Marfat.com

یہ دعا حضور کس وقت مانگا کرتے تھے' اس سلسلے میں مسلم کی روایت میں ہے کہ آخر نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ سلام سے پہلے یا سلام کے بعد' اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ تصریح ہے کہ تشہد اور سلام کے درمیان اس دعا کا کچھ حصہ پڑھتے تھے اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ سلام کے بعد' ہوسکتا ہے کہ سلام سے پہلے بھی پڑھتے ہوں اور سلام کے بعد بھی۔ ''قوله خطا یای'' یہ ''خطیئة'' کی جمع ہے۔ ''خطیئة'' اس گناہ کو بھی کہتے ہیں جو بالقصد صادر ہو اور اسے بھی جو بلاقصد ہو۔ اس اعتبار سے ''عمدی'' کا اس پر عطف عطف خاص علی العام ہے اور کشمیہنی کی روایت میں بہ طریق اسرائیلی خطا بی جو چیز بلاقصد صادر ہو۔ ''عمدی'' کے تقابل کے لحاظ سے یہ روایت زیادہ مناسب ہے۔ اس کی سند میں عن ابن ابی موسیٰ ہے' علامہ کرمانی نے فرمایا کہ اس کے بعد جو طریقہ مذکور ہے اس میں ابو بردہ کی تصریح ہے۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ اس سند میں ابن ابی موسیٰ سے یہی مراد ہیں' مگر کلاباذی نے کہا کہ یہ عمرو بن ابی موسیٰ ہیں۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے تین صاحبزادوں سے مروی ہے۔ عمرو' ابو بردہ' ابوبکر۔

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ (ص ۹۴۷) تہلیل کی فضیلت

توضیح

تہلیل کے معنی ہیں ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنا جیسے استرجاع کے معنی ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھنا۔ اہل صرف اسے قصر کہتے ہیں۔

۲۷۱۸ - عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِیْلَ.

عمرو بن میمون نے کہا: جس نے دس مرتبہ پڑھا گویا اس نے اولاد اسماعیل کے کسی غلام کو آزاد کیا۔

امام بخاری نے روایت میں اختصار فرمایا مگر مراد وہی دعا ہے جو اوپر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے۔ اس میں یہ تھا کہ جو سو مرتبہ پڑھے گا گویا اس نے اولادِ اسماعیل میں سے دس کو آزاد کیا۔ اس میں ہے کہ دس مرتبہ پڑھے تو ایک غلام آزاد کیا حساب وہی رہا۔ امام مسلم نے سلیمان بن عبداللہ غیلانی سے اور اسماعیلی نے بہ طریق علی بن مسلم ابوعامر سے بسند مذکور روایت کیا ہے۔ جس نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' دس مرتبہ پڑھا گویا اس نے اولادِ اسماعیل کے چار غلام آزاد کیے۔ بخاری میں ''رقبة من ولد اسماعیل'' ہے جس کے معنی ہوتے ہیں ایک غلام کے' اور مسلم کی روایت میں چار غلام کی تصریح ہے تو توجیہ میں یہ کہا جائے گا کہ اکثر اقل کا نافی نہیں۔ ''قوله قال ابوعبداللہ'' یعنی امام بخاری نے فرمایا کہ عبدالملک بن عمرو کا قول صحیح ہے۔

توضیح

امام بخاری نے حدیث مذکور کو یہاں آٹھ طریقے سے ذکر کیا ہے: (۱) عبداللہ بن مسلمہ' عبدالملک بن عمرو' عمر بن زائدہ' ابواسحاق سبیعی' عمرو بن میمون۔ یہ طریقہ موقوف ہے اس لیے کہ عمرو بن میمون تابعی ہیں۔ (۲) عمر بن زائدہ تک سند مذکور کے بعد ہے عبداللہ بن ابی السفر عن الشعبی' ربیع بن خثیم' عمرو بن میمون' ابن ابی لیلیٰ' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ یہ طریقہ مرفوع ہے۔ (۳) ابراہیم بن یوسف عن ابیہ' ابواسحاق' عمرو بن میمون' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ (۴) موسیٰ' وہب' داؤد' عامر' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ (۵) اسماعیلی' شعبی' ربیع۔ (۶) آدم' شعبہ' عبدالملک بن میسرہ' ہلال بن

Marfat.com

یسار، ربیع بن خثیم اور عمرو بن میمون، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (۷) اعمش اور محصین، ہلال، ربیع عن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ ان سندوں کو امام بخاری نے بجائے ''حدثنا''، ''اخبرنا'' اور ''عن'' کے ''قال'' سے ذکر کیا۔ یہ یا تو اس بناء پر ہے کہ ان احادیث کو امام بخاری نے بہ طریق مذاکرہ سنا ہے یا ان تک بہ طریق نقل پہنچی ہے یا موقوف ہے۔ (۸) ابومحمد حضرمی عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ۔ امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ ان تمام طرق میں صحیح عبدالملک بن عمرو کا طریقہ ہے۔ فیہ مافیہ!

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ (ص ۹۴۸)

سبحان اللہ کہنے کی فضیلت

۲۷۱۹ - عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دن میں سبحان اللہ وبحمدہٖ سو مرتبہ پڑھا تو اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(ترمذی۔ کتاب الدعوات، نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ابن ماجہ۔ کتاب ثواب التسبیح)

۲۷۲۰ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں، رحمٰن کو پیارے ہیں ''سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ وبحمدہ''۔

(بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب: اذا قال واللّٰہ لا اتکلم الیوم الخ ص ۹۸۸، کتاب التوحید۔ باب: قول اللّٰہ ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ ص ۱۱۲۸، مسلم۔ کتاب الدعوات، ترمذی۔ کتاب الدعوات، نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ابن ماجہ۔ کتاب ثواب التسبیح)

[لفظ ''سبحان'' کی تحقیق]

امام بخاری نے اس حدیث کو دو جگہ اور ذکر فرمایا ہے اور ہر جگہ کچھ تغیر و تبدل ہے۔ یہاں ''سبحان اللّٰہ العظیم'' مقدم ہے اور کتاب الایمان والنذور اور کتاب التوحید میں یہ مؤخر ہے اور ''سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ'' مقدم ہے۔ یہاں اور کتاب الایمان والنذور میں ''حبیبتانِ الی الرحمن'' مؤخر ہے اور کتاب التوحید میں مقدم۔ تسبیح میں قصر ہے، اس کے معنی ہیں سبحان اللہ کہنا۔ سبحان اللہ میں سبحان فعل محذوف ''سَبَّحْتُ'' یا ''اُسَبِّحُ'' کا مفعول مطلق ہے، سماعاً اس کے فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ سبحان ہمیشہ مضاف مستعمل ہوتا ہے مگر بعض عرب کے کلمات میں بغیر اضافت کے بھی آیا ہے۔ جیسے: ''سُبْحانہ ثم سبحانا یعود لہٗ وقبلنا سبح الجودی والحمد'' اور ایک شاعر کہتا ہے:

اقول لما جاءنی فخرہ سبحان من علقمۃ الفاخر

پہلے شعر میں ''سبحانًا'' تنوین کے ساتھ آیا ہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ منصرف ہے اور دوسرے شعر میں بغیر تنوین کے، یہ اس پر قرینہ ہے کہ غیر منصرف ہے۔ غیر منصرف ماننے کی صورت میں یہ علم مصدر ہوگا اس لیے کہ اس میں الف نون زائدتان تو ہے مگر دوسرا سبب سوائے علمیت کے اور کوئی ممکن نہیں۔ پہلے شعر میں تنوین کے ساتھ آیا ہے اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا کہ ضرورت شعری کی وجہ سے تنوین آئی ہے جیسا کہ:

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ھو المسک ما کررتہ یتضوع

Marfat.com

اسی طرح کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ یہ منصرف ہے اور دوسرے شعر میں بغیر تنوین کے بہ طریقۂ شذوذ ہے۔ حق کیا ہے' اسے ہم پہلے تحقیق کے ساتھ ذکر کر آئے ہیں۔

وزنِ اعمال

اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے' مگر معتزلہ انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا تولنا ممکن نہیں۔ (۱) ان میں کوئی ثقل نہیں کہ تولا جائے۔ (۲) اعراض کا خود اپنا کوئی وجود نہیں' یہ جب بھی پائے جاتے ہیں' تو اپنے محل میں پائے جاتے ہیں محل سے جدا ہو کر ان کا پایا جانا ممکن نہیں پھر یہ کیسے تولے جائیں گے؟ پھر ان میں دو گروہ ہوئے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ان کا تولا جانا محال ہے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ان کا تولا جانا ممکن ہے مگر واقع نہیں ہوگا۔ (۳) اگر وزنِ اعمال حساب و کتاب سے پہلے ہوں گے تو حساب و کتاب لغو۔ اور اگر حساب و کتاب کے بعد ہوں گے تو تولنا لغو۔

معتزلہ کا ردّ

اہل سنت فرماتے ہیں کہ وزن اعمال قرآن مجید کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے' اول ارشاد ہے: ''وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ'' (الانبیاء:۴۷) اور قیامت کے دن ہم میزانِ عدل قائم کریں گے' اور فرمایا: ''وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ'' (الاعراف:۸) اور آج کے دن وزن حق ہے' اور فرمایا: ''فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○'' (الاعراف:۸' المؤمنون:۱۰۲) جس کا پلہ بھاری ہوگا وہی کامیاب ہے○ اور فرمایا: ''فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ○'' (القارعۃ:۶-۷) جس کا پلہ بھاری ہوگا○ تو وہی پسندیدہ زندگی میں ہے○ اور فرمایا: ''وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ○'' (القارعۃ:۸-۹) اور جس کا پلہ ہلکا ہوا○ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے○ اور فرمایا: ''وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ'' (المومنون:۱۰۲) اور جس کا پلہ ہلکا ہوا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا۔

یہ آٹھ آیات ہیں۔ ان سب سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے' اور احادیث اس باب میں اتنی کثیر ہیں کہ ان سب کا استقصا دشوار ہے۔ انہیں میں حدیث زیر بحث بھی ہے۔ اس میں فرمایا گیا: ''ثقيلتان في الميزان'' یہ دونوں کلمے میزان میں بھاری ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوں گے۔ بلاضرورت ظاہر معنی سے عدول الحاد اور گم راہی ہے۔ رہ گیا یہ کہ وہ اعراض ہیں تو کیسے تولے جائیں گے' اس سلسلے میں اہل سنت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اعراض کو ان کے محال (جگہوں) سے جدا کر کے موجود کر دے اور ان میں وزن پیدا کر دے۔ یا پھر یہ کہیں گے کہ وزنِ اعمال حق ہے کیفیت ہمیں معلوم نہیں اور بہت سے علماء نے یہ فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اعمال نامے کے وہ دفتر تولے جائیں گے جن کو کراماً کاتبین نے تحریر کیا۔

امام احمد اپنی مسند میں' امام ترمذی اپنی جامع میں' ابن ماجہ اپنی سنن میں' ابن حبان نے اپنی صحیح میں' حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے اپنی دلائل میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علی رؤوس الخلق ایک شخص کو الگ کھڑا کرے گا اور اس کے ننانوے دفتر پھیلائے گا۔ ہر دفتر حد نظر تک لمبا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا کہ کیا ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے کاتبین نے تم پر کچھ ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں' اے پروردگار! فرمائے گا: کیا تیرے لیے کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' اے پروردگار! اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیری ایک نیکی

Marfat.com

ہمارے حضور ہے اور تجھ پر ظلم نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالے گا جس میں لکھا ہوگا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' فرمائے گا: میزان پر جا' وہ کہے گا: اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلے میں یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا حیثیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا ایک پلے میں۔ تمام دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا۔ اللہ کے نام کے مقابلے پر کوئی نہیں آسکتا۔

(ارشاد الساری۔ ج ۱ ص ۴۸۰' مسند امام احمد۔ ج ۲ ص ۲۱۲، ۲۲۲' ترمذی۔ ج ۲ ص ۹۲۔ کتاب الایمان۔ باب: من یموت وھو یشھد' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد۔ باب: ما یرجی من رحمۃ ص ۳۲۸)

حساب و کتاب اور وزنِ اعمال سے مقصود مخلوق پر حجت قائم کرنا ہے' اس لیے اگر حساب و کتاب نہیں بھی ہوتا اور اللہ عزوجل اپنے علم کے مطابق جزا و سزا دے دیتا تو بھی کوئی حرج نہیں تھا لیکن اللہ عزوجل نے جس حکمت کے مطابق حساب و کتاب رکھا اسی حکمت کی مزید تائید کے لیے وزن اعمال رکھا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جو حساب ہوا ہے اس میں کوئی نہ ظلم ہوا ہے نہ غلطی ہوئی ہے۔

کیفیت میزان

قیامت کے دن یہ میزان عرش کے پاس قائم کی جائے گی۔ حسنات کا پلڑا عرش کے دائیں طرف ہوگا جنت کے مقابل اور سیئات کا پلڑا عرش کے بائیں طرف ہوگا جہنم کے مقابل جیسا کہ امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور امام ابوالقاسم لالکائی نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ صاحب میزان جبریل علیہ السلام ہوں گے اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت ملک الموت ہوں گے۔

طبرانی نے جامع صغیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا: اے آدم! میں نے آپ کو اپنے اور آپ کی اولاد کے درمیان حَکَم بنا دیا ہے۔ میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو جس کی نیکی برائی سے ذرے کے برابر بھی زیادہ ہو اس کے لیے جنت ہے۔

امام حاکم حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ میزان کے پلڑے اتنے بڑے ہیں کہ اگر اس میں سب آسمان و زمین رکھ دیئے جائیں تو وہ سب سما جائیں۔

مشہور یہ ہے کہ جس میزان کا پلہ بھاری ہوگا وہ اوپر اُٹھ جائے گا اور جو ہلکا ہوگا وہ نیچے جھک جائے گا دنیا کی ترازو کے برخلاف' علامہ زرکشی نے بعض علماء سے اسے نقل بھی فرمایا۔ انہوں نے دلیل میں یہ آیت پیش کی ''اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ'' (فاطر:۱۰) اسی کی طرف پاک کلمے بلند ہوتے ہیں' لیکن علامہ احمد خطیب نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متصادم ہے کہ فرمایا: ''فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ'' (القارعہ:۶) اور آیہ کریمہ ''اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ'' (فاطر:۱۰) سے مراد مقبول ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

کتاب التوحید میں امام بخاری نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے ''اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ'' اس سے بہ ظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر انسان کے اعمال و اقوال تولے جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں۔ انسان کی تین قسمیں ہوں گی: (۱) کچھ لوگ بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی' ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ (الحدیث) (۲) وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب و کتاب دوزخ میں جائیں گے جیسے کفار۔ بخاری میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بڑا موٹا شخص لایا جائے گا جس کی حیثیت

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حضور پسو کے پر کے برابر بھی نہیں ہے' چاہو تو تم لوگ پڑھو' (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) ہم ان کے لیے قیامت کے دن میزان کھڑی نہیں کریں گے۔ (۳) ان لوگوں کی ہے جو مومن ہیں اور انہوں نے نیکیوں کے ساتھ برائیاں بھی کی ہیں اور جنہیں اول وہلہ میں شفاعت نصیب نہ ہوگی' ان کا حساب وکتاب بھی ہوگا' ان کے اعمال بھی تولے جائیں گے۔

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (ص ۹۴۸)

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت

۲۷۲۱ - عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا' ان دونوں کی مثال ایسے ہے جیسے زندہ اور مردہ۔

۲۷۲۲- ح: [اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً یَطُوْفُوْنَ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ]

اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں

۲۷۲۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ، قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، قَالَ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟ قَالُوْا یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ، قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ؟ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْکَ، قَالَ فَیَقُوْلُ وَکَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا، قَالَ یَقُوْلُ فَمَا یَسْاَلُوْنِیْ؟ قَالَ یَسْاَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ، قَالَ یَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا. قَالَ یَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً، قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ یَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْهَا، قَالَ یَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. قَالَ یَقُوْلُ مَلَکٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں اہل ذکر کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں۔ جب کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں: آؤ! اپنی حاجت کی طرف۔ پھر فرشتے اہل ذکر کو اپنے بازوؤں سے ڈھک لیتے ہیں آسمانِ دنیا تک۔ (پھر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں) تو ان کا رب فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے: میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: تیری تسبیح کرتے تھے اور تیری تکبیر کرتے تھے اور تیری حمد کرتے تھے اور تیری بزرگی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا اُن بندوں نے مجھے دیکھا ہے؟ تو عرض کرتے ہیں: بخدا! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے' فرماتا ہے: ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اور زیادہ تیری عبادت کریں گے اور تیری بزرگی بیان کریں گے اور تیری تسبیح بیان کریں گے۔ اب اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا مانگتے تھے؟ تو فرشتے کہتے ہیں: تجھ سے جنت مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: واللہ! اے پروردگار! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو جنت کا ان کا شوق

Marfat.com

اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ! قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ.

(مسلم۔ج ۲۔باب:فضل مجالس الذکر' ترمذی۔کتاب الدعوات' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۲' ۳۵۹' ۳۸۲)

اور بڑھ جائے گا اور اس کی طلب زیادہ ہو جائے گی اور اس کی رغبت بڑھ جائے گی' اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے: اور کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: واللہ' اے پروردگار! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ لوگ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو گا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ لوگ دوزخ دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس سے اور زیادہ ڈریں گے' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو بخش دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے: اے رب! ان میں سے ایک شخص تھا جو ان میں سے نہیں تھا' کسی اپنے کام کے لیے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ آپس میں بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ''ملائکۃ سیارۃ فضلًا'' اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیر کرتے ہیں جو فاضل ہیں' یعنی جو فرشتے مختلف خدمات پر مقرر ہیں اُن سے یہ فاضل ہیں یعنی ان کے ذمہ اور کوئی دوسری خدمت سپرد نہیں' صرف یہی ایک خدمت ان کے ذمہ ہے۔

قوله اهل الذكر

یہ ہر ذکر خیر کو شامل ہے مثلاً نماز' تلاوت' حدیث کی تعلیم' علوم دینیہ کی تدریس' مناظرہ' مجلس وعظ وغیرہ۔

هلموا

جمع کے ساتھ یہ بنی تمیم کی لغت پر ہے کیونکہ وہ واحد کے لیے واحد اور جمع کے لیے جمع استعمال کرتے ہیں اور اہل حجاز واحد جمع سب کے لیے ''هَلُمَّ'' واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔

قوله فيسالهم

اس کی دلیل ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی بناء پر نہیں ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی بعض مصلحتوں کی بناء پر سوال ہوتا ہے۔ یہاں سوال کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جیسے اپنا ذکر پسند ہے اسی طرح ذکر کرنے والے بھی محبوب ہیں اور ان کا تذکرہ بھی محبوب ہے۔

بَابٌ لِلّٰهِ مِئَةُ اِسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ (ص ۸۴۹)

اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں

۲۷۲۲- [اَللّٰهُ وَتْرٌ وَيُحِبُّ الْوَتْرَ]

اللہ وتر ہے اور وتر پسند فرماتا ہے

۲۷۲۳ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً' قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْمًا' مِئَةٌ اِلَّا وَاحِدًا' لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو۔ جو بھی انہیں یاد کر لے گا

Marfat.com

دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ.

جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ اَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا.

امام بخاری نے فرمایا: ''احصاھا'' کے معنی: ''حفظھا'' کے ہیں۔

یہ حدیث شروط میں گزر چکی ہے وہیں ہم نے اس پر تفصیلی کلام کر دیا ہے یہاں چونکہ ''وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ'' زائد ہے اس لیے اس کو لکھا' یہاں روایت میں ہے: ''لا یحفظھا احد'' اور شروط میں ہے ''من احصاھا'' امام بخاری نے افادہ یہ فرمایا کہ ''احصاھا'' سے مراد ''حفظھا'' ہی ہے۔

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ (ص ۹۴۹)

وقفہ وقفہ کے بعد نصیحت کرنا

۲۷۲۴ - حَدَّثَنِیْ شَقِيْقٌ قَالَ كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ اِذْ جَاءَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا اَلَا تَجْلِسُ؟ قَالَ لَا' وَلٰكِنْ اَدْخُلُ فَاُخْرِجُ اِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَاِلَّا جِئْتُ اَنَا فَجَلَسْتُ' فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِهٖ' فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ اُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ' وَلٰكِنَّهٗ يَمْنَعُنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِی الْاَيَّامِ' كَرَاهِيَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا.

شقیق نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے کہ یزید بن معاویہ نخعی آئے۔ قوم نے کہا: آپ بیٹھیں گے نہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں! میں اندر جا رہا ہوں تا کہ تمہارے صاحب کو باہر لاؤں اور اگر وہ باہر آنے پر راضی نہ ہوئے تو میں تنہا آؤں گا اور بیٹھوں گا۔ پھر حضرت عبداللہ نکلے اور وہ یزید کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' پھر ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا: مجھے تمہاری موجودگی کی خبر دی گئی لیکن مجھے تمہارے پاس آنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل روک رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناغہ کر کے ہمیں وعظ فرماتے تھے اس اندیشے سے کہ کہیں ہم اُکتا نہ جائیں۔

اس حدیث کا آخری حصہ کتاب العلم میں گزر چکا ہے مگر ابتدائی حصہ وہاں نہیں تھا اس لیے ہم نے دوبارہ لکھا۔ اس حدیث میں یزید بن معاویہ سے مراد یزید پلید نہیں یزید نخعی ہیں جو راسخ العقیدہ تابعی مسلمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلمیذ خاص تھے۔ یزید پلید کا یہاں مراد ہونا یوں باطل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وصال ۳۲ ہجری میں ہو چکا تھا۔ اس وقت یزید بہت چھوٹا بچہ تھا' اس لیے کہ یزید کی پیدائش ۲۵ ہجری میں ہے۔ اس حدیث سے ان واعظین کو ہدایت حاصل کرنی چاہیے جو یہ محسوس کرتے ہوئے بھی کہ سامعین تھک چکے ہیں' اُکتا چکے ہیں' مگر پھر بھی تقریر ختم کرنے کا نام نہیں لیتے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۱ - کِتَابُ الرِّقَاقِ (ص۹۴۹)

رقت انگیز باتوں کا بیان

توضیح

''رقاق''، ''رقیق'' کی جمع ہے، جو رقت کا صفت مشبہ ہے جس کے معنی دل پسیجنے اور مہربانی کرنے کے ہیں۔ بخاری کے بعض نسخوں میں رقاق کے بجائے رقائق ہے۔ یہ رقیقہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ (ص۹۴۹)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی زندگی نہیں آخرت کی زندگی کے سوا

۲۷۲۵- ح: [نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ]

دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں ہوتے ہیں، تندرستی اور فراغت رزق

۲۷۲۵ - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، هُوَ ابْنُ اَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں تندرستی اور فراغت رزق۔

خسارے کا مطلب یہ ہے کہ جب انہیں صحت بھی ملی تھی اور خوشحالی بھی ملی تھی تو انہیں اللہ کی یاد، عبادات، اذکار زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے تھا، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا جس کی وجہ سے نقصان اُٹھایا۔

بخاری کے ہندوستانی نسخے میں باب صرف اتنا ہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اس حدیث کو باب سے مناسبت نہیں مگر یہ کہ تکلف کیا جائے لیکن فتح الباری عمدۃ القاری دونوں میں باب کے دو جزء مذکور ہیں۔ پہلا جزء ہے ''ما جاء فی الصحة والفراغ'' دوسرا جزء ہے ''لا عيش اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَة'' اس حدیث کو پہلے جزء سے صراحۃً مناسبت ہے اور دوسرے جزء کے صراحۃً مناسب امام بخاری نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر ہے یا راستہ

Marfat.com

اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ (ص ۹۴۹)

۲۷۲۶ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

طے کرنے والا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر ہے یا راستہ چلنے والا' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے: جب تو شام کر لے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کر لے تو شام کا انتظار نہ کر' اور اپنی صحت کے زمانے میں بیماری کے لیے حاصل کر لے اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے۔

(ترمذی۔ کتاب الزہد' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد' مسند امام احمد۔ ج ۲ ص ۲۵۸)

بَابٌ فِي الْاَمَلِ وَطُوْلِهٖ

آرزو اور درازی آرزو کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝﴾ (آل عمران:۱۸۵) ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الحجر:۳). (ص ۹۴۹)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: جو جہنم سے دور کیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا یقیناً وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی نہیں مگر دھوکے کا سامان ۝ انہیں چھوڑ دو کھائیں اور نفع حاصل کریں' اور انہیں آرزو غافل کر دیتی ہے یہ لوگ بہت جلد جان لیں گے ۝.

ت ۷۶۹ - وَقَالَ عَلِيٌّ اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً، وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ، فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ، وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ، وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ (البقرہ:۹۶) بِمُبَاعِدِهٖ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا پیٹھ پھیرے جا رہی ہے اور آخرت سامنے سے آ رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ ابناء آخرت سے ہونا اور ابنائے دنیا سے مت ہونا اس لیے کہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہے عمل نہیں ''مزحزحہ'' کے معنی ہیں: اس سے دور کرنے والا۔

یعنی دنیا گزرتی جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے۔ دنیا گزر جائے گی آخرت باقی رہے گی۔ کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہیں کچھ لوگ آخرت کے۔ یہاں ابن سے مراد طلب گار ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمائی کہ طالب دنیا نہ بننا طالب آخرت بننا۔ دنیا میں کچھ بھی کر و کوئی پوچھ گچھ نہیں اور آخرت میں دنیا کے ہر عمل پر پوچھ گچھ ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے: ''وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ'' (البقرہ:۹۶) اور باب میں جو آیت امام بخاری نے تحریر فرمائی ہے اس میں بھی ''فمن زحزح'' ہے۔ اپنی عادت کے مطابق امام بخاری نے اس کی تفسیر فرمائی کہ اس کے معنی ہیں: دور کرنے والا۔

۲۷۲۷ - عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطُطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ، وَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ، وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ، وَهٰذِهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چوکور خط کھینچا اور ایک خط بیچ میں کھینچا جو اس سے خارج تھا اور چھوٹے چھوٹے کئی خط کھینچے بیچ والے خط میں اس کے بیچ والے کنارے سے' پھر فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور جو باہر ہے اس کی آرزو ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط بیماریاں ہیں۔ اگر یہ چوک جاتی ہے تو یہ نوچ لیتی

Marfat.com

الْخُطُطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ، فَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا.

ہے اور اگر یہ چوک جاتی ہے تو یہ نوچ لیتی ہے۔

(ترمذی۔ کتاب الزہد، نسائی۔ کتاب الرقاق)

۲۷۲۸ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا، فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ، فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند خطوط کھینچے، پھر فرمایا: یہ اس کی آرزو ہے اور یہ اس کی موت۔ وہ اسی طرح رہتا ہے کہ اچانک موت سے قریب والا خط آ جاتا ہے۔

(نسائی۔ کتاب الرقاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی دونوں حدیثوں کا حاصل ایک ہی ہے یعنی انسان مر جاتا ہے مگر اس کی آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر کچھ لوگوں نے یہ شبہ پیش کیا ہے کہ لغت کی کسی کتاب میں خط کی جمع ''خـطـط'' نہیں آئی ہے بلکہ خطوط اور اخطاط آئی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی بھی زبان لغت کی کتابوں کی پابند نہیں بلکہ لغت اہل زبان کی بول چال اور محاورات سے تیار کی جاتی ہے۔ عربی زبان کے لیے سب سے مستند کتاب اللہ ہے، اس کے بعد سنت رسول اللہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں ''خطط'' موجود ہے تو یہ سب سے بڑا ثبوت اس بات کا ہے کہ خط کی جمع ''خطط'' ہے۔

بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّیْنَ سَنَةً، فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْهِ فِی الْعُمُرِ

جو ساٹھ سال تک پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہیں فرمائے گا

لِقَوْلِهٖ ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ﴾ (فاطر:۳۷). (ص ۹۵۰)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا۔

۲۷۲۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی اِمْرَءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰی بَلَّغَهٗ سِتِّیْنَ سَنَةً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر فرمایا ہے یہاں تک کہ اُسے ساٹھ سال کی عمر کو پہنچایا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کافی عمر دی یہاں تک کہ ساٹھ سال کا کر دیا۔ اسے لازم تھا کہ اللہ کے احکام کی پابندی کرتا، جوانی میں نہیں کیا تھا تو بڑھاپے میں کرتا اور اس نے بڑھاپے میں بھی خدا کا خوف نہیں کیا اس کا کیا عذر۔

۲۷۳۰ - اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْكَبِیْرِ شَابًّا فِی اثْنَتَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ.

(مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ، نسائی۔ کتاب الرقاق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بوڑھے کا دل دو چیزوں کی آرزو میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور خواہش کی درازی میں۔

۲۷۳۱ - حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَكْبَرُ ابْنُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ دو باتیں بھی

Marfat.com

اٰدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ.
(مسلم۔کتاب الزکوٰۃ)

بڑھتی رہتی ہیں' مال کی محبت اور عمر کی درازی کی آرزو۔

بَابُ

[فاطر:۵۔۶ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ○اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ○﴾ (فاطر:۵-۶). (ص ۹۵۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے اس لیے تم کو دنیا کی زندگی فریفتہ نہ کرے اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی○ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو' وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں○

قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ اَلسَّعِيْرُ جَمْعُهٗ سُعُرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْغَرُوْرُ الشَّيْطَانُ.

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: ''سعیر'' کی جمع ''سُعُر'' آئی ہے' اور مجاہد نے کہا کہ ''غرور'' شیطان ہے۔

توضیح

''سعیر''، فعیل کے وزن پر ''سعر'' سے صفت مشبہ ہے۔ اس کا لغوی معنی بھڑکنے والی آگ کے ہیں' یہاں مراد جہنم ہے۔ امام مجاہد نے کہا: ''الغرور'' فعول کے وزن پر اسم مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جو بہت زیادہ فریب دینے والا ہو۔ اس سے مراد شیطان ہے۔ اشارہ یہ فرمایا کہ ''الغرور'' میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔

۲۷۳۲ - اَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ ابْنَ اَبَانَ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ بِطَهُوْرٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ' فَتَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ' ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ' فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ' ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ' فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ' ثُمَّ جَلَسَ' غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغُرُّوْا. (مسلم۔کتاب الطہارۃ' نسائی۔کتاب الصلوٰۃ)

بے شک ابن ابان نے خبر دی کہ میں حضرت عثمان کے پاس وضو کا پانی لایا اور وہ مقاعد میں بیٹھتے ہوئے تھے۔ انہوں نے اچھی طرح وضو کیا' پھر کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ اس جگہ وضو کیا اور اچھی طرح وضو فرمایا' پھر فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا' پھر مسجد آیا اور دو رکعت نماز پڑھی' پھر بیٹھا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ عثمان نے کہا: اور نبی ﷺ نے فرمایا: تم دھوکے میں مت پڑنا۔

یہ ابن ابان حمران ہیں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

طَهُوْرٍ

بفتح طاء'' صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی پاک کرنے والے کے ہیں۔ یہاں مراد وہ پانی ہے جس سے طہارت حاصل کی جائے۔ ''مَقَاعِد'' مدینہ طیبہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ فرکع رکعتین یہ روایت عام ہے خواہ فرض پڑھے یا نفل مگر مسلم کی روایتوں میں فرائض بلکہ بعض روایتوں میں صلوات خمس کی تخصیص ہے۔ اگلے گناہوں سے یہاں مراد حقوق اللہ ہیں' اور وہ بھی ایک قول کی بناء پر صرف صغائر رہ گئے حقوق العباد تو وہ بالاتفاق مراد نہیں۔

Marfat.com

لَا تَغْتَرُّوْا

یعنی یہ سمجھ کر کہ اچھی طرح سے وضو کر کے نماز پڑھ لینے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں آدمی گناہوں پر جری نہ ہو اس لیے کہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے نیز ہر عمل کا ثواب اسی پر موقوف ہے کہ وہ عمل مقبول ہو اور یہ کسی کو نہیں معلوم۔

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

اس بات کا بیان کہ مال کے فتنہ سے بچا جائے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:۱۵). (ص ۹۵۲)

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان: تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔

۲۷۳۳- ح: [لَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ]

ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرے گی

۲۷۳۳ - عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ. (مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ)

عطاء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر بنی آدم کے لیے دو وادیاں مال سے بھری ہوئی ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔

اسی کے متصل اسی کے ہم معنی ایک روایت یوں ہے کہ اگر ابن آدم کے لیے ایک وادی کے برابر مال ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس اتنی ہی اور ہو اور ابن آدم کی آنکھ نہیں بھرے گی مگر دھول اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں۔ عطاء نے کہا: میں نے حضرت ابن زبیر سے سنا کہ وہ منبر پر کہتے تھے:

یہ انسان کے انتہائی حریص ہونے کا بیان ہے کہ اسے کتنا ہی مال مل جائے قناعت نہیں کرے گا۔

عطاء سے اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے یہ دوسری حدیث حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی سنی کہ وہ منبر پر بیان کر رہے تھے۔

۲۷۳۴ - عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ ابْنَ اٰدَمَ اُعْطِيَ وَادِيًا مَلْاً مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ اُعْطِيَ ثَانِيًا اَحَبَّ اِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

حضرت عباس بن سہل بن سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابن زبیر کو مکہ میں منبر پر اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: اگر ابن آدم کو سونے سے بھری ایک وادی دی جائے تو چاہے گا کہ ایسی ہی دوسری ملے اور اگر دوسری دے دی جائے تو چاہے گا کہ تیسری ملے اور مٹی کے سوا ابن آدم کا پیٹ کوئی چیز نہیں بھرے گی اور اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا جو توبہ کرے گا۔

۲۷۳۵ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ

حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن آدم کے لیے سونے سے بھری ایک وادی ہو تو چاہے

Marfat.com

لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ. (ترمذی۔ کتاب الزہد)

گا اس کے لیے دو وادیاں ہوں اور سوائے دھول کے اور کوئی چیز اس کا منہ نہیں بھرے گی اور اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔

ت ۷۷۰ - وَقَالَ لَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُبَيٍّ قَالَ كُنَّا نَرٰى هٰذَا مِنَ الْقُرْاٰنِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہم اس حدیث کو قرآن کا حصہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ ''اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ'' نازل ہوئی۔

یعنی حدیث مذکور ''لو ان لابن ادم واديا الحديث'' قرآن سے تھا۔ اب اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اسے ''سُوْرَةُ الْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ'' نے منسوخ کیا۔ ''كنا نرى'' اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ یہ بہ معنی ظن ہو۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ ہم گمان کرتے تھے، علم یقینی اور قطعی نہیں تھا اور ایک احتمال یہ ہے کہ روایت بہ معنی علم ہو، اب معنی یہ ہوئے کہ ہم اس کا اعتقاد رکھتے تھے۔

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَّالِهٖ فَهُوَ لَهٗ (ص ۸۵۳)

اپنا جتنا مال آگے بھیج دیا وہ اس کا ہے

۲۷۳۶ - قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ، قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ. (نسائی۔ کتاب الوصایا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں کون ہے جسے اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا: اس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

غنیٰ نفس کا غنیٰ ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ. اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى. مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ (المومنون:۵۵-۶۳). (ص ۹۵۴)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں، سے ''عاملون'' تک۔

ت ۷۷۱ - قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا، لَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَّعْمَلُوْهَا.

ابن عیینہ نے کہا: جو انہوں نے نہیں کیے حالانکہ ضروری تھا کہ وہ کرتے۔

توضیح

امام بخاری نے باب میں سورۂ توبہ کی نو آیتوں کی جانب اشارہ کیا ہے، یعنی آیت: ۵۵، لغایت: ۶۳، آخری آیت کفار کے بارے میں ہے۔ فرمایا: ''بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ○'' (المومنون:۵۵) بلکہ ان (کافروں) کے دل اس سے غفلت میں ہیں اور ان کے کام ان کاموں سے جدا ہیں جنہیں وہ کر رہے ہیں○ یعنی کافر جو کام کر رہے ہیں وہ مومنوں کے کاموں سے جدا ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہ یہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے وہ کام نہیں کیے جو مسلمانوں کے تھے حالانکہ انہیں لازم تھا کہ یہ کام کرتے۔

۲۷۳۷ - عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ.

(ترمذی۔ کتاب الزہد، نسائی۔ کتاب الرقاق)

فرمایا کہ مال داری مال کی کثرت سے نہیں۔ ہاں! مال داری نفس کی مال داری ہے۔

بَابٌ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ، وَتَخَلِّيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا (ص ۹۵۵)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کی زندگی اور دنیا سے ان کی علیحدگی کیسی تھی؟

۲۷۳۸- ح: [مُعْجِزَةُ الْكَثْرَةِ فِي اللَّبَنِ]

دودھ کے کثیر ہونے کا معجزہ

۲۷۳۸- حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمِ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِيْ عُمَرُ، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِيْ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِيْ، وَعَرَفَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَمَا فِيْ وَجْهِيْ، ثُمَّ قَالَ، اَبَا هِرٍّ. قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ اِلْحَقْ. وَمَضٰى فَتَبِعْتُهٗ، فَدَخَلَ، فَاسْتَاْذَنَ، فَاَذِنَ لِيْ، فَدَخَلَ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ، فَقَالَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ. قَالُوْا اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ اَوْ فُلَانَةُ، قَالَ اَبَا هِرٍّ. قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ اَلْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِيْ قَالَ وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ، لَا يَاْوُوْنَ اِلٰى اَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلٰى اَحَدٍ، اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيْهَا. فَسَاءَنِيْ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِيْ اَهْلِ الصُّفَّةِ؟ كُنْتُ اَحَقُّ اَنَا اَنْ اُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا، فَاِذَا جَاءُوْا اَمَرَنِيْ، فَكُنْتُ اَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں بھوک کی وجہ سے بسا اوقات اپنا پیٹ زمین پر چپکا دیتا تھا اور کبھی کبھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن بھوک سے پریشان ہو کر اس راستے پر بیٹھا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام عموماً آتے جاتے تھے کہ حضرت ابوبکر گزرے۔ میں نے ان سے کتاب اللہ میں سے ایک آیت کے بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے صرف اس لیے پوچھا تھا (کہ میری آواز کی کمزوری سے میرے بھوکے ہونے کا انہیں علم ہو جائے) تاکہ وہ مجھے کھلائیں، وہ گزر گئے اور کچھ نہیں کیا، پھر میرے پاس سے حضرت عمر گزرے، میں نے ان سے بھی اللہ کی کتاب سے ایک آیت کے بارے میں سوال کیا۔ ان سے میں نے سوال صرف اس لیے کیا تھا کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں، وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔ پھر میرے قریب سے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے جی میں جو تھا اور جو میرے چہرے میں تھا جان لیا۔ فرمایا: اے ابوہر! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا: میرے پیچھے پیچھے آؤ اور آگے بڑھ گئے۔ میں حضور کے پیچھے رہا یہاں تک کہ حضور کاشانۂ اقدس کے اندر تشریف لے گئے، پھر میں نے اذن طلب کیا تو مجھے اجازت دی۔ اندر تشریف لے جا کر حضور نے پیالے میں دودھ پایا۔ حضور نے گھر والوں سے پوچھا: یہ دودھ کہاں سے آیا؟ لوگوں نے عرض کیا: فلاں مرد یا فلاں عورت نے حضور کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔ حضور نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہر!

Marfat.com

أُعْطِيهِمْ، وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا، فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ. قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ. قَالَ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ أَبَا هِرٍّ. قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ. قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ. فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ اشْرَبْ. فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ. حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ فَأَرِنِي. فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یارسول اللہ! فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ' اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ نہ ان کے اہل وعیال تھے نہ مال تھا اور نہ ان کا کوئی ٹھکانہ تھا۔ جب حضور کی خدمت میں صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیا کرتے اور صدقہ میں سے حضور کچھ نہ لیتے اور جب ہدیہ آتا تو ان کو بلا لیتے اس میں سے حضور بھی کچھ تناول فرماتے اور اصحابِ صفہ کو بھی شامل فرماتے۔ اس وقت اہل صفہ کا بلانا مجھے پسند نہیں آیا' میں نے کہا کہ یہ ایک پیالہ دودھ اہل صفہ میں کیا کام دے گا۔ اس میں میں اس کا حق دار ہوں کہ کل دودھ پی جاؤں جس سے مجھے تقویت ہو۔ جب اہل صفہ آئیں گے تو مجھے حضور حکم دیں گے کہ میں انہیں دوں' مجھے امید نہیں کہ مجھے اس دودھ میں سے کچھ ملے' لیکن اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ میں اصحابِ صفہ کے پاس گیا اور ان سب کو بلا لایا۔ وہ سب آئے' انہوں نے اندر حاضری کا اذن طلب کیا' حضور نے انہیں اذن دیا' اندر آ کر وہ لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ فرمایا: اے ابو ہر! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یارسول اللہ! فرمایا: دودھ کا پیالہ لے اور انہیں دے' میں نے پیالہ لیا۔ میں ایک ایک شخص کو پیالہ دیتا' وہ سیر ہو کر پی لیتا' پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا' پھر پیالہ میں دوسرے کو دیتا' وہ سیر ہو کر پی لیتا' پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا' یہاں تک کہ نبی ﷺ تک میں پہنچ گیا اور کل اصحابِ صفہ سیر ہو چکے تھے۔ حضور نے پیالہ لے لیا اور اپنے ہاتھ پر رکھا۔ پھر میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا: اے ابو ہر! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! فرمایا: میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: سچ فرمایا آپ نے یارسول اللہ! فرمایا: بیٹھ اور پی۔ میں بیٹھ کر پینے لگا' فرمایا: اور پی' میں نے اور پیا' حضور مسلسل فرماتے رہے: پی' یہاں تک کہ میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب اس کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔ فرمایا: تو اب مجھے دے۔ میں نے پیالہ حضور ﷺ کو دے دیا' حضور نے اللہ کی حمد کی' بسم اللہ پڑھی اور سب دودھ پی لیا۔

Marfat.com

سند کے شروع میں ہے ''حدثنی ابو نعیم بنحو من نصف هذا الحديث''۔اس پر اشکال یہ ہے کہ یہاں نصف سے مراد کیا ہے اول یا آخر؟ پھر جب سند کے ساتھ نصف ہی حدیث مذکور ہے' جو مذکور نہیں وہ بغیر سند کے رہ جائے گی۔ اس اشکال کا جواب علامہ کرمانی نے یہ دیا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الاطعمہ میں یوسف بن عدی مروزی کے طریقہ سے ذکر کیا ہے۔ وہ حدیث اس حدیث کے نصف کے قریب ہے۔ خیال یہ ہے کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ یہاں نصف سے مراد تو وہ حصہ ہے جو کتاب الاطعمہ میں مذکور نہیں اور یہاں بہ طریق ابونعیم مذکور ہے' اب پوری حدیث مسند ہو جائے گی۔ بعض بہ طریقِ یوسف بن عدی اور بعض بہ طریق ابونعیم ''اللّٰہ الذی'' حرف قسم کے حذف کے ساتھ اسم جلالت منصوب اور ایک روایت واؤ کے اظہار کے ساتھ بھی ہے اس صورت میں جر ہوگا اور ایک روایت رفع کے ساتھ بھی ہے۔ پہلی دونوں صورتوں میں تو ظاہر ہے کہ یہ قسم ہے' جو واقعہ مذکور ہے اس کی اہمیت بتانے کے لیے قسم کے ساتھ کلام شروع فرمایا اور رفع کی صورت میں بطور تبرک آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ ضمنی طور پر اس کا فائدہ بھی واقعہ کی تو کید ہے کہ اللہ کا نام لے کر جو بات ذکر کی جارہی ہے وہ غلط نہیں ''اَبَاهِرٍ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو ہریرہ تھی' اس کی ترخیم ''هريرٌ'' آئے گی نہ ''هِرّ'' ایسا کبھی کبھی اہل زبان خلاف قیاس کر دیتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود مونث کو مذکر سے اور مصغر کو ''مکبر'' سے بدلنا ہوتا ہے۔ ''هريره'' مونث ہے اور ''هِرَّةٌ'' کی تصغیر ہے۔ ''هِرَّةٌ'' مونث ہے اور ''مکبر'' اسی کی ترخیم ''هِرٌّ'' ہے۔ اس کے راء پر تشدید بھی پڑھ سکتے ہیں اور سکون بھی۔ اسی واقعہ کو سامنے رکھ کر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس نے عرض کیا ہے:

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر؟ جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

اس پر شر پسند دیوبندی یہ اعتراض کرتے ہیں یہ کیسے معلوم کہ اس وقت ستر ہی اصحابِ صفہ تھے کیونکہ ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی' لیکن غالب اور اکثر ان کی تعداد ستر ہی رہتی تھی۔ اسی بخاری کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے ستر اصحابِ صفہ کو دیکھا۔ اسی روایت کو سامنے رکھ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے وہ فرمایا۔

۲۷۳۹- ح: [اَلْعُسْرَةُ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ]

عہد نبوی میں عسرت کا بیان

۲۷۳۹ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اَكَلَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْلَتَيْنِ فِیْ يَوْمٍ اِلَّا اِحْدَاهُمَا تَمْرٌ. (مسلم۔آخر کتاب)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دن دو ایسے لقمے نہیں کھائے جن میں ایک کھجور نہ ہو۔

۲۷۴۰- ح: [كَانَ الْفِرَاشُ مِنْ اَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ]

بستر مبارک چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کے ریشے بھرے تھے

۲۷۴۰ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔

۲۷۴۱- ح: [يَاْتِی الشَّهْرُ وَمَا]

کاشانۂ اقدس میں ایک ایک

Marfat.com

اسْتُوْقِدَ النَّارُ فِیْ بَیْتِہٖ]

مہینہ تک آگ نہیں جلتی تھی

۲۷۴۱ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ یَاْتِیْ عَلَیْنَا الشَّھْرُ مَا نُوْقِدُ فِیْہِ نَارًا، اِنَّمَا ھُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنْ نُؤْتٰی بِاللُّحَیْمِ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم پر ایک مہینہ گزر جاتا جس میں ہم آگ نہیں جلاتے تھے۔ اس میں ہماری غذا کھجور اور پانی ہوتا مگر ہمارے پاس کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا۔

۲۷۴۲ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! آلِ محمد کو خوراک عطا فرما۔

(مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ، ترمذی۔ کتاب الزہد، نسائی۔ کتاب الرقاق)

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَی الْعَمَلِ (ص ۹۵۷)

میانہ روی اور عمل پر پابندی

۲۷۴۳ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّھَا قَالَتْ کَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَدُوْمُ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ عمل سب سے زیادہ پسند تھا جس پر عامل پابندی کرے۔

۲۷۴۴ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُہٗ. قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ وَلَا اَنَا، اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا، وَشَیْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا. (بخاری۔ کتاب الرقاق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو اس کا عمل ہرگز نجات نہیں دے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: اور نہ آپ کو یا رسول اللہ! فرمایا: اور نہ مجھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے، ٹھیک سے رہو اور معتدل رہو، صبح وشام چلو اور کچھ رات کے اگلے حصے میں، میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

[ایک اشکال اور اس کا حل]

یہ حدیث مشکل ترین احادیث میں سے ہے۔ اس کا ظاہر مفہوم آیت قرآنیہ کے معارض ہے۔ ارشاد ہے: ''وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○'' (الزخرف: ۷۲) اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے اپنے اعمال سے○ اور فرمایا: ''سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○'' (النحل: ۳۲) کہ سلامتی ہو تم پر جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا○ یہ دونوں آیتیں اس پر نص ہیں کہ جنت عمل کی جزاء میں ملے گی۔ شارحین نے جو اس کے جوابات دیئے ہیں وہ سب محل نظر ہیں۔ اس خادم کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ بشرط ایمان عمل کی جزاء جنت ہے مگر اس وقت جب کہ وہ قبول ہو اور اعمال کا قبول ہونا اللہ کی مشیت پر ہے تو مآل کار یہی نکلا کہ نجات اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم کتنے ہی عمل کریں اللہ عزوجل کی نعمتوں کے شکر کے مقابلے میں وہ کم ہی ہیں، پھر ان کی جزا کا سوال ہی نہیں۔ جو انعام واکرام ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ملے گا۔

۲۷۴۵ - ح: [اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُھَا اِلَی اللّٰہِ]

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ عمل ہے جس پر پابندی کی جائے

Marfat.com

٢٧٤٥ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنْ لَّنْ يُّدْخِلَ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَاَنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا اِلَى اللّٰهِ وَاِنْ قَلَّ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعتدال کے ساتھ رہو میانہ روی اختیار کرو اور جان لو کہ تم میں کسی کو اس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جائے اگرچہ وہ کم ہو۔

٢٧٤٦ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ، وَقَالَ اِكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو اور فرمایا: اعمال کی اپنی طاقت کے مطابق پابندی کیا کرو۔

بَابُ حِفْظِ اللِّسَان

زبان کی حفاظت کرنا

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ. وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (ق:١٨). (ص ٩٥٨)

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو○

٢٧٤٧ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میرے لیے ضامن ہو اس کا جو اس کی دونوں داڑھوں اور دونوں پاؤں کے درمیان ہے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔

(بخاری۔ ج ۲۔ کتاب المحاربین)

٢٧٤٨ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا، يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ بغیر سوچے سمجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس کے سبب جہنم میں گر پڑتا ہے، دونوں مشرق کے درمیان جو دوری ہے اس سے زیادہ گہرائی میں۔

(مسلم۔ آخر کتاب، ترمذی۔ کتاب الزہد، نسائی۔ کتاب الرقاق)

٢٧٤٩ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ، لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا، يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا، يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کبھی بلا قصد اللہ کی رضا مندی کی بات کہہ دیتا ہے جس سے اللہ اس کے درجے بلند کرتا ہے اور بندہ کبھی بے سوچے سمجھے اللہ کی ناراضگی کی بات کہہ دیتا ہے جس سے جہنم میں گر جاتا ہے۔

پہلی والی حدیث میں تھا: ''ابعد ما بین المشرق'' لفظ ''بین'' تعدد چاہتا ہے اور حدیث میں مذکور صرف ایک ہے جب کہ حقیقت میں مشرق متعدد ہیں۔ جاڑے کا الگ مشرق ہے اور گرمی کا الگ، بلکہ بہ نظر دقیق ہر دن کا مشرق الگ الگ ہے اس لیے قرآن

Marfat.com

مجید میں ''رَبُّ الْمَشَارِقِ'' (الصّٰفّٰت:۵) بھی آیا ہے اور ''رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ'' (الرحمٰن:۱۷) بھی آیا ہے۔ اس لحاظ سے ''بین'' کا لفظ لائے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اضداد میں سے سے ایک کو ذکر کر دیتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا: ''وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ'' (النحل:۸۱) اور تمہارے لیے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں۔

بَابُ الْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِي (ص ۹۵۹)

گناہوں سے باز رہنا

۲۷۵۰ - عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّي اَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَتْهُ طَائِفَةٌ فَاَدْلَجُوْا عَلٰى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ. (بخاری، کتاب الاعتصام۔ باب: اقتداء بسنن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص ۱۰۸۱، مسلم۔ کتاب فضائل النبی ﷺ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور اللہ نے جو کچھ میرے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور کہا: میں نے اپنی آنکھ سے لشکر دیکھا ہے اور میں نذیر عریان ہوں، پس نجات کی جگہ ڈھونڈ لو تو ایک گروہ نے اس کی بات مانی اور رات کی تاریکی میں اطمینان سے کہیں چلے گئے اور نجات پا گئے اور کچھ لوگوں نے اُس کو جھٹلایا، صبح کو ان پر لشکر آن پڑا اور اس نے ان لوگوں کو بالکلیہ برباد کر ڈالا۔

النذير العريان

عرب والوں کا دستور تھا کہ جب کوئی بہت اہم ڈراونی بات کی خبر دیتے تو کہتے: ''انا النذير العريان'' اگرچہ وہ پورا لباس پہنے رہتا۔ قصہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ ایک شخص کو دشمنوں نے پکڑ کر اس کے سب کپڑے چھین لیے، اس کو ننگا کر دیا، اسی طرح وہ اپنی قوم میں آیا اور چیخنے لگا۔ ''انا النذير العريان'' اسی وقت سے یہ بطور مثل مستعمل ہونے لگا ''النَّجَا'' اس میں دونوں لغتیں ہیں ''مد'' کے ساتھ بھی اور قصر کے ساتھ بھی اور یہ علی سبیل الاغراء منصوب ہے فعل محذوف ''اطلبوا'' کا مفعول مطلق مان کر۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا (ص ۹۶۰)

نبی ﷺ کے اس ارشاد کا بیان کہ جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے

۲۷۵۱ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا. (بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ ص ۹۸۲)

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ (ص ۹۶۰)

جہنم خواہشات سے گھرا ہوا ہے

۲۷۵۲ - عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم خواہشات سے گھرا ہوا ہے اور جنت تکلیف دہ باتوں سے گھری ہوئی ہے۔

Marfat.com

بَابٌ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ (ص ۸۶۰)

۲۷۵۳ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

(مسند احمد بن حنبل۔ ج ۱ ص ۳۸۷)

جنت تمہارے قریب ہے تمہارے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ اور جہنم بھی اسی کے برابر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت تمہاری چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور جہنم بھی اسی کے مثل۔

بَابٌ لِيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ (ص ۹۶۰)

۲۷۵۴ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ.

اس کی جانب دیکھے جو اس سے کم درجہ کا ہے اور اس کی جانب نہ دیکھے جو اس سے اونچے درجہ کا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کوئی اسے دیکھے جو مال اور خلق میں فضیلت دیا گیا ہے تو اسے دیکھے جو اس سے کم درجے کا ہے۔

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ اَوْ بِسَيِّئَةٍ (ص ۹۶۰)

۲۷۵۵ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً.

(مسلم۔ کتاب الایمان، نسائی۔ کتاب النعوت والرقائق)

جس نے کسی نیکی یا برائی کا ارادہ کیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور یہ حضور کی ان روایات میں سے ہے جو آپ اپنے رب سے کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں متعین کر دیں، پھر ان کو بیان فرما دیا، اب اگر کسی نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اسے کیا نہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے حضور اس کی ایک پوری نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اپنے حضور اس کی دس سے سات سو نیکیوں تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کئی گنا لکھتا ہے، اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے حضور اس کی پوری ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کر کے اس نے اس کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ ایک برائی لکھے گا۔

پہلی جلد کی پہلی حدیث میں پوری بحث گزر چکی ہے کہ نیکی کے ارادے پر ثواب ہے مگر برائی کے ارادہ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہاں اس حدیث میں یہ زائد ہے کہ برائی کا ارادہ کرے اور پھر اللہ کے ڈر سے چھوڑ دے تو نیکی لکھی جائے گی، یہ اللہ تعالیٰ کا ہم گناہ گاروں پر فضل ہے۔

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ (ص ۹۶۱)

چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا

Marfat.com

۲۷۵۶ - عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا ھِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْیُنِکُمْ مِنَ الشَّعَرِ اِنْ کُنَّا نَعُدُّھَا عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُوْبِقَاتِ. قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ یَعْنِیْ بِذٰلِکَ الْمُھْلِکَاتِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ کچھ کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ ہلکا ہے اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس کو ہلاک کرنے والوں میں شمار کرتے تھے۔

یعنی تم لوگ کچھ گناہِ صغیرہ کرتے ہو اور پرواہ نہیں کرتے۔ سوچتے ہو کہ اس سے کچھ نہیں بگڑے گا حالانکہ عہد رسالت میں لوگ صغیرہ گناہوں کو بھی ہلاک کرنے والا جانتے تھے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر گناہ کے ارتکاب سے بچنے کی پوری طرح سے کوشش کرنی چاہیے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کس پر مواخذہ کر دے۔ علاوہ ازیں صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے' اس لیے صغیرہ گناہوں سے بھی حسب استطاعت بچنے کی پوری کوشش لازم ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْاَمَانَةِ (ص ۹۶۱)

امانت کا اُٹھ جانا

۲۷۵۷ - حَدَّثَنَا حُذَیْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَیْنِ رَاَیْتُ اَحَدَھُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ. وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِھَا قَالَ یَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِہٖ فَیَظَلُّ اَثَرُھَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَکْتِ ثُمَّ یَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَیَبْقٰی اَثَرُھَا مِثْلَ الْمَجْلِ کَجَمْرٍ دَحْرَجْتَہٗ عَلٰی رِجْلِکَ فَنَفِطَ فَتَرَاہُ مُنْتَبِرًا وَلَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ فَیُصْبِحُ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ فَلَا یَکَادُ اَحَدٌ یُؤَدِّی الْاَمَانَةَ فَیُقَالُ اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِیْنًا وَیُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَہٗ وَمَا اَظْرَفَہٗ وَمَا اَجْلَدَہٗ وَمَا فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ. وَلَقَدْ اَتٰی عَلَیَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِیْ اَیُّکُمْ بَایَعْتُ لَئِنْ کَانَ مُسْلِمًا رَدَّہُ عَلَیَّ الْاِسْلَامُ وَاِنْ کَانَ نَصْرَانِیًّا رَدَّہُ عَلَیَّ سَاعِیْہِ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَمَا کُنْتُ اُبَایِعُ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا. (بخاری۔ کتاب الفتن۔ باب: اذا بقی حثالة من الناس ص ۱۱۴۹' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة۔ باب: الاقتداء بسنن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص ۱۰۷۹' مسلم۔ کتاب الایمان' ترمذی' ابن ماجہ۔ کتاب الفتن)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک کو میں نے دیکھ لیا اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ ہم سے حضور نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اُتری' پھر لوگوں نے قرآن کا علم حاصل کیا' پھر لوگوں نے سنت کا علم حاصل کیا' اور حضور نے ہم سے امانت کے اٹھنے کو بیان کیا۔ فرمایا: ایسا ہوگا کہ آدمی سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی۔ نقطے کے برابر اس کا اثر رہ جائے گا' پھر سوئے گا تو بقیہ امانت بھی اٹھا لی جائے گی تو اس کا نشان آبلے کے مثل رہ جائے گا جیسے چنگاری تیرے پیر پر لڑھکے اور آبلے ڈال دے کہ تو اسے ابھرا ہوا دیکھتا ہے حالانکہ اس میں کچھ نہیں۔ لوگ خرید و فروخت کریں گے اور شاید ہی کسی کو پائیں گے جو امانت ادا کرے۔ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے اور ایک شخص کو کہا جائے گا کہ وہ کتنا عقل مند ہے اور کتنا ہوشیار ہے اور وہ کتنا بہادر ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہ ہوگا اور میرے اوپر ایک زمانہ گزر چکا ہے میں کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ میں کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسلام اس کو صحیح طریقے پر قائم رکھتا اور اگر نصرانی ہوتا تو اس کے کارندے صحیح طریقے پر قائم رکھتے لیکن آج فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

Marfat.com

قولہ حدیثین

اس سے مراد ایک وہ حدیث ہے جو امانت کے اترنے میں وارد ہے دوسری امانت کے اٹھائے جانے میں وارد ہے۔ ''جذر'' اس کے معنی ہر چیز کی جڑ کے ہیں۔ اسی سے آتا ہے حساب کی اصل' نسب کی اصل اور درخت کی جڑ کو جذر کہتے ہیں۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک کو میں نے دیکھا یعنی لوگوں کے دلوں میں امانت کے اترنے کو کہ لوگ فطری طور پر امانت دار تھے پھر ایمان و اسلام کی برکت سے امانت دار تھے' فرمایا: دوسرے کا انتظار کر رہا ہوں' یعنی امانت کے اٹھائے جانے کا۔

۲۷۵۸ - اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا النَّاسُ کَالْاِبِلِ الْمِئَةِ' لَا تَکَادُ تَجِدُ فِیْهَا رَاحِلَةً.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: لوگ اونٹ کے مثل ہیں' سو اونٹ میں بمشکل ایک سواری کے لائق پائے گا تو۔

علامہ قرطبی نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ جو ذہین فطین صاحب علم و فضل' دین دار' خدا ترس لوگوں کے خیر خواہ ہوں۔

بَابُ الرِّیَاءِ وَالسُّمْعَةِ (ص ۹۶۲)

ریاء وسمعہ کا بیان.

۲۷۵۹ - عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ' وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرَهٗ' فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ' وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ.

حضرت سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو سنا' فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے علاوہ میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اس لیے میں ان سے قریب ہوا' میں نے سنا' کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو سنانا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے سنوا دے گا اور جو دکھانا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے دکھا دے گا۔

(بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب: من شاق شاق اللّٰہ علیہ' مسلم۔ آخر کتاب' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

کتاب الاحکام میں یہ حدیث مفصل یوں ہے بہ طریق اسحاق واسطی' طریف ابی تمیمہ کہتے ہیں کہ میں صفوان بن محرز اور جندب اور ان کے اصحاب کے پاس حاضر ہوا' اور وہ اپنے اصحاب کو وصیت کر رہے تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو سنانا چاہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سنائے گا۔ فرمایا: اور جو اختلاف کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر پھوٹ ڈالے گا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں وصیت فرمایئے۔ فرمایا: انسان کے جسم میں سب سے پہلے اس کا پیٹ سڑے گا تو جس سے ہو سکے گا پاک کے علاوہ کچھ نہ کھائے تو وہ ایسا ہی کرے اور جو یہ چاہتا ہو اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر خون جسے اس نے ناحق بہایا ہو حائل نہ ہو تو ایسا ہی کرے۔ فربری نے کہا: میں نے ابوعبداللہ یعنی امام بخاری سے پوچھا: کون کہتا ہے؟ ''سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جندب؟'' کہا: ہاں! جندب۔ ''من سمع سمع اللّٰہ'' یعنی جو کام اللہ کی خوشنودی کے لیے نہ کیا جائے بلکہ نام ونمود اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کیا جائے اس پر کوئی ثواب مرتب نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کو دنیا میں شہرت اور عزت حاصل ہو گی اور بس! ''سمّع'' کے معنی ہوتے ہیں سنانے کے لیے' یعنی اس نیت سے کوئی کام کیا جائے کہ اس کا خوب چرچا ہو' کچھ لوگ ذکر کریں کچھ لوگ سنیں' جس کا حاصل یہ ہے کہ شہرت ہو۔

بَابُ التَّوَاضُعِ (ص ۹۶۲)

تواضع کا بیان

Marfat.com

۲۷۶۰- ح: [كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ]

میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے

۲۷۶۰ - عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُّ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَّفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے گا تو میں اس کو لڑائی کا چیلنج دیتا ہوں اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے ان میں سب سے زیادہ فرائض مجھے محبوب ہیں' اور نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں اور میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا اور میں کسی چیز میں تردّد نہیں کرتا جس کو میں کرنا چاہتا ہوں جتنا تردد کرتا ہوں مومن کی جان کے بارے میں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

یہ حدیث قدسی ہے' اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ اخذ فرمایا ہو یا تو کلامِ ربانی سن کر عالم بیداری میں یا عالم خواب میں یا اللہ عزوجل نے اپنے ان کلمات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک میں القا فرمایا ہو اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ ارشاد ربانی بواسطۂ جبریل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہو۔

[اس حدیث پر جرح اور اس کا جواب]

اس حدیث کی سند پر کچھ کلام کیا گیا ہے۔ اس کے ایک راوی خالد بن مخلد متکلم فیہ ہیں۔ علامہ ذہبی نے میزان میں ان کے ذکر میں لکھا کہ ان کی کچھ حدیثیں منکر ہیں اور ابوحاتم کا قول نقل فرمایا کہ یہ قابل احتجاج نہیں۔ ابن عدی نے ان کی دس منکر حدیثوں کی تخریج کی۔ اس حدیث کے بارے میں کہا: اگر صحیح کی ہیبت نہ ہوتی تو محدثین اس حدیث کو خالد بن مخلد کے منکرات میں شمار کرتے۔ یہ متن اس سند کے سوا کسی اور سند کے ساتھ مروی نہیں اور سوا بخاری کے اسے کسی نے روایت نہیں کیا۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ابن معین سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ لاباس بہ ہیں اور ابوحاتم نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی جائے گی اور ابوداؤد نے کہا: صدوق ہیں لیکن ان میں تشیع ہے اور وہ میرے نزدیک ان شاء اللہ تعالیٰ لاباس بہ ہیں' اور سلف کے قول میں تشیع کا مطلب رافضی ہونا نہیں ہوتا کہ اس کی حدیث ناقابل قبول ہو۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل اہل حدیث کے نادان دوست میاں نذیر حسین صاحب نے معیار الحق میں جو ان کی زندگی بھر کی کمائی ہے محمد بن فضیل صحیحین کے راوی پر جرح کی کہ وہ منسوب بہ رفض ہیں' شیخ جی کی حدیث دانی کا بھانڈا پھوڑنے کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی یہ تنقید ملاحظہ فرمایئے:

Marfat.com

یہ بکف چراغی قابل تماشہ کہ ابن فضیل کے منسوب بہ رفض ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب رمی التشیع۔

ملاجی کو بایں سال خوری ودعوائے محدثی آج تک اتنی خبر نہیں۔ زبان متاخرین میں شیعہ روافض کو کہتے ہیں ''خذلهم الله تعالٰی جمیعًا'' بلکہ آج کل کے بے ہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں۔ خود ملاجی کے خیال میں اپنی ملائی جی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکہ دینے کے لیے متشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جب صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعی کہتے حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہل سنت کا تھا اسی بناء پر متعدد کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غلبۂ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے' حالانکہ یہ محض سنیت ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا وبس حیث قال۔

محمد بن فضیل بن غزوان المحدث الحافظ کان من علماء هذا الشان وثقه يحي بن معين وقال احمد حسن الحديث شيعي قلت كان متواليا فقط.

محمد بن فضیل محدث حافظ بڑے شان کے علماء میں سے تھے۔ یحیٰی بن معین نے ان کو ثقہ بتایا' امام احمد نے کہا کہ حسن الحدیث ہیں مگر اہل بیت سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اور بس۔

حاشیے میں میزان سے امام حاکم کے احوال میں پہلے یہ نقل فرمایا کہ کسی نے ان کو رافضی کہا' پھر لکھا: ''اللهم يحب الانصاف ما الرجل رافضي بل شيعيٌ فقط'' اللہ انصاف کو پسند فرماتا ہے امام حاکم رافضی نہیں صرف شیعی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ۔ ج ۲ ص ۲۹۶۔۲۹۷)

اسی طرح اس حدیث کے دوسرے راوی شریک بن عبداللہ بن ابی نمیر پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ یہ بھی معراج کی حدیث کے راوی ہیں جس میں انہوں نے کمی زیادتی کی ہے اور تقدیم وتاخیر کر دی ہے اور ایسی باتیں ذکر کی ہیں جن کو کسی نے ذکر نہیں کیا ہے۔ علامہ عینی نے اس کا جواب یہ دیا کہ یحیٰی بن معین اور نسائی نے فرمایا کہ لا باس بہ ہیں اور ابن سعد نے کہا کہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ذہبی کے اس قول کو مردود بتایا ہے کہ یہ متن سوائے اس سند کے کسی دوسری کتاب میں مروی نہیں اور یہ کہ سوائے بخاری کے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی' وہ لکھتے ہیں:

اس حدیث کے دوسرے بہت سے طریقے بھی ہیں جن سب کا مجموعہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے۔

(۱) یہ حدیث اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس کی تخریج امام احمد نے کتاب الزہد میں وابن ابی الدنیا ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے زہد میں بہ طریق عبدالواحد بن میمون عن عروہ کی ہے' نیز طبرانی نے بہ طریق یعقوب مجاہد بن عروہ بھی تخریج کی ہے۔

(۲) یہ حدیث حضرت ابوامامہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے اور بیہقی نے زہد میں روایت کیا ہے' نیز مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے جسے اسماعیلی نے مسند علی میں روایت کیا۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے جس کی تخریج طبرانی نے کی۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کی تخریج ابویعلیٰ اور بزار اور طبرانی نے کی۔

(۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مختصراً مروی ہے جس کی تخریج طبرانی نے کی ہے۔

(۶) حضرت معاذ بن جبل سے بھی مروی ہے جس کی تخریج ابن ماجہ نے اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔

Marfat.com

(۷) حضرت وہب بن منبہ سے بھی مقطوعاً مروی ہے جسے امام احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے حلیہ میں تخریج کیا ہے۔ ان میں سے کچھ حدیثوں کی سند ضعیف ہے لیکن کثرت طرق سے ضعف ختم ہو گیا جیسا کہ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ نیز ان میں سے بعض طرق کی حدیثیں مختصر ہیں جیسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث۔

قولُهُ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا

اس حدیث میں ''عَادٰى'' باب مفاعلہ کا صیغہ ہے جو مشارکت چاہتا ہے لیکن یہاں مشارکت مراد نہیں جیسے آیۃ کریمہ ''سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ'' (آل عمران: ۱۳۳) میں۔ اسی حدیث سے اہل باطن نے استخراج فرمایا کہ اگر کوئی شخص از خود ظالموں سے ظلم کا بدلہ نہ لے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ظالموں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ اس کے نظائر بہ کثرت ہیں۔

ولی

وہ مومن عارف باللہ ہے جو طاعات کو پوری پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے اور محرمات سے بچتا رہے وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے نہ کہ عزت و شہرت حاصل کرنے کے لیے اور دکھاوے کے لیے' اس لیے جو شریعت کا پابند نہیں وہ ولی نہیں ہو سکتا اگرچہ ہوا میں اُڑے۔ جوگی جے پال حالت کفر میں قادر تھے کہ اپنے حریف پر پتھر برسائیں' آگ برسائیں' خود ہوا میں اڑیں' کیا اس وقت وہ ولی تھے؟ ارشاد ہے: ''اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ'' (الانفال: ۳۴) اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

قولہ وَمَا تَقَرَّبَ

اس سے ثابت ہوا کہ فرائض کی پابندی اور ادائیگی بہ نسبت نوافل کے افضل ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ فرائض ادا کرنے میں ثواب کی امید ہے اور ترک میں عذاب کا استحقاق اور نوافل کی ادائیگی میں ثواب کی امید اور ترک پر کوئی گناہ نہیں' نیز فرائض مامور بہ ہیں۔ ان کا کرنے والا تابع فرمان ہے۔ اس میں آمر کی عظمت ظاہر ہے۔ اس میں عبودیت کا تذلل بھی ہے' نیز فرائض اصل ہیں اور نوافل فرع حتیٰ کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ جو فرائض ترک کیے ہو اور نوافل ادا کرے تو اس کے سارے نوافل زمین و آسمان کے درمیان معلق رہیں گے مقبول نہ ہوں گے' اسی لیے علماء نے فرمایا: جس کے فرائض قضا ہو گئے ہوں وہ بجائے نوافل کے فرائض کی قضا کرے۔

قولہ ولا یزال عبدی

اس سے مراد یہ ہے کہ فرائض کی کما حقہ ادائیگی کے بعد نوافل کی ادائیگی کرتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرائض چھوڑے اور نوافل ادا کرے پھر بھی محبوب ہو گا' اس لیے کہ جو فرائض چھوڑے فاسق ہو گا' وہ محبوب کیسے ہو گا؟ نوافل چونکہ بندہ اپنی طرف سے بہ خوشی ادا کرتا ہے اس لیے نوافل ادا کرنے والا محبت کا مستحق ہوا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص خدمت پر نوکر ہے جس کی تنخواہ لیتا ہے اور متعلقہ خدمت کے سوا کچھ انجام نہیں دیتا وہ مشاہرے کا ضرور مستحق ہے اور وہ ایک اچھا نوکر بھی کہلائے گا مگر دوسرا نوکر متعلقہ خدمات کے علاوہ مزید اپنی خوشی سے دوسری خدمات بھی انجام دیتا ہے۔ یقیناً مالک اس دوسرے نوکر سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ محبت کرے گا۔

قولہ حتیٰ احببتہ

ہندوستانی رشیدیہ کے مطبوع میں ''اَحْبَبْتُهٗ'' ہے لیکن دوسرے نسخوں میں اور فتح الباری وغیرہ میں جو متن لیا گیا ہے اس میں

Marfat.com

''اُحِبُّہٗ'' ہے اسی طرح دوسرے نسخوں اور فتح الباری وغیرہ میں جو متن لیا گیا ہے اس میں ''فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ'' ہے اور رشیدیہ کے مطبوعہ میں نہیں۔

قولہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہٖ

اور عبدالواحد کی روایت میں یہ زیادہ ہے ''وَفُؤادَہُ الَّذِیْ یعقل بہٖ و لسانہ الذی یتکلم بہٖ'' اور میمونہ کی روایت میں یہ بھی زائد ہے ''وقلبہ الذی یعقل بہٖ'' اب پوری حدیث یہ ہوئی ہے: اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

یہ حدیث متشابہات میں سے ہے۔ اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اللہ عزوجل جسم اور جسمانیات سے منزہ ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟ اس کا تحقیقی جواب وہی ہے کہ حقیقی مراد کو اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں۔ یہ ارشادِ خدا ہے اور حق ہے اور یہی ہمارا ایمان، تاہم علماء نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں:

[اس حدیث کی آٹھ توجیہات]

(۱) یہ کہ بندہ بالکلیہ میرے ساتھ مشغول ہے تو وہ اپنے کان سے صرف انہیں باتوں کو سنتا ہے جو مجھے پسند ہیں اور اپنی آنکھ سے صرف انہیں چیزوں کو دیکھتا ہے جن کا دیکھنا مجھے پسند ہے۔ یوں ہی اپنے ہاتھ میں صرف انہی چیزوں کو لیتا ہے جن کی میں نے اجازت دی اور وہیں جاتا ہے جہاں جانے کو میں نے اس کے لیے روا رکھا ہے اور زبان سے وہی نکالتا ہے جو حق ہے اور وہی سوچتا ہے جو میری مرضی ہوتی ہے۔

(۲) میں اس کو اس کے تمام مقاصد عطا فرماتا ہوں گویا وہ اپنے مقاصد کو اپنے جوارح سے حاصل کر لیتا ہے۔ یہ توجیہ حدیث کے آخری حصے ''ان سالنی لاعطینہ'' اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور ضرور دوں گا' کے مطابق ہے۔

(۳) میں اس کی مدد فرماتا ہوں جیسے اس کے اعضاء اس کے کام میں لگے رہتے ہیں۔

(۴) اس حدیث میں مصدر بمعنی اسم مفعول ہے معنی یہ ہوئے کہ میں اس کا مسموع ہو جاتا ہوں کہ وہ صرف میرا ذکر سنتا ہے اور میری یاد سے لذت پاتا ہے اور مجھ سے مناجات میں انسیت پاتا ہے اور ہاتھ انہیں چیزوں کی طرف بڑھاتا ہے جس میں میری رضا ہے اور وہیں جاتا ہے جہاں جانا مجھے پسند ہے۔

(۵) طوفی نے کہا: علمائے معتمدین نے اس پر اتفاق کیا کہ یہ کنایہ ہے بندے کی مدد اور اعانت کرنے سے۔ تمثیلاً فرمایا کہ جیسے کوئی دشمن کسی پر حملہ کرے تو بے اختیار اس کے جوارح اس کی حمایت کرتے ہیں اسی طرح بلا تمثیل میں اپنے بندے کی مدد فرماتا ہوں اگرچہ وہ درخواست نہ کرے۔ اس میں بعض معنی بعض کی طرف راجع ہیں لیکن بہ نظر دقیق کچھ فرق بھی ہے۔

(۶) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ کہف[1] کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت اتنی قوی کر دیتا ہے کہ بلند و پست، نزدیک و دور کی آوازیں سنتا ہے اور اس کی آنکھ میں اتنی نورانیت پیدا فرما دیتا ہے کہ قریب و بعید کی سب چیزیں دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں اتنی قوت پیدا فرما دیتا ہے کہ نرم اور سخت، ہموار اور پہاڑ اور دور و نزدیک میں تصرف کرتا ہے۔ ان کی ایمان افروز اصل عبارت یہ ہے:

---

[1] تفسیر کبیر۔ ج ۲۱ ص ۹۱

Marfat.com

وكذالك العبد اذا واظب على الطّاعات بلغ الى المقام الّذى يقول الله كنت له سمعًا و بصرًا فاذا صار نور جلال الله سمعالهٗ سمع القريب والبعيد واذ اصار ذالك النور بصرًا له راى القريب والبعيد واذا صار ذالك النوريدًا له قدر على التصرف فى الصعب والسهل والبعيد والقريب.

اور ایسے ہی بندہ جب طاعات کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں' میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں' پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے تو نزدیک کی بات سنتا ہے اور دور کی بھی' اور جب وہ نور اس کے لیے آنکھ ہو جاتا ہے تو قریب کی چیز بھی دیکھتا ہے اور دور کی بھی' اور جب وہ نور اس کے لیے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ سخت زمین میں بھی تصرف کی قدرت رکھے گا اور نرم زمین میں بھی اور قریب پر اور دور پر بھی۔

اس معنی کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے' جس میں یہ ہے: ''فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصُرُوَبِیْ یَبْطِشُ وَ بِیْ یَمْشِیْ''۔

(۷) مراد یہ ہے کہ جس قدر جلد اس کا کان سنتا ہے اور اس کی آنکھ دیکھتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں چلتا ہے اس سے بھی جلد میں اپنے ایسے بندوں کی حوائج کو پوری کرتا ہوں۔

(۸) بعض متاخر صوفیہ نے فرمایا کہ یہ تعبیر ہے مقام فناء اور محو سے جو سلوک کی انتہائی غایت ہے۔

قوله وما ترددت عن شيء

اس کا ظاہر مطلب یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تردد میں رہتا ہے کہ بندے کو موت دے یا شفا دے مگر یہ معنی کسی طرح صحیح نہیں۔ تردد اسے ہوتا ہے جو قادر نہ ہو اور اسے انجام کا حال معلوم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ پر یہ محال ہے' پھر جب موت کا وقت مقرر ہے یہ وقت موعود آ جائے گا تو نہ ایک سیکنڈ ادھر ہوگا نہ اُدھر' پھر اس میں تردد کیسا؟ علامہ خطابی نے اس کی دو تاویلیں کیں۔ پہلی یہ کہ بندہ کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے موت کے قریب ہو جاتا ہے۔ اس حال میں اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ اسے شفا دے دیتا ہے اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے۔ پہلے اس حال میں مبتلا کرنا کہ وہ موت کے قریب پہنچ گیا پھر اس کو شفا دینا دونوں من جانب اللہ ہیں۔ تو یہ ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی شخص کسی معاملے میں متردد ہے کہ ایک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے پھر اس پر ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرا کام بہتر ہے تو اسے چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتا ہے۔ پہلے بلا نازل کی کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اسے زندگی سے محروم کرنا چاہتا ہے' پھر شفا دیتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ زندہ رکھنا چاہتا ہے اس کو تردد سے تعبیر فرمایا' حالانکہ حقیقت میں تردد نہیں۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کا اپنے محبوب بندوں پر اپنی رحمت اور خصوصی کرم کا اظہار کرنا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ دنیا سے منتقل ہو کر میری بارگاہ میں حاضر ہو تا کہ وہ دنیا کے رنج و محن سے چھٹکارا کر کے میری بارگاہ میں آ کر ابدی راحت اور سرمدی عیش میں رہے مگر چونکہ وہ بمقتضائے طبعی موت کو ناپسند اور زندگی کو پسند کرتا ہے تو میں اس کی زندگی کے مطابق چھوڑ دیتا ہوں۔

ایک توجیہ یہ ہے کہ میں بندے کے کسی معاملے میں متردد شخص کی طرح توقف نہیں کرتا ہوں سوائے محبوب بندے کی روح کے قبض کرنے میں کہ میں اس میں اس حد تک توقف کرتا ہوں جب تک وہ موت کا مشتاق نہ ہوتا کہ اس کے سبب مقربین کے گروہ میں شامل ہو کر اعلیٰ علیین میں جگہ پائے۔ ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ تردد سے مراد لطائف کے ذریعہ موت کی کراہیت کو دور کرنا ہے مثلاً مرض انتہائی بڑھاپے' فاقہ اور شدت بلا سے پریشان ہو کر دنیا کی مفارقت آسان ہو جائے اور وہ اس کا امیدوار ہو جائے اس کا جو خدا کے نزدیک ہے اور دار کرامت و نعیم باقی کا اس کے دل میں شوق پیدا ہو جائے' اسی کو اللہ تعالیٰ نے تردد سے تعبیر فرمایا۔

Marfat.com

یہ سب توجیہات وتاویلات ہیں اور بنیادی بات وہی ہے جو ہم نے شروع میں تحریر کیا کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جیسے تقرب، سمع، بصر، رجل ہے اسی طرح یہ تردد بھی ہے۔ اس کی حقیقی مراد کیا ہے یہ اللہ عزوجل جانے یا اللہ کے رسول ﷺ جانیں۔ ہم بندوں کو راسخین فی العلم کی طرح یہی کہہ کر گزر جانا چاہیے:

اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا. (آل عمران:۷) ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

قوله يكره الموت

موت کی ناپسندیدگی نزع کی تکالیف کی وجہ سے ہے۔ نزع کی تکلیف کا عالم کیا ہے اس کو ایک حدیث میں بیان فرمایا گیا۔ تلوار کے سو زخموں سے زیادہ تکلیف دہ نزع کا جھٹکا ہے۔ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے جان کنی کے عالم میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: سانس لینے میں اتنی تنگی ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ میں سوئی کے سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور گویا کہ کانٹے کی شاخ میری کھوپڑی سے پیر تک گھسیٹی جا رہی ہے۔ گلستاں میں ہے کہ جان کنی کی حالت میں ایک شخص سے پوچھا گیا کہ کیا حال ہے تو اس نے کہا کہ اگر تمہارا کوئی دانت اکھاڑا جائے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ اب جب کہ میرے جسم سے روح کھینچی جا رہی ہے تو میرا کیا حال ہوگا؟ تو حدیث کے اس حصے کا مطلب یہ ہوگا کہ بندہ موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی یہ ناپسند کرتا ہوں اور اس کی موت کو مؤخر کر دیتا ہوں لیکن چونکہ کسی کو دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لیے جب وقت موعود آجاتا ہے تو اٹھا لیتا ہوں یہ حصہ حقیقت میں سبب ہے اس تردد کا جو پہلے مذکور ہوا۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے جو بالکل ظاہر ہے جس کی طرف پہلے اشارہ بھی ہو چکا کہ بندہ بتقاضائے بشری موت کو ناپسند کرتا ہے اور وہ مرض یا درازی عمر، نقاہت وکم زوری کی وجہ سے اس کو جو اذیتیں پہنچتی ہیں اس کو میں ناپسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے دنیا سے اٹھا لوں مگر چونکہ بندہ دنیا میں رہنے کو پسند کرتا ہے تو اس کی پسند کو ترجیح دیتے ہوئے اسے دنیا میں رہنے دیتا ہوں۔

ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے چونکہ دنیا اللہ عزوجل کے جمال وکمال کی مظہر ہے، وہ ذرے ذرے میں اللہ عزوجل کا جلوہ دیکھتا ہے تو زندہ رہنا چاہتا ہے تاکہ دنیا کے آئینہ خانہ میں اللہ عزوجل کا جلوہ دیکھتا رہے اور اللہ عزوجل کو یہ گوارا نہیں کہ محبوب کی دل شکنی ہو اس لیے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں باقی رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ میرا محبوب دنیا کے رنج ومحن میں گرفتار رہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اس کی مرضی کے مطابق زندہ رکھتا ہے اور جب بندوں کی نظروں سے یہ حجاب اٹھ جاتا ہے کہ آئینے میں جلوہ دیکھنے میں وہ لطف کہاں جو بلاواسطہ جلوہ دیکھنے میں ہے تو خود اسے موت کا شوق ہو جاتا ہے تو پھر میں اسے موت دیتا ہوں۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ بندے کی دو حالتیں ہوتی ہیں ابتداءً وہ موت کو ناپسند کرتا ہے مگر آخری وقت میں اس بناء پر کہ موت ایک پل ہے جو محبوب کو محب تک پہنچاتا ہے تو موت کو پسند کرنے لگتا ہے جیسا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آخری عمر مبارک میں اپنی موت کے لیے دعا مانگی تھی "اللھم ارزقنی احسنه"۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

نبی ﷺ کا ارشاد: میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل ان دونوں کے ہے

﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾ (النحل:۷۷). (ص ۹۶۳) اور قیامت کا معاملہ صرف پلک جھپکنے یا پھر اس سے کم ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۝

Marfat.com

توضیح

قیامت کا دن پچاس ہزار سال ہوگا مگر خاصانِ خدا کے لیے یوں گزر جائے گا جیسے پلک جھپکی۔

۲۷۶۱ - عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل ان دونوں کے ہے۔

۲۷۶۲ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. يَعْنِيْ اِصْبَعَيْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل دونوں کے ہے یعنی انگلیوں کے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ زائد ہے کہ حضور نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کو اُٹھایا۔ مقصود یہ ہے کہ اب قیامت قریب ہے۔

بَابٌ (ص ۹۶۳)

باب

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

۲۷۶۳ - ح: [طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ]

۲۷۶۳ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا، فَاِذَا طَلَعَتْ فَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ، فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ (الانعام:۱۵۸) وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے، جب سورج مغرب سے طلوع ہو لے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے۔ یہی وہ ہے کہ فرمایا: جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا اس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا یا اپنے ایمان میں بھلائی نہیں کی۔ اور قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ دو شخص اپنے کپڑے پھیلائے ہوں گے نہ انہیں بیچ پائیں گے اور نہ لپیٹ پائیں گے اور قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ ایک شخص اونٹنی کا دودھ لے کر آئے گا مگر پی نہیں پائے گا، اور قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ ایک شخص حوض لیپ رہا ہوگا مگر اس سے پانی نہیں لے سکے گا، اور قیامت قائم ہوگی ایک شخص لقمہ منہ کی طرف لے جا چکا ہوگا مگر کھا نہیں سکے گا۔

ترمذی میں ہے کہ مغرب میں ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جو ستر سال کی مسافت کے برابر چوڑا ہے۔ وہ بند نہیں ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے۔ مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے وقت اس عظیم نشانی دیکھ کر سبھی ایمان لائیں گے مگر جو کافر ہوں گے ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا۔ اسی طرح جو گناہ گار توبہ کریں گے ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ آخر کے ارشادات کا حاصل یہ ہے کہ قیامت اچانک آئے گی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے اور اچانک آجائے گی۔

بَابُ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ

جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ (ص ۹۶۳)

۲۷۶۴ - عَنْ اَنَسٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ. قَالَتْ عَائِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ! قَالَ لَيْسَ ذَاكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ، فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ، فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ، فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ.

(ترمذی۔ ج ۱ ص ۲۰۵۔ کتاب الجنائز، ج ۲۔ کتاب الزہد، مسلم۔ کتاب الذکر۔ ص ۳۴۴، نسائی۔ ج ۱ ص ۲۶۰۔ کتاب الجنائز)

بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا بعض ازواجِ مطہرات نے عرض کیا: ہم موت کو ناپسند کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مطلب نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت یقینی طور پر قریب ہو جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور عنایت کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کے آگے جو کچھ ہے اس سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور کافر کی موت جب قریب ہو جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کی بشارت دی جاتی ہے۔ اس وقت اس کے آگے جو کچھ ہے اس سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

۲۷۶۵ - عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جس مسلمان کو اس کا اطمینان ہے کہ میں نے فرائض و واجبات اپنی استطاعت کے مطابق کماحقہٗ ادا کیے ہیں گناہوں سے حتی الوسع بچتا رہا ہوں اس کے ضمیر کی آواز یہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اس کے حضور حاضر ہوں گا تو مجھے انعام و اکرام سے نوازے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ضرور شائق ہوگا اور جس بدنصیب کو اس کا یقین ہوگا کہ میں مومن نہیں جس نے رات دن برائیاں کیں۔ اس کے ضمیر کی آواز یہی ہوگی کہ اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے، وہ مجھے سزا دے گا تو یقیناً وہ اللہ کے حضور حاضر ہونے کو ناپسند رکھے گا۔ رہ گیا طبعی طور پر موت کو ناپسند رکھنا یہ الگ بات ہے۔ موت کے ناپسند ہونے کا اس ارشاد سے کوئی تعلق نہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ہیں وہ موت کو ناپسند نہیں کرتے بلکہ اس کی ہزار جان سے تمنا کرتے ہیں۔

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ (ص ۹۶۴)

موت کی شدت کا بیان

۲۷۶۶ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ جُفَاةً يَاْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْاَلُوْنَهٗ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ دیہاتی گنوار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے اور قیامت کے بارے میں پوچھتے کہ کب

Marfat.com

مَتَى السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ: قَالَ هِشَامٌ يَعْنِىْ مَوْتَهُمْ.

قیامت ہے؟ تو حضور ﷺ ان میں سے سب سے چھوٹے کی طرف دیکھتے اور فرماتے: اگر یہ جیے تو اس کو بڑھاپا نہیں پائے گا کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی۔ ہشام نے کہا: یعنی ان کی موت۔

''ساعتکم'' کی تفسیر ''موتھم'' حضرت ہشام نے کی ہے یہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نہیں۔ ایک اور حدیث میں فرمایا: ''من مات فقد قامت قیامته'' جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔ اسی کے مطابق یہ ارشاد بھی ہے۔ اس حدیث کو باب سے بہ ظاہر کوئی مطابقت نہیں۔ باب تھا ''سکرات الموت'' اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں لیکن بہ تکلف یوں مطابقت پیدا کی جا سکتی ہے کہ ''ساعتھم'' سے مراد ''موتھم'' ہے اور ہر موت کے لیے سکرات ہے۔

۲۷۶۷ - عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ. (اس کے بعد مصلا، مسلم، نسائی)

حضرت ابوقتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ فرمایا: آرام پایا ہوا ہے یا اس سے لوگ آرام پائے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مستریح اور مستراح کیا ہے؟ فرمایا: موت سے مومن بندہ دنیا کی مشقت اور اس کی اذیت سے آرام پا جاتا ہے اور بدکار بندے سے بندے اور شہر اور درخت اور چوپائے آرام پا جاتے ہیں۔

عبد مومن سے مراد مومن کامل یعنی متقی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مطلقاً ہر مومن مراد ہو۔ اسی طرح فاجر میں دو احتمال ہیں، یا تو اس سے مراد کافر ہے یا ہر فاسق، خواہ وہ کافر ہو یا مومن۔ کافر اور فاسق سے بندوں کی راحت ظاہر ہے کہ بندے اس کی ایذاء رسانی اور ظلم سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بلاد کی راحت سے مراد یہ ہے کہ وہ غصب سے، فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کی پیداوار غلط جگہ خرچ نہیں ہوتی۔ درخت کی راحت یہ ہے کہ وہ غصباً کاٹے جانے اور پھل لینے سے محفوظ ہو جاتے ہیں، چوپاؤں کی راحت یہ ہے کہ ظالم اسے کم خوراک دیتے ہیں اور طاقت سے زیادہ کام لیتے ہیں، وہ اس سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

۲۷۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ، فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ. (مسلم، ترمذی۔ کتاب الزہد، نسائی۔ کتاب الجنائز، مسند احمد۔ ج ۳ ص ۲۸۷، ص ۲۹۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ یا پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں۔ دو لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے پیچھے اس کے اہل، اس کے مال اور اس کے عمل جاتے ہیں۔ اہل اور مال لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہتا ہے۔

میت کے ساتھ اہل اور عمل کا جانا تو صحیح ہے مال کے جانے کا کیا مطلب ہے؟ میت کا مال تو اس کے گھر رہ جاتا ہے۔ شارحین نے فرمایا کہ یہ عرب کی عادت کے مطابق تھا کہ میت کے ساتھ اس کے چوپاؤں کو بھی قبرستان تک لے جاتے تھے اور غلام تو سب ہی ساتھ ساتھ جاتے تھے۔ قبر میں انسان کے اچھے عمل حسین مرد کی شکل میں عمدہ کپڑے بہترین خوشبو کے ساتھ آتے ہیں اور کہتے ہیں:

Marfat.com

تجھ کو اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے خوش کرے گی۔ وہ کہے گا: تم کون ہو؟ وہ کہیں گے: ہم تیرے اچھے عمل ہیں' اور کافر اور فاسق کے عمل برے مرد کی شکل میں آئیں گے اور کہیں گے: میں تیرا برا عمل ہوں' جیسا کہ مسند امام احمد میں ہے۔

۲۷۶۹- ح: [اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا]

جب کوئی مرجاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے

۲۷۶۹ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا' اِمَّا النَّارُ وَاِمَّا الْجَنَّةُ' فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کے ٹھکانے کو اس پر صبح شام پیش کیا جاتا ہے یا تو جہنم یا جنت' پھر کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ تو قبر سے اُٹھایا جائے۔

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ (ص ۹۶۵)

صور پھونکنے کا بیان

ت ۷۷۲ - قَالَ مُجَاهِدٌ اَلصُّوْرُ كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ' ﴿زَجْرَةٌ﴾ (الصافات:۱۹) صَيْحَةٌ.

حضرت مجاہد نے کہا: ''صور'' قرناء (نرسنگھا) کے مثل ہے' ''زجرة'' کا معنی ''صیحة'' ہے۔

یعنی چیخ' ارشاد ہے: ''فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ○'' (النّٰزعٰت:۱۳) یہ تو ایک جھڑک ہے ○ یعنی نفخ ثانیہ کے وقت ایک چیخ سنائی دے گی اور سب لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔

ت ۷۷۳ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿النَّاقُوْرُ﴾ (المدثر:۸) الصُّوْرُ ﴿الرَّاجِفَةُ﴾ (النازعات:٦) النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى' وَ﴿الرَّادِفَةُ﴾ (النازعات:۷) النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ناقور'' سے مراد صور ہے ''الراجفة'' سے مراد نفخۂ اولیٰ اور ''رادفه'' سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔

ارشاد ہے: ''فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ○'' (المدثر:۸) جب صور میں پھونکا جائے ○ اور ارشاد ہے: ''يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ○ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ○'' (النازعات:٦-۷) جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی ○ اس کے پیچھے آئے گی آنے والی ○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پہلی آیت میں ''ناقور'' سے مراد ''صور'' ہے اور دوسری آیت میں ''الراجفة'' سے مراد نفخۂ اولیٰ ہے اور تیسری آیت میں ''رادفه'' سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔

قیامت کے سلسلے میں دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ پہلی بار پھونکا جائے گا تو اس کے اثر سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ اس سے مرجائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی' وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء وشہداء ان پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا جس سے مردے زندہ کیے جائیں گے۔ ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○ (الزمر:٦٨)

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے' پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے ○

اس آیت میں ''الا من شاء اللّٰه'' سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

Marfat.com

فرمایا کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان اور زمین والے مرجائیں گے سوائے جبریل' میکائیل' اسرافیل و ملک الموت کے۔ پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لیے قرآن مجید میں ''بَلْ اَحْیَاءٌ'' آیا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں اس لیے اس نفخہ سے آپ بے ہوش نہ ہوں گے بلکہ آپ مستیقظ و ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔ ضحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں ہیں اور وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں' وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں۔

بَابُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ (ص ۹۶۵)

۲۷۷۰ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً یَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِیَدِهٖ كَمَا یَكْفَاُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِی السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ. فَاَتٰی رَجُلٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ قَالَ بَلٰی. قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ؟ قَالَ اِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا؟ قَالَ ثَوْرٌ وَنُوْنٌ یَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا. (مسلم۔ کتاب التوبۃ)

اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے پھیلائے گا جیسے تم میں سے کوئی اپنی روٹی دسترخوان پر پھیلاتا ہے اہل جنت کی میزبانی کے لیے' پھر ایک یہودی آیا۔ اس نے کہا: اے ابوالقاسم! تم کو اللہ برکت دے' کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی پہلی میزبانی کیا چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! بتا۔ اس نے کہا: زمین ایک روٹی ہو گی (اس نے بھی وہی کہا) جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا' پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا' پھر مسکرائے یہاں تک کہ حضور کے نوکیلے دانت ظاہر ہو گئے' پھر یہودی نے کہا کہ کیا میں آپ کو نہ بتاؤں کہ ان کا سالن کیا ہو گا تو اس نے کہا: ان کا سالن بالام اور نون ہے۔ لوگوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بیل اور مچھلی۔ اس کے جگر کے زائدہ سے ستر ہزار کھائیں گے۔

نُزُلًا

اس کھانے کو کہتے ہیں جو مہمان کے سامنے پہلی بار پیش کیا جاتا ہے جس کو ہمارے عرف میں ناشتہ کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل قیامت کے دن پوری زمین کو ایک روٹی بنا دے گا جو اس کے قدموں کے نیچے ہو گی جسے وہ لوگ کھائیں گے جس کے مقدر میں جنت میں جانا ہے تاکہ میدانِ حشر میں بھوکے نہ رہیں۔ قبروں سے اُٹھنے کے بعد اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے پہلے یہی غذا ملے گی۔ اسی لیے اس کو ''نُزُلٌ'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ بالام عبرانی لفظ ہے جس کے معنی بیل کے ہیں اور نون یعنی مچھلی۔ مچھلی کے جگر میں ایک حصہ علیحدہ ہوتا ہے اس کو زائدہ کہتے ہیں' یہی اس وقت لوگوں کا سالن ہو گا ''نواجذ''، ''ناجذہ'' کی جمع ہے' یہ آخر کے دانتوں کو کہتے ہیں۔ دانتوں کی تقسیم یہ ہے: بیچ کے دو ثنایا' دونوں کی طرف اس کے بغل والے رباعیات' پھر ''ضواحك'' پھر ''ارحاء'' پھر ''نواجذ'' کتاب الصوم میں ہے' حتی ''بَدَتْ اَنْیَابُهٗ''، ''انیاب'' نوکیلے دانتوں کو کہتے ہیں جو رباعی کے بعد ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں اور باب کی حدیث میں منافات نہیں' اس لیے کہ نواجذ کا اطلاق انیاب اور اضراس پر بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

۲۷۷۱ - حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی اَرْضٍ بَیْضَاءَ عَفْرَاءَ کَقُرْصَةِ نَقِیٍّ. قَالَ سَهْلٌ اَوْ غَیْرُهٗ لَیْسَ فِیْهَا مَعْلَمٌ لِاَحَدٍ. (مسلم۔کتاب التوبۃ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگ جمع کیے جائیں گے سفید سرخی مائل زمین پر جیسے میدے کی روٹی۔ حضرت سہل نے کہا یا ان کے علاوہ کسی اور نے کہا: اس میں کسی کے لیے کوئی نشان نہیں ہوگا۔

یہ زمین جس پر حشر ہوگا دنیا کی زمین کے علاوہ ہے۔ عبد بن حمید نے حکم بن ابان کے طریقے سے عکرمہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا کی زمین لپیٹ دی جائے گی اور اس کے پہلو میں دوسری زمین ہوگی جس پر حشر ہوگا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں بہ طریق عمرو بن میمون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آیۃ کریمہ ''یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ'' (ابرہیم:۴۸) جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی' کی تفسیر میں فرمایا: زمین ایسی زمین کے ساتھ بدل دی جائے گی گویا وہ چاندی ہے جس پر کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا اور جس پر کوئی گناہ نہیں کیا گیا۔

بَابٌ کَیْفَ الْحَشْرُ (ص ۹۶۵)

حشر کیسے ہوگا؟

۲۷۷۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِیْنَ رَاهِبِیْنَ وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَیُحْشَرُ بَقِیَّتَهُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ اَمْسَوْا.

(مسلم۔باب: یحشر الناس علی طرائق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ قیامت کے دن تین راستوں سے جمع کیے جائیں گے رغبت رکھتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور دو ایک اونٹ پر اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر اور بقیہ کو آگ جمع کرے گی جو اُن کے ساتھ قیلولہ کے وقت رہے گی اور جہاں رات گزاریں گے وہاں رہے گی اور جہاں صبح کریں گے وہاں رہے گی اور جہاں شام کریں گے وہاں رہے گی۔

حشر چار ہیں: دو دنیا میں اور دو آخرت میں' دنیا کے دو حشروں میں ایک وہ ہے جسے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا: ''هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ'' (الحشر:۲) وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لیے۔ دوسرا وہ جو قیامت کی نشانیوں میں مذکور ہے کہ ایک آگ آئے گی اور سب کو ہانک کر شام میں جمع کر دے گی اور دو آخرت کے یہ ہیں: پہلا مردوں کا زندہ ہو کر اپنے ٹھکانے سے نکل کر موقف میں جانا۔ دوسرے جنت میں یا دوزخ میں جانا۔ ''قوله ثلاث طرائق'' اس سے مراد یہ ہے کہ تین گروہ ہوں گے پہلے راغبین' راہبین' دوسرے جو اونٹوں پر سوار ہو کر چلیں گے اور تیسرے وہ جن کو آگ ہانک کر لے جائے گی۔

۲۷۷۳ - اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا. قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ؟ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن غیر مختون جمع کیے جائیں گے۔ اُمّ المؤمنین نے کہا: اس پر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے' فرمایا: معاملہ اتنا سخت ہے کہ

Marfat.com

يُهِمَّهُمْ ذَاكَ.

(مسلم۔ آخر کتاب' نسائی۔ کتاب الجنائز' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

۲۷۷۴- ح: [تَكُوْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ]

یہ اُمت جنتیوں کی آدھی ہوگی

۲۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا نَعَمْ' قَالَ تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا نَعَمْ' قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا نَعَمْ' قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ' اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ' وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ' وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ' اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک گول خیمے میں تھے۔ حضور نے فرمایا: تم لوگ اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کی چوتھائی رہو؟ ہم نے عرض کیا: ہاں! ہم راضی ہیں۔ فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کی ایک تہائی رہو؟ ہم نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم نصف اہل جنت رہو؟ ہم نے کہا: ہاں! فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ آدھے اہل جنت ہو گے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا اور تمہاری تعداد اہل شرک کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں یا ایک کالا بال لال بیل کی کھال میں۔

(بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب: کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۸۳' مسلم۔ کتاب الایمان' ترمذی۔ کتاب صفۃ الجنۃ' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

یہ ارشاد منیٰ میں فرمایا تھا[1] اور اس وقت خیمہ میں چالیس آدمی کے قریب تھے۔

۲۷۷۵- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اٰدَمُ' فَتَرَاءٰى ذُرِّيَّتُهٗ' فَيُقَالُ هٰذَا اَبُوْكُمْ اٰدَمُ' فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ' فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ' فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ كَمْ اُخْرِجُ؟ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِئَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ. فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اِذَا اُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِئَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ' فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا؟ قَالَ اِنَّ اُمَّتِيْ فِي الْاُمَمِ كَالشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا تو ان کے سامنے ان کی اولاد ظاہر ہوگی۔ کہا جائے گا: اے لوگو! یہ تمہارے والد آدم ہیں۔ حضرت آدم عرض کریں گے: لبیک اور سعدیک' اب فرمائے گا: اپنی اولاد میں سے جہنم میں ڈالے جانے والوں کو نکالو تو پوچھیں گے کہ اے پروردگار! کتنوں کو نکالوں؟ فرمائے گا: ہر سو میں سے ننانوے کو نکالو۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب ہم میں سے ہر سو میں سے ننانوے نکال لیے جائیں گے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا؟ فرمایا: میری امت اور امتوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے سفید بال سیاہ بیل میں۔

[1] بخاری۔ کتاب الایمان والنذور۔ ص ۹۸۳

Marfat.com

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○﴾ (المطففین:٤-٦). (ص ٩٦٧)

[المطففین: ۴-۶ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: کیا وہ لوگ گمان نہیں کرتے کہ وہ لوگ اُٹھائے جائیں گے ○ ایک بڑے دن کے لیے ○ جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے؟ ○

توضیح

ھناد بن سوی نے زہد میں عبداللہ بن حارث کے بہ طریق حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ایک شخص نے ان سے کہا: مدینہ والے پورا ناپتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: وہ ایسا کیوں نہیں کریں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خرابی ہے ڈنڈی مارنے والے کے لیے' انہوں نے یہاں تک تلاوت کی۔ جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے اور پسینہ آدھے کانوں تک پہنچا ہوگا قیامت کے دن کی وحشت کی وجہ سے۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں تھی' اس لیے اس کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔

ت ٧٧٤ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○﴾ (البقرہ:١٦٦) قَالَ اَلْوُصْلَاتُ فِي الدُّنْيَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سارے اسباب کٹ گئے ○ یہاں اسباب سے مراد دنیا کے تعلقات ہیں۔

٢٧٧٦- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ آئے گا یہاں تک کہ ان کا پسینہ ستر ہاتھ زمین میں جذب ہوگا اور ان کے منہ میں لگام بن جائے گا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ص ٩٦٧)

قیامت کے دن بدلہ

''وَهِيَ الْحَاقَّةُ لِاَنَّ فِيْهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْاُمُوْرِ' اَلْحَقَّةُ وَالْحَآقَّةُ وَاحِدٌ' وَالْقَارِعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَالصَّآخَّةُ' وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَهْلَ النَّارِ''..... اور قیامت ہی حاقہ ہے اس لیے کہ اس میں ثواب ہے اور ثابت شدہ باتیں ہیں یعنی اس میں محقق ہوں گی۔ جزا ثواب اور سزا اور تمام باتیں جو ثابت اور حق ہیں ''اَلْحَقَّةُ'' اور ''اَلْحَاقَّةُ'' ایک ہی ہیں' یعنی دونوں قیامت کے نام ہیں۔ مراد یہ ہے کہ یہ جن سے ثابت ہے اس میں کوئی شک نہیں اور قیامت ہی کا نام ''قارعہ'' ہے' اس لیے کہ قیامت کے ہولناک مناظر دلوں کو ہلا دیں گے' اور قیامت ہی کا نام غاشیہ ہے اس لیے کہ وہ ہر چیز پر چھا جائے گی اور قیامت ہی کا نام صاخہ ہے۔ اصل میں اس کے معنی بڑی مصیبت کے ہیں اور اس کے معنی چیخ کے بھی ہیں اور اس کا نام تغابن بھی ہے کیونکہ جنتی جہنمیوں کے وہ مقامات لیں گے جو ان کو ملتے اگر وہ مومن ہوتے۔

٢٧٧٧ - حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ.

شقیق نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلا فیصلہ خونوں کے بارے میں کیا جائے گا۔

(بخاری۔ کتاب الدیات۔ باب: ص ۱۰۱۴' مسلم۔ کتاب الحدود' ترمذی۔ کتاب الدیات' نسائی۔ کتاب المحاربہ' ابن ماجہ۔ کتاب الدیات)

اس کے معارض وہ حدیث مشہور ہے کہ فرمایا: ''اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة صلاته'' قیامت کے دن بندے

Marfat.com

سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب کیا جائے گا۔

تطبیق

حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون ناحق کا۔ سود کی حدیث طویل میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلا معاملہ خون کے بارے میں پیش ہو گا۔ ہر مقتول اپنا سر لادے ہوئے آئے گا اور عرض کرے گا: اے رب! اس سے پوچھ اس نے مجھ کو کیوں قتل کیا۔ حضرت ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ مقتول اپنے ایک ہاتھ میں اپنا سر لے کر اور دوسرے سے قاتل کو چادر میں لپیٹ کر گھسیٹتا ہوا لائے گا اور اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا' یہاں تک کہ دونوں اپنے رب اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے۔

بَابٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ (ص ۹۶۸)

جنت میں بغیر حساب ستر ہزار داخل ہوں گے

۲۷۷۸ - حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا' تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ' فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ' قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ. ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ' فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ' فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ. (مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا ایک گروہ جنت میں داخل ہو گا اور وہ ستر ہزار ہے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سن کر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑے ہوئے اپنے کمبل کو اٹھاتے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ مجھے بھی ان میں کر دے تو حضور نے دعا کی کہ اے اللہ! اس کو ان میں کر دے۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کر دیجئے کہ اللہ مجھے ان میں کر دے تو فرمایا: عکاشہ تم سے سبقت کر گئے۔

نمرة

وہ کمبل جس میں سیاہ سفید دھاری ہو جیسے کہ چیتے کے جسم پر ہوتی ہے۔ اس روایت میں صرف یہ ہے کہ ستر ہزار داخل ہوں گے دوسری روایتوں میں ہے کہ ان میں سے ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور یہ سب لوگ بلا حساب جنت میں جائیں گے' جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے جسم کو داغتے نہیں اور جھاڑ پھونک نہیں کراتے اور برا شگون نہیں لیتے اور نہ ہی بدفالی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں' یعنی وہ لوگ جو ہر حال میں راضی بقضاء رہتے ہیں' جیسا کہ حضرت نظام الشریعۃ والحقیقہ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ نے فرمایا:

چوں درد بلائے تست برجانم بادا

اور جیسا کہ ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آتش نمرود میں جاتے ہوئے جبریل امین سے فرمایا تھا: ''علمہ بحالی کفانی عن سوالی'' میرے حال کا اس کو علم ہے' سوال کی حاجت نہیں۔ اس سے دواء علاج یا جھاڑ پھونک کی

Marfat.com

حرمت پر استدلال جہالت ہے جیسا کہ وہابی کرتے ہیں' اس لیے کہ خود حضور اقدس ﷺ نے علاج فرمایا اور بہت سے امراض کے علاج کے واسطے دعائیں بتائیں کہ مریض پر دم کیا جائے۔ معوذتین پڑھ کر خود دوسروں پر دم فرمایا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخم کو خود داغا۔ اگر دعا' دواء' جھاڑ پھونک' داغنا حرام ہوتا تو حضور اقدس ﷺ کیوں کرتے؟ یہاں اس حدیث میں مراد یہی ہے کہ اللہ کے وہ مخصوص بندے ہیں جو ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہتے ہیں۔

۲۷۷۹ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ وَاَھْلُ النَّارِ النَّارَ' ثُمَّ یَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَیْنَھُمْ یَا اَھْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ' وَیَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَا مَوْتَ' خُلُوْدٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے درمیان ایک نداء دینے والا کھڑا ہوگا اور کہے گا: اے جہنم والو! موت نہیں اور اے جنت والو! موت نہیں' ہمیشہ تم لوگ اپنی جگہوں میں رہو گے۔ (مسلم۔ کتاب صفۃ النار)

بَابُ صِفَۃِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ (ص ۹۶۹)

جنت و دوزخ کا بیان

﴿عَدْنٌ﴾ (التوبہ:۷۲) خُلْدٌ..... "عَدْنٌ" کے معنی ہمیشہ رہنا ہے۔ بولتے ہیں "عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَقَمْتُ"..... یعنی میں نے وہاں سکونت اختیار کر لی اور اس سے "مَعْدٌ" بنا ہے ﴿فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾ (القمر:۵۵) فِیْ مَنْبِتِ صِدْقٍ۔

۲۷۸۰ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ' وَلِاَھْلِ النَّارِ یَا اَھْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنتیوں سے کہا جائے گا: اے جنتیو! ہمیشہ رہو گے تمہیں موت نہیں اور جہنم والوں سے کہا جائے گا: اے جہنمیو! ہمیشہ رہو گے موت نہیں۔

جب میدانِ محشر میں سب کا پورا حساب و کتاب ہو جائے گا اور جہنمیوں میں سے جن کو نکل کر جنت میں آنا مقدر تھا وہ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو لیں گے تو موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر ایسی جگہ ذبح کر دیا جائے گا جہاں سب جنتی اور دوزخی دیکھیں گے۔ اس کے بعد وہ کہا جائے گا جو اوپر والی حدیث میں مذکور ہے جیسا کہ اسی بخاری میں تین حدیثوں کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

۲۷۸۱ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ اَلْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ' یَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ' فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ' فَیَقُوْلُ اَنَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ' قَالُوْا یَا رَبِّ' وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ؟ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ' فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا. (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: کلام الرب مع اھل الجنۃ' مسلم' ترمذی۔ کتاب صفۃ النار' نسائی۔ کتاب التعوت)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: حاضر ہیں ہم اے پروردگار ہمارے! حاضر ہیں۔ فرمائے گا: کیا تم لوگ راضی ہو گئے؟ وہ عرض کریں گے: ہم کیوں نہ راضی ہوں گے؟ اور تو نے ہم کو وہ دیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اب میں تم کو اس سے بھی بہتر دوں گا۔ وہ عرض کریں گے: اے پروردگار! اور اس سے افضل کیا ہے؟ فرمائے گا: میں تم سے راضی ہوں اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

Marfat.com

۲۷۸۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ مَنْکِبَیِ الْکَافِرِ مَسِیْرَةُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ لِلرَّاکِبِ الْمُسْرِعِ. (مسلم۔ کتاب صفۃ النار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز دوڑنے والے سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہے۔

اس حدیث میں کافروں کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تین دن کی مسافت ہے اور کچھ روایتوں میں ہے: پانچ دنوں کی۔ اسی طریقے سے اس کے دوسرے اعضاء کی لمبائی چوڑائی کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ستر سال اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ قیامت کے دن اُحد پہاڑ سے بڑی ہوگی۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جہنم میں کافروں کا جسم بہت بڑا کر دیا جائے گا تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ عذاب چکھیں۔

۲۷۸۳ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِئَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال چلے جب بھی اس کو طے نہ کر پائے (سند مذکور کے ساتھ)۔

قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِئَةَ عَامٍ مَا یَقْطَعُهَا. (مسلم)

ابوحازم نے نعمان بن ابی عیاش کے بہ طریق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے کہ عمدہ مضمر تیز رفتار گھوڑے کا سوار سو سال چلے تو بھی اسے طے نہ کر پائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ کی حدیث میں صرف راکب تھا' جو عام تھا وہ سوار اونٹ پر ہو یا گھوڑے پر یا خچر پر۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ کی روایت میں اس کی تعیین ہوگئی کہ بہت عمدہ تیز رفتار مضمر گھوڑے کا سوار مراد ہے ''مُضَمَّرٌ'' اس گھوڑے کو کہتے ہیں جسے کچھ دن خوب کھلایا جائے یہاں تک کہ موٹا ہو جائے' پھر رفتہ رفتہ اس کا چارہ کم کیا جائے یہاں تک کہ معتاد خوراک تک آجائے۔ اس عمل سے گھوڑا بہت تیز رفتار ہو جاتا ہے۔ اس کا بدن بھی چھریرا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑ دوڑ کے لیے مضمر گھوڑے کی حد سات میل تھی اور غیر مضمر کی ایک میل۔

۲۷۸۴ - عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَیَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِی الْجَنَّةِ کَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ فِی السَّمَاءِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ سے روایت ہے' وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنتی' جنت کے جھروکوں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے جیسے تم لوگ تارے کو آسمان میں دیکھتے ہو۔

قَالَ اَبِیْ فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَالَ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ یُحَدِّثُ وَیَزِیْدُ فِیْهِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ الْغَارِبَ فِی الْاُفُقِ الشَّرْقِیِّ وَالْغَرْبِیِّ.

عبدالعزیز نے کہا کہ میرے والد ابوحازم نے کہا کہ میں نے نعمان بن ابی عیاش سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے سنا' یہ حدیث بیان کرتے تھے اور اس میں یہ زیادہ کرتے تھے: جیسے تم لوگ

Marfat.com

لوگ شرقی یا غربی اُفق میں ڈوبنے والے تارے کو دیکھتے ہوں۔

۲۷۸۵ - عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَاَنَّهُمُ الثَّعَارِیْرُ. قُلْتُ مَا الثَّعَارِیْرُ؟ قَالَ الضَّغَابِیْسُ، وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ، فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ اَبَا مُحَمَّدٍ، سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ نَعَمْ. (مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شفاعت کی بدولت جہنم سے کچھ لوگ نکالے جائیں گے گویا وہ چھوٹی ککڑیاں ہیں جن کے منہ جھڑ گئے ہوں۔ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا: اے ابو محمد! آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شفاعت کے ذریعہ جہنم سے کچھ لوگ نکالے جائیں گے۔ انہوں نے کہا: ہاں!

حدیث کا لفظ یہ تھا: ''كَاَنَّهُمُ الثَّعَارِیْرُ قُلْتُ مَا الثَّعَارِیْرُ قَالَ الضَّغَابِیْسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ'' وہ لوگ ایسے ہوں گے گویا ثعاریر ہیں (حماد نے کہا:) میں نے پوچھا: ثعاریر کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا: ضغابیس اور ان کے دانت گر چکے تھے یعنی حضرت عمرو بن دینار نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب ان کے دانت جا چکے تھے۔

''ثعاریر''، ''ثعرور'' کی جمع ہے، چھوٹی ککڑی کو کہتے ہیں اور ''ضغابیس''، ''ضغبوس'' کی جمع ہے اس کے معنی بھی چھوٹی ککڑی کے ہیں۔ نیز دونوں ایک گھاس کے نام بھی ہیں جو ہلیون کے مثل ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت کمزور نحیف ہوں گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کچھ لوگ جہنم میں اپنے گناہوں کی کچھ سزا پا کر کسی کی شفاعت سے جہنم سے نکالے جائیں گے۔ ابو عبیدہ نے کہا: ایک قول یہ ہے کہ ثاء مثلثہ کے بجائے شین معجمہ سے ہے چونکہ حضرت عمرو بن دینار کے دانت نہیں تھے تو وہ شین معجمہ ادا نہ کر پائے اس کے بجائے ثاء مثلثہ سنائی دی۔

۲۷۸۶ - حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ، فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَیُسَمِّیْهِمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ اَلْجَهَنَّمِیِّیْنَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے بعد اس کے کہ ان کو داغ پڑ گیا ہوگا اور جنت میں داخل ہوں گے، جنتی ان کا نام جہنمی رکھیں گے۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: ملوجاء فی قول اللہ تعالیٰ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ص ۱۱۱۰)

''سَفْعٌ'' سیاہ داغ جس میں نیلا پن یا سرخی ہو یعنی آگ میں جلنے کی وجہ سے ان پر داغ ہوگا۔

۲۷۸۷ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ عَلٰی اَخْمَصِ قَدَمَیْهِ جَمْرَتَانِ، یَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَیَغْلِی الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے قدموں کے تلووں پر دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا، جیسا کہ ہانڈی اور قمقم کھولتا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الایمان ترمذی۔ کتاب صفۃ الجہنم)

اس سے پہلی والی روایت میں جو بہ طریق محمد بشار ہے ''جَمْرَةٌ'' ہے لیکن مسلم کی روایت میں ''جَمْرَتَانِ'' ہے اور حدیث میں ''قَدَمَیْهِ'' کا لفظ بھی اسی کو بتا رہا ہے، نیز ہماری مبحوث حدیث میں بھی ''جَمْرَتَانِ'' ہی ہے۔ تاویل وہی ہے جو ''سراویل تقیکم

Marfat.com

الْحَرَّ" (النحل:۸۱) کی ہے کہ کبھی اضداد میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں اور مراد مقابل بھی ہوتا ہے۔

۲۷۸۸ - عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا' ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا' ثُمَّ قَالَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ' فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم کا تذکرہ فرمایا اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی' پھر جہنم کا تذکرہ فرمایا اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی' پھر فرمایا: جہنم سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے اور جو نہ پائے تو اچھی بات کہہ کر۔

"فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ" کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی ناگوار چیز دیکھ کر انسان منہ پھیر لیتا ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی رخ انور پھیر لیا۔ اس سے متبادر ہوتا ہے کہ جہنم متمثل ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تھا۔

۲۷۸۹ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ' يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی بدولت کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے جن کا جہنمیین نام رکھا جائے گا۔

(ابوداؤد۔ کتاب السنۃ۔ باب: فی الشفاعۃ' ترمذی۔ کتاب صفۃ النار' ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

۲۷۹۰ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ' لِيَزْدَادَ شُكْرًا' وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ' لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا مگر اس کا جہنم کا وہ ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ برائی کرتا تو پاتا تاکہ زیادہ شکر کرے اور جہنم میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کو جنت کا وہ ٹھکانہ دکھایا جائے گا کہ اگر وہ نیکی کرتا تو پاتا تاکہ اس پر حسرت ہو۔

ابن ماجہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ قبر میں سوال کے وقت ہوگا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ مومن میت کے لیے جہنم سے ایک سوراخ کر دیا جائے گا جس سے وہ جہنم کو دیکھے گا۔ اس سے کہا جائے گا: دیکھ تجھ کو اللہ نے کس چیز سے بچایا۔ بخاری ہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کتاب الجنائز میں گزری ہے کہ اس سے کہا جائے گا کہ جہنم میں جو تیرا ٹھکانہ ہوتا اس کو دیکھ۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے: جہنم میں تیرا یہ گھر تھا لیکن اللہ نے تجھے بچا لیا تجھ پر رحم کیا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے: یہ تیرا گھر تھا اگر تو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتا۔ اس حدیث میں "اَسَاءَ" سے مراد کفر ہے اور "اَحْسَنَ" سے مراد اسلام ہے۔

۲۷۹۱ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا' وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا' رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا' فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ' فَيَاْتِيْهَا' فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلَاٰى' فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلَاٰى' فَيَقُوْلُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ' فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ

حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے سب سے بعد میں نکلنے والے اور جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو میں جانتا ہوں۔ ایک شخص جہنم سے نکلے گا ہاتھ اور سرین کے بل چلتا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جنت میں جا' وہ جنت کے قریب آئے گا' اس کو ایسا محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے' پھر وہ لوٹے گا اور کہے گا: اے

Marfat.com

اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلَاٰى، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلَاٰى، فَيَقُوْلُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا، اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّيْ، اَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ؟ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ، وَكَانَ يُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً. (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: کلام الرب یوم القیامة ص۱۱۱۹، مسلم۔ کتاب الایمان، ترمذی۔ کتاب صفة الجهنم، ابن ماجہ۔ کتاب الزہد)

رب! میں نے اس کو بھری ہوئی پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا اب جنت میں داخل ہو جا تو وہ جنت میں آئے گا، اس کو ایسا محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے۔ لوٹے گا اور کہے گا: اے رب! میں نے اس کو بھری ہوئی پایا۔ فرمائے گا: جا اور جنت میں داخل ہو جا بے شک تیرے لیے دنیا کے برابر اور اس کی دس گنا ہے یا فرمایا: بے شک تیرے لیے دنیا کی دس گنا کے برابر ہے تو وہ بندہ کہے گا: کیا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے یا تو مجھ سے ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور ہنسے اتنا کہ آپ کے نوکیلے دانت ظاہر ہو گئے۔ کہا جاتا تھا کہ یہ جنت میں سب سے کم درجے کا ہوگا۔

عشرة امثالها

قرآن مجید میں فرمایا گیا: ''وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ'' (آل عمران: ۱۳۳) اور جنت کی جانب تیزی سے بڑھو جو آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، اور دنیا میں آسمان بھی داخل، پھر حدیث میں جو فرمایا کیسے درست ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں اتنی جگہ دے گا جو دنیا کے دس گنا ہے۔ یہ اس حدیث پر انتہائی سنگین اشکال ہے۔ شارحین نے جواب میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ''عشرة امثالها'' معنی حقیقی پر نہیں، اس سے مراد کثرت و وسعت ہے۔ ''التسخر'' بندے نے اپنے زعم کے مطابق عرض کیا۔ اتنا بڑا انعام و اکرام سن کر اس کی سمجھ میں یہی آیا کہ میں گناہ گار تھا، جہنم میں تھا، جہنم سے نجات دے دی یہی بہت ہے۔ اتنا بڑا انعام و اکرام سن کر کے اس نے یہی سمجھا جسے اس نے عرض کیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۰۰- کِتَابُ الْحَوْضِ (ص ۹۷۳)

حوض کا بیان

حوض کے لغوی معنی گڑھے کے ہیں اور عرف میں اس سے مراد خاص وہ گڑھے ہوتے ہیں جو پانی اکٹھا کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں اور احادیث میں اس مقام پر وہ مخصوص حوض مراد ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے' جس سے قیامت کے دن پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔ اس کا نام کوثر ہے اور وہ آج مخلوق ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّـــا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ O'' (الکوثر:۱) ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے O اگر مخلوق نہ ہوتا تو عطا فرمانا درست نہ ہوتا۔ حوض کوثر صراط سے پہلے ہے یا بعد؟ علماء کے دونوں اقوال ہیں۔ علامہ قرطبی نے تذکرہ میں فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو حوض ہیں۔ ایک موقف میں رہے گا اور ایک جنت میں۔

[بَابٌ فِی الْحَوْضِ]

[حوضِ کوثر کا بیان]

۲۷۹۲- ح: [لَیُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِّنْکُمْ عَلَی الْحَوْضِ ثُمَّ لَیُخْتَلَجُنَّ دُوْنِیْ]

کچھ لوگ حوض کی طرف آئیں گے' پھر میرے قریب سے کھینچ لیے جائیں گے

۲۷۹۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ' وَلَیُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِّنْکُمْ ثُمَّ لَیُخْتَلَجُنَّ دُوْنِیْ' فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ؟ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ.

(بخاری۔ کتاب الفتن۔ ج ۱ ص ۱۰۴۵' مسلم۔ کتاب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارا پیش رو' کارساز حوض پر ہوں گا۔ تم میں سے کچھ لوگ حوض کی طرف آئیں گے' پھر میرے قرب سے کھینچ لیے جائیں گے' میں عرض کروں گا: اے رب! یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا نئی چیزیں پیدا کیں؟

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے اور حالت ارتداد ہی میں مرے۔ وہابی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''جمیع مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ'' کا علم نہیں تھا ورنہ ان لوگوں کو پہچان لیتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ ظاہری میں اس کی خبر دے دی۔ یہ خود غیب کی خبر ہے اور اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن ہونے والے واقعات کی خبر ہے۔ رہ گیا اس وقت ان لوگوں کو نہ پہچاننا یہ کثرت ازدحام اور قیامت کے پریشان کن احوال کی بناء پر عدم توجہ کی وجہ سے ہے' یہ عدم علم کی دلیل نہیں۔

Marfat.com

۲۷۹۳- ح: [حَوْضِیْ کَمَا بَیْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ]

میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنی جرباء اور اذرح کے درمیان مسافت ہے

۲۷۹۳ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَامَکُمْ حَوْضٌ کَمَا بَیْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے آگے میرا حوض ہے اتنا بڑا جتنی مسافت جرباء اور اذرح کے درمیان ہے۔

[اس باب کی مختلف احادیث کے درمیان تطبیق]

جرباء اور اذرح دو جگہوں کا نام ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حدیث کے راوی عبیداللہ نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ شام میں دو بستیاں ہیں جن کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے لیکن عام طور پر لوگوں نے فرمایا کہ یہ دونوں دو موضع بیت المقدس کے قریب ہیں جن کے درمیان ایک گھٹنے کی مسافت ہے تقریباً' تین رات کی نہیں۔ یہاں مراد حقیقی تحدید نہیں بلکہ حوض کی وسعت اور کشادگی کو بتانا ہے۔ شارحین نے فرمایا کہ حدیث میں اختصار ہے۔ اصل حدیث یہ ہے جیسا کہ مدینہ اور جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔ یہ دونوں موضع چونکہ قریب ہیں اس لیے ایک موضع کے حکم میں ہو گئے جیسا کہ دار قطنی کی روایت میں صراحۃً آیا ہے کہ فرمایا: ''ما بین ناحیتی حوضی کما بین المدینة وجرباء واذرح''۔ حوض کی لمبائی چوڑائی کے بارے میں روایتیں مختلف آئی ہیں۔ اسی بخاری میں یہیں ایک حدیث کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ کی حدیث میں ہے: ''حوضی مسیرة شهر'' اس کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: ''کما بین ایلة و صنعا''۔ ایک حدیث میں ہے: ''کما بین المدینة و صنعا''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی حدیث میں ہے: ''من ایلة الی عدن''۔ حضرت جابر کی حدیث میں ہے' جیسا کہ صنعاء سے مدینہ تک کا فاصلہ ہے۔ ان شہروں کے درمیان کے فاصلے نصف ماہ سے لے کر ایک ماہ تک کے ہیں۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ حوض بہت لمبا چوڑا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب!

۲۷۹۴- ح: [مَاءُ حَوْضِیْ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ]

میرے حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے

۲۷۹۴ - قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَہْرٍ' مَاؤُہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ' وَرِیْحُہٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ' وَکِیْزَانُہٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ' مَنْ شَرِبَ مِنْہَا فَلَا یَظْمَأُ اَبَدًا.

(مسلم۔ کتاب الحوض)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض ایک ماہ کی مسافت جتنا لمبا چوڑا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں' جو اس سے پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

مسلم میں ہے ''وزوایاہ سواء'' اور اس کے سب کونے برابر ہوں گے۔ ''ابیض من اللبن'' اس پر یہ شبہ وارد کیا گیا کہ لون وعیب سے تفضیل نہیں آتا۔ لہٰذا ہونا چاہیے ''اشد بیاضًا'' اسی لیے علامہ عسقلانی نے فرمایا: یہ کسی راوی کا تصرف ہے جیسا کہ حضرت ابوذر کی روایت میں مسلم ہے ''اشد بیاضًا''۔ علامہ عینی نے بیان فرمایا کہ اسے راویوں کا تصرف قرار دینا تحکم ہے اور نحویوں کے قاعدے کا لحاظ کر کے اسے قلت پر محمول کرنا بے جا ہے۔ جب حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد آیا ہے تو پھر اس میں کسی کلام کی کوئی گنجائش نہیں۔

Marfat.com

۲۷۹۵- ح: [اَلْحَوْضِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ مِثْلُ عَدَدِ النُّجُوْمِ]

حوض میں ستاروں کے برابر لوٹے ہیں

۲۷۹۵- حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ قَدْرَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ، وَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض کی مقدار اتنی ہے کہ جتنا ایلہ اور یمن کے صنعاء کے درمیان ہے اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر لوٹے ہیں۔

(مسلم۔ کتاب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

''من الیمن'' کی قید اس لیے ذکر فرمائی کہ شام میں بھی ایک شہر کا نام صنعاء ہے۔

۲۷۹۶- عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِي الْحَوْضَ، حَتّٰى اِذَا عَرَفْتُهُمُ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ، فَاَقُوْلُ اَصْحَابِيْ؟ فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حوض پر میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ آئیں گے یہاں تک کہ میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے پاس سے کھینچ لیے جائیں گے۔ میں کہوں گا: میرے صحابہ ہیں تو کہنے والا کہے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد کے ان لوگوں نے کیا بات پیدا کی۔

۲۷۹۷- ح: [لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا الَّذِيْ شَرِبَ الْمَاءَ مِنْ حَوْضِيْ]

جو میرے حوض سے پانی پی لے گا' کبھی پیاسا نہ ہوگا

۲۷۹۷- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ.

قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ، فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ. وَقَالَ اَبُوْ عَيَّاشٍ ﴿فَسُحْقًا﴾ (الملک: ۱۱) بُعْدًا، يُقَالُ ﴿سَحِيْقٌ﴾ (سبا: ۸) بَعِيْدٌ، وَاَسْحَقَهُ اَبْعَدَهُ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رو کارساز ہوں جو میرے قریب سے گزرے گا پیے گا اور جو پیے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے' پھر میرے اور ان کے درمیان میں آڑ کر دی جائے گی۔

ابوحازم نے کہا: مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سنا تو انہوں نے کہا: کیا ایسے ہی تم نے سہل سے سنا ہے تو میں نے کہا: ہاں! اور انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اس کو سنا' وہ اس حدیث میں اتنا زیادہ کرتے تھے: میں کہوں گا: وہ لوگ مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا نئی باتیں نکالیں' تو میں کہوں گا: ان لوگوں کے لیے دوری ہو دوری ہو جنہوں نے میرے بعد بدل دیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''سحقًا'' کے معنی دور ہونے کے ہیں

Marfat.com

(بخاری۔ کتاب الفتن۔ باب:۱، ص۱۰۴۵)

اور ''سحیق'' کے معنی بعید ہونے کے ہیں ''سَحَقَهٗ'' اور ''اَسْحَقَهٗ'' کے معنی ''ابعدہ'' کے ہیں یعنی اس کو دور کیا۔

ت۷۷۵ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَرِدُ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ، فَیُحَلَّؤُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ، فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ؟ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میرے صحابہ کا ایک گروہ میرے پاس آئے گا۔ وہ لوگ حوض سے بھگا دیئے جائیں گے۔ میں کہوں گے: اے میرے رب! میرے صحابہ ہیں تو فرمائے گا: آپ کو نہیں معلوم آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا نئی بات کی۔ یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔

بہ طریق شعیب عن الزہری کی روایت میں ''فَیَحْلَؤُوْنَ'' ہے اور عقیل نے کہا: ''فَیَحْلَئُوْنَ'' ہے۔ ''فَیُحَلَّؤُوْنَ''، ''تَحْلِئَةٌ'' مصدر سے باب تفعیل کا مضارع مجہول کا صیغہ ہے یعنی حوض سے روک دیئے جائیں گے اور بھگا دیئے جائیں گے۔ اس کا مادہ ''جَلْأٌ'' ہے بولتے ہیں ''جَلَئَهٗ عَنِ الْمَاءِ'' جب پانی پر جانے سے روک دیا جائے اور بھگا دیا جائے اور دوسری روایت میں ''فَیُحْلَوْنَ'' ہے۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں جو ارشاد فرمایا: ''انهم ارتدوا على ادبارهم القهقرى'' یہ اس پر نص ہے کہ حدیث میں مذکورہ افراد سے مراد وہ بدنصیب افراد ہیں جو مرتد ہو گئے اور ارتداد ہی پر مرے۔

۲۷۹۸ - عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ كَانَ یُحَدِّثُ، عَنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَرِدُ عَلَی الْحَوْضِ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ، فَیُحَلَّؤُوْنَ عَنْهُ، فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ؟ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی.

حضرت سعید بن المسیب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حوض پر میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ آئیں گے پھر وہ حوض سے بھگا دیئے جائیں گے تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں تو فرمائے گا: آپ کو علم نہیں! آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا نئی باتیں دین میں پیدا کیں۔ یہ اپنی ایڑیوں پر پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔

۲۷۹۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا زُمْرَةٌ، حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ، فَقَالَ هَلُمَّ، فَقُلْتُ اَیْنَ؟ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ، قُلْتُ وَمَا شَاْنُهُمْ؟ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی. ثُمَّ اِذَا زُمْرَةٌ، حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ. قُلْتُ اَیْنَ؟ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ، قُلْتُ مَا شَاْنُهُمْ؟ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی، فَلَا اُرَاهُ یَخْلُصُ مِنْهُمْ اِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میں کھڑا رہوں گا۔ اچانک ایک گروہ آئے گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لوں گا تو ان کے اور میرے درمیان سے ایک شخص باہر ہوگا۔ وہ کہے گا: آؤ۔ میں کہوں گا: کہاں؟ کہے گا: جہنم کی طرف۔ بخدا! میں کہوں گا: ان کا کیا حال ہے؟ کہے گا: یہ لوگ آپ کے بعد اپنی ایڑیوں پر پیٹھ کے بل پلٹ گئے۔ پھر ایک گروہ آئے گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص باہر ہوگا اور ان لوگوں سے کہے گا: آؤ۔ میں پوچھوں گا: کہاں؟ وہ کہے گا: جہنم کی جانب۔ بخدا! میں پوچھوں گا:

Marfat.com

ان کا کیا حال ہے؟ کہے گا: یہ لوگ اپنی ایڑیوں پر پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے' میں گمان نہیں کرتا کہ ان میں سے کچھ لوگ نجات پائیں گے مگر بہت تھوڑے جیسے گمشدہ اونٹ۔

بینا انا قائم

یہ کشمیہنی کی روایت میں ہے' یعنی میں حوض پر کھڑا رہوں گا اور اکثر کی روایت ''نائم'' ہے یعنی میں نے یہ خواب میں دیکھا جو قیامت کے دن ہونے والا ہے ''خَرَجَ رَجُلٌ'' اس سے مراد فرشتہ ہے جو ان لوگوں کو جہنم میں لے جانے پر مقرر ہے۔ یہ انسان کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ ''هَلُمَّ'' اسم فعل امر حاضر کے معنی میں ہے یعنی آؤ۔ یہ خطاب اس گروہ سے ہے۔ سابقاً گزر چکا کہ اہل حجاز کی لغت میں ''هَلُمَّ'' واحد تثنیہ جمع سب کے لیے آتا ہے۔ ''هَمَلُ النَّعَمِ''، ''هَمَلٌ'' اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دیکھ ریکھ نہیں کی جاتی تاکہ وہ ضائع اور ہلاک ہو جائے۔ خطابی نے کہا: ''هَمَلٌ'' گم شدہ اونٹوں کو کہتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بغیر چرواہے کے رہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت تھوڑے لوگ نجات پائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس گروہ میں دونوں قسم کے ہوں گے کفار اور مسلمان گناہ گار' نیز اس سے ظاہر ہوا کہ ہر مومن کو حوضِ کوثر نصیب نہ ہوگا۔

۲۸۰۰- سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ. (مسلم۔ کتاب الفضائل)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو کارساز ہوں۔

۲۸۰۱- عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ.

وَزَادَ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ' عَنْ شُعْبَةَ' عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ' عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ حَوْضُهٗ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ. فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ اَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْاٰنِيَةُ؟ قَالَ لَا' قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرٰى فِيْهِ الْاٰنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ. (مسلم۔ کتاب الفضائل)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور حضور نے حوض کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا: حوض اتنا لمبا چوڑا ہے جیسا کہ مدینہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے۔

اور ابن عدی نے زیادہ کیا حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرمایا کہ ان کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینہ کا فاصلہ ہے۔ ان سے مستورد نے پوچھا: کیا آپ نے ان سے یہ نہیں سنا کہ ''الاوانی'' کہا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! مستورد نے کہا: اس میں برتن دیکھے جائیں گے ستاروں کے مثل۔

مستورد صحابی ہیں۔ یہ حدیث ان سے بھی مروی ہے۔ ان کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''الاوانی فیه کذا و کذا'' نہیں فرمایا ہے' فرمایا ہے: ''يُرٰى فِيْهِ الْاٰنِيَةُ''۔

۲۸۰۲- عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى اَنْظُرَ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ' فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ اُمَّتِيْ' فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر تشریف فرما رہوں گا تاکہ دیکھوں تم میں سے مجھ پر کون آتا ہے اور میرے قریب ہی کچھ لوگوں کو پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے رب! مجھ سے ہیں

Marfat.com

عَمِلُوْا بَعْدَكَ؟ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ. فَكَانَ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى اَعْقَابِنَا' اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا.

اور میری اُمت سے ہیں تو کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ واللہ! یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹتے رہے۔ ابن ابی ملیکہ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹیں یا دین کے بارے میں فتنے میں ڈالے جائیں۔

قَالَ اَبُوْعَبْدُ اللّٰهِ ﴿عَلٰى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ۝﴾ (المومنون:٦٦) تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقِبِ.

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: ''تنکصون'' کے معنی ''ترجعون'' ہے یعنی لوٹتے ہیں۔ پلٹتے ہیں' پھرتے ہیں۔

(بخاری۔ کتاب الفتن۔ باب:۱۔ ص ۱۰۴۵)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۲ - كِتَابُ الْقَدْرِ (ص ۹۷۵)

تقدیر کا بیان

تقدیر حق ہے اس کا منکر گم راہ ہے' تقدیر ایک سربستہ راز ہے جس کا سمجھنا عام عقلوں سے باہر ہے۔ اس کی قدرے تفصیل جلد اول حدیث جبریل میں بیان کردی گئی ہے۔

بَابٌ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ ﴿وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ (الجاثیہ:۲۳) (ص ۹۷۶)

اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم سوکھ گیا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق گم راہ کردیا

توضیح

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو قیامت تک جو کچھ ہونے والی ہے سب لکھ دیا ہے۔ اگر اس میں سے کچھ بدلنا چاہتا ہے تو اسے مٹا دیتا ہے' جیسا کہ فرماتا ہے: ''يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ ○'' (الرعد:۳۹) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے ○ یہاں علم اللہ سے مراد حکم الٰہی ہے' اس لیے کہ اس کے معلوم کا واقع ہونا لازم ہے ورنہ جہل لازم آئے گا تو اس کے علم کو لازم ہے معلوم کے وقوع کا حکم۔ ''واضله الله على علم'' کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ازل میں اس کے بارے میں جو علم تھا اس کو ظاہر کیا اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم عطا فرمایا تھا اس کے باوجود وہ گم راہ ہوگیا۔

ت ۷۷۶ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَهَا سَابِقُوْنَ ○﴾ (المومنون: ۶۱) سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یہی لوگ بھلائی کی طرف پہلے پہنچنے والے ہیں ○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی سعادت سب سے پہلے ان کے حصے میں آئی۔

ارشاد ہے: ''اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ○'' (المؤمنون:۶۱) یعنی وہ لوگ نیکیاں کرنے میں تیزی دکھاتے ہیں اور وہ سبقت لے جانے والے ہیں ○ حضرت ابن عباس کی تفسیر سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سعادت سابق ہے' اور آیت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ خیرات یعنی سعادت مسبوق ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ سعادت کی وجہ سے وہ لوگ دوسرے افراد سے آگے بڑھ گئے۔ یہ مراد نہیں کہ سعادت سے آگے بڑھ گئے۔

۲۸۰۳ - عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ؟ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَوْ لِمَا يُيَسَّرَ لَهٗ. (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قول اللہ ولقد یسرنا القران للذکر ص۱۱۲۶)

نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا جنتی جہنمیوں سے ممتاز ہو کر پہچانے جاتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! تو اس نے عرض کیا: پس عمل کرنے والے عمل کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: آدمی جس کے لیے پیدا کیا گیا اسی کے مطابق عمل کرتا ہے یا اسی کے مطابق اسے توفیق دی جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ طے ہو چکا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں؟ اسی کے مطابق جنتی ایسے اعمال کرتا ہے جس کے سبب جنت کا مستحق ہے اور دوزخی ایسے عمل کرتا ہے جس کے سبب وہ دوزخ کا مستحق ہوتا ہے۔

بَابُ

قَولِهٖ ﴿وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۝﴾

(الاحزاب:۳۸). (ص۹۷۶)

[الاحزاب:۳۸ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۝

۲۸۰۴- ح: [خَطَبَ حَتّٰى مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسا خطبہ دیا جس میں قیامت تک کی کسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا

۲۸۰۴- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَجَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ اِنْ كُنْتُ لَاَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَاَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ اِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهٗ.

(مسلم۔ کتاب الفتن' ابوداؤد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں کسی ایک ایسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا جو قیامت قائم ہونے تک ہوگی مگر ان سب کا تذکرہ فرمایا۔ اس کو جانا جس نے جانا اور جو بھول گیا بھول گیا۔ میں کسی بھولی ہوئی چیز کو دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے غائب شخص کو آدمی دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع "مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن" کے عالم تھے' حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو بتا بھی دیا جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔

بَابُ اِلْقَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ اِلَى الْقَدَرِ (ص۹۷۸)

منت بندے کو تقدیر ہی کی طرف ڈال دیتی ہے

توضیح

یعنی منت سے تقدیر کا نوشتہ نہیں بدلتا ہے بلکہ منت ماننا بھی تقدیر الٰہی سے ہے۔

۲۸۰۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ، قَالَ اِنَّهٗ لَا يَرُدُّ شَيْئًا، وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منت سے منع فرمایا اور فرمایا: یہ تقدیر کو نہیں بدلتی ہے ہاں! بخیل سے اس کا مال نکلوا لیتی ہے۔

۲۸۰۶- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَاْتِيْ ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهٗ، وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهٗ لَهٗ، اَسْتَخْرِجُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منت بنی آدم کو ایسی کوئی چیز نہیں دیتی ہے جو اس کے مقدر میں نہ ہو' لیکن تقدیر اس کو نذر کی طرف لے جاتی ہے اور میں نے

Marfat.com

بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ.

اس کے لیے منت مقدر کردی ہے کہ اس کے ذریعے بخیل سے کچھ میں نکلوالیتا ہوں۔

یعنی قضاء مبرم میں نذر سے کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔

بَابُ اَلْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ (ص ۹۷۸)

معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے رکھے

﴿عَاصِمٌ﴾ (ھود:۴۳) مَانِعٌ..... عاصم کے معنی ہیں: منع کرنے والا' روکنے والا۔

ت ۷۷۷ - قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سُدًى﴾ (القیامۃ:۳۶) عَنِ الْحَقِّ، يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ.

امام مجاہد نے کہا: ''سُدًی'' یعنی گم راہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

سورۂ قیامہ میں فرمایا گیا: ''اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى O'' کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا O اس آیت میں وارد ''سدًی'' کی تفسیر میں امام مجاہد نے یہ فرمایا کہ وہ خاص گم راہی میں بھٹکتا رہے گا۔

﴿دَسّٰهَا﴾ (الشمس:۱۰) اَغْوَاهَا..... یعنی اس کو گم راہ کردیا۔ سورۂ شمس میں فرمایا گیا: ''وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا O'' اور وہ نقصان میں رہا جس نے اسے معصیت میں چھپایا O امام بخاری فرماتے ہیں: ''دَسّٰهَا'' کے معنی ہیں ''اَغْوَاهَا'' یعنی اس کو گم راہ کیا۔

۲۸۰۷- ح: [مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ اِلَّا لَهٗ بِطَانَتَانِ]

ہر خلیفہ کے اندرونی دو کارگزار ہوتے ہیں

۲۸۰۷ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ اِلَّا لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ. (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب: بطانۃ الامام ص ۱۰۶۸، نسائی۔ کتاب البیعۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی خلیفہ بنایا جاتا ہے اس کے دو اندرونی کارگزار ہوتے ہیں۔ ایک اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر اُبھارتا ہے اور ایک برائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے۔ معصوم وہ ہے جسے اللہ اپنی حفاظت میں رکھے۔

کتاب الاحکام میں یہ زائد ہے ''مَا مِنْ نَبِيٍّ'' یعنی ہر نبی اور ہر خلیفہ کے دو باطنی رازدار مشیر کار ہوتے ہیں۔ ''بِطَانَةٌ'' کے اصل معنی کپڑے کے استر کے ہیں اور یہاں مراد مخصوص معتمد مشیر کار ہیں۔

بَابٌ ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ O﴾ (الانبیاء:۹۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں O

﴿اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ﴾ (ھود: ۳۶) ﴿وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا O﴾ (نوح:۲۷).

تمہاری قوم سے مسلمان نہیں ہوں گے مگر جتنے ایمان لا چکے اور اس ارشاد کا بیان: ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی' مگر بدکار بڑی ناشکر O

ت ۷۷۸ - وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَرَامٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''حِرَمٌ''، حبشی زبان میں ''وَجَبَ'' کے معنی میں ہے۔

Marfat.com

آیۂ کریمہ ''وَحَرَامٌ علی قَرْیَةٍ'' میں ایک قراءت ''حِرْمٌ'' بھی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔اس کے معنیٰ ''وَجَبَ'' کے ہیں یعنی یہ بات اُن کو واجب ہو چکی ہے کہ وہ لوگ لوٹیں گے نہیں۔

بَابٌ

﴿يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾ (الانفال:٢٤). (ص۹۷۹)

[الانفال:۲۴ کی تفسیر]

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) انسان اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے۔

۲۸۰۸ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَثِيْرًا مَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

حضرت عبداللہ (ابن عمر) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ قسم کھایا کرتے تھے' قسم ہے دلوں کے بدلنے والے کی۔

(بخاری۔کتاب الایمان والنذور۔باب:قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایم اللہ ص۹۸۱ کتاب التوحید' باب:ص۱۰۹۹' ترمذی۔کتاب الایمان' نسائی' ابن ماجہ۔کتاب الکفارات)

مطابقت

جب اللہ تعالیٰ دلوں کا پھیرنے والا ہے تو اس نے اگر کسی کے دل کو ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف موڑ دیا تو وہ اس میں اور اس کے ایمان کے درمیان حائل ہو گیا۔اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کے دل کو ایمان کی طرف پھیر دیا تو اس میں اور کفر کے درمیان حائل ہو گیا۔

بَابٌ

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ (التوبہ: ٥١). قَضٰى. (ص۹۷۹)

[التوبہ:۵۱ کی تفسیر]

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) فرما دو: ہمیں نہیں پہنچتی لیکن وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے (یعنی جو ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا ہے)۔

ت۷۷۹ - قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِفَاتِنِيْنَ﴾ (الصافات:١٦٢) بِمُضِلِّيْنَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ اَنَّهٗ يَصْلَى الْجَحِيْمَ.

اور حضرت مجاہد نے کہا: ''فاتنین'' سے مراد ''مضلین'' ہے مگر انہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ وہ جہنم میں جلے گا۔

سورۂ صافات میں ارشاد تھا: ''مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ○ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ○''(الصافات:۱۶۲۔۱۶۳)۔تم اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے○ نہیں مگر اسے جو بھڑکتی ہوئی آگ میں جانے والا ہے○ یہ خطاب کفار سے تھا۔''فاتنین'' کا معنیٰ ''مضلین'' ہے۔مطلب یہ ہے کہ اے کفار! تم کسی کو بہکا نہیں سکتے' مگر ان لوگوں کو جن کے مقدر میں جہنم میں جلنا ہے۔

﴿قَدَّرَ فَهَدٰى﴾ (الاعلیٰ:۳) قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْاَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا..... یعنی اللہ تعالیٰ نے بدبختی اور خوش بختی مقدر کر دی ہے اور چوپایوں کو چراگاہ کا راستہ دکھایا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۳- کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ (ص ۹۸۰)

قسم اور منّت کا بیان

توضیح

''اَیْمَان''، ''یمین'' کی جمع ہے۔ ''یمین'' کے معنی قوت کے ہیں' ارشاد ہے: ''وَلَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ'' (الحاقۃ:۴۵) ضرور ان سے ہم بقوت بدلہ لیں گے' نیز دائیں ہاتھ کو بھی کہتے ہیں اور شرع میں قسم کو کہتے ہیں' یعنی کسی چیز کے دو طرفوں میں سے ایک کو تقویت دینا مقسم بہ کے ذریعہ۔ اور نذر منت ماننا کسی عبادت یا صدقہ کو اپنے اوپر واجب کرنا تبرعاً۔ یعنی جو چیز واجب نہ ہو اس کو اپنے ذمہ واجب کرنا۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدۃ:۸۹).

[المائدہ:۸۹ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائیں۔ ہاں! ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم احسان مانو○

توضیح ..... (قسم کی اقسام اور ان کے احکام)

قسم کی تین قسمیں ہیں: غموس' لغو' منعقدہ۔

غموس: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کو غموس کہتے ہیں' مثلاً قسم کھائی کہ فلاں شخص آیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اب تک نہیں آیا۔

لغو: اگر اپنی دانست میں جو قسم کھائی ہے وہ سچی ہے مگر حقیقت میں جھوٹی ہے' مثلاً جانتا تھا کہ زید نہیں آیا اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں زید آ گیا ہے' اسے لغو کہتے ہیں۔

منعقدہ: اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی مثلاً یوں کہا: خدا کی قسم! یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا تو اسے منعقدہ کہتے ہیں۔ غموس میں

Marfat.com

سخت گناہ گار ہوگا' استغفار اور توبہ فرض ہے' مگر کفارہ لازم نہیں' اور لغو میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گناہ گار بھی ہوگا۔

۲۸۰۹- ح: [اِذَا رَاَیْتَ نَقْضَ الْیَمِیْنِ خَیْرًا فَانْقُضْ]

جب قسم توڑنا بہتر ہو تو توڑ دے

۲۸۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ' لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ' فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِیْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَیْهَا' وَاِنْ اُوْتِیْتَهَا مِنْ غَیْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا' وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ' فَرَاَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا' فَكَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِكَ وَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال نہ کرنا اس لیے کہ اگر سوال کے بعد تجھے امارت دی گئی وہ تیرے ہی سپرد رہے گی اور اگر بغیر مانگے دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی اور جب تو کوئی قسم کھائے اور دیکھے کہ اس کا غیر اس سے بہتر ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور وہ چیز کر جو بہتر ہے۔

(بخاری۔ کتاب الکفارات۔ باب: قبل الحنث وبعدہ ص ۹۹۵' کتاب الاحکام۔ باب: من لم یسال الله الامارة ص ۱۰۵۸' باب: من سال الامارة وکل الیها ص ۱۰۵۸' مسلم۔ کتاب الایمان' ابوداؤد۔ کتاب الخراج' ترمذی۔ کتاب الایمان' نسائی۔ کتاب السیر)

اِذَا حَلَفْتَ

یہ حکم یمین منعقدہ کا ہے' اگر کسی نے قسم کھائی مثلاً کہ فلاں کام کروں گا پھر اس کو سمجھ میں آیا کہ اس کا نہ کرنا بہتر ہے تو قسم توڑنا جائز ہے اس پر کوئی گناہ نہیں' البتہ قسم کا کفارہ بہر حال واجب ہوگا۔ حدیث میں فرمایا: اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ لا جو بہتر ہے۔ اس سے بہ ظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا جائز ہے' حالانکہ ایسا نہیں۔ قسم توڑنے سے پہلے جو کفارہ دے گا وہ تبرع ہوگا کفارہ نہ ہوگا۔ قسم توڑنے کے بعد کفارہ دینا واجب ہوگا۔ "واؤ" مطلق جمع کے لیے آتا ہے ترتیب کے لیے نہیں آتا ہے کہ پہلے ذکر کرنے سے پہلے ہونے پر استدلال کیا جائے۔

۲۸۱۰- حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہوئے کہ آپ نے فرمایا: ہم سب میں پچھلے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ' لِاَنْ یَّلَجَّ اَحَدُكُمْ بِیَمِیْنِهٖ فِیْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ یُّعْطِیَ كَفَّارَتَهُ الَّتِیْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! تم اپنے اہل کے بارے میں قسم پر قائم رہو تو اللہ کے نزدیک زیادہ گناہ گار رہو گے بہ نسبت اس کے کہ قسم کا وہ کفارہ دے دے جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الکفارات)

نحن الاخرون السابقون

یعنی ہم دنیا میں سب کے بعد آئے مگر قیامت کے دن حساب اور جنت میں داخل ہونے میں سب سے پہلے رہیں گے۔ ہمام بن منبہ کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں درج تھیں جس کی پہلی حدیث تھی "نحن الاخرون

Marfat.com

السابقون یوم القیامة''۔ان کی عادت تھی کہ جب اس صحیفے سے کوئی حدیث روایت کرتے تو پہلے اس حدیث کو ذکر کرتے پھر حدیث روایت کرتے یعنی کسی نے اپنی اہل کے بارے میں کوئی قسم کھائی جس میں اس کے اہل کا ضرر ہو اس کے باوجود وہ قسم پر اڑ رہا ہو تو یہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت اس کے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے۔حاصل یہ نکلا کہ کسی بات کی قسم کھائی پھر اس کو سمجھ میں آیا کہ یہ بات اچھی نہیں اس سے بہتر اس کا خلاف ہے تو اسے چاہیے کہ قسم توڑ دے کفارہ ادا کرے جیسا کہ ابھی گزرا۔ایسی صورت میں قسم پر اڑا رہنا بعض صورتوں میں گناہ ہوگا۔

بَابُ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۹۸۱)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کیسی تھی؟

ت ۷۸۰- وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہا: نہیں بخدا! اس وقت۔

کتاب الخمس میں گزری ہوئی ایک طویل حدیث کا جزء ہے ''یقال واللّٰہ و باللّٰہ و تاللّٰہ''۔کہا جاتا ہے: ''واللہ وباللہ و تاللہ'' مطلب یہ ہے کہ ھا' واؤ' با' تا' یہ سب حروف قسم ہیں۔

۲۸۱۱- عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنْتَهَيْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. قُلْتُ مَا شَاْنِيْ اَيُرٰى فِيَّ شَيْءٌ؟ مَا شَاْنِيْ؟ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ، فَمَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَسْكُتَ، وَتَغَشَّانِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا، اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے: وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں رب کعبہ کی قسم! میں نے کہا: میرا کیا حال ہے؟ کیا میرے اندر ایسی کوئی بات دیکھی جا رہی ہے؟ میرا کیا حال ہے؟ میں بیٹھ گیا اور حضور فرماتے رہے۔ مجھے چپ رہنے کی طاقت نہیں رہی اور مجھ پر غم واندوہ چھا گیا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں نے عرض کیا: کون ہیں وہ لوگ؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! فرمایا: بہت زیادہ مال والے مگر جس نے ایسا کیا اور ایسے کیا اور ایسے کیا۔

مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہ دیتے ہوں یا مال کی وجہ سے ان پر جو حقوق آتے ہوں وہ ادا نہ کرتے ہوں۔

بَابُ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ (ص ۹۸۳)

اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ

۲۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ، يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ، فَقَالَ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور وہ کچھ سواروں کے ساتھ سفر کر رہے تھے اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو فرمایا: سنو! اللہ تعالیٰ تم کو اس سے منع فرماتا ہے کہ اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ۔جس کو قسم کھانی ہو تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

۲۸۱۳- قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ. قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَلَا اٰثِرًا.

فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع کرتا ہے کہ اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے نبی ﷺ سے سنا بخدا! باپ دادا کی قسم نہیں کھائی نہ یاد آتے ہوئے اور نہ کسی سے نقل کرتے ہوئے۔

ت ۷۸۱ - قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ (الاحقاف: ٤) يَاْثُرُ عِلْمًا.

اور مجاہد نے کہا: ''اَوْ اَثَرَةً مِنْ عِلْمٍ'' کے معنی ہیں کہ علم کی روایت کرے۔

سورۂ احقاف میں فرمایا تھا: ''اِئْتُوْنِیْ بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○'' میرے پاس لاؤ اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کچھ بچا کھچا علم اگر تم سچے ہو○ حضرت امام مجاہد نے یہ افادہ فرمایا کہ ''اِثرۃ'' اور ''اثرۃ'' کا معنی دوسرے کی بات نقل کرنا ہے۔

۲۸۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ ' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔

قسم صرف اللہ عزوجل کے اسماء کریمہ اور صفات کی کھانی چاہیے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم کھانا جائز نہیں بلکہ بعض کفر ہے' مثلاً لات وعزیٰ بتوں کی قسم کھانا اور جو بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''افلح و ابیہ'' یہ بلا قصد زبان اقدس پر جاری ہو گیا۔ اس سے مقصود قسم نہیں۔

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ

یمین غموس کا بیان

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○﴾ (النحل: ٩٤) دَخَلًا مَكْرًا وَخِيَانَةً. (ص ۹۸۷)

(اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان:) اور تم اپنی قسموں کو آپس میں بے اصل بہانہ نہ بناؤ کہ کہیں کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلہ اس کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو○ ''دخلًا'' کے معنی مکر اور خیانت ہے' یعنی کسی کو دھوکا اور فریب دینے کے لیے جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ۔

۲۸۱۵ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ' وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ' وَقَتْلُ النَّفْسِ ' وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: گناہِ کبیرہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

(بخاری۔ کتاب الدیات۔ باب: قول اللہ من احیاھا ص ۱۰۱۵' کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین ص ۱۰۲۲)

استتابۃ المعاندین میں یہ حدیث مفصل یوں ہے: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: یا رسول اللہ! کبائر کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا' اس نے پوچھا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی۔ اس نے پوچھا: پھر کیا ہے؟

Marfat.com

فرمایا: یمین غموس۔ میں نے پوچھا: یمین غموس کیا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو قسم کھا کر مسلمان کا مال حاصل کرے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے۔ اس میں صرف تین ہی ذکر ہیں خون ناحق مذکور نہیں جس سے ظاہر ہو گیا کہ حصر مقصود نہیں۔ کبائر کی تعریف کیا ہے اور کبائر کتنے ہیں اس کی پوری بحث گزر چکی ہے۔

بَابٌ اِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلّٰى اَوْ قَرَاَ اَوْ سَبَّحَ اَوْ كَبَّرَ اَوْ حَمِدَ اَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ (ص ۹۸۸)

جب کہا: بخدا! میں آج بات نہیں کروں گا' پھر نماز پڑھی یا قرآن مجید پڑھا یا سبحان اللہ پڑھا یا اللہ اکبر پڑھا یا حمد کی یا لا الٰہ الا اللہ پڑھا تو وہ اپنی نیت پر ہے

توضیح

علامہ کرمانی نے کہا کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ اگر اس نے کلام سے کلام عرفی مراد لیا تو ان اذکار سے حانث نہ ہوگا اور اگر معنی عام مراد لیا خواہ کلام عرفی ہو یا حقیقی تو ان اذکار سے حانث ہو جائے گا۔ ابن بطال نے فرمایا کہ یہاں کلام محمول ہے کلام الناس پر' تلاوت اور تسبیح مراد نہیں ہے' اس لیے تلاوت و تسبیح سے مطلقاً حانث نہ ہوگا۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے کہا: اگر نماز میں قرآن یا تسبیح وغیرہ پڑھا تو حانث نہ ہوگا اور اگر نماز کے باہر پڑھا تو حانث ہو جائے گا۔ فقیہ ابواللیث نے فرمایا: اگر عربی میں قسم کھائی تھی تو یہ ہی حکم ہے اور اگر فارسی میں قسم کھائی تھی تو نماز کے باہر بھی قرآن اور تسبیح پڑھنے سے حانث نہ ہوگا۔

ت ۷۸۲ - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل کلام چار ہیں: سبحان اللہ..... الحمد للہ..... لا الٰہ الا اللہ..... اللہ اکبر۔

تسبیح، تہلیل، تکبیر، تحمید پر کلام کا اطلاق فرمایا۔

ت ۷۸۳ - وَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ ﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران: ٦٤).

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرقل کو لکھا: ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے۔

اس کے بعد یہ تحریر تھا کہ عبادت نہ کریں مگر اللہ کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا' پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو: تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ یہ ارشاد دنیوی بات نہ تھی خالص دینی تھی۔ اس پر بھی کلمہ کا اطلاق فرمایا۔

ت ۷۸۴ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ (الفتح: ٢٦) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

اور امام مجاہد نے "لا الٰہ الا اللہ" کو کلمہ کہا۔

امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ تسبیح و اذکار اور دینی باتوں پر بھی کلمہ کا اطلاق ہوتا ہے' اس لیے ان کا تلفظ کلام کرنا ہوا تو اگر "لَا اَتَكَلَّمُ" سے اس کی نیت معنی عام ہے تو قراءت' تسبیح و تہلیل وغیرہ سے حانث ہو جائے گا۔ صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید اور اذکار پڑھنے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ عرف میں اس کو کلام کرنا نہیں کہتے۔

بَابٌ اِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا فَشَرِبَ

اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیے گا پھر طلاء

Marfat.com

طِلَاءً اَوْ سَكَرًا اَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ بِاَنْبِذَةٍ عِنْدَهٗ. (ص۹۸۹)

یا سکر یا شیرہ پی لیا تو بعض الناس کے قول میں حانث نہیں ہوگا' اس لیے کہ یہ چیزیں ان کے نزدیک نبیذ نہیں۔

توضیح

کھجور منقی وغیرہ پانی میں بھگو دیا جائے تا کہ ان کی مٹھاس پانی میں آجائے' اسے نبیذ کہتے ہیں' خواہ وہ نشہ آور ہو یا نہ ہو۔

طلاء

انگور کو اتنا پکایا جائے کہ اس کا تہائی حصہ جل جائے اور اگر اس کا صرف آدھا حصہ جلا ہو تو اس کو منصف کہتے ہیں اور اگر تھوڑا پکا ہے تو باذق کہتے ہیں۔ سکر' کھجور کو پانی میں بھگو دیا جائے اور جب وہ خوب اچھی طرح بھیگ جائے تو اسے سکر کہتے ہیں۔ عصیر انگور کے شیرے کو کہتے ہیں۔

بعض الناس سے مراد امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ طلاء اور عصیر نبیذ نہیں اس لیے کہ نبیذ اسے کہتے ہیں جو پانی میں ڈال کر بھگویا جائے اور طلاء پکایا جاتا ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ امام بخاری نے یہ قول حضرت امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا لیکن اس کے صحیح ہونے کے لیے دلیل چاہیے' اور اگر ہم یہ صحت تسلیم بھی کر لیں تو جب کہ عرف میں ان سب کا الگ الگ نام ہے تو عرف میں سب متقابل ہوئے اگرچہ اصل کے اعتبار سے سب پر نبیذ کا اطلاق ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حکم یہ ہونا چاہیے کہ قسم کھانے والے نے اگر علی سبیل التعیین نبیذ مراد لیا معنی خاص کے اعتبار سے اور طلاء وغیرہ پیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اگر اس کی مراد عرفی معنی نہیں تھی اصل معنی مراد تھی تو حانث ہو جائے گا۔

۲۸۱۶ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا، ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین حضرت سودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات نے کہا کہ ہماری ایک بکری مر گئی تو ہم نے اس کے چمڑے کی دباغت کر لی' پھر ہم اس میں ہمیشہ نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔

اس سے ثابت ہوا کہ مردار جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے۔ دباغت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے پکایا جائے۔ دھوپ میں اتنا سکھا دیا جائے کہ اس کی رطوبت ختم ہو جائے یہ بھی کافی ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ

منت طاعت ہی میں ہے

﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ (البقرہ: ۲۷۰). (ص۹۹۰)

(اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان:) اور تم نے جو کچھ خرچ کیا یا منت مانی تو بے شک اللہ اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

۲۸۱۷ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهِ.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے منت مانی کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کی اطاعت کرے اور جو منت مانے کہ نافرمانی کرے گا تو اس کے نافرمانی

Marfat.com

نہ کرے۔

(بخاری۔ج ۲ص ۹۹۱۔باب: النذر فیما لا یملك ص ۹۹۱' ابوداؤد' ترمذی' نسائی۔ کتاب النذر' ابن ماجہ۔ کتاب الکفارات۔ باب: النذر فیما لایملك)

اُسی نذر کا پورا کرنا واجب ہے جس میں معصیت نہ ہو اور اگر ایسی منت مانی جو معصیت ہے تو اس کا پورا کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ (ص ۹۹۱)

جو مر گیا اور اس پر منت ہو

ت ۷۸۵ - وَاَمَرَ ابْنُ عُمَرَ اِمْرَاَةً جَعَلَتْ اُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلٰوةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّيْ عَنْهَا.

ایک عورت نے قباء میں نماز پڑھنے کی منت مانی تھی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو حکم دیا کہ اپنی ماں کی طرف سے نماز پڑھ لے۔

(مؤطا امام مالک۔ باب: النذر فی الصیام ص ۹۴)

اس اثر کے مطابق ظاہر یہی کہتے ہیں کہ اگر کسی پر منت تھی اور وہ مر گیا تو اس کے وارثین پر اس کی قضاء واجب ہے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز اور حج میں بھی نیابت جائز ہے۔ ہم احناف کا مذہب یہ ہے کہ خالص بدنی عبادات میں نیابت صحیح نہیں۔ حج اور مالی عبادات میں صحیح ہے۔ مؤطا امام مالک میں خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ کوئی کسی کی طرف سے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے' اسی پر ہمارا عمل ہے۔

۲۸۱۸ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتٰى رَجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ اُخْتِيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ' وَاِنَّهَا مَاتَتْ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ؟ قَالَ نَعَمْ' قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ' فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے عرض کیا کہ میری بہن نے منت مانی تھی کہ حج کرے گی اور وہ مر گئی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتا اگر اس پر قرض ہوتا تو اس کو تو ادا کرتا؟ اس نے کہا: ضرور ادا کرتا۔ فرمایا: اللہ کا حق ادا کر وہ ادا کیے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

اواخر کتاب الحج' باب: ''الحج عن المیت'' میں یوں ہے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میری ماں نے منت مانی تھی۔ ان دونوں میں کوئی منافات نہیں' دونوں دو واقعے ہیں۔ دو واقعے ہونے پر یہ بھی قرینہ ہے کہ کتاب الحج میں ہے کہ ایک عورت نے کہا اور اس حدیث میں ہے کہ ایک مرد آیا۔

قوله احق بالقضاء

یہ متفق علیہ ہے کہ اگر حق اللہ و حق العبد دونوں جمع ہوں تو پہلے حق العبد کا ادا کرنا واجب ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق العبد زیادہ مستحق ہے۔ جواب یہ ہے کہ جب تو حق الناس کی رعایت کرتا ہے تو حق اللہ کی رعایت کرنا اولیٰ و بہتر ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَفِيْ مَعْصِيَةٍ (ص ۹۹۱)

اس چیز کے بارے میں منت ماننا جس کا مالک نہ ہو اور گناہ کی منت ماننا

۲۸۱۹ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ' اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ' فَسَاَلَ عَنْهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ دیکھا کہ حضور کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے۔ اس کے بارے

Marfat.com

فَقَالُوْا اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ' نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ' وَلَا يَسْتَظِلَّ' وَلَا يَتَكَلَّمَ' وَيَصُوْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ' وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ.

(ابوداؤد۔ کتاب الایمان' ابن ماجہ۔ کتاب الکفارات)

میں حضور نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابواسرائیل ہے۔ اس نے منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا' بیٹھے گا نہیں اور سائے میں نہیں رہے گا اور بات نہیں کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ بات کرے اور سائے میں رہے اور بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

باب سے مطابقت

اس باب میں ایک عجیب معاملہ ہے۔ باب کے دو جزء ہیں' جو چیز ملک نہ ہو اس کی منت مان لے۔ باب میں جتنی بھی حدیثیں امام بخاری نے ذکر کی ہیں ان میں سے کسی کو باب کے پہلے جزء سے کوئی مناسبت نہیں۔ ہاں! دوسرے جزء سے ہے وہ بھی اس مقدمے کے ملانے کے بعد جو چیز مامور بہ نہ ہو اسے عبادت سمجھنا گناہ ہے' یوں ہی بلاضرورت نفس کو ایذاء پہنچانا بھی معصیت ہے۔

بَابُ مَنْ نَّذَرَ اَنْ يَّصُوْمَ اَيَّامًا' فَوَافَقَ النَّحْرَ اَوِ الْفِطْرَ (ص۹۹۱)

جس نے منت مانی کہ فلاں دنوں میں روزہ دار رہے گا اُن دنوں میں ایامِ نحر یا یومِ فطر پڑ گیا تو کیا کرے

۲۸۲۰ - حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ اَبِيْ حُرَّةَ الْاَسْلَمِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ اَنْ لَّا يَاْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا صَامَ' فَوَافَقَ يَوْمَ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ' فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱) لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ' وَلَا يَرٰى صِيَامَهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جس نے یہ منت مانی کہ اگر فلاں دن آئے گا تو میں اس دن روزہ رکھوں گا۔ اتفاق سے وہ یوم اضحیٰ یا یوم الفطر پڑ گیا تو وہ اب کیا کرے؟ فرمایا: بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نمونۂ عمل ہے۔ حضور یومِ فطر اور یومِ اضحیٰ میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ان دنوں میں روزہ رکھنے کو جائز جانتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ اب ان روزوں کی دوسرے دن قضا کرے یا کفارہ ادا کرے اس کو انہوں نے واضح نہیں فرمایا' ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دوسرے دن اس کی قضا کرے' اس میں کفارہ نہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٨٤- [كِتَابُ] بَابُ كَفَّارَاتِ الْاَيْمَانِ

قسموں کے کفارے کا بیان

بَابُ كَفَّارَاتِ الْاَيْمَان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ﴾ (المائدہ:٨٩) وَمَا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾ (البقرہ:١٩٦): (ص ٩٩٢)

توضیح..... (کفارے کی ترتیب)

قسموں کے کفارے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ الآیۃ اور جس چیز کا نبی ﷺ نے حکم دیا جب آیہ کریمہ "فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ" نازل ہوئی یعنی اس کا فدیہ روزہ ہے یا صدقہ یا قربانی

قسم کے کفارے کے بارے میں ارشاد ہوا تھا:

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ﴾ (المائدہ:٨٩).

تو ایسی قسم کے توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا نئے کپڑے دینا یا غلام آزاد کرنا ہے، جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو اس کا کفارہ تین دن کا روزہ ہے۔

حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ روزہ چھوڑ کر بقیہ تین چیزوں میں اسے اختیار ہے، چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے چاہے تو انہیں کپڑے پہنا دے چاہے تو غلام آزاد کر دے۔ ایسا نہیں کہ ان میں ترتیب ہو کہ پہلے یہ واجب ہو کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اس کی استطاعت نہ ہو تو دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے، اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھے، بلکہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت کے باوجود چاہے تو کپڑے سے کفارہ دے چاہے تو غلام آزاد کر دے۔ اسی طرح دس مسکینوں کو کپڑا دینے کی استطاعت ہوتے ہوئے چاہے تو غلام آزاد کر دے کیونکہ آیت کریمہ میں اس کو لفظ "او" سے بیان فرمایا گیا ہے اور یہ تخییر کے لیے آتا ہے جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس ﷺ نے حکم دیا تھا۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ احرام باندھے ہوئے تھے اور ان کے سر میں بہت زیادہ جوئیں پڑ گئیں تھیں یہاں تک کہ بالوں سے جھڑ کر ان کے منہ پر آ جاتی تھیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ سر منڈوا لو اور اس کا فدیہ دو جیسا کہ آیت کریمہ: "فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ" (البقرہ:١٩٦) میں مذکور ہے تو اس کا بدلہ اس پر واجب ہے روزہ یا خیرات یا قربانی۔ روزہ تین دن کا ہے اور کھانا چھ مسکین کو۔ ہر مسکین کو

Marfat.com

نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو ہے۔ موجودہ اعشاریہ وزن سے 2 کلو سینتالیس گرام نصف صاع ہے اور چار کلو چورانوے گرام پورا صاع اور نسک سے مراد بکری کی قربانی ہے اور انہیں اس کا اختیار دیا کہ ان تینوں میں سے جو چاہیں ادا کریں۔ روزہ رکھنے کی استطاعت ہو تو وہ چاہیں صدقہ کریں چاہیں تو قربانی کریں کیونکہ آیت کریمہ میں لفظ ''او'' ہے جو تخییر کے لیے آتا ہے۔

تنبیہ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا سر منڈانا جوؤں کی ناقابل برداشت تکلیف کی بناء پر تھا' یہ غیر اختیاری تھا' اس لیے فدیہ میں انہیں اختیار تھا' چاہیں تو روزہ رکھیں' چاہیں تو مسکینوں کو کھانا کھلائیں' چاہیں تو دم دیں' لیکن اگر کوئی بلا عذر احرام کی حالت میں سر منڈائے گا کل یا چوتھائی تو اس پر دم واجب ہے کہ یہ جرم اختیاری ہے۔

ت ۷۸۶ - وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ اَوْ اَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ، وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء اور عکرمہ سے مروی ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ جہاں قرآن میں ''اَوْ' اَوْ'' ہے تو اس کے مامور کو اختیار ہے ان چند چیزوں میں سے جسے چاہے کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ کو فدیہ میں اختیار دیا تھا۔

جیسے یہاں فدیہ میں لفظ ''اَوْ' اَوْ'' ہونے کی وجہ سے اختیار تھا ویسے ہی روزے کے کفارے میں ''اَوْ' اَوْ'' ہے تو اسے اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے دے' البتہ قسم کے کفارے میں روزہ رکھنا مشروط ہے کہ جب ان تینوں میں سے کسی کی استطاعت نہ ہو تو روزے کی اجازت ہے۔

۲۸۲۱ - عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ صِيَامٌ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، وَالنُّسُكُ شَاةٌ، وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ.

ایوب سختیانی نے کہا کہ روزہ تین دن ہے اور قربانی سے مراد بکری کی قربانی ہے اور صدقہ چھ مسکینوں کو دینا ہے۔

آیت کریمہ میں صرف صیام تھا یا صدقہ یا نُسُک' یہ تفصیل نہیں تھی کہ کتنے دن کا روزہ ہے اور صدقہ کی مقدار کیا ہے اور قربانی کا جانور کون سا واجب ہے؟ تو حضرت امام بخاری نے ایوب سختیانی کا قول نقل کیا کہ روزہ تین دن ہے اور قربانی بکری کی ہے اور صدقہ چھ مسکینوں کو دینا ہے۔ اسماعیلی[1] کی روایت میں آخر میں یہ ہے کہ ابن عون نے کہا کہ مجاہد نے اس کی تفصیل بیان کی تھی مجھے یاد نہیں تھی۔ میں نے ایوب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ روزہ تین دن ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تفصیل مرفوع نہیں۔ امام مجاہد اور ایوب سے موقوفاً مروی ہے لیکن نسائی[2] میں بہ طریق محمد بن سلمہ اور حارث بن مسکین جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ تین دن روزہ رکھ' دو مسکینوں کو کھانا دے دو دو مد یعنی ہر مسکین کو دو مد یا بکری کی قربانی کر' ان میں سے جو بھی کرے گا تو تیرے لیے کافی ہوگا۔

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهٖ، وَمَا تَوَارَثَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ (ص ۹۹۳)

مدینہ کا صاع اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مد اور اس کی برکت اور اہل مدینہ کے صاع کا قرناً بعد قرنٍ متوارث ہونا

۲۸۲۲ - قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْ زَكٰوةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُدِّ الْاَوَّلِ، وَفِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کی زکوۃ (صدقہ فطر) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد سے دیتے تھے پہلے مد سے اور قسم کے کفارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

---

[1] فتح الباری۔ ج ۱۱ ص ۵۰۴ [2] نسائی۔ ج ۲ ص ۱۷۔ باب: الحرم یوذیہ القمل فی راسہ

Marfat.com

كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ اَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا اَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ، وَلَا نَرَى الْفَضْلَ اِلَّا فِيْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ لِيْ مَالِكٌ لَوْ جَاءَ كُمْ اَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا اَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِاَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ؟ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِيْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اَفَلَا تَرٰى اَنَّ الْاَمْرَ اِنَّمَا يَعُوْدُ اِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

کے مد سے۔ ابوقتیبہ نے کہا کہ ہم سے مالک نے فرمایا: ہمارا مد تمہارے مد سے برکت میں بڑھا ہوا ہے اور ہم فضیلت نبی ﷺ کے مد ہی میں جانتے ہیں اور مجھ سے مالک نے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی بادشاہ آئے اور نبی ﷺ کے مد سے چھوٹا مد مقرر کر دے تو تم لوگ کس سے دو گے؟ میں نے کہا: نبی ﷺ کے مد سے دیں گے تو امام مالک نے کہا: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بات نبی ﷺ کے مد ہی کی طرف لوٹتی ہے۔

مد اور صاع کی پوری تحقیق نزہۃ القاری، ج ۱ ص ۵۱۸۔۵۱۹، رقم: ۱۴۶، میں مذکور ہو چکی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں پیمانوں میں تبدیلی کی تھی۔ نبی ﷺ کے مد سے کچھ بڑا رائج کیا تھا، پھر ہشام بن عبدالملک نے بھی کچھ تبدیلی کے ساتھ صاع اور مد رائج کیا تھا مگر مدینہ طیبہ میں نبی ﷺ ہی کا مد و صاع رائج تھا۔ اب جب تین قسم کے پیمانے رائج تھے تو لامحالہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ صدقۂ فطر اور کفارے کس صاع سے ادا کیے جائیں۔ حضرت امام بخاری نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ سب نبی ﷺ کے صاع سے ادا کیے جائیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل نقل فرمایا اور امام مالک کا قول اور استدلال نقل فرمایا۔ امام مالک کے فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا مد یعنی جو مدینہ میں رائج ہے نبی ﷺ کا مد تمہارے مد سے برکت اور فضیلت میں بڑھا ہوا ہے اگرچہ تمہارا مد ہمارے مد سے مقدار میں بڑا ہے۔ الزام کے طور پر فرمایا کہ اگر کوئی بادشاہ ایسا مد رائج کرے جو نبی ﷺ کے مد سے مقدار میں چھوٹا ہو تو صدقۂ فطر اور کفارہ کس سے ادا کرو گے۔ ابوقتیبہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے مد سے ادا کریں گے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہو گیا کہ اعتبار نبی ﷺ کے مد کا ہے تو جیسے جب چھوٹا مد رائج ہو اور اعتبار نبی ﷺ کے مد کا ہے اسی طرح اگر بڑا مد رائج ہو تو بھی اعتبار نبی ﷺ کے مد کا ہوگا۔

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ وَ الْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ، وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا (ص ۹۹۴)

کفارے میں مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو آزاد کرنا اور ولد زنا کا آزاد کرنا

توضیح

کفارے میں غلام آزاد کرنا چاہتا ہے یا لونڈی؟ اور اس کے پاس کوئی مدبر ہے یا مکاتب ہے یا ام ولد ہے اور ان میں سے کسی کو آزاد کیا تو کفارہ ادا ہوا کہ نہیں؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک ام ولد اور مدبر کا آزاد کرنا مطلقاً صحیح ہے، رہ گیا مکاتب تو اگر اس نے بدل کتابت کچھ بھی نہ دیا ہو یا کچھ ادا کیا ہو اور کچھ باقی ہے اور باقی کے ادا کرنے سے عاجز ہے تو اس کا آزاد کرنا بھی صحیح ہے اور اگر مکاتب نے بدل کتابت بہت کچھ ادا کر دیا ہے اور کچھ باقی ہے اور باقی کو ادا کرنے پر قادر ہے اور اسے کفارہ میں آزاد کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ اگر کوئی غلام ولد الزنا ہے تو اس کے آزاد کرنے سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ امام بخاری نے باب کے ثبوت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر بنا دیا تھا۔ ان کے پاس سوائے اس کے اور کوئی مال نہیں تھا، اس کی خبر نبی ﷺ تک پہنچی تو فرمایا: اس کو مجھ سے کون خریدے گا؟ تو نعیم بن نحام نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ اس سے باب کو مناسبت یہ ہے کہ اس غلام کو بیچنے کا جواز اس کی دلیل ہے کہ اس کی رقیت کامل ہے اس لیے کفارے میں اس کو

Marfat.com

آزاد کرنا صحیح ہے۔اسی طرح ام ولد کی رقیت کامل ہے اوراس غلام کی بھی جس نے بدل کتابت کچھ نہیں ادا کیا تو اس کو بھی کفارے میں آزاد کرنا صحیح ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۵- کِتَابُ الْفَرَائِضِ (ص ۹۹۵)

[فرائض کا بیان]

توضیح

''فرائض''، ''فریضہ'' کی جمع ہے جیسے ''حدیقۃ'' کی جمع ''حدائق''۔ ''فریضۃٌ'' معنی میں ''مفروضہ'' کے ہے۔ یہ اصل میں ''فَرْضٌ'' سے مشتق ہے جس کے معنی قطع اور تقدیر اور بیان کے ہیں' بولتے ہیں: ''فرضت لفلانٍ کذا'' یعنی میں نے اس کو اتنا مال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا'' (النور:۱) یہ ایک سورۃ ہے جسے ہم نے اتارا اور اس میں کچھ احکام بیان کیے۔

اصطلاح شرع میں فرض اس وظیفہ کا نام ہے جو مکلف پر شرعاً لازم کیا گیا ہو' اسی سے فرائض نماز' فرائض زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ میراث کو بھی فرائض کہا جاتا ہے اس لیے کہ یہ وارث کے لیے من جانب اللہ مقرر کردہ ہیں اور اللہ کی کتاب میں بیان کیے ہوئے ہیں اور حصہ مقرر ہے اس میں کمی زیادتی جائز نہیں۔ قرآن کریم میں میراث کے ذکر کے بعد فرمایا: ''فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ'' (النساء:۱۱) یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے۔

بَابُ

[النساء:۱۱ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ (النساء:۱۱). (ص ۹۹۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے عورت کا دگنا حصہ ہے۔

توضیح..... (سورۃ النساء میں بارہ اصناف کی میراث کا تذکرہ)

اس باب میں امام بخاری نے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۱-۱۲ تحریر فرمائی جن میں فرائض کے اُصول مذکور ہیں۔ ان آیتوں میں بارہ اصناف کی میراث مذکور ہے:

(۱) مرد اور عورت جب کہ دونوں عصبہ ہوں مثلاً بیٹا بیٹی' بھائی بہن' ان کا حصہ بیان فرمایا کہ مرد کو عورت کا دگنا حصہ پہلے ملے گا۔

(۲) کسی نے صرف لڑکیاں چھوڑیں یا صرف بہنیں چھوڑیں' اگر یہ دو سے زائد ہیں تو ان کو دو ثلث ملے گا۔

(۳) اور اگر یہ ایک ہے تو اس کو میراث کا آدھا ملے گا۔

(۴) اگر میت کے اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔

(۵) اگر میت کے اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی ملے گا۔

Marfat.com

(۶) اس صورت میں اگر اس کے بھائی ہوں تو ماں کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔
(۷) بیوی مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو آدھا حصہ ملے گا۔
(۸) اگر اولاد ہو تو شوہر کو چوتھائی۔
(۹) شوہر مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی ملے گا۔
(۱۰) اگر متوفی شوہر کے اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ۔
(۱۱) اگر متوفی کلالہ ہو جس کے وارث نہ ماں ہو نہ باپ ہو اور نہ اولاد ماں شریک بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔
(۱۲) اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ثلث یعنی تہائی حصہ میں شریک ہوں گے' اور جو حصے مقرر ہیں' وہ یہ ہیں۔ نصف' ثلث' ربع' سدس' ثمن۔

اس آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ میت پر اگر قرض ہو یا وہ کوئی صحیح وصیت کر گیا ہے تو ترکہ کی تقسیم پر دین کی ادائیگی اور وصیت مقدم ہوگی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ وصیت ایک تہائی یا اس سے کم میں نافذ ہوگی اس سے زائد میں نہیں' نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ بہ قدر مسنون تجہیز و تکفین تدفین کا خرچہ سب پر مقدم ہے' پھر دین' پھر وصیت۔

کلالہ

یہ مشتق ہے "اکلیل" سے جس کے معنی تاج ہیں جو سر کو ہر طرف سے گھیرے رہتا ہے۔ کلالہ کے وارث اصول و فروع نہیں ہوتے بلکہ اس کے حواشی ہوتے ہیں اس لیے اس کو کلالہ کہا جاتا ہے۔ جمہور اور صحابہ کا مذہب یہ ہے کہ کلالہ سے مراد وہ مرد یا عورت ہے جس کے نہ ماں باپ ہوں اور نہ اولاد۔ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے بلکہ بہت سے لوگوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اس آیۂ کریمہ میں یہاں "اَخٌ" اور "اُخْتٌ" سے مراد اخیافی ہیں یعنی جن کی ماں ایک ہو باپ دو ہوں۔ اس کی دلیل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے "وَلَهٗ اَخٌ او اُخْتٌ مِنْ اُمٍّ" اس تقدیر پر کلالہ کی تفسیر میں یہ قید بھی بڑھانی ضروری ہوگی کہ ماں باپ اور اولاد کے ساتھ حقیقی بھائی بہن یا علاتی بھائی بہن نہ ہوں۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ (ص ۹۹۵)

فرائض کا سیکھنا

ت ۷۸۷ - وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ. يَعْنِي الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم حاصل کرو گمان کرنے والوں سے پہلے یعنی جو لوگ گمان سے کلام کرتے ہیں۔

مراد یہ ہے کہ علم کے مٹنے سے پہلے پہلے علم حاصل کر لو جب علم مٹ جائے گا تو لوگ اپنے گمان سے کلام کریں گے۔ اس میں "ظن" سے مراد ایسی بات ہے جو قرآن و حدیث یا قرآن و حدیث سے مستخرج اصول پر مبنی نہ ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ (ص ۹۹۵)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم نے جو کچھ چھوڑا صدقہ ہے

۲۸۲۳ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ان کی ازواج نے ارادہ کیا کہ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' اَرَدْنَ اَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ يَسْاَلْنَهٗ مِيْرَاثَهُنَّ' فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ' مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ؟

حضرت عثمان کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجیں کہ وہ ابوبکر سے ان کی میراث طلب کریں تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے۔

(مسلم۔ کتاب المغازی' ابوداؤد۔ کتاب الخراج' نسائی۔ کتاب الفرائض)

اس مسئلہ پر چوتھی جلد میں کتاب الخمس میں مفصل گفتگو کر چکا ہوں۔ اس حدیث میں ''لانورث'' جمع متکلم کا صیغہ ہے' لیکن اس سے مراد خاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس کی دلیل اسی باب کی دوسری حدیث ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنَّا لا نورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى الله عليه وسلم عَلَيْهِ وَنَفْسَهٗ.

یعنی ''لا نورث'' سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص اپنی ذات مراد لی ہے۔ یعنی میرا کوئی وارث نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے دیگر انبیاء کرام کے لیے نہیں۔

اشکال

اس پر یہ اشکال ہے کہ اہل اصول وغیرہ کی کتابوں میں یہ حدیث یوں مشہور ہے:

نحن معاشر الانبياء لا نورث.

ہم انبیاء کے گروہ ہیں' ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

جواب

سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ائمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کا انکار کیا' لیکن اپنی رائے یہ لکھی کہ لفظ ''نحن'' کے ساتھ یہ حدیث مروی نہیں' لیکن نسائی میں اس لفظ کے ساتھ مذکور ہے۔

انا معاشر الانبياء لا نورث.

ہم انبیاء کے گروہ ہیں' ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں مسند حمیدی میں بھی اسی لفظ کے ساتھ ہے۔ ہشیم بن کلیب نے اپنی مسند میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی لفظ کے ساتھ روایت کیا۔ نیز طبرانی نے اوسط میں اس کے ہم معنی روایت کیا۔ نیز دارقطنی نے علل میں ام ہانی کی روایت سے' وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء سے' وہ حضرت ابوبکر صدیق سے اس لفظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ان الانبياء لا يورثون.

انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

حاصل یہ نکلا کہ یہ حدیث معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس پر بہت بڑا اشکال ہے کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ''وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ'' (النمل:۱۶) اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا منقول ہے:

فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ. (مریم:۵-۶)

اور مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے جو میرا کام انجام دے ۝ جو میرا اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔

اس کی تاویل ہمارے علماء اہل سنت نے یہ فرمائی کہ اس سے مراد نبوت ہے اور اس آیت کی ابتداء میں جو ہے کہ انہوں نے پہلے یہ عرض کی:

وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ. (مریم:۵)

اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت داروں کا ڈر ہے۔

اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ میرے قرابت دار میرا مال لے لیں گے۔

Marfat.com

اقول وبالله التوفیق: حضرت زکریا علیہ السلام تو نبی تھے۔ ایک شریف انسان جب اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اسے کچھ پرواہ نہیں رہتی کہ میرا مال کون لے رہا ہے؟ خصوصاً اس صورت میں کہ جب اللہ کا حکم ہی یہی ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو تو اس کے قرابت دار اس کے مال کے وارث ہوں گے' یہ ڈرنے کی بات نہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے قرابت داروں میں ردوبدل نہ کریں۔ یہ یقیناً نبی کے لیے بہت بڑے اندیشہ کی بات ہے۔

حاصل

اس کا حاصل یہ نکلا کہ وارث نہ ہونا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کو عام ہے۔

دوسرا اشکال

ارشاد ہے: ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. الایة'' تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے عورت کا دگنا حصہ ہے۔ کتاب اللہ کی تخصیص' خبر واحد سے درست نہیں۔ اس کا جواب ہم چھٹی جلد میں تفصیل سے ذکر کر آئے کہ حدیث ''لا نورث ما ترکنا صدقة'' خبر واحد نہیں خبر مشہور ہے اور خبر مشہور سے کتاب اللہ کی تخصیص درست۔

بَابُ مِیْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ اَبِیْهِ وَاُمِّهٖ (ص ۹۹۷)

باپ اور ماں کی طرف سے ان کے بیٹے کی میراث کا بیان

ت ۷۸۸ - وَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِذَا تَرَکَ رَجُلٌ اَوِ امْرَاَةٌ بِنْتًا فَلَهَا النِّصْفُ' وَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ اَوْ اَکْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ' وَاِنْ کَانَ مَعَهُنَّ ذَکَرٌ بُدِیءَ بِمَنْ شَرِکَهُمْ فَیُوْتٰی فَرِیْضَتَهٗ' فَمَا بَقِیَ فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ.

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: جب کوئی مرد یا کوئی عورت ایک بیٹی چھوڑے تو اس کے لیے آدھا ہے۔ اگر دو ہوں یا زیادہ تو ان کے لیے دو ثلث ہے۔ پس اگر ان لڑکیوں کے ساتھ کوئی مرد ہو تو پہلے میراث میں دوسرے شریکوں کو دیا جائے گا اس کے مقررہ حصہ کے مطابق اور جو باقی رہے گا تو مرد کے لیے عورت کا دگنا حصہ۔

متوفی اگر صرف بیٹا اور بیٹی چھوڑے ایک ایک یا کئی کئی تو کل میراث ''للذکر مثل حظ الانثیین'' کے مطابق تقسیم ہوگی یعنی بیٹے کو بیٹیوں کا دگنا' اور اگر بیٹے اور بیٹی کے ساتھ اصحاب فرائض میں سے کوئی ہو تو پہلے ان کا پورا حصہ دیا جائے گا اور جو بچے گا اس میں سے بیٹے کو بیٹیوں کا دگنا' اور بیٹیوں کو بیٹے کا نصف حصہ دیا جائے گا' مثلاً کسی نے ایک ماں چھوڑی اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ ماں اصحاب فرائض میں سے ہے اس لیے پہلے ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا' جو بچے گا اس کے تین حصے کر کے دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیا جائے گا۔ اس صورت میں مسئلہ چھ سے بنے گا' اور اٹھارہ سے تصحیح ہوگی یعنی کل ترکہ کے اٹھارہ حصے کیے جائیں گے۔ اس میں سے ماں کو تین حصے' دس بیٹے کو اور پانچ بیٹی کو دیے جائیں گے۔

۲۸۲۴ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا' فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (پہلے) فرائض کو اس کے حق داروں کو دو اور جو باقی رہے وہ سب سے زیادہ قریب مرد کے لیے ہے۔

(مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی۔ کتاب الفرائض۔ باب: میراث ابن الابن ص ۹۹۶' باب: میراث الجد مع الاب والاخوة ص ۹۹۷' باب: ابنی

Marfat.com

عم احدھما اخ للام والاخر زوج ص۹۹۹)

یعنی ترکہ کی تقسیم کے وقت سب سے پہلے ان رشتہ داروں کو حصہ دیا جائے جن کا حصہ قرآن مجید میں مقرر ہے۔ ان کے دینے کے بعد جو بچے وہ اس مرد کو دیا جائے جو میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو جن کو عصبات کہا جاتا ہے' مثلاً کسی نے انتقال کیا اور ایک ماں' ایک بیٹی اور ایک چچا اور ایک پھوپھی اور ایک چچا کا بیٹا چھوڑا تو پہلے ماں کو ایک سدس دیا جائے گا' پھر بیٹی کو نصف اور جو بچے گا وہ چچا کو ملے گا۔ پھوپھی اور چچا کے لڑکے کو کچھ نہیں ملے گا۔ پھوپھی کو اس لیے کچھ نہیں ملے گا کہ وہ مرد نہیں' عورت ہے اور چچا کے بیٹے کو اس لیے نہیں ملے گا کہ وہ بہ نسبت چچا کے دور ہے۔ چچا اس کی بہ نسبت قریب ہے۔ مسئلہ کی صورت یہ ہوگی: زید نے انتقال کیا' ماں' ایک بیٹی' ایک چچا' ایک پھوپھی' ایک چچا کا بیٹا چھوڑا۔ مسئلہ چھ سے بنے گا یعنی کل ترکہ کے چھ حصے کر کے ایک حصہ ماں کو تین حصے بیٹی کو' دو حصے چچا کو' پھوپھی اور چچا کے لڑکے کو کچھ نہیں ملے گا۔

بَابُ مِيرَاثِ الْبَنَاتِ (ص۹۹۷)

لڑکیوں کی میراث کا بیان

۲۸۲۵ - عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا اَوْ اَمِيْرًا' فَسَاَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَاُخْتَهُ' فَاَعْطَى الْاِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْاُخْتَ النِّصْفَ. (بخاری۔ باب: میراث الاخوات مع البنات عصبۃ ص ۹۹۸' ابوداؤد۔ کتاب الفرائض)

حضرت اسود بن یزید نے کہا کہ ہمارے پاس یمن میں تعلیم دینے کے لیے یا امیر کی حیثیت سے حضرت معاذ بن جبل آئے۔ ہم نے ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ جس کی وفات ہو گئی اور اس نے اپنی ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ہے تو انہوں نے آدھا بیٹی کو اور آدھا بہن کو دیا۔

اس فیصلہ کی بنیاد اس پر ہے کہ جب میت کی بیٹی کے ساتھ بہن بھی ہو تو بہن عصبہ ہو جاتی ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے: بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ کرو۔ بیٹی ذوی الفرائض میں ہونے کی بناء پر نصف پائے گی اور بقیہ جو بچا وہ بہن کا ہے۔ فرض کرو کسی نے انتقال کیا اور دو بیٹیاں ایک بہن چھوڑیں۔ دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک ثلث ملے گا اور بہن کو ایک ثلث۔

بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْاِبْنِ اِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ (ص۹۹۷)

پوتے کی میراث جب کہ بیٹا نہ ہو

ت۷۸۹ - وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْاَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ' اِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ' ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ' وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ' يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ' وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ' وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْاِبْنِ مَعَ الْاِبْنِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پوتے بہ منزلہ بیٹے کے ہیں جب کہ ان کے اور میت کے درمیان کوئی بیٹا نہ ہو۔ پوتے بیٹوں کی مثل اور پوتیاں لڑکیوں کی مثل' یہ سب وارث ہوں گے جیسا کہ بیٹے بیٹیاں وارث ہوتی ہیں اور دوسروں کو میراث سے محروم کریں گے جیسا کہ بیٹے اور بیٹیاں کرتے ہیں اور پوتا بیٹے کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔

اس تعلیق کو امام سعید بن منصور نے موصولاً روایت کیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے' اس پر امت کا اجماع ہے۔

Marfat.com

قوله اذا لم يكن دونهم ولد

یعنی پوتے اور پوتیوں اور میت کے درمیان میت کا کوئی بیٹا نہ ہو عام روایتوں میں صرف "ولدٌ" ہے البتہ کشمیہنی کی روایت میں "ولدٌ ذکر" ہے اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ بیٹا کیا۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ اگر متوفی کے کوئی بیٹا نہ ہو تو پوتے پوتیاں عصبہ ہوں گے اور انہیں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے حساب سے ترکہ ملے گا اگرچہ متوفی کی بیٹی موجود ہو مثلاً کسی نے ایک بیٹی اور پوتا اور ایک پوتی چھوڑی تو نصف بیٹی کو ملے گا اور نصف آخر "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق پوتے کو دو حصہ اور پوتی کو ایک ملے گا یعنی کل ترکہ چھ حصے کیا جائے گا۔ تین بیٹی کو دو پوتے کو ایک پوتی کو دیا جائے گا۔

بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے اور پوتیاں محروم رہیں گی۔ اس پر آج کل ہندوؤں کے ورغلانے سے نئے تعلیم یافتہ مسلمان بننے والے بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ جب کسی میت کا بیٹا بھی ہو اور پوتا بھی ہو جس کا باپ مر چکا ہو تو وہ زیادہ قابل رحم ہے اسے آپ لوگ محروم کرتے ہیں اور سب بیٹے کو دیتے ہیں۔ اس پر بڑے لمبے لمبے مقالے لکھے گئے لمبی لمبی بحثیں ہوئیں لیکن یہ لوگ خاموش نہیں ہوئے۔ میں جب بریلی شریف میں تھا تو علی گڑھ یونی ورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب تشریف لائے تھے۔ پہلے انہوں نے اور لوگوں سے گفتگو کی مگر وہ کسی طرح خاموش نہیں ہوئے۔ فرفر بولتے جاتے تھے۔ ایک صاحب ان کو لے کر میرے پاس آئے۔ پروفیسر صاحب نے بڑے زوردار طریقے سے اپنے مدعا کو بیان کیا۔ وہ چپ ہی نہیں ہو رہے تھے۔ میں بار بار ان سے کہتا رہا کہ آپ کا سوال میں سمجھ گیا۔ میری سنیے! لیکن وہ خاموش نہیں ہو رہے تھے۔ آخر میں نے جھنجھلا کر کہا کہ جب آپ کو اپنی ہی کہنی ہے میری بات سننی نہیں تو مجلس برخاست کیجیے۔ اس پر وہ جھلائے تو بہت مگر خاموش ہو گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میراث کا استحقاق کسی کو اس کی مجبوری یا ضرورت پر ہے یا رشتہ پر۔ انہوں نے فرمایا کہ رشتہ پر مگر پھر شروع ہو گئے کہ پوتا بھی تو رشتہ دار ہے۔ میت کی نسل سے ہے اس کا خون ہے۔ میں نے کہا: مجھے ایک منٹ کا اور موقع دیجیے۔ اب میں نے ان سے پوچھا: جب میراث کا استحقاق رشتہ کی بنیاد پر ہے تو کیا ہر رشتہ دار کو میراث ملے گی یا اس میں کچھ تفصیل ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا سوال میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے کچھ تفصیل سے سوال بیان کیا تو کچھ رکے جھجکے مگر مجبوراً ان کو کہنا پڑا کہ ہر رشتہ دار کو نہیں ملے گی بلکہ خاص خاص رشتہ داروں کو میراث ملے گی۔ میں نے عرض کیا: ان خاص رشتہ داروں کے تعین کے لیے کوئی اصل ہے یا نہیں۔ آدمی بہر حال ذہین تھے۔ اس سوال کے سنتے ہی انہوں نے پینترا بدلا اور پھر بڑے جوش سے انہوں نے تقریر کرنا شروع کر دی۔ میں نے ذرا زوردار آواز میں ان سے پوچھا کہ بتائیے کہ میت کا حقیقی بھائی اپاہج ہے نادار ہے اور میت کا بیٹا موجود ہے جو کروڑ پتی ہے لیکن وہ پروفیسر صاحب تھے وہ بھی علی گڑھ یونی ورسٹی کے مگر ان کے میزبان جو خود ایم اے تھے انہوں نے کہا: پروفیسر صاحب اب خاموش رہیے بات پوری گئی اور مسئلہ صاف ہو گیا۔ میراث کا استحقاق مجبوری اور ضرورت پر نہیں رشتہ پر ہے اور رشتوں میں ترجیح اور اولیت اس کو حاصل ہے جو میت سے زیادہ قریب ہے اور ظاہر ہے کہ بیٹے اور پوتے میں میت سے زیادہ قریب بیٹا ہے۔ پوتا ایک درجہ دور ہے اس لیے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا کچھ نہیں پائے گا جیسے کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

بَابُ مِيرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ (ص ۹۹۷)

بیٹی کے ساتھ پوتی کی میراث کا بیان

۲۸۲۶ - قَالَ سُئِلَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَاُخْتٍ، فَقَالَ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ، وَاْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ، فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، وَاُخْبِرَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر کسی متوفی کی ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن ہو تو ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا: بیٹی کو آدھا اور بہن کو آدھا اور ابن مسعود کے پاس

Marfat.com

بِقَوْلِ اَبِیْ مُوْسٰی فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ' اَقْضِیْ فِیْهَا بِمَا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ' وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَکْمِلَةَ الثُّلُثَیْنِ' وَمَا بَقِیَ فَلِلْاُخْتِ' فَاَتَیْنَا اَبَا مُوْسٰی فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ' فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِیْ مَا دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِیْکُمْ. (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ۔ باب: میراث الاخوات مع البنات عصبۃ ص۹۹۸)

جاؤ مجھے امید ہے کہ وہ بھی یہی فیصلہ کریں گے۔ اب حضرت ابن مسعود سے پوچھا گیا اور انہیں حضرت ابوموسیٰ کی بات بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا: ایسا ہے تو میں گم راہ ہوگیا' ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہا۔ اس بارے میں میں وہی فیصلہ کروں گا جو نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ بیٹی کو نصف اور پوتی کو سدس تاکہ دو ثلث مکمل ہو جائے اور جو بچ رہے وہ بہن کا' اس کے بعد ہم لوگ حضرت ابوموسیٰ کے پاس آئے' ہم نے انہیں ابن مسعود کے قول کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا: جب تک یہ حبر تم میں ہے مجھ سے کچھ مت پوچھنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا: ''لقد ضللت اذاً'' وہ اس بنیاد پر فرمایا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ابن مسعود میری اتباع کریں گے چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس خصوص میں حضور اقدس ﷺ کا فیصلہ معلوم تھا اس کے باوجود اس کے خلاف قصداً حضرت ابوموسیٰ اشعری کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرتے تو ضرور یہ گم راہی ہوتی۔ صورت مسؤلہ میں تخریج یہ ہوگی: کل ترکہ کے چھ حصے کیے جائیں گے۔ تین بیٹی کو' ایک پوتی کو' دو بہن کو دیئے جائیں گے۔

بَابُ مِیْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْاَبِ وَالْاِخْوَةِ (ص۹۹۸)

باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کی میراث کا بیان

ت ۷۹۰- وَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَیْرِ اَلْجَدُّ اَبٌ.

اور حضرت ابوبکر و ابن عباس اور ابن زبیر نے فرمایا کہ دادا باپ ہے۔

یعنی جب متوفی کا باپ نہ ہو' دادا ہو تو میراث کے سلسلے میں جو حیثیت باپ کی ہے وہی دادا کی ہوگی۔ یہاں جد سے مراد جد صحیح ہے۔ یہ وہ ہے جس کی میت کی جانب نسبت میں ماں نہ ہو جس کو ہمارے عرف میں دادا کہتے ہیں۔ نانا مراد نہیں۔ عرب میں نانا کو بھی جد کہتے ہیں۔ باپ کی تین حالتیں ہیں۔ صرف فرض جب کہ اولاد ہو۔ اس صورت میں چھٹا حصہ پائے گا۔ فرض اور تعصیب دونوں جب کہ متوفی کے بیٹی یا پوتی ہوں۔ اس صورت میں باپ کو میراث کا نصف ملے گا' وہ اس طرح کہ سدس بحیثیت ذوی الفروض کے اور لڑکی کو نصف اور جو بچا وہ بحیثیت عصبہ کے باپ کو ملے گا۔ حاصل یہ نکلا کہ آدھا بیٹی کو آدھا باپ کو۔ ''تعصیب محض'' جب کہ میت کے نہ بیٹا ہو نہ بیٹی نہ پوتا' نہ پوتی۔ جب متوفی کا باپ نہ ہو تو دادا کا بھی یہی حکم ہے مگر چار مسائل میں۔ پہلا: یہ کہ بنی الاعیان اور بنی علات باپ کے ہوتے ہوئے بالاجماع ساقط ہو جاتے ہیں لیکن دادا کے ہوتے ہوئے ساقط نہیں ہوں گے جمہور کے نزدیک' لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساقط ہو جائیں گے۔ دوسرا: اگر متوفی کے زوجین میں سے کوئی ہو اور باپ ہو اور ماں تو ماں ثلث ما بقی لے گی اور دادا کے ساتھ کل ترکہ کا ثلث' تیسرا: باپ کی ماں اور دادی باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہیں گی لیکن دادا کے ہوتے ہوئے محروم نہیں رہیں گی' چوتھا: ''مُعْتَق'' نے ''مُعْتِق'' کے باپ اور بیٹے کو چھوڑا تو سدس ولاء باپ کے لیے اور باقی بیٹے کے لیے۔ یہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور طرفین کے نزدیک پوری ولاء بیٹے کے لیے ہے اور اگر مُعْتَق نے مُعْتِق کے بیٹے اور دادا کو چھوڑا تو بالاتفاق پوری ولاء بیٹے کے لیے ہے۔

ت ۷۹۱- وَقَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿یٰبَنِیْ اٰدَمَ﴾ (الاعراف:

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی دلیل میں دو آیتیں

Marfat.com

۲۷)﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ﴾ (یوسف:۳۸).

پڑھیں؛ یا بنی آدم اور میں نے اپنے آباء کرام ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کی۔

توضیح

یعنی تمام انسانوں کو حضرت آدم کا بیٹا کہا گیا حالانکہ وہ موجودہ انسانوں کے دادا ہیں وہ بھی سینکڑوں پشت اوپر' حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ حضرت یعقوب ہیں اور حضرت اسحاق دادا اور حضرت ابراہیم پردادا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دادا باپ ہے۔

(قَالَ الْبُخَارِیُّ) وَلَمْ یُذْکَرْ اَنَّ اَحَدًا خَالَفَ اَبَا بَکْرٍ فِیْ زَمَانِهٖ' وَاَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ.

(امام بخاری نے فرمایا:) اور کہیں مذکور نہیں کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ان کے زمانے میں مخالفت کی اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بہ کثرت تھے۔

توضیح

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں صحابہ کرام کا اس پر اجماع سکوتی ہو گیا کہ دادا بہ منزلہ باپ ہے۔

ت ۷۹۲ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَرِثُنِی ابْنُ ابْنِیْ دُوْنَ اِخْوَتِیْ وَلَا اَرِثُ اَنَا ابْنَ ابْنِیْ؟

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا پوتا وارث ہو گا نہ میرے بھائی اور میں اپنے پوتے کا وارث نہ ہوں؟

توضیح

کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ بھائیوں کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا اور کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ بھائیوں کے ہوتے ہوئے دادا کے ساتھ بھائیوں کو بھی حصہ ملے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں کے رد میں فرماتے ہیں کہ متوفی کے اگر پوتے اور بھائی ہوں تو صرف پوتا پائے گا۔ بھائی بہن نہیں پائیں گے' پھر یہ کیسے معقول ہو سکتا ہے کہ پوتے کے ترکہ سے مجھے حصہ نہ ملے اور پوتے کے بھائیوں کو ملے۔ یہ الٹی بات ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ متوفی کے اگر دادا اور بھائی ہوں تو کل میراث دادا کو ملے گی' بھائی محروم ہوں گے۔

ت ۷۹۳ - وَیُذْکَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَیْدٍ اَقَاوِیْلُ مُخْتَلِفَةٌ.

اور حضرت عمر' و حضرت علی' و ابن مسعود اور زید رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہوئے مختلف اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔

یہ سارے اقوال مرجوح و متروک ہیں اس لیے ہم ان کے ذکر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

۲۸۲۷ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (اِلٰی اِنْ قَالَ) فَاِنَّهٗ اَنْزَلَهٗ اَبًا' اَوْ قَالَ قَضَاهُ اَبًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے دادا کو بہ منزلہ باپ کیا' یا راوی نے یہ کہا: حضرت ابوبکر نے فیصلہ فرمایا کہ دادا باپ ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ کہ دادا باپ کے نہ ہوتے ہوئے میراث میں باپ کے حکم میں ہے' متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کا قول مناقب میں گزرا' نیز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' نیز حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی' تو حضرت ابن عباس' حضرت ابن زبیر' حضرت عثمان اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ چار صحابی ہوئے۔

Marfat.com

بَابُ مِيرَاثِ الْمَرْاَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ (ص ۹۹۸)

عورت اور شوہر کی میراث بیٹے وغیرہ کے ساتھ

۲۸۲۸ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِیْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِیْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی لحیان کی ایک عورت کے کچے بچے کے بارے میں جو مردہ ساقط ہو گیا تھا یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے خون بہا میں ایک غلام یا ایک باندی دی جائے' پھر وہ عورت جس کے خلاف آپ نے حکم دیا تھا مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹے اور شوہر کے لیے ہے اور خون بہا اس کے عصبہ پر۔

(بخاری۔ کتاب الدیات۔ باب: جنین المرأۃ' مسلم۔ کتاب الحدود' ترمذی۔ کتاب الفرائض' ابوداؤد' نسائی۔ کتاب الدیات)

یہ حدیث کتاب الطب میں گزر چکی ہے اور کتاب الدیات میں آ رہی ہے۔ کتاب الطب میں یہ تفصیل ہے کہ بنی ہذیل کی دو عورتوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ ایک نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا۔ یہ حاملہ تھی' چوٹ کے صدمہ سے اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ معاملہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کا خون بہا ایک غلام ہے یا ایک باندی۔ مارنے والی عورت کے باپ بھائی' شوہر نے یہ کہا کہ اس کا خوں بہا اس کے بیٹے دیں گے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹے اور شوہر کو دی جائے اور دیت بہر حال عصبہ پر ہے۔ عصبہ نے یہ کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ بنی لحیان کے صدقات وصول ہوں تو ہمیں عطا فرمائیں' چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا جسے وصول کر کے ان لوگوں نے دیت ادا کی۔ ''غرۃ'' کے معنی گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی' ہر چیز کا ابتدائی اور معظم حصہ' شریف' چہرہ' روشنی' صبح' غلام اور باندی کے ہیں۔ یہاں مراد آخری معنی ہے۔ ''عبد او امۃ'' اس کا بیان ہے۔ ''عقل'' معنی مشہور وہ روحانی قوت جس سے شعور ہوتا ہے دل' دیت' یعنی قتل وغیرہ کا مالی معاوضہ جسے خون بہا کہتے ہیں۔

بَابُ ابْنَیْ عَمٍّ اَحَدُهُمَا اَخٌ لِلْاُمِّ وَالْاٰخَرُ زَوْجٌ (ص ۹۹۸)

کسی عورت نے چچا کے دو لڑکوں کو چھوڑا' ان میں سے ایک اخیافی بھائی ہے اور دوسرا شوہر ہے

توضیح

یعنی ایک عورت نے اپنے چچا کے لڑکے سے نکاح کیا تھا' وہ مر گئی۔ اس نے اپنے اس شوہر کو چھوڑا اور دوسرے چچا کے لڑکے کو جو اس کا اخیافی بھائی ہے تو ترکہ کیسے تقسیم ہو گا؟

ت ۷۹۴ - وَقَالَ عَلِیٌّ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْاَخِ مِنَ الْاُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِیَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو آدھا دیا جائے گا' پھر اخیافی بھائی کو چھٹا حصہ اور جو بچے گا وہ پھر ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔

یعنی چونکہ متوفیہ کی اولاد نہیں اس لیے پہلے شوہر کو نصف دیں گے اور اخیافی بھائی کو سدس' اس لیے کہ دونوں اصحاب فرائض میں سے ہیں۔ اب جو بچا وہ دونوں پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا اس لیے کہ دونوں چچا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے عصبہ ہیں۔ مسئلہ کا

Marfat.com

استخراج چھ سے کیا جائے گا' چھ میں سے تین شوہر کو اور ایک اخیافی بھائی کو۔ اب جو دو بچا وہ ایک ایک دونوں کو دیا جائے گا۔ اس طرح ان میں جو شوہر ہے اس کو چھ میں سے چار ملے گا اور جو اخیافی بھائی ہے اس کو چھ میں سے دو ملے گا۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ (ص۹۹۹)

جس عورت سے لعان کیا گیا ہے اس کی میراث کا بیان

۲۸۲۹ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ اِمْرَاَتَهٗ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا' فَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا' وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے لڑکے سے انکار کر گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور لڑکے کو عورت کے ساتھ لاحق کر دیا۔

یعنی یہ حکم فرمایا کہ اس کا نسب باپ سے ثابت نہیں' ایسی صورت میں یہ بچہ صرف اپنی ماں کی میراث میں حق دار ہوگا' باپ کی میراث میں نہیں' اسی طرح اس کی میراث صرف ماں پائے گی باپ نہیں پائے گا۔

بَابُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ' حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً (ص۹۹۹)

لڑکا صاحب فراش کے لیے ہے اس کی ماں آزاد ہو یا باندی ہو

۲۸۳۰ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے۔

یعنی ایک عورت کسی کے نکاح میں ہے یا باندی کسی کی ملکیت میں ہے اور ان دونوں کے بچہ پیدا ہوا اور کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کی ماں سے زنا کیا ہے یہ بچہ میرا ہے یا خود بچے کی ماں نے کہا کہ یہ بچہ میرے شوہر اور میرے مالک کا نہیں' فلاں کا ہے' بلکہ اگر شوہر بھی کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں' اور لعان نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں حکم یہی دیا جائے گا کہ بچہ شوہر یا باندی کے مالک کا ہے۔ اسی سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ ہاں! اگر شوہر نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا نہیں اور عورت نے کہا کہ اسی کا ہے۔ معاملہ قاضی کے یہاں گیا۔ قاضی نے بہ طریق شرعی لعان کرایا اور دونوں میں تفریق کا حکم دیا اور باپ سے بچے کے نسب کی نفی کا حکم دیا تو بچے کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا۔

علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ حدیث "الولد للفراش" نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی صحیح ترین احادیث میں سے ایک ہے' یہ بیس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اس میں سب سے بڑی حکمت بچہ سے اور اس کی ماں سے عار دفع کرنا ہے' نیز بچہ کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔

بَابُ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ' وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ (ص۹۹۹)

ولاء اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا اور لقیط کی میراث کا بیان

توضیح

ابھی گزرا کہ اگر کسی نے کسی غلام کو آزاد کیا تو غلام کی میراث آزاد کرنے والا پائے گا۔ لقیط اس بچے کو کہتے ہیں جس کو اس کے گھر والوں نے اپنی تنگ دستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔ لقیط کے جملہ اخراجات کھانا' کپڑا' رہنے کا مکان' دوا' علاج یہ سب

Marfat.com

بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مرجائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں دی جائے گی۔

ت ۷۹۵ - وَقَالَ عُمَرُ اَللَّقِيطُ حُرٌّ. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لقیط آزاد ہے۔

اسی سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ اگر بہ طریق شرعی ثابت ہو جائے کہ لقیط کا کوئی وارث ہے تو لقیط کی میراث اس وارث کو ملے گی' اور اگر یہ ثابت نہ ہو سکے تو اس کی میراث بیت المال میں جائے گی جیسا کہ آزاد کا حکم ہے۔ اگر وہ بالفرض غلام ہوتا تو اس کی ساری کمائی آقا کو ملتی۔ میراث کا سوال ہی نہیں ہوتا اور اگر آقا اسے آزاد کر دیتا پھر وہ مرتا تو اس کا وارث آزاد کرنے والا آقا ہوتا۔

۲۸۳۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ. حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولاء اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا۔

بَابُ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ (ص ۹۹۹)

سائبہ کی میراث کا بیان

توضیح

سائبہ وہ غلام ہے جس سے اس کے مالک نے یوں کہا ہو: ''لا ولاء لا حد عليك'' یا اس سے کہا: ''انت سائبة'' یا کہے ''اعتقتك سائبة'' یا کہے: ''وانت حرٌ سائبة'' پہلے دو صیغوں سے اس کی نیت آزاد کرنے کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا اور بعد کے دو صیغوں سے نیت کی حاجت نہیں۔

۲۸۳۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْاِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ' وَاِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ. حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے: انہوں نے فرمایا کہ اہل اسلام سائبہ نہیں بناتے اور اہل جاہلیت بناتے تھے۔

یہ حدیث مختصر ہے۔ اسماعیلی نے مفصل یوں روایت کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: میں نے ایک غلام کو سائبہ کے طور پر آزاد کیا تھا اور وہ مر گیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا ہے اور اس کا کوئی وارث نہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل اسلام سائبہ نہیں بناتے' اور اہل جاہلیت سائبہ بناتے تھے اور تو اس کا ولی نعمت ہے' اس لیے تیرے لیے اس کی میراث ہے۔

بَابٌ اِذَا اَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ (ص ۱۰۰۰)

جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا

ت ۷۹۶ - وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهٗ وِلَايَةً. اور حضرت امام حسن بصری اس کے لیے ولاء کا حق نہیں مانتے تھے۔

ان کی دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا: ''اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ''۔

ت ۷۹۷ - وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيْمٍ اَلدَّارِيِّ رَفَعَهٗ قَالَ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ. اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مرفوعاً روایت کیا کہ وہ اس شخص کی زندگی اور موت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کافر جس شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی ولاء اس سے ثابت ہو جاتی ہے' یہاں تک کہ اگر یہ نو مسلم مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو جس شخص کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا تھا وہی وارث ہوگا۔

(قَالَ الْبُخَارِيُّ) وَاخْتَلَفُوْا فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ. (امام بخاری نے کہا:) اور لوگوں نے اس خبر کے صحیح ہونے میں اختلاف کیا۔

Marfat.com

علامہ عینی نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کی صحت کے منکرین اور مثبتین کے اقوال نقل فرمائے ہیں اور آخر میں ثابت فرمایا ہے کہ راجح یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اسی پر احناف کا عمل ہے۔

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْاُخْتِ مِنْهُمْ (ص ۱۰۰۰)

قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں سے ہے اور بہن کا بیٹا بھی انہیں میں سے ہے

۲۸۳۳ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. اَوْ كَمَا قَالَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں سے ہے یا اسی کے ہم معنی فرمایا۔

۲۸۳۴ - عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا انہیں میں سے ہے۔

یعنی جب متوفی کے کوئی صاحب فرض اور عصبہ نہ ہو اور بھانجا سے اقرب کوئی ذوی الارحام تو بھانجا میراث پائے گا۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْاَسِيْرِ (ص ۱۰۰۰)

قیدی کی میراث کا بیان

توضیح

اس سے مراد وہ قیدی ہے جو کفار کے ہاتھ میں مقید ہے چونکہ اس کے بارے میں یہ بھی احتمال ہے کہ ظالم اسے شہید کر چکے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ زندہ ہو تو اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس کی میراث تقسیم کی جائے یا نہ تقسیم کی جائے۔ حضرت سعید بن مسیب سے دونوں روایتیں ہیں اور یہی حال حضرت امام زہری کا ہے۔ نیز امام زہری کا ایک قول یہ ہے کہ اسیر کو صرف ثلث ملے گا۔ ابن بطال نے اکثر علماء کا یہ مذہب نقل فرمایا کہ اسیر جب کسی میراث کا مستحق ہو تو اس کا حق موقوف رکھا جائے گا اس لیے کہ قیدی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے اور فلاں جگہ ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ مرتد نہیں ہوا ہے اس لیے وہ عام مسلمانوں کی طرح ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ مرتد ہو گیا تو اس کے مال میں مرتد کے احکام جاری کیے جائیں گے اور اگر کچھ خبر نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے اور کہاں ہے تو وہ مفقود ہے اس پر مفقود کے احکام جاری ہوں گے۔

ت۷۹۸ - وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْاَسِيْرَ فِيْ اَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُوْلُ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهِ.

اور قاضی شریح اس قیدی کو وارث بناتے تھے جو دشمن کے قبضہ میں ہو اور کہتے تھے: وہ میراث کا زیادہ محتاج ہے۔

ت۷۹۹ - وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَجِزْ وَصِيَّةَ الْاَسِيْرِ وَعَتَاقَهُ وَمَا صَنَعَ فِيْ مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ فَاِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيْهِ مَا يَشَاءُ.

اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: اسیر کی وصیت اور اس کے آزاد کرنے کو نافذ کر دیا اپنے مال میں جو بھی کرے سب نافذ کرو جب تک دین نہ بدلے اس لیے کہ وہ اس کا مال ہے اس میں جو چاہے کرے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٨٦ - كِتَابُ الْحُدُوْدِ (ص ١٠٠١)

حدود کا بیان

توضیح

''حدود''، ''حد'' کی جمع ہے' اس کے اصل معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔ اسی وجہ سے دربان کو حداد بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ لوگوں کو اندر آنے سے روکتا ہے اور شریعت میں حد کچھ مخصوص گناہوں پر من جانب شرع مقررہ سزا کو کہتے ہیں۔ اس کا فائدہ لوگوں کو اس گناہ سے روکنا ہے جس کی یہ سزا ہے' بلکہ بہ نظر دقیق ہر گناہ سے روکنا ہے کہ جب ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور لوگوں کو معلوم ہے کہ زنا کی سزا یہ ہے' شراب پینے کی سزا یہ ہے تو لوگ یقیناً ڈریں گے۔

حدود کفارہ ہیں

عام کتب اصول وفقہ میں یہی ہے کہ حدود کفارہ نہیں حتیٰ کہ بہار شریعت حصہ نہم' صفحہ ٨١ میں بھی یہی ہے۔ اسی بناء پر ہم نے جلد اول میں اس کی تائید میں پورا زور دیا ہے لیکن جلد اول چھپنے کے بعد مجدد اعظم اعلیٰ حضرت احمد رضا قدس سرہٗ کا یہ ارشاد نظر سے گزرا کہ حد اس گناہ سے پاک کر دینے کی ہوتی ہے[1] اور الملفوظ میں ہے: حد سے پاک ہو جاتا ہے قصاص سے نہیں۔

(الملفوظ۔ ج ١ ص ٦٥)

اس ارشاد کے بعد میرے لیے دوسرے قول کی گنجائش نہیں' اس کی دلیل حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا: ''ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب به فهو كفارة له''[2] اور جس نے اس میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا' پھر اسے اس کی سزا دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور کتاب الحدود' باب: ''توبة السارق'' میں یہ زائد ہے ''وطهور''[3] اور پاک کرنے والی ہے۔

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ (ص ١٠٠١)

زنا اور شراب پینے کا بیان

٨٠٠ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زنا کرنے سے نور ایمان نکال لیا جاتا ہے۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں سند متصل کے ساتھ مفصل یوں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے

[1] الملفوظ رضویہ۔ ج ٥ ص ٩٨١

[2] بخاری ج ١ کتاب الایمان۔ کتاب مناقب الانصار۔ کتاب المغازی۔ کتاب الحدود۔ کتاب الاحکام' مسلم۔ کتاب الحدود' ترمذی' نسائی' سنن دارمی

Marfat.com

ایک ایک غلام کو بلاتے اور فرماتے: کیا میں تمہاری شادی نہ کردوں؟ جو بندہ بھی زنا کرے گا اللہ اس سے ایمان کا نور نکال دے گا' نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے اس مضمون کی حدیث مرفوع بھی مروی ہے جسے امام طبری نے روایت کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو زنا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال لے گا چاہے تو لوٹائے چاہے نہ لوٹائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ (ص ١٠٠٢)

شراب پینے والوں کو مارنے کا بیان

٢٨٣٥ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ اَبُوْ بَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے کی سزا میں کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارا اور حضرت ابوبکر نے چالیس کوڑے مارے۔

(مسلم' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ۔ کتاب الحدود)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شراب کی حد چالیس کوڑے مارتے تھے اور یہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں بھی تھا۔ پھر ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب شراب پیے گا تو اسے نشہ آئے گا اور جب نشہ آئے گا تو بکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو افتراء کرے گا اور مفتری پر اسی کوڑے ہیں تو حضرت عمر نے حضرت علی کو حکم دیا کہ اسے اسی کوڑے ماریں۔ چنانچہ انہوں نے اسی کوڑے مارے اور یہ واقعہ صحابہ کرام کے مجمع عام میں ہوا تھا۔ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو اس پر قریب قریب اجماع سکوتی ہو گیا۔

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ (ص ١٠٠٢)

شرابی کو کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنا

٢٨٣٦ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، قَالَ اضْرِبُوْهُ. قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ، قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ. (ابوداؤد۔ کتاب الحدود)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیے ہوئے تھا' فرمایا: اس کو مارو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم میں سے کچھ لوگ اپنے ہاتھ سے اسے مار رہے تھے اور کچھ لوگ اپنی چپل سے اور کچھ لوگ اپنے کپڑے سے' جب وہ پلٹنے لگا تو کسی نے کہا: تجھ کو اللہ رسوا کرے۔ حضور نے فرمایا: ایسا مت کہو' اس پر شیطان کو مدد مت دو۔

یہ کون شخص تھا؟ یہ متعین نہیں ہو سکا۔ اس پر دعاء بد کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے منع فرمایا کہ اس کا اندیشہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جس پر دعاء بد کی گئی اس سے اس کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نفرت پیدا ہو جائے۔

٢٨٣٧ - سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدٍ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنْتُ لِاُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى اَحَدٍ فَيَمُوْتَ، فَاَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ، اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ، فَاِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ.

حضرت عمیر بن سعید نخعی نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں کسی پر حد قائم کرتا اور مر جاتا تو اس سے میرے جی میں کوئی خدشہ نہیں پیدا ہوتا سوائے شرابی کے اگر وہ مر جاتا تو میں اس کی دیت دیتا اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی حد مقرر نہیں فرمائی۔

Marfat.com

(مسلم' ابوداؤد' ابن ماجہ)

صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شرابی کی حد مقرر نہیں فرمائی' لیکن طحاوی میں بہ طریق داناج عن حصین بن منذر الرقاشی' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب میں چالیس کوڑے مارے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی پورا کیا اور سب سنت ہے۔ ابوداؤد میں بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ حضرت امام طحاوی نے اس حدیث پر بہت طویل کلام فرمایا ہے اور اسے معلول قرار دیا ہے۔

٢٨٣٨ - ح: [حَدَّدَ عُمَرُ حَدَّ الشَّرَابِ مِنْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد چالیس سے اسی تک مقرر فرمائی

٢٨٣٨ - عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ' فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا' حَتّٰى كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ' فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ' حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ہم شرابی کو لاتے تو ہم اسے اپنے ہاتھوں' چپلوں اور چادروں سے مارتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آخری دور میں چالس کوڑے مارے۔ اس کے باوجود جب لوگوں نے سرکشی کی اور شراب پی تو اسی کوڑے مارے۔

امام عبدالرزاق نے عبید بن عمیر سے اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ اس کے آخر میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد چالیس کوڑے مقرر کی' جب دیکھا کہ باز نہیں رہتے تو ساٹھ کوڑے کر دیا۔ جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو اسی کوڑے کر دیئے اور فرمایا: حدود میں یہ سب سے کم درجہ کی ہے۔ علامہ بدرالدین محمود عینی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر آج کے زمانے میں ہوتے تو اسی کے دوگنا کوڑے مارتے۔

میں کہتا ہوں: اگر آج کے زمانے میں ہوتے تو کیا کرتے یہ پوشیدہ نہیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ' وَاَنَّهٗ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّةِ (ص ١٠٠٢)

شرابی کو لعنت کرنا ناپسندیدہ ہے اور یہ کہ وہ مذہب سے خارج نہیں

٢٨٣٩ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ' وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا' وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِى الشَّرَابِ' فَاُتِىَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ' فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ؟ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک صاحب تھے جن کا نام عبداللہ تھا اور لقب حمار۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسا دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو شراب کی سزا میں کوڑے مارے' اس کے بعد ایک دن پھر لائے گئے۔ حضور نے ان کے بارے میں حکم دیا تو پھر ان کو کوڑا مارا گیا۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ کتنی کثرت سے لایا جاتا ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت مت کرو۔ بخدا! اس کے بارے میں جو میں جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے

Marfat.com

رسول سے محبت کرتا ہے۔

کسی کا برا لقب رکھنا منع ہے۔ ارشاد ہے: ''وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ'' (الحجرات:۱۱) ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو' پھر ان کا لقب اس عہد مبارک میں حمار کیسے تھا؟ برا لقب رکھنا ایذا اور اہانت کا سبب ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی اس قسم کے نام کسی خاص وجہ سے لوگوں کو پیارے ہو جاتے ہیں' مثلاً کسی دینی بزرگ نے یہ لقب رکھ دیا جیسے امیر المؤمنین' مولیٰ المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوتراب رکھا۔ ظاہر ہے کہ معنی لغوی کے اعتبار سے یہ جملہ توہین کا ہے' لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ نام سب سے زیادہ پسند تھا۔ اسی قبیل سے ابوہریرہ ہے۔ ذات النطاقین عرب کے عرف میں توہین کا لفظ تھا' لیکن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین کہہ دیا یہ ان کے لیے سرمایۂ افتخار ہو گیا۔ اسی طرح امکان ہے کہ ہو سکتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ان کو حمار فرما دیا ہو یا کسی اور معزز نے حمار کہہ دیا ہو جس کی وجہ سے انہیں یہ نام پسند آ گیا۔

کیوں ہنس کے کہہ دیا میرے در کا فقیر ہے میرا مزاج اور بھی شاہانہ ہو گیا

علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے حضرت عقبہ بن حارث کی حدیث میں[1] ابن النعیمان مبہم آیا تھا ہو سکتا ہے وہ یہی عبداللہ ہوں۔ علامہ کرمانی نے کہا کہ یہ کسی دکاندار کے یہاں سے گھی کا کپہ یا شہد کا کپہ لے آتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کر دیتے اور جب دکان دار تقاضا کے لیے ان کے پاس آتا تو اسے لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے عرض کرتے: یا رسول اللہ! اسے قیمت دے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیتے اور حکم دیتے کہ اس کی قیمت ادا کی جائے۔ اس حدیث کو ابویعلیٰ موصلی نے زید بن اسلم سے روایت کیا۔

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ (ص ۱۰۰۲)

چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

۲۸۴۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ' وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زانی زنا نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو' اور چور چوری نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو۔

(بخاری۔ کتاب المحاربین۔ باب: اثم الزناۃ ص ۱۰۰۶' نسائی۔ کتاب الرجم)

محاربین میں یہ زیادہ ہے: اور کوئی قاتل قتل نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو۔ عکرمہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اس سے ایمان کیسے نکل جاتا ہے؟ فرمایا: ایسے' اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں گتھ لیا' پھر ان کو علیحدہ کر دیا۔ اب اس کے بعد اگر توبہ کرتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے' اور انگلیوں کو آپس میں گتھ لیا۔

اس حدیث پر پوری بحث کتاب المظالم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکی ہے۔ یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ کامل الایمان ہوتے ہوئے کوئی ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کر سکتا' یا یہ کہ مومن کی یہ شان نہیں کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرے۔

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ (ص ۱۰۰۳)

بغیر نام لیے ہوئے چور پر لعنت کرنا

۲۸۴۱ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ' يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے۔ بیضہ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ

[1] نزہۃ القاری۔ کتاب الوکالۃ۔ ج ۳ ص ۵۲۳' رقم: ۱۳۴۲..... میں یہ حدیث گزر چکی ہے

Marfat.com

يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ. قَالَ الْاَعْمَشُ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيْدِ، وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهُ مِنْهَا مَا يُسْوِيْ دَرَاهِمَ.

کاٹ لیا جاتا ہے' رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ حضرت اعمش نے فرمایا کہ محدثین اس حدیث میں بیضہ سے مراد خود لیتے تھے اور رسی سے ایسی رسی مراد لیتے تھے جو کئی درہم کی ہو۔

(مسلم۔ کتاب الحدود' نسائی۔ باب: القطع' ابن ماجہ۔ کتاب الحدود)

کسی پر بھی نام لے کر لعنت کرنا منع ہے' ہاں! جن بدنصیبوں کے بارے میں یہ قطعی طور پر ثابت ہو کہ یہ کفر پر مرے ہیں ان پر لعنت کی جاسکتی ہے جیسے فرعون' ابوجہل وغیرہ لیکن کسی گناہ کے مرتکب کو بغیر نام لیے لعنت کرنا جائز ہے جیسے جھوٹوں پر لعنت' چوروں پر لعنت' چونکہ تھوڑی سی چیز میں قطع ید نہیں بلکہ اس کے لیے ایک مقدار معین ہے۔ حضرت امام اعمش وغیرہ کے نزدیک اس کی مقدار کم از کم تین درہم ہے اور ہمارے نزدیک کم از کم دس درہم۔ "بیضة" کے معنی انڈے کے بھی ہیں' انڈا نہایت حقیر چیز ہے۔ رسی بھی بہت معمولی چیز ہے اس لیے حضرت امام اعمش نے فرمایا: اس حدیث کے راوی بیضہ سے مراد لوہے کا خود لیتے ہیں اور رسی سے مراد ایسی رسی جس کی قیمت کم از کم تین درہم ہو۔

بَابُ

[المائدہ: ٣٨ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدہ: ٣٨). وَفِيْ كَمْ يُقْطَعُ. (ص ١٠٠٣)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: چور مرد ہو یا عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹو' اور کتنی مقدار میں کاٹا جائے گا؟

توضیح

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کتنی مقدار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ظاہریہ نے کہا: اس کے لیے کوئی نصاب نہیں۔ تھوڑی چیز چرائے یا زیادہ سب میں کاٹا جائے گا اور ہمارے نزدیک اس کا نصاب دس درہم ہے' اس سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا' اور حضرت امام شافعی کے نزدیک ربع دینار اور حضرت امام مالک کے نزدیک تین درہم۔

ت ١ ٨٠ - وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہتھیلی سے اس کا ہاتھ کاٹا۔

امام ابوبکر نے روایت کیا کہ سمرہ بن معبد نے کہا کہ میں نے ابوحیوہ کو جوڑ سے ہاتھ کٹا ہوا دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا: کس نے کاٹا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اسے مرد صالح علی نے کاٹا ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے' یہی ہمارا مذہب ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ بغل سے پورا ہاتھ کاٹا جائے گا' اس لیے کہ عرب کے عرف میں ید کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ کہنی سے کاٹا جائے گا جیسا کہ وضو میں دھونے کا حکم ہے اور بعض لوگوں نے کہا: صرف انگلیاں کاٹی جائیں گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ ایک طریقہ مروی ہے۔ رافضیوں کا یہی مذہب ہے۔

ت ٢ ٨٠ - وَقَالَ قَتَادَةُ: فِيْ امْرَاَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ اِلَّا ذٰلِكَ.

حضرت قتادہ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا جس نے چوری کی تھی اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تھا اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

اسے امام احمد نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ واجب تو یہ تھا کہ اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جاتا مگر کسی نے بایاں کاٹ ڈالا۔ معاملہ حضرت قتادہ کی خدمت میں پیش ہوا کہ اب کیا کیا جائے؟ دایاں ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں؟ فرمایا: نہیں' جو ہونا تھا ہو گیا۔

Marfat.com

چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت "فاقطعوا ایمانھما" ہے۔اس پر قریب قریب اجماع ہے۔ ہاں! کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اگر بایاں ہاتھ کاٹ لیا گیا تو کافی ہے مگر یہ شاذ غیر معتبر ہے۔امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے قصداً چور کا بایاں ہاتھ کاٹ لیا تو قاطع پر قصاص ہے اور چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر خطاء ہے تو قاطع پر دیت واجب ہے اور چور کی سزا ہو گئی' دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یہی ہمارا بھی مذہب ہے اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے دونوں قول مروی ہیں۔

۲۸۴۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ رُبع دینار اور اس سے زیادہ میں کاٹا جائے۔

(اسی کے متصل دو طریقے سے' مسلم' ابوداؤد' ترمذی۔ کتاب الحدود' نسائی۔ باب: القطع' ابن ماجہ۔ کتاب الحدود)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو لیا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا کہ اگر سونا چرائے تو ربع دینار میں کاٹا جائے گا اور درہم چرائے تو تین درہم میں۔ ان کا ایک قول یہ ہے کہ اس کا نصاب ربع دینار ہے یا تین درہم یا تین درہم کا سامان۔ اگر سامان چرائے گا تو ضروری ہے کہ اس کی قیمت تین درہم ہو۔ سامان کی قیمت دراہم ہی سے لگائی جائے گی اور ان کا ایک قول یہ ہے کہ اس کا نصاب تین درہم ہے یا اس کی قیمت کا سونا یا سامان۔ ہمارے نزدیک اس کا نصاب دس درہم ہے' جیسا کہ حضرت امام ابوجعفر طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس ڈھال کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی[1] نیز امام نسائی نے بھی انہیں سے یہی روایت کیا۔ نیز نسائی میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث میں بھی یہی روایت ہے۔ (ایضاً)

۲۸۴۳- اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِيْ ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ اَوْ تُرْسٍ. (اسی کے متصل' مسلم۔ کتاب الحدود)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایک ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔

"مِجَنّ"، "حَجَفَة" اور "تُرس" سب کے معنی ڈھال کے ہیں۔ علامہ عینی نے فرمایا: ڈھال وہ ہے جو تہہ بہ تہہ چمڑوں سے بنی ہو اور "حَجَفَة" کبھی اس ڈھال کو بولتے ہیں جو لکڑی یا ہڈی کی ہو جس پر چمڑا وغیرہ چڑھا دیا گیا ہو۔

بعد کے طرق میں یہ زائد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا گیا۔

۲۸۴۴- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. (اسی کے متصل تین طریقے سے' مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی چوری میں کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ ایک ڈھال سے کم قیمت کی چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چور کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ ڈھال کی قیمت اس عہد مبارک میں کیا تھی اس میں روایات مختلف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ تین درہم تھی۔ یہ روایت حضرت امام شافعی کے مذہب کی مؤید ہے لیکن نسائی اور طحاوی دونوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ جس ڈھال کی چوری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کاٹا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی' نیز نسائی میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

[1] نسائی۔ کتاب القدر۔ باب: القدر الذی یدہ اذا سرقہ السارق قطعت۔ ج ۲ ص ۲۵۹

Marfat.com

اور حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث میں بھی یہی ہے۔ اس حدیث کی رو سے دس درہم سے کم قیمت کی چیز میں ہاتھ کاٹا جائے یا نہ کاٹا جائے اس میں شبہہ ہے اور دس درہم اور اس سے زائد قیمت کی چیز پر ہاتھ کاٹنا متفق علیہ ہے اسی لیے احناف نے اسی کو ترجیح دی۔

بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ (ص ۱۰۰۴)

چور کی توبہ کا بیان

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهٗ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَكُلُّ مَحْدُوْدٍ كَذٰلِكَ اِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ.

اور ابوعبداللہ یعنی امام بخاری نے فرمایا: ہاتھ کاٹنے کے بعد چور توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور ایسے ہی ہر محدود ہے جب توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

توضیح

اس پر مفصل کلام کتاب الشہادات میں گزر چکا ہے۔ ہمارے یہاں قاذف کے علاوہ ہر محدود کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے مگر قاذف کی نہیں اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا'' (النور: ۴) اور ان کی کوئی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۷- كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ (ص۱۰۰۵)

لڑنے والے کفار اور مرتدین کا بیان

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ (المائدہ:۳۳).

[المائدہ: ۳۳ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا جلاوطن کر دیئے جائیں۔

توضیح

امام بخاری کے سیاق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کی تحقیق یہ ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ڈاکوؤں کے بارے میں نہیں' اور جمہور نے فرمایا کہ یہ ڈاکوؤں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہی حضرات امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی اور امام ابوثور کا قول ہے۔ امام حسن بصری' امام ضحاک' امام عطاء' امام زہری نے کہا کہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان ذمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدعہدی کریں اور ایک قول یہ ہے کہ مرتدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ صحیح جمہور کا قول ہے کہ ڈاکوؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس پر عکل وعرینہ کی حدیث دلیل ہے۔

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ (ص۱۰۰۶)

محصن کو سنگسار کرنا

توضیح.....(محصن کے معنی)

محصن صاد کے فتحہ کے ساتھ احصان کا اسم مفعول ہے۔ احصان کے معنی ہیں روکنا' حفاظت کرنا' اس میں صاد کا کسرہ بھی جائز ہے یعنی جو شخص شادی کر کے اپنی ذات کو بدکرداری سے روکے ہوئے ہے۔ ثعلب نے کہا: پاکباز کے معنی میں مِحصِن اور محصَن دونوں ہیں اور شادی شدہ کو صرف محصن صاد کے فتحہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ وہ شخص آزاد عاقل بالغ ہو جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو۔ رجم صرف محصَن کے لیے ہے۔

ت ۸۰۳ - وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰى بِاُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِىْ.

اور امام حسن بصری نے فرمایا: جو بہن کے ساتھ زنا کرے گا اس کی حد زانی کی مثل ہے۔

Marfat.com

توضیح

اگر کسی نے اپنی بہن کے ساتھ بغیر نکاح کے زنا کیا تو بالاتفاق اس پر حد ہے لیکن اگر کسی نے اپنی بہن یا محارم سے نکاح کیا اور ہم بستری کی تو اس پر حد نہیں جیسا کہ شامی[1] میں خانیہ سے ہے بشرطیکہ اس کا گمان ہو کہ وطی حلال ہے۔

۲۸۴۵ - سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْاَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام شعبی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے جمعہ کے دن عورت کو سنگسار کیا تو فرمایا: میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق سنگسار کیا ہے۔

(نسائی۔ کتاب الرجم)

ائمہ محدثین کے نزدیک امام شعبی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں جیسا کہ جازمی نے کہا ہے۔ امام دار قطنی سے پوچھا گیا کہ شعبی نے حضرت علی سے سنا ہے تو انہوں نے کہا: ان سے صرف ایک حرف سنا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا ہے۔ اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مسنداً تحریر فرمایا۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریحہ نامی ایک عورت کو زنا کی سزا میں جمعرات کو کوڑا مارا اور جمعہ کو اسے سنگسار کر دیا اور فرمایا: اللہ کی کتاب کے مطابق میں نے اس کو کوڑا مارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق اسے سنگسار کیا۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف زانی کو کوڑے مارنے کا حکم ہے۔ ارشاد ہے: ''اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ'' (النور:۲) زانی مرد اور عورت ہر ایک کو سو کوڑے مارو، قرآن مجید میں رجم کا ذکر نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زانی مرد کو اور زانیہ عورت کو سنگسار فرمایا ہے۔ کتاب اللہ میں مذکور حکم کے مطابق میں نے اس کو کوڑے مارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے مطابق اس کو سنگسار کیا۔

چند ابواب کے بعد باب الاعتراف بالزنا میں تفصیل سے مذکور ہوگا کہ آیت رجم آیت منسوخ التلاوۃ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے۔

۲۸۴۶ - ح: [رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم فرمایا

۲۸۴۶ - عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ نَعَمْ، قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ اَمْ بَعْدُ؟ قَالَ لَا اَدْرِيْ.

ابو اسحاق سلیمان بن ابو سلیمان شیبانی نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگسار کیا؟ انہوں نے بتایا: ہاں! میں نے پوچھا: سورۂ نور کے نازل ہونے کے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے کہا: میں یہ نہیں جانتا۔

(مسلم۔ کتاب الحدود)

ابو اسحاق شیبانی کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ رجم سورۂ نور کی آیت کریمہ ''فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ'' سے منسوخ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ سورۂ نور کے نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زانی کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔ اس لیے کہ سورۂ نور حضرت اُمّ المومنین کی براءت میں نازل ہوئی جو علی اختلاف روایت سن چار یا پانچ یا چھ میں نازل ہوئی ہے، اور سنگسار کرنے کا حکم اس کے بعد فرمایا ہے۔

---

[1] فتاویٰ شامی۔ ج ۳ ص ۱۳۲

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں غزوۂ خیبر کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ وہ حضرت ماعز اسلمی کے واقعہ کے بارے میں کہتے ہیں:

رایت ماعز بن مالك حين جیء به الی النبی صلی الله علیه وسلم. (مسلم۔ج۲ص۶۶)

میں نے ماعز بن مالک اسلمی کو دیکھا جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔

بَابٌ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ (ص۱۰۰۶)

مجنون اور مجنونہ کو سنگسار نہیں کیا جائے گا

ت ۸۰۴ - وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

اور حضرت علی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ قلم اٹھالیا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے۔

اس تعلیق کو امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ایک قبیلہ کی مجنونہ عورت پر ہوا جس نے زنا کیا تھا جس کے بارے میں حضرت عمر نے حکم دے دیا تھا کہ اس کو سنگسار کیا جائے۔ حضرت علی اسے لوٹا کر لائے اور حضرت عمر سے فرمایا: کیا آپ کو نہیں یاد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے: اس مجنون سے جو مغلوب ہو اور سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور بچہ سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا: آپ نے سچ کہا، پھر اس کو چھوڑ دیا۔

مجنون اور مجنونہ اگر حالت جنون میں زنا کریں تو ان پر رجم نہیں اور نہ انہیں کوڑے مارنا ہے لیکن اگر صحت کی حالت میں ارتکاب کیا اور جنون کی حالت میں پکڑے گئے تو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ انہیں سنگسار کیا جائے گا، افاقہ کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ البتہ اگر وہ محصن نہ ہوں تو حالت جنون میں کوڑے نہیں مارے جائیں گے جب تک انہیں افاقہ نہ ہو جائے اس لیے کہ رجم سے مقصود اتلاف ہے۔ مجنون مر جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے اور کوڑے مارنے سے مقصود زجر اور تنبیہ ہے۔ حالت جنون میں کوڑے مارنے سے یہ بات حاصل نہیں ہوگی۔ مجنون پر رحم نہیں جس کی دلیل حضرت ابوہریرہ سے مروی حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ حضور نے ان سے پوچھا: "اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا" کیا تجھے جنون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! اس سے ثابت کہ اگر جنون ہوتا تو سنگسار نہ فرماتے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰى (ص۱۰۰۷)

عیدگاہ میں سنگسار کرنا

توضیح

اس کے ضمن میں حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا جس میں یہ ہے: "فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى" ان کو نماز عید پڑھنے کی جگہ سنگسار کیا گیا۔

جنت البقیع کے کنارے ایک میدان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عیدین اور جنازے پڑھا کرتے تھے وہی مصلیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہیں حضرت ماعز اسلمی کو سنگسار کیا گیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا عیدگاہ تمام احکام میں مسجد کے مثل نہیں، اس لیے کہ مسجد میں حد قائم کرنے سے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔

اس حدیث کے آخر میں یہ تھا:

Marfat.com

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَصَلّٰى عَلَيْهِ، لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

اور نبی ﷺ نے حضرت ماعز کے بارے میں کلمہ خیر فرمایا اوران کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ یونس اور ابن جریج نے امام زہری سے یہ حدیث روایت کی تو اس میں ''فصلی علیہ'' نہیں روایت فرمایا۔

سُئِلَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ يَصِحُّ. قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ فَقِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.

ابوعبداللہ یعنی امام بخاری سے سوال ہوا کہ اس حدیث میں ''صلی علیہ'' کی روایت صحیح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اسے معمر نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ ان سے پوچھا گیا: ان کے علاوہ بھی کسی نے روایت کیا ہے تو فرمایا: نہیں۔

سنگسار کیے جانے کے بعد حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے کہا: وہ ہلاک ہو گئے۔ اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا اور ایک گروہ نے کہا: ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں۔ یہ سب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر قوم پر تقسیم کی جائے تو سب کو پہنچ جائے[1] نسائی میں ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے' اور ابوداؤد اور نسائی میں ہے: اسے خبیث مت کہہ' وہ اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اطیب ہے۔ اس روایت کے بنیادی راوی حضرت امام زہری ہیں۔ ان سے اس روایت کو یونس اور ابن جریج اور معمر نے روایت کیا ہے۔ معمر کی روایت میں ''فصلی علیہ'' ہے بقیہ کی روایت میں نہیں۔ اسی طرح منذری نے کہا کہ امام عبدالرزاق سے آٹھ اشخاص نے اس کو روایت کیا ہے کسی نے ''فصلی علیہ'' نہیں روایت کیا' صرف محمود بن غیلان نے روایت کیا۔ اگر بات یہیں تک رہتی تو کوئی خاص اشکال نہیں تھا۔ معمر بھی ثقہ ہیں اور محمود بن غیلان بھی ثقہ ہیں۔ ثقہ کی زیادتی مقبول ہے جس نے یاد رکھا' یاد رکھا' جو بھول گیا' بھول گیا۔ لیکن محمد بن یحییٰ زہری اور ایک جماعت نے امام عبدالرزاق ہی سے روایت کی کہ اس پر حضور نے نماز نہیں پڑھی۔ اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث کے اصول کے مطابق مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن اس کی یہ توجیہ بھی ہے کہ رجم کے بعد فوراً نہیں پڑھی' اس کے بعد نماز پڑھی۔ امام عبدالرزاق ہی نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف کی حدیث میں یہ روایت کی کہ حضور سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے؟ فرمایا: نہیں! لیکن دوسرے دن فرمایا: لوگو! اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو' پھر حضور نے اور لوگوں نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ صحیح یہ ہے کہ زانی کی نمازِ جنازہ بھی فرض کفایہ ہے اگرچہ سنگسار کرنے میں مرا ہو' اس لیے کہ زنا اور زنا کی سزا پانے کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا مسلمان ہی رہا۔

بَابُ مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ، فَاَخْبَرَ الْاِمَامَ، فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ، اِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا (ص ۱۰۰۷)

جب کسی نے کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جس پر حد نہیں اور امام کو خبر دی اس پر توبہ کے بعد کوئی سزا نہیں جب کہ وہ فتویٰ پوچھنے کے لیے آیا ہو

توضیح

کسی بھی گناہ کے ارتکاب کے بعد توبہ کر کے امام کے پاس آیا یا پکڑ کر لایا گیا تو اس کو کوئی سزا نہ دی جائے گی' خواہ وہ گناہ ایسا ہو

[1] مسلم۔ ج ۲ ص ۶۸

Marfat.com

جس پر حد واجب ہو یا ایسا ہو جس پر حد واجب نہیں' البتہ کچھ علماء ان گناہوں کو مستثنیٰ کرتے ہیں جن پر حد واجب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد بھی اگر امام کے یہاں آئے گا تو امام اس پر حد جاری کرے گا۔

ت ۸۰۵ - قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. امام عطاء نے کہا: اسے نبی ﷺ نے کوئی سزا نہیں دی۔

توضیح

حدیث گزری ہے کہ ایک صاحب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے یہ گناہ ہو گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد پھر عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے میرے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے؟ یہ نماز گناہوں کا کفارہ ہو گئی۔

ت ۸۰۶ - وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ. اور ابن جریج نے کہا کہ نبی ﷺ نے اسے سزا نہیں دی جس نے رمضان میں روزے کی حالت میں جماع کر لیا تھا۔

ت ۸۰۷ - وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ. اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرن کے قصہ والے کو سزا نہیں دی۔

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ حالت احرام میں تھے' اسی حالت میں انہوں نے ہرن کا شکار کیا۔ حضرت عمر نے اس کے کفارے کا حکم دیا مگر انہیں کوئی سزا نہیں دی۔

ت ۸۰۸ - وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ' عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اور اس بارے میں ایک حدیث حضرت ابوعثمان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

یہ حدیث کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب: ''الصلوٰۃ کفارۃ'' میں گزر چکی ہے' وہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی' دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو' نیکیاں برائیوں کو ضرور لے جاتی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ صرف میرے لیے ہے؟ فرمایا: میری پوری امت کے لیے ہے۔

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَا (ص ۱۰۰۸) زنا کے اعتراف کا حکم

توضیح

اس باب کے ضمن میں امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث لائے ہیں کہ دو شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایک نے کہا: میرا بیٹا اس کے یہاں نوکر تھا۔ اس نے اس کی عورت کے ساتھ زنا کیا تو میں نے اس کے فدیہ میں سو بکریاں اور ایک خادم دیا' پھر میں نے کچھ اہل علم سے پوچھا تو ان لوگوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے ہے اور ایک سال جلاوطنی۔ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ سو بکریاں اور خادم تجھ پر واپس ہیں اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال جلاوطن ہونا ہے اور اے انیس! تم اس کی عورت کے پاس جاؤ' پس اگر اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کرو۔ حضرت انیس گئے اور اس عورت نے اعتراف کیا تو انہوں نے اس کو سنگسار کیا۔ حدیث کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ الرَّجْمَ؟ فَقَالَ اَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ' فَرُبَّمَا قُلْتُهَا' علی بن عبداللہ نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا: اس نے ''فاخبروني ان على ابني الرجم'' نہیں کہا تھا تو

Marfat.com

وَرُبَّمَا سَكَتُّ.

انہوں نے کہا: مجھے اس میں شک ہے کہ زہری نے یہ کہا تھا کہ نہیں' میں کبھی کہتا ہوں اور کبھی چپ رہتا ہوں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ اس شخص نے یہ کہا تھا: ''فاخبرونی ان علی ابنی جلد مائة و تغریب عام'' یا یہ کہا تھا: ''فاخبرونی ان علی ابنی الرجم'' سفیان بن عیینہ نے بتایا: مجھے اس میں شک ہے کہ امام زہری نے دوسرا جملہ کہا تھا یا نہیں۔

۲۸۴۷ - عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ، اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ اَحْصَنَ، اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، اَوْ كَانَ الْحَمْلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ. قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ اَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد کچھ لوگ کہیں: ہم رجم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو اس فریضے کے ترک کے سبب جو اللہ نے اتارا ہے وہ گم راہ ہو جائیں گے۔ سنو! بے شک رجم ثابت ہے اس زانی پر جو محصن ہو جب کہ ثبوت شرعی قائم ہو یا عورت کو حمل رہ جائے یا ملزم اعتراف کر لے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: میں نے یہ بھی یاد کیا ہے کہ فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کی سزا دی اور ان کے بعد ہم نے بھی دی۔

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنَا اِذَا اَحْصَنَتْ (ص ۱۰۰۹)

زنا سے حاملہ جب محصن ہو اس کو سنگسار کرنا

توضیح

زنا سے جو عورت حاملہ ہو یا حمل سے پہلے اس نے زنا کیا تھا اور حاکم اسلام کے پاس اس وقت وہ لائی گئی جب وہ حاملہ تھی تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی پیدائش کے بعد جاری کی جائے گی۔ اب اگر وہ محصنہ ہے تو بچے کی پیدائش کے فوراً بعد سنگسار کر دی جائے گی اگر بچے کی پرورش کرنے والا کوئی ہو تو' ورنہ بچے کی پیدائش کے دو سال بعد' اور اگر وہ محصنہ نہیں اور اسے کوڑے کی سزا دینی ہے تو نفاس سے پاک ہونے کے بعد حد جاری کی جائے گی۔ (درمختار' ردالمحتار)

۲۸۴۸ - ح: [اَلرَّجْمُ حَقٌّ وَثَابِتٌ]

رجم حق اور ثابت ہے

۲۸۴۸ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اُقْرِئُ رِجَالًا مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَبَيْنَمَا اَنَا فِيْ مَنْزِلِهٖ بِمِنًى، وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا، اِذْ رَجَعَ اِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَاَيْتَ رَجُلًا اَتٰى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ، فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ؟ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا، فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ اِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ، فَغَضِبَ عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کچھ مہاجرین کو قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ انہیں میں عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ میں منیٰ میں ان کے پڑاؤ پر تھا اور وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یہ واقعہ حضرت عمر کے آخری حج کا ہے (جو ۱۳ ہجری میں ہوا تھا)۔ جب عبدالرحمٰن لوٹ کر میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا: تعجب ہے آج امیر المومنین کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! فلاں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو کہتا ہے: اگر عمر مر گئے تو میں فلاں کی بیعت کر لوں گا'

Marfat.com

فِي النَّاسِ، فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ اُمُوْرَهُمْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ، فَاِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَ هُمْ، فَاِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ، وَاَنَا اَخْشٰى اَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ، وَاَنْ لَّا يَعُوْهَا، وَاَنْ لَّا يَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا، فَاَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ، فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، فَتَخْلُصَ بِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ، فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا، فَيَعِيَ اَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ، وَيَضَعُوْنَهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا. فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ اَوَّلَ مَقَامٍ اَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْنَا الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، حَتّٰى اَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا اِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ، فَجَلَسْتُ حَوْلَهٗ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهٗ، فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا رَاَيْتُهٗ مُقْبِلًا، قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَّمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ، فَاَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهٗ، فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ، فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ اَنْ اَقُوْلَهَا، لَا اَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ اَجَلِيْ، فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ، وَمَنْ خَشِيَ اَنْ لَّا يَعْقِلَهَا فَلَا اُحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّكْذِبَ عَلَيَّ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الرَّجْمِ، فَقَرَاْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، فَلِذَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ، فَاَخْشٰى اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ

بخدا! حضرت ابوبکر کی بیعت اچانک ہی تھی جو پوری ہوئی۔ یہ سن کر حضرت عمر جلال میں آ گئے' پھر فرمایا: ان شاء اللہ شام کو میں لوگوں کو خطبہ دوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو مسلمانوں کے امور کو غصب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے بتایا کہ اس پر میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ایسا نہ کریں اس لیے کہ حج کا موسم رذیلوں اور بے وقوفوں کو بھی اکٹھا کر دیتا ہے۔ جب آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوں گے تو یہی لوگ غلبہ کر کے آپ کے قریب ہوں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ خطبہ میں کوئی بات کہیں جسے لوگ اناپ شناپ اڑا لے جائیں اور اس کو غلط معنی پہنا کر لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ ٹھہر جائیں یہاں تک کہ مدینہ پہنچ جائیں۔ مدینہ دار ہجرت اور سنت ہے۔ وہاں سمجھ دار اور شریف لوگوں کو منتخب کر کے ان کے سامنے جو بھی کہنا ہو بہت سوچ سمجھ کر کہیں۔ آپ کی اس بات کو اہل علم محفوظ رکھیں گے' اور صحیح طریقہ سے اس کو اس کی جگہ رکھیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا: بخدا! ان شاء اللہ مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے خطبہ دوں گا۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ ہم مدینہ ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں آئے (بدھ کے دن)۔ جب جمعہ کا دن آیا تو سورج ڈھلتے ہی جلدی سے میں مسجد نبوی پہنچا۔ جب میں مسجد میں آیا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو منبر کے کونے کے پاس بیٹھا ہوا پایا۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا اتنا قریب کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ جب میں نے ان کو سامنے سے آتا ہوا دیکھا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کہا: آج شام کو یہ ایک ایسی بات کہیں گے جس کو انہوں نے خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے اب تک نہیں کہا ہے۔ انہوں نے میری بات تسلیم نہیں کی اور کہا: مجھے امید نہیں کہ وہ ایسی بات کہیں گے جسے اس کے پہلے نہیں کہا۔ حضرت عمر منبر پر بیٹھے اور جب موذن چپ ہو گئے تو کھڑے ہوئے' اللہ کی وہ ثناء کی جس کا وہ اہل ہے' پھر فرمایا: اما بعد! میں تم سے ایک ایسی بات کہنے والا ہوں جس کا کہنا میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا شاید یہ میرے سامنے میری

Marfat.com

مَا نَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ، وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ، ثُمَّ اِنَّا كُنَّا نَقْرَاُ فِيْمَا نَقْرَاُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَنْ لَّا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ، فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ، اَوْ اِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ، اَلَا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. ثُمَّ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا، فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ اَنْ يَّقُوْلَ اِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ، اَلَا وَاِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقٰى شَرَّهَا، وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْاَعْنَاقُ اِلَيْهِ مِثْلُ اَبِيْ بَكْرٍ، مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهٗ، تِغِرَّةً اَنْ يُّقْتَلَا، وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا، وَاجْتَمَعُوْا بِاَسْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَّعَهُمَا، وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اِخْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ، فَذَكَرَا مَا تَمَالَى عَلَيْهِ الْقَوْمُ، فَقَالَا اَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ؟ فَقُلْنَا نُرِيْدُ اِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَقْرَبُوْهُمْ اِقْضُوْا اَمْرَكُمْ، فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَنَاْتِيَنَّهُمْ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَاهُمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، فَاِذَا رَجُلٌ مُّزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقُلْتُ مَا لَهٗ؟ قَالُوْا يُوْعَكُ، فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ، فَاَثْنٰى عَلَى

موت ہے تو جو اس کو سمجھ لے اور کما حقہ یاد کرے تو جہاں بھی جائے اس کو بیان کرے اور جسے اس کا خدشہ ہو کہ اس نے اس کو سمجھا نہیں تو میں کسی کے لیے یہ حلال نہیں کرتا کہ مجھ پر جھوٹ باندھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل فرمائی۔ اللہ نے جو کچھ نازل فرمایا تھا اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور خوب اچھی طرح یاد رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے حضور کے بعد رجم کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایک طویل زمانہ کے گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے کہ بخدا! ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور اس فریضے کے ترک کے سبب گم راہ ہو جائیں جو اللہ نے نازل فرمایا اور رجم اللہ کی کتاب میں ثابت ہے اس پر جو زنا کرے جب کہ وہ محصن ہو، مرد ہو یا عورت جب کہ ثبوت فراہم ہو جائے یا حمل ہو یا اقرار، پھر ہم کتاب اللہ سے جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی پڑھتے تھے کہ اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض مت کرو کیونکہ یہ تمہارا کفرانِ نعمت ہے کہ اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض کرو، یا یہ تھا: بے شک تمہارا کفران نعمت ہے کہ اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض کرو۔ سنو! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا گیا۔ ہاں! یہ کہو: اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور سنو! مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے ایک کہنے والا کہتا ہے: بخدا! اگر عمر مر جائیں تو میں فلاں کی بیعت کر لوں گا اور تمہیں وہ شخص ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے کہ کہے کہ حضرت ابوبکر کی بیعت اچانک تھی اور وہ تام ہوئی۔ سنو! بے شک وہ ایسی ہی تھی لیکن اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس میں حضرت ابوبکر جیسی فضیلت ہو۔ جس نے کسی شخص کی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے نہ اس کے متبعین کی بیعت کی جائے اس خوف سے کہ کہیں وہ دونوں قتل نہ کر دیے جائیں۔ جس وقت اللہ نے اپنے نبی کو اٹھایا اس وقت حضرت ابوبکر ہم سب میں بہتر تھے۔ انصار نے ہماری مخالفت کی اور کل انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع

Marfat.com

اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ، فَنَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيبَةُ الْاِسْلَامِ، وَاَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ، وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ، فَاِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْتَزِلُوْنَا مِنْ اَصْلِنَا، وَاَنْ يَّحْضُنُوْنَا مِنَ الْاَمْرِ، فَلَمَّا سَكَتَ اَرَدْتُّ اَنْ اَتَكَلَّمَ، وَكُنْتُ زَوَّرْتُ مَقَالَةً اَعْجَبَتْنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ، وَكُنْتُ اُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ، فَلَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ اَتَكَلَّمَ، قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رِسْلِكَ، فَكَرِهْتُ اَنْ اُغْضِبَهٗ، فَتَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ، فَكَانَ هُوَ اَحْلَمَ مِنِّيْ وَاَوْقَرَ، وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ اَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ، اِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهٖ مِثْلَهَا اَوْ اَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ، فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَاَنْتُمْ لَهٗ اَهْلٌ، وَلَنْ يُّعْرَفَ هٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ، هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا، وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ اَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ، فَبَايِعُوْا اَيَّهُمَا شِئْتُمْ، فَاَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا، فَلَمْ اَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا، كَانَ وَاللّٰهِ اَنْ اُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ، لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ اِثْمٍ، اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَاَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ، اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ تُسَوِّلَ اِلَيَّ نَفْسِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا اَجِدُهُ الْاٰنَ. فَقَالَ قَائِلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ، وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ، مِنَّا اَمِيْرٌ، وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، فَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ، حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ، فَقُلْتُ اُبْسُطْ يَدَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ، فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعْتُهٗ، وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ، ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْاَنْصَارُ، وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، قَالَ عُمَرُ وَاِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ اَمْرٍ اَقْوٰى مِنْ مُّبَايَعَةِ اَبِيْ بَكْرٍ، خَشِيْنَا اِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ اَنْ يُّبَايِعُوْا رَجُلًا مِّنْهُمْ بَعْدَنَا، فَاِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلٰى مَا لَا نَرْضٰى، وَاِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ

ہوئے اور ہماری مخالفت علی وزبیر اور ان کے ساتھیوں نے کی اور مہاجرین حضرت ابوبکر کے یہاں اکٹھے ہوئے۔ میں نے حضرت ابوبکر سے کہا: اے ابوبکر! آؤ! ہم ان انصاری بھائیوں کے یہاں چلیں۔ اس کے بعد ہم لوگ چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان کے دو نیک مرد ہم کو ملے اور بتایا کہ پوری قوم کس پر متفق ہو چکی ہے۔ ان دونوں نے پوچھا: اے مہاجرین کے گروہ! کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم ان انصاری بھائیوں کے یہاں جانا چاہتے ہیں تو ان دونوں نے کہا: ان کے پاس نہ جاؤ تم پر کوئی حرج نہیں تم خود اپنے معاملہ کا فیصلہ کر لو۔ میں نے کہا: بخدا! ہم ضرور جائیں گے۔ اس کے بعد ہم چلے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے پاس آئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک صاحب کمبل اوڑھے ان کے بیچ میں ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے پوچھا: انہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: انہیں بخار آ رہا ہے۔ ہم تھوڑی ہی دیر بیٹھے تھے کہ انصار کے خطیب نے شہادتیں پڑھیں اور اللہ کی وہ ثنا کی جس کا وہ مستحق ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: امابعد! ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرین کے گروہ! تھوڑے چند نفر ہو اور تمہاری قوم کے چند لوگ اپنی قوم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمیں جڑ سے اکھاڑ دیں اور حکومت ہم سے چھین لیں۔ جب وہ خاموش ہو گئے تو میں نے چاہا کہ بولوں اور میں نے ایک مضمون ذہن میں سوچ لیا تھا جو مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اسے حضرت ابوبکر کے سامنے بیان کر دوں۔ میری منشاء یہ تھی کہ انصار کے خطیب کی بات سے انہیں جو غصہ وغیرہ آیا ہوا سے کچھ دور کر دوں۔ جب میں نے چاہا کہ بولوں تو حضرت ابوبکر نے کہا: جیسے بیٹھے ہو بیٹھے رہو۔ میں نے یہ ناپسند کیا کہ انہیں ناراض کروں، اس لیے چپکا بیٹھا رہا۔ اب حضرت ابوبکر نے بات کی۔ وہ مجھ سے زیادہ متحمل اور باوقار تھے۔ بخدا! انہوں نے میں نے جو کچھ سوچ رکھا تھا اس میں سے ایک بات بھی نہیں چھوڑی۔ انہوں نے سب بداہتہً کہا اس کے مثل یا اس سے بھی بہتر یہاں تک کہ چپ ہوئے۔

Marfat.com

فَسَادٌ، فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ، تَغِرَّةَ اَنْ يُقْتَلَا.

انہوں نے یہ کہا: اے انصار! تم نے اپنے جو فضائل بیان کیے تم اس کے اہل ہو اور یہ چیز یعنی خلافت سوائے قبیلہ قریش کے کسی اور کے لیے سوچی بھی نہیں جاسکتی۔ قریش ہی پورے عرب میں نسب اور گھر کے اعتبار سے افضل ہیں۔ میں تمہارے لیے ان دو آدمیوں میں سے ایک پر راضی ہوں کہ ان میں سے ایک کی بیعت کرلو جس کی بھی چاہو۔ انہوں نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا' یہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر نے جو کچھ کہا ان میں سے سوائے اس کے اور کوئی بات مجھے ناپسند نہیں ہوئی۔ بخدا! مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ مجھے آگے کر کے بغیر کسی گناہ کے میری گردن اڑا دی جائے بہ نسبت اس کے کہ ایسی قوم کا امیر بنوں جن میں ابوبکر ہوں۔ ہاں! موت کے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے تو دوسری بات ہے اس وقت ایسا نہیں۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک صاحب نے کہا: میں اس کا جذیل محکک ہوں اور عذیق مرجب ہوں۔ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم سے ہو اے قریش کے گروہ! اس کے بعد شور بہت ہونے لگا' آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا اندیشہ ہوا۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا: اپنا ہاتھ پھیلاؤ اے ابوبکر! انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور میں نے ان سے بیعت کر لی اور مہاجرین نے بیعت کر لی' پھر انصار نے ان کی بیعت کر لی اور ہم سعد بن عبادہ پر غالب آ گئے۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا۔ میں نے کہا: سعد بن عبادہ کو اللہ نے مار ڈالا۔ حضرت عمر نے کہا: بخدا! ہم جس معاملے میں پڑے ان میں سب سے قوی حضرت ابوبکر کی بیعت ہے۔ ہمیں یہ ڈر تھا کہ اگر ہم قوم کو چھوڑ دیں اور اگر کسی کی بیعت نہ ہو تو کہیں یہ لوگ ہمارے بعد ان میں سے کسی کی بیعت کر لیں۔ اس کے بعد پھر ہم یا تو ایسی بات میں ان کی بیعت کر لیں جو ہمیں پسند نہیں یا ہم ان کی مخالفت کریں تو فساد ہو۔ مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص سے جو بھی بیعت کرے تو نہ اس کی پیروی کی جائے نہ اس کے متبعین کی' اس اندیشے سے کہ کہیں دونوں قتل نہ کر دیے جائیں۔

Marfat.com

[حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی تفصیل]

قوله كنت اقرئ

کبار صحابہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں جہاد اور دوسرے اہم کاموں میں مصروف تھے اس لیے بہت ہی کم صحابہ کرام نے پورا قرآن مجید حفظ کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اگرچہ حضور کے وصال کے وقت صرف تیرہ سال کے تھے اور غالباً ہجرت بھی فتح مکہ کے بعد کی اس طرح ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بہت مختصر نصیب ہوئی مگر چونکہ انتہائی ذہین و فطین تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا بھی فرمائی تھی "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ" اے اللہ! اسے کتاب یعنی قرآن کا علم عطا فرما' وہ بھی اس شان سے کہ ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور سینے سے لگایا۔ اس دعا کی برکت یہ تھی کہ وہ حبر امت سید المفسرین ہوئے اور اکابر صحابہ حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے جلیل القدر بزرگ بھی ان سے قرآن پڑھتے تھے۔ اس سے آج کل کے علماء کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اگر کسی چھوٹی عمر والے کے پاس ایسا علم ہو جو اس کے پاس نہیں تو حیا نہ کرے' حاصل کرے۔

قوله با يعتُ فلانًا

اس سے مراد حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ کہنے والے انصار کے کچھ لوگ تھے۔

قوله فلتة

فاء کے فتحہ لام کے سکون کے ساتھ' پھر تاء مطولہ پھر تاء مدورہ۔ اس کے معنی اچانک کے ہیں۔ چونکہ بیعت سے پہلے اس قسم کی کوئی بات نہیں آئی تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے گا' نہ تو اس کا چرچا ہوا اور نہ عام طور پر باہمی مشورہ ہوا' بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کرام میں اور مہاجرین میں بحث طول پکڑ گئی اور شور ہونے لگا۔ آوازیں بلند ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنا ہاتھ پھیلایئے تو انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ سب سے پہلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کی' پھر مہاجرین نے' پھر انصار کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جیسا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے' اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اچانک ہی کوئی کام اچھا ہو جائے تو محض اس بناء پر کہ یہ کام اچانک ہوا ہے اس کو برا کہنا حماقت ہے۔

قوله رعاع الناس و غوغائهم

رعاع' جاہل' رذیل' نوعمر "غوغاء" ٹڈی کے چھوٹے بچے جو اڑنا شروع کریں' عرف میں اس کے معنی ہیں: نیچ' شر پسند۔

قوله عقب ذى الحجة

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حج سے واپسی بدھ کے دن ہوئی تھی۔ اس کے دو دن بعد جمعہ تھا جمعہ کے دن یہ خطبہ دیا تھا۔

قوله لا ادرى

ابو معشر کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسی خطبہ میں یہ فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھ کو چونچ ماری ہے جس سے میں سمجھتا ہوں میری موت قریب ہے' چنانچہ یہی ہوا۔ ذی الحجہ کا مہینہ ختم بھی نہیں ہوا کہ آپ شہید کر دیے گئے۔

قوله اٰية الرجم

یعنی "الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما نكالا من الله" یہ ان آیتوں میں سے ہے جن کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم

Marfat.com

باقی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا اندیشہ تھا کہ چونکہ آیت رجم قرآن متلو میں نہیں، تو ہو سکتا ہے کچھ لوگ اس کا انکار کر بیٹھیں اس لیے پورے اہتمام کے ساتھ اس اہم موقع پر آیت رجم کو بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اندیشہ صحیح نکلا۔ خوارج کے ایک گروہ اور بعض معتزلہ نے اس کا انکار کیا بلکہ نسائی میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی خطبے میں فرمایا تھا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رجم کیا چیز ہے؟ کتاب اللہ میں صرف کوڑے مارنا ہے۔

قوله لا ترغبوا

یہ بھی ان آیتوں میں سے ہے جن کا حکم باقی ہے اور تلاوت منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد "ان کنا نقرء فیما نقرء من کتاب اللہ ان لا ترغبوا عن ابائکم" ہم کتاب اللہ میں جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی پڑھتے تھے "ان لا ترغبوا عن ابائکم" اس پر نص ہے۔

قوله وانها قد كانت كذالك.....(حضرت صدیق اکبر کی بیعت اچانک تھی، اس کی توجیہ)

یعنی حضرت صدیق اکبر کی بیعت اچانک ہی ہوئی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو پہلے سے اس سلسلے میں میں کوئی باہمی مشورہ ہوا تھا اور نہ رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں یک بیک بغیر اس کے کہ لوگوں کی رائے معلوم کروں میں نے جب دیکھا کہ آپس میں اختلاف ہو جائے گا تو میرے ذہن میں یہی حل آیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت شروع کر دی جائے۔ اسی کے مطابق میں نے ان سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے میں بیعت کروں۔ چنانچہ میری یہ رائے صحیح نکلی۔ میرے بیعت کرتے ہی سارے مہاجرین اور انصار نے جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب نے بیعت کر لی، نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا اور نہ بیعت میں توقف کیا جس سے معلوم ہو گیا کہ سب کے دل کی آواز یہی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا جائے، سقیفہ بنی ساعدہ میں تو کوئی کیا اعتراض کرتا وہاں سے اٹھنے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں اور محلوں میں گئے کہیں سے اس کے خلاف کچھ سنائی نہیں دیا یہاں تک کہ پوری رات گزری اور دوسرے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی۔ کوئی اعتراض کیا سنائی دیتا کسی نے بیعت کرنے میں ذرا بھی جھجک اور تردد نہیں کیا۔ سب نے بہ خوشی بیعت کی۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نہیں آئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان دونوں کو بلوایا۔ دونوں بلا تردد آئے، آ کر ان لوگوں نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ کو خلافت کا حق نہیں تھا۔ آپ کی بیعت غلط تھی۔ آپ نے جلدی جلدی چپکے سے بیعت کر لی۔ کہا تو یہ کہا کہ ہمیں صرف اس بات کی تکلیف ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہم کو بلوایا نہیں گیا۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت صدیق اکبر وغیرہ کو بھی نہیں بلایا گیا تھا۔ یہ سن کر کہ وہاں انصار کرام جمع ہیں یہ حضرات خود ہی وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت علی و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی اگر اس وقت وہاں تشریف لے جاتے تو انہیں کون روکتا، پھر بر بنائے تحقیق اسی مجمع میں حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی بیعت کر لی جسے میں پہلے تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

قوله ولكن الله وقى شرها

یعنی عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بلا سوچے سمجھے اچانک کوئی کام ہوتا ہے وہ بھی اتنا اہم، اس سے نقصانات ہوتے ہیں۔ اچانک کام کرنے سے جو شر پیدا ہو سکتا تھا اس سے اللہ نے بچا لیا اور یہ بیعت سراپا خیر و برکت ثابت ہوئی، یہ بیعت ایسی باعث خیر و برکت ثابت ہوئی کہ دنیا کی تاریخ میں جو چند بہت اہم دور رس صحیح فیصلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے حتیٰ کہ حضرت ابو حصین نے حضرت

Marfat.com

صدیق اکبر کے کارنامے دیکھ کر کہا:

لقد قام ابوبکر یوم الردة مقام نبی من الانبیاء

''ابوبکر نے یومِ ردت ایک نبی کی جانشینی کا حق ادا کر دیا''۔

حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

والذی لا الٰه الا هو لولا ابوبکر اُسْتُخْلِف ما عبدالله

''قسم ہے اس ذات کی! جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے گئے ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی''۔

ایسے اہم اور مفید کام کا اچانک ہونا اس کی دلیل ہے کہ یہ من جانب اللہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت عمر کے دل میں ڈالا پھر تمام صحابہ کرام کے دل میں ڈالا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان تو یہ تھی کہ بیس سے زیادہ ایسے مواقع ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا وہ وحی الٰہی کے مطابق تھا۔ ان کے فرمانے کے بعد اسی کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ اس کی روشنی میں میرا ایمان ہے کہ اگر نزول وحی کا سلسلہ بند نہ ہو گیا ہوتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے مطابق وحی الٰہی نازل ہوتی۔

قوله عن غیر مشورة

یعنی کسی ایک شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ مسلمانوں سے مشورہ کیے بغیر ان کی رضا حاصل کیے بغیر اپنی طبیعت سے جسے چاہے خلیفہ منتخب کر لے اگر کوئی ایسا کرے بھی تو اس کی خلافت صحیح نہیں ہوگی۔

قوله ان الانصار خالفونا

مطلب یہ ہے کہ انصار کرام کو چاہیے تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں یا مسجد نبوی میں حاضر ہو کر مشورہ کرتے' یہی مرکز اسلام تھا۔ ہم یہاں بیٹھے تھے اور وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے اور یہی مطلب اس کا بھی ہے جو آگے آ رہا ہے ''خالفنا علی والزبیر'' یہ لوگ حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے کاشانۂ اقدس میں جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ایک روایت میں بجائے حضرت زبیر کے حضرت عباس ہے۔ انصار کرام کا خیال یہ تھا کہ ہم تعداد میں زیادہ ہیں مہاجرین تھوڑے ہیں۔ یہ لوگ ہجرت کر کے ہمارے پاس آئے تھے۔ ہم نے ان کو پناہ دی۔ جان مال ہر طرح سے ان کی مدد کی۔ جنگوں کے موقعوں پر ہر لشکر میں ہماری اکثریت رہی' اس لیے ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں لیکن معاملہ صرف مدینہ طیبہ کا نہیں تھا پورے عرب کا تھا۔ عرب کے لوگ سوائے قریش کے کسی کی بالادستی قبول کرنے پر راضی نہ ہوتے' نیز جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''الائمة من قریش'' تو شرعاً بھی یہ جائز نہیں تھا کہ انصار کرام میں کوئی خلیفہ ہوتا۔ بنی ہاشم کا خیال یہ تھا کہ اس وقت پوری دنیا کا دستور یہی ہے کہ کسی بادشاہ کے مرنے کے بعد اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوتا اور اگر بیٹا نہ ہو تو عصبات میں سے جو سب سے قریب تر ہو وہ ہوتا۔ عصبات میں سب سے قریب حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے لیکن انہیں خلافت کی آرزو نہیں تھی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ حضرت علی کو خلیفہ بنایا جائے جیسا کہ اسی بخاری میں حدیث گزر چکی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے کہا: میں بنی ہاشم کا حال جانتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ایسی علامتیں ظاہر ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آخری دن ہیں' چلو حضور سے کہہ کر اپنے لیے لکھوا لو' حضرت علی نے فرمایا: میں ایسا کبھی نہیں کروں گا' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا تو پھر یہ ہمیں کبھی نہ ملے گی۔

[حضرت علی کی یہ خواہش تھی کہ انہیں خلیفہ بنایا جائے]

علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پرورش بھی فرمائی تھی اور اس کے باوجود کہ ان کے پاس کچھ نہیں تھا' رہنے کے لیے

Marfat.com

گھر بھی نہیں تھا پھر بھی اپنی سب سے چہیتی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا۔ بے شمار ذاتی فضائل کے ساتھ ساتھ ان کے بے شمار کارنامے تھے' اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذہن مبارک میں یہ خیال آیا کہ خلافت مجھے ملنی چاہیے اور بنی ہاشم کا یہ سوچنا کہ حضرت علی کو خلیفہ ہونا چاہیے ایک طرح سے بجا بھی تھا۔

لیکن ایک اہم سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ انصار کرام سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے تو خود ایک انصاری نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق کو کیوں اطلاع دی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیوں اطلاع نہیں دی؟ یا سقیفہ بنی ساعدہ میں کسی نے انصار کو جانے دیجئے مہاجرین ہی میں سے کسی نے حضرت علی کا نام کیوں نہیں پیش کیا؟ اس سے ظاہر ہے کہ بنی ہاشم کے سوا صحابہ میں سے خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے اور بادشاہ مرجائے تو اس کے بیٹے یا عصبہ ہی کو اس کی جگہ بٹھایا جائے' یہ جاہلی نظام تھا' اسلامی نظام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلامی نظام یہ ہے کہ جو اس کا سب سے زیادہ اہل ہو' جسے اہل حل وعقد منتخب کریں اگرچہ انتخاب وقتی طور پر ہو وہی خلیفہ ہوگا۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ اسلام کے پہلے حج کا امیر الحج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جب مسجد میں تشریف لے جانے کی طاقت نہ رہی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ امام بنا کر کھڑا کیا۔ یہ دونوں باتیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف بہت واضح اشارہ کر رہی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ طیبہ میں ہی تھے' کہیں باہر نہیں تھے' مگر انہیں امام نہیں بنایا۔ ان کے ہوتے ہوئے اپنے مصلیٰ اور منبر پر بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا۔ یہ دلیل ہے کہ میرے خلیفہ بلافصل یہی ہوں گے۔ ان دونوں باتوں کو تمام صحابۂ کرام جانتے تھے اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام پیش ہوتے ہی تمام صحابہ کرام نے ان کی بیعت کر لی حتیٰ کہ ان انصار کرام نے بھی بیعت کر لی جنہوں نے طے کر لیا تھا کہ خلیفہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

خاص نکتہ قابل غور یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کرام کے جمع ہونے کی اطلاع دینے والے بھی انصاری ہیں اور راستے میں جو دو صاحبان ملے تھے جنہوں نے یہ بتایا تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے اور جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جانے سے منع کیا تھا یہ بھی انصاری تھے۔

[سقیفہ بنی ساعدہ پر رافضیوں کے اعتراض کا جواز]

رافضیوں کو سقیفہ بنی ساعدہ کے فیصلوں پر بڑا اعتراض ہے' کوئی ان سے پوچھے کہ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ نہ گئے ہوتے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو جاتے؟ حالات کا رخ بتا رہا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ گئے ہوتے تو انصار کرام اپنی قرارداد کے بموجب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیتے' ان کی بیعت کر لیتے' پھر کیا ہوتا؟

ان سب باتوں پر جو بھی دانش مند ذرا بھی غور کرے گا وہ بھی اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وہ اعلیٰ دانش مندانہ برمحل اقدام ہے جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں شاید وباید ہی مل سکے۔ جویریہ کی روایت میں جو حضرت مالک سے ہے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تھے کہ ایک صاحب نے دیوار کے پیچھے سے پکارا: اے ابن خطاب! نکلو۔ حضرت عمر نے کہا: ہٹو ہم مشغول ہیں۔ اس نے کہا: میرے پاس آؤ اس لیے کہ ایک نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ انصار اکٹھے ہو گئے ہیں تو آپ ان کے پاس جاؤ' ان کو سنبھالو قبل اس کے کہ کوئی ایسی بات پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے تمہارے درمیان لڑائی ہو جائے۔ یہ دو انصاری صاحبان جو راستے میں ملے تھے جنہوں نے ان لوگوں کو سقیفہ بنی ساعدہ میں جانے سے منع کیا تھا دونوں انصاری بدری تھے۔ ان میں سے ایک

Marfat.com

صاحب کا نام عسیین بن ساعدہ تھا اور دوسرے صاحب کا معن بن عدی' پھر ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو جانے کے بعد ایک انصاری ہی نے کہا تھا: تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ تمام انصار کرام اس پر متفق نہیں تھے کہ حضرت سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا جائے۔

قوله بعض الحد

حد کے معنی تیزی کے ہیں یہاں مراد اشتعال کے ہیں' چونکہ انصاری خطیب کے بعض الفاظ مہاجرین کے لیے تکلیف کا باعث ہو سکتے تھے اس سے فطری طور پر یہ خیال درست تھا کہ کسی کو اشتعال آ جائے۔ یہ موقعہ اشتعال کا نہیں تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ ہو سکتا ہے کہ بتقاضائے بشری کوئی اس کے جواب میں سخت بات کہہ دے جس سے ماحول گرم ہو جائے اور بات بگڑ جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جلال زیادہ تھا لیکن اپنے موقعے پر۔ یہ ان کی ذہانت و فطانت ہے کہ موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے نرم تھے لیکن حقیقت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فہم و فراست و تدبر و موقع شناسی میں بھی بہ در جہا زائد تھے جس کی ایک نظیر یہی خطبہ ہے جو اس موقع پر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا۔

قوله انا جذيلها المحكك

جذیل' جذل کی تصغیر ہے اور یہ تصغیر تعظیم کے لیے ہے۔ اس کے معنی درخت کے اس تنے کے ہیں جس کی شاخیں جھڑ گئی ہوں' اور اس لکڑی کو بھی کہتے ہیں جو اس لیے گاڑی جاتی تھی کہ خارش زدہ اونٹ اس پر اپنا بدن رگڑیں۔ ''محكك''، ''حك'' کا باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ یعنی وہ لکڑی جس پر کھجلایا گیا ہو اور اسم ظرف بھی ہو سکتا ہے کھجلانے کی جگہ۔ اس سے مراد مجایا تجربہ کار ہے یعنی میں بہت تجربہ کار ہوں۔

قوله عذيقها المرجب عذيق

''عِذْقٌ'' کی تصغیر ہے ''عذق'' کھجور کا گچھا ''عَذْقٌ'' کھجور کا درخت اور ''مرجب''، ''رجب'' کا باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ بولتے ہیں: ''رجبت النخلة'' جب کہ اسے تھونی لگا دی جائے یعنی جب کہ اس کے گرنے کا اندیشہ ہو خواہ زیادہ لمبائی کی وجہ سے یا پھلوں کے بوجھ کی وجہ سے' اس سے مراد سہارا اور معتمد ہے۔ یہ کہنے والے حباب بن منذر تھے۔ بحث کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ہم امراء ہیں اور آپ لوگ وزراء' اس پر حباب ابن منذر نے کہا: بخدا! ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور تم سے ایک امیر ہوگا' اس کے جواب میں حضرت عمر نے فرمایا: دو تلواریں ایک نیام میں نہیں رہ سکتیں۔ ہم سے امراء ہوں اور تم میں سے وزراء۔

قوله ثُمَّ بايعته الانصار

فتح الباری میں ابن اسحاق کے حوالے سے مذکور ہے کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو مجھ سے پہلے انصار کے ایک صاحب نے بیعت کر لی۔ یہ صاحب بشیر بن سعد تھے حضرت نعمان کے والد (رضی اللہ عنہما)۔

بَابُ اَلْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ

کنوارے زانی مرد اور عورت کو کوڑا مارا جائے گا اور جلاوطن کیا جائے گا

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

بدکار مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے

Marfat.com

مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ○ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ○﴾ (النور:۲-۳). (ص۱۰۱۰)

دین کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو○ بدکار مرد نکاح نہ کرے گا مگر بدکار یا مشرک عورت سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے گا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے○

توضیح

باب میں ''بکرٌ'' سے مراد وہ مرد ہے جس نے نکاح کے ساتھ کسی عورت سے ہم بستری نہ کی ہو اسی طرح بکر عورت سے مراد وہ عورت ہے جس کے ساتھ نکاح صحیح کے ساتھ جماع نہ کیا گیا ہو۔ باب کا عنوان ایک حدیث موقوف کا عنوان ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اس زیادتی کے ساتھ ''والثیبان یجلدان ویرجمان'' اور ثیب مرد اور عورت کو کوڑا بھی مارا جائے گا اور سنگسار بھی کیا جائے گا۔

ابن منذر نے زیادتی کو ان الفاظ میں روایت کیا: ''والثیبان یرجمان والذان بلغا سنا یجلدان ثم یرجمان'' اور ثیب کو سنگسار کیا جائے گا اور جو بوڑھے ہو چکے ہوں انہیں کوڑا مارا جائے گا پھر سنگسار کیا جائے گا۔

اور امام عبدالرزاق نے بہ طریق ثوری عن الاعمش عن مسروق یوں روایت کیا:

البکران یجلدان وینفیان والثیبان یرجمان ولا یجلدان والشیخان یجلدان ثم یرجمان. — بکر کو کوڑا مارا جائے گا اور جلاوطن کیا جائے گا اور ثیب کو سنگسار کیا جائے گا اور کوڑا نہیں مارا جائے گا اور بوڑھے مرد اور عورت کو کوڑا مارا جائے گا پھر سنگسار کیا جائے گا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

مذہب احناف

اس خصوص میں یہ ہے کہ غیر محصن مرد اور عورت کے زنا کی حد صرف کوڑا مارنا ہے جلاوطن کرنا حد میں داخل نہیں۔ البتہ اگر حاکم اسلام جلاوطن کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو تو سیاستہً جلاوطن کر سکتا ہے' اور جن احادیث میں جلاوطن کرنے کا ذکر ہے ان سب سے مراد یہی ہے کہ عند الضرورت ان کو جلاوطن کیا گیا۔ علامہ ابن حجر نے محمد بن نصر کی کتاب الاجماع سے نقل فرمایا کہ زانی کے جلاوطن کیے جانے پر کوفیوں کے علاوہ سب کا اتفاق ہے حتیٰ ائمہ احناف میں سے امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے۔

ت۸۰۹ - قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَاْفَةٌ اِقَامَةُ الْحُدُوْدِ. — ابن عیینہ نے فرمایا: ترس نہ آئے حد قائم کرنے میں۔

ت۸۱۰ - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةَ. — عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زانی کو جلاوطن کیا اور پھر یہی طریقہ ہمیشہ رہا۔

یہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ عروہ کا سماع حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں لیکن ترمذی میں ہے: ''عن عبیدالله عن نافع عن ابن عمر اَنَّ النبی صلی الله علیه وسلم ضرب و غرب و ان ابابکر ضرب و غرب وان عمر ضرب و غرب'' کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو مارا اور جلاوطن کیا اور حضرت ابوبکر نے مارا اور جلاوطن کیا اور حضرت عمر نے مارا اور جلاوطن کیا۔ اسے نسائی' ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح کی۔

Marfat.com

قوله تلك السنة

حتیٰ کہ مروان نے بھی جلاوطن کیا۔اس کے بعد اسے اہل مدینہ نے ترک کر دیا۔

۲۸۴۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِیْمَنْ زَنٰی وَلَمْ یُحْصَنْ بِنَفْیِ عَامٍ بِاِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جس نے زنا کیا اور محصن نہیں تھا سال بھر جلاوطن ہونے کا حکم دیا اس پر حد قائم ہونے کے ساتھ ساتھ۔

(نسائی۔کتاب الرجم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا یہ فرمانا کہ حد قائم فرمانے کے ساتھ ساتھ ایک سال کے لیے جلاوطن ہونے کا حکم دیا یہ اس کی دلیل ہے کہ جلاوطن کرنا حد میں داخل نہیں۔

بَابٌ كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْاَدَبُ (ص ۱۰۱۲)

سزا اور ادب کتنا دیا جائے گا؟

۲۸۵۰ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

حضرت ابوبردہ انصاری رضی اللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ نہ مارا جائے سوائے اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں۔

(اسی کے متصل دو طریقے سے مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ۔کتاب الحدود نسائی۔کتاب المحاربہ)

اس حدیث میں حد سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں شراح کے مختلف اقوال ہیں۔ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ سزا ہے جو شریعت نے کسی جرم پر مقرر فرمائی ہے۔حدیث میں یہ تصریح ہے کہ حد کے علاوہ کسی اور جرم کی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ نہ مارا جائے لیکن اسلاف سے اس سے زائد کوڑے مارنے کی روایتیں موجود ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑے سے زیادہ کسی کو مت مارو اور حضرت عثمان سے تیس تک تعداد مروی ہے نیز حضرت عمر سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے سو کوڑے تک کی اجازت دی ہے اور ایسے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے بھی مروی ہے۔

اسی بناء پر اس سلسلہ میں ائمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں۔صحیح اور محقق یہ ہے کہ اس کی کوئی تحدید نہیں کہ یہ جرم اور مجرم کی حیثیت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔شریف اور سلیم الطبع افراد کے لیے کبھی صرف پوچھ لینا کافی ہوتا ہے کہ کیا آپ نے ایسا کیا ہے؟ بلکہ کبھی اتنا کہنا ہی بہت ہوتا ہے کہ یہ آپ کی شان کے لائق نہیں۔کبھی معمولی سرزنش کافی ہوتی ہے اور کبھی دس بیس کوڑے ناکافی، پھر گناہ کبیرہ کی سزا مختلف ہوگی بہ نسبت گناہ صغیرہ کے، پھر ایک عادی مجرم کی سزا الگ ہوگی بہ نسبت اس کے کہ اس سے پہلی بار کوئی جرم سرزد ہوا ہو اس لیے محقق اور راجح یہی ہے کہ تعزیر حاکم کی صواب دید پر ہے۔

پھر تادیب کا معاملہ تعزیر سے الگ ہے مثلاً باپ بیٹے کو، استاد شاگرد کو، آقا غلام کو کسی ایسی بات پر بھی سزا دے سکتا ہے جو حقیقت میں گناہ نہیں لیکن اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ جب حدیث میں دس کی تحدید مذکور ہے تو اس سے زیادہ تعزیر کی اجازت کیسے ہوگی؟

اس لیے اس حدیث میں حد سے اوامر اور نواہی مراد لیے جائیں یعنی کسی فرض اور واجب کے ترک پر یا کسی ناجائز اور حرام کے ارتکاب پر دس کوڑوں سے زیادہ سزا دی جا سکتی ہے۔اس حدیث کی امام بخاری نے دو اور طریقوں سے تخریج کی ہے۔ایک بہ طریق

Marfat.com

عمرو بن علی' اس میں یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن جابر نے اس سے روایت کرتے ہوئے جس نے نبی ﷺ سے سنا ہے مجھ سے حدیث بیان کی۔ دوسرے بہ طریق یحییٰ بن سلیمان' اس میں یہ ہے کہ ابن وہب نے کہا: مجھ سے عمرو نے حدیث بیان کی کہ بکیر نے ان سے حدیث بیان کی کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن بن جابر آئے اور سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی' اس کے بعد سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن بن جابر نے حدیث بیان کی کہ ان کے والد نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابو بردہ انصاری سے سنا کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

تینوں طریقوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے طریقے میں عبدالرحمٰن بن جابر براہ راست حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے طریقے میں عبدالرحمٰن بن جابر نے ان صاحب کا نام نہیں لیا جن سے انہوں نے روایت کی جنہوں نے نبی ﷺ سے سنا۔ اس میں عبدالرحمٰن بن جابر کے شیخ کا نام مذکور نہیں مگر اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ جب یہ تصریح ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ صحابی تھے اور صحابہ کل کے کل عادل ہیں اور اس کا بھی امکان ہے کہ یہ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ ہی ہوں جیسا کہ دوسرے طریقے میں تصریح ہے۔

تیسرے طریقے میں عبدالرحمٰن بن جابر اور حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اس سے بھی کوئی خلل نہیں واقع ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن جابر نے اس کو اپنے والد حضرت جابر سے بھی سنا ہو اور براہِ راست حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی سنا ہو' البتہ ہر روایت کے الفاظ مختلف ہیں۔ پہلی روایت جو بہ طریق عبداللہ بن یوسف ہے اس میں یہ ہے "لایجلد فوق عشر جلدات"۔ دوسری روایت بہ طریق عمرو بن علی' اس میں ہے لا عقوبة فوق عشر ضربات" اور تیسری روایت بہ طریق یحییٰ بن سلیمان ہے' اس میں ہے "لا یجلد فوق عشر اسواط" مگر معنی تینوں کا ایک ہے۔ "ضربة" اگرچہ معنی کے اعتبار سے عام ہے مگر چونکہ عادت یہی تھی کہ کوڑوں ہی سے سزا دی جاتی تھی اس لیے "ضربة" سے مراد کوڑا مارنا ہی ہے۔

اس کے بعد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث صوم وصال ذکر فرمائی جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے صوم وصال سے لوگوں کو منع کیا تو کچھ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا: تم میں کون مجھ جیسا ہے؟ مجھے میرا رب کھلاتا ہے' اور پلاتا ہے۔ جب لوگ نہیں مانے تو حضور نے دو دن صوم وصال رکھا' پھر چاند نظر آ گیا تو فرمایا کہ اگر چاند ابھی نظر نہ آتا تو میں اور بھی صوم وصال رکھتا۔ یہ ارشاد ایسا تھا جیسے کہ ان کی سزا کے لیے فرما رہے ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ میں تو مسلسل صوم وصال رکھتا اور تم لوگ عاجز آ جاتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعزیر صرف مارنے ہی میں منحصر نہیں' تعزیر کبھی زجر و توبیخ اور کبھی دوسرے طریقے سے بھی ہوتی ہے۔

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ (ص ۱۰۱۳) غلاموں پر زنا کی تہمت لگانا

توضیح

یہاں مصدر کی اضافت مفعول بہ کی طرف ہے۔ اس کے تحت جو حدیث مذکور ہے وہ اس کی دلیل ہے یعنی اگر کسی نے غلام پر زنا کی تہمت لگائی تو کیا حکم ہے۔ اگرچہ لفظ اس کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ اضافت فاعل کی طرف ہو یعنی غلام اگر کسی پر زنا کی تہمت لگائے تو کیا حکم ہے؟ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ غلام کو چالیس کوڑے مارے جائیں گے لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز' امام زہری' امام اوزاعی اور اہل ظاہر کا مذہب یہ ہے کہ ان کو اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ عنوان میں اگرچہ عبید کا لفظ ہے مگر یہی حکم باندیوں کا بھی ہے۔

Marfat.com

۲۸۵۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ كَمَا قَالَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے گا اور غلام اس سے پاک ہوگا تو اسے قیامت کے دن کوڑا مارا جائے گا مگر یہ کہ غلام ایسا ہی ہو جیسا کہ اس نے کہا۔

(مسلم۔ کتاب الایمان والنذور' ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب البر' نسائی۔ کتاب الرجم)

اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص غلام پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں' دلیل یہی حدیث ہے' کیوں کہ اگر دنیا میں اس پر حد ہوتی تو اسے ضرور ذکر فرماتے جب کہ حد گناہوں کا کفارہ ہے تو جس جرم پر حد جاری کر دی گئی تو قیامت کے دن اس پر پھر سزا کا سوال ہی نہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۸- کِتَابُ الدِّیَاتِ (ص ۱۰۱۴)

دیات کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ (النساء:۹۳)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے

توضیح

''دیات''، ''دیۃ'' کی جمع ہے جیسے ''عدۃ'' کی جمع ''عدات'' اس کی اصل ''ودی'' تھی۔ یہ لفیف مفروق ہے واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تا بڑھا دی گئی اور فا کلمہ کو کسرہ دیا گیا جیسے ''وعد'' سے ''عدۃ'' اور ''وزن'' سے ''زنۃ''۔ اس کے معنی ہیں: جان یا زخم کے عوض مال دینا جس کو اردو میں خون بہا کہتے ہیں' قصاص کے معنی بدلہ لینا ہے' مثلاً مقتول کے عوض قاتل کو قتل کرنا۔ دانت توڑنے کے عوض دانت توڑنا۔ حقیقت میں قصاص دیت سے الگ ایک قسم ہے لیکن جن جرائم میں قصاص واجب ہوتا ہے ان میں یہ اختیار ہوتا ہے کہ اولیاء مقتول یا مجروح مال لے لیں اور قصاص چھوڑ دیں۔ اس مناسبت کی بناء پر امام بخاری نے دیات کے ضمن میں قصاص کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

۲۸۵۲- ح: [وَعِيْدُ الْقَتْلِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ]

ناحق قتل کی وعید

۲۸۵۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اس وقت تک اپنے دین میں کشادگی کے ساتھ رہے گا جب تک خون ناحق نہیں کرے گا۔

۲۸۵۳- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ مِنْ وَرْطَاتِ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ لَا مَخْرَجَ لِمَنْ اَوْقَعَ نَفْسَهٗ فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهٖ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ان تباہ کن باتوں میں سے جن میں پھنسنے کے بعد آدمی نکل نہیں سکتا خون ناحق ہے۔

یہی مضمون قرآن مجید میں قریب قریب ہے۔ ارشاد ہے: ''وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝'' (بنی اسرائیل: ۳۳) اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے ۝

جب حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اب شدید فتنے اٹھیں گے

Marfat.com

اوراسی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک پوری دنیا کے مسلمان متفق اور متحد تھے۔ان کی شہادت کے بعد فتنے اٹھنے شروع ہوئے تو تقریباً پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود بند نہیں ہو سکے۔ جنگ جمل' جنگ صفین' خوارج کے محاربات' حادثہ کربلا' حادثہ حرہ' مکہ معظمہ پر بار بار لشکر کشی وغیرہ وغیرہ سب اسی کی فرع ہیں۔

الفخری وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''لا ینطح فیه عنزان'' اس میں دو مینڈھے نہیں لڑیں گے۔ یہ جنگ صفین میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ایک تیر آکر ان کی آنکھ میں لگا اور آنکھ جاتی رہی۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح کے بعد جب حالات معتدل ہو گئے تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ کی شہادت پر تم نے یہ کہا تھا: ''لا ینطح فیه عنزان'' انہوں اقرار کیا۔حضرت معاویہ نے فرمایا: ''هل نطح فیه عنز قال نعم التیس الاکبر'' کیا اس معاملہ میں کسی مینڈھے نے سینگ مارا؟ انہوں نے کہا: ہاں! بہت بڑے بونک نے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (المائدہ:۳۲)(ص ۱۰۱۴)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور جس نے اسے زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا

توضیح

سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَّمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا'' جس نے کسی کو قتل کیا بغیر قصاص یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک شخص کو زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔

مطلب یہ ہے کہ خون ناحق کرنے کے بعد مقتول کے اولیاء قتل کا بدلہ لینے کے لیے اٹھیں گے اور قاتل کے اولیاء قاتل کو بچانے کے لیے زور لگائیں گے' پھر آپس میں لڑائی ہوگی اور خون ریزی بڑھ جائے گی جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بنی بکر اور بنی تغلب میں ایک خون ناحق کے پیچھے پچاس سال تک لڑائی ہوتی رہی۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ کے ایک حصے کو باب کا عنوان بتایا ہے۔

ت ۸۱۱ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيْعًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا: جس نے قتل ناحق کو حرام جانا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔

اس تعلیق کو اسماعیل بن زیاد سلمی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا اور امام وکیع نے بھی روایت کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (المائدہ:۴۵) اَلْاٰيَةَ (ص ۱۰۱۶)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: بے شک جان جان کے عوض ہے

توضیح

اصل ارشاد یہ ہے:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ اور (تورات میں) ہم نے بنی اسرائیل پر فرض فرمایا کہ جان

Marfat.com

بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ (المائدۃ:۴۵)

کے بدلے جان قتل کی جائے اور آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑی جائے اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان کاٹا جائے اور دانت کے بدلے دانت توڑا جائے اور زخموں میں قصاص لیا جائے۔

یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل کے لیے تھا مگر اس قاعدہ کلیہ کے بموجب کہ اگلی شریعتوں کے احکام جب اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ بیان فرمائیں اور اس کے نسخ کو ظاہر نہ فرمائیں تو وہ ہی ہماری شریعت کے بھی احکام ہیں۔

۲۸۵۴ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ اَلنَّفْسِ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبِ الزَّانِيْ وَالْمَارِقِ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكِ الْجَمَاعَةَ. (مسلم ابوداؤد۔ کتاب الحدود ترمذی۔ کتاب الدیات نسائی۔ کتاب المحاربہ والقود)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی ایسے مسلمان کا خون حلال نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بے شک اللہ کا رسول ہوں مگر تین باتوں میں سے ایک کی وجہ سے: جان کے بدلے جان اور زانی ثیب اور اپنے دین سے جدا ہونے والا جو مسلمانوں کی جماعت چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے۔

''ثیب'' سے مراد ''محصن'' ہے یعنی جس نے نکاح صحیح کے بعد کسی عورت سے وطی کی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اسے سنگسار کیا جائے گا اور دین کے مفارق سے مراد مرتد ہے۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ وہ واجب القتل ہے بعض روایتوں میں بجائے ''المفارق'' کے ''المارق'' ہے۔ اس کے معنی بھی دین سے نکلنے والے کے ہیں۔

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ (ص ۱۰۱۶)

جو کسی مسلمان کے خون کا بغیر حق کے طلب گار ہو

۲۸۵۵ - حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ مبغوض تین قسم کے لوگ ہیں: حرم میں ظلم کرنے والے' اسلام میں جاہلیت کا طریقہ ڈھونڈنے والے اور کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کے درپے ہونے والے۔

اس حدیث میں ''ابغض'' اسم تفضیل معنی مفعول کی زیادتی کے لیے ہے یعنی مبغوض تر جیسے ''اشهر'' بہ معنی مشہور تر۔ الحاد کے معنی ہیں ٹیڑھا ہونا' یہاں مراد ہے کہ حق چھوڑ کر باطل اختیار کرنا' ظلم کرنا۔

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ (ص ۱۰۷۷)

مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص ہے

توضیح

اس پر قریب قریب اتفاق ہے کہ مرد اور عورت کے مابین قصاص ہے اگرچہ بعض اکابر کا یہ مذہب ہے کہ اگر مقتول عورت کے اولیاء مرد کو قتل کریں تو نصف دیت دیں۔ اسی طرح مرد مقتول کے اولیاء اگر عورت کو قتل کریں تو نصف دیت دیں۔ امام حسن بصری' امام عطاء' امام شعبی وغیرہ کا یہی مذہب ہے لیکن مرد اور عورت کے درمیان زخموں میں قصاص ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی وغیرہ کا مذہب ہے کہ قصاص ہے' اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ زخموں میں قصاص نہیں اس لیے کہ قصاص میں مساوات ضروری ہے اور مرد اور عورت کے اعضاء میں مساوات نہیں۔ اگر کسی نے کسی کا شل ہاتھ کاٹ دیا تو اس کے عوض میں اس کا تندرست ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر کسی مریض نے کسی تندرست کو قتل کر دیا تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْاَةِ. وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْاَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِيْ كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْجِرَاحِ. وَبِهٖ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ' وَاِبْرَاهِيْمُ' وَاَبُو الزِّنَادِ عَنْ اَصْحَابِهٖ.

اور اہل علم نے کہا کہ مرد کو عورت کے عوض قتل کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ عورت کا قصاص مرد سے لیا جائے گا ہر بالقصد جنایت میں' جان ہو یا اس سے کچھ کم زخم۔ یہی عمر بن عبدالعزیز اور ابراہیم نخعی نے کہا اور ابوالزناد نے بھی یہی اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہوئے کہا۔

اس عبارت میں اصحاب سے مراد اساتذہ ہیں مثلاً حضرت قاسم بن محمد' عروہ بن زبیر' عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج وغیرہ۔

امام بخاری نے باب کے اثبات کے لیے حضرت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ذکر کی کہ مرض وصال میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ میں دوا ٹپکائی تھی۔ افاقہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ عباس کو چھوڑ کر گھر میں جتنے لوگ ہیں سب کے منہ میں دوا ٹپکائی جائے اور اس وقت گھر میں زیادہ تر عورتیں ہی تھیں۔ یہ عمل ایک طریقہ سے قصاص تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر عورت جنایت کرے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔

اقول وهو المستعان: باب ہے زخموں سے قصاص کے متعلق اور حدیث میں زخم کا کوئی ذکر ہی نہیں اور نہ یہ قصاص تھا' بلکہ یہ بطور تادیب ارشاد فرمایا تھا۔

بَابُ مَنْ اَخَذَ حَقَّهٗ' اَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ (ص ۱۰۱۷)

جس نے بادشاہ کے بغیر اپنا حق لیا یا قصاص لیا

۲۸۵۶- اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ.

اعرج نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہم سب میں پچھلے اور سب سے سبقت کرنے والے ہیں۔

وَبِاِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ اَحَدٌ' وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ' خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ' فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ.

اسی اسناد کے ساتھ اس کو بھی بیان کیا: بغیر اجازت طلب کیے اگر تیرے گھر میں کوئی جھانکے اور تو کنکری پھینک کر اسے مارے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔

اس حدیث کو باب سے اس طرح مناسبت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اس صورت میں قصاص ہے ورنہ امن باقی نہیں رہے گا اور حدیث میں جو فرمایا ہو وہ تغلیظاً ہے۔

بَابٌ اِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ

جب کسی نے کسی کو دانت کاٹا اور اس کے

Marfat.com

ثَنَایَاہُ (ص ۱۰۱۸)

۲۸۵۷ - عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ یَدَ رَجُلٍ، فَنَزَعَ یَدَہٗ مِنْ فَمِہٖ، فَوَقَعَتْ ثَنِیَّتَاہُ، فَاخْتَصَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَعَضُّ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ کَمَا یَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِیَۃَ لَہٗ.

(مسلم۔ کتاب الحدود' ترمذی۔ کتاب الدیات' نسائی۔ کتاب القصاص' ابن ماجہ۔ کتاب الدیات)

اگلے دانت جھڑ گئے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ہاتھ کو دانت سے کاٹا' اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے اگلے دانت اکھڑ گئے۔ ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو یوں دانت کاٹتے ہو جیسے نر اونٹ کاٹتا ہے' اس کے لیے دیت نہیں۔

دانت کاٹنے والے حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ ہی تھے اور جسے انہوں نے دانت کاٹا تھا وہ ان کا نوکر تھا۔ شراح نے بڑی عرق ریزی سے ان دونوں باتوں کی تعیین کی ہے۔ بخاری ہی میں باب غزوۂ تبوک میں ہے کہ حضرت یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جیش عسرت میں شریک ہوا۔ میرا ایک مزدور تھا' اس نے ایک شخص سے جھگڑا کیا' اس میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت کاٹ لیا۔ (الحدیث) مسلم اور نسائی میں حضرت عطاء کی روایت میں ہے کہ یعلیٰ کے ایک نوکر کی کلائی کسی نے دانت سے کاٹی' نیز نسائی میں سفیان کی روایت میں ہے: میرے نوکر نے ایک شخص سے لڑائی کی تو اسے دوسرے نے دانت کاٹ لیا' نیز نسائی ہی میں سلمیٰ بن امیہ اور یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے کہ دونوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوۂ تبوک میں گئے۔ ہمارا ایک ساتھی تھا' اس نے ایک مسلمان سے جھگڑا کیا۔ اس شخص نے ہمارے ساتھی کی کلائی دانت سے کاٹ لی۔ ان سب روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کو دانت کاٹا گیا تھا وہ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا اجیر تھا اور دانت کاٹنے والے حضرت یعلیٰ بن امیہ ہی تھے۔ اس کا سراغ اس سے ملتا ہے کہ عبید بن عقیل سے نسائی میں روایت ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے دانت کاٹا اور بنی تمیم سے یعلیٰ بن امیہ ہیں۔ ان کا اجیر کس قبیلے سے ہے پتہ نہیں۔

بَابُ دِیَۃِ الْاَصَابِعِ (ص ۱۰۱۸)

انگلیوں کی دیت کا بیان

۲۸۵۸ - عَنْ عِکْرِمَۃَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھٰذِہٖ وَھٰذِہٖ سَوَاءٌ. یَعْنِی الْخِنْصَرَ وَالْاِبْھَامَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: یہ اور یہ برابر ہیں یعنی چھوٹی انگلی اور انگوٹھا۔

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دیت کے معاملے میں یہ دونوں برابر ہیں یعنی دیت میں کمی بیشی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل عمرو بن حزم کے لیے جو کتاب الدیات لکھی تھی اس میں یہ ہے کہ ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں' ہر انگلی میں دس اونٹ۔ اب باب کی حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح انگوٹھے کی دیت دس اونٹ ہے اسی طرح چھوٹی انگلی کی بھی دیت دس اونٹ ہے۔ انگلیوں کے پوروں میں ایک انگلی کی دیت کا ثلث ہے جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا۔

بَابٌ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ مِّنْ رَجُلٍ' ھَلْ یُعَاقَبُ اَوْ یُقْتَصُّ مِنْھُمْ کُلِّھِمْ (ص ۱۰۱۸)

جب ایک قوم کسی شخص کو مارے یا زخمی کرے تو کیا سب کو سزا دی جائے گی یا سب سے قصاص لیا جائے گا

Marfat.com

ت ۸۱۲ - وَقَالَ مُطَرِّفٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ اَنَّهٗ سَرَقَ، فَقَطَعَهٗ عَلِيٌّ، ثُمَّ جَاءَ بِاٰخَرَ وَقَالَا اَخْطَاْنَا، فَاَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا، وَاَخَذَا بِدِيَةِ الْاَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُّمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

امام شعبی سے دو ایسے شخصوں کے بارے میں روایت ہے جنہوں نے ایک شخص کے بارے میں گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چور کا ہاتھ کاٹ لیا' پھر وہ دونوں ایک دوسرے شخص کو لے کر آئے اور کہا: ہم چوک گئے (چور وہ نہیں تھا یہ ہے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی گواہی باطل کر دی' اور ان دونوں سے پہلے شخص کی دیت لی اور فرمایا: اگر میں جانتا کہ تم لوگوں نے قصداً ایسا کیا ہے تو تم دونوں کا ہاتھ کاٹتا۔

ت ۸۱۳ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً، فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غلام چپکے سے قتل کر دیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس میں اہل صنعاء شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا۔

''غِيْلَةٌ'' کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر نہیں تھا کہ قاتل کون ہے۔ یہ قتل صنعا میں ہوا تھا۔ اس تعلیق کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صنعا کے سات باشندوں کو ایک شخص کے قصاص میں قتل کیا اور فرمایا: اگر اس میں کل اہل صنعا شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔

ت ۸۱۴ - وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ حَكِيْمٍ، عَنْ اَبِيْهِ اِنَّ اَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِيًّا، فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهٗ.

اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ چار شخصوں نے ایک بچے کو قتل کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ فرمایا۔

امام طحاوی اور بیہقی نے بہ طریق ابن وہب روایت کی کہ حکیم صنعانی نے بیان کیا کہ صنعا کی ایک عورت کا شوہر غائب ہو گیا اور اس عورت کی گود میں اصیل نام کا ایک چھوٹا بچہ تھا جو دوسری بیوی سے تھا۔ اس عورت نے آشنا بنا لیا۔ اس عورت نے اپنے آشنا سے کہا: کہیں یہ ہمیں رسوا نہ کر دے۔ اس آشنا نے پہلے اس سے انکار کیا جس پر وہ عورت آشنا سے روٹھ گئی' اسے راضی کرنے کے لیے یہ شخص بچے کے قتل پر راضی ہو گیا۔ یہ شخص اور ایک اور شخص اور یہ عورت اور اس کے خادم چاروں نے اس بچے کو قتل کیا پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چمڑے کے تھیلے میں باندھ کر بستی کے کنارے ایک کنویں میں ڈال دیا۔ یہ آشنا پکڑا گیا اور اس کی نشان دہی پر بقیہ قاتل پکڑے گئے۔ معاملہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا' آپ نے چاروں کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

ت ۸۱۵ - وَاَقَادَ اَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ.

اور حضرت ابوبکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید بن مقرن نے طمانچہ مارنے پر بدلہ لینے کا حکم دیا۔

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو تھپڑ مارا' اس کے بعد اس سے کہا کہ تو اپنا بدلہ لے لے' اس شخص نے معاف کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اثر کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور سوید بن مقرن کے اثر کو امام وکیع نے روایت کیا ہے۔

ت ۸۱۶ - وَاَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارنے پر درہ کی سزا دی۔

ت ۸۱۷ - وَاَقَادَ عَلِيٌّ مِّنْ ثَلَاثَةِ اَسْوَاطٍ.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حد میں تین کوڑے زیادہ مارنے پر

Marfat.com

بدلہ لینے کا حکم دیا۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن معقل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا' اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چپکے سے کچھ کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام قنبر سے کہا: لے جاؤ اسے کوڑے مارو۔ اس کے بعد سزا یافتہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس نے تین کوڑے زیادہ مارا ہے۔ حضرت علی نے قنبر سے پوچھا تو انہوں نے تصدیق کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سزا یافتہ سے کہا: جاؤ اس کو تین کوڑے مارو' پھر فرمایا: اے قنبر! جب کسی کو تم کوڑا مارو تو مقررہ حد سے آگے نہ بڑھو۔

ت ۸۱۸ - وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِّنْ سَوْطٍ وَخُمُوْشٍ. حضرت قاضی شریح نے کوڑا مارنے اور چہرے کی خراش پر قصاص کا حکم دیا۔

امام سعید بن منصور نے امام نخعی کے بہ طریق روایت کیا ہے کہ ایک شخص قاضی شریح کے پاس آیا اور کہا: مجھے اپنے سپاہی سے بدلہ دلایئے۔ انہوں نے اپنے سپاہی سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ان لوگوں نے آپ پر بھیڑ کر دی تھی تو میں نے اس کو کوڑے سے مارا۔

قصاص اور دیت کے مسائل کچھ پیچیدہ بھی ہیں اور مشکل بھی جو فقہ کی کتابوں میں پوری تشریح کے ساتھ درج ہیں۔ باب سے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ اگر ایک شخص کو مل کر چند آدمیوں نے قتل کیا اور یہ قتل قتل عمد ہے تو سب سے قصاص لیا جائے گا' بشرطیکہ شرکاء میں مقتول کا کوئی ایسا رشتہ دار نہ ہو کہ اگر وہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہ ہوتا' مثلاً باپ نے اگر کسی اجنبی سے مل کر بیٹے کو قتل کیا تو کسی پر قصاص نہیں کیونکہ تنہا باپ اگر بیٹے کو قتل کرے تو باپ پر قصاص نہیں۔ زخموں میں قصاص کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جس زخم کی مماثلت ہو سکتی ہے اس میں قصاص ہے ورنہ نہیں بلکہ دیت ہے مثلاً ہاتھ پیر کو جڑ سے اکھاڑ کر الگ کر دیا اس میں قصاص ہے لیکن اگر کلائی پر زخم لگایا تو قصاص نہیں۔ بناءً علیہ ہمارے نزدیک تھپڑ مارنے پر قصاص نہیں' گھونسہ مارنے پر قصاص نہیں' حاکم کو اختیار ہے جتنی چاہے سزا دے۔

بَابُ الْقَسَامَةِ (ص ۱۰۱۸) قسامت کا بیان

توضیح

اگر کسی جگہ کوئی شخص مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو اور مقتول کے اولیاء محلہ والوں پر قتل عمد یا قتل خطا کا دعویٰ کریں اور محلہ والے انکار کریں پھر مقتول کے اولیاء قسامت کا مطالبہ کریں تو حاکم محلہ کے پچاس عاقل بالغ آزاد مردوں سے قسم لے گا کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم کو قاتل کا علم ہے۔ اگر اس محلہ کے پچاس مرد عاقل بالغ قسم کھالیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم کو قاتل کا علم ہے۔ اگر دعویٰ قتل عمد کا ہے تو محلہ والوں پر دیت لازم ہے اور اگر دعویٰ قتل خطا کا ہے تو محلہ والوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جس کی مدت ادا تین سال ہے اور اگر انکار کریں تو ان کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ قسم کھائیں یا قتل کا اقرار کریں۔

شرائط

قسامت واجب ہونے کی چند شرائط ہیں:

(۱) مقتول کے جسم پر زخم یا مار کے نشانات ہوں یا گلا گھونٹنے کی علامات پائی جائیں یا ایسی جگہ سے خون بہا ہو جہاں سے عادتاً نہیں نکلتا مثلاً آنکھ کان سے بہا ہو' (۲) قاتل کا پتہ نہ ہو' (۳) مقتول انسان ہو' (۴) مقتول کے اولیاء دعویٰ کریں' (۵) اہل محلہ قتل سے انکار کریں' (۶) مدعی قسامت کا مطالبہ کرے' (۷) جس جگہ مقتول پایا گیا ہو وہ کسی کی ملکیت یا قبضہ میں ہو یا محلہ میں پایا جائے یا آبادی کے اتنے قریب پایا جائے کہ وہاں کی آواز بستی میں سنی جا سکے' (۸) مقتول اس زمین کے مالک یا قابض کا مملوک نہ ہو۔

Marfat.com

ت۸۱۹ - وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ لَمْ یُقِدْ بِهَا مُعَاوِیَةُ.

اور ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ قسامت کی صورت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قصاص نہیں لیا۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ کا نام زہیر تھا' ان کے والد کا نام عبدالرحمٰن تھا اور ابوملیکہ ان کے دادا تھے۔ یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قاضی تھے۔

اس تعلیق کو حماد بن سلمہ نے اپنی مصنف میں یوں روایت کیا ہے کہ ابن ملیکہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے قسامت کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے قصاص لیا اور حضرت معاویہ نے قصاص نہیں لیا۔

علامہ عینی نے فرمایا: امام بیہقی نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے اور ابن بطال نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت صحیح ہے کہ انہوں نے قسامت میں قصاص لیا۔

[بَابُ الْقَسَامَةِ]

[قسامت (مدعیٰ علیہ کا قسم کھانا)]

ت۸۲۰ - وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ اَرْطَاةَ وَكَانَ اَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ اِنْ وَجَدَ اَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَاِلَّا فَلَا تُظْلِمِ النَّاسَ فَاِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا جنہیں انہوں نے بصرہ کا امیر بنایا تھا اس مقتول کے بارے میں جو کھی بیچنے والوں کے گھر کے پاس پایا گیا تھا' اگر مقتول کے اولیاء کوئی بینہ پائیں فبہا ورنہ کسی پر ظلم مت کرنا اس لیے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں قیامت تک فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

۲۸۵۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ قِلَابَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ اَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ؟ قَالَ نَقُوْلُ اَلْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ. قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ؟ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُوْسُ الْاَجْنَادِ وَاَشْرَافُ الْعَرَبِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُّحْصَنٍ بِدِمَشْقَ اَنَّهُ قَدْ زَنٰى لَمْ يَرَوْهُ اَكُنْتَ تَرْجُمُهُ؟ قَالَ لَا. قُلْتُ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ اَنَّهُ سَرَقَ اَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ؟ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا فِيْ اِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ اَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ اَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ

ابوقلابہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن دربار عام کیا۔ لوگوں کو عام طور پر اجازت دے دی کہ وہ حاضر ہوں' چنانچہ لوگ حاضر ہوئے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا: قسامت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: قسامت پر قصاص لینا حق ہے' اس پر سابق خلفاء نے قصاص لیا ہے۔ اس کے بعد مجھ سے کہا: اے ابوقلابہ! تم کیا کہتے ہو اور انہوں نے مجھے لوگوں کے سامنے کھڑا کیا۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ کی بارگاہ میں لشکروں کے سردار ہیں اور عرب کے معزز لوگ ہیں۔ آپ مجھے بتایئے اگر ان میں سے پچاس آدمی کسی پاک دامن کے خلاف دمشق میں گواہی دیں کہ اس نے زنا کیا ہے مگر ان لوگوں نے دیکھا نہ ہو تو کیا آپ اس شخص کو سنگسار کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: مجھے بتایئے! اگر ان میں سے پچاس حمص کے کسی شخص کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹیں گے جب کہ ان لوگوں نے دیکھا نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ، وَسَمَرَ الْاَعْيُنَ، ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ؟ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ اَنَسٍ، حَدَّثَنِي اَنَسٌ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً، قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْاِسْلَامِ، فَاسْتَوْخَمُوا الْاَرْضَ فَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ اِبِلِهٖ، فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا. قَالُوْا بَلٰى، فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا، فَصَحُّوْا، فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَطْرَدُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمْ، فَاُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ، فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ، وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ، ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا، قُلْتُ وَاَيُّ شَيْءٍ اَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ، اِرْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ، وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا. فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ. فَقُلْتُ اَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِيْ يَا عَنْبَسَةُ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ، وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ، قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ، فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ، فَاِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ، فَرَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، صَاحِبُنَا كَانَ يُحَدِّثُ مَعَنَا، فَخَرَجَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا، فَاِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ، اَوْ تَرَوْنَ، قَتَلَهٗ؟ قَالُوْا نَرٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ، فَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ اَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا؟ قَالُوْا لَا، قَالَ اَتَرْضَوْنَ نَفَلَ

کسی کو کبھی قتل نہیں فرمایا سوائے تین باتوں کے۔ ایک وہ جس نے بلاقصور کسی کو قتل کیا تو وہ قتل کیا گیا یا وہ شخص جس نے احصان کے بعد زنا کیا۔ یا وہ شخص جس نے اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور اسلام سے پھر گیا۔ لوگوں نے کہا: کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نہیں بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوری کے جرم میں اعضاء کاٹے اور آنکھوں میں سلائی پھیروائی، پھر ان کو دھوپ میں ڈال دیا، میں نے کہا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہوں۔ عکل کے آٹھ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کی بیعت کی۔ اس کے بعد وہاں کی آب وہوا ان کے لیے ناموافق ہوگئی اور وہ بیمار ہوگئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں چلے جاؤ اور اونٹوں کے دودھ اور پیشاب کو پیو۔ انہوں نے کہا: ہمیں منظور ہے۔ وہ چراگاہ میں چلے گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہوگئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے تعاقب میں فوج بھیجی اور وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی، پھر ان کو دھوپ میں ڈال دیا یہاں تک کہ مر گئے۔ میں نے کہا: انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس سے سخت اور کیا بات ہوگی کہ یہ اسلام سے پھر گئے۔ انہوں نے قتل کیا اور چوری کی۔ اس پر عنبسہ بن سعید نے کہا: بخدا! آج جیسی بات میں نے کبھی نہیں سنی۔ میں نے کہا: کیا میری بات کو رد کر رہا ہے اے عنبسہ؟ تو اس نے کہا: نہیں! تو نے بات ٹھیک کی ہے، قسم خدا کی! یہ لوگ (اہل شام) ہمیشہ خیر میں رہیں گے جب تک یہ شیخ ان میں موجود رہیں گے۔ میں نے کہا: اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کار بھی ہے۔ انصار کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ دیر وہاں بات چیت کی۔ اس

Marfat.com

خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ. فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ اَنْ يَّقْتُلُوْنَا اَجْمَعِيْنَ، ثُمَّ يَنْتَفِلُوْنَ، قَالَ اَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ؟ قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ، فَوَدَاهُ مِنْ عِنْدِهٖ، قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَطَرَقَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ، فَانْتَبَهَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْهُمْ، فَحَذَفَهٗ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ، فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ، فَاَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ اِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ، وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا، فَقَالَ اِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ، فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ، قَالَ فَاَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَاَرْبَعُوْنَ رَجُلًا، وَقَدِمَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مِنَ الشَّامِ، فَسَاَلُوْهُ اَنْ يُّقْسِمَ، فَافْتَدٰى يَمِيْنَهٗ مِنْهُمْ بِاَلْفِ دِرْهَمٍ، فَاَدْخَلُوْا مَكَانَهٗ رَجُلًا اٰخَرَ، فَدَفَعَهٗ اِلٰى اَخِي الْمَقْتُوْلِ، فَقُرِنَتْ يَدُهٗ بِيَدِهٖ، قَالُوْا فَانْطَلَقْنَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ، اَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ، فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا، وَاَفْلَتَ الْقَرِيْنَانِ، وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ اَخِي الْمَقْتُوْلِ، فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ، قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ، ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ، فَاَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا، فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ، وَسَيَّرَهُمْ اِلَى الشَّامِ.

کے بعد ان میں سے ایک شخص ان کے سامنے نکلا اور قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بقیہ لوگ نکلے تو وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کا ساتھی خون میں تڑپ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا: یا رسول اللہ! ہمارا وہ ساتھی جو ابھی ہمارے ساتھ بات کر رہا تھا ہمارے سامنے سے نکلا اور اب وہ خون میں تڑپ رہا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: تم کس کے بارے میں گمان کرتے ہو کہ اس نے اسے قتل کیا ہے تو ان لوگوں نے عرض کیا: ہمارا یہ گمان ہے کہ اسے یہود نے قتل کیا ہے، حضور اقدس ﷺ نے آدمی بھیج کر یہود کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! ہم سے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ پچاس یہود اس بات پر قسم کھائیں کہ ہم نے اُس شخص کو نہیں قتل کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یہود کوئی پرواہ نہیں کریں گے کہ ہم سب کو قتل کر کے پھر قسم کھا جائیں کہ ہم نے نہیں قتل کیا ہے۔ فرمایا: تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو تم لوگ دیت کے مستحق ہو گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم قسم نہیں کھا سکتے۔ حضور ﷺ نے اپنے پاس سے ان کو دیت دی۔ میں نے کہا کہ ھذیل نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کو اپنے قبیلے سے نکال دیا تھا۔ بطحا میں یمن کے کچھ لوگوں نے رات میں آ کر اس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے اس کو قتل کر دیا۔ ھذیل آئے اور انہوں نے اس یمنی کو پکڑا اور ایامِ حج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ ان لوگوں نے عرض کیا: اس یمنی نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا۔ اس یمنی نے کہا: ان لوگوں نے اس کو قبیلے سے علیحدہ کر دیا تھا تو حضرت عمر نے فرمایا: ھذیل کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو علیحدہ نہیں کیا تھا۔ ان میں سے انچاس آدمیوں نے قسم کھائی۔ ھذیل کا ایک شخص شام سے آیا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ قسم کھا لے، اس نے انکار کر دیا اور اپنی قسم کے بدلے ہزار درہم دیئے۔ ھذیل نے اس کی جگہ دوسرے آدمی کو دیا اور مقتول کے بھائی کے پاس لے جا کر اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ملا دیا۔ راوی نے کہا: ہم اور وہ پچاس جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی جب نخلہ میں پہنچے تو بارش ہونے لگی۔

Marfat.com

یہ پچاسوں پہاڑ کے اندر ایک غار میں چلے گئے۔ وہ غار گر گیا اور یہ پچاسوں جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی سب کے سب مر گئے اور وہ دونوں جنہوں نے آپس میں ہاتھ ملائے تھے بچ گئے۔ پیچھے سے ایک پتھر آ کر مقتول کے بھائی کی ٹانگ میں لگا جس سے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ یہ ایک سال جیا پھر مر گیا۔ میں نے کہا: اور عبدالملک بن مروان نے ایک شخص سے قسامت پر قصاص لیا' اس کے بعد اس پر شرمندہ ہوا' اور ان پچاسوں کے نام جنہوں نے قسم کھائی تھی دفتر سے مٹا دیئے اور انہیں شام جلاوطن کر دیا۔

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے چار حدیثیں اکھٹی ملا کر ذکر کی ہیں:

پہلی حدیث: عنبسہ بن سعید کے اس قول تک "ماعاش هذا الشيخ بين اظهرهم"۔ یہ پوری حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس پر بہ قدر ضرورت کلام کیا جا چکا ہے۔

دوسری حدیث: "وقد كان فى هذا سنة" سے لے کر "فواده من عنده" تک۔

تیسری حدیث: "قد كان هذيل خلعوا" سے لے کر "فعاش حولا ثم مات" تک۔

اور چوتھی حدیث: "وقد كان عبدالملك بن مروان" سے آخر تک اور یہ چاروں حدیثیں ابوقلابہ سے سند مذکور کے ساتھ مروی ہیں۔

قوله الخلفاء

اس سے مراد حضرت معاویہ بن ابوسفیان اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور عبدالملک بن مروان سفاک مراد ہیں۔

قوله نصبنى للناس

ابوقلابہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے تخت کے پیچھے بٹھا رکھا تھا' ان کو حکم دیا کہ کھڑے ہو کر لوگوں سے بات کرو۔

قوله رؤس الاجناد

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امین امت سیدنا عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کے طاعون عمواس میں انتقال فرمانے کے بعد شام پر متعین لشکر کے چار حصے کر دیئے تھے۔ فلسطین' دمشق' حمص' قنسرین' جن میں سے ایک پر سیف اللہ خالد بن ولید کو اور ایک پر یزید بن ابی سفیان کو اور ایک پر شرجیل بن حسنہ کو اور ایک پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ ان حضرات کے وصال کے بعد ان لشکروں کے سردار بدلتے رہے مگر بنیادی طور پر چار لشکر رہے۔

قوله لو ان خمسين منهم

ابوقلابہ کے استدلال کی بنیاد اس پر ہے کہ بغیر شرعی بینہ کے جرم ثابت نہیں ہوگا اور مجرم کو سزا دینا جائز نہ ہوگا۔ بینہ کے لیے ضروری ہے کہ چشم دید گواہ گواہی دیں اور جب کہ قسامت والے قصہ میں کسی نے قاتل کو قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے تو پچاس آدمیوں کی گواہی غیر معتبر ہے کیونکہ وہ حقیقت میں گواہ ہی نہیں۔

Marfat.com

اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں اس وقت کے حاضرین نے عکل وعرینہ والے مرتدین اور ڈاکوؤں سے استدلال پیش کیا کہ روایت کے بموجب یہ کہیں مذکور نہیں کہ ان مرتدین اور ڈاکوؤں کے خلاف کوئی چشم دید گواہی گزری ہو پھر بھی حضور اقدس ﷺ نے ان کو سزا دی جس کا جواب ابوقلابہ نے یہ دیا کہ اس قصہ کا قسامت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ان کے جرم تین تھے: رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کا ناحق قتل کیا۔ اس کی آنکھ پھوڑی' ڈاکہ ڈالا اور اسلام سے مرتد ہو گئے اور سرکاری اونٹ ان کے یہاں سے برآمد ہوئے۔ اپنے مقصود پر استدلال میں حضرت ابوقلابہ نے حدیث پیش کی کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں جب اس مقتول کا مقدمہ پیش ہوا جس کے قاتل کا حال معلوم نہیں تھا تو حضور اقدس ﷺ نے پہلے مدعیوں سے قسم نہیں طلب فرمائی بلکہ یہ فرمایا کہ اگر پچاس یہود قسم کھالیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو تم لوگ یہود پر سے اپنا دعویٰ اٹھا لو گے۔ ان لوگوں نے جب یہ عرض کیا کہ یہود کا کیا اعتبار؟ ہم سب کو قتل کر کے جھوٹی قسم کھالیں گے تو اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو میں یہود سے دیت دلا دوں تو اس پر ان لوگوں نے قسم کھانے سے انکار کیا۔

شرّاح کو اس پر حیرت ہے کہ ابوقلابہ نے ایک ہی مجلس میں اپنی کہی ہوئی بات کو خود رد کر دیا۔ پہلے تو یہ کہا کہ اگر ایسے پچاس آدمی کسی مجرم کے بارے میں گواہی دیں جنہوں نے جرم کرتے نہیں دیکھا ہے تو ان کی گواہی مقبول نہیں اور جو حدیث بیان کی اس میں تصریح ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اسی لیے بعض حضرات نے فرمایا کہ ابوقلابہ روایت میں کتنے ہی ثقہ ہوں مگر اہل علم سے نہیں۔

قوله فواداه من عنده

حضور اقدس ﷺ نے ازراہِ کرم اولیاء مقتول پر مہربانی فرماتے ہوئے اپنے پاس سے اس کی دیت ادا فرمائی۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کا اندیشہ تھا کہ اولیاء مقتول اشتعال میں آکر یہود کو قتل کر دیتے۔ دیت پانے کے بعد بہرحال ان کا اشتعال ختم نہیں تو کم ضرور ہو گیا ہوگا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دیت حضور اقدس ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں سے دی تھی۔

''قوله خليعًا'' یہ خلع ''یخلع'' سے ''خلیع'' بہ معنی مفعول ہے۔ قبیلہ والے جب کسی سے ناراض ہو کر اسے قبیلہ سے باہر کر دیتے ہیں تو اسے خلیع کہتے ہیں۔

قوله قد خلعوه

قاتل کی صفائی کا حاصل یہ تھا کہ جب ھذیل نے اس شخص کو اپنے قبیلہ سے نکال دیا تھا تو اس کے قصاص کے مطالبہ کرنے کا حق انہیں نہیں۔ ھذیل نے اس سے انکار کیا کہ انہوں نے اسے اپنے قبیلے سے نکال دیا تھا۔ اس بناء پر ان سے قسم لی گئی۔

قوله بنخلة

نخلہ مکہ معظمہ کے قریب ایک رات کی مسافت پر ایک جگہ کا نام ہے۔

اس قصہ کے ذکر کا مقصد صرف یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھانے کا انجام ہلاکت ہوتا ہے لیکن ابوقلابہ کے مقصود پر اس سے استدلال کسی طرح واضح نہیں کیونکہ یہ مذکور ہی نہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کیا۔ قاتل سے قصاص کا حکم دیا یا دیت کا۔ اس واقعہ سے بھی ابوقلابہ کے مقصود پر کوئی روشنی نہیں پڑتی اس لیے کہ یہ قصہ باب قسامت سے ہے ہی نہیں کیونکہ قسامت تو وہاں ہوتی ہے جہاں قاتل کا پتہ نہ ہو اور یہاں تو قاتل پکڑا گیا۔ اسے عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا۔ اسے خود قتل کا اقرار بھی تھا۔ واللہ اعلم!

رہ گیا عبدالملک بن مروان سفاک کا عمل کہ اس نے قسامت پر قصاص لیا' پھر بعد میں شرمندہ ہوا۔ یہ ہمارے نزدیک کوئی قابل

Marfat.com

اقتداء بات نہیں۔ سیاق سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس نے پچاس آدمیوں سے اس پر قسم لی تھی کہ فلاں شخص نے یا فلاں قوم نے قتل کیا ہے لیکن جب عبدالملک اس پر نادم ہوا اور ان قسم کھانے والوں کو سزا دی وہ بھی جلاوطنی کی تو اس کی طرف یہ نسبت کرنا کہ عبدالملک سفاک نے قسامت پر قصاص لیا درست نہیں۔

قولہ سیرھم الی الشام

غالبا یہ قصہ اس وقت پیش آیا تھا جب یہ سفاک حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے عراق آیا تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ حکم دمشق میں دیا ہو اور یہ قسم کھانے والے کسی اور جگہ کے تھے۔ ان پر پابندی لگادی کہ اب یہ شام ہی میں رہیں گے اپنے وطن نہیں جائیں گے۔ واللہ اعلم!

علامہ قابسی نے فرمایا کہ انہوں نے صرف ابن ابی قلابہ کے کہنے سے قسامت کو باطل جانا جب کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے اور خلفاء راشدین کے عمل سے ثابت ہے جب کہ ابوقلابہ کا سوئے حفظ اس سے ظاہر ہے کہ انصار کے قصے کو خیبر کے قصے سے بدل دیا اور سوء فہم اس سے ظاہر ہے کہ خلیع کی حکایت ذکر کی جس کو قسامت سے کوئی لگاؤ نہیں۔

مذاہب

باب المناقب میں مذکور ہو چکا ہے کہ قسامت زمانۂ جاہلیت سے چلی آ رہی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو باقی رکھا۔ اب علماء کے اس بارے میں تین مذہب ہیں۔ اول یہ کہ قسامت کے مطابق فیصلہ میں توقف کیا جائے۔ یہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور ابوقلابہ اور عمر بن عبدالعزیز اور حکم بن عتیبہ کا مذہب ہے اور جو لوگ قسامت کو تسلیم کرتے ہیں ان میں بھی دو گروہ ہیں۔ پہلا گروہ یہ کہتا ہے کہ قتل کے مدعیوں سے قسم لی جائے گی۔ جب وہ قسم کھالیں گے تو ان کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ یہ یحییٰ بن سعید ابوالزناد اور ربیعہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور لیث بن سعد کا مذہب ہے لیکن یہ مذہب حدیث مشہور ''البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر'' کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ لوگ یہ دیتے ہیں کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے جو روایت آئی ہے اس میں قسامت کا استثناء ہے جسے بیہقی نے روایت کیا۔ عثمان بن حسن بن صالح، سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن شبرمہ، عامر شعبی، ابراہیم نخعی اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ قسامت میں مدعی پر قسم نہیں صرف مدعیٰ علیہم پر قسم ہے اور قسم کھانے کے بعد بری نہ ہوئے ان پر دیت واجب ہوگی اور یہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

اور عمرو بن شعیب کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ وہ لائق احتجاج نہیں، اس میں پانچ علت قادحہ ہیں جس کو علامہ عینی نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

حضرت بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ کی حدیث سعید بن عبید کے بہ طریق امام بخاری نے روایت کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدعیوں سے فرمایا: کیا تم لوگ کوئی بینہ پیش کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس کوئی بینہ نہیں، لیکن مسلم میں جو روایت بہ طریق یحییٰ بن سعید ہے اس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پچاس شخص قسم کھا سکتے ہو؟

ان دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔ سعید بن عبید کی حدیث میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے بینہ طلب فرمایا اور بہ طریق یحییٰ بن سعید یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدعیوں سے قسم کھانے کو کہا۔

Marfat.com

حل

علامہ عینی وغیرہ نے متعدد محدثین سے نقل فرمایا کہ یحییٰ بن سعید کی روایت سعید بن عبید کی روایت کے بالمقابل زیادہ صحیح ہے بلکہ ابوعمرو نے کہا کہ بہت سے محدثین نے کہا کہ سعید بن عبید کی روایت میں خطا ہے اور ان لوگوں نے امام بخاری پر اس وجہ سے تنقید کی کہ انہوں نے سعید بن عبید کی حدیث ذکر کی اور یحییٰ بن سعید کی حدیث ترک کی۔ اصیلی نے کہا کہ یحییٰ سے اس حدیث کو شعبہ' سفیان بن عیینہ' عبدالوہاب ثقفی' عیسیٰ بن حماد' بشر بن مفضل نے مسنداً روایت متصل کے ساتھ ذکر کیا اور امام مالک نے مرسلاً۔ انہوں نے بشیر بن یسار سے روایت کیا اور سہل بن ابی حثمہ کو ذکر نہیں کیا۔ امام احمد نے فرمایا کہ قسامت میں میرا مذہب وہ حدیث ہے۔ جو یحییٰ بن سعید نے بشیر سے روایت کی۔ اسے بہت سے حفاظ نے موصولاً روایت کیا اور یہ سعید بن عبید کی تحدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ امام نسائی نے فرمایا کہ سعید بن عبید کی اس روایت پر کسی نے متابعت نہیں کی۔

لیکن اس کے برخلاف ابوالقاسم بلخی نے معرفت الرجال میں ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے کہا کہ میں نے عمرو بن شعیب کو مسجد حرام میں قسم کھاتے ہوئے سنا کہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث قسامت کے بارے میں اس طرح نہیں جیسا انہوں نے بیان کیا' ان کو وہم ہوا۔

اقول وھو المستعان: ابوعمرو نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے جو احکام مروی ہیں ان میں میں نے اتنا اضطراب نہیں دیکھا جتنا قسامت میں ہے۔ آثار اس میں آپس میں متضاد ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف ہیں' حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اسی بناء پر احناف نے حدیث مشہور "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" کے مطابق مدعی پر قسم کو نہیں رکھا۔ صرف مدعیٰ علیہم پر قسم کو رکھا۔ واللہ اعلم!

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْاَةِ (ص ۱۰۲۰)

عورت کے حمل کو ساقط کرنے کا حکم

۲۸۶۰- عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ. فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِهٖ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے حمل کے ساقط کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بارے میں نبی ﷺ نے غرّہ دینے کا حکم دیا' غلام ہو یا باندی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ یہ اس وقت موجود تھے جب نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔

(بخاری میں ایک حدیث کے بعد' ابوداؤد۔ کتاب الدیات)

اس کے بعد والی حدیث میں جو بہ طریق ہشام عن ابیہ مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ تم میں سے کسی نے اسقاط کے بارے میں نبی ﷺ سے کچھ سنا ہے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غرہ کا حکم دیا تھا غلام ہو یا باندی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر کوئی گواہ لاؤ تو حضرت محمد بن مسلمہ نے گواہی دی۔

غرّة

گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد وہ غلام یا باندی ہے جس کی قیمت دیت کا بیسواں حصہ ہو' ابوعمرو بن یعلیٰ نے کہا کہ غرّہ کے معنی گورے غلام یا گوری باندی کے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ یہاں کالا غلام یا کالی لونڈی دینا کافی نہیں۔ حمل ساقط کرنے میں غرہ اس وقت واجب ہے جب حمل مردہ گرا ہو اور اگر زندہ ساقط ہوا پھر مر گیا تو پوری دیت واجب ہے۔ اگر کسی نے حاملہ

Marfat.com

عورت کو ایسا مارا یا ڈرایا یا دھمکایا یا کوئی ایسا کام کیا جس کی وجہ سے حمل ساقط ہو گیا اگر چہ اس کے اعضاء کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف بعض اعضاء ظاہر ہوئے تھے تو مارنے والے کے عاقلہ پر مرد کی دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچ سو درہم واجب ہوں گے جو سال بھر میں ادا کیے جائیں گے۔ عاقلہ سے قاتل کے آبائی رشتے دار مراد ہیں۔

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْاَةِ وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ (ص ۱۰۲۰)

عورت کے حمل کے ساقط کرنے کا بیان اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبہ پر ہے لڑکے پر نہیں

۲۸۶۱ - عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِقْتَتَلَتِ امْرَاَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِىْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى اَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضٰى دِيَةَ الْمَرْاَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ھذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا۔ پس اسے بھی مار ڈالا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی مار ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ کی دیت غرہ ہے غلام ہو یا باندی اور عورت کی دیت عاقلہ پر ہے۔

یہ حدیث کتاب الفرائض میں گزر چکی ہے یہاں تھوڑی سی تفصیل ہے اس لیے اس کو یہاں بھی لکھا۔ یہاں یہ ہے کہ ھذیل کی دو عورتوں نے لڑائی کی اور دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ یہ بنی لحیان کی تھیں' دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ بنی لحیان ھذیل ہی کی شاخ ہیں۔ یہاں پتھر مارنے والی عورت سے دو جرم ثابت ہوئے ایک تو اسقاط کا' دوسرے حاملہ کے قتل کا۔ اسقاط پر غرہ واجب ہے اور اس قتل پر دیت' اور دونوں قاتلہ کے عاقلہ پر ہیں اور عاقلہ سے مراد باپ اور باپ کے ذریعہ سے دوسرے رشتہ دار مراد ہیں۔ اس روایت میں ''عاقلتها'' ہے اور دوسری روایتوں میں ''عصبتها'' ہے۔ دونوں کا حاصل ایک ہے۔ گزر چکا کہ عاقلہ باپ اور باپ کے ذریعہ دوسرے رشتہ دار کو کہتے ہیں۔

دیت باپ اور اس کے عصبہ پر ہے' بیٹے پر نہیں۔ اس کے ثبوت میں علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قاتلہ کے باپ نے کہا کہ اس کی دیت اس کے بیٹے دیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دیت عصبہ پر ہے۔ تقابل سے ثابت ہو گیا کہ بیٹے پر دیت نہیں۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا اَوْ صَبِيًّا (ص ۱۰۲۱)

جس نے غلام یا بچے کو کام کرنے کے لیے مانگا

ت ۲۸۶۱ - وَيُذْكَرُ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ بَعَثَتْ اِلٰى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ اِبْعَثْ اِلَىَّ غِلْمَانًا يَنْفُضُوْنَ صُوْفًا وَلَا تَبْعَثْ اِلَىَّ حُرًّا.

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مکتب کے معلم کے پاس آدمی بھیجا کہ میرے پاس کچھ بچوں کو بھیج دے کہ اون دھن دیں اور کسی آزاد کو مت بھیجنا۔

اس تعلیق کو امام وکیع بن جراح نے بروایت معمر عن سفیان عن ابن المنکدر عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے' لیکن یہ منقطع ہے اس لیے کہ محمد بن منکدر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا ہے۔

باب میں ''استعار''، ''د'' کے ساتھ نسفی اور اسماعیلی کی روایت ہے لیکن اکثر روایت ''استعان'' ہے۔ اس باب کو امام بخاری

Marfat.com

نے کتاب الدیات میں اس مناسبت سے ذکر کیا ہے کہ اگر یہ لڑکا مر گیا تو اس کی دیت ہے یا نہیں اور ہے تو کس پر ہے۔ توضیح میں ہے کہ اگر کسی آزاد بالغ سے کوئی کام لیا خواہ مفت یا اجارہ پر اور اس کو چوٹ وغیرہ لگ گئی تو اس میں کسی کے نزدیک ضمان نہیں۔ اگر وہ کام ایسا ہے جس میں خطرہ نہ ہو البتہ جس نے اس پر جنایت کی اور زیادتی کی اس پر ضمان ہے اور اگر کسی بالغ غلام سے کام لیا اور وہ ہلاک ہو گیا تو اگر وہ کام پر خطر ہے اور اگر اس کے آقا کے پوچھے بغیر وہ کام لیا تھا تو اس پر ضمان ہے' مثلاً کنواں کھدوانے لگا یا سفر میں بھیج دیا۔ امام مالک کا قول یہ ہے کہ اس پر ضمان نہیں خواہ مالک نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ ہاں! اگر زیادہ خطرناک کام میں لگایا تو اس پر ضمان ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر آزاد نابالغ بچے سے کام لیا یا مولیٰ کے بغیر اجازت غلام سے کام لیا اور وہ ہلاک ہو گئے تو وہ غلام کی قیمت کا ضامن ہے اور آزاد بچے کی دیت کا بھی اور یہ دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی۔ حضرت اُمّ المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلاموں کی تخصیص فرمائی اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے آقا میرا کام کرنے پر برا نہیں مانیں گے۔

بَابُ اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ (ص ۱۰۲۱) جانوروں کی جنایت پر کچھ نہیں

توضیح

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جانور اگر کسی کو مار ڈالیں یا کوئی چیز تلف کر دیں نہ اس میں قصاص ہے نہ ضمان خواہ زخم پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو' رات ہو یا دن' خواہ اس کے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو۔ ہاں! اگر اس کے ساتھ کوئی ہو اور وہ قصداً جانور کو نقصان کرنے پر ابھارے تو اب وہ ضامن ہوگا' اور بقیہ تینوں ائمہ نے فرمایا کہ اگر جانور کے ساتھ کوئی ہو تو وہ ضامن ہوگا۔ ہماری دلیل باب کی حدیث ہے کہ فرمایا: ''اَلْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ'' جانور کی جنایت کی دیت ساقط ہے۔

''العجماء''، ''اعجم'' کا مونث ہے اور امام ترمذی نے فرمایا کہ بعض اہل علم نے کہا کہ عجماء وہ جانور ہے جو مالک سے بھاگا ہوا اور اس حالت میں جو نقصان کرے تو کسی پر تاوان نہیں۔

ت ۸۲۲ - وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ' وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ.

اور ابن سیرین نے فرمایا: صحابہ و تابعین کے علماء جانور کے ٹانگ مارنے میں ضامن نہیں بناتے تھے اور لگام کھینچنے پر ضامن بناتے تھے۔

اس تعلیق کو امام سعید بن منصور نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جانور پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور جانور نے کسی کو ٹانگ ماردی تو سوار پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا لیکن اگر سوار نے لگام کھینچی اس پر جانور نے کسی کو ٹانگ ماری یا جانور سے کوئی کچل گیا تو سوار ضامن ہے' اس سے ارش لی جائے گی۔

ت ۸۲۳ - وَقَالَ حَمَّادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ اِلَّا اَنْ يَّنْخُسَ اِنْسَانُ الدَّابَّةَ.

اور امام حماد نے فرمایا: ٹانگ مارنے پر ضمان نہیں مگر یہ کہ کوئی انسان چوپائے کو کونچے۔

ت ۸۲۴ - وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ' اَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا.

اور امام شریح نے کہا: جانور اگر بدلہ دے تو ضامن نہیں' مثلاً اسے کسی نے مارا جس پر وہ اپنے پاؤں سے مار دے۔

ت ۸۲۵ - وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ اِذَا سَاقَ الْمُكَارِيْ حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَاَةٌ فَتَخِرُّ' لَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

اور حکم و حماد نے کہا کہ کرایہ دار جب گدھے کو ہانکے اور اس پر کوئی عورت تھی جو گر پڑی تو کرایہ دار پر کچھ نہیں۔

ت ۸۲۶ - وَقَالَ الشَّعْبِيُّ اِذَا سَاقَ دَابَّةً فَاَتْعَبَهَا' فَهُوَ

امام شعبی نے فرمایا کہ ہانکنے والا جب جانور کو تھکا ڈالے اور

Marfat.com

ضَامِنٌ لِمَا اَصَابَتْ، وَاِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ. وہ کوئی نقصان کر دے تو ہانکنے والا ضامن ہوگا اور اگر پیچھے ہے اور ہانک نہیں رہا ہے تو ضامن نہ ہوگا۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ''مترسلا'' کا معنی یہ ہے کہ جانور کو نہ ہانک رہا ہے اور نہ روک رہا ہے بلکہ اس کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۹ - كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ وَالْمُعَانِدِيْنَ وَقِتَالِهِمْ

مرتدین ومعاندین سے توبہ کروانے اور اُن سے لڑنے کا بیان

بَابُ اِثْمِ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ص ۱۰۲۲)

جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کی دنیا وآخرت میں سزا

معاندین سے مراد وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر حق بات کو رد کریں اور اہل سنت کے طریقے سے ہٹے ہوئے ہوں اور مرتدین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام قبول کر کے کفر اختیار کریں یا دعویٰ اسلام کے ساتھ کفر کا ارتکاب کریں۔ شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات یا صفات یا افعال یا عبادت میں کسی کو شریک کرے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۝﴾ (لقمان:۱۳) ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۝﴾ (الزمر:٦٥).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک شرک بھاری ظلم ہے O اور اے مخاطب! (کسے باشد) اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے عمل اکارت ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے O

توضیح

''لئن اشرکت'' میں اگرچہ خطاب بہ ظاہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن مراد دوسرے لوگ ہیں۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائے اور پھر ایمان لائے تو مرتد ہونے سے پہلے کے اس کے اعمال حسنہ معتبر ہیں یا نہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں۔ اس کی دلیل یہ آیہ کریمہ ہے۔ جب اعمال اکارت ہو گئے تو پھر اس کے اعتبار کے کیا معنیٰ؟

۲۸٦۲ - **عَنْ** اَبِىْ وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِى الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ اَسَاءَ فِى الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ. (مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے زمانۂ جاہلیت میں جو برائیاں کی ہیں ان پر ہم سے مواخذہ ہوگا؟ فرمایا: جس نے اسلام میں اچھا کام کیا تو اس سے زمانۂ جاہلیت کی برائیوں پر مواخذہ نہیں ہوگا، اور جس نے برا کام کیا اس سے اگلے پچھلے سب پر مواخذہ ہوگا۔

''اساء'' کے معنی برائی کے ہیں اور برائی معاصی کو بھی شامل ہے تو حدیث کا ظاہر یہ چاہتا ہے کہ کوئی کافر اسلام قبول کر لے اور حالت اسلام میں گناہ کا ارتکاب کر لے تو اس سے زمانۂ کفر کے معاصی پر بھی مواخذہ ہوگا حالانکہ یہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اسلام سے زمانۂ کفر کے تمام گناہ مع کفر کے ختم ہو جاتے ہیں۔ ارشاد ہے:

Marfat.com

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ. (الانفال:۳۸)

کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ اپنے کفر سے باز آجائیں گے تو ان کے سارے وہ گناہ جو اسلام سے پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے۔

حدیث میں ہے: ''اَلْاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ'' اسلام پہلے کے سارے گناہ دھو دیتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ''اِسلام'' سے مراد یہاں یہ ہے کہ اس نے دل سے ایمان قبول نہیں کیا' منافق رہا۔

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ (ص ۱۰۲۲)

مرتد مرد و عورت کا حکم

ت ۸۲۷ - وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتِتَابَتِهِمْ.

حضرت ابن عمر اور زہری اور ابراہیم نے کہا: مرتد عورت کو قتل کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے اور امام زہری و امام نخعی کی تعلیق کو امام عبدالرزق نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان آثار کے ذکر کرنے سے مقصود امام بخاری کا یہ ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت دونوں کا حکم ایک ہے' دونوں کو قتل کیا جائے گا' لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر عورت مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ اسے قید کیا جائے گا' یہاں تک کہ اسلام قبول کرے یا مر جائے۔

(۱) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝﴾ (آل عمران:۸۶-۹۰)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور یہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہیں اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ○ ان کا بدلہ یہ ہے کہ اُن پر اللہ اور فرشتوں سب کی لعنت ہے ○ ہمیشہ اس میں رہیں گے' نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں ہدایت دی جائے گی ○ مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور درست رہے تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ بے شک جو ایمان لا کر کافر ہوئے' پھر کفر میں اور بڑھے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی' اور یہی لوگ بہکے ہوئے ہیں ○

(۲) وَقَالَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران:۱۰۰)

اور فرمایا: اگر تم کچھ اہل کتاب کے کہنے پر چلو تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر بنا کر چھوڑیں گے ○

(۳) وَقَالَ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝﴾ (النساء:۱۳۷)

اور فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے' پھر کافر ہوئے' پھر ایمان لائے' پھر کافر ہوئے' پھر اور کفر میں بڑھے' اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ انہیں راہ دکھائے گا ○

(۴) وَقَالَ ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ

اور فرمایا: تم میں جو بھی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے ہوں گے اور اللہ ان کا

Marfat.com

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ (المائدہ:٥٤).

پیارا ہوگا' جو مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے۔

(٥) **وَقَالَ** ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ○ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾ (النحل:١٠٦-١١٠).

اور فرمایا: ہاں! جو دل کھول کر کافر ہو تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے اللہ کا عذاب ہے○ یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی' اور اس لیے کہ اللہ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا○ یہ وہ ہیں جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں○ ضرور یہ لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں○ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لیے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے ستائے جانے کے بعد اور اس کے بعد انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے○

(٦) **وَقَالَ** ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ○﴾ (البقرہ:٢١٧).

اور فرمایا: اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان سے بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے' پھر کافر ہو کر مرے تو ان کے سارے اعمال اکارت ہیں دنیا اور آخرت میں' اور یہ دوزخی ہیں' انہیں دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے○

توضیح

پانچویں نمبر کی آیت نمبر ٢ میں تھا: ''لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ'' امام بخاری نے ''لَا جَرَمَ'' کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: ''يَقُوْلُ حَقًّا'' یہ ''وَلَا جَرَمَ'' کے معنی بتائے ہیں۔ ان آیات میں ایمان کے بعد ارتداد کی متعدد سزائیں مذکور ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے' ان پر فرشتوں کی لعنت ہے' سب لوگوں کی لعنت ہے' وہ لعنت میں ہمیشہ رہیں گے' اللہ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا' انہیں سیدھی راہ نہیں دکھائے گا' ان پر اللہ کا غضب ہے' ان کے لیے بھاری عذاب ہے' یہ لوگ کافر ہیں' یہ لوگ نقصان میں ہیں' ان کے اعمال صالحہ سب اکارت ہو گئے۔ یہ لوگ جہنمی ہیں' یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ مرتدین کا آخرت کا عذاب ہے۔ دنیا میں ان کی کیا سزا ہے وہ اس باب کے ضمن میں جو حدیثیں لائے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ان میں مذکور ہے کہ ان کی سزا قتل ہے۔

بَابٌ اِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهٗ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ، نَحْوَ قَوْلِهِ اَلسَّامُ عَلَيْكَ (ص ١٠٢٣)

جب ذمی وغیرہ نبی ﷺ کو کنایۃً برا کہیں اور صراحت نہ کریں جیسے کہیں: السام علیک

توضیح

ذمی وغیرہ سے مراد مستامن اور معاہد ہے۔ تعریض سے مراد یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس کا ایک معنی تنقیص کا ہو اور دوسرا معنی تنقیص سے خالی ہو اور امام بخاری نے یہ تصریح نہیں فرمائی کہ اس بارے میں ان کا مذہب کیا ہے بلکہ اس کے ضمن میں جو حدیثیں

Marfat.com

لائے ہیں ان سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا' بلکہ اسے کوئی سزا بھی نہیں دی جائے گی بلکہ جیسا جملہ کہے اسی کے مناسب تعزیری جملہ کہہ دیا جائے مگر اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ جو بد بخت رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اس کی سزا قتل ہے اگرچہ توبہ کر لے جیسا کہ کعب بن اشرف اور ابورافع کا واقعہ مشہور ہے۔ امام عبدالرزاق نے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کو برا کہا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کون میرے دشمن سے میری کفایت کرے گا؟ حضرت زبیر نے کہا: میں! حضرت زبیر نے اسے قتل کر دیا۔ ایسا ہی ایک واقعہ اور بھی ہے کہ ایک شخص نے تنقیص شان کی تو حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔

٢٨٦٣ - عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ؟ قَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكَ. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ لَا، اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ، فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

(نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گزرا اور اس نے کہا: السام علیک (تم پر موت ہو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وعلیک (اور تجھ پر) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا ہے: تم پر موت ہو' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ فرمایا: نہیں! جب اہل کتاب تمھیں سلام کریں تو جواب میں تم لوگ وعلیکم کہہ دو۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ذمی اگر حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ اس میں صراحۃ ہے کہ اسے قتل نہ کرو۔ نیز اسی مضمون کی حدیث اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے' اگرچہ اس میں یہ مذکور نہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس گستاخ کے قتل کرنے سے منع فرمایا' لیکن اگر اس کی سزا قتل ہوتی تو اس کے قتل کرنے کا ضرور حکم ہوتا' اس سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ ذمی وغیرہ اگر گستاخی کریں تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

خارجیوں اور ملحدوں کو حجت قائم کرنے کے بعد قتل کر دینا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۵).

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گم راہ فرمائے جب تک انہیں صاف (ص ۱۰۲۴) صاف بتا نہ دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے۔

توضیح

خوارج "خَارِجَةٌ" کی جمع ہے جو صفت ہے "طائفة" کی' مشہور باطل فرقہ جس کی ابتداء امیر المومنین مولیٰ المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں واقعہ تحکیم کے بعد ہوئی جن کے کچھ مخصوص عقائد ہیں جو اہل سنت کے خلاف ہیں مثلاً گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا اور خلافت کے لیے قریشی ہونے کی شرط نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

"مُلْحِدِيْن"، "مُلْحِد" کی جمع ہے۔ "مُلْحِد" کے معنی حق سے ہٹ کر باطل کی طرف جھکنے والا ہے۔ جب معاذ اللہ کوئی

Marfat.com

خارجی یا ملحد ہو جائے تو سلطانِ اسلام پر فرض ہے کہ ان سے جنگ کرے مگر جنگ سے پہلے ضروری ہے کہ افہام وتفہیم کر لی جائے جیسا کہ مولی المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ انہیں سمجھائیں۔ انہوں نے خوارج سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم مان کر شرک کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ'' (یوسف:۴۰) صرف اللہ ہی کے لیے حکم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو شوہر اپنی طرف سے ایک کو حکم بنائے اور بیوی اپنی طرف سے۔ ارشاد ہے: ''فَابْعَثُوْا حَكَماً مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا'' (النساء:۳۵) ایک حکم شوہر کے اہل سے بھیجو اور ایک بیوی کے اہل سے بھیجو' یہ سن کر تقریباً تین ہزار خوارج تائب ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آملے۔ بقیہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کر کے تقریباً سبھی کو تہہ تیغ کر دیا۔

چونکہ خوارج اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لیے کچھ لوگوں پر خوارج کا قتل کیا جانا گراں گزرا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خارجی مقتولین میں تلاش کرو ایک شخص ایسا ہوگا جس کا ہاتھ عورت کے پستان کے مثل ہوگا۔ اگر مقتولین میں ایسا شخص مل گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا۔ لاشوں کے ڈھیر میں ایسا مقتول ملا جس سے سب لوگوں کو اطمینان ہو گیا جیسا کہ باب من ترك قتل الخوارج میں خود امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت فرمائی ہے اس میں بالاختصار مذکور ہے۔

ت۸۲۸ - وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ، وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ، فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین مخلوق جانتے تھے اور فرمایا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر ڈھالنے لگے۔

اس تعلیق کو امام طبری نے تہذیب الآثار میں سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس میں یہ زیادہ ہے کہ بکیر بن عبداللہ بن اسد نے حضرت نافع سے پوچھا کہ حروریہ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کیا رائے تھی تو انہوں نے کہا کہ وہ انہیں بدترین مخلوق جانتے تھے۔ حروریہ خارجیوں ہی کا دوسرا نام ہے اس وجہ سے کہ خارجی پہلی بار حروراء میں اکٹھے ہوئے تھے اور اپنی تنظیم قائم کی تھی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے وہابیوں کی سب سے بڑی شاخ کو دیوبندی کہا جاتا ہے۔

اس عہد میں ان کا سب سے بڑا پیشوا عبداللہ بن کوئی تھا۔ بعد میں خوارج کے بیس فرقے ہوئے۔ یہاں خلق سے مراد کلمہ گو افراد ہیں اس لیے کہ کھلے ہوئے کفار کتاب اللہ کی تاویل نہیں کرتے کہ جو آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قدریہ سے نفرت کرتے تھے اور انہیں بدترین مخلوق میں سے جانتے تھے۔

اور توضیح میں امام اسفرائینی کی کتاب سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن ابی اوفیٰ اور حضرت جابر' حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت عقبہ بن عامر اور ان کے معاصر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بعد والی نسلوں کو یہ وصیت کرتے تھے کہ قدریہ پر نہ تو سلام کریں نہ ان کی عیادت کے لیے جائیں' نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھیں۔ حضرت امام بخاری نے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو نوعمر اور بے وقوف ہوگی۔ مخلوق کے بہترین کے قول کی بات کرے گی اور ان کا ایمان ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا۔ دین سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اس لیے کہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کے لیے ثواب ہے۔ اسی سے باب کی مطابقت ہے۔ اس حدیث میں یہ تھا کہ یہ لوگ آخر زمانے میں نکلیں گے۔ ان

Marfat.com

سے مراد خلافت راشدہ کا آخری زمانہ ہے اس لیے کہ حضرت سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے پھر بادشاہت ہوگی اور خوارج کے نہروان میں قتل کا قصہ ۳۰ھ میں پیش آیا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قریب قریب آخری زمانہ تھا۔ یہ حدیث فضائل قرآن اور علامات نبوت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ، وَأَنْ لَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ (ص ۱۰۲۴)

جو خوارج کو تالیف قلب کی خاطر اور اس لیے قتل نہ کرے کہ لوگ اس سے بھڑکنے لگیں گے

۲۸۶۴ - حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

یسیر بن عمرو نے کہا کہ میں نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے خوارج کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اور حضور نے عراق کی طرف اشارہ فرمایا: وہاں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی جو ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا، اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے۔

بخاری کی روایت میں عراق ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ''نحو المشرق'' ہے اور مراد نجد کے باشندے بنی تمیم کے افراد ہیں۔ علامہ عینی نے تحریر فرمایا:

هولاء القوم خرجوا من نجدٍ موضع التميمين. یہ قوم نجد سے نکلی جہاں تمیمی بستے ہیں۔

خوارج کے بارے میں یہ ارشاد کہ دین سے یا ایمان سے یا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے کو چھید کر پار نکل جاتا ہے پینتیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں سند جید کے ساتھ فرزدق شاعر کے بہ طریق کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں مشرق کا باشندہ ایک شخص ہوں اور کچھ لوگ ہم سے نکل گئے ہیں اور جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے اسے قتل کرتے ہیں اور ان کے ماسوا کو امن دیتے ہیں تو ان دونوں نے مجھے بتایا کہ ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

من قتلهم فله اجر شهيد ومن قتلوه فله اجر شهيد. جو ان کو قتل کرے اسے شہید کا ثواب اور جس کو وہ لوگ قتل کریں اس کے لیے بھی شہید کا ثواب۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۰- كِتَابُ الْإِكْرَاهِ (ص ۱۰۲۶)

[مجبور کیے جانے کا بیان]

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (النحل:۱۰۶).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مگر وہ جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں! جو دل کھول کر کافر ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا ۝

وَقَالَ ﴿إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ (آل عمران:۲۸)، وَهِيَ تَقِيَّةٌ.

اور فرمایا: مگر یہ کہ تم ان سے ڈرو۔

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝﴾ (النساء:۹۷-۹۹).

اور فرمایا: وہ لوگ جن کی جانیں فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں: تم کاہے میں تھے، کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کم زور تھے، فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ پلٹنے کی بہت بری جگہ ہے ۝ مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے دبا لیے گئے جن سے نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں ۝ تو قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا، بخشنے والا ہے ۝

وَقَالَ ﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝﴾ (النساء:۷۵).

اور فرمایا: اور کم زور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے ۝

توضیح..... (''اکراہ'' کے معنی)

''اکراہ'' کے معنی ہیں: کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی کام پر مجبور کیا جائے، اسی کو جبر بھی کہتے ہیں۔ ''اکراہ'' کی دو قسمیں ہیں: ایک تام اور اس کو ملجی بھی کہتے ہیں۔ دوسری ناقص اور اس کو غیر ملجی بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

''اکراہ تام'' یہ ہے کہ مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے۔ ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ اس سے جان جانے کا یا کسی عضو کے بے کار یا تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے' مثلاً ظالم کہتا ہے کہ یہ کام کر ورنہ تجھے مارتے مارتے بے کار کر دوں گا۔

''اکراہ ناقص'' یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً جوتے ماروں گا' کوڑے ماروں گا' مکان میں بند کر دوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔

اکراہ کی شرائط یہ ہیں:

(۱) ''مکرِہ'' جس فعل کی دھمکی دیتا ہو اس پر قادر ہو۔

(۲) ''مکرَہ'' کو (یعنی جسے دھمکی دی گئی) اس کا غالب گمان ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو یہ جس کی دھمکی دے رہا ہے اسے کر گزرے گا۔

(۳) جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان لینا ہے یا عضو کاٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کام خوشی اور رضامندی سے نہ ہو۔

(۴) ''مکرَہ'' پہلے سے وہ کام نہ کرنا چاہتا تھا خواہ اپنے حق کی وجہ سے یا کسی دوسرے شخص کے حق کی وجہ سے یا حق شرع کی وجہ سے۔

اس کی فروع اور احکام بہت کثیر ہیں جو فقہ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

قولہ الا من اکرہ

یہ آیت کریمہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل کی ہوئی ہے۔ انہیں کافروں نے پکڑا اور ان کو مجبور کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کرو۔ ظالموں نے انہیں پانی میں غوطے دیئے اتنے زیادہ کہ بدحواس ہو گئے۔ اسی حالت میں ظالموں نے جو چاہا کہلا لیا۔ اس کے بعد وہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' سرگزشت سنائی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے آنسوؤں کو پونچھا اور فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ ایسے موقع پر آئندہ بھی اجازت ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک بار ظالموں نے انہیں آگ میں جلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ نے اپنے دست مبارک کو ان کے جسم پر پھیرا اور دعا فرمائی: اے آگ! عمار اور آلِ عمار پر ٹھنڈی اور سلامت ہو جا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ ''قولہ الا ان تتقوا'' اس سے پہلے ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً. (آل عمران:۲۸)

مومن' کافروں کو دوست نہ بنائیں مومنوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا تو اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں مگر یہ کہ ان سے تمہیں کچھ خوف ہو۔

یعنی اگر اکراہ کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کی اجازت ہے کہ بہ ظاہر کافروں سے میل جول کر لو۔

(قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ) فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِّنْ فِعْلِ مَا اُمِرَ بِهٖ.

(ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کمزوروں کو معذور رکھا جو اپنے آپ کو جس چیز کے چھوڑنے سے بچا نہیں سکتے اس کے کرنے کا حکم دیا اور مکرہ بھی اس معنی کو مستضعف ہوتا ہے کہ اسے جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اس سے اپنے آپ کو

Marfat.com

کو بچا نہیں سکتا۔

توضیح

یعنی کافروں کے قبضہ میں پھنسا ہوا شخص جس طرح مجبور ہے کہ کافر جو چاہیں اس سے کہلوائیں' جو چاہیں کرائیں۔ اسے اس پر قدرت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں کر سکے۔ مجبور ہے کہ اسے چھوڑے۔ یہی حال مکرہ کا ہے کہ وہ بھی مجبور ہے کہ اسے جس کام کے کرنے کا حکم دیا جائے وہ کرے' اس لیے جیسے مستضعف خلاف شرع کسی کام کے کرنے سے گناہ گار نہیں اسی طرح مکرہ بھی گناہ گار نہیں' اس لیے جو حکم مستضعف کا ہے وہی مکرہ کا بھی ہونا چاہیے۔

ت ۸۲۹ - وَقَالَ الْحَسَنُ اَلتَّقِيَّةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. اور حسن بصری نے فرمایا: تقیہ قیامت تک ہے۔

''تقیہ'' کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دل کی بات کسی کے سامنے ظاہر کرنے سے بچنا۔ تقیہ کے اصل معنی بچنا ہے۔ اس تعلیق کو امام عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کہ مومن کے لیے تقیہ قیامت تک جائز ہے مگر قتل میں' تقیہ نہ کیا جائے' اور عبد بن حمید کا لفظ یہ ہے' مگر اس نفس کے قتل میں جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے۔ یعنی کسی کو مجبور کیا گیا یہاں تک کہ قتل کی دھمکی دی گئی کہ کسی مسلمان کو قتل کرو مکرہ کو جائز نہیں کہ اسے قتل کرے۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ تقیہ صرف زبان سے ہے اور قلب ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ دوسرے کو قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ بڑھائے۔

ت ۸۳۰ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ. وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ. اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس شخص کے بارے میں جسے چوروں نے مجبور کیا: وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے' یہ کچھ نہیں' اور یہی ابن عمر' ابن زبیر اور شعبی و حسن بصری نے فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے قول کو حمیدی نے اپنی جامع میں' بیہقی نے اور امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور امام شعبی کے قول کو امام عبدالرزاق نے اس تفصیل کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اگر چوروں نے اس کو بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا تو طلاق نہیں اور اگر بادشاہ نے مجبور کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ امام ابن عیینہ نے اس فرق کی توجیہ یہ کی کہ چور اسے قتل کر دے گا اور امام حسن بصری کے قول کو امام سعید بن منصور نے روایت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی' اور ابن بطال نے ابن منذر کے تابع ہو کر کہا کہ اس پر اجماع ہے کہ جو کفر پر مجبور کیا گیا یہاں تک کہ اس کو اپنی جان کا اندیشہ ہو اور وہ کفر کر دے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نہیں نکلے گی۔

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں لیکن امام زہری یا قتادہ یا ابو قلابہ کا قول ہے کہ واقع ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ البتہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر زبان سے طلاق دے تو واقع ہوگی اور حالت اکراہ میں تحریری طلاق دے اور زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہیں۔

بَابٌ لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ (ص ۱۰۲۷)

مکرہ کا نکاح جائز نہیں

وَقَالَ اللّٰهُ ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ بے شک اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں بخشنے والا

Marfat.com

(النور:۳۳).

مہربان ہے○

توضیح

یہ آیت کریمہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی دو کنیزوں کے بارے میں نزل ہوئی جن کا نام معاذہ اور مسیکہ تھا۔ ابن ابی منافق ان دونوں کو مجبور کرتا تھا کہ اجرت لے کر زنا کرائیں اور جاہلیت میں یہ عام رواج تھا اور جب اسلام آیا تو معاذہ نے مسیکہ سے کہا: ہم جس حال میں ہیں اگر یہ بہتر ہے تو ہم نے بہت زیادہ کما لیا اور اگر برا ہے تو اب وقت آ گیا کہ اسے چھوڑ دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت میں ''ان اردن تحصناً'' قید احترازی نہیں بلکہ بیان واقعہ ہے کیونکہ اس عہد کے جفا کار انہیں زنا پر مجبور کرتے تھے اگرچہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی تھیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو انہیں زنا پر مجبور کرنا جائز ہے۔ امام بخاری نے اس آیت کو اس باب کے ضمن میں کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ صاحب توضیح نے مذکورہ بالا بات کہہ کر یہ مناسبت پیدا کی کہ جب حرام چیزوں میں اکراہ مکروہ ہے تو حلال چیزوں میں بہ درجۂ اولیٰ مکروہ ہوگا لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

اس آیت پر ایک شبہہ ہے کہ اکراہ کے بعد فعل حرام کا ارتکاب گناہ نہیں، پھر ''غفور الرحیم'' کے ذکر کا کیا محل؟ جواب یہ ہے کہ زنا حقیقت میں گناہ ہے اور یہ بتانے کے لیے کہ اکراہ کے بعد گناہ نہیں رہتا' ارشاد فرمایا: ''فان اللہ غفور رحیم'' جیسے ''فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ○'' (البقرہ:۱۷۳) میں ہے۔

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مکرہ کا نکاح باطل ہے اور احناف کے نزدیک صحیح ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

بَابٌ اِذَا اُكْرِهَ حَتّٰى وَهَبَ عَبْدًا اَوْ بَاعَهٗ لَمْ يَجُزْ (ص ۱۰۲۷)

جب مجبور کیا گیا یہاں تک کہ غلام کو ہبہ کر دیا یا بیچ دیا تو نافذ نہیں

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَاِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِیْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهٖ وَكَذٰلِكَ اِنْ دَبَّرَهٗ.

اور یہی مذہب بعض الناس کا ہے اور اگر مشتری نے اس میں منت مان لی تو اس کے زعم میں یہ جائز ہے اور ایسے ہی اگر اس کو مدبر بنا لیا جائے تو صحیح ہے۔

توضیح..... (امام بخاری کی احناف پر مہربانی اور اس پر ہماری عرض)

عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری جب ''بعض الناس'' کہتے ہیں تو ان کی مراد اس سے احناف ہوتے ہیں۔ اگر یہاں بھی ان کی مراد احناف ہی ہیں تو حسب تحقیق علامہ عینی ان سے فروگزاشت ہوئی ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کے بیچنے یا ہبہ کرنے یا کسی اقرار پر مجبور کیا گیا اور اس نے اپنا مال بیچ دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا یا مال کا اقرار کر لیا تو اکراہ دور ہونے کے بعد اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو ان عقود کو نافذ کر دے اور اگر چاہے تو فسخ کر دے اس لیے کہ یہ عقد اس کے اہل سے اس کے محل میں صادر ہوا اس لیے مفید ملک ہے۔ ہاں! اس میں تراضی نہیں پائی گئی تو اس کا حکم وہ ہو گیا جو ایسے تمام عقود کا ہے جن میں شرط فاسد پائی جائے کہ اگر مشتری قبضہ کر کے اس میں کوئی تصرف کر دے جو قابل نقض نہ ہو جیسے آزاد اور مدبر کرنا وہ نافذ ہو جائے گا اور مشتری پر قیمت لازم ہوگی اور اگر بائع جائز کر دے تو صحیح ہے کیوں کہ اب تراضی پائی گئی ہے۔

Marfat.com

بَابٌ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْاَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

جب عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اس پر حد نہیں

فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (النور:۳۳). (ص ۱۰۲۷)

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جس نے انہیں مجبور کیا تو بے شک اللہ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۝

ت ۸۳۱ - وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ ابْنَةَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ، فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اقْتَضَّهَا، فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ، وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ اِسْتَكْرَهَهَا.

صفیہ بنت ابی عبید نے خبر دی کہ خلیفہ وقت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس کی ایک باندی کے ساتھ زنا کیا اور اسے مجبور کیا اور اس کا پردہ بکارت پھاڑ ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر حد جاری کی اور اس کو جلا وطن کر دیا اور لونڈی کو حد نہیں لگائی اس لیے کہ غلام نے اسے مجبور کیا تھا۔

یہ صفیہ بنت ابی عبید، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ تھیں۔ رفیق امارت سے مراد یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مملوک تھا۔ ''ولیدۃ من الخمس'' سے مراد یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے جو خمس بیت المال میں جمع ہوتا ہے، یہ لونڈی اس میں تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو پچاس کوڑے لگوائے اور چھ مہینے کے لیے جلا وطن کر دیا اس لیے کہ غلام کی حد آزاد کی آدھی ہے اور باندی پر حد نہیں جاری فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مکرہ پر حد نہیں خواہ مکرہ مرد ہو یا عورت۔

ت ۸۳۲ - قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيْمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْاَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ قِيْمَتِهَا وَيُجْلَدُ، وَلَيْسَ فِي الْاَمَةِ الثَّيِّبِ فِيْ قَضَاءِ الْاَئِمَّةِ غُرْمٌ، وَلٰكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

اور امام زہری نے فرمایا کہ کنواری باندی جس کا پردہ بکارت کوئی آزاد شخص پھاڑ ڈالے تو حاکم اس لونڈی کی قیمت میں جو کمی ہو گئی ہے وہ زانی سے وصول کرے اور کوڑا بھی مارے اور اگر لونڈی کنواری نہیں تو ائمہ کے فیصلے میں کوئی مالی تاوان نہیں لیکن اس پر حد ہے۔

امام زہری کے قول کا مطلب یہ ہے کہ زنا کرنے کی وجہ سے پردۂ بکارت پھٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی پیدا ہو گئی حاکم زانی سے اس کو بھی وصول کرے گا اور اس زانی پر حد بھی جاری کرے گا بشرطیکہ زانی آزاد ہو۔ امام زہری نے اگرچہ فرمایا ہے: ''ویُجلد'' مگر اس سے مراد حد ہے۔ اگر زانی محصن ہے تو اسے سنگسار کریں گے اور محصن نہیں تو کوڑے ماریں گے۔

بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ اَنَّهُ اَخُوْهُ، اِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ اَوْ نَحْوَهُ

کسی کا اپنے ساتھی کے بارے میں یہ قسم کھانا کہ یہ اس کا بھائی ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ کوئی اسے قتل نہ کر دے یا عضو نہ توڑ دے

وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ، فَاِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ، وَيُقَاتِلُ دُوْنَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، فَاِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ. (ص ۱۰۲۸)

اور ایسے ہی ہر مکرہ کا حکم ہے جو ڈرتا ہو اس سے ظلم کو دور کرے اور اس کی حمایت میں لڑے اور اسے چھوڑ نہ دے۔ اب اگر مظلوم کی حمایت میں کسی کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں۔

Marfat.com

وَاِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ، اَوْ لَتَاْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ، اَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ، اَوْ تُقِرَّ بِدَيْنٍ، اَوْ تَهَبُ هِبَةً، وَتَحُلُّ عُقْدَةً، اَوْ لَنَقْتُلَنَّ اَبَاكَ اَوْ اَخَاكَ فِي الْاِسْلَامِ، وَسِعَهٗ ذٰلِكَ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ.

اور اگر کہا گیا کہ تو ضرور ضرور شراب پی یا مردار کھا یا اپنے غلام کو بیچ یا قرض کا اقرار کر یا کچھ ہبہ کر یا کسی بھی عقد کے بارے میں کہا ورنہ ہم تیرے باپ کو یا تیرے اسلامی بھائی کو قتل کر دیں گے تو اسے ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ، اَوْ لَتَاْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ، اَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ اَوْ اَبَاكَ، اَوْ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ، لَمْ يَسَعْهُ، لِاَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ، ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ اِنْ قِيْلَ لَهٗ لَنَقْتُلَنَّ اَبَاكَ اَوِ ابْنَكَ اَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ، اَوْ تُقِرَّ بِدَيْنٍ اَوْ تَهَبُ، يَلْزَمُهٗ فِي الْقِيَاسِ، وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ، وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ. فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ وَغَيْرِهٖ، بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاِمْرَاَتِهٖ هٰذِهٖ اُخْتِيْ، وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ.

اور بعض لوگوں نے کہا: اگر اس سے کہا گیا کہ شراب پی یا مردار کھا ورنہ ہم تیرے بیٹے یا باپ یا ذورحم محرم کو قتل کر دیں گے تو اسے یہ جائز نہیں اس لیے کہ یہ مضطر نہیں، پھر اس کے خلاف کہا۔ اگر اس سے کہا گیا: ہم تیرے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے یا اس غلام کو بیچ یا دین یا ھبہ کا اقرار کر تو اسے لازم ہے قیاس کے مطابق لیکن ہم استحسان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ھبہ اور ہر عقد اکراہ کی صورت میں باطل ہے۔ ان لوگوں نے ذی رحم محرم اور دوسرے میں تفریق کی جب کہ یہ تفریق نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول اللہ میں، حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی کے بارے میں کہا: یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ کے دین میں۔

توضیح ..... (امام بخاری کی احناف پر مہربانی اور اس پر ہماری عرض)

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں بھی "بعض الناس" سے مراد حنفیہ ہیں، یہ تعریض ہے۔ امام بخاری کا کہنا یہ ہے کہ بعض الناس کے قول میں تناقض ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر کسی ظالم نے کسی مجبور سے یہ کہا کہ شراب پیو یا یہ کہا کہ مردار کھاؤ ورنہ ہم تمہارے باپ یا بیٹے یا کسی ذورحم محرم کو قتل کر دیں گے تو اسے اس حال میں شراب پینا یا مردار کھانا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ مضطر نہیں اور یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے۔ مضطر اس وقت ہوتا جب وہ خود اس کے قتل کی دھمکی دیتا، دوسروں کے قتل کی دھمکی دی تو اضطرار کہاں سے پایا گیا۔

امام بخاری کہتے ہیں: پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی ظالم نے یہ دھمکی دی کہ ہم تمہارے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے اگر تم اس غلام کو نہیں بیچو گے اور دَین کا اقرار نہیں کرو گے یا ھبہ نہیں کرو گے تو قیاس اس کا مقتضی ہے کہ اس حال میں جو عقد کرے وہ لازم ہو جائے، لیکن ہم استحساناً یہ کہتے ہیں کہ اس حال میں ہر عقد باطل ہے۔ یہ صریح تناقض ہے کہ پہلی صورت میں کہا کہ اکراہ نہیں اور دوسری صورت میں کہا کہ قیاس اس کا مقتضی ہے کہ اکراہ پایا جا رہا ہے حالانکہ دونوں صورتیں یکساں ہیں۔ اس کا جواب علامہ عینی نے یہ دیا کہ یہاں مناقضہ نہیں ہے اس لیے کہ مجتہد کو جائز ہے کہ استحسان کی بناء پر قیاس کو ترک کرے اور استحسان حنفیہ کے نزدیک حجت ہے۔

"قولہ فرقوا" دوسری تعریض یہ کی کہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی سے کہا گیا: اس اجنبی شخص کو قتل کر یا فلاں چیز کو بیچ دے اس نے اس چیز کو بیچ دیا تو بیع لازم ہے اور اگر کسی ذی رحم محرم کے بارے میں یہی بات کہی اور اس نے اس چیز کو بیچ دیا تو عقد لازم نہیں۔ یہ تفریق نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ احادیث سے ثابت ہے۔ اس کا جواب علامہ بدرالدین محمود عینی نے یہ دیا کہ یہ کتاب اللہ سے بھی ثابت ہے اور سنت سے بھی ثابت ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: "اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ" (الزمر:

Marfat.com

۱۸) وہ لوگ جو بات سن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں اور حدیث یہ ہے: ''مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ'' جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے روبرو اپنی اہلیہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا: یہ میری بہن ہے۔ سارہ رشتے کے اعتبار سے ان کی بہن نہیں تھیں کہ ذی رحم محرم ہوتیں بلکہ دینی بہن تھیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اکراہ کی حالت میں قریب و بعید کے لحاظ سے کچھ فرق نہیں پڑتا صرف مسلمان ہونا کافی ہے۔ ''فی دین اللہ'' حضرت امام بخاری کا قول ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین میں میری بہن ہے۔

ت ۸۳۳ - وَقَالَ النَّخَعِيُّ اِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ، وَاِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.

امام نخعی نے فرمایا: اگر قسم کھلانے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے اور اگر مظلوم ہو تو قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔

اس تعلیق کو امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے کتاب الآثار میں روایت کیا ہے۔ مستحلف کے مظلوم ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کا کوئی حق کسی پر ہے اور صاحب حق کے پاس پیسہ نہیں تو وہ مدعیٰ علیہ سے قسم لے گا۔ یہاں مدعی مظلوم ہے تو قسم میں مدعی کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ حضرت امام مالک اور جمہور کا مذہب یہی ہے اور ہمارے نزدیک ہمیشہ قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۱- کِتَابُ الْحِیَلِ (ص ۱۰۲۸)

[حیلوں کا بیان]

توضیح

''حیل''، ''حیلہ'' کی جمع ہے۔ حیلہ اس خفیہ طریقہ کار کو کہتے ہیں جس سے مقصود کو حاصل کیا جائے۔ حیلہ جس بنیاد پر کیا جاتا ہے اس کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) کسی مباح طریقہ کو کسی حق کے باطل کرنے یا باطل کے اثبات کا ذریعہ بنایا جائے تو وہ حرام ہے۔ (۲) کسی حق کے ثابت کرنے یا باطل کے دفع کرنے کا ذریعہ ہو۔ یہ کبھی واجب ہوتا ہے' کبھی مستحب۔ (۳) اگر کسی ناپسندیدہ چیز میں واقع ہونے سے بچنے کے لیے کیا جائے تو یہ کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح۔ (۴) اگر کسی مستحب کے ترک کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

[حیلہ کا ثبوت]

حیلہ کی اصل قرآن مجید اور احادیث میں موجود ہے۔ سیدنا ایوب علیہ السلام جب آزمائش میں مبتلا تھے اور سب نے انہیں چھوڑ دیا تھا اور صرف ان کی اہلیہ ان کی خدمت کرتی تھیں' ایک بار دیر میں حاضر ہوئیں تو سیدنا ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ تم کو صحت کے بعد سو ضربیں ماروں گا' اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ. اور اپنے ہاتھ میں (سوتنکوں والا) ایک جھاڑو لے کر مارو اور قسم نہ توڑو۔ (ص: ۴۴)

ابوداؤد اور دوسری سنن میں حضرت ابوعبادہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک انصاری بیماری کی وجہ سے اتنے کم زور ہو گئے تھے کہ صرف ہڈی پر چمڑا رہ گیا تھا۔ اسی حال میں انہوں نے زنا کر لیا' پھر اس پر نادم ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کرایا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ان کو سو کوڑے مارے جائیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ اتنے کمزور ہیں کہ ہڈی پر صرف چمڑا رہ گیا ہے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ باریک باریک سو ٹہنیاں لے کر انہیں ایک دفعہ مار دیا جائے۔ بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نجار کے ایک شخص کو جن کا نام سواد غزیہ تھا' خیبر پر عامل مقرر فرمایا تو وہ جنیب وصول کر کے لائے جو خیبر کی کھجوروں میں سب سے عمدہ قسم تھی۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا: نہیں! ہم اس کھجور کا ایک صاع دو صاع کے عوض خریدتے ہیں اور دو صاع کو تین صاع کے عوض۔ فرمایا: ایسا مت کر' ساری کھجوروں کو درہم کے عوض بیچو' پھر درہم کے بدلے میں جنیب خریدو۔

Marfat.com

حضرت ابو بریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ سبھی کو معلوم ہے اس لیے بہ ضرورت حیلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض دفعہ ضروری ہو جاتا ہے مثلاً زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم کا دینی مدارس میں صرف کرنا اصل کے اعتبار سے جائز نہیں اس لیے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تملیک مستحق شرط ہے۔ارشاد ہے: ''اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ''(التوبہ:۶۰) لیکن اگر آج زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم مدرسوں میں قبول نہ کی جائیں تو دینی مدارس کی بقاء سخت خطرے میں پڑ جائے گی۔

میرے طالب علمی کے زمانے میں دینی مدارس کا بہت برا حال تھا۔خود ہمارا یہ اشرفیہ موت وزیست کی کش مکش میں تھا۔ایسا بھی دور گزرا ہے کہ چھ چھ سات سات مہینے تک کچھ مدرسین کو تنخواہیں نہیں ملی ہیں' لیکن جب سے زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم دینی مدارس میں قبول کی جانے لگیں اور حیلہ تملیک کر کے صرف کی جانے لگیں صرف جامعہ اشرفیہ ہی نہیں سارے مدارس مالا مال ہیں۔جس کی وجہ سے دینی مدارس کو کافی استحکام حاصل ہوا اور ہو رہا ہے جسے دیکھ کر مذہب دشمن عناصر زکوٰۃ اور فطرہ پر للچائی ہوئی نظریں رکھتے ہیں اور سیدھے سادے مسلمانوں سے مختلف حیلوں سے انجمنیں قائم کر کے زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم وصول کر کے مزے سے ٹھاٹ باٹ کرتے ہیں۔

بہر حال قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں بوقت حاجت حیلہ کی اجازت ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعلیم دی۔

اس کے برخلاف بعض آیات اور احادیث سے حیلہ کی مذمت بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً اصحاب سبت کا قصہ اور یہود کے بارے میں جو حدیث ہے کہ ان کے اوپر چربی حرام کی گئی ہے تو انہوں نے چربی کو پگھلایا' پھر بیچا اور اس کی قیمت کھائی' لیکن ہم نے اس سے پہلے حیلے کے جواز کے سلسلہ میں جو حدیثیں نقل کی ہیں اُن میں اور اصحاب سبت کے قصے اور یہود کے چربیوں کے بیچنے میں ایک واضح فرق موجود ہے' مثلاً حضرت سوید بن غزیہ کی حدیث میں بالکل واضح ہے کہ معمولی کھجوروں کو درہم کے ساتھ بیچا اس میں کسی طرح کوئی بھی نقص نہیں' پھر ان دراہم سے جنیب خریدا اس میں بھی کوئی شرعی نقص نہیں لیکن اصحاب سبت دریا کے کنارے گڑھا کھود کر پانی سے بھرا رکھتے جس کا راستہ دریا سے رہتا اور سنیچر (ہفتہ) کی شام کو جا کر اس راستہ کو بند کر دیتے جدھر سے پانی دریا میں جاتا تھا۔یہ ایک طرح سے مچھلیوں کو شکار کر لینا تھا کیونکہ گڑھے میں آ جانے کے بعد مچھلیاں اُن کے قبضے میں آ جاتی تھیں اور یہودیوں پر جس طرح'' چربی کا کھانا حرام تھا اسی طرح اس کا بیچنا بھی حرام تھا۔انہوں نے چربی کو بیچا جو اُن کی شریعت میں مال نہیں تھا' اس لیے اس کی جو قیمت لی وہ مال خبیث ہوئی۔اس سلسلہ میں صاحب محیط کا ارشاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ حیلہ اگر حرام وگناہ سے بچنے کے لیے ہو تو اچھا ہے اور اگر کسی مسلمان کا حق باطل کرنے کے لیے ہو تو اچھا نہیں بلکہ گناہ وظلم ہے۔

اور امام نسفی نے کافی میں فرمایا کہ حضرت امام محمد بن حسن نے فرمایا: مومن کے اخلاق میں سے یہ نہیں کہ حیلوں کے ذریعہ اللہ کے احکام سے فرار کرے' اس طرح کہ اس سے حق کا ابطال لازم آئے۔

بَابٌ فِیْ تَرْكِ الْحِيَلِ، وَاَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فِی الْاَيْمَانِ وَغَيْرِهَا (ص ۱۰۲۸)

حیلوں کے چھوڑنے کے بیان میں اور یہ کہ ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی' قسم ہو یا کچھ اور

توضیح

کتاب الحیل کہنے سے کچھ نہیں سمجھ میں آ رہا تھا کہ حضرت امام بخاری کا مذہب کیا ہے کہ وہ حیلہ کو جائز سمجھتے ہیں یا ناجائز؟ اس لیے انہوں نے ترک الحیل کا باب باندھا کہ واضح ہو جائے کہ حضرت امام بخاری حیلہ کے جواز کے قائل نہیں۔اس باب کے ثبوت کے لیے حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' لائے۔اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں کہ حضرت امام بخاری اعمال کو عبادات کے

Marfat.com

ساتھ خاص نہیں مانتے بلکہ وہ ہر عمل کو اس میں شامل مانتے ہیں جن میں معاملات بھی داخل ہیں اور وہ ''بالنیات'' یا ''بالنیة'' کا مقدر صحت یا ثواب کو نہیں مانتے بلکہ اعتبار مانتے ہیں۔ اب ان کی تحقیق کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی نیک کام کسی دنیوی مقصد کے لیے کرے تو اعتبار اس کی نیت کا ہوگا جیسا کہ اُمّ قیس کی حدیث سے ظاہر ہے۔ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم میں ایک صاحب تھے جنہوں نے اُمّ قیس نامی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ ان خاتون نے یہ جواب دیا کہ اگر ہمارے ساتھ ہجرت کرو تو پیغام منظور ہے۔ انہوں نے اس خاتون کے ساتھ ہجرت کی اور ان کا نکاح ام قیس کے ساتھ ہو گیا۔ ہم لوگ انہیں مہاجر اُمّ قیس کہا کرتے تھے۔

اس کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت امام بخاری کے نزدیک اعتبار معنی کا ہے لفظ کا نہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ صاحب ہجرت کر کے ثواب سے محروم رہے لیکن اس وقت ہجرت فرض تھی وہ فرض ادا ہو گیا' ورنہ لازم آئے گا کہ یہ صاحب اور ام قیس دونوں فرض کے تارک ہونے کی وجہ سے فاسق ہوئے۔

ہم نے اول کتاب میں ثابت کیا ہے کہ نیت کا متعلق ثواب ہے۔

بَابٌ فِی الصَّلٰوةِ (ص ۱۰۲۸) نماز کا بیان

توضیح

اس باب کے ثبوت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز نہیں قبول فرمائے گا جب وہ حدث کرے یہاں تک کہ وضو کر لے۔

یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں کتاب الحیل میں اس حدیث کو ذکر کر کے امام بخاری احناف پر تعریض کر رہے ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز سے باہر ہونے کے لیے لفظ السلام فرض نہیں' واجب ہے۔ اس لیے کہ فرض کے ثبوت کے لیے خبر واحد کافی نہیں۔ ہاں! واجب کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ فرض کے ثبوت کے لیے دلیل قطعی الثبوت' قطعی الدلالۃ ضروری ہے اور لفظ سلام کے بارے میں ایسی کوئی نص نہیں۔ نماز سے باہر ہونے کے لیے خروج بصنعہ فرض ہے یعنی بالقصد ایسا کام کرنا جو نماز کے منافی ہو مثلاً کام کرنا' کھانا کھانا یا پینا وغیرہ۔ اس پر بعض مخالفین نے ازراہ تمسخر احناف پر طنز کیا کہ اگر کوئی شخص نماز کے ارکان پورا کرنے کے بعد بالقصد ہوا خارج کرے۔ یہ خروج بصنعہ ہوا یا نہیں۔ اب مخالفین نے اس کو رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا۔ اللہ عزوجل رحم فرمائے' امام بخاری رحمہ اللہ بھی انہیں لوگوں میں ہیں۔ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ احناف کا یہ قول حدیث صحیح کے معارض ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی حدث کرے تو جب تک وضو نہیں کرے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ ہمارا یہ کہنا ہے کہ یہ حکم اثنائے نماز کا ہے یا ابتدائے نماز کا یعنی اگر کوئی بے وضو نماز شروع کرے' نماز نہ ہوگی یا اثنائے نماز میں حدث ہو جائے تو نماز نہ ہوگی لیکن نماز پوری ہونے کے بعد حدث سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

مشہور حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھ رہے ہیں' تعدیل ارکان نہیں کر رہے ہیں تو انہیں نماز کی تعلیم دی۔ آخر میں فرمایا: ''ثم اجلس حتی تطمئن جالسًا'' پھر بیٹھ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جائے' اور فرمایا: ''اذا فعلت هذا فقد تمت صلوتك'' جب تو نے یہ کر لیا تو تیری نماز پوری ہو گئی۔ یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور

ف ابوداؤد۔ ص ۱۴۴' ترمذی۔ ص ۴۰

Marfat.com

سیدنا رفاعہ بن رافع سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قعدۂ اخیرہ کر لینے کے بعد فرمایا: جب تو نے یہ کر لیا تو تو نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اس سے ثابت ہوا کہ قعدۂ اخیرہ سے نماز پوری ہوگئی' لیکن نماز سے باہر آنے کے لیے بالقصد کوئی فعل منافی نماز کرنا ضروری ہے اس لیے خروج بصنعہ فرض ہے۔ رہ گیا لفظ السلام تو یہ فرض نہیں واجب ہے۔ جو شخص اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نماز سے باہر ہوگا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس باب کے ضمن میں حضرت امام بخاری جو حدیث لائے ہیں اس کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ باب کا مطلب ہے نماز چھوڑنے کے لیے حیلہ' اور ہمارا مسلک جو ہے اس میں نماز چھوڑنے کا سوال ہی نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ لفظ السلام فرض ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص لفظ السلام کہنے کے بجائے بالقصد کوئی ایسا فعل کرے جو منافی نماز ہو تو نماز اس معنی میں ہوگئی کہ اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو گیا۔

بَابٌ فِي الزَّكٰوةِ' وَاَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ' وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ' خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ (ص ۱۰۲۸)

زکوٰۃ سے بچنے کے حیلہ کا بیان' اور یہ کہ زکوٰۃ کے ڈر سے مجتمع کو متفرق نہیں کیا جائے گا اور نہ متفرق کو اکٹھا کیا جائے گا

توضیح.....(امام بخاری کی احناف پر پہلی مہربانی اور ہماری ناز برداری)

لا یجمع بین متفرق الخ۔ یہ ایک حدیث کا جزء ہے جو کتاب الزکوٰۃ میں مفصل گزر چکی ہے اور یہاں بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ایک حصہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ دو آدمی ہیں جن میں ہر ایک کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں تو ان پر ہر چالیس بکری میں ایک بکری واجب ہے تو ان کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا۔ اکٹھا کرنے کی صورت میں کل اسی بکریاں ہوں گی جن میں صرف ایک بکری واجب ہے اس طرح اگر دو شریکوں کے درمیان چالیس بکریاں ہو تو ان کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا کہ ہر ایک کے حصہ بیس بکریاں مان لی جائیں تا کہ زکوٰۃ واجب نہ ہو۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان اعرابی کی حدیث ذکر کی جن کے سوال کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شرائع اسلام کی تعلیم دی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے عرض کیا تھا: "ولا انقص مما فرض الله على شيئاً" اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر فرض فرمایا ہے اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ فرائض میں کمی کرنا جائز نہیں اگرچہ بہ ذریعہ حیلہ ہو' اس سے ہم کو بھی اتفاق ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ وَمِئَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ' فَإِنْ اَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا' اَوْ وَهَبَهَا' اَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا مِّنَ الزَّكٰوةِ' فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

اور بعض لوگوں نے کہا: ایک سو بیس اونٹ میں دو حقے ہیں' پس اگر اسے قصداً ہلاک کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا یا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے کوئی بھی حیلہ اختیار کیا تو اس پر کچھ نہیں۔

حقہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا تیسرا سال پورا ہو گیا ہو۔

یہاں حضرت امام بخاری نے شدت غضب میں "اهلكها" فرمایا۔ کیا دنیا میں کوئی بھی عقل والا ایسا مل سکتا ہے جو دو اونٹنیاں فقراء کو دینے سے بچنے کے لیے ایک سو بیس اونٹوں کو ہلاک کر دے گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ اگر سال تمام سے پہلے یہ سب اونٹ کسی کو ہبہ کر دے اور اسے قبضہ بھی دلا دے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوئی' اس لیے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے پورا ایک سال گزرنا شرط

Marfat.com

ہے۔ یہ اسقاط زکوٰۃ نہیں اور نہ زکوٰۃ سے فرار ہے۔ جب اس پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی تو اس سے فرار یا اسقاط کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اگر واقعی کوئی شخص زکوٰۃ کے وجوب سے بچنے کے لیے یہ حیلہ کرے تو وہ قابل مذمت ہے چنانچہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ رَجُلٍ لَّهٗ اِبِلٌ، فَخَافَ اَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ، فَبَاعَهَا بِاِبِلٍ مِّثْلِهَا اَوْ بِغَنَمٍ اَوْ بِبَقَرٍ اَوْ بِدَرَاهِمَ، فِرَارًا مِّنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ اِحْتِيَالًا، فَلَا بَاْسَ عَلَيْهِ. وَهُوَ يَقُوْلُ اِنْ زَكّٰى اِبِلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ اَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ.

اور بعض الناس نے کہا: اس شخص کے بارے میں جس کے پاس اونٹ ہیں اسے ڈر ہوا کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی تو اس نے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے ان اونٹوں کو دوسرے اونٹوں سے یا بکری کے عوض یا گائے کے عوض یا دراہم کے عوض زکوٰۃ سے بچنے کے لیے بیچ دیا تو اس پر کچھ نہیں حالانکہ وہی یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے یا ایک سال پہلے دے دی تو جائز ہے۔

توضیح.....(دوسری مہربانی اور ناز برداری)

یہ بھی ہم احناف پر تعریض ہے۔ امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احناف کے مسائل میں تناقض ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کا ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس بہ قدر نصاب اونٹ ہوں اور سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے اُن اونٹوں کو بیچ دے تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ پھر احناف کہتے ہیں کہ اگر کسی نے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے یا سال بھر پہلے زکوٰۃ ادا کر دی تو ادا ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے ان کے یہاں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اگر واجب نہ ہوتی تو زکوٰۃ دینا نہ ہوتا بلکہ صدقہ نافلہ ہوتا۔ ہمارا یہ کہنا ہے کہ جس طرح صدقۂ فطر عید سے پہلے دے دینا جائز ہے جیسا کہ اسی بخاری صفحہ ۴۰۵ میں ہے ''کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین'' کہ اہل مدینہ عید سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر دیا کرتے تھے حالانکہ صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے عید کے دن۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی اگرچہ واجب ہو گی سال پورا ہونے پر مگر پہلے ادا کر دینا صحیح ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی سے قرض لیا تھا اور اسے میعاد سے پہلے ہی ادا کر دیا۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا بَلَغَتِ الْاِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ، فَاِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ اَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِاِسْقَاطِ الزَّكٰوةِ، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَكَذٰلِكَ اِنْ اَتْلَفَهَا فَمَاتَ، فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهٖ.

اور بعض الناس نے کہا: جب اونٹ بیس تک پہنچ جائیں تو اُن میں چار بکریاں ہیں۔ اب اگر سال پورا ہونے سے پہلے اس نے کسی کو ھبہ کر دیا یا بیچ دیا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے یا زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے حیلہ کے طور پر تو اس پر کچھ نہیں اور ایسے ہی اگر اسے تلف کر دیا پھر مر گیا تو اس کے مال میں اس پر کچھ نہیں۔

توضیح.....(تیسری مہربانی اور ناز برداری)

امام بخاری کے اس قول کے پہلے حصہ کا جواب ابھی گزرا۔ رہ گیا دوسرا حصہ تو ظاہر ہے کہ محل زکوٰۃ وہ اونٹ تھے جب وہ باقی نہ رہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہو گی؟

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے جیسے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے منت مانی تھی کہ اچانک ان کا انتقال ہو گیا، منت پوری نہ کر سکیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو

Marfat.com

حضور نے فرمایا: اپنی ماں کی طرف سے یہ منت پوری کر دو تو جب منت موت سے ساقط نہ ہوئی تو زکوٰۃ جو منت سے بہ درجہا اہم ہے بہ درجۂ اولیٰ ساقط نہ ہوگی۔

اقول وھو المستعان: دونوں میں فرق واضح ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے جب منت مان لی تھی تو وہ ان پر واجب ہوگئی بہ خلاف یہاں کے کہ جب نصاب پر سال پورا ہی نہیں ہوا تو اس پر زکوٰۃ فرض ہی نہ ہوئی' اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں۔ علاوہ ازیں نذر حق العبد ہے اور زکوٰۃ حق اللہ' اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ' وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ اَلنِّكَاحُ فَاسِدٌ' وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ' وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

اور بعض الناس نے کہا: اگر حیلہ کیا یہاں تک کہ شغار پر نکاح کرلیا تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور متعہ میں کہا: نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے۔ ان کے بعضوں نے کہا: متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے۔

توضیح.....(چوتھی مہربانی اور ناز برداری)

یہ بھی احناف پر تعریض ہے۔ ہمارے نزدیک نکاح شغار منعقد ہے اور مہر مثل واجب۔ نکاح شغار یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص کی لڑکی سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اپنی لڑکی کا نکاح پہلے شخص سے کر دے اور مہر کچھ نہ ہو۔ اس نکاح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا' جیسا کہ امام بخاری نے یہیں حدیث ذکر کی ہے۔ ہمارے نزدیک شغار کا حکم یہ ہے کہ دونوں نکاح صحیح اور ایک پر مہر مثل واجب ہوگا اور یہ شرط کہ مہر کچھ نہ ہوگا باطل ہے' البتہ ایسا نکاح کرنے والے گناہ گار ہوں گے۔ نکاح شغار کے صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں جب کہ عقد اپنے اہل سے اپنے محل میں صادر ہوا ہے تو اسے کالعدم قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہاں! البتہ یہ شرط کہ مہر کچھ نہ ہوگا باطل ہے۔ متعہ کے سلسلے میں ہمارا اصل مذہب یہی ہے کہ ناجائز و حرام ہے اور متعہ کے نام سے جو نکاح ہوا ہے وہ فاسد ہے۔ رہ گیا یہ کہ امام بخاری نے فرمایا کہ ان کے بعض نے فرمایا کہ متعہ جائز ہے اور شرط باطل ہے یہ کون ہیں معلوم نہیں ہو سکا۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ پر تعریض ہے لیکن یہ تعریض اس وقت درست ہوتی ہے جب امام زفر رحمہ اللہ کا یہ مسلک ہوتا کہ متعہ جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ متعہ کا حرام ہونا احناف کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

حضرت امام بخاری نے اس کے بعد متعہ کی حرمت والی حدیث ذکر کر کے پھر وہی بات لوٹائی ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔ اس تکرار سے امام بخاری کا کیا مقصد ہے اس کے سمجھنے سے یہ خادم ہی نہیں سارے شارحین عاجز ہیں' سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ احناف کے صحیح مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے شدت غیظ و غضب میں ایک ہی بات کو بار بار ذکر فرما رہے ہیں۔ زکوٰۃ کے مسئلہ میں بھی یہی کیا اور اب بھی یہی کر رہے ہیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ' وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَاِ (ص ۱۰۳۰)

بیوع میں حیلہ کا مکروہ ہونا اور یہ کہ زائد پانی سے لوگوں کو روکا نہ جائے تا کہ اس سے فاضل چراگاہ کو روکا جائے

Marfat.com

توضیح

باب کا دوسرا حصہ حدیث کا حصہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قبیلے والا اتنے پانی پر قادر ہے جو اس کی ضروریات سے فاضل ہو تو دوسرے قبیلہ والوں کے جانوروں کو پانی کے استعمال سے نہ روکے۔ قصہ یہ ہے کہ پانی کے تالاب یا کنویں پر جو قابض ہے وہ اس کی ملک ہے۔ وہ چاہے تو دوسرے کو پانی استعمال کرنے نہ دے' اور چراگاہ کسی کی ملک نہیں۔ کسی قبیلہ کے پاس اگر پانی فاضل ہے تو دوسرے قبیلہ والوں کے پانی استعمال کرنے میں ان کا کوئی حرج نہیں' لیکن ہوگا یہ کہ جانور جب پانی پینے آئیں گے تو لامحالہ چراگاہ میں چریں گے اور چونکہ چراگاہ کسی کی ملک نہیں اس لیے کوئی کسی کو چراگاہ میں جانور چرنے سے نہیں روک سکتا۔ اب حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ تمہارے پاس اگر پانی زائد ہے تو ضرورت مندوں کو استعمال کرنے سے نہ روکو۔ ان کے مویشیوں کو پانی پینے کے لیے آنے دو اگرچہ وہ پانی پینے کے لیے آتے وقت یا پانی پی کر جاتے وقت چراگاہ میں چریں۔

کچھ لوگ ایسا کرتے تھے کہ زائد پانی دوسرے کو استعمال نہیں کرنے دیتے تھے کہ ان کے جانور ہماری چراگاہ میں چریں گے تو لامحالہ ضرورت مند پانی خریدتے تھے' اور یہ خریداری ذریعہ بنتی تھی چراگاہ میں جانور کے چرنے کا' گویا پانی بیچنے کو حیلہ بناتے تھے چراگاہ میں جانور چرانے کا' اسے اس حدیث میں منع فرمایا گیا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ (ص ۱۰۳۰)

بیوع میں دھوکہ سے ممانعت کا بیان

ت ۸۳۴ - وَقَالَ اَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَمَا يُخَادِعُوْنَ اٰدَمِيًّا' لَوْ اَتَوُا الْاَمْرَ عِيَانًا كَانَ اَهْوَنَ عَلَيَّ.

اور ایوب سختیانی نے کہا: ''یخادعون اللہ'' سے مراد یہ ہے گویا کہ وہ کسی آدمی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اگر وہ بات صاف صاف کریں تو مجھ پر زیادہ ہلکا ہو۔

توضیح

اس تعلیق کو امام وکیع نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے۔ حضرت ایوب سختیانی کی مراد یہ ہے کہ اگر وہ کھلے بند کہہ دیں کہ میں اتنی زائد قیمت لے رہا ہوں تو زیادہ بہتر تھا۔

امام بخاری کا مقصد غالباً یہ ہے کہ بازار کے بھاؤ سے زیادہ قیمت لینا بھی خداع میں داخل ہے۔

بَابٌ إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ' فَقُضِيَ بِقِيمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ' ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ' وَيَرُدُّ الْقِيمَةَ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيمَةُ ثَمَنًا (ص ۱۰۳۰)

کسی نے کسی کی باندی کو غصب کیا' پھر گمان کیا کہ وہ مرگئی جس کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ غاصب مردہ لونڈی کی قیمت مالک کو ادا کرے' اس کے بعد مالک کو لونڈی زندہ مل گئی تو لونڈی مالک کی ہے اور غاصب کو قیمت واپس کر دی جائے گی اور یہ قیمت لونڈی کا ثمن نہیں ہوگی

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ' لِاَنَّ تَلَفَهَا

اور بعض الناس نے کہا کہ اس صورت میں لونڈی غاصب کی

Marfat.com

الْقِيْمَةَ. وَفِيْ هٰذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهٰى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيْعُهَا' فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّهَا مَاتَتْ' حَتّٰى يَاْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا' فَيَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةَ غَيْرِهٖ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ. وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ہے کیونکہ اس نے قیمت لے لی' اس میں اُس شخص کے لیے حیلہ ہے جو کسی شخص کی لونڈی کو چاہے جسے وہ شخص بیچنے پر راضی نہ ہو اور غصب کر لے اور یہ عذر بیان کرے کہ وہ مر گئی تا کہ اس کا مالک اس کی قیمت لے لے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غاصب کے لیے دوسرے کی لونڈی جائز ہو گئی حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے مال تم پر حرام ہیں اور ہر فریبی کے لیے قیامت کے دن جھنڈا ہو گا۔

توضیح.....(پانچویں مہربانی اور ناز برداری)

حسب عادت یہ بھی احناف پر تعریض ہے اور اس کی بھی بنیاد حضرت امام بخاری کا قلت تفقہ ہے اور احناف کے مسائل سے کما حقہ عدم واقفیت ہے۔

احناف کا صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں غاصب پر واجب ہے کہ لونڈی کو واپس کرے' اس لیے سرے سے اس تعریض کی کوئی گنجائش ہی نہیں اور احناف میں سے جو علماء یہ کہتے ہیں کہ لونڈی غاصب کی ہے اس کی بنیاد ایک اصل پر ہے' وہ یہ ہے کہ جھوٹی گواہی پر قاضی کا فیصلہ ظاہراً و باطناً دونوں طرح نافذ ہوتا ہے یا صرف ظاہراً نافذ ہوتا ہے باطناً نہیں۔ اس کو امام سرخسی نے مبسوط میں بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

صورت مجوثہ میں جب قاضی نے یہ فیصلہ کر دیا کہ لونڈی مر چکی ہے اور غاصب مالک کو لونڈی کی قیمت ادا کر دے اور مالک نے غاصب سے لونڈی کی قیمت لے لی اس کے بعد یہ کہنا کہ لونڈی پہلے شخص کی ملک میں ہے' بدل اور مبدل منہ دونوں کا ایک شخص کی ملکیت میں جمع ہونے کا قول کرنا ہے اور یہ نہ عقلاً صحیح ہے نہ شرعاً اور اتنی بات ہم بھی کہتے ہیں کہ لونڈی کے حاصل کرنے کے لیے غاصب نے ایک نہیں کئی جرم کیے۔ غصب کیا' جھوٹ بولا' جھوٹے گواہ پیش کیے اور اس کی بہت سی نظیریں ہیں کہ ایک فعل ناجائز ہے مگر حکم شرعی اس پر مرتب ہوتا ہے' مثلاً حالت حیض میں طلاق جائز نہیں لیکن اگر کوئی دے گا تو طلاق پڑ جائے گی۔

اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا "بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض" کی توجیہ گزر چکی ہے۔

بَابٌ فِي النِّكَاحِ (ص ۱۰۳۰)

نکاح میں حیلہ کا بیان

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ لَّمْ تَسْتَاْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ' فَاحْتَالَ رَجُلٌ' فَاَقَامَ شَاهِدَيْ زُوْرٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا' فَاَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا' وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ اَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ' فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّطَاَهَا' وَهُوَ تَزْوِيْجٌ صَحِيْحٌ.

اور بعض الناس نے کہا کہ اگر باکرہ بالغہ سے اذن نہیں لیا اور نہ شادی کی اور اس شخص نے حیلہ کیا اور دو جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ اس نے اس عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے نکاح کیا ہے اس پر قاضی نے نکاح ثابت ہونے کا حکم دے دیا حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ گواہی باطل ہے پھر بھی کوئی حرج نہیں کہ یہ شخص اس عورت سے وطی کرے اور یہ تزویج صحیح ہے۔

توضیح.....(چھٹی مہربانی اور ناز برداری)

اس مسئلہ کو لے کر آج کل کے غیر مقلدین وہابی بہت احناف پر لعن طعن اور تشنیع کرتے رہتے ہیں' حالانکہ اس قسم کے کیس میں یہی فیصلہ مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میرا اس سے نکاح

Marfat.com

ہوا ہے۔ عورت نے انکار کیا۔ مدعی نے دو گواہ پیش کیے جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح ثابت ہونے کا حکم دیا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو عرض کیا: اے امیر المومنین! میرا اس سے نکاح کر دیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا۔ نیز مبسوط ہی میں ہے کہ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی اسی کے مثل ہے۔ حضرت امام بخاری تو یوں معذور سمجھے جا سکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام شعبی کے فتوے کا علم نہ رہا ہو لیکن غیر مقلدین سب کچھ جانتے ہوئے صرف اپنے کفریات اور ضلالات پر پردہ ڈالنے کے لیے اس مسئلہ کو احناف کی طرف نسبت کر کے خوب دل کے بخار نکالتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ اس مسئلہ کو لے کر جتنا کیچڑ اچھالیں گے وہ سب حضرت امام شعبی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پڑے گا مگر غیر مقلدین کے مذہب کی بنیاد ہی اسی پر قائم ہے۔ وہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ مسلمان صحابہ کرام تابعین عظام سے کٹ کر ان کے دام تزویر میں پھنسیں۔

[قاضی کا فیصلہ ظاہراً باطناً نافذ ہے یا نہیں؟]

مسئلہ کی توضیح سے پہلے ہمارا ایک سوال ہے کہ قاضی کے فیصلہ کے بعد یہ عورت کیا کرے۔ جب قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ مثلاً یہ زید کی بیوی ہے اور وہ کسی اور سے نکاح کرے تو تعزیر بلکہ حد کی مستحق ہوگی اور بہ قول غیر مقلدین زید کے لیے حلال نہیں تو ایسی صورت میں اس عورت کی زندگی برباد ہوگی۔ مولیٰ عزوجل امیر المومنین امام المسلمین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس قسم کی مظلومہ عورتوں کے لیے انہوں نے ایک تدبیر فرما دی کہ اگرچہ پہلے سے نکاح نہیں ہوا مگر قاضی کا فیصلہ بہ منزلہ عقد نکاح کے ہے' بلکہ غور کیجئے کہ نجی ایجاب وقبول سے بڑھ کر قوی قاضی کا فیصلہ ہے۔ کسی نے دو گواہوں کے سامنے عورت کی رضامندی سے نکاح کیا' نکاح اپنی جگہ صحیح پھر کسی وجہ سے مثلاً عورت نے نکاح سے انکار کر دیا۔ معاملہ قاضی کے یہاں پیش ہوا۔ فرض کیجئے! دونوں یا ان میں سے ایک گواہ مر گیا یا دونوں یا ان میں سے ایک قبول شہادت کے لائق نہیں۔ اب قاضی نے عورت کو قسم کھانے کا حکم دیا۔ عورت نے قسم کھالی کہ میرا نکاح اس شخص سے نہیں ہوا ہے۔ قاضی مجبور ہوگا کہ یہ فیصلہ کرے کہ یہ عورت اس کی زوجہ نہیں۔ اس کے برخلاف جب قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ نکاح ثابت ہے' یہ عورت اس کی بیوی ہے تو اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ اس نکتے کو سامنے رکھ کر علمائے احناف نے فرمایا کہ قاضی کا فیصلہ بہ منزلہ عقد ہے۔ پہلے نکاح نہیں ہوا تھا تو قاضی کے فیصلہ کے بعد نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی لیے تو جب اس عورت نے خود عرض کیا کہ امیر المومنین میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیں تو امیر المومنین نے نکاح نہیں کیا۔

اصل میں یہ مسئلہ بھی اسی کی فرع ہے کہ قاضی کا فیصلہ عقود میں ظاہراً باطناً نافذ ہوتا ہے دو شرطوں کے ساتھ' ایک یہ کہ قاضی کو علم نہ ہو کہ گواہ جھوٹے ہیں۔ دوسرے یہ کہ محل قضا قبول کرنے کا اہل ہو مثلاً حق غیر سے فارغ ہو اور اگر محل حق غیر ہے تو قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہ ہوگا' مثلاً ایک عورت کسی کی زوجہ ہے یا کسی کی عدت میں ہے اس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور جھوٹے گواہ پیش کر دیئے' اس بناء پر قاضی نے فیصلہ کر دیا' پھر بھی شوہر کو یہ جائز نہیں کہ اس عورت سے وطی کرے اس لیے کہ یہاں عورت کے ساتھ حق غیر متعلق ہے۔ اس کی شریعت میں بہت سی نظیریں ہیں کہ بہت سی باتیں ضمناً لزوماً ثابت ہو جاتی ہیں' جیسے لعان سے طلاق کہ لعان کے بعد قاضی تفریق کا حکم دے گا اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے۔ عنین اور اس کی عورت کے درمیان قاضی تفریق کا حکم دے گا اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے حالانکہ ان دونوں صورتوں میں شوہر نے طلاق نہیں دی ہے۔ اسی طرح مسئلہ مبحوثہ میں اگرچہ عقد نکاح بہ ظاہر نہیں ہوا مگر قاضی کا حکم بہ منزلہ عقد نکاح کے ہے۔ یہ حضرت امام طحاوی کے افادات سے ہے۔

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء!

Marfat.com

رہ گئی اس پر بعض متجنفین کی نظر' وہ کم نظری کی دلیل ہے اور تفقہ سے نابلدی کا ثبوت۔ امام بخاری نے پھر اسی مسئلہ کو صفحہ ۱۰۳۱ پر بھی ذکر کیا ہے۔

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ (ص ۱۰۳۲)

ہبہ اور شفعہ میں حیلہ کا بیان

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ وَهَبَ هِبَةً اَلْفَ دِرْهَمٍ اَوْ اَكْثَرَ' حَتّٰى مَكَثَ عِنْدَهٗ سِنِيْنَ' وَاحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ' ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا فَلَا زَكٰوةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا. فَخَالَفَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ' وَاَسْقَطَ الزَّكٰوةَ.

اور بعض الناس نے کہا: اگر کسی کو ہزار درہم یا زیادہ ہبہ کیا اور وہ اس کے پاس برسوں رہا' اس نے اس بارے میں حیلہ کیا' پھر واہب نے رجوع کر لیا تو ان دونوں میں سے کسی پر زکوٰۃ نہیں' (ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا کہ) اس نے ہبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور زکوٰۃ کو ساقط کر دیا۔

توضیح.....(امام بخاری کی احناف پر ساتویں مہربانی اور اس کی ناز برداری)

یہاں بھی حضرت امام بخاری سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تعریض کر رہے ہیں اور دو طریقے سے اعتراض کر رہے ہیں۔ اول ھبہ کے رجوع میں اور دوسرے حیلہ سے زکوٰۃ ساقط کرنے کے حکم پر' مگر یہ دونوں اعتراض اپنی جگہ درست نہیں۔ ہبہ میں رجوع کو ہم احناف بھی مکروہ سمجھتے ہیں' لیکن اگر کسی نے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہے جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِن وَهَبَ هِبَةً فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا. جس نے کوئی ھبہ کیا تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے جب تک اس کا بدلہ نہ وصول کر چکا ہو۔

اس حدیث کو حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے' البتہ رجوع کے چند شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس ہبہ کا موہوب لہ نے کوئی بدلہ نہ دیا ہو اور وہ چیز باقی ہو وغیرہ وغیرہ' اس لیے ہبہ کے رجوع کے قول پر طعن کرنا کسی طرح درست نہیں' نیز اس کی اہم شرط یہ ہے کہ موہوب لہ بہ خوشی واپس کرے یا قاضی کے حکم سے واپس کرے۔ رہ گیا زکوٰۃ کا مسئلہ تو جب کہ واہب نے اپنے روپے موہوب لہ کو دے کر اسے قبضہ دے دیا تو جتنے دنوں تک موہوب لہ کے پاس رہے واہب اس کا مالک نہ رہا' اس لیے واہب پر زکوٰۃ واجب ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں' اور رجوع کے بعد اس کو مال ملا تو وہ نئے سرے سے اس کا مالک ہوا تو جب تک اس پر حولان حول نہ ہو جائے زکوٰۃ کیسے واجب ہو گی۔ ہاں! موہوب لہ کے پاس جتنے سال رہا اتنے سالوں کی زکوٰۃ اس پر ان مالوں کی واجب تھی۔ اس پر واجب تھا کہ سال بہ سال زکوٰۃ ادا کرتا رہتا۔ اس نے تاخیر کی اس کا گناہ اس پر ہوا اور جب اس نے بہ خوشی یا قاضی کے حکم سے واہب کو یہ روپے واپس کر دیئے تو گویا اس نے مال کو ہلاک کر دیا اور ہلاک شدہ مال پر زکوٰۃ نہیں۔

ہم نے اس مسئلہ سے متعلق جو دو باتیں ذکر کی ہیں ان میں سے کسی سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں' پھر دونوں سے جو نتیجہ نکل رہا ہے اس سے انکار کرنا دیانت نہیں۔ ہاں! اگر کوئی بخیل خدا ترس زکوٰۃ ساقط کرنے کی نیت سے ایسا حیلہ کرے تو یقیناً ہمارے نزدیک بھی وہ سخت قابل ملامت ہے۔

لیکن اگر کوئی بدنیت اپنے اوپر سے زکوٰۃ ساقط کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے یہ کہاں ضروری ہے کہ رقم موہوب لہ کے پاس برسوں رہے بلکہ ایک دن ایک گھنٹہ رہنا بھی ضروری نہیں۔ سال تمام ہونے سے دس منٹ پہلے اگر کوئی اپنا مال کسی کو ہبہ کر دے' اسے قبضہ بھی دلا دے' پھر فوراً واپس لے لے تو بھی واہب پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی' لیکن بہر حال کوئی بھی زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے ایسا حیلہ

Marfat.com

کرے وہ ضرور قابل مذمت ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی مَا شَدَّدَهٗ فَاَبْطَلَهٗ، وَقَالَ اِنِ اشْتَرٰی دَارًا، فَخَافَ اَنْ يَّاْخُذَهَا الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ، فَاشْتَرٰی سَهْمًا مِّنْ مِّائَةِ سَهْمٍ، ثُمَّ اشْتَرَی الْبَاقِیَ، وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِی السَّهْمِ الْاَوَّلِ، وَلَا شُفْعَةَ لَهٗ فِیْ بَاقِی الدَّارِ، وَلَهٗ اَنْ يَّحْتَالَ فِیْ ذٰلِكَ.

اور بعض لوگوں نے کہا: شفعہ پڑوس کی وجہ سے ہے، پھر اس شخص نے قصد کیا کہ جو ثابت کر چکا ہے اسے باطل کرے اور کہا: اگر کوئی شخص ایک گھر خریدنا چاہتا ہے اور اسے اندیشہ ہے کہ پڑوسی شفعہ سے لے لے گا تو اسے چاہیے کہ پہلے گھر کے سو حصوں میں سے ایک حصہ کو خریدے پھر باقی کو خرید لے۔ پڑوسی کو شفعہ کا حق پہلے حصہ میں تھا بقیہ گھر میں اسے شفعہ کا حق نہیں۔ اسے جائز ہے کہ اس بارے میں یہ حیلہ کرے۔

توضیح.....(آٹھویں مہربانی اور ناز برداری)

ہمیں حیرت ہے کہ امام بخاری نے اس مسئلہ کو کس مقصد سے ذکر فرمایا ہے۔ چونکہ حضرت امام بخاری راہب صفت تارک الدنیا بزرگ تھے اس لیے تمدنی اور معاشرتی دشواریوں پر ان کی نظر مبارک نہیں تھی۔ کبھی کبھی اسقاط شفعہ تمدنی ضرورت ہوتی ہے کبھی شرعی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً مالک مکان کے پڑوسی کے پاس ضرورت سے زیادہ مکان ہیں اور جو خریدنا چاہتا ہے اس کے پاس کوئی مکان نہیں اور عام طور پر خریدے گا تو حریص پڑوسی اس کو لے لے گا ایسے موقع پر اس قسم کی ترکیب کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ فرض کیجئے پڑوسی فاسق فاجر ہے، مالک مکان کم زور ضعیف ہے۔ اس کے فسق و فجور سے عاجز ہے۔ اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے مکان بیچنا چاہتا ہے۔ کوئی قوی زبردست مکان خرید رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ وہ فاسق فاجر شفعہ میں مکان لے لے گا تو اس وقت بھی شفعہ سے بچنے کی ترکیبوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهٗ اَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰی يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ. فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِی الدَّارَ وَيَحُدُّهَا، وَيَدْفَعُهَا اِلَيْهِ، وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِیْ اَلْفَ دِرْهَمٍ، فَلَا يَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ.

اور کچھ لوگوں نے کہا: جب کوئی شفعہ بیچنا چاہے تو اس کے لیے یہ حیلہ ہے جس سے شفعہ باطل ہو جائے گا کہ بائع مشتری کو گھر ہبہ کر دے اور اس کی حد بندی کر کے مشتری کو دے دے اور مشتری اس ھبہ کے عوض ہزار درہم دے دے تو اب شفیع کو حق شفعہ نہیں رہے گا۔

توضیح

"قوله ان يبيع الشفعة" اصیلی کے نسخے میں یہی ہے۔ کشمیہنی کے علاوہ ابوذر سے جو نسخہ مروی ہے اس میں "يَمْنَعَ" ہے۔ امام قاضی عیاض نے اول کو راجح کیا یعنی نسخے میں "ان يبيع" ہی ہے اور ناسخ کا تغیر ہے۔ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ مراد لازم بیع ہو یعنی کسی کی ملک زائل کرنا۔ بیع میں یہی ہوتا ہے کہ ایک شخص کی ملک زائل کر کے اپنی ملک ثابت کی جاتی ہے۔

بوقت ضرورت شفعہ سے بچنے کی ایک دوسری ترکیب ہے جس پر حضرت امام بخاری خفا ہیں اور شرعاً اس میں کوئی قبح نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ اشْتَرٰی نَصِيْبَ دَارٍ، فَاَرَادَ اَنْ يُّبْطِلَ الشُّفْعَةَ، وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيْرِ، وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ يَمِيْنٌ.

اور کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر کسی گھر کا کچھ حصہ خریدا اور چاہتا ہے کہ شفعہ باطل کر دے تو مبیع اپنے نابالغ بچے کو ہبہ کر دے اور چھوٹے بچے پر قسم نہیں ہوگی۔

Marfat.com

توضیح.....(نویں مہربانی اور اس کی ناز برداری)

یہ احناف پر امام بخاری کی مہربانیوں میں سے ایک عظیم مہربانی ہے لیکن کوئی ہمیں بتائے کہ اگر کسی شخص نے کوئی مکان خرید کر اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کیا تو کیا یہ کوئی گناہ ہے؟ نابالغ بچے کو ہبہ کرنے کی قید اس لیے ہے کہ اگر شفعہ کا حق دار مشتری پر دعویٰ کرے اور خریدار یہ کہہ دے کہ میں نے مکان اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کر دیا ہے' حالانکہ یہ حقیقت میں ہبہ نہیں بلکہ شفعہ سے بچنے کا ایک بہانہ ہے اور شفعہ کا دعویدار مطالبہ کرے کہ موہوب لہ قسم کھالے تو اگر اجنبی ہوگا تو اس کو بھی قسم کھانی پڑے گی' بالغ لڑکا ہوگا تو اسے بھی قسم کھانی پڑے گی' نابالغ بچے پر قسم نہیں اس لیے ''لابنه الصغير'' کی قید لگائی۔

بَابُ اِحْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهٗ (ص ۱۰۳۲)

عامل کا حیلہ کرنا تا کہ اسے ہدیہ دیا جائے

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ اشْتَرٰى دَارًا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ' فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ' وَيَنْقُدَهٗ تِسْعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ' وَتِسْعَ مِئَةِ دِرْهَمٍ' وَتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ' وَيَنْقُدَهٗ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ الْاَلْفَ. فَاِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ اَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ' وَاِلَّا فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَى الدَّارِ. فَاِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ اِلَيْهِ' وَهُوَ تِسْعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِئَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ' لِاَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ' فَاِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا' وَلَمْ تُسْتَحَقَّ' فَاِنَّهٗ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ. قَالَ فَاَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ' وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 'لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

اور کچھ لوگوں نے کہا: جب کوئی گھر بیس ہزار درہم میں خریدا تو کوئی حرج نہیں ہے کہ شفعہ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کرے کہ اُس کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم دے اور جو بیس ہزار میں سے باقی رہ گیا اس کے عوض ایک دینار دے۔ اب اگر شفعہ کا حق دار طلب کرے تو اس کو یہ گھر بیس ہزار میں لینا پڑے گا ورنہ گھر پانے کی اس کے لیے کوئی سبیل نہیں۔ اب اگر گھر میں کسی اور کا حق نکل آیا تو مشتری بائع سے وہی لے گا جو اُس نے مشتری کو دیا ہے اور یہ نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار ہے' اس لیے کہ بیع میں جب دوسرے کا حق نکل آیا تو دینار کی بیع صرف ٹوٹ گئی۔ اب اگر اس گھر میں کوئی عیب پایا اور اس میں کسی کا حق نہیں نکلا تو بیس ہزار درہم میں اس کو لوٹائے گا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: تو انہوں نے مسلمانوں کے درمیان دھوکہ جائز کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مسلمانوں کی بیع میں نہ بیماری ہونی چاہیے اور نہ ہی کوئی حرام بات اور نہ نقصان۔

توضیح.....(دسویں مہربانی اور اس کی ناز برداری)

حسب دستور یہ بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تشنیع ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف یہی عرض کریں گے: ''تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا كَتَسَبَتْ''۔ البتہ افسوس اس کا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب تشنیعات بے جا کی ہیں۔ انہوں نے ان سب تشنیعات کو ذکر کر کے خوب لذت حاصل کی اور یہ نہیں سوچا کہ اہل علم اس کو پڑھیں گے تو ان کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے۔ ہم ابھی ذکر کر آئے کہ کبھی کبھی اس کی شدید ضرورت پیش ہوتی ہے کہ مکان کو شفعہ کے حق دار سے بچایا جائے' بشرطیکہ بچانے میں کوئی شرعی قباحت کا ارتکاب نہ کرنا پڑے۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی چیز کا سودا جتنے میں طے ہوا اس سے کم قیمت ادا کی جائے جب کہ مشتری راضی ہو۔ وہی صورت یہاں بھی ہے۔ مکان کی قیمت طے ہوئی تھی بیس ہزار' مشتری نے بہ خوشی قیمت کم کر دی تو اس میں کیا جرم ہے اور کیا دھوکہ ہے؟

Marfat.com

اسی بخاری میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا اور حضرت بلال سے فرمایا کہ جابر کو اونٹ کی قیمت دے دو اور کچھ زیادہ دے دینا۔ جس طرح مشتری اپنی خوشی سے قیمت کچھ زیادہ دے دے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح بائع اپنی خوشی سے قیمت کچھ کم کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

اس پر ایک سنگین اعتراض یہ ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ بیع میں استحقاق کے بعد بھی اور عیب نکلنے کے بعد بھی بائع مشتری کو مبیع کی اتنی ہی قیمت واپس کرے گا جتنی اس نے لی ہے۔ اسی طرح شفعہ کا حق دار مکان اسی قیمت پر لے گا جو بائع نے مشتری سے وصول کی ہے۔ اسی کو ذہن میں رکھ کر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا سخت جملہ استعمال فرمایا: ''فاجاز الخداع بین المسلمین'' اگر ان میں تفقہ ہوتا تو تعریض کے لیے نہ اس مسئلہ کو ذکر کرتے اور نہ اتنا سخت جملہ استعمال کرتے۔

جب مبیع میں کسی کا حق نکل آیا تو ظاہر ہو گیا کہ بیع صحیح نہ تھی' اس لیے کہ بیع مالک کے غیر نے کی تھی اور اس بیع کی صحت ہی پر دس ہزار درہم کے عوض ایک دینار کی بیع صرف ہوئی تھی اور جب اس کا مبنی فاسد تو بیع صرف بھی فاسد' تو لامحالہ مشتری اتنا ہی واپس کرے گا جتنا اس کو ملا ہے اور عیب کی صورت میں بیع تام ہوتی ہے اسی لیے مبیع میں عیب نکلنے کے بعد بیع اس وقت تک فسخ نہ ہوگی جب تک کہ دونوں خود راضی نہ ہوں یا قاضی فسخ کا حکم نہ دے' اس لیے دینار کی دراہم کے عوض جو ضمنی بیع ہوئی وہ باقی رہی۔ لامحالہ مشتری بائع سے بیس ہزار وصول کرے گا کیونکہ یہی قیمت طے تھی۔ اسی طرح شفیع جب لے گا تو بیس ہزار دے گا کیونکہ مکان کی قیمت یہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۲-كِتَابُ التَّعْبِيرِ (ص ۱۰۳۳)

[تعبیر کا بیان]

توضیح

تعبیر باب تفعیل کا مصدر ہے۔اس کا مادہ عبر ہے جس کے معنی ہیں: ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تجاوز کرنا۔عرف عام میں اس کے معنی ہیں پانی سے گزر جانا خواہ تیر کر کشتی سے یا کسی اور چیز سے مگر اس کے لیے زیادہ مستعمل عبور ہے۔اسی سے ''عبرت اعتبارا'' ہے۔اس کی نسبت جب خواب کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد خواب کے اندر جو خفی معنی ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا۔

رویا: انسان جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے۔راغب نے کہا کہ رویت کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اور کبھی تخیل کے معنی میں آتا ہے۔اسی سے رائے ہے جو غلبۂ ظن کے معنی میں ہے۔

تعبیر رویا بہت اہم فن ہے۔اس کی بنیاد خود خواب کے سمجھنے پر ہے۔کچھ خواب' خواب پریشان ہوتے ہیں جسے اضغاث احلام کہتے ہیں۔جن کی کوئی تاویل نہیں ہوتی۔اضغاث احلام کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس میں شیطان کی مداخلت ہو' دوسری وہ کہ معدہ وغیرہ میں فساد کی بنیاد پر دماغ پر ابخرات چڑھتے ہیں' وہ متشکل ہو کر خواب میں نظر آتے ہیں۔رویائے صالحہ یا صادقہ وہ ہوتے ہیں جو منجانب اللہ براہِ راست یا بواسطۂ ملک انسان کو دکھائے جاتے ہیں۔تعبیر رویائے صالحہ کی ہی ہوتی ہے۔اس کی بنیادی دو قسمیں ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان جو کچھ دیکھتا ہے بعینہٖ وہی واقع ہوتا ہے جیسا کہ بدء وحی کی حدیث میں ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزولِ وحی سے پہلے جو خواب دیکھتے سپیدۂ سحر کی طرح واقع ہوتا اور کبھی مناسب اشکال میں دکھایا جاتا جیسا کہ غزوۂ احد کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک گائے ہے جو ذبح کی جا رہی ہے۔تعبیر یہ فرمائی ہے کہ احد کے دن مومنین کو جو کچھ پہنچا۔

دوسرا خواب یہ دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں جو مجھے ناگوار ہوا۔مجھے حکم دیا گیا کہ اسے پھونکو' میں نے ان پر پھونکا تو دونوں اڑ گئے۔اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ یمن میں دو کذاب مدعی نبوت پیدا ہوں گے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور مسیلمہ کو حضرت وحشی نے جنگ یمامہ میں۔

کبھی خواب بہ ظاہر بہت تشویش ناک ہوتا ہے مگر اس کی تعبیر اچھی ہوتی ہے جیسا کہ سلطان ہارون الرشید کی اہلیہ زبیدہ نے یہ خواب دیکھا کہ ساری مخلوق میرے ساتھ ہم بستری کر رہی ہے۔وہ انتہائی نیک پاک دامن' پارسا عورت تھیں' بہت پریشان ہوئیں مگر جب اس کی تعبیر پوچھی تو ایک ماہر معبر نے بتایا کہ آپ کوئی ایسا کام کریں گی جس سے پوری دنیا فائدہ اٹھائے گی۔اب وہ سوچ میں پڑ

Marfat.com

گئیں کہ ایسا کون سا کام ہوسکتا ہے۔ بالآخر حج کے لیے گئیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ حجاج کو پانی کی کمی ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ ایک ایسی نہر نکالی جائے جس سے مکہ معظمہ کے باشندوں اور منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں حجاج کو بافراط پانی مل سکے۔ بالآخر نہر زبیدہ بنوائی جو آج تک باقی ہے اور موجودہ نظام سے پہلے نہر زبیدہ ہی کے پانی سے سارے حجاج سیراب ہوتے تھے اور کبھی اس میں پانی کی کمی نہیں ہوئی۔

رویائے صالحہ اچھے خواب دیکھنا صلحاء اتقیاء ہی کے ساتھ خاص نہیں کبھی کبھی عوام بلکہ فساق فجار بھی رویائے صالحہ دیکھ لیتے ہیں۔

انبیائے کرام کے خواب وحی ہوتے ہیں' اگر انہیں خواب میں کوئی حکم دیا جائے تو اس پر ان کو عمل کرنا فرض ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے ہوئے خواب میں دیکھا۔

ت ۸۳۵ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾ (الانعام: ۹۶). **ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ' وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.**

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "فالق الاصباح" سے مراد دن میں سورج کی روشنی ہے اور رات میں چاند کی روشنی ہے۔

اس تعلیق کو ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔ حضرت امام بخاری نے کتاب بدء الوحی کی وہ حدیث جو اُمّ المؤمنین سیّدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ذکر کی ہے جس کی پوری شرح جلد اول میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں ایک لفظ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔

فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ.

حضور جو خواب بھی دیکھتے سپیدۂ سحر کی طرح واقع ہوتا۔

حسب عادت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "فلق" کے مناسب آیہ کریمہ میں وارد لفظ "فالق الاصباح" کی تفسیر ذکر فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد دن میں سورج کی روشنی ہے اور رات میں چاند کی روشنی ہے لیکن یہ اصل میں "اصباح" کی تفسیر ہے۔ "فَلَقٌ" کے معنی پھاڑنے کے ہیں تو "فالق الاصباح" کے معنی ہوئے: تاریکی چاک کر کے روشنی نکالنے والا اور کبھی فلق بول کر صرف صبح مراد لیتے ہیں جیسا کہ سورۂ فلق میں ہے۔

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ (ص ۱۰۳۴) نیک لوگوں کے خواب

توضیح

صالحین کے خواب اکثر سچ ہوتے ہیں۔ رہ گئے عوام تو ان کے خواب بھی کبھی سچ ہو جاتے ہیں بلکہ کفار کے بھی جیسے نمرود کا خواب' فرعون کا خواب' حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل خانے میں تھے تو بادشاہ کے خادموں کا خواب اور خود بادشاہ کا خواب۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۝﴾ (الفتح: ۲۷).

بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب کہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان کے ساتھ اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف' اللہ نے جانا جو تمہیں نہیں معلوم' اس نے اس سے پہلے بہت قریب میں ایک فتح رکھی ہے۝

توضیح

حضرت امام بخاری نے اس آیت کریمہ کو باب کی تائید میں نقل فرمایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خواب دیکھا بعینہٖ وہ پورا

Marfat.com

ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نے حدیبیہ میں صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اور میرے اصحاب مکہ میں داخل ہوئے ہیں لیکن جب صلح حدیبیہ کے بعد قربانی کے جانور حدیبیہ میں ذبح کیے گئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ کا خواب کیا ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے جو حدیبیہ سے واپس ہونے کے بعد نصیب ہوئی اور پھر سال بھر کے بعد عمرۃ القضاء کے موقع پر خواب پورا ہوا۔ اس آیت کریمہ میں ''ان شاء اللہ'' استثناء کے لیے نہیں اور نہ شک کے لیے ہے' بیان واقع ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے فرمایا گیا: ''اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ'' (البقرہ:۲۳) ہم نے اپنے بندے پر جو نازل فرمایا ہے اس میں اگر تم شک میں ہو تو اس کے مثل ایک سورت لاؤ' یہاں ''اِنْ'' شک کے لیے نہیں اس لیے کہ کفار کا شک ثابت و متحقق تھا۔

۲۸۶۵- ح: [اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْاً مِّنَ النُّبُوَّةِ]

اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک ہے

۲۸۶۵ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ' جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْاً مِّنَ النُّبُوَّةِ.

(نسائی' ابن ماجہ' تعبیر الرؤیا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے۔

رویا حسنہ سے مراد وہ خواب ہے جو اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے اچھا ہو یعنی اس کی تعبیر اچھی ہو۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے لیکن مختلف احادیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحدید قطعی نہیں۔

اس سلسلے میں سولہ روایتیں مروی ہیں:

(۱) پہلی روایت پینتالیس اجزاء میں سے ایک جزء جسے امام مسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) ستر اجزاء میں سے ایک جزء جسے مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً اور طبرانی نے انہیں سے مرفوعاً روایت کیا۔

(۳) چھہتر اجزاء میں سے ایک جزء' اسے بھی طبرانی نے انہیں سے روایت کیا' مگر اس کی سند ضعیف ہے۔

(۴) چھبیس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے علامہ ابن عبدالبر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' نیز امام احمد اور ابو یعلیٰ نے بھی۔

(۵) پچاس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے ابو یعلیٰ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا۔

(۶) چالیس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے امام ترمذی نے ابوذر اور عقیلی سے روایت کیا۔

(۷) چالیس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(۸) چوالیس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے طبری نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(۹) انچاس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

(۱۰) سینتالیس اجزاء میں سے ایک جزء' اسے دار قطنی نے المفہم میں ذکر کیا۔

(۱۱) چوبیس اجزاء میں سے ایک جزء' یہ حضرت عبادہ سے مروی ہے۔

Marfat.com

(۱۲) چھبیس اجزاء میں سے ایک جزءٗ اور کچھ لوگوں نے کہا کہ.....

(۱۳) کسی میں بہتر اجزاء۔

(۱۴) کسی میں بیالیس۔

(۱۵) کسی میں ستائیس۔

(۱۶) کسی میں پچیس کی روایت آئی ہے' مگر اکثر روایت چھیالیس کی ہے۔

ان سب روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ مفہوم عدد معتبر نہیں' اس لیے اقل اکثر کا نافی نہیں لیکن پھر بھی ایک خلجان رہ جاتا ہے کہ اعداد میں اختلاف کس بناء پر ہے۔ اس کی سب سے عمدہ توجیہ یہ ہے کہ یہ خواب دیکھنے والے کے اعتبار سے ہے۔ خواب دیکھنے والے کا باطن جتنا مجلّٰی مزکّٰی ہوگا اسی کے اعتبار سے تعداد مختلف آئی ہے۔

نبوت کوئی شئی مرکب نہیں اور نہ متجزی کہ اس کے اجزاء ہوں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ نبی غیب کی خبریں دیتا ہے اور اللہ کے نیک بندے جو خواب دیکھتے ہیں اس میں بھی آئندہ کی خبریں بتائی جاتی ہیں تو گویا اچھا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہو گیا اور مذکورہ بالا احادیث میں جو فرق ہے وہ یا تو بہ اعتبار تعبیر کے واضح ہونے کے ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ اللہ کے نیک بندے بھی ایسے بہت سے خواب دیکھتے ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔ وہ غذا اور اعضاء باطنی کے ضعف یا مرض یا دنیوی ایذاء دینے والی باتوں کے اثرات ہوتے ہیں' بہ خلاف انبیاء کرام علیہم السلام کے کہ ان کا ہر خواب حق ہوتا ہے اور امتیوں کے خواب اعدادِ مذکورہ کے تناسب سے حق ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم!

بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ (ص ۱۰۳۴)

خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں

۲۸۶۶- ح: [اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةَ فَلْيُبَيِّنْ وَاِذَا رَاٰی اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا السَّيِّئَةَ فَلَمْ يُبَيِّنْ]

اچھا خواب دیکھے تو بیان کرے
بُرا خواب دیکھے تو کسی کو
نہ بتائے

۲۸۶۶- عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ اِلْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا' فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ' فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا' وَاِذَا رَاٰی غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ' فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّيْطٰنِ' فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا' وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ' فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ. (ترمذی' نسائی' کتاب الرؤیا)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو پسندیدہ ہو تو یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اُسے بیان کرے اور اگر اس کے برخلاف دیکھے جو ناپسندیدہ ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہے تو اللہ کی اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کو کچھ ایسی چیزیں دکھاتا ہے جو علامت ہوتی ہیں ان باتوں کی جو آئندہ پیش ہونے والی ہیں خواہ وہ چیزیں اچھی ہوں یا بری۔ اگر وہ چیزیں اچھی ہیں تو اس کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے اور اگر وہ چیزیں بری ہیں تو تقاضائے ادب یہ ہے کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کی جائے۔

ڈراؤنا خواب دیکھ کر اللہ کی پناہ مانگنے پر اور تھوک دینے پر خواب میں جو پریشانی کی بات دکھائی گئی ہے وہ واقع نہیں ہوتی۔

Marfat.com

بُرے خواب بیان کر دینے کے بعد معبر جو تعبیر بتا دے گا اس کا وقوع اکثر ہوتا ہے اس لیے برے خواب کسی سے بھی بیان نہ کیے جائیں اور اچھا خواب بھی ایسے شخص کے سامنے بیان کیا جائے جو اس کا ہمدرد ہو اور اچھی تعبیر دے۔ مسند امام احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ دارمی میں حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اَلرُّؤْیَا عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعَبَّرْ'' خواب پرندے کے پیر پر ہے جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے۔

ابوقتادہ کی حدیث میں یہ ہے:

فَلْیَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْیَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهٖ. جب برا خواب دیکھے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگے اور بائیں طرف تھوکے۔

بَابٌ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ (ص ۱۰۳۴)

اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے

۲۸۶۷ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ. (ترمذی نسائی۔ کتاب الرؤیا)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۲۸۶۸ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ (ص ۱۰۳۵)

بشارت دینے والے خواب

توضیح

امام ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت کریمہ ''لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا'' (یونس: ۶۴) سے مراد اچھے خواب ہیں۔

۲۸۶۹ - حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ. قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: نبوت سے باقی نہیں مگر مبشرات۔ لوگوں نے پوچھا: وہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: اچھے خواب۔

بَابُ رُؤْیَا اَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیَانِ، قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا، وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖٓ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ

قیدیوں اور فسادیوں اور مشرکین کا خواب

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: اور یوسف کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے

Marfat.com

تُرْزَقَانِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ○ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ○ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ. وَقَالَ الْفُضَيْلُ لِبَعْضِ الْاَتْبَاعِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۭ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ○ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ○ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ○ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۭ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ○ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ○ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ

ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتایئے بے شک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں ○ یوسف نے کہا: تم کو جو کھانا دیا جاتا ہے تم تک اس کے پہنچنے سے پہلے میں تم کو اس کی حقیقت بتا دوں گا' یہ ان علوم میں سے ہے جن کو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے' جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور جو لوگ آخرت کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں میں نے ان کے دین کو ترک کر دیا ہے○ اور میں نے اپنے باپ' دادا' ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کی اتباع کی ہے' ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک قرار دیں' یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے○ اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو! آیا متعدد خدا بہتر ہیں یا ایک خدا جو غالب ہے؟○ اور فضیل نے بعض سے "يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ" کی جگہ "يَاعَبْدَ اللّٰهِ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ" روایت کیا ہے۔ تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ صرف چند اسماء ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیا ہے' اللہ نے ان کے ساتھ کوئی سند نازل نہیں کی' حکم صرف اللہ کا ہے' اس نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو' یہی صحیح دین ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے○ اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے رب (اپنے بادشاہ) کو شراب پلائے گا' رہا دوسرا اس کو سولی دی جائے گی اور پرندے اس کا سر کھائیں گے' حکم ہو چکا جس کا تم سوال کرتے تھے○ اور یوسف نے ان دونوں میں سے اس سے فرمایا جس کے بارے میں گمان کیا کہ وہ نجات پائے گا: اپنے رب (اپنے بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا' پھر شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (اپنے بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے' اس کے نتیجہ میں یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں رہے○ اور بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں سات فربہ گائیں دیکھیں کہ انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری دیکھی ہیں اور دوسری سات سوکھی' اے درباریو! میرے خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو○ انہوں نے کہا: یہ خواب پریشاں ہے اور ہم خواب پریشاں کی تعبیر نہیں جانتے○ اور اس نے کہا جو دو

Marfat.com

يَعْصِرُوْنَ○ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ﴾ (یوسف:۳۶-۵۰).

قیدیوں میں سے بچ گیا تھا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آیا: میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا' مجھے بھیجو○ اے یوسف! اے صدیق! ہمیں تعبیر بتایئے' سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی گائیں کھا جاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور سات سوکھی بالیں' شاید میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں' شاید وہ آگاہ ہوں○ فرمایا: تم لوگ سات سال لگاتار کھیتی کرو گے' جو کاٹو اسے اس کی بالوں میں رہنے دو مگر تھوڑا کھانے بھر○ اس کے بعد سات کڑے سال آئیں گے کہ جو تم نے ان کے لیے جمع کر رکھا تھا سب کھا جائیں گے مگر تھوڑا سا جو بچالو○ پھر اس کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور وہ اس میں رس نچوڑیں گے○ اور بادشاہ نے کہا: انہیں میرے پاس لاؤ تو جب ان کے پاس قاصد آیا فرمایا: اپنے رب (اپنے بادشاہ) کے پاس جاؤ۔

توضیح

اس باب سے امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ رویاء صالحہ اکثر مومنین متقین دیکھتے ہیں مگر کبھی کبھی بعض حکمتوں کی بناء پر فساق بلکہ کفار تک دیکھتے ہیں' جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام جب جیل خانہ میں تھے تو ان کے سامنے دو کافر قیدیوں نے اپنا خواب بیان کیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ اس وقت کے بادشاہ ولید بن نروان انبیقی کے داروغہ مطبخ اور ساقی پر الزام لگا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا تھا۔ اس جرم میں دونوں جیل خانہ بھیج دیئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں پانچ برس رہ چکے تھے۔ اس عرصہ میں قیدیوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت' ان کا علم و فضل ظاہر ہو چکا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو بتایا کہ میں خوابوں کی تعبیر بھی جانتا ہوں۔

بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ ان دونوں قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو آزمانے کے لیے اپنا اپنا خواب گڑھ کر بیان کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر بیان کر چکے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے' آپ کو آزمانے کے لیے ہم نے یہ بیان کیا۔ اس پر فرمایا کہ اب اسی کے مطابق ہوگا' اللہ کا حکم ہو چکا ہے۔ چنانچہ تین دن کے بعد ساقی رہا ہو گیا اور داروغہ مطبخ کو پھانسی دی گئی۔ اس کی لاش سولی پر چھوڑ دی گئی۔ پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھاتے رہے۔

اس آیت میں بادشاہ مصر کی قیدیوں کی طرف اضافت کر کے ''رَبُّهٗ وَرَبُّكَ'' فرمایا گیا ہے۔ عرب زبان میں رب بہ معنی آقا و پرورش کرنے والے کے اضافت کے ساتھ بولنا جائز ہے جب کہ اضافت خاص ہو لیکن بلا اضافت مطلق یا مضاف الیہ عام کے ساتھ مثلاً عالمین وغیرہ غیر مخلوق پر اس کا اطلاق کفر ہے اور اُردو میں اضافتِ خاص کے ساتھ بھی ممنوع' حرام' منجر الی الکفر ہے۔ ہر زبان کا عرف الگ الگ ہوتا ہے۔ ایک زبان کے عرف سے دوسری زبان کے عرف پر استدلال صحیح نہیں ''وَادَّكَرَ اِفْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ' اُمَّةٍ قَرْنٍ' وَيُقْرَأُ اَمَهٍ نِسْيَانٍ''۔

Marfat.com

توضیح

آیت کریمہ میں تھا: ''وادکر بعد امة'' حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ''ذکر'' سے باب افتعال واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ ''ذال'' اور ''تاء'' دونوں کو دال سے بدلا اور ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا ''وادکر'' ہو گیا۔ اسی سے ''مدکر'' بھی ہے اور اس آیت میں ''اُمَّة'' سے مراد زمانہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام جیل خانہ میں بارہ سال رہے۔ بادشاہ کے ساقی کے جیل خانہ سے نکلنے کے بعد سات سال اور اس سے پہلے پانچ سال۔ یہاں زمانہ سے مراد سات سال کا زمانہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قراءت شاذہ ''اُمَّةٍ'' کی جگہ ''اَمَهٍ'' مروی ہے۔ ''اَمَهٍ'' کے معنی بھولنے کے ہیں۔

ت ۸۳۶ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَعْصِرُوْنَ﴾ الْاَعْنَابَ وَالدُّهْنَ ﴿تُحْصِنُوْنَ﴾ تَحْرُسُوْنَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یعصرون'' سے مراد ہے انگور نچوڑیں گے اور اور تیل نچوڑیں گے ''تحصنون'' کے معنی ہیں محفوظ رکھو گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی جو تعبیر بتائی تھی اس میں یہ تھا: ''فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ''عصر'' کے معنی نچوڑنے کے ہیں جیسے انگور سے شیرہ نچوڑنا یا کسی بیج وغیرہ سے تیل نچوڑنا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی جو تعبیر بتائی اس میں یہ ہے ''اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ'' یعنی بعد کی خشک سالی میں تم نے جو کچھ جمع کیا تھا سب کھا ڈالو گے مگر تھوڑا سا محفوظ رکھ لو گے۔ مقصد یہ ہے کہ ''تُحْصِنُوْنَ'' کے معنی ہیں ''تحرسون'' جس کو تم محفوظ رکھو گے۔

۲۸۷۰ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ، ثُمَّ اَتَانِی الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر میں اتنی مدت تک جیل خانہ میں رہتا جتنی مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام تھے تو بادشاہ کے ایلچی کی بات مان لیتا۔

یہ حدیث کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے یعنی میں جیل خانہ سے نکلنے میں تاخیر نہ کرتا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے توقف فرمایا اور فرمایا: جاؤ اپنے بادشاہ سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جس الزام پر مجھے جیل خانہ بھیجا ہے اس سے براءت ثابت ہو جائے پھر میں جیل خانہ سے نکلوں گا۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِیْ لَوْ كُنْتُ لَاَجَبْتُهٗ فِیْ اَوَّلِ مَا دُعِيْتُ لَمْ اُؤَخِّرْهُ.

ابوعبداللہ یعنی امام بخاری نے کہا کہ اگر میں (بجائے حضرت یوسف علیہ السلام کے) ہوتا تو پہلے ہی بلاوے پر بادشاہ کے یہاں تشریف لے جاتا' دیر نہ کرتا۔

بَابُ مَنْ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ (ص ۱۰۳۵)

جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا

۲۸۷۱ - اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِیْ فِی الْيَقْظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو مجھ کو خواب میں دیکھے گا تو وہ بہت جلد مجھ کو بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل نہیں اختیار کر سکتا۔

Marfat.com

(مسلم۔کتاب التعبیر' ابوداؤد۔کتاب الادب)

اس کی پہلی توجیہ یہ ہے کہ یہ حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص ہے یعنی جو شخص دور دراز والا ہے جس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اسے اللہ تعالیٰ ہجرت کی توفیق دے گا اور میری ظاہری ملاقات سے مشرف ہوگا' اور یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ بعد وصال بھی اگر کوئی حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوتو حضور اقدس ﷺ اس پر کرم فرمائیں گے اور بیداری میں بھی اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔دوسری تاویل یہ کی گئی ہے کہ وہ آخرت میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار کرے گا۔یعنی مخصوص طریقہ سے قربِ خاص میں باریاب ہوگا اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

ت ۸۳۷ - قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا رَاٰهُ فِيْ صُوْرَتِهٖ. ابوعبداللہ (امام بخاری) نے فرمایا: ابن سیرین نے فرمایا کہ جب آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے۔

اس تعلیق کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص اگر یہ بیان کرتا کہ اُس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے تو اس سے فرماتے: حلیہ مبارک بیان کرو' اگر وہ ایسا حلیہ بیان کرتا جو حضور اقدس ﷺ کا نہ ہوتا تو فرماتے: اس نے نہیں دیکھا۔

اسی لیے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے حلیہ مبارکہ کو اپنے ذہن میں رکھے۔اس خادم کا ذوق یہی ہے کہ اگر کتب حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا حلیہ جو مذکور ہے اس کے مطابق ہوتو اس نے اقدس حضور ﷺ کو دیکھا۔

مگر اس کے معارض حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنِّيْ اُرٰى فِيْ كُلِّ صُوْرَةٍ. جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے مجھ کو دیکھا کہ میں کسی بھی صورت میں جلوہ دکھا سکتا ہوں۔

علامہ عینی نے فرمایا کہ اس کے ایک راوی صالح مولی الطامہ ضعیف ہیں۔آخری عمر میں خلط ملط کرنے لگے تھے اور جس نے اُن سے یہ حدیث سنی ہے اختلاط کے عارضہ کے بعد سنی ہے' اگرچہ بہت سے علماء کا یہ مذہب ہے کہ جس حال میں دیکھے اس نے حضور اقدس ﷺ کو ہی دیکھا۔علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اس پر حسب عادت بڑی لمبی چوڑی تشریح فرمائی ہے۔مسلم میں یہ زائد ہے ''فَكَاَنَّمَا رَاٰنِيْ فِي الْيَقْظَةِ'' کہ گویا اس نے مجھ کو بیداری میں دیکھا۔اسماعیلی نے اسی طریقہ سے تخریج کی ہے۔اس میں ''فَقَدْ رَاٰنِيْ فِي الْيَقْظَةِ'' ہے ''فسیرانی'' نہیں اور یہی ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نیز ابن ماجہ میں حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''فَكَاَنَّمَا رَاٰنِيْ فِي الْيَقْظَةِ''۔

۲۸۷۲ - عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْاً مِّنَ النُّبُوَّةِ. (ترمذی۔کتاب شمائل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے ضرور مجھ کو دیکھا' اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا' اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۲۸۷۳ - قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

Marfat.com

۲۸۷۴ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ اَلْخُدْرِیِّ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَکَوَّنُنِیْ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا اس لیے کہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون پر یہاں چار صحابہ کرام سے حدیثیں روایت کیں۔ ان چار حضرات کے علاوہ اور بھی کثیر صحابۂ کرام سے اس مضمون کی احادیث مروی ہیں۔ یہ حدیث لفظاً نہیں تو معنی مشہور ہے۔ اس سے انکار کرنا گم راہی اور بے دینی ہے۔

بَابُ رُؤْیَا اللَّیْلِ (ص۱۰۳۶)

رات کے خواب کا بیان

۲۸۷۵ - عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ اللَّیْلَۃَ فِی الْمَنَامِ، وَسَاقَ الْحَدِیْثَ.

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا: مجھے آج رات خواب میں دکھایا گیا اور انہوں نے پوری حدیث بیان کی۔

پوری حدیث اس باب کے آخر میں ہندوستانی مطبوعہ بخاری کے ص ۱۰۴۳ پر باب: ''مَنْ لَمْ یَرَی الرُّؤْیَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ یُصِبْ'' میں مذکور ہے۔

وَتَابَعَہٗ سُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ، وَابْنُ اَخِی الزُّھْرِیِّ، وَسُفْیَانُ بْنُ حُسَیْنٍ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اور سلیمان بن کثیر اور زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے ان کی متابعت کی کہ یہ حدیث اس سند کے ساتھ مروی ہے: ''عن الزھری عن عبیداللہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

سلیمان بن کثیر کی متابعت کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ امام زہری کے بھتیجے کا نام محمد بن عبداللہ بن عبداللہ بن مسلم ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ اسے زہری نے زہریات میں روایت کیا ہے' لیکن عمدۃ القاری میں ہے کہ میں اس کی صحت کو نہیں جانتا اور سفیان بن حسین واسطی کی متابعت کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔

وَقَالَ الزُّبَیْدِیُّ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَوْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اور زبیدی نے کہا کہ زہری سے روایت ہے' وہ عبیداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

اسے امام مسلم نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کو اس میں شک ہے کہ حضرت ابن عباس نے اس حدیث کو روایت کیا ہے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔

وَقَالَ شُعَیْبٌ، وَاِسْحَاقُ بْنُ یَحْیٰی، عَنِ الزُّھْرِیِّ کَانَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَکَانَ مَعْمَرٌ لَا یُسْنِدُہٗ حَتّٰی کَانَ بَعْدُ.

اور شعیب اور اسحاق بن یحییٰ زہری سے یوں روایت کرتے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (اس حدیث کو) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے تھے' اور معمر پوری سند نہیں بیان کرتے تھے۔ بعد میں بیان کرنے لگے۔

Marfat.com

فتح الباری میں ہے کہ اسے امام زہری نے زہریات میں روایت کیا ہے مگر علامہ عینی نے فرمایا کہ میں اس کی صحت کو نہیں جانتا' اور معمر بن راشد اس حدیث کو بیان کرتے تو یوں کہتے کہ حضرت ابن عباس نے یہ بیان کیا' درمیان سے عبداللہ بن عبیداللہ کو چھوڑ دیتے یہاں تک کہ زمعہ ایک کتاب لائے جس میں اس حدیث کی سند یہ تھی: ''عن الزهری عن عبیدالله عن ابن عباس''۔ اس کے بعد معمر شک نہیں کرتے۔

امام اسحاق بن راہویہ اپنی مسند میں ایک سند یہ بھی لائے ہیں: ''عن ابن عباس کان ابوهریرة یحدث''۔ اسماعیلی نے اس حدیث میں ایک اور اختلاف ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بہ طریق صالح بن کیسان روایت کیا اور کہا: ''عن سلیمان بن یسار عن ابن عباس'' علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ محفوظ اس کا قول ہے جس نے امام زہری کے بعد ''عن عبیدالله بن عبدالله بن عتبه'' کہا' یعنی امام زہری نے عبیداللہ سے روایت کی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ (ص۱۰۳۶)

دن کا خواب

ت۸۳۸ - وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ.

حضرت ابن سیرین سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: دن کا خواب رات کے خواب کی مثل ہے۔

اس تعلیق کو علی بن ابی طالب قیروانی نے کتاب التعبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دن میں خواب دیکھا جائے یا رات میں' مرد دیکھیں یا عورتیں سب کی تعبیر ہے۔ ایسا نہیں کہ رات کے خواب کی تعبیر ہو اور دن کے خواب کی تعبیر نہ ہو۔ مردوں کے خواب کی تعبیر ہو اور عورتوں کے خواب کی تعبیر نہ ہو۔

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ (ص۱۰۳۹)

خواب میں قید دیکھنے کا بیان

۲۸۷۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْاً مِّنَ النُّبُوَّةِ. وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهُ لَا يَكْذِبُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور جو چیز نبوت سے ہوگی وہ جھوٹی نہیں ہوگی۔

ت۸۳۹ - قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَقُوْلُ هٰذِهٖ، قَالَ وَكَانَ يُقَالُ اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ، وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ، فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى اَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ، قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ، وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ.

اور محمد بن سیرین نے کہا: اور میں کہتا ہوں' یہ انہوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: ذہنی خیالات' شیطان کی طرف سے ڈرایا جانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت۔ پس جو شخص ایسی بات دیکھے جو اُسے ناپسند ہو تو کسی سے بیان نہ کرے اور اٹھ جائے اور نماز پڑھے۔ انہوں نے کہا: خواب میں طوق دیکھنا اچھا نہیں اور قید ہونا اچھا ہے اور کہتے تھے کہ قید ہونا دین میں ثابت قدمی ہے۔

ت۸۴۰ - وَرَوٰى قَتَادَةُ، وَيُوْنُسُ، وَهِشَامٌ، وَاَبُوْ هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ

قتادہ اور یونس اور ہشام اور ابوہلال ان سب نے ابن سیرین سے روایت کی اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' وَاَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيْثِ' وَحَدِيْثُ عَوْفٍ اَبَيَنُ. وَقَالَ يُوْنُسُ لَا اَحْسِبُهُ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ.

اور وہ نبی ﷺ سے اور بعضوں نے سب کو حدیث میں درج کر دیا اور عوف کی حدیث زیادہ ظاہر ہے اور یونس نے کہا: میں قید کی تعبیر نبی ﷺ ہی سے مروی سمجھتا ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث ''لایکذب'' تک ہے اور اس کے بعد حضرت امام محمد بن سیرین کا قول ہے' لیکن ہشام بن ابوعبداللہ دستوائی نے ''الرویا ثلث'' سے لے کر آخر تک کو اس طرح روایت کیا گویا وہ حدیث ہے اور عوف سے جو روایت ہے وہ زیادہ واضح ہے کہ انہوں نے مرفوع کو موقوف سے الگ بیان کیا' البتہ قید کی جو تعبیر حدیث میں مذکور ہے اس کے بارے میں یونس کو شک ہے کہ حضور کا ارشاد ہے یا ابن سیرین کا قول ہے۔

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُوْنُ الْاَغْلَالُ اِلَّا فِي الْاَعْنَاقِ.

ابوعبداللہ نے کہا کہ طوق صرف گردن میں ہوتی ہے۔

اذا اقترب الزمان

علامہ خطابی نے اس کی دو توجیہیں کیں کہ اس سے مراد دن رات کا قریب قریب برابر ہونا ہے یعنی وہ ایام جن میں دن بھی تقریباً بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے اور رات بھی۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب سورج خط استواء پر یا اس کے قریب ہوتا ہے۔ ہمارے دیار میں ماہ ستمبر اور مارچ میں دن رات قریب قریب برابر ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت جن عناصر اربعہ سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے وہ معتدل ہوتے ہیں۔ دوسری توجیہ یہ کی ہے کہ اس سے مراد قیامت کے قریب کے ایام ہیں جب زمانہ قریب الختم ہوگا۔ ابن بطال نے فرمایا کہ دوسرا قول صحیح ہے۔ علامہ داؤدی نے فرمایا: اس سے مراد قرب قیامت کے وہ ایام ہیں جو بہت تیزی سے گزرتے محسوس ہوں گے۔ اور کچھ لوگوں نے کہا: اس سے مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے' علامہ قرطبی نے کہا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دجال کے قتل ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہیں گے۔

لا تكاد تكذب

اس سے مراد یہ ہے کہ خواب جس طرح دیکھے گا اسی طرح واقع ہوگا تعبیر کی ضرورت نہیں ہوگی۔

انا اقول

اس سے مراد اس کے بعد والا جملہ ہے' یعنی ''وكان يقال الرويا ثلث'' امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ اس کے قائل کون ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ ہیں لیکن امام احمد اور امام ترمذی اور امام نسائی نے بالفاظ مختلفہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الرويا ثلث فرويا حق و رويا يحدث بها الرجل نفسه ورويا تخويف من الشيطان.

خواب تین ہیں: حق اور انسانی خیالات اور شیطان کا ڈرانا۔

مسلم' ابوداؤد اور ترمذی میں یوں ہے:

الرويا ثلث فرويا الصالحة بشرى من اللّٰه.

خواب تین طرح کے ہیں اور اچھا خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔

بقیہ اسی کے مثل ہے' انہیں تینوں میں حصر نہیں' احادیث پر نظر کرنے سے اور اقسام بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(۱) حدیث نفس' یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے' (۲) ''تلاعب من الشیطان'' شیطان کا کھیلنا جیسا کہ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ لیا گیا ہے اور وہ لڑھکتا بھاگ رہا ہے۔ میں تیزی سے اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں۔ فرمایا: نیند میں شیطان جو کھیل کود کرے اسے کسی کو مت بتا' (۳) آدمی بیداری میں جن باتوں کے کرنے کا عادی ہے اسے خواب میں دیکھے جیسے کسی وقت اسے کھانے کی عادت تھی اور بغیر کھائے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ وہ کھا رہا ہے جیسے کسی نے پیٹ بھر سے زائد کچھ کھا لیا اور سو گیا' پھر دیکھا کہ وہ قے کر رہا ہے اور (۴) اضغاث احلام۔

وکان یکرہ الغل

یعنی ابن سیرین نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں گلے میں طوق دیکھنے کو برا سمجھتے تھے اس لیے کہ یہ جہنمیوں کی سزاؤں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ'' (المؤمن:۷۱) جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے۔ اور کبھی اس کی تعبیر کفر ہے' وغیر ذٰلك۔

علامہ کرمانی نے فرمایا: ''کان یقال'' سے ''فی الدین'' تک کس کا قول ہے اس میں شارحین کا اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت ابن سیرین کا قول ہے کچھ لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اور کچھ لوگوں نے کہا: ''کان یکرہ الغل فی النوم'' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وکان یعجبهم

''وکان یعجبهم'' سے مراد اہل تعبیر ہیں اور پھر ''کان یقال القید ثبات فی الدین'' یہ بھی معبرین کا قول ہے۔ مہلب نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ خواب میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں اور بیڑی کو پسند کرتا ہوں۔

قال ابو عبد الله

یعنی امام بخاری نے فرمایا کہ غل یعنی طوق گردن ہی میں ہوگا۔ امام بخاری اس سے ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہتھکڑی اور بیڑی کو بھی غل کہتے ہیں' لیکن یہ رد صحیح نہیں۔ ابو علی قالی نے کہا کہ غل کے معنی ہتھکڑی ہے اور ابن سیدہ نے کہا کہ غل طوق اور ہتھکڑی دونوں کو کہتے ہیں۔

بَابٌ اِذَا رَاٰی اَنَّهٗ اَخْرَجَ الشَّیْءَ مِنْ كُوْرَةٍ فَاَسْكَنَهٗ مَوْضِعًا اٰخَرَ (ص ۱۰۴۲)

جب یہ خواب دیکھے کہ اس نے کچھ کسی بستی یا علاقہ سے نکال کر دوسری جگہ رکھ دیا

۲۸۷۷ - عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ كَاَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی قَامَتْ بِمَهْیَعَةَ وَهِیَ الْجُحْفَةُ فَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِیْنَةِ نُقِلَ اِلَیْهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک کالی عورت پریشان بالوں والی مدینہ سے نکلی اور مہیعہ جا کر ٹھہری یعنی جحفہ میں۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ منتقل ہو گئی۔

Marfat.com

(اس کے بعد دو طریقے سے نسائی' ابن ماجہ)

باب میں تھا ''اَخْرَجَ الشَّیْءَ''یعنی یہ کہ کوئی چیز نکالی لیکن حدیث میں ہے ''خَرَجَتْ'' اس کے معنی ہیں نکلی' یہ اصل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طریقہ میں جو ''اُخْرِجَتْ'' وارد ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ اسی طریقہ میں ''خَرَجَتْ'' کی جگہ ''اُخْرِجَتْ'' عمدۃ القاری میں بھی ہے۔

مهيعة

اس کا دوسرا نام جحفہ ہے جو مصریوں کی میقات ہے۔ کتاب الحج میں حدیث گزری کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم مدینہ جب آئے تو اس وقت تک وہ دنیا میں سب سے زیادہ وبا زدہ علاقہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو اس کی وبا جحفہ منتقل ہوگئی۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ جحفہ کی وباء کا یہ عالم ہے کہ شاید ہی کوئی بچہ وہاں جوان ہو پاتا ہے۔

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلُمِهٖ (ص ۱۰۴۲)

جو جھوٹا خواب بیان کرے

۲۸۷۸ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ، وَلَنْ يَّفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ، وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ، اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ، وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسا خواب بیان کیا جسے دیکھا نہ ہو تو اس کو قیامت کے دن حکم دیا جائے گا کہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے لیکن وہ اس کو نہ لگا سکے گا اور جس نے ان لوگوں کی بات سنی جو اپنی بات سننے کو اچھا نہ سمجھتے تھے یا اس سے بچتے تھے تو اس کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس نے تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا اور یہ حکم دیا جائے گا کہ اُس تصویر میں روح ڈالے' لیکن وہ ڈال نہ سکے گا۔

وَمَنِ اسْتَمَعَ

مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ لوگ راز کی بات کر رہے ہوں جسے لوگوں سے چھپانا چاہتے ہوں تو اس کا سننا جائز نہیں۔ ''یفرّون'' سے مراد یہی ہے کہ اس بات کو چھپانا چاہتے ہوں۔ جھوٹے خواب پر اتنی سخت وعید اس بناء پر ہے کہ یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے اس لیے کہ خواب اللہ تعالیٰ ہی دکھاتا ہے۔

تکلیف مالا یطاق جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' (البقرہ:۲۸۶) لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ بندے کو ایسا حکم دینا کہ یہ کرو جو بندے کی وسعت میں نہ ہو جائز نہیں۔ یعنی محال چیز کی تکلیف کی تشریع' اور یہاں دو جو کے درمیان گرہ لگانا اور تصویر میں جان ڈالنا بطور عذاب ہے بطور تشریع نہیں۔

ت ۸۴۱ - وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهٗ مَنْ كَذَبَ فِيْ رُؤْيَاهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو اپنے خواب میں جھوٹ بولے۔

مطلب یہ ہے کہ بہ طریق قتادہ یہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے جس کا لفظ یہ ہے: ''مَنْ كَذَبَ فِيْ رُؤْيَاهُ''۔

ت ۸۴۲ - قَالَ سُفْيَانُ وَصَلَهٗ لَنَا اَيُّوْبُ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ایوب نے ہم سے اس حدیث کو

Marfat.com

سند متصل کے ساتھ بیان کیا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الادب' ترمذی۔ کتاب اللباس والرؤیا' نسائی۔ کتاب الزینۃ' ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرؤیا)

ت ۸۴۳ - وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ اَلرُّمَّانِیِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ' وَمَنْ تَحَلَّمَ' وَمَنِ اسْتَمَعَ.

اور شعبہ نے ابوہاشم الرمانی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے تصویر بنائی اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اور جس نے دوسرے کی بات سنی۔

مستملی اور سرخسی کی روایت میں عن ابن ہشام ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ غلط ہے صحیح ابوہاشم ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ یہ تینوں طریقے معلق موقوف ہیں۔ اول قتیبہ سے مروی ہے جس میں عن عکرمہ ہے۔ دوسرے شعبہ سے جس میں ''سمعت عکرمة'' ہے۔ تیسرے ''قال ابوهريرة''۔ فرق یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے میں ''من كذب فی رؤياه'' ہے اور دوسرے میں ''من تَحَلَّمَ'' ہے۔

۲۸۷۹ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُّرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑھ کر جھوٹ یہ ہے کہ کوئی اپنی آنکھ کا دیکھنا وہ بیان کرے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے۔

''مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى''..... ''اَفْرٰى''، ''فَرْیٌ'' سے اسم تفضیل ہے اور ''فِرٰى''، ''فِرْيَةٌ'' کی جمع ہے۔ ''فِرْيَةٌ'' کے معنی ہیں ایسا بڑا جھوٹ جس پر لوگوں کو تعجب ہو۔

''ان يُرِيَ''..... یہ رویت کے باب افعال ''اَلْاِرَاءَةُ'' سے مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو خواب نہ دیکھا ہو اس کو بیان کرے کہ میں نے دیکھا ہے۔ اس کو تمام جھوٹوں سے بڑا جھوٹ اس لیے شمار کیا گیا کہ اللہ عزوجل پر بہتان ہے جیسا کہ گزرا۔

بَابٌ اِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا (ص ۱۰۴۳)

جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ کسی کو بتائے اور نہ کسی سے ذکر کرے

۲۸۸۰ - سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتُ اَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِيْ' حَتّٰى سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ وَاَنَا كُنْتُ لَاَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِيْ' حَتّٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ' فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ' وَاِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا' وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ' وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا' وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا' فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ.

ابوسلمہ کہتے تھے کہ میں کوئی خواب دیکھتا تو بیمار ہو جاتا تھا' یہاں تک کہ میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں خواب دیکھتا تو وہ مجھے بیمار کر دیتا یہاں تک کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو اسی سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہے اور جب برا خواب دیکھے تو اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوکے اور کسی سے بیان نہ کرے' پھر وہ کوئی ضرر نہیں دے گا۔

کچھ اختصار کے ساتھ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے' یہاں کچھ تفصیل زیادہ ہے۔ بات یہ ہے کہ خواب پہلی بار جس سے بیان کیا

Marfat.com

جائے اور وہ کوئی تعبیر بتائے وہ ہو کے رہتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''الرویا لاوّل عابرٍ'' خواب پہلی تعبیر بتانے والے کے مطابق واقع ہوتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خواب صرف عالم یا اپنے مخلص کے سامنے بیان کرو۔

اقول وھو المستعان: یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ پہلی تعبیر بتانے والے کی تعبیر ہی کے مطابق خواب واقع ہو۔ یہ اس وقت ہے جب پہلی تعبیر بتانے والے نے صحیح تعبیر بتائی ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلی تعبیر بتانے والا خطا کرے جیسا کہ خود امام بخاری نے اس کے بعد باب کا عنوان قائم کیا ہے کہ جو اس کا قائل نہ ہو کہ خواب پہلی تعبیر بتانے والے کے لیے ہے اگر وہ تعبیر صحیح نہ بتائے۔ اس کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمبا خواب بیان کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور سے اجازت لے کر اس کی تعبیر بتائی اور پھر حضور سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں نے صحیح تعبیر بتائی یا کوئی غلطی کی تو حضور نے ارشاد فرمایا: کچھ صحیح بتائی اور کچھ میں تم نے خطا کی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ يُصِبْ (ص ۱۰۴۳)

جو یہ اعتقاد نہ رکھے کہ تعبیر پہلے معبّر کے لیے ہے جب وہ صحیح تعبیر نہ بتائے

توضیح

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اَلرُّؤْيَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ'' خواب پہلی تعبیر بتانے والے کے مطابق ہوتا ہے۔

باب کا عنوان قائم کر کے حضرت امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس حدیث کے شواہد ہیں۔ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں سند حسن کے ساتھ اور حاکم نے افادۂ تصحیح کے ساتھ ابوزرین اور عقیلی نے مرفوعاً روایت فرمایا۔

اَلرُّؤْيَا عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعْبَرْ فَاِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ.

خواب چڑیا کے پیر پر ہے جب تک تعبیر نہ بیان کی جائے اور جب تعبیر بیان کر دی جاتی ہے تو واقع ہو کر رہتا ہے۔

ابوداؤد کا لفظ اور ترمذی کی روایت میں ''سَقَطَتْ'' ہے۔ اس کی تائید میں بہت سے آثار ہیں' لیکن حضرت امام بخاری اس باب کے ضمن میں جو حدیث لائے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر پہلی تعبیر بتانے والے نے صحیح بتایا تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے تعبیر بتانے میں خطا کی تو صحیح نہیں' اس لیے یہ تخصیص کرنا ضروری ہے کہ اگر پہلی تعبیر بتانے والے نے صحیح تعبیر بتائی ہے تو خواب اسی کے مطابق ہوگا لیکن اگر اس نے تعبیر بتانے میں خطا کی تو اس کے مطابق واقع نہ ہوگا۔

۲۸۸۱- ح: [اِشَارَةٌ اِلٰى خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الثَّلَاثَةِ]

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی طرف اشارہ

۲۸۸۱- اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، فَاَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب میں ایک چھتری دیکھی جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنی ہتھیلیوں میں

Marfat.com

وَاِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ، فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِهٖ، ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِهٖ، ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ. فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بِاَبِيْ اَنْتَ، وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّيْ فَاَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْبُرْ. قَالَ اَمَّا الظُّلَّةُ فَالْاِسْلَامُ، وَاَمَّا الَّذِيْ يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْاٰنُ، حَلَاوَتُهٗ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِيْ اَنْتَ عَلَيْهِ، تَاْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ، ثُمَّ يَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ، ثُمَّ يَاْخُذُهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ، ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ بِهٖ، فَاَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بِاَبِيْ اَنْتَ، اَصَبْتُ اَمْ اَخْطَاْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ بَعْضًا. قَالَ فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ اَخْطَاْتُ، قَالَ لَا تُقْسِمْ.

(مسلم۔ کتاب التعبیر، ابوداؤد۔ کتاب الایمان والنذور، نسائی، ابن ماجہ۔ کتاب الرؤیا)

لے رہے ہیں، کچھ زیادہ لینے والے ہیں اور کچھ کم لینے والے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک رسی زمین سے آسمان تک تنی ہوئی ہے۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر دوسرے شخص نے پکڑا اور وہ اوپر چڑھ گیا، پھر دوسرے شخص نے پکڑا اور اوپر چڑھ گیا، پھر دوسرے شخص نے پکڑا تو وہ کٹ گئی، پھر جوڑ دی گئی۔ یہ خواب سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا باپ آپ پر قربان، آپ کو اللہ کی قسم! مجھے چھوڑ دیجئے، میں اس کی تعبیر بیان کرتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعبیر بیان کر۔ حضرت ابوبکر نے کہا: چھتری اسلام ہے اور اس سے جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے یہ قرآن ہے، اس کی حلاوت ٹپک رہی ہے، کچھ زیادہ قرآن لینے والے ہیں کچھ کم، اور زمین سے آسمان تک تنی ہوئی رسی وہ حق ہے جس پر آپ ہیں۔ آپ اسے پکڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو بلا لے گا، پھر حضور کے بعد دوسرا شخص پکڑے گا اور اس کے ذریعہ اوپر چلا جائے گا، پھر دوسرا شخص پکڑے گا اور اس کے ذریعہ اوپر چلا جائے گا، پھر دوسرا شخص پکڑے گا اور وہ کٹ جائے گی، پھر اس کو جوڑ دیا جائے گا جس کے ذریعہ وہ اوپر چلا جائے گا۔ اب مجھے بتایئے یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! میں نے صحیح تعبیر بتائی ہے یا کچھ خطا کی؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ تم نے ٹھیک بتایا اور کچھ میں خطا کی۔ عرض کیا: آپ کو اللہ کی قسم یا رسول اللہ! مجھے بتایئے میں نے کیا خطا کی۔ فرمایا: قسم نہ دے۔

ظُلَّة

ہر وہ چیز جو دھوپ سے بچائے، چھتری یا چھپر کچھ بھی ہو، یہاں مراد یہ ہے کہ ایک بادل نظر آیا جو چھتری کی طرح تھا۔

خواب میں یہ تھا کہ اس چھتری سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے مگر حضرت صدیق اکبر کی تعبیر میں اس روایت میں صرف حلاوت کا ذکر ہے لیکن دوسرے طرق میں یہ ہے:

اَمَّا الْعَسَلُ وَالسَّمْنُ فَالْقُرْاٰنُ فِيْ حَلَاوَةِ الْعَسَلِ وَلِيْنِ السَّمْنِ. شہد اور گھی قرآن کی حلاوت اور اس کی نرمی ہیں۔

قرآن کے اندر شہد کی مٹھاس ہے اور گھی کی لینت جیسے شہد کے بارے میں وارد ہے "فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" (نحل:۶۹) اسی طرح گھی کے بارے میں بھی ایک حدیث ہے "اَنَّ فِي السَّمْنِ شِفَاءً" گھی میں شفاء ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسی رسی کو پکڑنے والے حضرت صدیق اکبر ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور "فَانْقَطَعَ" سے

Marfat.com

مراد یہ ہے کہ قریب تھا کہ رسی کٹ جاتی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے یہی مطالبہ تھا کہ خلافت سے دستبردار ہو جایئے مگر انہوں نے فرمایا: میں اس سے دستبردار نہیں ہوسکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک کرتہ پہنائے گا' لوگ اتروانا چاہیں گے تم مت اتارنا۔ اس پر بلوائیوں نے ان کے ساتھ جو سختیاں کیں اس پر صبر کرنا آسان کام نہیں تھا۔ حالات ایسے تھے کہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو شاید خلافت سے دستبردار ہو جاتا لیکن آپ ثابت قدم رہے یہاں تک کہ شہادت پائی۔ اس لیے "فانقطع ثم وصل" سے مراد یہی ہے کہ قریب تھا کہ رسی کٹ جاتی مگر جڑی رہی۔

اس حدیث میں صرف "ثم وصل" ہے' اس سے حضرت امام قاضی عیاض تک کو یہ شبہہ ہوا کہ "ثم وصل" سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے اور "فانقطع" سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت' لیکن علامتین جلیلیتین عسقلانی اور عینی اس پر متفق ہیں کہ اس سے مراد صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اس لیے کہ خود بخاری میں ابوذر اور نسفی کی روایت میں "وصل لہ" پھر مسلم میں' ترمذی میں' نسائی میں' ابن ماجہ میں' مسند امام احمد میں' دارمی میں' ابوعوانہ میں' سب میں ہے اور سلمان بن کثیر کی روایت میں "فَوُصِلَ لَہٗ فَاتَّصَلَ" ہے' اس لیے متعین ہے کہ اس سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اس خواب میں نہیں۔

بعض شارحین نے بطور احتمال یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس خواب کی تعبیر میں یہ خطا ہوئی ہے۔ میں اس کو بلاضرورت سمجھتا ہوں اور سوء ادب کا بھی پہلو ہے' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قسم دلائی پھر بھی حضور نے ان کی قسم پوری نہیں فرمائی بلکہ منع فرمادیا کہ قسم مت دے حالانکہ قسم پوری کرنے کا حکم خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہر قسم پوری کرنی ضروری نہیں۔ خواب کی تعبیر واضح طور پر بیان کرنے میں کوئی ایسی بات رہی ہو جس کا ظاہر کرنا اچھا نہیں تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا۔ "لَا تُقْسِمْ" کی توجیہ میں بعض حضرات نے فرمایا کہ دوبارہ قسم مت دینا لیکن اس کی ضرورت نہیں۔ محاورہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کے لیے قسم دیتا ہے اور مخاطب یہی مصلحت جانتا ہے کہ یہ کام نہیں کرنا ہے تو کہتے ہیں: قسم مت دے۔

اس حدیث میں یہ اختلاف ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا دونوں حضرات سے اسی طرح مروی ہے کہ حضرت ابن عباس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں جس کی تفصیل باب رؤیا اللیل میں گزر چکی ہے بہرحال جس طرح بھی روایت ہو یہ مراسیل صحابہ سے ہے اس لیے کہ مسلم میں تصریح ہے کہ احد سے پلٹنے کے وقت یہ خواب دیکھنے والے صاحب حاضر ہوئے تھے اور غزوۂ احد شوال ۳ھ میں ہوا ہے۔ اس وقت نہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ میں تھے نہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور غزوۂ احد کے وقت مکہ معظمہ میں تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے موقع پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور مراسیل صحابہ بالاتفاق حجت ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۳ - کِتَابُ الْفِتَنِ (ص ۱۰۴۵)

[فتنوں کا بیان]

توضیح

یہ فتنہ کی جمع ہے۔ اس کے اصل معنی آزمائش کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: ''اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ'' (الاعراف:۱۵۵) یہ تیری ہی آزمائش ہے۔ چونکہ آزمائش میں کچھ مشقت، شدت اور تکلیف ضرور ہوتی ہے، اس لیے اس کا عام استعمال عذاب، رسوائی، مشقت اور ناپسندیدہ امور میں ہوتا ہے یا ان کے اسباب میں اگر کوئی رنج والم من جانب اللہ ہو یا دین کے معاملہ میں ہو تو وہ محمود ہے، اور اگر دین کے لیے نقصان دہ ہو یا مسلمانوں کے لیے اذیت، اضطراب، بربادی کا باعث ہو تو مذموم۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا (ص ۱۰۴۵)

تم لوگ میرے بعد کچھ ایسی باتیں دیکھو گے جو تمہیں ناپسند ہوں گی

توضیح

یہ حدیث کا جزء ہے جسے امام بخاری نے علامات نبوت اور پھر اس باب کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ اس کی پوری توضیح علامات نبوت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۸۲- ح: [مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً]

جو جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا وہ جاہلیت کی موت مرے گا

۲۸۸۲ - سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْ اَمِیْرِهٖ شَیْئًا یَكْرَهُهٗ فَلْیَصْبِرْ عَلَیْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، اِلَّا مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنے امیر کی طرف سے کوئی بات دیکھی اور وہ اسے ناپسند ہو تو وہ صبر کرے اس لیے کہ جو شخص شریعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا اور اسی پر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب: السمع والطاعة للعام ص ۱۰۵۷، مسلم۔ کتاب المغازی)

Marfat.com

یعنی بلاوجہ شرعی سلطان اسلام سے بغاوت حرام ہے۔اس کی تفصیل کتب فقہ اور عقائد میں مذکور ہے۔سلطان جب تک اسلام سے خارج نہ ہو جائے یا گم راہی پھیلانے کی بہ زورِ شمشیر کوشش نہ کرے اس کے خلاف اعلانِ جنگ کی اجازت نہیں۔

جاہلیت کی موت سے مراد یہ ہے کہ وہ گناہ گار ہو کر مرا۔یہ مراد نہیں کہ وہ کافر ہو گیا۔

۲۸۸۳ - عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِیْضٌ، قُلْنَا اَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْ بِحَدِیْثٍ یَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ، سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ دَعَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاهُ.

جنادہ بن امیہ نے کہا: ہم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے' وہ مریض تھے۔ہم نے ان سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو صلاح بخشے ہم سے کوئی حدیث بیان فرمایئے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو نفع عطا فرمائے جسے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو۔انہوں نے کہا: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا تو ہم نے حضور سے بیعت کی۔

فَقَالَ فِیْمَا اَخَذَ عَلَیْنَا اَنْ بَایَعْنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِیْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَیُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَیْنَا، وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ، اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِیْهِ بُرْهَانٌ.

(مسلم۔کتاب المغازی)

حضور نے ہم سے امیر کی بات سننے اور ماننے پر بیعت لی' ہمیں وہ بات پسند ہو یا ناپسند' ہم تنگی میں ہوں یا کشائش میں' اگرچہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جاتی ہو' اور حکومت اہل کے ہاتھ میں ہو تو اس سے نزاع نہ کریں' مگر یہ کہ تم خالص کفر دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے برہان ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر سلطانِ اسلام یا خلیفہ اسلام فسق و فجور اور معاصی میں مبتلا ہو جائے تو اس سے جنگ جائز نہیں اور جب کفر سرزد ہو اور استطاعت ہو تو واجب ہے' البتہ ابتداءً فاسق معلن کو خلیفہ بنانا جائز نہیں۔

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ (ص ۱۰۴۶)

فتنوں کا ظاہر ہونا

۲۸۸٤ - عَنْ شَقِیْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِیْ مُوْسٰی فَقَالَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ لَاَیَّامًا یَنْزِلُ فِیْهَا الْجَهْلُ، وَیُرْفَعُ فِیْهَا الْعِلْمُ، وَیَكْثُرُ فِیْهَا الْهَرْجُ. وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

شقیق نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تھا کہ دونوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں جہالت اُتر آئے گی اور علم اُٹھا لیا جائے گا اور اس میں قتل بہ کثرت ہوگا۔

جہل کے اتارنے سے مراد یہ ہے کہ علم دین سے لوگ بے بہرہ ہوں گے اور علم اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ علماء باقی نہ رہیں گے۔"هَرْجٌ"، حبشی زبان کا کلمہ ہے اس کے معنی قتل کے ہے۔یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہیں' اور بعض روایتوں میں صرف حضرت ابوموسیٰ سے اور بعض روایتوں میں صرف حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہے۔

ت ۸٤٤ - قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْیَاءٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آئے۔

یہ سابق سند کے ساتھ مروی ہے تعلیق نہیں۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیام قیامت کے وقت روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں

Marfat.com

رہے گا' صرف کافروں پر قیامت آئے گی۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار و منافقین بدترین مخلوق ہیں۔

ابن بطال نے کہا کہ یہ بہ اعتبار اغلب و اکثر کے ہے ورنہ قیام قیامت کے وقت بھی کچھ مسلمان حق پر رہیں گے جس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ فرمایا:

لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْمَ السَّاعَةُ.

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح یاب رہے گا' اس کے مخالفین اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو گی۔

بَابٌ لَا يَاْتِيْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِنْهُ (ص ۱۰۴۷)

ہر بعد والا زمانہ پہلے سے بدتر ہوگا

۲۸۸۵ - عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ اِصْبِرُوْا، فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، سَمِعْتُهٗ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ترمذی۔ کتاب الفتن)

زبیر بن عدی نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے ان سے حجاج کے مظالم کی شکایت کی تو فرمایا: صبر کرو اس لیے کہ ہر بعد والا زمانہ پہلے سے بدتر آئے گا یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے۔ میں نے اس کو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

امام شعبی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی مجرم کو پکڑتے تو اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیتے اور اس کا عمامہ اتار دیتے۔ ان کے بعد بھی ایک زمانہ تک یہی رہا۔ جب زیاد والی ہوا تو اس نے کوڑوں کی سزا دی۔ اس کے بعد مصعب بن زبیر نے ڈاڑھی مونڈھنے کی سزا دی۔ بشر بن مروان نے مجرم کی ہتھیلی میں کیل ٹھونکی' لیکن جب حجاج آیا تو اس نے کہا: یہ سب کھیل ہے۔ اس نے تلوار سے کام لیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا (ص ۱۰۴۷)

جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں

۲۸۸۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. (مسلم۔ کتاب الایمان' نسائی۔ کتاب المحاربہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۲۸۸۷- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم۔ کتاب الایمان' ترمذی۔ کتاب الحدود' ابن ماجہ۔ کتاب الحدود)

اس سے مراد یہ ہے کہ بلا وجہ شرعی ناحق کسی مسلمان سے لڑنے کے لیے ہتھیار اٹھائے۔ "فلیس منا" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔

۲۸۸۸ - عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ

ہمام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی پر ہتھیار

Marfat.com

بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ، لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ، فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ.

سے اشارہ نہ کرے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا شاید شیطان اس کے ہاتھ میں کونچا مار دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں گر جائے۔

شروع سند میں تھا: ''حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ''۔ یہ محمد کون ہیں؟ علامہ کرمانی اور ابوعلی جیانی نے فرمایا: یہ محمد بن یحییٰ ذہلی ہیں اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ وہ محمد بن رافع ہوں اس لیے کہ مسلم کتاب الادب میں انہیں سے مروی ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کیا اور کسی وجہ سے وہ ہتھیار مسلمان کو لگ گیا جس سے وہ زخمی ہو گیا یا مر گیا تو اشارہ کرنے والا مجرم ہوگا۔ اس کے بہت سے قصے ہیں۔ لوگوں نے بندوق خالی سمجھ کر اٹھائی اور چلا دی اور انسان مر گیا۔

ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی جانب لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

بَابٌ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا (ص ۱۰۴۸)

جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ بھڑیں

۲۸۸۹- حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهٖ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِيْ لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ، فَاسْتَقْبَلَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ اُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ. قِيْلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ اِنَّهٗ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ. قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ يُحَدِّثَانِيْ بِهٖ، فَقَالَا اِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْحَسَنُ، عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ.

ہم سے حماد نے حدیث بیان کی ایک شخص سے روایت کرتے ہوئے ان کا نام انہوں نے نہیں لیا' حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس شخص نے کہا: فتنے کے دنوں میں میں اپنے ہتھیار کے ساتھ نکلا تو میری ملاقات حضرت ابوبکرہ سے ہوئی' انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے کی مدد کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت ابوبکرہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کو اپنی تلواروں سے ماریں تو دونوں اہل نار سے ہیں۔ عرض کیا گیا: یہ قاتل ہے مقتول کا کیا قصور؟ فرمایا: اس نے اپنے سامنے والے کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ حماد بن زید نے کہا: میں نے اس حدیث کو ایوب اور یونس بن عبید سے ذکر کیا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اس حدیث کو دونوں مجھ سے بیان کریں۔ ان دونوں نے کہا: اسے حسن نے احنف بن قیس سے روایت کیا۔ انہوں نے حضرت ابوبکرہ سے۔

عن رجل

حافظ مزی کی تہذیب سے علامہ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا کہ یہ معتزلہ کا شیخ عمرو بن عبید تھا۔ اس کا حافظہ کمزور تھا۔ صاحب تلویح و توضیح نے کہا کہ ہشام بن حسان ابوعبداللہ فردوس تھا۔ دوسری کی تائید اسماعیلی کی روایت سے ہوتی ہے جس میں ''حدثنا هشام عن الحسن'' ہے اور نسائی کی روایت سے بھی۔ اس روایت میں یہ سقم ہے کہ ''عن الحسن قال'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ ''قال'' کی ضمیر غائب کا مرجع حسن بصری ہیں' حالانکہ ایسا نہیں۔ یہ قول حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کا ہے جیسا کہ بعد میں خود امام بخاری نے اس کو

Marfat.com

واضح کر دیا ہے۔اس سند میں انقطاع ہے۔''لیالی فتنة'' سے مراد جنگ جمل اور جنگ صفین کے ایام ہیں۔

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین دونوں میں حق مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھا اور ان کے متحارب خطا پر تھے مگر چونکہ ان کی خطا اجتہادی تھی جس پر مواخذہ نہیں۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث ذکر کی وہ حق ہے اور اس سے مراد بلاوجہ شرعی لڑنا ہے۔البتہ اس موقع پر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو ذکر کرنا بے محل تھا' یہ ان کی خطا تھی۔

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ (ص ۱۰۵۰)

فتنے کے زمانہ میں دیہات میں رہنا

۲۸۹۰ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَيَّ الْحَجَّاجُ فَقَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ' اِرْتَدَدْتَّ عَلٰى عَقِبَيْكَ' تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ لَا' وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ. وَعَنْ يَزِيْدُ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ' خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اِلَى الرَّبَذَةِ' وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَاَةً' وَوَلَدَتْ لَهُ اَوْلَادًا' فَلَمْ يَزَلْ بِهَا' حَتّٰى اَقْبَلَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِلَيَالٍ' فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ. (مسلم۔کتاب المغازی' نسائی۔کتاب البیعۃ)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس حجاج آیا اور کہا: اے ابن اکوع! آپ اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے' گاؤں میں بس گئے تو انہوں نے فرمایا: نہیں' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیہات میں رہنے کی اجازت دی ہے' اور یزید بن ابی عبید ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے شادی کر لی جس سے اولاد ہوئی اور وہ وہیں رہے' وفات سے چند دن پہلے مدینہ آ گئے۔

حجاج کے کہنے کا مطلب طنز تھا چونکہ مدینہ دار الہجرت تھا وہاں کی سکونت چھوڑ کر وہ ربذہ چلے گئے' اس پر اس نے طنز کیا۔

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ (ص ۱۰۵۱)

وہ فتنہ جو سمندر کی موج کی طرح اُٹھے

ت ۸۴۵ - وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ' عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْاَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ' قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ:

خلف بن حوشب نے کہا کہ فتنوں کے وقت لوگ ان اشعار کا پڑھنا پسند کرتے تھے۔امرء القیس نے کہا:

اَلْحَرْبُ اَوَّلُ مَا تَكُوْنُ فَتِيَّةً — لڑائی شروع میں جوان عورت ہوتی ہے
تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلِ — اپنی زینت کے ساتھ ہر نادان کے پاس دوڑتی ہے
حَتّٰى اِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا — یہاں تک کہ جب مشتعل ہو کر بھڑک اٹھتی ہے
وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلِ — اس بڑھیا کی طرح پیٹھ پھیر کر بھاگتی ہے جس کا کوئی شوہر نہیں
شَمْطَاءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ — جس کے بال کھچڑی ہو گئے اور رنگ بگڑ گیا
مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ — جس کا سونگھنا اور جس کا بوسہ لینا ناپسند ہو گیا

یہ اشعار امرؤ القیس کے ہیں جیسا کہ ابوذر کے نسخے میں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اشعار عمرو بن معدی کرب زبیدی کے ہیں جیسا کہ مبرد نے کامل میں لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شروع شروع میں لڑائی بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن انجام کار افسوس اور حیرت ہے۔

Marfat.com

بَابٌ (ص ۱۰۵۲)

باب

۲۸۹۱- سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ دَخَلَ اَبُوْ مُوْسٰى وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ عَلٰى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَاَيْنَاكَ اَتَيْتَ اَمْرًا اَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ اِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ مُنْذُ اَسْلَمْتَ؟ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَاَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ اَسْلَمْتُمَا اَمْرًا اَكْرَهَ عِنْدِيْ مِنْ اِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ، وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً، ثُمَّ رَاحُوْا اِلَى الْمَسْجِدِ.

ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابومسعود حضرت عمار کے پاس آئے (رضی اللہ عنہم) جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ والوں کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں لڑائی کے لیے آمادہ کریں۔ ان دونوں نے کہا: اے عمار! جب سے تم مسلمان ہوئے اس معاملے میں جلدی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ تمہارا کوئی کام ہم نے نہیں دیکھا' اس پر حضرت عمار نے کہا: جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے تم لوگوں کا کوئی کام میرے نزدیک اس سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں کہ تم لوگوں نے اس معاملے میں دیر کی۔ حضرت ابو مسعود نے ان دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا' پھر سب مسجد گئے۔

حضرت مولی المسلمین امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر بصرہ میں تیس ہزار کا لشکر جمع کر لیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار اور بڑے شہزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تھے۔ اس وقت کا یہ قصہ ہے' اس کے بعد یہی مضمون ابووائل سے بھی مروی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت ابومسعود نے حضرت عمار سے کہا: تمہیں چھوڑ کر اگر میں چاہوں تو کہوں' اور آخر میں ہے کہ حضرت ابومسعود مال دار تھے' انہوں نے اپنے غلام سے دو حلے منگا کر ایک ابوموسیٰ کو اور ایک حضرت عمار کو دیا۔ رضی اللہ عنہما

بَابٌ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا (ص ۱۰۵۳)

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرمائے

۲۸۹۲- اَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا، اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ.

(مسلم۔ کتاب صفۃ النار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو عذاب ان سب پر پہنچتا ہے جو ان میں ہوتے ہیں' پھر وہ اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے۔

یعنی جب عذاب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو عذاب کی لپیٹ میں نیک و بد سبھی آجاتے ہیں لیکن قیامت کے دن ان کے اعمال کا ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا لَسَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (ص ۱۰۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہ بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا

Marfat.com

۲۸۹۳ - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ اَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلٰی اُسَامَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ عَمْرٌو قَدْ رَاَیْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اُسَامَةُ اِلٰی عَلِیٍّ وَقَالَ اِنَّهٗ سَیَسْاَلُكَ الْاٰنَ فَیَقُوْلُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ؟ فَقُلْ لَّهٗ یَقُوْلُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِیْ شِدْقِ الْاَسَدِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِیْهِ، وَلٰكِنْ هٰذَا اَمْرٌ لَمْ اَرَهٗ، فَلَمْ یُعْطِنِیْ شَیْئًا، فَذَهَبْتُ اِلٰی حَسَنٍ وَ حُسَیْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ، فَاَوْقَرُوْا لِیْ رَاحِلَتِیْ.

حضرت محمد بن علی باقر نے خبر دی کہ انہیں حضرت اسامہ کے غلام حرملہ نے خبر دی۔ عمرو نے کہا: اور میں نے حرملہ کو دیکھا ہے حرملہ نے کہا: مجھے حضرت اسامہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا: وہ تم سے ابھی پوچھیں گے کہ کس چیز نے تمہارے صاحب کو میری مدد سے پیچھے رکھا تو ان سے کہنا: وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ شیر کے جبڑے میں ہوتے تو بھی میں آپ کے ساتھ رہنا پسند کرتا، لیکن یہ معاملہ ایسا ہے جس کو میں نے نہیں دیکھا۔ حرملہ نے کہا: حضرت علی نے مجھ کو کچھ نہیں دیا جس کے بعد میں حضرت حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر کے پاس گیا تو ان لوگوں نے میرے دونوں اونٹ لاد دیئے۔

جنگ جمل اور صفین کے موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کسی کے ساتھ نہ تھے۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غایت درجہ محبت کرتے تھے مگر ان کا ساتھ نہ دیا۔ ضرورت پر اپنے غلام حرملہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت اسامہ نے اپنی فراست سے جان لیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حرملہ سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ اسامہ نے میرا ساتھ کیوں نہیں دیا اس لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حرملہ کو اپنا عذر بتا دیا تھا۔ حضرت اسامہ کی عرض داشت کا حاصل یہ تھا کہ میں آپ پر اپنی جان بھی قربان کرنے کو تیار ہوں لیکن یہ لڑائیاں مسلمانوں سے تھیں اس لیے میں شریک نہ ہوا کیونکہ ایک دفعہ میں نے جنگ میں ایک کافر کو قتل کرنا چاہا تو اس نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا۔ میں نے یہ سمجھا کہ اس نے جان بچانے کے لیے اقرار ایمان کیا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر عتاب فرمایا۔ فرمایا: تم اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا؟

اس حدیث کو باب سے صرف اتنا تعلق ہے کہ اس میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا ذکر ہے جو سیادت کی شان ہے۔

بَابٌ اِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَیْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهٖ (ص ۱۰۵۳)

جب کسی کے سامنے کچھ کہے پھر باہر نکل کر اس کے خلاف کہے

توضیح

امام بخاری نے جزاء ذکر نہیں فرمائی کیونکہ وہ ظاہر ہے کہ یہ بات اچھی نہیں۔

۲۸۹۴ - عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِیَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ، وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَیْرِ بِمَكَّةَ، وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ اِلٰی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلَیْهِ فِیْ دَارِهٖ، وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ عُلِّیَّةٍ لَهٗ مِنْ قَصَبٍ، فَجَلَسْنَا اِلَیْهِ، فَاَنْشَاَ اَبِیْ یَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِیْثَ فَقَالَ یَا اَبَا بَرْزَةَ، اَلَا تَرٰی مَا

ابوالمنہال سے روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور مروان شام میں والی بن بیٹھے اور حضرت ابن زبیر نے خود کر مکہ میں خلافت حاصل کر لی اور قراء نے بصرہ میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ بانس کے بارجے کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم ان کے پاس بیٹھ گئے، میرے باپ نے شروع کیا کہ ان سے کچھ

Marfat.com

وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ؟ فَاَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ اِنِّي اِحْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ اَنِّي اَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى اَحْيَاءِ قُرَيْشٍ، اِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ، كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ، وَاِنَّ اللّٰهَ اَنْقَذَكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ، وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي اَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ، اِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّامِ، وَاللّٰهِ اِنْ يُقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

کہلوائیں۔ میرے باپ نے کہا: اے ابو برزہ! آپ دیکھ نہیں رہے ہیں لوگوں میں کیا ہو گیا؟ تو پہلی بات جو میں نے ان سے سنی وہ یہ تھی: میں اللہ کے حضور ثواب کی امید کرتا ہوں، میں قریش کے قبائل پر ناراض ہوں۔ اے عرب کے گروہ! تم ذلت اور قلت اور گم راہی کے جس حال پر تھے جانتے ہو اور اللہ نے اسلام اور محمد ﷺ کے ذریعے تمہیں اس سے نکالا یہاں تک کہ تم وہاں تک پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو۔ یہ دنیا ہی ہے جس نے تمہارے درمیان فساد پیدا کر دیا۔ بے شک وہ جو شام میں ہے خدا کی قسم! صرف دنیا کے لیے لڑتا ہے۔

بعض نسخوں میں یہ بھی ہے:

وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ وَاللّٰهِ اِنْ يُقَاتِلُوْنَ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَاِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِمَكَّةَ وَاللّٰهِ اِنْ يُقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

اور یہ لوگ جو تمہارے اردگرد ہیں اللہ کی قسم! یہ بھی صرف دنیا کے لیے لڑتے ہیں، اور بے شک وہ جو مکہ میں ہے اللہ کی قسم! وہ بھی صرف دنیا کے لیے لڑتا ہے۔

اس حدیث میں ترتیب بدل گئی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ۶۱ھ ہی میں یزید پلید کے زمانے میں اپنی خلافت قائم کر لی تھی۔ یزید کے مرنے کے بعد مروان نے دمشق جا کر اپنی خلافت کا دعویٰ کیا۔ ابن زیاد مروان کا حامی تھا۔ اس نے کبھی خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ قراء سے مراد سلیمان بن سرد کے ہمراہی تھے جنہوں نے واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کی تحریک چلائی تھی۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ان کا یہ ارشاد ان کی فہم کے مطابق تھا ورنہ حق یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت برحق تھی۔ مروان باغی اور طاغی تھا۔

''اِنِّي اِحْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ'' مطلب یہ ہے کہ میں قریش کے بہت سے قبائل کو ناراض کر کے اللہ سے اجر کی امید رکھتا ہوں۔

اس حدیث کو باب سے مناسبت یہ ہے کہ یہ مقاتلین ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم دین قائم کرنے اور حق کی مدد کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں حالانکہ ان کا مقصود دنیا کی طلب تھی۔

۲۸۹۵- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ.

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافقین آج نبی ﷺ کے زمانے کے منافقین سے بدتر ہیں۔ اس زمانے میں وہ چھپاتے تھے اور آج اعلان کرتے ہیں۔

عہد رسالت کے منافقین اپنا کفر چھپائے رکھتے تھے اس لیے اُن سے ضرر کم تھا اور آج علانیہ کفر ظاہر کرتے ہیں اس لیے ان کا شر زیادہ ضرر رساں ہے۔

نفاق صرف عہد رسالت تک تھا

۲۸۹۶- ح: [كَانَ النِّفَاقُ اِلٰى عَهْدِ الرِّسَالَةِ]

۲۸۹۶- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نفاق

Marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ.

نبی ﷺ کے عہد میں تھا اور آج صرف ایمان کے بعد کفر ہے۔

اکثر روایات میں "اِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ" ہے اور ایک روایت میں ہے: "اِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ اَوِ الْاِيْمَانُ"۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے بارے میں یہ حکم لگانا کہ یہ منافق ہے یہ حضور اقدس ﷺ کے عہد کے ساتھ خاص تھا کیونکہ حضور اقدس ﷺ لوگوں کے دلوں کا حال جانتے تھے اور حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد کسی کے دل کی حالت پر قطعی یقینی علم نہیں رکھ سکتے' اس لیے اب کسی کو قطعی منافق نہیں کہہ سکتے۔ اب تو یہی ہے کہ ایک انسان پر یا تو کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا مومن ہونے کا۔ یہاں منافق سے مراد منافق فی الاعتقاد ہے۔ عرف عام میں دہرے کردار کے آدمی کو منافق کہہ دیتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ اَهْلُ الْقُبُوْرِ (ص ۱۰۵۴)

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک قبر والوں پر رشک نہیں کیا جائے گا

توضیح

کسی کی عزت و نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ کاش! ہمیں بھی مل جائے بغیر اس کے کہ اس سے زائل ہونے کی آرزو کرے غبطہ کہلاتا ہے' اور اس خواہش کے ساتھ کہ اس کی نعمت اور عزت زائل ہو جائے اور ہمیں مل جائے حسد کہلاتا ہے۔ حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

۲۸۹۷ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ. (مسلم۔ کتاب الفتن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص کسی کی قبر پر گزرے گا اور کہے گا: اے کاش! کہ میں اس کی جگہ ہوتا۔

بَابُ تَغْيِيْرِ الزَّمَانِ حَتّٰى يَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ

زمانے کا بدل جانا یہاں تک کہ بت پوجے جائیں

۲۸۹۸ - قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ. وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک کہ دوس کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ کے گرد ہلنے نہیں لگیں گے اور ذوالخلصہ قبیلۂ دوس کا وہ بت تھا جسے وہ زمانۂ جاہلیت میں پوجتے تھے۔

یعنی قیامت سے پہلے زمانۂ جاہلیت کا شرک پھیل جائے گا "حَتّٰى تَضْطَرِبَ" سے مراد یہ ہے کہ قبیلۂ دوس کی عورتیں ذوالخلصہ کے گرد طواف کریں گی۔

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ (ص ۱۰۵۴)

آگ کا نکلنا

۲۸۹۹ - قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى.

فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سرزمین حجاز سے ایسی آگ نہ نکلے جس کی روشنی میں بصری کے اونٹوں کی گردنیں نہ چمک جائیں۔

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں فرمایا کہ ۳ جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں بدھ کے دن عشاء کے بعد مدینہ طیبہ سے ایک آگ نکلی اور جمعہ کے چاشت کے وقت تک رہی۔ ہوسکتا ہے کہ یہی آگ مراد ہو یا ہوسکتا ہے کہ اس کے علاوہ مزید کوئی آگ مراد ہو۔

بصریٰ دمشق سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے۔

۲۹۰۰- ح: [يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ]

عنقریب فرات سونے کا خزانہ کھولے گی

۲۹۰۰- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا. (وَفِیْ رِوَايَةٍ) يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فرات سونے کا خزانہ کھولے گی۔ جو وہاں موجود ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے (اور دوسری روایت میں ہے) کہ سونے کا پہاڑ کھولے گی۔

(مسلم۔ کتاب الفتن، ابوداؤد، ترمذی۔ کتاب صفۃ النار)

اس حدیث کی سند میں تھا: ''حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ'' یہ عبیداللہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ شجرۂ نسب یہ ہے: عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ یہ عمری کر کے مشہور تھے۔ اس سند میں ''عن جدہ'' کی ضمیر عبیداللہ کی طرف راجع ہے خبیب کی طرف نہیں۔ خبیب انصاری بزرگ ہیں۔

اس خزانہ کے لینے سے ممانعت میں راز کیا تھا اللہ جانے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں۔

بَابٌ (ص ۱۰۵۴)

باب

۲۹۰۱- ح: [يُبْعَثُ دَجَّالُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ قَبْلَ السَّاعَةِ]

قیامت سے پہلے تیس کے قریب دجال پیدا ہوں گے

۲۹۰۱- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ، يَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آپس میں دو بڑے گروہ نہ لڑیں، ان کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا یہاں تک کہ تیس کے قریب دجال کذاب پیدا ہوں گے۔ سب کے سب یہ گمان کریں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

علامہ کرمانی نے فرمایا کہ یہ دونوں بڑے گروہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ ہیں۔ ایک شخص ابوزرعہ رازی کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: میں معاویہ کو پسند نہیں کرتا۔ پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ وہ حضرت علی سے ناحق لڑے تو اس سے ابوزرعہ نے

Marfat.com

کہا: معاویہ کا رب رحیم ہے اور معاویہ کے مقابل کریم ہیں تو ان دونوں کے درمیان تیرے داخل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد خوارج اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کا بھی احتمال ہے کہ ابھی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی ہو۔

''دعوتهما واحد'' سے مراد یہ ہے کہ وہ سب اسلام کا دعویٰ کریں گے اور حق پر ہونے کا۔

''حتی یبعث'' یعنی قیامت سے پہلے تیس کے قریب دجال جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔ ان میں اور دجال اکبر کے مابین یہ فرق ہے کہ یہ سب صرف نبوت کا دعویٰ کریں گے' الوہیت کا دعویٰ نہیں کریں گے اور دجال اکبر الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔

''دجّالون'' کا مادہ ''دَجْلٌ'' ہے۔ اس کے معنی ہیں دھوکہ دینا۔ اس حدیث میں ہے ''قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ'' لیکن دوسری احادیث میں تیس کی تعداد قطعی ہے' چنانچہ حضرت علی' حضرت ابن مسعود' حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ثوبان کی حدیث میں یہی ہے۔ امام احمد اور طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس کذاب نکلیں گے' ان کا آخر کانا دجال ہے۔ بعض روایتوں میں ستائیس کا عدد آیا ہے اور بعض میں ستر کا لیکن سب حدیثیں ضعیف ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ (ص ۱۰۵۵)

دجال کا ذکر

۲۹۰۲ - حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ قَالَ لِیَ الْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَاَلَ اَحَدُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ مَا سَاَلْتُهٗ وَاِنَّهٗ قَالَ لِیْ مَا یَضُرُّكَ مِنْهُ؟ قُلْتُ لِاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ. (مسلم' ابن ماجہ۔ کتاب الفتن)

قیس نے کہا کہ مجھ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دجال کے بارے میں مجھ سے زیادہ نہیں پوچھا اور حضور نے مجھ سے فرمایا: تجھے اس سے کیا ضرر پہنچے گا؟ میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ ہے اور پانی کی نہر ہے' فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

دجال اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہوگا۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ اُسے خرق عادت پر قدرت عطا فرمائے گا یہاں تک کہ مردے جلائے گا' بارش برسائے گا' کھیتی اُگائے گا' زمین کے خزانے اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے وغیرہ وغیرہ جس سے کچے ایمان والے اس کے پھندے میں پھنس جائیں گے مگر ساتھ ہی ساتھ ایسی نشانیاں بھی اس کے ساتھ ہوں گی جو اس کے جھوٹے ہونے کی بین دلیل ہوں گی مثلاً کانا ہونا یہ عیب ہے اور معبود وہ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔ معبود وہ ہے جو ہر چیز پر قادر ہے' اگر یہ معبود ہوتا تو کانا کیوں ہوتا؟ اور بالفرض اس کی آنکھ کانی تھی تو اسے درست کیوں نہیں کرایا۔ نیز اس کی پیشانی پر 'ک' 'ف' 'ر' لکھا ہوگا۔ اگر وہ معبود ہوتا تو اسے مٹا کیوں نہیں دیا۔

فائدہ

مدعی الوہیت سے خرق عادت کا صدور ممکن ہے جیسا کہ دجال سے ہوگا مگر کسی مدعی نبوت سے خرق عادت کا ظہور ممکن نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ مخلوق معبود نہیں ہو سکتی اس کا محال ہونا اجلی بدیہیات سے ہے تو جب کہ اس کے بطلان کی قطعی دلیل موجود ہے تو خرق عادت کے ظہور سے کچھ نہیں ہوگا' لیکن انبیاء کرام بہ ظاہر بشر ہوتے تھے تو کسی جھوٹے مدعی نبوت انسان سے خرق عادت کے ظہور کے بعد التباس ہو سکتا ہے' اس لیے مدعی نبوت کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ممکن نہیں۔

حضرت مغیرہ کی عرض داشت کا مطلب یہ تھا کہ جب اس کے ساتھ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی تو لوگ گم راہ ہو سکتے ہیں۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والے جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کچھ نہیں' روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر

Marfat.com

ساتھ ہونے سے کوئی خدا نہیں ہوسکتا۔

۲۹۰۳ - عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' امام بخاری نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ دجال دائیں آنکھ کا کانا ہوگا گویا کہ وہ ابھرا ہوا انگور ہے۔

اُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے لیکن مستملی اور ابوزید مروزی اور ابواحمد جرجانی کے نسخے میں یہ نہیں۔ اس تقدیر پر یہ حدیث موقوف ہو جائے گی لیکن اصل میں مرفوع ہے جیسا کہ مسلم میں ہے۔

طَافِيَةٌ

''طَفْوٌ'' ناقص واوی سے اسم فاعل مونث ہے' اس کے معنی ہیں اوپر آنا' ابھرا ہوا ہونا اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ ''طفوء'' سے مہموز اللام ہو جس کے معنی آگ بجھانا اور آنکھ کا بے نور ہونا ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ اس کی دائیں آنکھ میں روشنی نہ ہو گی۔

۲۹۰۴- ح: [يَكُوْنُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْكُفَّارُ فِي الْمَدِيْنَةِ فِيْ وَقْتِ الدَّجَّالِ]

دجال کے وقت مدینہ میں منافق بھی ہوں گے اور کافر بھی

۲۹۰۴ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الدَّجَّالُ' حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ' ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ' فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال مدینہ کے اطراف میں کہیں اترے گا' پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے سب کافر اور منافق دجال کے پاس چلے جائیں گے۔

ایک باب کے بعد حدیث آ رہی ہے جس میں مذکور ہے کہ مدینہ کے متصل جو شور زمین ہے اس میں کہیں اترے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جرف کی شور زمین میں اترے گا۔ وہیں اپنا خیمہ گاڑے گا۔ جرف مدینہ طیبہ سے ایک یا تین میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے جو شام جاتے ہوئے راستے میں پڑتی ہے' اور ابن ماجہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سرخ راستے پر اترے گا جہاں شور زمین ختم ہو جاتی ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا: اس حدیث میں منافق سے مراد رافضی ہو سکتے ہیں۔ اور میری رائے ہے کہ اس سے ہر بدمذہب مراد ہو سکتا ہے' مثلاً وہابی نجدی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دجال کے خروج کے وقت مدینہ طیبہ میں کافر بھی ہوں گے اور منافق بھی۔

۲۹۰۵ - عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ' فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ' ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ' فَقَالَ اِنِّيْ لَاُنْذِرُكُمُوْهُ' وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ' وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ

حضرت سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا' اللہ جس ثنا کا مستحق ہے وہ ثنا کی' پھر دجال کا ذکر کیا۔ فرمایا: میں تم لوگوں کو اس سے ضرور ڈراؤں گا' ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہتا

Marfat.com

يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ.

ہوں جو کسی نبی نے نہیں کہی' بے شک وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔

٢٩٠٦ - عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ' اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ' وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ' وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبًا كَافِرٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر یہ کہ اس نے اپنی قوم کو کانے کذاب سے ڈرایا۔ سنو! بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور بے شک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا "کافر"۔

(بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب: قوله ولتصنع على عينى' مسلم' ترمذی۔ کتاب الفتن)

دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک اف ر" لکھا ہوگا جیسا کہ مسلم میں ہے' اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو احادیث الانبیاء میں گزر چکی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی جو باب الملائکہ میں گزری۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۴- کِتَابُ الْاَحْکَامِ (ص ۱۰۵۷)

[احکام کا بیان]

توضیح.....(احکام کی تعریف)

الاحکام حکم کی جمع ہے۔ حکم کے عام معنی یہ ہیں کہ ایک چیز کو دوسری کے لیے ثابت کرنا یا ایک چیز کی دوسرے سے نفی کرنا اور اصولیین کی اصطلاح میں حکم کے معنی یہ ہیں: اللہ عزوجل کا وہ خطاب جو مکلفین کے افعال کے ساتھ متعلق ہے اقتضاء یا تخییر کے ساتھ۔ یعنی اللہ عزوجل مکلفین کو کچھ کرنے کا حکم دیتا ہے اور کچھ چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور کچھ چیزوں میں بندے کو اختیار دیتا ہے وہ چاہے کرے یا نہ کرے۔

بَابُ [النساء:۵۹ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ (النساء:۵۹). (ص ۱۰۵۷)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو بااختیار ہوں ان کی اطاعت کرو۔

توضیح.....(اطاعت کا معنیٰ.....اولوالامر کون ہیں؟.....اور عالم کون ہیں؟)

اطاعت کے معنی بات ماننا ہے یعنی جس چیز کا حکم دیا جائے اسے کرنا اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز رہنا' اور ''اولو الامر'' سے مراد یا تو امراء ہیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا علماء ہیں جیسا کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مجاہد نے کہا: صحابہ مراد ہیں' اور زید بن اسلم نے کہا: اس سے والیانِ ملک مراد ہیں' لیکن ان میں کوئی منافات نہیں سبھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں پر امراء اور سلاطین کی اطاعت بھی واجب ہے اور والیانِ ملک کی بھی اور علماء کی بھی اور صحابہ کرام کی بھی' اور ایک حدیث میں فرمایا: ''اَلْقُرْاٰنُ ذُوْ وُجُوْہٍ'' اس لیے قرآن مجید کے جتنے معانی صحیحہ نکل سکیں سب حجت شرعیہ ہیں جب تک کہ آپس میں متنافی نہ ہوں اور یہاں تنافی نہیں' اس لیے سب مراد ہو سکتے ہیں' اس لیے جس طرح امراء اور والیانِ ملک کی اطاعت رعایا پر واجب ہے جب تک کہ وہ گناہ کا حکم نہ دیں اسی طرح علماء کی بھی اطاعت فرض ہے بشرطیکہ وہ عالم ہوں۔ اس زمانے میں عالم اور عالم نما غیر عالم میں تمیز مشکل ہے۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کا ہر فارغ عالم ہے حالانکہ یہ بنیادی غلطی ہے۔ اولاً آج کل دینی مدارس کا جو حال ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ مدارس والے اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے' فارغین کی تعداد بڑھانے کے لیے ہر کس و ناکس کو پگڑی باندھ دیتے ہیں اور سند دے دیتے ہیں حالانکہ درسِ نظامی کی تکمیل خود عالم ہونے کی دلیل نہیں۔ واقعی جس شخص نے

Marfat.com

محنت کے ساتھ کما حقہٗ درسِ نظامی پڑھ بھی لیا تو وہ صرف اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ عالم ہو سکے۔ درسِ نظامی عالم ہونے کا پہلا زینہ ہے۔ عالم ہونے کے لیے ابھی بہت کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ کثرتِ مطالعہ' اصول وفروع کا قدر متعدبہ استحضار' پھر خدا ترسی' استقامت' حق گوئی اور دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کی عادت' ذہانت' فطانت' معاملہ فہمی' وغیرہ ایسے امور ہیں کہ ان سب کا اجتماع شاید وباید کسی میں ہو پاتا ہے۔ یہاں مراد وہ علماء ہیں جو واقعی وارث انبیاء ہوں' مرجع فتویٰ ہوں' خدا ترسی اور استقامت میں پہاڑ ہوں۔

بَابُ اَلْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ (ص ۱۰۵۷) امراء قریش سے ہوں گے

توضیح

یعنی خلیفۃ المسلمین ہونے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قریش سے ہو۔ غیر قریشی خلیفۃ المسلمین نہیں ہو سکتا۔ باب کا عنوان حدیث ہے۔

باب: ''اذا قال عند قوم شیئاً ثم خرج فقال بخلافه'' کے تحت ابوالمنہال سے مروی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت ابوبرزہ اسلمی نے فرمایا: ''انی احتسبت عندالله انی اصبحت ساخطا علی احیاء قریش'' یہی حدیث یعقوب بن سفیان اور ابویعلیٰ اور طبرانی نے سکین بن عبدالعزیز کے بہ طریق ابوالمنہال ہی سے روایت کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے:

''سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یقول الامراء من قریش''۔ اور طبرانی کا لفظ ہے: ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ''۔ اس کی شاہد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے: ''الا ان الامراء من قریش ما اقاموا ثلاثاً''۔ سنو امراء قریش سے ہوں گے جب تک درست رہیں' تین بار فرمایا۔

نیز طبرانی اور طیالسی اور بزار نے اور خود امام بخاری نے تاریخ میں بہ طریق سعد بن ابراہیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے: ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ مَا اِذَا حَكَمُوْا فَعَدَلُوْا'' ائمہ قریش سے ہوں گے جب تک فیصلہ میں انصاف کریں۔

نیز نسائی نے اور امام بخاری نے تاریخ میں اور ابویعلیٰ نے بہ طریق بکیر جزری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بہ طرقِ متعددہ مروی ہے۔ اس میں سے ایک وہ ہے جو طبرانی نے بہ طریق قتادہ اس لفظ سے روایت کیا ہے: ''ان الملك فی قریش''۔

نیز امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَلْمُلْكُ فِیْ قُرَيْشٍ''۔

نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الائمة من قریش''۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: اس کے راوی صحاح کے راوی ہیں لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے۔ نیز طبرانی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔ نیز امام بخاری نے اس باب کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: ''اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَيْشٍ'' بے شک یہ چیز یعنی خلافت قریش میں رہے گی۔ نیز اسی بخاری میں یہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَيْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ'' یہ چیز یعنی خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک ان میں دو بھی باقی رہیں گے۔

[''الائمة من قریش''، معنیٰ مشہور ہے]

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ حدیث ''اَلْاَمْرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ'' یا ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ'' اور اس کے ہم معنیٰ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام

Marfat.com

سے مروی ہے: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت امیر معاویہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔ یہ حدیث معنیٰ بلاشبہہ مشہور ہے۔ اسی حدیث کی روشنی میں اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ خلیفہ ہونے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قریشی ہو۔ اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے۔

ماضی قریب میں کانگریس کی شاخ خلافت کمیٹی کے افراد نے جس کے میر کارواں مسٹر ابوالکلام آزاد تھے اس شرط سے اختلاف کیا ہے جسے انہوں نے اپنے اس خطبہ صدارت میں ذکر کیا ہے جو انہوں نے پراونشل خلافت کانفرنس بنگال منعقدہ ۲۸/ ۲۹ فروری ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں دیا تھا۔

اس پر بڑی لمبی چوڑی حسب عادت طولانی تحریر لکھی ہے جس کا مکمل، مدلل، مفصل ردّ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہٗ نے ''دوام العیش فی ان الائمة من قریش'' میں کیا ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریز اور یورپ کی حکومتوں نے ترکی کی سلطنت اسلامی کو تباہ کرنے کی کوشش شروع کی تو اس کے بچانے کی تحریک ہندوستان میں چلی اور اپنی بے علمی اور جہالت کی وجہ سے مدار اس پر رکھا کہ ترکوں کی حکومت خلافت اسلامیہ ہے اور چونکہ وہ قریشی نہیں تھے اس لیے خلیفۃ المسلمین کے لیے اس شرط سے انکار کر دیا۔

حالانکہ یہ انتہائی حماقت تھی۔ احادیث کریمہ سے ثابت اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف محاذ آرائی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ترکوں کی عثمانی حکومت مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اس کی عظیم خدمات تھیں۔ اس کی حفاظت وصیانت کے لیے کوشش ہر مسلمان پر بہ قدر وسعت فرض تھی۔ حمایت کے لیے ضروری نہیں تھا کہ اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کو ذبح کر کے اس کے تعاون پر مسلمانوں کو اُکسایا جائے لیکن بات یہی ہے کہ:

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ (ص ۱۰۵۸)

امارت کا لالچ ناپسندیدہ ہے

۲۹۰۷- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ. (نسائی۔ کتاب الفضائل، کتاب البیعۃ۔ کتاب السیر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم لوگ عنقریب امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت میں ندامت ہو گی اور وہ اچھی دودھ پلانے والی ہے اور بری دودھ چھڑانے والی۔

فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ

یعنی شروع شروع میں امارت اچھی لگتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مال و دولت عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا انجام خراب ہوتا ہے کہ انجام میں یا تو لڑائی جھگڑا ہوتا ہے یا معزول کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا سخت حساب دینا ہوگا۔

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ (ص ۱۰۵۸)

جو کسی رعیت کا والی بنایا گیا اور اس میں اس کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی

۲۹۰۸- عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ

Marfat.com

مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ اِسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ، اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

بن زیاد (بدنہاد) نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی ان کے مرض وصال میں عیادت کی تو حضرت معقل نے اس سے کہا: میں تجھ سے ایک حدیث بیان کر رہا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے رعیت عطا کی اور اس نے خیر خواہی کے ساتھ اس کی نگہبانی نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

عبیداللہ بن زیاد وہ بدنہاد ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بصرہ کا اور یزید پلید کے زمانے میں بصرہ کے ساتھ کوفہ کا والی تھا، جس کے حکم سے حادثۂ کربلا واقع ہوا۔ اس کے بعد والی روایت میں یہ لفظ ہے: جو شخص مسلمان رعایا کا والی ہو اور اس حال میں مرے کہ اس نے رعایا کے ساتھ خیانت کی ہو اس پر جنت حرام ہوگی۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بہت مشہور صحابی ہیں۔ ان کا وصال بصرہ میں ٦٠ھ اور ٧٠ھ کے درمیان ہوا یزید پلید کے عہد حکومت میں۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيْقِ (ص١٠٥٩) راستے میں چلتے ہوئے فیصلہ اور فتویٰ دینا

ت٨٤٦ - وَقَضٰى يَحْيَى بْنُ يَعْمُرَ فِي الطَّرِيْقِ. اور یحییٰ بن یعمر نے چلتے ہوئے راستے میں فیصلہ کیا۔

اس تعلیق کو محمد بن سعد نے طبقات میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے: موسیٰ بن یسار نے کہا کہ یحییٰ بن یعمر جب مرو کے قاضی تھے میں نے ان کو دیکھا کہ بازار میں فیصلہ کرتے تھے، چلتے ہوئے راستے میں فیصلہ کرتے تھے اور کبھی سواری پر بیٹھے بیٹھے فیصلہ کرتے تھے۔

اگر معاملہ پیچیدہ نہ ہو، قاضی و مفتی کو پورا اطمینان ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ یحییٰ بن یعمر بصرہ کے باشندے تھے اور جلیل القدر مشہور تابعی ہیں۔ فصیح متقی بزرگ تھے، خراسان کے اکثر شہروں کے قاضی رہے۔

ت٨٤٧ - وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلٰى بَابِ دَارِهِ. اور امام شعبی نے اپنے دروازے پر فیصلہ کیا۔

اس تعلیق کو ابن سعد نے اپنے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

امام شعبی کا نام عامر بن شراحبیل بن عبداللہ ہے۔ کنیت ابوعمرو ہے۔ ہمدان میں ایک جگہ ''شعب'' نام کی ہے وہاں کے رہنے والے تھے۔ ستتر سال کی عمر میں ١٠٦ھ کے شروع میں وصال فرمایا۔ انہوں نے پانچ سو صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے۔ انہیں سے یہ حدیث مروی ہے کہ میں نے تین سو صحابہ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا: حضرت علی و طلحہ و زبیر جنت میں ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے ان سے حدیث سنی ہے۔

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ، دُوْنَ الْاِمَامِ الَّذِيْ فَوْقَهُ (ص١٠٥٩) جس کا قتل کرنا واجب ہو اس کے قتل کا حکم اس کا حاکم دے گا نہ کہ وہ امام جو اس کے اوپر ہے

توضیح

اس باب میں علماء کا اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ حدود اور قصاص کا اختیار صرف شہروں کے امراء و حاکموں کو ہے، دیہات کے چھوٹے عاملوں کا کوئی حق نہیں۔

Marfat.com

٢٩٠٩ - عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس منصب پر تھے جس پر امیر کا صاحب الشرطہ ہوتا ہے۔

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے والد حضرت سعد قبیلۂ خزرج کے رئیس اعظم تھے۔

''شُرَطٌ''، ''شَرَطَةٌ'' کی جمع ہے جس کے معنی علامت کے ہیں۔ اسی سے شرطی ہے جس کے معنی سپاہی کے ہیں۔ ''صاحب الشرط'' سے مراد سپاہیوں کا افسر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں یہ محکمہ نہیں تھا۔ اس کے ایجاد کا سہرا بنی امیہ کے سر ہے۔ اسی لیے حضرت انس نے ''صاحب الشرط'' نہیں کہا۔ ''بمنزلة صاحب الشرط'' کہا۔ مطلب یہ ہوا کہ جیسے سپاہیوں کا افسر ہوتا ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت قیس بن سعد تھے۔

''كَانَ يَكُوْنُ'' استمرار کا صیغہ ہے، ترمذی میں یہ حدیث ہے مگر اس میں ''كَانَ'' نہیں صرف ''يَكُوْنُ'' ہے۔ اس حدیث کو باب سے کیا مناسبت ہے اس کے سمجھنے سے سارے شراح اب تک عاجز رہے۔

بَابٌ هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ اَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ (ص ١٠٥٩)

کیا حاکم غصہ کی حالت میں فیصلہ یا فتویٰ دے سکتا ہے؟

٢٩١٠ - سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ اَبُوْ بَكْرَةَ اِلٰى اِبْنِهٖ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِاَنْ لَّا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے کہا کہ حضرت ابی بکرہ نے اپنے بیٹے کو لکھا اور وہ سجستان میں تھے کہ غصے کی حالت میں دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا اس لیے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: کوئی حاکم غصے کی حالت میں دو کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔

(مسلم۔ کتاب الاقضیۃ، ترمذی، ابن ماجہ۔ کتاب الاحکام)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جن صاحبزادے کو یہ لکھا تھا ان کا نام عبیداللہ ہے جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے۔ ''كَتَبَ اَبِيْ وَكَتَبْتُ'' ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کبھی خود لکھا اور کبھی اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن سے لکھوایا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لکھوایا ہو اسی کو ''كتب'' سے تعبیر فرمایا ہو اور یہ عبیداللہ سجستان میں قاضی تھی۔

بَابُ مَنْ رَاٰى لِلْقَاضِيْ اَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهٖ فِيْ اَمْرِ النَّاسِ اِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ

جس نے یہ جائز جانا کہ لوگوں کے معاملہ میں قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے جب کہ بدگمانی اور تہمت کا اندیشہ نہ ہو

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ. وَذٰلِكَ اِذَا كَانَ اَمْرًا مَشْهُوْرًا. (ص ١٠٦٠)

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندہ سے کہا کہ عرف کے مطابق جو تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو لے لے اور یہ اس وقت ہے جب کہ یہ بات مشہور ہو۔

Marfat.com

توضیح

قاضی کو بغیر بینہ اور حلف کے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قاضی شریح اور امام شعبی اور امام احمد اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ جائز نہیں' اور امام شافعی نے فرمایا کہ حقوق الناس میں جائز ہے خواہ قاضی بنائے جانے سے پہلے اس کا علم ہوا ہو یا بعد میں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر قبل قضاء اسے علم ہوا تو اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا اور قاضی بنائے جانے کے بعد علم ہوا تو کر سکتا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا: قبل قضا اگر علم ہوا تو کر سکتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے دو شرطیں ذکر کی ہیں' ایک یہ کہ بدعنوانی اور تہمت کا اندیشہ نہ ہو' دوسرے یہ کہ وہ معاملہ معلوم و مشہور ہو۔

اس پر امام بخاری اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (میرے شوہر) ابوسفیان ممسک شخص ہیں تو کیا اس میں حرج ہے کہ میں ان سے بغیر پوچھے ہوئے ان کے اہل و عیال کو کھلاؤں تو حضور نے انہیں اجازت دی' یہ اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس لیے دی کہ سب کو معلوم ہے کہ بچوں کا نان و نفقہ باپ کے ذمے واجب ہے اور یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ممسک ہیں۔

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ' وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِمْ' وَ كِتَابِ الْحَاكِمِ اِلٰى عَامِلِهٖ وَالْقَاضِيْ اِلَى الْقَاضِيْ (ص ۱۰۴۰)

مہر شدہ خط پر گواہی کا بیان اور اس میں کیا جائز ہے اور کیا جائز نہیں؟ اور حاکم کا اپنے عامل کے پاس خط لکھنا اور قاضی کا قاضی کے پاس

توضیح

یعنی مہر شدہ خط پر اگر شرعی گواہی گزرے کہ فلاں کا خط ہے تو وہ معتبر ہے یا نہیں؟ خط کو مطلقاً غیر معتبر ماننے میں بہت سے حقوق کی تضییع لازم آئے گی اور بلا شرط تسلیم کرنے میں دجل' فریب' دھوکہ دہی کے خطرات ہیں' اس لیے کچھ شرائط کے ساتھ مخصوص صورتوں میں اس کی اجازت ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ یہ خط قاضی کا ہو' دوسری شرط یہ ہے کہ بہ قدر نصاب گواہوں کے سامنے لکھے' تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دونوں گواہ مکتوب الیہ قاضی کو لے جا کر دیں اور یہ گواہی دیں کہ یہ فلاں قاضی کا خط آپ کے نام ہے' چوتھی شرط بعض لوگوں نے یہ بڑھائی ہے کہ وہ خط مہر شدہ ہو اور کاتب نے گواہوں کے سامنے مہر لگائی ہو۔ یہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک مہر کی شرط ضروری نہیں اس لیے کہ جب گواہان شرعی شہادت دے رہے ہیں کہ یہ فلاں کا خط ہے تو مہر کی کیا حاجت ہے؟ پھر یہ اطمینان کہ یہ مہر فلاں قاضی کی ہے گواہوں ہی کی شہادت پر ہوگا پھر مہر کی کیا حاجت؟ پانچویں شرط یہ ہے کہ قاضی کاتب اپنا نام عہدہ نیز مکتوب الیہ کا نام اور اس کا عہدہ اس طرح لکھے کہ دونوں کی تعیین ہو جائے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ اِلَّا فِي الْحُدُوْدِ' ثُمَّ قَالَ اِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ' لِاَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهٖ' وَاِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ اَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ' فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ.

اور بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کا خط جائز ہے البتہ حدود میں جائز نہیں' پھر کہا: اگر قتل خطا ہو تو جائز ہے اس لیے کہ اس کے زعم میں یہ مال ہے اور یہ نہیں سمجھا کہ یہ قتل ثابت ہونے کے بعد مال ہوا ہے' پس خطا اور عمد ایک ہے۔

Marfat.com

توضیح

یہ بھی حسب سابق امام بخاری کی احناف پر عنایت ہے۔ وہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ احناف کے مذہب میں تناقض ہے اس لیے کہ ایک طرف تو یہ کہا کہ حدود میں کتاب القاضی الی القاضی جائز نہیں اور دوسری طرف یہ کہا کہ قتل خطا میں جائز ہے۔

احناف نے یہ فرمایا کہ قتل تو ہو چکا قاضی کو اس کی سزا کا فیصلہ دینا ہے اور جب قتل خطا ہے تو اس میں قصاص نہیں دیت واجب ہے اور دیت بلاشبہہ مال ہے۔ اس پر امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ یہ مال اس وقت ہے جب قتل ثابت ہو چکا ہو اس لیے جیسے قتل عمد اسی طرح قتل خطا۔ ہمارا یہ کہنا ہے کہ اگر قتل عمد اور خطا ایک ہی ہوتا ہے تو دونوں کی سزا بھی ایک ہی ہوتی' حالانکہ قتل عمد کی سزا قصاص ہے اور قتل خطا پر دیت لازم ہے۔ اس کو دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ چونکہ حاکم قتل خطا میں یہ فیصلہ کرتا ہے کہ قاتل پر دیت واجب ہے۔ یہ قاتل کے ذمے مال لازم کرتا ہے تو یہ بالکل ایسے ہی ہو گیا کہ زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ اس نے بالقصد میرے کپڑے کو جلا دیا' ثبوت کے بعد حاکم تاوان کا حکم دے گا' اسی طرح قتل خطا میں بھی ہے۔

ت٨٤٨ - وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى عَامِلِهٖ فِي الْحُدُوْدِ. اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کے پاس حدود کے بارے میں لکھا۔

یہاں اکثر روایت ''فِي الْحُدُوْد'' ہے لیکن مستملی اور کشمیہنی سے حضرت ابوذر کی روایت میں ''فِي الْجَارُوْد'' ہے۔

جارود بن المعلیٰ' ابوغیاث قبیلہ ابوالقیس کے سردار تھے' پہلے نصرانی تھے۔ ١٠ھ میں عبدالقیس کے وفد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا نام جارود اس لیے پڑا کہ زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ بکر بن وائل اور ان کے ہمراہیوں کو ایک بار لوٹا' اُن کے کپڑے اتار کر ننگا کر دیا۔ ''جارود''، ''جَرْدٌ'' کا اسم مبالغہ ہے۔ امام عبدالرزاق نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کا عامل مقرر فرمایا۔ یہ جارود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ قدامہ نے شراب پی جس سے اس کو نشہ آیا۔ حضرت عمر نے قدامہ کو اپنی بارگاہ میں بلایا۔ جارود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی جس پر قدامہ کے اوپر حد جاری کی۔

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت امام بخاری نے ہمارے اس مذہب کو کہ حدود میں کتاب القاضی الی القاضی کو معتبر نہیں سمجھا' اس لیے کہ اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ ایک قاضی کے یہاں ایسے شخص کے خلاف جو اس قاضی کے حدود قضا میں موجود نہیں گواہی گزری کہ اس نے چوری کی ہے مثلاً یہ ملزم جس قاضی کے حدود میں رہتا ہے اس کے پاس اپنا خط بھیجا کہ فلاں شخص کے خلاف میرے یہاں شہادت شرعیہ گزری ہے کہ اس نے چوری کی ہے' اس خط کے مطابق دوسرا قاضی اس کا ہاتھ نہیں کاٹے گا اس لیے کہ خط میں بہرحال وہ وثوق اور یقین نہیں حاصل ہوتا جو روبرو پیش ہونے والے گواہوں سے ہوتا ہے اور یہاں قدامہ کے واقعے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے یہاں گزری گواہی یا اپنا فیصلہ لکھ کر نہیں بھیجا تھا بلکہ قدامہ کو اپنے یہاں طلب فرمایا تھا۔ تحقیق کے لیے دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔

ت٨٤٩ - وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سِنٍّ كُسِرَتْ. اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس دانت کے بارے میں لکھا جو توڑا گیا تھا۔

اس تعلیق کو امام ابوبکر خلال نے کتاب القصاص والدیات میں ذکر کیا ہے۔ یہ خط حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عامل زریق بن حکیم کے پاس لکھا تھا۔ زریق نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک خط لکھا تھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کا دانت

Marfat.com

توڑ دیا ہے اور صرف ایک گواہ ہے۔ میں کیا کروں؟ اس کے جواب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس گواہی کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ یہ بھی حدود میں کتاب القاضی الی القاضی کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں یہ تو زریق بن حکیم کے ایک استفتاء کا جواب تھا۔

ت ۸۵۰ - وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ كِتَابُ الْقَاضِيْ اِلَى الْقَاضِيْ جَائِزٌ اِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ.

حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ کتاب القاضی الی القاضی جائز ہے جب کہ دوسرا قاضی خط اور مہر کو پہچانتا ہو۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے۔

ت ۸۵۱ - وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهٗ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

ت ۸۵۲ - وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ، وَاِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، وَالْحَسَنَ، وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ، وَبِلَالَ بْنَ اَبِيْ بُرْدَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيَّ، وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ، وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ، يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُوْدِ، فَاِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ اِنَّهٗ زُوْرٌ، قِيْلَ لَهٗ اِذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ.

اور معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا کہ میں حاضر ہوا قاضی بصرہ عبدالملک بن یعلیٰ اور ایاس بن معاویہ اور حسن اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس اور بلال بن ابی بردہ اور عبداللہ بن ابو بریدہ اسلمی اور عامر بن عبیدہ اور عباد بن منصور کے پاس۔ یہ سب قاضیوں کے خطوط کو گواہوں کی عدم موجودگی میں نافذ کرتے تھے' پھر اگر جس کے خلاف خط آیا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جاتا: جا اور اس سے چھٹکارا کا راستہ تلاش کر۔

اس تعلیق کو امام وکیع نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے۔ یہ آٹھ تابعی ہیں اور یہ سب قاضی رہ چکے ہیں۔ ان میں صرف عباد بن منصور ضعیف ہیں جن پر قدریہ ہونے کی تہمت بھی لگائی گئی ہے۔ بقیہ سب جلیل القدر ثقہ تابعی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب حضرات دوسرے شہر کے قاضی کے خط پر فیصلہ کر دیتے اور عینی شاہدوں کو دوبارہ اپنے دارالقضاء میں بلا کر گواہی لینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے' حتیٰ کہ اگر مدعیٰ علیہ کہتا کہ یہ خط جعلی ہے پھر بھی اس پر توجہ نہیں دیتے اور اس سے کہتے ہیں کہ صفائی کا جو شرعی طریقہ ہے اس کو پیش کرو مثلاً خط میں جن گواہوں کا ذکر ہے ان پر جرح پیش کرو۔

ت ۸۵۳ - وَاَوَّلُ مَنْ سَاَلَ عَلٰى كِتَابِ الْقَاضِيْ الْبَيِّنَةَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَ سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

اور سب سے پہلے جس نے کتاب القاضی پر بینہ طلب کیا ابن ابی لیلیٰ اور سوار بن عبداللہ ہیں۔

۲۹۱۱ - وَقَالَ لَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِّنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ، وَاَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ اَنَّ لِيْ عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا، وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ، وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَجَازَهٗ.

اور ہم سے ابونعیم نے کہا: ہم سے عبیداللہ بن محرز نے بیان کیا کہ میں بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس کا خط قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس لے کر آیا۔ انہوں نے اس خط کے مطابق فیصلہ کیا حالانکہ وہ کوفہ میں تھے۔ میں نے موسیٰ بن انس کے پاس بینہ پیش کیا تھا کہ میرا فلاں کے ذمہ اتنا اور اتنا روپیہ ہے اور وہ کوفہ میں ہے (موسیٰ بن انس نے اسی مضمون کا خط لکھ کر مجھے دیا) جسے میں قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس لے آیا تو انہوں نے فیصلہ کیا۔

Marfat.com

یہ ابونعیم فضل بن دکین ہیں۔ یہ امام بخاری کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان سے امام بخاری نے یہ مذاکرۂ سنا تھا اس لیے ''قَالَ لَنَا'' سے ذکر کیا۔ موسیٰ بن انس بن مالک بصرہ کے قاضی تھے۔ اُن کے پاس عبیداللہ بن محرز نے دو گواہوں کو پیش کیا کہ فلاں شخص جو کوفہ میں ہے اس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے۔ انہوں نے عبیداللہ کا دعویٰ اور گواہی لکھ کر کوفہ کے قاضی قاسم بن عبدالرحمٰن کے نام خط لکھا جس پر انہوں نے فیصلہ کر دیا۔ قاسم بن عبدالرحمٰن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں کوفہ کے قاضی تھے۔ (فتح الباری ج ١٣ ص ١٤٣)

ت٨٥٤ - وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَاَبُوْ قِلَابَةَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلٰى وَصِيَّةٍ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا فِيْهَا، لِاَنَّهٗ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا.

اور امام حسن بصری اور ابوقلابہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وصیت پر گواہی دی جائے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں کیا ہے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا ہو سکتا ہے اس میں ظلم ہو۔

ت٨٥٥ - وَقَدْ كَتَبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ، وَاِمَّا اَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل خیبر کو لکھا: یا تو مقتول کی دیت دو یا لڑائی کا اعلان قبول کرو۔

''تَدُوْا'' اس کا مادہ ''وَدْیٌ'' ہے یہ مضارع کا جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اصل میں ''تَوْدِیُوْا'' تھا۔ ''واؤ'' فا کلمہ تھا جو ''یَعِدُ'' کے قاعدہ سے محذوف ہو گیا' پھر یاء کے ضمہ کو نقل کر کے دال کو دیا' اب یاء اور واؤ میں التقاء ساکنین ہوا' یا گر پڑی ''تدو'' ہو گیا۔

یہ قصہ گزر چکا ہے' معقل بن ابی حسنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ خیبر گئے۔ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے پھینک دیا' محیصہ نے یہود سے پوچھا' یہود نے قسم کھا کر انکار کیا' پھر عبداللہ اپنے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' سارا واقعہ عرض کیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے یہود کو یہ تحریر فرمایا تھا۔

ت٨٥٦ - وَقَالَ الزُّهْرِىُّ، فِىْ شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اِنْ عَرَفَتَهَا فَاشْهَدْ، وَاِلَّا فَلَا تَشْهَدْ.

اور امام زہری نے فرمایا پردے میں رہنے والی عورت کے خلاف گواہی دینے کے بارے میں: اگر تو اسے پہچانتا ہے تو گواہی دے ورنہ مت گواہی دے۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت پردے میں ہے تو اس کے حق میں یا اس کے خلاف گواہی دینا اس وقت درست ہے جب گواہ کو اس کا یقین ہو کہ یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں گواہی دینا ہے۔

[''کتاب القاضی الی القاضی'' ہمارے نزدیک حدود میں معتبر نہیں]

باب یہ تھا کہ کتاب القاضی الی القاضی ہر معاملہ میں معتبر ہے حتیٰ کہ حدود میں بھی۔ یہی حضرت امام بخاری کا مذہب ہے مگر ہمارے نزدیک اور معاملات میں معتبر ہے' حدود میں معتبر نہیں۔ جس پر حضرت امام بخاری نے کوئی دلیل نہیں پیش کی۔ جتنے آثار لائے ان میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حدود میں کتاب القاضی الی القاضی معتبر ہے اور آخری اثر کو باب سے کوئی تعلق نہیں۔

بَابٌ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ (ص ١٠٦١)

مرد کب قاضی بنائے جانے کے لائق ہوتا ہے؟

ت٨٥٧ - وَقَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ اَنْ

اور امام حسن بصری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکام پر یہ

Marfat.com

لَا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَاَ ﴿يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ (ص:٢٦). وَقَرَاَ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا﴾ (المائدہ:٤٤). اسْتُوْدِعُوْا. ﴿مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ (المائدہ:٤٤). وَقَرَاَ ﴿وَدَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾ (الانبیاء:٧٨-٧٩). فَحَمِدَ سُلَيْمٰنَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوٗدَ وَلَوْ لَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ اَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَاَيْتُ اَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَاِنَّهُ اثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ.

پابندی لگادی ہے کہ خواہش نفس کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے نہ ڈریں اور اللہ کی آیتوں کے عوض تھوڑی پونجی نہ خریدیں' پھر انہوں نے پڑھا: اے داؤد! بے شک ہم نے تمہیں زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کرو اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی' بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس بناء پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے O اور پڑھا: بے شک ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے' ہمارے فرماں بردار نبی اور عالم اور فقیہ اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے کیونکہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے' لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو' اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں O اور پڑھا: اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے' جب رات کو کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت موجود تھے O تو ہم نے وہ جھگڑا سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا۔ اس پر سلیمان کی تعریف کی اور داؤد کو ملامت نہیں کی۔ اگر اللہ ان دونوں کے واقعے کو ذکر نہ فرماتا تو یہی سمجھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہو گئے۔ اللہ نے ایک کی اس کے علم کے سبب تعریف کی اور دوسرے کو اس کے اجتہاد پر معذور رکھا۔

توضیح

قاضی مقرر کرنا فرض کفایہ ہے۔ قاضی کے لیے وہی شرائط ہیں جو شہادت کی ہیں' یعنی مسلمان' عاقل' بالغ' آزاد ہونا' اندھا گونگا بالکل بہرہ نہ ہونا' محدود فی القذف نہ ہونا۔ بہتر یہ ہے کہ قاضی عالم فقیہ کو بنایا جائے' بے علم اور فاسق کو نہ بنایا جائے اور یہ ضروری ہے کہ جسے قاضی بنایا جائے معاملہ فہم ہو' فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو' بارعب ہو' لوگوں کی باتوں پر صبر کرنے کا عادی ہو' صاحب ثروت ہو تاکہ لالچ میں نہ پھنسے' پاکدامن' عاقل' سمجھ دار' معاملہ فہم ہو' مزاج میں شدت ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو' اتنی نرمی نہ ہو کہ لوگوں سے دب جائے۔ قاضی مقرر کرنا سلطان اسلام کا کام ہے یا اس والی کا جسے سلطان اسلام نے قاضی مقرر کرنے کی اجازت دی ہو۔ عوام کو قاضی مقرر کرنے کا حق نہیں۔

مگر اس زمانے میں اعلم علمائے بلد جو سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہو' قاضی ہے' نیز اسے یہ بھی حق ہے کہ دوسرے کو قاضی مقرر کر سکتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عتابیہ اور حدیقہ ندیہ میں ہے۔

جس شخص کے سامنے عہدۂ قضا پیش کیا گیا اگر وہی اس کا اہل ہے دوسرا کوئی اہل نہیں تو اسے یہ عہدہ قبول کرنا واجب ہے اور اگر

Marfat.com

دوسرا بھی ہو مگر کم درجے کا ہو تو مستحب ہے اور اگر کئی آدمی اس کے اہل ہوں تو قبول کرنا جائز ہے۔

امام حسن بصری کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کو خدا ترس ہونا ضروری ہے۔ اس پر لازم ہے کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرے اور اس بارے میں کسی کی رورعایت نہ کرے' اور رشوت ہرگز نہ لے جیسا کہ مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہے' اور اگر قاضی نے نیک نیتی سے غور کیا اور نیک نیتی کے ساتھ فیصلہ دیا اور اس میں غلطی ہوگئی تو معاف ہے بلکہ اس پر بھی اسے ایک اجر ملے گا اور اگر اس نے صحیح فیصلہ کیا تو دوگنا اجر ملے گا جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے اور اس پر حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا واقعہ شاہد ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص کے کھیت کو کچھ لوگوں کی بکریاں رات میں کھا گئیں۔ معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں۔ بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر تھی' پھر یہ معاملہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوا تو فرمایا کہ بکریاں عارضی طور پر کھیت والے کو دے دی جائیں تاکہ کھیت والا ان کے دودھ اور اون کو استعمال کرے اور بکری کے مالک کو لازم ہے کہ وہ کھیت میں وہی چیز بوئے جو پہلے بوئی گئی تھی اور جب کھیت اس حد کو پہنچ جائے جس حد پر بکریوں نے کھایا تھا تو پھر بکریاں مالکوں کو واپس کر دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلہ کے بعد حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام دونوں کی مدح فرمائی' ارشاد ہے: ''وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا'' (الانبیا:۷۹) ہر ایک کو ہم نے حکومت اور علم عطا فرمایا۔

ت۸۵۸ - وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ' قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ اِذَا اَخْطَاَ الْقَاضِيْ مِنْهُنَّ خَصْلَةً' كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ اَنْ يَّكُوْنَ فَقِيْهًا' حَلِيْمًا' عَفِيْفًا' صَلِيْبًا' عَالِمًا سَؤُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ.

مزاحم بن زفر نے کہا کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: قاضی میں پانچ صفتیں ہونی چاہئیں۔ اگر ان میں ایک بھی کم ہوگی تو یہ اس میں عیب ہوگا۔ سمجھ والا ہو' بردبار ہو' پرہیزگار ہو اور سخت ہو' علم والا ہو اور علم کے بارے میں بہت سوال کرنے والا ہو۔

اس تعلیق کو امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور محمد بن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

''صلیبًا''، ''صلابت'' سے صفت مشبہ ہے' فعیل کے وزن پر' مراد یہ ہے کہ حق پر سختی سے قائم رہے۔ دباؤ' سفارشات سے متاثر نہ ہو۔ ''سؤولًا'' سوال سے اسم مبالغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ علماء سے مسائل پوچھتا رہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑے عالم کا ذہن اس طرف نہیں جاتا جس کی طرف ایک چھوٹے کا چلا جاتا ہے' پھر بحث و تمحیص سے بات منقح ہو جاتی ہے۔ عالم ہونے کو لازم ہے کہ وہ اہل علم سے بحث و تمحیص کرتا رہے۔

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا (ص ۱۰۴۱)

حاکم اور عاملین کی تنخواہ کا بیان

ت۸۵۹ - وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ يَاْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ اَجْرًا.

اور قاضی شریح قضاء پر اجرت لیتے تھے۔

اس تعلیق کو امام عبدالرزاق اور امام سعید بن منصور نے ذکر کیا ہے۔ تلویح میں کہا کہ یہ تعلیق ضعیف ہے اور شارحین کا بھی رجحان یہی ہے' لیکن عمل اسی پر ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح کی پانچ سو تنخواہ مقرر کر دی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تعلیق ضعیف ہے اس لیے کہ جب بیت المال سے قاضی کی تنخواہ مقرر ہو تو اسے یہ جائز نہیں کہ متخاصمین سے اجرت لے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی ضروری ہے کہ اس تعلیق کا مطلب یہ ہے کہ قاضی شریح متخاصمین سے اجرت لیتے تھے اور جب ان کی تنخواہ بیت المال سے مقرر تھی تو انہیں یہ جائز نہیں تھا کہ وہ متخاصمین سے اجرت لیتے'

Marfat.com

حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ وہ بہت متدین خداترس تھے۔ پہلی بار ان کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر فرمایا اور یہ زمانۂ دراز تک قاضی رہے۔ ان سے مستبعد ہے کہ تنخواہ مقرر ہونے کے باوجود متخاصمین سے اُجرت لیتے ہوں۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ قاضی کو یہ جائز ہے کہ نہیں کہ متخاصمین سے اُجرت لے' اور جن لوگوں نے اس کو جائز کہا ہے انہوں نے بہت سی شرطیں لگائی ہیں لیکن علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اب یہ شرطیں عملاً ختم کر دی گئی ہیں اور اس زمانہ میں اجرت رائج ہو گئی ہے ایسی کہ اس کا ازالہ متعذر ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

ہاں اس پر اتفاق ہے کہ سلطان اسلام پر لازم ہے کہ حکام اور قاضیوں کی مناسب تنخواہ مقرر دے۔

ت ٨٦٠ - وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ. اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وصی اپنے کام کی مقدار لے سکتا ہے۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فرمایا:

وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ. (النساء:٦) اور جو محتاج ہو عرف کے مطابق کھائے۔

فرمایا: اللہ عزوجل نے یہ آیت یتیم کے ولی کے بارے میں نازل فرمائی ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہے' اگر وہ محتاج ہے تو یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔

ت ٨٦١ - وَأَكَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ. حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے تنخواہ لی۔

اسے امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' نیز امام بخاری نے کتاب البیوع میں اسے مفصل ذکر فرمایا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو تعلیق ہے اسے امام ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری حیثیت اللہ کے مال میں وہی ہے جو یتیم کے مال میں اس کے وصی کی ہے۔ اگر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہوگی تو میں کچھ نہیں لوں گا اور اگر مجھے ضرورت ہوئی تو عرف کے مطابق لوں گا۔

کرابیسی نے روایت کیا کہ میں جاڑے اور گرمی کے دو جوڑے' اپنے اور اپنے اہل وعیال کا نان نفقہ قریش کے متوسط فرد کے مطابق لیتا ہوں۔

٢٩١٢ - اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَلَمْ اُحَدَّثْ اَنَّكَ تَلِيْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ فَقُلْتُ بَلٰى فَقَالَ عُمَرُ مَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ؟ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اَفْرَاسًا وَاَعْبُدًا وَاَنَا بِخَيْرٍ وَاُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُّ الَّذِيْ اَرَدْتَّ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهِ عبداللہ بن سعدی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کے زمانۂ خلافت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگوں کے کچھ کاموں کو انجام دیتے ہو اور جب اس کی اجرت تم کو دی جاتی ہے تو تم اس کو برا سمجھتے ہو' میں نے عرض کیا کہ ہاں! ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: میرے پاس گھوڑے ہیں اور غلام ہیں اور میں خوشحال ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری خدمت مسلمانوں پر صدقہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا مت کر کیونکہ میں نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا تم نے کیا ہے۔ رسول اللہ

Marfat.com

اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

(مسلم، ابوداؤد، نسائی۔ کتاب الزکوٰۃ)

ﷺ مجھ کو کچھ عطا فرمایا کرتے تھے اور میں عرض کرتا تھا کہ آپ اسے مجھ سے زیادہ حاجت مند کو عطا فرمائیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو کچھ مال عطا فرمایا، میں نے وہی عرض کیا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اسے عطا فرمائیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اس کو لے لو اور اپنے قبضہ میں کر کے صدقہ کر دو۔ اس مال سے جو کچھ تمہارے پاس آئے نہ تمہیں اس کی طمع ہو اور نہ تم نے اس کو مانگا ہو تو لے لو اور اگر نہ آئے تو اس کے لینے کے درپے نہ ہو۔

اس سند کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں چار صحابہ کرام راوی ہیں، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کا زمانہ چھ سال کا پایا اور مدینہ میں وفات پانے والے صحابہ کرام میں سب سے آخر ہیں۔ چورانوے یا چھیانوے سال کی عمر میں ۸۰ھ یا ۸۱ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت خویطب بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے، جب کہ ان کی عمر قریب ساٹھ سال کی تھی۔ حنین کے غنائم میں سے ان کو سو اونٹ عطا فرمائے گئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جن چند حضرات نے دفن فرمایا تھا ان میں ایک یہ بھی ہیں۔ مدینہ طیبہ کے اپنے گھر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چالیس ہزار میں بیچا تھا۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ ان کے والد کا نام وقدان بن عبد شمس بن عبدود ہے۔ ان کو سعدی اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو سعد میں دودھ پیا تھا۔ ۵۷ھ میں مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔

اور چوتھے صحابی خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا اور زکوٰۃ کے محصلین کو ان کے کام کی مقدار زکوٰۃ کے مال سے اُجرت دینے کی اجازت خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اس حدیث کا آخری حصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ قَضٰى وَلَاعَنَ فِى الْمَسْجِدِ (ص ۱۰۶۲)

جس نے مسجد میں فیصلہ کیا اور لعان کرایا

ت ۸۶۲- وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے منبر کے پاس لعان کرایا۔

منبر اقدس کے پاس لعان میں یہ حکمت تھی کہ اس کے تقدس کی وجہ سے فریقین جھوٹا لعان کرتے ہوئے ڈریں گے۔ اسی سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قسم میں زیادہ پختگی کی نیت سے کسی مخصوص، معظم، متبرک جگہ قسم کھلائی جا سکتی ہے، اسی طرح خاص وقت میں بھی۔

ت ۸۶۳- وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِیُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِى الْمَسْجِدِ

اور قاضی شریح اور امام شعبی اور یحییٰ بن یعمر مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔

Marfat.com

قاضی شریح یحییٰ بن یعمر کی تعلیق کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے اور امام شعبی کے اثر کو سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے جامع سفیان میں عبداللہ بن شبرمہ سے روایت کیا ہے' وہ کہتے ہیں: میں نے امام شعبی کو دیکھا کہ انہوں نے ایک یہودی کو بہتان کے جرم میں مسجد میں کوڑا مارا۔

اگرچہ مسجد میں حد قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ غالباً امام شعبی نے یہ اجتہاد فرمایا کہ ممانعت حدود کے ساتھ خاص ہے۔ معمولی سزا مسجد میں دی جاسکتی ہے۔

ت ۸٦٤ - وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ.

حضرت امام حسن بصری اور زرارہ بن اوفیٰ مسجد کے باہر صحن میں فیصلہ کرتے تھے۔

علامہ کرمانی نے فرمایا: ''رَحَبَة'' حاء کے فتحہ کے ساتھ صحن کے معنی میں ہے۔ ''رَحْبَة'' حاء کے سکون کے ساتھ ایک شہر کا نام ہے۔

مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرنا اور لعان کرنا جائز ہے لیکن اس زمانہ میں اس سے بچنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ' حَتّٰى اِذَا اَتٰى عَلٰى حَدٍّ اَمَرَ اَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ (ص ۱۰٦۲)

جس نے مسجد میں فیصلہ کیا اور جب حد قائم کرنے کا وقت آیا تو حکم دیا کہ مسجد کے باہر نکال کر حد لگاؤ

توضیح

مسجد میں حد قائم کرنے کی ممانعت کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ یہی مسروق' شعبی' عکرمہ اور ہمارا اور حضرت امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق کا مذہب ہے۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ اسے جائز جانتے ہیں اور امام شعبی سے بھی یہی روایت ہے۔ حضرت امام مالک نے فرمایا: کوڑوں کی معمولی سزائیں مسجد میں دینی جائز ہیں' البتہ سنگین سزائیں اور حدود کی اجازت نہیں۔

ت ۸٦٥ - وَقَالَ عُمَرُ اَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں کو مسجد سے نکالو۔

اس اثر کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کی سند شیخین کی شرط پر ہے۔

ت ۸٦٦ - وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس کے مثل ذکر کیا جاتا ہے۔

اس تعلیق کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ایسا راوی بھی ہے جس پر جرح کی گئی ہے اس لیے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صیغۂ تمریض سے ذکر کیا ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے ان سے کچھ کہا۔ حضرت علی نے اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ اسے مسجد سے باہر لے جا کر اس پر حد قائم کرو۔

مسجد میں سزا دینے میں مسجد کی بے حرمتی اور اس کے ناپاک ہونے کا اندیشہ قوی ہے اس لیے مسجد میں سزا دینا جائز نہیں۔

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ' فِي وِلَايَةِ الْقَضَاءِ اَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

حاکم اگر فریقین میں سے کسی ایک کا گواہ ہو تو کیا

Marfat.com

فِیْ وَلَایَتِهِ الْقَضَاءَ اَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ' لِلْخَصْمِ (ص ۱۰۶۲)

حکم ہے؟ خواہ اس نے تحمل شہادت قاضی ہونے کے بعد کیا ہو یا قاضی ہونے سے پہلے

توضیح

جس قاضی کے یہاں معاملہ ہے وہ قاضی فریقین میں سے کسی کا گواہ ہو تو کیا اسے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت ہے یا یہ کہ یہ مقدمہ کسی اور حاکم کے پاس پیش کیا جائے۔ یہ حاکم اس کے یہاں جا کے گواہی دے۔ اسے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کا حق نہیں۔ یہ بہت معرکۃ الآراء مسئلہ ہے' اسی لیے امام بخاری نے کوئی فیصلہ نہیں کیا' لیکن آخر میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ان کا مختار یہی ہے کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا ہے۔

''الشهادة تكون عند الحاكم'' سے مراد یہ ہے کہ جس حاکم کے یہاں مقدمہ ہے وہ ایک فریق کا گواہ اور معاملہ کا عینی شاہد ہے۔

ت ۸۶۷ - وَقَالَ شُرَيْحٌ اَلْقَاضِیْ' وَسَاَلَهٗ اِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ' فَقَالَ اِئْتِ الْاَمِيْرَ حَتّٰى اَشْهَدَ لَكَ.

قاضی شریح سے ایک انسان نے گواہی کا سوال کیا تو انہوں نے کہا: امیر کے پاس آ تا کہ میں تیرے حق میں گواہی دوں۔

اس تعلیق کو حضرت سفیان ثوری نے ذکر کیا ہے۔ امام شعبی نے کہا کہ ایک شخص نے قاضی شریح کو گواہ بنایا' پھر آیا اور ان کے یہاں مقدمہ پیش کیا تو فرمایا: امیر کے پاس جا' میں تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی شریح اس کو جائز نہیں جانتے تھے کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے۔

ت ۸۶۸ - وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلٰى حَدِّ زِنًا اَوْ سَرِقَةٍ' وَاَنْتَ اَمِيْرٌ؟ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ' قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ عُمَرُ لَوْ لَا اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ' لَكَتَبْتُ اٰيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِیْ.

عکرمہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اگر میں کسی شخص کو زنا یا چوری کرتے دیکھوں اور تم امیر ہو تو؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: آپ کی گواہی مسلمانوں کے ایک مرد کی گواہی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں بڑھا دیا تو میں آیت رجم کو اپنے ہاتھ سے لکھتا۔

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے' یہ اثر منقطع ہے' اس لیے کہ عکرمہ نے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے نہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا۔

اس اثر سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی تھا کہ قاضی کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

آیت رجم کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے ظاہر ہے کہ وہ حاکم کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے' اس لیے کہ ان کو قطعی طور پر معلوم تھا کہ آیت رجم قرآن کی آیت ہے مگر پھر بھی انہوں نے اسے مصحف میں نہیں لکھا۔

ت ۸۶۹ - وَاَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا اَرْبَعًا فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ' وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِیَّ

اور حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چار بار زنا کا اقرار کیا۔ اس پر انہیں سنگسار کرنے کا حکم دیا اور یہ کہیں مذکور

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهٗ.

نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کو گواہ بنایا ہو۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم کے سامنے اقرارِ زنا جیسے سنگین جرم کے لیے بھی کافی ہے بہ خلاف دیکھنے کے کہ اگر حاکم نے خود کسی کو زنا کرتے ہوئے دیکھا تو حد نہیں قائم کر سکتا۔

ت ۸۷۰ - وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا اَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ. وَقَالَ الْحَكَمُ اَرْبَعًا.

اور حماد نے کہا: اگر حاکم کے سامنے ایک بار زنا کا اقرار کر لے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا اور حکم نے کہا کہ چار مرتبہ اقرار ضروری ہے۔

حضرت حماد بن سلیمان کا لقب فقیہ کوفہ تھا۔ یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھی ہیں۔ حکم بن عتیبہ یہ بھی فقیہ عراق ہیں۔

ہمارے نزدیک اقرار سے زنا کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ مجرم چار بار چار مجلسوں میں ہوش کی حالت میں صاف اور صریح لفظ میں زنا کا اقرار کرے تو تین مرتبہ تک ہر بار قاضی اس کے اقرار کو رد کر دے، جب چوتھی مرتبہ بھی اقرار کر لے تو اب قاضی اس سے پوچھے گا: زنا کس کو کہتے ہیں؟ کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ کب کیا ہے؟ اور کہاں کیا ہے؟ کس طرح کیا ہے؟ جب ان سب سوالوں کے جوابات صحیح دے لے گا تو اس پر حد قائم کی جائے گی جیسا کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ حاکم کی عدالت میں اقرار کرے اور اگر کہیں اور اقرار کیا تو اس کا اعتبار نہیں، اگرچہ چار یا اس سے زیادہ گواہ ہوں۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ قاضی کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔ اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

وَقَالَ اَهْلُ الْحِجَازِ اَلْحَاكِمُ لَا يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ، شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهٖ اَوْ قَبْلَهَا، وَلَوْ اَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهٗ لِاٰخَرَ بِحَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ، فَاِنَّهٗ لَا يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا اِقْرَارَهٗ. وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ اَوْ رَاٰهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضٰى بِهٖ، وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهٖ لَمْ يَقْضِ اِلَّا بِشَاهِدَيْنِ.

اور اہل حجاز نے کہا: حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا خواہ اسے اس کا علم قاضی بنائے جانے کے زمانے میں ہوا ہو یا پہلے، اور اگر اس کی عدالت میں کوئی فریق دوسرے کے حق کا اقرار کرے تو بعض کا قول یہ ہے کہ ہرگز فیصلہ نہیں کرے گا یہاں تک کہ دو گواہ اس کے اقرار پر مقرر کرے، اور بعض اہل عراق نے کہا کہ مجلس قضاء میں قاضی جو کچھ سنے یا دیکھے اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے اور مجلس قضا کے باہر جو دیکھے اس کے مطابق اس وقت تک فیصلہ نہیں کرے گا جب تک دو گواہ نہ ہوں۔

یہاں بعض اہل عراق سے حضرت امام اعظم اور احناف مراد ہیں۔

وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهٖ، لِاَنَّهٗ مُؤْتَمَنٌ، وَاِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ، فَعِلْمُهٗ اَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ.

اور اہل عراق کے کچھ اور لوگوں نے کہا کہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے گا اس لیے کہ وہ امانت دار ہے اور شہادت سے مقصود حق پہچاننا ہوتا ہے اور قاضی کا علم شہادت سے بڑھ کر ہے۔

توضیح

یہ حضرت امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور حضرت امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔

Marfat.com

وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ فِي الْاَمْوَالِ، وَلَا يَقْضِيْ فِيْ غَيْرِهَا. وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ اَنْ يَّمْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهٖ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهٖ مَعَ اَنَّ عِلْمَهٗ اَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهٖ، وَلٰكِنَّ فِيْهِ تَعَرُّضًا لِتُهَمَةِ نَفْسِهٖ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ، وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ اِنَّمَا هٰذِهٖ صَفِيَّةُ.

اور بعض اہل عراق نے کہا کہ اموال میں فیصلہ کرسکتا ہے اور دوسرے معاملات میں نہیں' اور قاسم نے کہا: حاکم کو مناسب نہیں کہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے۔ ہاں! دوسرے کے علم کے مطابق فیصلہ کرے گا (مثلاً گواہوں کی شہادت پر) حالانکہ حاکم کا علم دوسرے کی گواہی سے بڑھ کر ہے لیکن اس میں اپنے آپ کو مسلمانوں کے نزدیک تہمت کے لیے پیش کرنا اور انہیں بدگمانی میں ڈالنا ہے' اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدگمانی کو ناپسند فرمایا اور فرمایا: یہ صفیہ ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں قاسم سے مراد قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ہیں جو مدینہ طیبہ کے فقہائے سبعہ میں سے تھے اس لیے کہ مطلق قاسم سے وہی مراد ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے کام کو ناپسند فرماتے تھے جس سے لوگ بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں' اگرچہ فی نفسہ اس میں کوئی حرج نہ ہو۔ اسی باب میں یہ حدیث مذکور ہے: حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ ایک بار رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لیے مسجد میں آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ ان کے گھر تک گئے۔ اسی اثناء میں انصار کے دو آدمی وہاں گزرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کو بلا کر فرمایا: یہ صفیہ ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! یعنی ہم حضور پر بدگمانی کر سکتے ہیں۔ فرمایا: شیطان ابن آدم میں خون کے ساتھ چلتا ہے۔

ظاہر ہے کہ قاضی جب اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے گا تو اس کا فیصلہ کتنا ہی حق ہو لوگ چہ میگوئیاں کریں گے' بدنام کریں گے اس لیے قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے جب تک ثبوت شرعی نہ پالے۔

بَابُ اِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ (ص ۱۰۴۳)

حاکم کا دعوت قبول کرنا

ت ۸۷۱ - وَقَدْ اَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِّلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ایک غلام کی دعوت قبول کی۔

اس تعلیق کو امام ابومحمد بن ساعد نے اپنے فوائد میں سند صحیح کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے۔ انہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے مدعو کیا تو انہوں نے اس کی دعوت قبول کر لی اور فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کروں اور برکت کی دعا کروں۔

حاکم کو بشرائط عوام کی دعوت قبول کرنے کی اجازت ہے۔

بَابُ اِسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ (ص ۱۰۶۴)

آزاد شدہ غلاموں کو قاضی اور عامل بنانا

۲۹۱۳ - اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہما مہاجرین اولین اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد قباء میں امامت کرتے تھے جن میں حضرات ابوبکر اور عمر' ابوسلمہ' زید اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہوتے۔

Marfat.com

بْنُ رَبِيْعَةَ.

حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما فارس کے مشہور شہر اصطخر کے باشندے تھے' ان کے والد کا نام معقل تھا' یہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ثبینہ بنت یعار کے غلام تھے' جنہیں انہوں نے آزاد کر دیا۔ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو متبنیٰ بنالیا اور اپنی بھانجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے شادی کر دی۔ یہ فضلاء موالی اور خیار صحابہ سے تھے' ان کا شمار قراء میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے پہلے جو صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے ان میں یہ حضرت سالم بھی تھے۔ چونکہ یہ سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھے ہوئے تھے اس لیے یہی ان لوگوں کے امام تھے۔ قباء کے قریب ایک جگہ عصبہ تھی وہیں یہ امامت کرتے تھے جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ باب: ''امامة العبد والمولیٰ'' میں گزر چکا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد قباء کی تعمیر کے وقت یہ مسجد قباء کے بھی امام تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ قباء جاتے تو ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر تھے اور زید سے مراد علامہ کرمانی کی تفسیر کے مطابق حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں' اور بعض حضرات نے کہا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما ہیں' اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔

مہاجرین اولین سے مراد وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی' یا وہ مراد ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

اس حدیث سے باب کا ثبوت یوں ہوتا ہے کہ جب ایک آزاد شدہ غلام کو نماز کا امام بنانا جائز ہے تو قاضی اور حاکم بنانا بہ درجۂ اولیٰ جائز' البتہ آزاد شدہ غلام خلیفہ نہیں ہوسکتا اس لیے کہ خلیفہ ہونے کے لیے قریشی ہونا شرط ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ' وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ (ص ۱۰۶۴)

بادشاہ کے منہ پر اس کی تعریف کرنا اور وہاں سے نکلنے کے بعد اس کے خلاف کہنا ناپسندیدہ ہے

٢٩١٤- ح: [قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے

٢٩١٤ - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا' فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ' قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

عاصم اپنے والد حضرت محمد بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے ان کے خلاف کہتے ہیں جو وہاں آنے کے بعد ہم کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اسے نفاق شمار کرتے تھے۔

اس سند کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تین افراد ہیں' عاصم' محمد' عبداللہ اور اس حدیث میں نفاق سے مراد عرفی نفاق ہے۔ اگر واقعی بادشاہ ثناء کا مستحق ہے تو پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرنا باطل ہے' اور اگر سلطان ثناء کا مستحق نہیں تو منہ پر اس کی ثناء کرنا باطل ہے۔ جو شخص حق پرستوں کو بھی خوش رکھنا چاہتا ہے اور اہل باطل کو بھی ایسا شخص معاشرہ میں خطرناک بھی ہوتا ہے اور ناپسندیدہ بھی۔

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ' وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ (ص ۱۰۶۸)

حکام کا ترجمہ کرنے والا اور کیا ایک ترجمان کافی ہے

Marfat.com

ت ۸۷۲ - وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهٗ، وَاَقْرَاْتُهٗ كُتُبَهُمْ اِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ یہودیوں کا خط سیکھیں (چنانچہ میں نے سیکھ لیا) یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط یہودیوں کے نام میں نے لکھا اور ان کا خط جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا اسے پڑھ کر سناتا۔

حضرت امام بخاری نے اس واقعہ کو کتاب التاریخ میں تفصیل کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مجھے پیش کیا گیا۔ حضور نے مجھے پسند فرمایا۔ حضور کو بتایا گیا کہ یہ بنی نجار کا بچہ ہے۔ اس نے قرآن مجید کی کئی سورتیں یاد کی ہیں۔ حضور نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے سورۂ ق پڑھ کر سنائی تو مجھ سے فرمایا: یہودیوں کے لکھنے کا طریقہ سیکھ لو مجھے یہودیوں پر اطمینان نہیں۔ میں نے آدھے مہینہ میں سیکھ لیا۔ یہاں تک کہ یہودیوں کا خط حضور کے پاس لکھنے لگا اور حضور کے پاس یہودیوں کا خط آتا تو اسے پڑھ کر سناتا۔

ت ۸۷۳ - وَقَالَ عُمَرُ، وَعِنْدَهٗ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهٖ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بیٹھے ہوئے تھے (کہ عجمی زبان میں ایک عورت کچھ کہنے لگی) تو حضرت عمر نے پوچھا: یہ کیا کہہ رہی ہے؟ تو عبدالرحمٰن بن حاطب نے بتایا: میں نے کہا: جس شخص نے اس کے ساتھ یہ حرکت کی ہے اس کی خبر آپ کو دے رہی ہے۔

قصہ یہ تھا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ ایک لونڈی نویبہ نام کی تھی جنہیں زنا سے حمل رہ گیا تھا۔ فریاد لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔ یہ عجمیہ تھیں، اپنی زبان میں بول رہی تھیں جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھ نہ پائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب نے اس کا ترجمہ کیا۔

ت ۸۷۴ - وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

ابو جمرہ نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمہ کرتا تھا، اور بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کے لیے دو مترجم ضروری ہیں۔

یہاں بعض الناس سے مراد حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ انہیں کا مذہب ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر جگہ بعض الناس سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کو مراد نہیں لیتے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مذہباً شافعی نہیں تھے۔ اس کا بھی احتمال ہو سکتا ہے ان کی مراد محرر مذہب حنفیہ امام محمد ہوں۔

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْاِمَامُ النَّاسَ (ص ۱۰۶۹)

امام لوگوں سے کیسے بیعت لے؟

۲۹۱۵ - اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ. وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ، وَاَنْ نَّقُوْمَ اَوْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ

ولید بن عبادہ نے کہا کہ مجھے میرے والد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بیعت کی کہ ہر بات سنیں گے اور ہر حکم کی اطاعت کریں گے خواہ وہ بات پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ ہو۔ حاکم اہل ہوگا تو اس سے لڑیں گے نہیں

Marfat.com

فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. (مسلم۔کتاب المغازی)

اور حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے جہاں کہیں بھی رہیں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

عقبہ کی بیعت ثانیہ کے وقت یہ بیعت ہوئی تھی اور اس میں تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اس بیعت کا اہم جزیہ تھا: اور جو خلیفہ خلافت کا اہل ہوگا اس سے بغاوت نہیں کریں گے۔ اگر وہ انصاف کرے گا تو اسے اجر ملے گا اور ہم شکر کریں گے اور اگر ظلم کرے گا تو اس کا وبال اس پر ہوگا اور ہم صبر کریں گے۔

٢٩١٦ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے اور اطاعت پر بیعت کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: (یہ بھی کہو) بہ قدر استطاعت۔

٢٩١٧- ح: [بَيْعَةُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعَبْدِ الْمَلِكِ السَّفَاكِ]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عبدالملک سفاک کی بیعت

٢٩١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُّ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ اِنِّىْ اُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ مَا اسْتَطَعْتُ، وَاِنَّ بَنِىَّ قَدْ اَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

حضرت عبداللہ بن دینار نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب سب لوگوں کا عبدالملک پر اتفاق ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے لکھا: میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے بندے عبدالملک امیر المومنین کی بات سنوں گا اور مانوں گا جو بات اللہ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوگی بہ قدر استطاعت اور میرے بیٹوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت ۷۳ھ میں ہوگئی تو پورے بلادِ اسلامیہ پر عبدالملک بن مروان کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک سفاک کو مذکورہ بالا رقعہ لکھا تھا۔ اس سے قبل انہوں نے نہ مروان کی اور نہ اس کے بیٹے عبدالملک کی بیعت کی تھی اور نہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جیسے کہ انہوں نے ابتداءً نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور نہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی اور نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی۔ جب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

٢٩١٨ - عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَلَقَّنَنِىْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ میں حضور کی بات سنوں گا اور اس پر عمل کروں گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تلقین کی کہ یہ بھی کہو: بہ قدر استطاعت اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر۔

٢٩١٩- ح: [تَفْصِيْلُ بَيْعَةِ عُثْمَانَ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ]

بیعت کی تفصیل

۲۹۱۹- اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الرَّهْطَ الَّذِیْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا، قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِیْ اُنَافِسُكُمْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ، وَلٰكِنَّكُمْ اِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ، فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ اِلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَتّٰی مَا اَرٰی اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ یَتْبَعُ اُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا یَطَاُ عَقِبَهٗ، وَمَالَ النَّاسُ عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یُشَاوِرُوْنَهٗ تِلْكَ اللَّیَالِیَ، حَتّٰی اِذَا كَانَتِ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ اَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَایَعْنَا عُثْمَانَ، قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ، فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰی اِسْتَیْقَظْتُ، فَقَالَ اَرَاكَ نَائِمًا، فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ بِكَبِیْرِ نَوْمٍ، اِنْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَیْرَ وَسَعْدًا، فَدَعَوْتُهُمَا لَهٗ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِیْ فَقَالَ ادْعُ لِیْ عَلِیًّا، فَدَعَوْتُهٗ فَنَاجَاهُ حَتَّی ابْهَارَّ اللَّیْلُ، ثُمَّ قَامَ عَلِیٌّ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰی طَمَعٍ، وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَخْشٰی مِنْ عَلِیٍّ شَیْئًا، ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِیْ عُثْمَانَ، فَدَعَوْتُهٗ، فَنَاجَاهُ حَتّٰی فَرَّقَ بَیْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّی النَّاسُ الصُّبْحَ، وَاجْتَمَعَ اُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، فَاَرْسَلَ اِلٰی مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ، وَاَرْسَلَ اِلٰی اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ، وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَلِیُّ، اِنِّیْ قَدْ نَظَرْتُ فِیْ اَمْرِ النَّاسِ، فَلَمْ اَرَهُمْ یَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ، فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰی نَفْسِكَ سَبِیْلًا. فَقَالَ اُبَایِعُكَ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِیْفَتَیْنِ مِنْ بَعْدِهٖ، فَبَایَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَبَایَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ، وَالْاَنْصَارُ، وَاُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ، وَالْمُسْلِمُوْنَ.

مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ جن حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا حق دیا تھا اکٹھے ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا۔ ان سے حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: میں اس چیز کی رغبت نہیں رکھتا۔ ہاں! اگر تم چاہو تو تم میں سے کسی کو منتخب کر لوں تو ان لوگوں نے یہ حق حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب ان لوگوں نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیا تو سب لوگ حضرت عبدالرحمٰن کی طرف جھک پڑے یہاں تک کہ کسی کو میں نے نہیں دیکھا کہ بقیہ لوگوں کے پیچھے چلے۔ سب لوگ ان دنوں حضرت عبدالرحمٰن سے اس معاملہ میں مشورہ کرتے' یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کچھ رات گزرنے کے بعد میرے پاس آئے اور میرا دروازہ پیٹا' یہاں تک کہ میں جاگ گیا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ بخدا! ان تین راتوں میں' میں بہت کم سویا ہوں۔ جا! زبیر اور سعد کو بلا لا۔ میں ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے مشورہ کیا پھر مجھے بلایا اور کہا: علی کو بلا لاؤ۔ میں ان کو بلا لایا تو ان سے سرگوشی کی' یہاں تک کہ آدھی کے قریب رات گزر گئی' اس کے بعد حضرت علی ان کے پاس سے اٹھے اور انہیں خلافت ملنے کی کچھ امید تھی' اور حضرت عبدالرحمٰن کو حضرت علی سے کچھ اندیشہ بھی تھا' پھر کہا: عثمان کو بلاؤ۔ ان سے سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ صبح کے وقت مؤذن نے ان دونوں کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگ صبح کی نماز پڑھ چکے اور یہ لوگ منبر کے پاس اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے ان سب مہاجرین اور انصار کو بلایا جو مدینہ میں موجود تھے اور لشکروں کے امیروں کو بلایا اور یہ لوگ اس حج میں حضرت عمر کے ساتھ تھے۔ جب سب اکٹھے ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن نے خطبہ پڑھا' پھر کہا: اما بعد! اے علی! میں نے لوگوں سے معلومات کی تو میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ آپ کو عثمان کے برابر سمجھتے ہوں تو آپ مجھ سے خفا نہ ہوں تو حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان سے کہا: میں آپ سے

Marfat.com

اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ اور ان کے بعد دونوں خلیفہ کی سنت پر بیعت کرتا ہوں' اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن نے بیعت کی۔ اس کے بعد سب لوگوں نے اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں اور مسلمانوں نے بیعت کی۔

رھط.....(حضرت عمر نے چھ افراد کے سپرد یہ کام کیا تھا)

''رھط'' سے مراد یہ چھ افراد ہیں: حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے درخواست کی گئی کہ آپ اپنا کوئی جانشین منتخب فرمادیں۔ انہوں نے قبول نہیں فرمایا اور مذکورہ بالا چھ افراد کی ایک کمیٹی بنادی کہ یہ جسے چاہیں منتخب کردیں۔ یہ چھ حضرات عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور سابقین اولین مہاجرین میں سے تھے۔ ان چھ حضرات کا پوری قوم پر اثر تھا اور یہ لوگ عقل وتدبیر میں بھی سب سے فائق تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جس خوبصورتی کے ساتھ یہ کام انجام دیا یہ ان کے بہت بڑے مدبر اور ماہر سیاستدان ہونے کی دلیل ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب' ان کے فضل وکمال کے ساتھ ساتھ اس بناء پر بھی کیا کہ اکثر لوگوں کا رجحان انہیں کی طرف تھا۔

نیز اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُمید تھی کہ انتخاب میرا ہی ہوگا جیسا کہ ان کے بعض خطبات سے ظاہر ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں' وہ اس منصب کے اہل تھے۔ اگر انہیں اس منصب کی اُمید تھی تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ (ص ۱۰۷۱)

کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کا بیان

۲۹۲۰- ح: [حَذْرُ عُمَرَ فِی الْاِسْتِخْلَافِ]

خلیفہ بنانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط

۲۹۲۰ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قِیْلَ لِعُمَرَ اَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ اَبُوْ بَکْرٍ، وَاِنْ اَتْرُکْ فَقَدْ تَرَکَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَاَثْنَوْا عَلَیْهِ، فَقَالَ رَاغِبٌ وَرَاهِبٌ، وَدِدْتُّ اَنِّیْ نَجَوْتُ مِنْهَا کَفَافًا، لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ، لَا اَتَحَمَّلُهَا حَیًّا وَمَیِّتًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ کیوں نہیں بنادیتے؟ فرمایا: اگر میں خلیفہ بناؤں (تو بھی حرج نہیں) تو اپنا جانشین انہوں نے بنایا جو مجھ سے بہتر تھے ابوبکر' اور اگر میں نہ بناؤں (تو بھی بہتر ہے) کہ وہ ذات جو مجھ سے بہتر تھی انہوں نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے ان کی تعریف کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ رغبت اور ڈر سے ہے۔ میری آرزو یہ ہے کہ میں برابر برابر اس سے نجات پاجاؤں' نہ مجھے اس کا ثواب ملے اور نہ مجھے اس پر عذاب ہو۔ میں زندگی میں بھی یا وفات کے بعد بھی کیوں اس کا بوجھ اٹھاؤں؟

Marfat.com

رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے حضور جو ثواب ہے اس کی رغبت کرنے والا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرنے والا ہوں اور یہی معنی یہاں سب سے زیادہ مناسب ہے۔ ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ خلافت کی خواہش رکھتے ہیں اور کچھ لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں انہیں میں خلیفہ نہیں بناؤں گا کہ کہیں تائید ایزدی ان کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حکمرانی کا خواہش مند ہوتا ہے اسے اس کے اوپر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں ان کو اس لیے خلیفہ نہیں بناؤں گا کہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ کما حقہ اس بار کو اٹھا نہ سکیں۔

قوله وددتُ

یہ کلمہ از راہ تواضع ہے ورنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح ارشادات کے مطابق ان کا جنتی ہونا یقینی ہے۔

٢٩٢١- ح: [بَيْعَةُ الْعَامَّةِ لِاَبِيْ بَكْرٍ]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عامہ

٢٩٢١ - اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ وَاَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، قَالَ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرَهُمْ، فَاِنْ يَّكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ بِمَا هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ، فَاِنَّهٗ اَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِاُمُوْرِكُمْ، فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ، وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ، فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر کا آخری خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دوسرے دن دیا تھا۔ انہوں نے خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے، کچھ نہیں بول رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا: مجھے اُمید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاتِ ظاہری کے ساتھ ہمارے بعد بھی تشریف رکھیں گے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال سب کے بعد ہوگا، پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو اللہ نے تمہارے سامنے نور کر دیا ہے جس کے ذریعہ تم ہدایت پاؤ گے جس پر اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلایا اور ابوبکر بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور غار کے رفیق اور بلاشبہہ وہ تمام مسلمانوں سے زیادہ تمہارے معاملات کے لائق ہیں، اس لیے تم لوگ کھڑے ہو اور ان کی بیعت کرو اور ان میں سے ایک گروہ نے اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کی بیعت کر لی تھی اور بیعت عامہ منبر پر ہوئی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ اس دن میں نے حضرت عمر کو حضرت ابوبکر سے یہ کہتے ہوئے بھی سنا، منبر پر چلیے، وہ مسلسل کہتے رہے، یہاں تک کہ وہ منبر پر چڑھے اور لوگوں نے ان کی بیعت عامہ کی۔

خطبة عمر الآخرة

اس سے مراد وہ خطبہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دوسرے دن صبح کو مسجد نبوی میں دیا تھا۔ اسے آخری اس اعتبار سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فوراً ایک خطبہ دیا تھا جس میں یہ فرمایا تھا:

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا ہے اور وہ بہت جلد تشریف لائیں گے۔ یہ آخری خطبہ اس وقت دیا تھا جب سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کے بعد دوسرے دن صبح کو مسجد نبوی میں سارے اہل مدینہ جمع ہوئے تھے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت عامہ ہوئی تھی جس کی پوری تفصیل اس حدیث میں مذکور ہے۔

صحیح اور محقق یہی ہے کہ اسی موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت فرمائی تھی جس کو ہم پہلے تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔

صحیح یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کسی کو ولی عہد خلافت نہیں بنایا تھا' نہ حضرت صدیق اکبر کو' نہ حضرت علی' نہ حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کو۔ ہاں! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر بہت سے اشارات فرمائے تھے۔ ان میں سے بعض اشارات کو نص جلی بھی کہہ سکتے ہیں' مثلاً نماز کے لیے امام معین کرنا' پہلے حج کا امیر الحج بنانا' وغیرہ وغیرہ مگر پھر بھی اس کو قطعی طور پر خلیفہ بنانا نہیں کہا جا سکتا۔

[خلیفہ کی تقرری تین طریقوں سے ہوتی ہے]

خلیفہ کا تعین تین طریقوں سے ہوتا ہے: اول اصحاب حل وعقد کا انتخاب' دوسرے خلیفہ اول کا کسی کو اپنے بعد نامزد کر جانا۔ تیسرے خلیفہ اول کا کسی ایک فرد یا چند افراد کو یہ حق دے دینا کہ یہ جسے مناسب سمجھیں خلیفہ منتخب کر لیں۔ پہلے کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی۔ دوسرے کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے کہ انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نامزد فرمایا تھا۔ تیسرے کی مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ ان افراد کو جو عشرہ مبشرہ میں سے اس وقت باحیات تھے یہ حق دیا تھا کہ وہ باہمی مشورہ کرنے کے بعد جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر دیں۔ وہ حضرات یہ تھے:

حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چھ افراد کی کمیٹی بنائی تھی۔ میں نے یہ اضافہ کیا کہ اگر کوئی خلیفہ بجائے چند افراد کے ایک ہی شخص کو یہ حق دے دے کہ وہ کسی کو خلیفہ منتخب کر دے تو درست ہوگا۔ میں نے اس کی کہیں تصریح نہیں دیکھی ہے' یہ میرا استنباط ہے۔ اگر صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلط ہے تو شیطان اور میری طرف سے ہے۔

اس استنباط کی بنیاد اس پر ہے کہ اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنا یہ حق خلیفہ وقت کا ہے یا پھر اس نے کسی کو ولی عہد نہ کیا ہو تو اصحاب حل و عقد کا۔ چند افراد کی کمیٹی کو یہ حق خلیفۂ وقت کی تفویض سے حاصل ہوتا ہے' تو جس طرح خلیفۂ وقت کی تفویض سے چند افراد کا خلیفہ منتخب کرنا صحیح ہے بشرطیکہ خلیفۂ وقت نے ان کو یہ حق دیا ہو' اسی طرح اگر خلیفۂ وقت یہ حق کسی ایک شخص کو دے دے تو اس کا خلیفہ مقرر کرنا بھی درست ہوگا۔

پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ استطاعت ہوتے ہوئے پوری دنیا کے لیے ایک امیر المومنین منتخب کرنا امت پر فرض ہے۔

۲۹۲۲- ح: [وَفْدُ الْبُزَاخَةِ]

وفد بزاخہ

۲۹۲۲ - عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تُتْبَعُوْنَ اَذْنَابَ الْاِبِلِ، حَتّٰی یُرِیَ اللّٰہُ خَلِیْفَةَ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ اَمْرًا یَعْذِرُوْنَکُمْ بِہٖ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بزاخہ کے وفد سے فرمایا: (جاؤ) اونٹ کی دموں کے پیچھے گھومو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسی بات سمجھا دے جس کی بناء پر تمہارا عذر قبول کر لیا جائے۔

Marfat.com

بنی برُاخہ

اس سے مراد بحرین کے رہنے والے بنی اسد اور غطفان کے افراد ہیں جو حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور جن سے جنگ جاری تھی۔ جنگ میں پسپا ہونے کے بعد صلح کے لیے اپنا وفد بارگاہِ خلافت میں بھیجا تھا تو ان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: جاؤ! کچھ دن گھومو پھرو۔ میں مشورہ کر کے تم لوگوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کروں گا۔

حمیدی نے اس کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ اسد اور غطفان کے افراد صلح کے لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے' حرب مجلیہ یا سلم مخزیہ (یعنی کھلی ہوئی لڑائی یا رسوا کرنے والی صلح)' انہوں نے عرض کیا کہ مجلیہ تو ہم نے پہچان لیا مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا: ہم تمہارا ہتھیار اور تمہارے مویشی تم سے چھین لیں گے اور تم سے جو ہم نے مال حاصل کیا ہے وہ غنیمت بنا لیں گے اور تم نے جو مال مسلمانوں کا حاصل کیا ہے اسے واپس کرو گے اور ہمارے مقتولین کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے یعنی ہم اس کی کوئی دیت نہیں دیں گے' اور کچھ لوگوں کو چھوڑ دو گے کہ وہ جہاں چاہیں جائیں یہاں تک کہ ان کے بارے میں کوئی رائے قائم ہو۔

اس کے بعد حضرت صدیق اکبر نے لوگوں سے مشورہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے ایک رائے قائم کی۔ پہلے والے دونوں فیصلے ٹھیک ہیں لیکن اپنے مقتولین کی دیت طلب کرنا میری رائے میں مناسب نہیں۔ ہمارے مقتولین نے اللہ کے حکم کے مطابق لڑائی کی' ان کا اجر اللہ پر ہے اس کی کوئی دیت لینی مناسب نہیں۔ اس پر پوری قوم نے اتفاق کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں اتنا سخت فیصلہ اس بناء پر کیا تھا کہ ایمان لانے کے بعد یہ مرتد ہو گئے اور فساد پھیلایا' مسلمانوں کا ناحق قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹا۔ وہ بھی اس ماحول میں کہ ان کے پڑوس ہی میں مسیلمہ کذاب جھوٹی نبوت کا دعویدار تھا لیکن اسلامی مجاہدین کی یلغار سے پریشان ہو کر صلح کے خواہاں تھے۔ اس کا اندیشہ تھا کہ بعد میں پھر یہ موقع پا کر فساد پھیلاتے۔ اس لیے ضروری تھا کہ ان کو اس حال میں رکھا جاتا کہ آئندہ شر و فساد نہ کر سکیں۔

بَابٌ (ص ۱۰۷۲)

باب

۲۹۲۳- ح: [يَكُوْنُ اِثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا]

بارہ امیر ہوں گے

۲۹۲۳- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اِثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا. فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا' فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بارہ امیر ہوں گے۔ پھر ایک بات فرمائی جس کو میں نے نہیں سنا' میرے والد نے بتایا کہ حضور نے یہ فرمایا تھا کہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

(مسلم۔ ج ۲ ص ۱۱۹۔ کتاب الامارۃ۔ باب: الناس تبع لقریش' ابوداؤد۔ کتاب المہدی)

[اس حدیث کے مختلف الفاظ]

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ مسلم' ابوداؤد و طبرانی' بزار وغیرہ میں مذکور ہے۔ مسلم شریف میں یوں ہے: ''اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَا يَنْقَضِيْ حَتّٰى يَمْضِيَ فِيْهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً'' یہ امر یعنی دین ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ گزر لیں۔ دوسری روایت میں ہے: ''لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا''۔ تیسری روایت میں ہے: ''لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا''۔ چوتھی روایت میں ہے

Marfat.com

کہ ''لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا''۔ پانچویں روایت میں ہے: ''لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا'' وغیرہ وغیرہ۔ ابوداؤد میں ہے: ''لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا اِلٰی اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً قَالَ فَکَبَّرَ النَّاسُ وَضَجُّوْا فَقَالَ کَلِمَةً خَفِیْفَةً فَقُلْتُ لِاَبِیْهِ یَا اَبَتِ مَا قَالَ الْحَدِیْث'' یعنی یہ دین بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔ اس پر لوگوں نے تکبیر کہی اور خوشی میں بلند آوازیں نکالیں۔ حضور نے آہستہ ایک بات کہی' میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کیا فرمایا؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ فرمایا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

[اس حدیث کی مختلف توجیہات]

یہ بارہ امیر یا خلفاء کون کون ہیں؟ یا کب ہوں گے؟ اس بارے میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں۔ پہلی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ بارہ خلفاء برحق عادل قیامت تک ہوں گے' یہ ضروری نہیں کہ وہ سب مسلسل لگاتار ہوں' لیکن حدیث میں ''لَا یَزَال'' کا لفظ اس توجیہ میں حارج ہے۔ اس کے ظاہر سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد مسلسل بارہ خلفاء ہوں گے جن کے عہد میں دین غالب اور قائم رہے گا۔ ابوداؤد کی بعض روایتوں میں ہے: ''کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِ النَّاسُ'' جس پر سب لوگوں کا اجتماع ہوگا۔ اس قید کو سامنے رکھ کر امام قاضی عیاض وغیرہ نے ان خلفاء کے نام شمار کرائے ہیں جو اس حدیث کے مصداق ہو سکتے ہیں جن میں چار خلفاء راشدین ہیں اور آٹھ خلفاء بنوامیہ میں سے ہیں' حضرت معاویہ' یزید' عبدالملک بن مروان' ولید' سلیمان' یزید بن عبدالملک' ہشام بن عبدالملک' ولید بن یزید بن عبدالملک' لیکن اس تفصیل میں دو خرابیاں ہیں۔ اوّل یہ کہ یزید کو ان میں شمار کیا' حالانکہ یزید کسی طرح اس کا اہل نہیں کہ اسے خلفاء میں شمار کیا جائے۔

(۱) وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولی عہدی سے خلیفہ ہوا' جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولی عہد بنا دیں جیسا کہ میں نے مقالات امجدی میں اس کو ثابت کیا۔

(۲) حدیث میں تصریح ہے کہ دین غالب اور محفوظ رہے گا حالانکہ یزید کے عہد میں دین جو کو نقصان پہنچا ہے وہ چنگیز کے دور میں بھی نہیں پہنچا ہوگا۔ واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ اس کی دلیل ہے کہ یزید کے دور میں دین کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

(۳) یزید کی خلافت پر امت متفق بھی نہیں ہوئی۔ دوسری وجہ اس توجیہ کے صحیح نہ ہونے کی یہ ہے کہ ان میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خارج رکھا گیا ہے حالانکہ بالاتفاق وہ امت کے خلیفہ راشد تھے۔

(۴) حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس میں شمار نہیں کیا گیا ہے' حالانکہ ان کی خلافت باتفاق اہل سنت و بنص حدیث حق تھی بلکہ خلافت راشدہ تھی۔

بہرحال اس فہرست کو تھوڑی ترمیم کے بعد درست کیا جا سکتا ہے' مثلاً بجائے یزید کے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو داخل کیا جائے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو داخل کر کے ولید بن یزید بن عبدالملک کو خارج کر دیا جائے اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ عذر کر دیا جائے کہ چونکہ ان کی خلافت پر پوری امت کا اتفاق نہیں ہو سکا تھا اس لیے ''کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ الْاُمَّةُ'' کی قید سے وہ اس فہرست میں داخل نہیں کیے گئے۔ اسی طرح شارحین نے ایک دوسری فہرست بھی تیار کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے: خلفاء اربع' امام حسن' حضرت معاویہ' یزید' عبدالملک' ولید بن عبدالملک' سلیمان بن عبدالملک' عمر بن عبدالعزیز' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

لیکن یزید کا اس میں شمار اب بھی مجھے کھٹکتا ہے۔ اب یا تو یہ کہہ کر بات ختم کر دی جائے کہ مراد ایسے بارہ خلفاء ہیں جنہیں اکثریت نے بہ خوشی یا بالجبر خلیفہ تسلیم کر لیا ہو' خواہ ان کی خلافت حقیقت میں صحیح ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

یہ شراح کرام کی ترجمانی تھی، لیکن میرا اپنا موقف یہ ہے کہ اس حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہیں؟ یہ راز سربستہ رہا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مراد کون بارہ خلفاء ہیں وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں۔



Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۵ - کِتَابُ التَّمَنِّیْ (ص ۱۰۷۳)

[تمناؤں کا بیان]

بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّمَنِّیْ وَمَنْ تَمَنَّی الشَّهَادَةَ (ص ۱۰۷۳)

تمنا کا بیان اور جس نے شہادت کی تمنا کی

تمنی.....(تمنا کا معنی)

باب تفعل کا مصدر ہے۔اس کا مادہ ''امنیة'' ہے جس کی جمع ''امانی'' ہے' آرزو کرنا' تمنی کے معنی یہ ہیں کہ آدمی یہ ارادہ کرے کہ آئندہ یہ بات ہو جائے۔اگر یہ بات اچھی ہے تو تمنا محمود ہے اور اگر بری بات ہے تو تمنا مذموم ہے۔نیز اچھی بات کی تمنا اگر حسد کی بناء پر ہو تو بھی مذموم ہے۔تمنا ہی کے قریب قریب رجا بھی ہے۔دونوں میں فرق یہ ہے کہ رجا کا تعلق صرف ممکنات سے ہوتا ہے اور تمنا کا تعلق ممتنعات سے بھی ہوتا ہے۔

۲۹۲۴ - عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ' وَدِدْتُّ اِنِّیْ لَاُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ' ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ' ثُمَّ اُحْیَا' ثُمَّ اُقْتَلُ' ثُمَّ اُحْیَا' ثُمَّ اُقْتَلُ' ثُمَّ اُحْیَا. فَکَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُهُنَّ ثَلَاثًا' اَشْهَدُ بِاللّٰهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' اور حضرت ابو ہریرہ ان کو تین بار کہتے تھے' اللہ کے لیے میں گواہی دیتا ہوں۔

اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو بہ طریق ابو سلمہ اور سعید بن مسیب ہے' اس میں یہ تمنا چار بار ہے اور اس روایت میں تین بار ہے پھر مزید تاکید کے ساتھ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو تین ہی بار کہتے تھے۔جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد حجت نہیں اس لیے اقل اکثر کا رافع نہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۶ - کِتَابُ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ (ص۱۰۷۶)

اخبار آحاد کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِی الْاَذَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْاَحْکَامِ

ایک سچے شخص کی خبر کے اذان اور نماز اور روزے اور فرائض اور احکام میں معتبر ہونے کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ۝﴾ (التوبہ:۱۲۲)' وَیُسَمَّی الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ (الحجرات:۹)' فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِیْ مَعْنَی الْاٰیَةِ. وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ م بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا﴾ (الحجرات:۶)' وَکَیْفَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمَرَاءَهٗ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ' فَاِنْ سَهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ اِلَی السُّنَّةِ. (ص۱۰۷۶)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں O ایک شخص کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے' اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑیں' پس اگر دو شخص بھی لڑیں تو بھی آیت کے معنی میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو' اور کیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امراء کو ایک کے بعد دوسرے کو بھیجا' اگر ان میں سے کوئی بھول جائے تو سنت کی طرف ان کو لوٹا دیا جائے۔

توضیح

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح خبر متواتر مشہور حجت ہے اسی طرح خبر واحد بھی حجت ہے۔ اس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرح سے استدلال فرمایا ہے۔ چونکہ کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ خبر واحد حجت نہیں جب تک کہ ایک شخص سے زیادہ اس کے راوی ہر قرن میں نہ ہوں جیسے کہ شہادت میں نصاب شرط ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ خبر اس وقت معتبر ہوگی جب کہ اس کے راوی ہر قرن میں دو ہوں۔ بعض نے کہا: تین ہوں' بعض نے کہا: چار ہوں اور بعض نے کہا: کم از کم سات ہوں۔

[امام بخاری کے استدلال]

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ اگر کسی حدیث کا راوی ایک ہی ہو اور وہ سچا ہو تو وہ معتبر ہے اور احکام میں حجت۔

Marfat.com

امام بخاری کا استدلال یہ ہے کہ ایک شخص اذان کہتا ہے جس پر اعتماد کر کے سب لوگ حاضر ہو جاتے ہیں اور اسی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کی خبر پر کہ سورج ڈوب گیا لوگ روزہ کھول دیتے ہیں۔ ایک شخص کی خبر پر کہ صبح صادق طلوع کر آئی روزہ دار کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ ایک شخص نے بتایا کہ قبلہ اس طرف ہے اس پر اعتماد کر لیا جاتا ہے اور یہ سب عہد رسالت سے ہوتا چلا آرہا ہے' کسی بھی عہد میں یہ شرط نہیں کی گئی کہ ان سب چیزوں میں سے ایک سے زائد اشخاص ضروری ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔

دوسرا استدلال یہ فرمایا کہ ارشاد ہے کہ ہر گروہ میں سے ایک طائفہ دین میں تفقہ حاصل کرے تا کہ اپنی قوم کو ڈرائے یعنی انہیں احکام شرع پہنچائے اور طائفہ بول کر کبھی ایک شخص مراد ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ ''وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا'' میں ''طَائِفَتَانِ'' کا لفظ عام ہے۔ اس صورت کو بھی شامل ہے کہ دو شخص اکیلے اکیلے لڑیں' تو اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر کسی گروہ سے ایک شخص علم دین حاصل کر کے کسی کو حکم شرعی پہنچائے اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔

تیسرا استدلال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ''اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا'' سے فرمایا۔ یہ استدلال بہ طریق مفہوم شرط اور صفت ہے کہ جب فاسق کی خبر تحقیق حال کے بعد معتبر ہے اور تحقیق کے لیے فاسق کی خبر ہونا شرط قرار دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ اگر عادل واحد کوئی خبر لائے تو معتبر ہے۔

چوتھا استدلال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیروں کو بھیجا جو ایک ہوتے تھے۔ اگر ایک آدمی کی بات معتبر نہ ہوتی تو پھر امراء کا بھیجنا لغو ہوتا۔

[خبر واحد کے سلسلہ میں ہمارا مذہب]

ہمارے نزدیک بالاتفاق خبر واحد حجت ہے' البتہ اس کی قوت خبر مشہور و متواتر اتنی نہیں مثلاً خبر متواتر اور مشہور سے نسخ جائز ہے' مطلق کو مقید کرنا جائز ہے' عام کو خاص کرنا جائز ہے' مگر خبر واحد سے یہ سب جائز نہیں جس کی پوری تفصیل اُصول فقہ میں مذکور ہے۔''

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۷- كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ (ص۱۰۷۹)

[مضبوطی سے تھامنے کا بیان]

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ (ص۱۰۷۹)

۲۹۲۵- اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِیْنَ بَایَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَبَا بَكْرٍ، وَاسْتَوٰی عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، تَشَهَّدَ قَبْلَ اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ، فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عَلَی الَّذِیْ عِنْدَكُمْ، وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِیْ هَدَی اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَكُمْ، فَخُذُوْا بِهٖ تَهْتَدُوْا وَاِنَّمَا هَدَی اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ.

کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، وہ حضرت ابوبکر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیٹھے اور شہادتین پڑھا۔ انہوں نے کہا: امابعد! اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وہ چیز پسند کر لی جو اس کی بارگاہ میں ہے اس کے برخلاف جو تمہارے پاس ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ اللہ نے اس کے ذریعہ سے اپنے رسول کو ہدایت کا طریقہ بتایا تو اسے لو ہدایت پا جاؤ گے اور اللہ نے اپنے رسول کو جو ہدایت دی ہے اسے اختیار کرو۔

باب الاستخلاف میں گزری ہوئی حدیث کا تتمہ ہے۔

۲۹۲۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ اِلٰی عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ یُبَایِعُهٗ وَاَقَرَّ بِذٰلِكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِیْمَا اسْتَطَعْتُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کی بیعت کرتے وقت یہ لکھا: میں تیری بات سننے اور ماننے کا اقرار کرتا ہوں جب کہ وہ اللہ کی سنت اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق ہو بہ قدر استطاعت۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت کر لی تھی اس لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نہیں کی اور نہ ان کی زندگی بھر عبدالملک بن مروان کی بیعت کی۔ ان کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان کی بیعت فرمائی، جس کا تذکرہ اس حدیث میں ہے اور پہلے بھی باب الاحکام میں گزر چکا ہے۔

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی اقتداء کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:٧٤). (ص١٠٨٠)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا

وَقَالَ اَئِمَّةً نَقْتَدِىْ بِمَنْ قَبْلَنَا' وَيَقْتَدِىْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا.

اور کہا: امام وہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے پہلے والوں کی اقتداء کریں اور جس کی اقتداء اس کے بعد والے کریں۔

اس کا قائل کون ہے؟ قطعی طور پر معلوم نہیں ہو سکا' لیکن کتاب التفسیر میں امام مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ قول بھی امام مجاہد کا ہے۔

ت٨٧٥ - وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثٌ اُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِىْ وَلِاِخْوَانِىْ هٰذِهِ السُّنَّةُ اَنْ يَّتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْاَلُوْا عَنْهَا' وَالْقُرْاٰنُ اَنْ يَّتَفَهَّمُوْهُ وَيَسْاَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

اور ابن عون نے کہا: تین باتیں ہیں جن کو اپنے لیے اور اپنے بھائیوں کے لیے پسند کرتا ہوں: یہ سنت ہے کہ لوگ سیکھیں اور اس کے بارے میں لوگ سوال کریں اور قرآن تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور اس کے بارے میں پوچھیں اور لوگوں کو چھوڑ دیں' مگر خیر سے۔

یہ ابن عون عبداللہ بصری ہیں۔ صغار تابعین میں سے ہیں۔ آخر میں جو کہا: ''و یدعو الناس الا من خیر'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے زمانے اور اپنے لحاظ سے کہا' ورنہ وسعت ہوتے ہوئے امر بالمعروف نہی عن المنکر فرض ہے۔

٢٩٢٧- ح: [لَا تَسْئَلُوْنِىْ مَا تَرَكْتُكُمْ]

جب تک تم کو چھوڑے رہوں' مجھ سے سوال نہ کرنا

٢٩٢٧ - عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِىْ مَا تَرَكْتُكُمْ' اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ' فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَىْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ' وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تک میں تم کو چھوڑے رہوں مجھ سے سوال نہ کرو۔ تم سے پہلے والوں کو ان کے سوال اور اپنے انبیاء پر اختلاف ہی نے ہلاک کر دیا۔ جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی چیز کا حکم دوں تو بہ قدر استطاعت اس کو کرو۔

یعنی جو کچھ تم کرتے آئے ہو کرتے رہو' جب تک میں کسی چیز سے منع نہ کروں اسے نہ چھوڑو اور مجھ سے پوچھو نہیں' جو چیزیں ممنوع ہیں ان کو میں بیان فرما دوں گا اور جن کا کرنا ضروری ہے ان کو بھی بیان فرما دوں گا اور میرے احکام پر پابندی بہ قدر استطاعت تم پر لازم وضروری ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيْهِ (ص١٠٨٢)

کثرت سے سوال کرنا اور لایعنی باتوں میں پڑنا ناپسندیدہ ہے

وَقَوْلُهُ ﴿لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (المائدہ:١٠١)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: بہت سی باتوں کے بارے میں سوال نہ کرو' اگر ان کا حکم تمہارے لیے ظاہر کر دیا جائے تو تم کو ناگوار ہوگا۔

Marfat.com

۲۹۲۸-ح:

سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس کے پوچھنے کی بنا پر کوئی چیز حرام کر دی گئی

۲۹۲۸- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا، مَنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ.

(مسلم۔ کتاب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوداؤد۔ کتاب السنۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کا پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

یعنی چونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اس لیے جب تک کسی چیز سے منع نہیں کیا گیا تھا وہ جائز تھی۔ اب کسی نے پوچھا اور اس کا حکم بیان کر دیا گیا کہ یہ حرام ہے جس کی وجہ سے لوگ تنگی میں پڑ گئے' اس لیے عہد رسالت میں مناسب یہی تھا کہ کسی چیز کے بارے میں لوگ پوچھتے نہیں۔ جب تک ممانعت نہ ہوتی اس پر عمل کرتے رہتے' لیکن آج جب کہ دین مکمل ہو چکا' حرام وحلال متعین ہو چکے تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پوچھ پوچھ کر فرائض وواجبات کو جانے تا کہ اس پر عمل کر سکے اور حرام اور ناجائز باتوں کو معلوم کر کے بچ سکے' اسی لیے علماء نے فرمایا کہ ضروریات دین اور فرائض کا سیکھنا فرض ہے' اور واجبات کا سیکھنا واجب اور سنتوں کا سیکھنا سنت اور مستحبات کا سیکھنا مستحب۔ اس کے بالمقابل حرام قطعی کا جاننا فرض اور مکروہ تحریمی کا واجب' سیکھنے کے لیے بہر حال پوچھنا ضروری ہے۔

البتہ ایسی باتوں کے بارے میں سوال کرنا ممنوع ہے جو نہ مامور ہوں نہ منہی عنہ ہوں' نہ اس پر عمل کرنا یا اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہو' مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں سب سے پہلے کیا چیز کھائی' دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے کیا کھایا' کیا لباس استعمال کیا؟ کیسا گھر بنایا وغیرہ وغیرہ؟ یا ایسی باتوں کے بارے میں پوچھنا جس کا واقع ہونا متعذر ہو' وغیرہ وغیرہ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے' یعنی اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں سے منع نہیں فرمایا وہ جائز ہیں' جیسا کہ فرمایا:

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِیَتَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَکُنْ یَنْسٰی شَیْئًا ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا○ (مریم:۶۴)

اللہ نے اپنی کتاب میں جس کو حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کی معافی کو قبول کرو اس لیے کہ اللہ بھولا نہیں جیسا کہ اس آیت میں خود فرمایا ہے: اور تیرا رب بھولنے والا نہیں○

دارقطنی نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ رَحْمَةً لَکُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا

بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائی ہیں تو انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر فرما دی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔ بغیر بھولے ہوئے تم پر مہربانی کے لیے کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا' لہٰذا ان کے متعلق بحث نہ کرو۔

اس کے ہم معنی مسلم' ابوداؤد' ترمذی وغیرہ میں بھی حدیثیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جن چیزوں سے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا وہ جائز ہیں' اس لیے اگر کوئی کسی کام سے منع کرے تو دلیل اس کے ذمہ

Marfat.com

ہے اور جو کام وہ کر رہا ہے وہ اصل سے متمسک ہے اس کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ منع نہیں فرمایا۔

۲۹۲۹- ح: [نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ] ہم تکلف سے منع کیے گئے

۲۹۲۹ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو انہوں نے فرمایا: ہم تکلف سے منع کیے گئے ہیں۔

امام بخاری نے اس حدیث کو مختصر ذکر فرمایا ہے۔ حمیدی نے بہ طریق ثابت مفصل یوں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا'' تو فرمایا کہ ''ابا'' کیا ہے؟ پھر فرمایا: ہم اس کے مکلف نہیں' ابونعیم نے مستخرج میں امام بخاری کے شیخ سلیمان بن حرب سے یوں روایت کیا: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور وہ ایسا کرتہ پہنے ہوئے تھے جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے۔ انہوں نے تلاوت کی: ''وَفَاكِهَةً وَاَبًّا'' اور فرمایا: ''فاكهة'' کو تو ہم جانتے ہیں ''اب'' کیا ہے؟ پھر فرمایا: جانے دو ہم تکلف سے منع کیے گئے ہیں۔ چونکہ اَبّ نہ مامور بہ ہے اور نہ اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے' لہٰذا ہمیں اس کی ضرورت نہیں' اس لیے اس کے معنی معلوم کرنے کے درپے نہ ہوئے' ویسے ''اَبًّا'' کے معنی دوب اور چانوروں کے چارے کے ہیں۔

۲۹۳۰- ح: [لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ] لوگ سوال کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ کہیں گے: ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۲۹۳۰ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے: ہر چیز کو اللہ نے پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

اس مضمون کو مختلف احادیث میں مختلف طریقوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ یہ بہت خطرناک شبہ ہے حالانکہ تھوڑا سا غور کرنے کے بعد اس میں کچھ جان نہیں۔ دنیا کے جتنے مذاہب ہیں اور جتنے نظریات ہیں سب اس پر متفق ہیں کہ موجودات کا سلسلہ ایسی چیز پر جا کر منتہی ہو جاتا ہے کہ جس کی ابتداء نہیں' ورنہ تسلسل مستحیل لازم آئے گا۔

مثلاً فلاسفہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ روح اور مادہ قدیم ہیں اور ہر چیز روح اور مادہ سے بنی ہے' ان پر بھی یہ سوال وارد ہوگا کہ پھر روح اور مادہ کس چیز سے بنا؟

یا آج کل کے سائنس زدہ لوگ کہتے ہیں کہ موجودہ زمین اصل میں سورج کا ایک ٹکڑا تھی جو سورج سے ٹوٹ کر سمندر میں گری اور بجھی اور پھر ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس پر نباتات پیدا ہوئے' پھر حیوانات پیدا ہوئے اور حیوانات ہی ترقی کر کے انسان ہو گئے۔ اب ان پر بھی یہ سوال ہوگا کہ پھر سورج کہاں سے بنا؟ پانی کہاں سے بنا؟ بہر حال عقلی طور پر موجودات کا سلسلہ کہیں نہ کہیں منتہی ماننا پڑے گا ورنہ تسلسل لازم آئے گا۔ اس کی مثال اعداد ہیں۔ اعداد کا سلسلہ غیر متناہی بہ معنی ''لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ'' ہے' لیکن اس کا

Marfat.com

سلسلہ ایک پر ختم ہو جاتا ہے سارے اعداد ایک سے بنے ہیں۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ ایک کاہے سے بنا یعنی کس سے بنا؟ امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں ایک دہریہ نے اسی سوال کو اٹھایا تھا کہ سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ سب سے پہلے اللہ' اللہ سے پہلے کیا ہے۔ سارے علماء اس کے جواب سے عاجز رہے اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اعداد ہی کا حوالہ اور مثال دے کر اس کو لاجواب کیا کہ سارے اعداد ایک سے بنے' ایک کس سے بنا؟ ایک سے پہلے ایک ہے۔ ایک سے پہلے کیا ہے؟

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

رائے کی اور بہ تکلف قیاس کی برائی کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَلَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (الاسراء:۳۶). (ص ۱۰۸۶)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔

توضیح

امام راغب نے فرمایا: ''اَلْاِقْتِفَاءُ اِتِّبَاعُ الْقَفَا كَمَا اَنَّ الْاِرْتِدَافَ اِتِّبَاعُ الرِّدْفِ''۔ ''اَلْاِقْتِفَاءُ'' کے معنی گدی کے پیچھے رہنا ہے جیسا کہ ارتداف کے معنی سرین کے پیچھے ہونا ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ جس کا تجھ کو قطعی علم نہیں اس کے بارے میں ظن وتخمین سے کوئی حکم نہ لگاؤ۔

باب کا حاصل یہ ہے کہ جو قیاس کرنے کا اہل نہیں اسے قیاس کرنا جائز نہیں' نیز جو باتیں منصوص ہیں ان میں بھی قیاس کی اجازت نہیں۔

۲۹۳۱- ح: [لَا يُنْزَعُ الْعِلْمُ مِنَ الصَّدْرِ وَلٰكِنْ يُنْزَعُ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ]

علم سینے سے نہیں نکالا جائے گا' ہاں! علماء کے اُٹھانے کے ساتھ اٹھایا جائے گا

۲۹۳۱- عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَاهُمُوْهُ انْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ، يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ، فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ. فَحَدَّثْتُ بِهٖ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ، اِنْطَلِقْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِيْ مِنْهُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْهُ، فَجِئْتُهُ فَسَاَلْتُهُ، فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ، فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ فَاَخْبَرْتُهَا، فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو.

عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ہمارے ساتھ حج کیا تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو علم دینے کے بعد ان سے چھینے گا نہیں' لیکن اس طرح اٹھا لے گا یعنی اس طرح چھین لے گا کہ علماء کو علم کے ساتھ اٹھا لے گا' تو جاہل لوگ رہ جائیں گے۔ ان سے فتویٰ پوچھا جائے گا۔ وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے۔ خود گم راہ ہوں گے اور دوسروں کو گم راہ کریں گے۔ میں نے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلیہ حضرت عائشہ سے بیان کی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرو نے حج کیا تو اُمّ المؤمنین نے فرمایا: اے بھانجے! عبداللہ کے پاس جاؤ اور ان سے روایت کرتے ہوئے جو حدیث تم نے مجھ سے بیان کی تھی اس کو پھر ان سے پوچھو۔ میں ان

Marfat.com

کے پاس حاضر ہوا اور ان سے اس حدیث کا پوچھا تو انہوں نے جیسے پہلے بیان کیا تھا ویسے ہی بیان کیا۔ اس کے بعد میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا تو انہیں تعجب ہوا اور فرمایا: بخدا! عبداللہ بن عمرو نے اچھی طرح یاد رکھا۔

اصل حدیث کتاب العلم باب: ''کیف یقبض العلم'' میں گزر چکی ہے۔ وہیں اس پر مفصل کلام ہو چکا ہے۔ یہاں جو تفصیل مذکور ہے اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ صحابہ کرام احادیث کو کما حقہ یاد رکھتے تھے۔ حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہی ظاہر کرنے کے لیے عروہ کو بعد میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بھیجا تا کہ اطمینان ہو جائے کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے صحیح بیان کیا ہے۔ انسان جب اپنے ذہن سے گھڑ کر کوئی بات کہتا ہے تو کچھ دنوں کے بعد اگر اسے بیان کرے گا تو اس میں ردوبدل ہو جائے گا۔ اسی بناء پر یہ مشہور ہے کہ ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' اور جو بات اچھی طرح یاد رہے گی اسے جب بیان کرے گا اسی طرح بیان کرے گا جیسے اس کو یاد ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رائے اور قیاس کے تکلف کی جو برائی بیان کی ہے اس کی توضیح اس حدیث سے ہو جاتی ہے کہ مذموم ان لوگوں کی رائے و قیاس ہے جو قیاس کرنے کے اہل نہ ہوں۔

قیاس کرنے کی اجازت کس کو ہے؟ یہ کوئی بہت دقیق اور لاینحل مسئلہ نہیں، علماء نے اصول فقہ کی کتابوں میں اسے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیاس کرنا صرف مجتہد کا کام ہے اور مجتہد کے لیے کیا شرائط ہیں اسے بھی تفصیل سے بیان فرما دیا ہے جسے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ''اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقًا علی قول الامام'' اور رسالہ مبارکہ ''الفضل الموھبی اذا صح الحدیث فھو مذھبی'' میں ذکر فرما دیا ہے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾ (النساء:۱۰۵). (ص ۱۰۸۷)

اس چیز کا بیان کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر ایسی بات پوچھی جاتی جس کے بارے میں آپ پر وحی نہ نازل ہوئی ہو تو فرماتے: میں نہیں جانتا، یا جواب ہی نہ دیتے، یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہوتی، رائے و قیاس سے کچھ سے نہیں کہتے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: تا کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں اس کے مطابق جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔

توضیح ..... (امام بخاری پر تعقب)

علامہ کرمانی نے اس باب کی وجہ سے امام بخاری پر سخت رد فرمایا ہے اور دوسرے شارحین نے بھی، یہ صحیح ہے کہ معدودے چند واقعات میں یہ ضرور فرمایا ہے کہ میں نہیں جانتا اور ایک آدھ سوال کے جواب میں سکوت فرمایا ہے۔ جب وحی نازل ہوئی تو جواب ارشاد فرمایا، لیکن متعدد موقعوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی تعلیم کے لیے قیاس کرنے کے حکم ارشاد فرمایا۔

(۱) کتاب الحج میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث گزری کہ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

Marfat.com

اس نے عرض کیا: میری ماں نے حج کی منت مانی تھی مگر حج نہ کرسکی' انتقال کرگئی' میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: اس کی طرف سے حج کر' بتا! اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتی؟ تو اللہ کا قرض ادا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

(۲) بخاری کی کتاب التفسیر میں سورۂ زلزال میں یہ حدیث گزری کہ رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے بارے میں سوال ہوا۔ فرمایا: ان کے بارے میں مجھ پر کچھ نہیں نازل کیا گیا۔ ہاں! یہ ایک آیت جامع نمونہ ہے کہ فرمایا: جو ذرہ کے برابر نیکی کرے گا تو اسے دیکھے گا اور جو ذرہ کے برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔ مطلب یہ ہوا کہ جو گدھوں کو اچھی نیت سے پالے گا ثواب پائے گا اور جو فخر اور ریا کے لیے پالے گا یہ اس کے لیے وبال ہوگا جیسا کہ گھوڑوں میں ہے کہ جو گھوڑے کو اچھی نیت سے پالے گا اسے ثواب ہے اور جو فخر و ریا کے لیے پالے گا اس کے لیے وبالِ جان ہے۔

(۳) بخاری ہی میں دو بابوں کے بعد یہ حدیث ہے کہ ایک دیہاتی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بیوی کو کالا بچہ ہوا ہے' مجھے شبہہ ہے۔ فرمایا: تیرے پاس اونٹ ہیں؟ عرض کیا: ہاں! دریافت فرمایا: کس رنگ کے ہیں؟ اس نے عرض کیا: سرخ۔ دریافت فرمایا: کیا ان میں کوئی خاکستری ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! ہے۔ دریافت فرمایا: سرخ اونٹوں میں خاکستری رنگ کہاں سے آگیا؟ عرض کیا: کوئی رگ تھی جو چھٹک گئی ہے۔ فرمایا: تیرے بچے میں بھی کوئی رگ چھٹک گئی ہے۔

اسی طرح امام بخاری کا آیت کریمہ ''لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرَاكَ اللّٰهُ'' (النساء:۱۰۵) سے یہ استدلال کرنا کہ حضور اقدس ﷺ نے قیاس نہیں فرمایا درست نہیں' اس لیے کہ ''اَرَاكَ اللّٰهُ'' کے معنی ہیں: جو اللہ نے آپ کو سکھایا' یہ قیاس کو بھی عام ہے۔

[حضور ﷺ کے ارشادات قیاس نہیں ہیں]

اقول وھو المستعان: تحقیق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے وہ ارشادات جو بہ صورت قیاس ہیں حقیقت میں قیاس نہیں۔ حضور ﷺ کا ہر ارشاد حجت شرعیہ ہے' ہاں! کچھ ارشادات امت کی تعلیم کے لیے قیاس کی صورت میں ہیں کہ جیسے قیاس میں ایک جزئی کا حکم علت مشترکہ کی بناء پر دوسری جزئی کے لیے ثابت کیا جاتا ہے۔

[حضور ﷺ سے خطائے اجتہادی نہیں ہوئی]

حضور ﷺ نے بھی بعض احکام اسی طرح بیان فرمائے جیسا کہ گزرا۔ اسی لیے بعض علماء نے جو بحث اٹھائی ہے کہ حضور ﷺ سے خطاء اجتہادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ یہ سرے سے ساقط ہے اور خطاء اجتہادی کے ثبوت میں جو نظائر پیش کیے جاتے ہیں وہ حقیقت میں نسخ ہے کہ حضور ﷺ نے کسی بارے میں کوئی حکم ارشاد فرمایا' پھر قرآن مجید میں یا بہ ذریعہ الہام بعد میں اس کے خلاف کوئی حکم وارد ہوا۔ یہ حقیقت میں پہلے نسخ کا حکم ہے' جیسے بدر کے قیدیوں کے فدیے کے بارے میں ہے کہ ان سے فدیہ لیا گیا۔ خود حضور اقدس ﷺ نے اسی رائے کی تائید فرمائی' پھر بعد میں اس کی ممانعت وارد ہوئی۔ یہ حکم ثانی کا حکم سابق کو منسوخ کرنا ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم بِالصَّوَاب

تعجب ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کہ یہاں تو صاف صریح انکار فرمایا کہ حضور ﷺ نے رائے اور قیاس سے کوئی حکم نہیں دیا اور تین بابوں کے بعد خود یہ باب قائم فرمایا: ''من شبه اصلا مَّعلومًا باصلٍ مبين قد بين الله حكمها ليفهم السَّائل'' جس نے ایک معلوم کو ایک اصل مبین کے ساتھ تشبیہ دی جسے اللہ نے بیان فرمایا تاکہ سائل سمجھ لے۔ اب ہر منصف بتائے کہ یہ قیاس نہیں تو اور کیا ہے؟

Marfat.com

بَابُ اَجْرِ الْحَاكِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَاَ (ص ۱۰۹۲)

حاکم جب اجتہاد کرے تو اسے ثواب ملے گا' اجتہاد درست ہو یا خطا

۲۹۳۲ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ' وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب حاکم کوئی فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے' پھر اس سے خطا ہو تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

مراد وہ حاکم ہے جو مجتہد ہو یا مجتہدین سے پوچھ کر فیصلہ کرتا ہو' یہ مصیب کے لیے دو اجر ملنا ظاہر ہے لیکن مخطی کو بہ ظاہر اجر نہیں ملنا چاہیے۔ خطاء پر اجر کیسا؟ لیکن پھر بھی اس کو ایک اجر اس بناء پر ملتا ہے کہ اس نے حق معلوم کرنے کی کوشش کی۔

بَابُ مَنْ رَاٰى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً' لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ (ص ۱۰۹۳)

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار نہ کرنے کو حجت جانتا ہو دوسرے کے انکار کو حجت نہ جانتا ہو

توضیح

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی بات کہی گئی یا کچھ کیا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی۔ حضور نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ سکوت فرمایا یہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی کا بھی سکوت حجت نہیں۔

دوسرا جزء بالکلیہ قابل تسلیم نہیں۔ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین کے سامنے کوئی بات کہی گئی یا کوئی کام کیا گیا اس پر کسی نے انکار نہیں کیا تو یہ بھی حجت ہے۔ یہ اجماع سکوتی ہے جب کہ صحابۂ کرام کی کل یا اکثر جماعت کے سامنے ایسا ہوا ہو۔

۲۹۳۳ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَادِ الدَّجَّالُ' قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ؟ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

محمد بن منکدر نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر اللہ کی قسم کھاتے ہوئے دیکھا کہ ابن صائد (الصیاد) دجال ہے۔ میں نے ان سے کہا: آپ اس بات پر اللہ کی قسم کھاتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس بات پر قسم کھاتے ہوئے سنا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن' ابوداؤد۔ کتاب الملاحم)

[ابن صیاد دجال ہے یا نہیں؟]

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے جو آخری زمانہ میں خروج کرے گا مگر اس کے معارض حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ میں اس کی گردن اڑا دوں تو فرمایا: اگر یہ وہی (یعنی دجال) ہے تو اس پر قابو نہیں پاؤ گے اور اگر وہ نہیں تو اس کے قتل میں کوئی خیر نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں شک تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔

Marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اول امر میں اس کا قطعی علم نہ عطا کیا گیا ہو اور بعد میں قطعی طور پر بتا دیا گیا ہو کہ یہی دجال ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی بعض مصلحتوں کی بناء پر قطعی یقینی بات کو بھی شک کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے' جیسا کہ فرمایا گیا: ''وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِنْ مِّثْلِهٖ'' (البقرہ:۲۳) یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود ابن صیاد کو قتل سے بچانا تھا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَیْءٍ (ص ۱۰۹۴)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں مت پوچھو

توضیح

بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ''لَا تَسْئَلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَیْءٍ'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بزار نے بہ طریق عبداللہ بن ثابت انصاری روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات سے ایک صحیفہ لکھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب سے کچھ مت پوچھو' مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں جعفر جعفی ہے جو ضعیف ہے۔ اسی لیے امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ذکر نہیں فرمایا' مگر اس کی مؤید صحیح حدیثیں ہیں اس لیے اس کو باب کا عنوان قرار دے دیا۔

[حضرت معاویہ کی کعب احبار پر تنقید]

وَقَالَ اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ یُحَدِّثُ رَهْطًا مِّنْ قُرَیْشٍ بِالْمَدِیْنَةِ، وَذَكَرَ كَعْبَ الْاَحْبَارِ فَقَالَ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِیْنَ الَّذِیْنَ یُحَدِّثُوْنَ عَنْ اَهْلِ الْكِتَابِ، وَاِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَیْهِ الْكَذِبَ.

حمید بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قریش کے ایک گروہ کے ساتھ مدینہ میں بات کرتے ہوئے سنا اور حضرت کعب احبار کو ذکر کیا تو انہوں نے کہا: بے شک یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ سچا ہے جو قدیم کتاب کی باتیں بیان کرتے ہیں اس کے باوجود ہم نے اس کا جھوٹ آزمایا ہے۔

[وقائع اور اخبار میں اہل کتاب کی باتیں سننے میں کوئی حرج نہیں]

یہود و نصاریٰ سے کچھ پوچھنے میں یہ اندیشہ تھا کہ اسے صحیح نہ سمجھ لیں اور حقیقت میں وہ اسلام کے خلاف ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شارع علیہ السلام کی تحقیر بھی ہے کہ کہیں یہود و نصاریٰ اس دھوکہ میں نہ پڑ جائیں کہ ہم مسلمانوں سے زیادہ علم والے ہیں۔ اس باب میں قول محقق یہ ہے کہ عقائد و شرائع میں ان کی بات نہ سنی جائے لیکن وقائع اور اخبار میں جو ہمارے مذہب کے خلاف نہ ہو ان کی باتیں ذکر کرنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں' جیسا کہ بخاری ہی میں کتاب الانبیاء میں حدیث گزر چکی۔ فرمایا:

وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج.

بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو کوئی حرج نہیں۔

(کتاب الانبیاء۔ ص ۴۹۱)

[امام ابن اسحاق پر تھانوی صاحب کی ایک جرح کا رد]

یہیں سے ان خام کار مدعیان تحقیق کی بات کا وزن معلوم ہو گیا کہ وہ اجلہ محدثین پر طعن کرنے کے لیے لکھ دیتے ہیں کہ یہ معتبر نہیں کہ یہ اسرائیلیات بیان کرتے تھے جیسا کہ محمد بن اسحاق جلیل القدر تابعی پر مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی بعض تحریروں میں یہی جرح کی ہے۔ اس کا رد بلیغ مسند وقت حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ وقایہ اہل السنۃ

Marfat.com

میں فرمایا ہے۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ (الشوریٰ:۳۸)' **﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾** (آل عمران:۱۵۹) **وَاَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ' لِقَوْلِهٖ ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾** (آل عمران:۱۵۹). **فَاِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.** (ص۱۰۹۵)

وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَاَوْا لَهُ الْخُرُوْجَ' فَلَمَّا لَبِسَ لَاْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوْا اَقِمْ' فَلَمْ يَمِلْ اِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَاْمَتَهٗ فَيَضَعُهَا' حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ. وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَاُسَامَةَ فِيْمَا رَمٰى بِهٖ اَهْلُ الْاِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ' فَجَلَدَ الرَّامِيْنَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلٰى تَنَازُعِهِمْ' وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ. وَكَانَتِ الْاَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيْرُوْنَ الْاُمَنَاءَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْاُمُوْرِ الْمُبَاحَةِ لِيَاْخُذُوْا بِاَسْهَلِهَا' فَاِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ اَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ' اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[آل عمران:۱۵۹ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان: اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے' اور فرمایا: اور معاملات میں ان سے مشورہ کرو' اور مشورہ پختہ ارادے اور حال ظاہر ہونے سے پہلے ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس جب تم نے ارادہ کرلیا تو اللہ پر بھروسہ کرو' اور جب رسول اللہ ﷺ کوئی ارادہ فرمالیں تو اللہ اور اس کے رسول پر آگے بڑھنے کا کسی کو حق نہیں۔

اور نبی ﷺ نے یوم احد اپنے اصحاب سے مدینہ میں رہ کر مدافعت کرنے یا باہر نکل کر مدافعت کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ لوگوں نے باہر نکل کر مدافعت کی رائے دی۔ جب حضور نے ہتھیار پہن لیے اور نکلنے کا ارادہ فرمالیا تو لوگوں نے کہا: مدینہ میں رہ کر مدافعت فرمائیں تو ارادے کے بعد حضور نے ان کی طرف توجہ نہیں دی اور فرمایا: نبی کے لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم فرمادے' اور حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے مشورہ فرمایا اس معاملے میں جو اہل اَفک نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کی باتیں سنیں' یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا اور بہتان باندھنے والوں کو کوڑے مارے اور ان کے تنازعے کا خیال نہ فرمایا لیکن اللہ نے جو حکم دیا تھا اس کے مطابق فیصلہ فرمایا' اور نبی ﷺ کے بعد ائمہ اہل دین میں جو امین ہوتے ان سے امور مباحہ میں مشورہ فرماتے تاکہ ان میں سب سے زیادہ جو آسان ہو اسے اختیار کریں جب کتاب وسنت واضح ہو جاتی تو اس کے غیر کی طرف نہ بڑھتے نبی ﷺ کی اقتداء میں۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو باتیں منصوص نہ ہوں ان میں اہل علم باہمی مشورہ کرکے کوئی فیصلہ کریں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسی پر عمل تھا کہ وہ غیر منصوص مسائل میں اپنے تلامذہ کے ساتھ بحث ومباحثہ کرکے فیصلہ کیا کرتے تھے' حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلق قرآن کے مسئلے میں حضرت امام ابوحنیفہ سے میرا چھ مہینہ تک مکالمہ رہا' لیکن اس کے باوجود اگر کوئی واقعی مجتہد ہے تو وہ اپنی ذاتی تحقیق سے کوئی فیصلہ کرے تو بھی حق ہے جیسے حضرت اسامہ کی روانگی اور مانعین زکوۃ سے قتال کے بارے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تنہا فیصلہ فرمایا جسے تمام صحابہ کرام نے تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا۔

Marfat.com

تعجب ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے باب باندھا ہے مشورہ کا اور اس کے ضمن میں مانعین زکوٰۃ کا واقعہ ذکر فرمایا' حالانکہ اس قصے میں کوئی مشورہ نہیں ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی ذاتی رائے کے مطابق حکم دیا' جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اختلاف بھی کیا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر التفات نہیں فرمایا۔ ان کے شبہات کو رد فرمایا اور اپنے حکم کو حدیث سے ثابت فرمایا۔

فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ.

مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں' تو جب انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا تو ہماری طرف سے اپنے مال اور جان کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق پر اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں حضرت صدیق اکبر نے فرمایا: جو نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا اس سے میں ضرور ضرور قتال کروں گا' اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اگر کوئی جانور باندھنے کی رسی دیتا تھا اور اب نہیں دے گا تو میں اس سے ضرور ضرور قتال کروں گا۔ نیز اس حدیث سے بھی استدلال فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر ڈالو۔

مانعین زکوٰۃ نے زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر کے اپنا دین بدل دیا اور مرتد ہو گئے اس لیے ان سے قتال واجب ہے۔

وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَشْوَرَةِ عُمَرَ' کُهُوْلًا کَانُوْا اَوْ شُبَّانًا' وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

اور علماء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے خواہ وہ ادھیڑ عمر کے ہوں یا جوان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کے حکم کے آگے ٹھہر جانے والے تھے۔

اس عبارت میں قراء سے مراد علماء ہیں۔ اس عہد میں جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا تھا وہی عالم مانا جاتا تھا' انہیں کو قراء کہتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف علماء سے مشورہ فرماتے تھے اگرچہ وہ کم عمر ہی کے کیوں نہ ہوں' مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔ دورانِ گفتگو اگر کسی بات کی تائید قرآن مجید سے ہوتی تو بحث بند کر دیتے اور اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔

بار بار اس کا اعادہ ہو چکا کہ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ سب سے مقدم کتاب اللہ ہے' پھر سنت رسول اللہ' پھر اجماع صحابہ۔ اس کے بعد مجتہد کا اجتہاد یعنی قیاس اور قیاس صرف ائمہ مجتہدین کا معتبر ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے ان تمام ابواب پر گہری نظر ڈالیں گے جو بہ ظاہر آپس میں متناقض ہیں یا بعض ابواب میں کچھ تشدد یا تساہل نظر آتا ہے وہ سب دور ہو جائے گا۔

فَلْیُدَبِّرُوْا وَلْیُحَرِّرُوْا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۸ - كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ وَ التَّوْحِيْدِ (ص۱۰۹۶)

جہمیہ وغیرہ کا ردّ اور توحید کا بیان

توضیح

فربری سے منقول اکثر نسخوں میں (یہاں عنوان) صرف کتاب التوحید ہے اور ایسے ہی نسفی اور حماد بن شاکر کے نسخے میں بھی ہے البتہ مستملی میں ''الرد علی الجهمية وغيرهم'' کا اضافہ ہے۔

توحید اور شرک کا معنی

توحید کا معنی ایک جاننا یا کسی کو ایک کہنا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی صفات اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ اس کا مقابل شرک ہے۔ اسی سے ظاہر ہو گیا کہ شرک کی تین قسمیں ہیں: شرک فی الذات' شرک فی الصفات' شرک فی العبادہ۔ اس عنوان کے تحت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین اقسام کے شرک کا شدید رد فرمایا ہے' اس لیے کہ شرک ناقابل عفو گناہ ہے اور انسان کا سب سے بڑا جرم ہے اور یہی مدار ایمان و کفر ہے۔ شرک سے اجتناب ایمان ہے اور اس کا ارتکاب کفر ہے۔

[باطل فرقوں کا ردّ]

اسی کے ساتھ ہی ساتھ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مدعی اسلام باطل فرقوں کا بھی شدید رد فرمایا ہے۔ عنوان میں صرف جہمیہ کا ذکر ہے لیکن اس وقت کے تمام بدمذہبوں کا شدید رد فرمایا ہے جن کی جانب ''وغیرھم'' کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

ابن حزم نے کتاب الملل والنحل میں تصریح کی ہے کہ اسلام کے دعویدار پانچ فرقے بنیادی ہیں: اہل سنت' معتزلہ جن میں قدریہ بھی داخل ہیں' مرجیہ ان میں جہمیہ اور کرامیہ بھی داخل ہیں' پھر رافضی جن میں شیعہ بھی ہیں' پھر خوارج اور ان کی مختلف شاخیں۔

ان میں سے پھر امام بخاری علیہ الرحمۃ نے گزشتہ ابواب میں اکثر کا رد فرمایا ہے۔ خصوصیت سے خوارج کا ''کتاب الفتن'' میں اور روافض کا ''کتاب الاحکام'' میں رد فرمایا ہے' اور کتاب التوحید میں بھی جگہ جگہ ان سب کا رد ہے۔ ان فرقوں میں جہمیہ کا ضرر سب سے زیادہ تھا' اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر عنوان میں فرمایا۔ جہمیہ فرقہ کا بانی جہم بن صفوان ہے جو ۱۲۸ ہجری میں مارا گیا۔ اس کے بنیادی عقائد یہ تھے' یہ اللہ عزوجل کی صفات کے منکر ہیں یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام مخلوق ہے' نیز ان کا اعتقاد ہے کہ بندے مجبور محض ہیں ان کو کوئی اختیار و قدرت نہیں حتیٰ کہ کسب پر بھی قادر نہیں' افعال کی نسبت بندوں کی طرف مجازی ہے' نیز یہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام ہے اگر چہ زبان سے کفر ظاہر کرے اور اعلانیہ بت کی پرستش کرے وغیرہ وغیرہ۔

جہمیہ' مرجیہ' معتزلہ' قدریہ وغیرہ فرقے اب دنیا سے نیست و نابود ہو گئے ان کا ذکر صرف کتابوں میں ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے عہد میں چونکہ ان سب کا زور تھا اس لیے ان سب کے رد کی اشد ضرورت تھی' اس لیے امام بخاری علیہ الرحمہ نے ان سب کا رد فرمایا۔

اب یہ سب فرقے نہیں مگر انہیں اور ظاہریہ کے اصول کے مطابق نیچری' وہابی' صلح کلی وغیرہ فرقے موجود ہیں اس لیے اس زمانے میں علماء اہل سنت انہیں فرقوں کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ میرا مقصود صرف بخاری کی شرح ہے وہ بھی صرف احادیث کی اس لیے میں اپنے مقصد کے مطابق احادیث کی شرح پر اکتفاء کرتا ہوں اور اسی کے ضمن میں ابواب کی توضیح اور ان سے مستخرج فوائد بھی لکھ دیتا ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتَهٗ اِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (ص۱۰۹۶)

اس بات کا بیان کہ نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی

۲۹۳۴- ح: [فَضِيْلَةُ سُوْرَةِ الْاِخْلَاصِ]

سورۂ اخلاص کی فضیلت

۲۹۳۴ - اَنَّ اَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ، عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَكَانَتْ فِيْ حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَاُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَيَخْتِمُ ﴿بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ. فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ، وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ.

اور ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن نے اپنی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی اور یہ حضرت عائشہ کی پرورش میں تھیں' وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک صاحب کو ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ یہ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو اس میں اور سورت کے ساتھ آخر میں قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ سریہ سے لوٹنے کے بعد لوگوں نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں اس کو ہر نماز میں اس لیے پڑھتا ہوں کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اس کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو خبر دو کہ اللہ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

اس حدیث کے راوی محمد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوالرجال مذکور ہے' یہ کنیت اس بناء پر ان کی پڑی تھی کہ ان کے دس بیٹے تھے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاص پروردہ تھیں۔ حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اکثر حدیثیں اور اہم حدیثیں ان سے مروی ہیں۔

اس مضمون کی احادیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں لیکن وہ سب الگ الگ واقعات سے متعلق ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ایک صاحب رات میں غالباً تہجد میں ایک ہی رکعت میں "قل ھو اللہ" شریف کو بار بار پڑھتے تھے۔ صبح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! قل ھو اللہ ثلث قرآن کے برابر ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک صاحب مسجد قباء میں امامت فرماتے تھے اور وہ ہر رکعت میں دوسری سورتوں کے ساتھ قل ھو اللہ شریف بھی پڑھا کرتے تھے۔ ان کے مقتدیوں نے اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا: اگر تم کہو تو میں امامت چھوڑ دوں لیکن اس سورت کا پڑھنا نہیں چھوڑوں گا' چونکہ وہ سب سے افضل تھے اس لیے لوگوں نے یہ پسند نہیں کیا۔ معاملہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا' ان سے پوچھا کہ آخر تم کیوں ہر رکعت میں اس سورت کو پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر فرمایا: اس کے ساتھ تمہاری محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی۔

اس سورہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: "صِفْ لَنَا رَبَّكَ" کہ اپنے رب کا وصف ہم سے بیان فرمایئے۔ اس پر سورۂ اخلاص نازل ہوئی۔ اس سورہ میں توحید کی بنیادی باتیں مذکور ہیں۔ یہ مذکور ہے کہ وہ ایک ہے' اس کی ذات یا صفات یا اس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں' وہ صمد ہے' سب سے بے نیاز ہے' وہ قدیم ہے حادث نہیں' اس کے نہ ماں ہیں نہ باپ' نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ غور کیجئے! تو اس سورہ میں مشرکین کے تمام فرقوں کا رد ہے' یہود و نصاریٰ کا بھی رد ہے جو اللہ عزوجل کے لیے بیٹا ثابت کرتے ہیں اور ان مشرکین کا بھی رد ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

اس سورت کے تہائی قرآن ہونے کے دو مطلب ہیں' ایک ظاہر اور جو مشہور ہے یعنی ثواب' دوسرے یہ کہ قرآن کریم میں جتنے مضامین مذکور ہیں بالاختصار جامعیت کے ساتھ اس کا تہائی اس سورت میں مذکور ہے۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (الجن:۲۶)' ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (لقمان:۳۴)' ﴿وَاَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ﴾ (النساء:۱۶۶)' ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ (فاطر:۱۱)' ﴿اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (فصلت:۴۷). (ص ۱۰۹۷)

[دیگر آیات کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: عالم الغیب ہے' سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کسی کو اپنے غیب پر مسلط نہیں فرماتا' اور اس ارشاد کا بیان: اور بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے' اور اس ارشاد کا بیان: اس کو اس نے اپنے علم سے اتارا ہے' اور اس ارشاد کا بیان: کسی مادہ کو حمل نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم سے' اور اس ارشاد کا بیان: اور قیامت کا علم اس پر حوالہ ہے۔

توضیح.....(مسئلہ علم غیب کی بحث)

بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس باب سے حضرت امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں خصوصاً قیامت کا۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ باب کے عنوان میں مذکور آیت نمبر ۲ اور نمبر ۵ کا ظاہر مدلول یہی ہے' نیز باب کے ضمن میں جو احادیث لائے ہیں ان کے ظاہر سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے لیکن جو بھی نظر عمیق رکھتا ہے وہ تھوڑے غور کے بعد اس نتیجے پر پہنچے گا کہ حضرت امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کی عطاء اور اس کی دین سے اس کے پسندیدہ رسولوں کو بھی حاصل ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دقائق کا سمجھنا ہم کس و ناکس کس شمار میں' بڑے بڑے محقق بننے والوں کے بس کی بات نہیں' ناظرین غور کریں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے سورۂ جن کی آیت کریمہ تحریر فرمائی:

Marfat.com

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا O اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. (الجن:۲۶)

غیب کا جاننے والا کسی کو اپنے غیب پر مسلط نہیں فرماتا O اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا۔

یہ آیت اس پر نص ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور چونکہ اللہ کی عطا سے ان کو علم غیب حاصل ہوتا ہے اس لیے ان کا علم عطائی ہوا اور اللہ عزوجل کا علم ذاتی۔ اب اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے: (۱) علم غیب کی دو قسمیں ہیں: ذاتی اور عطائی۔ (۲) یہ کہ علم ذاتی اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں' نہ کوئی نبی نہ کوئی فرشتہ' اور یہ کہ رسولوں کو علم غیب عطائی حاصل ہے۔ اب اگر بعد میں ذکر کی گئی آیتوں اور بعد میں درج احادیث کا مطلب یہ لیا جائے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو علم غیب عطائی بھی حاصل نہیں تو یہ آیات اور احادیث سورۂ جن کی اس آیت کے معارض ہوں گی اور اللہ عزوجل کے کلام میں تضاد' تعارض محال' تو تطبیق کے لیے لازم ہوا کہ بعد کی آیتوں میں اور باب میں درج احادیث میں علم سے مراد علم ذاتی لیا جائے جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ غیب کا علم ذاتی تو کیا مطلق علم ذاتی بھی نہ کسی رسول کو حاصل نہ کسی فرشتے کو' اور یہ اس کے منافی نہیں کہ علم غیب عطائی انبیائے کرام یا اولیائے کرام کو حاصل ہو۔ اب اس کو دوسری طرح یوں سمجھئے کہ یہ آیت کریمہ:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ. بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ. (حم السجدہ:۴۷) اور قیامت کا علم اسی پر حوالہ ہے۔

اس بات کی دلیل کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو قیامت کا علم نہیں اسی وقت بن سکتی ہیں جب کہ ان آیات میں علم سے مراد علم عطائی لیا جائے۔ اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا علم عطائی ہو یہ صریح کفر و شرک ہے۔

دوسرا نکتہ قابل غور یہ ہے کہ سورۂ جن کی آیت کریمہ کا سباق یہ بتا رہا ہے کہ یہ آیت خاص علم قیامت کے بارے میں ہے۔ اس سے پہلے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا O (الجن:۲۵)

تم فرماؤ: میں اپنی سمجھ سے نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے ایک وقفہ دے گا O

اس کے متصل ہی ہے آیت کریمہ ''عَالِمُ الْغَيْبِ'' الایۃ۔ اب دونوں آیتوں کا حاصل یہ نکلا قیامت قریب ہے یا اس کے لیے کچھ وقفہ ہے یہ میں اپنی سمجھ سے نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے' یہاں غیب اپنے لفظ کے اعتبار سے عام ہے لیکن سباق اس کی دلیل ہے کہ یہ خاص علم قیامت کے بارے میں فرمایا گیا ہے' جس سے ثابت ہو گیا کہ قیامت کا علم اللہ کے بتانے سے اس کے پسندیدہ رسولوں کو بھی ہے۔ علامہ ابراہیم بیجوری قدس سرہٗ شرح قصیدۂ بردہ میں لکھتے ہیں:

لم يخرج صلى الله عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالىٰ بهذه الامور الخمسة.

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد ہی دنیا سے تشریف لے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچوں باتوں کا علم عطا فرما دیا تھا۔

علم غیب کی قدرے تفصیل نزہۃ القاری' ج ۱ ص ۳۰۷' رقم: ۳۴۳' میں حدیث جبریل کی شرح کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

۲۹۳۵ - ح: [قَوْلُ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ]

حضرت اُمّ المؤمنین کے دو ارشادات

۲۹۳۵ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو تم سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یقیناً اس نے جھوٹ بولا

Marfat.com

فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ.

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں۔ اور جو یہ بیان کرے کہ وہ علم غیب جانتے تھے بلاشبہہ اس نے جھوٹ بولا حالانکہ وہ فرماتا ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی غیب نہیں جانتا۔

کتاب التفسیر سورۂ والنجم میں بہ طریق یحییٰ حضرت مسروق سے یہ حدیث یوں مروی ہے' انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ پوچھا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ یہ سن کر اُمّ المؤمنین نے فرمایا: تیری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تین باتوں سے تو کہاں غافل ہے' ان کو جو بھی بیان کرے بلاشبہہ وہ جھوٹا ہے۔ جو تجھ سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے یقیناً جھوٹ بولا' پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور وہ آنکھوں کا احاطہ کرتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔ اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے ادھر ہو۔ اور جو تجھ سے بیان کرے کہ وہ کل آئندہ کی بات جانتے تھے یقیناً اس نے جھوٹ بولا' پھر اُمّ المؤمنین نے یہ آیت تلاوت کی: کوئی جان نہیں جانتی ہے کہ کل کیا کمائے گی۔ اور جو تجھ سے بیان کرے کہ انہوں نے تجھ سے کچھ چھپایا تو اس نے یقیناً جھوٹ بولا' پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: اے اللہ کے رسول! ان سب کو پہنچا دو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا۔ ہاں! حضور نے جبریل کو اپنی صورت میں دو بار دیکھا۔

[حضرت اُمّ المؤمنین کے چار ارشادات اور ان کی توجیہ]

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا چار باتوں میں اختلاف مشہور ہے اور لوگوں سے ان تین میں غلط فہمی ہوئی۔

(۱) ایک تو سماع موتیٰ' وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں' اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔ اس کی پوری بحث نزہۃ القاری کی دوسری جلد' صفحہ ۷۳۲' لغایت صفحہ ۷۳۵ پر ہو چکی ہے۔

(۲) معراج جسمانی کے بارے میں کہ انہوں نے فرمایا: ''ما فقدت جسد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم'' 'معراج کی شب جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہیں گیا' حالانکہ اُمّ المؤمنین کا یہ ارشاد اس معراج منامی کے بارے میں ہے جو مدینہ طیبہ میں ہوئی اور وہ معراج جو جسم وروح کے ساتھ ہوئی وہ مکہ معظمہ میں ہوئی تھی۔ اس وقت اُمّ المؤمنین کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔

(۳) علم غیب کے بارے میں' حضرت اُمّ المؤمنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم غیب تھا وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے اس لیے کہ علم جب مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے علم ذاتی مراد ہوتا ہے جیسا کہ حاشیۂ کشاف میں میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے اور یہ یقیناً حق ہے۔ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرے کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

(۴) شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا یا نہیں؟ یہ مسئلہ عہد صحابہ سے مختلف فیہ ہے۔ حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مختار یہی ہے کہ دیدار الٰہی نہیں ہوا اور سورۂ والنجم میں جو مذکور ہے اس سے جبریل امین علیہ السلام کو ان کی ملکوتی شکل میں دیکھنا مراد ہے۔ اگرچہ ہم اہل سنت کے یہاں راجح اور مختار یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج دیدار الٰہی فرمایا اور یہی سورہ والنجم کے سیاق کے زیادہ موافق ہے' ارشاد ہے:

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ (النجم: ۱۰) اب وحی فرمائی اپنے بندے کی جانب جو وحی فرمائی ۝

Marfat.com

اس آیت میں ''عبدہٖ'' کی ضمیر مجرور متصل کا مرجع اللہ عزوجل ہے۔اب اگر ''فاوحٰی'' کی ضمیر مرفوع متصل کا مرجع جبریل امین کو ٹھہرائیں تو ضمیروں کے مراجع میں انتشار واختلاط لازم آئے گا کہ اول اور آخر کی ضمیروں کا مرجع جبریل امین ہوں اور بیچ میں ''عبدہٖ'' کا مرجع اللہ عزوجل' اور ہر شخص جانتا ہے کہ ایک ہی جملہ کے ضمائر میں انتشار سے احسن اور افصح اتحاد ہے اس لیے دونوں ''فَاَوْحٰی'' کی ضمیر فاعل کا مرجع اللہ عزوجل کو ماننا زیادہ راجح ہوا اور یہی جمہور صحابہ وتابعین عظام وائمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزت کی طرف راجع ہیں' یعنی ''وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰیO ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰیO فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰیO (النجم:۷۔۱۰) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰیO (النجم:۱۳)''۔

ان سب ضمائر کا مرجع اللہ عزوجل کی ذات ہی ہے۔اب آیتوں کا ترجمہ یہ ہوا: اور وہ یعنی رب کا جلوہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھاO پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا' پھر خوب اتر آیاO تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کمO اب اس نے وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائیO اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھاO

اور درایۃً بھی یہی راجح ہے اس لیے کہ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس ﷺ جبریل امین سے بہ درجہا افضل ہیں اس لیے اس میں کوئی خاص کمال نہیں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جبریل امین کو دیکھیں بلکہ جبریل امین حضور ﷺ کو دیکھیں یہ ان کے لیے کمال ہے۔مولانا روم نے فرمایا:

مصطفٰی بکشاید ارپرجمیل تا ابد بے ہوش ماند جبریل

''اگر حضور اقدس ﷺ اپنا حجاب اٹھا دیں اور جبریل دیکھ لیں تو ابد تک بے ہوش رہیں گے''۔

ہاں! حضور اقدس ﷺ کے لیے یقیناً یہ بہت بڑا کمال ہے کہ چشم سر سے رب کا جلوہ دیکھ لیا۔حضرت اُمّ المؤمنین کا استدلال آیت کریمہ ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ'' سے ہے' اس پر بحث گزر چکی ہے کہ یہاں مراد احاطہ ہے اور یہ حق ہے۔

اسی طرح علم غیب کے سلسلے میں اُمّ المؤمنین کا استدلال ''لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ'' سے ہے اور یہاں متعین ہے کہ غیب سے مراد ذاتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ کا علم عطائی ہو۔

قابل توجہ

حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ''لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ'' آیت ہے اس لیے کہ پہلے فرمایا تھا: ''وَهُوَ يَقُوْلُ''۔اس سے بھی مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے' اس کی مناسبت سے بعد میں فرمایا: ''وَهُوَ يَقُوْلُ'' اس سے بھی مراد اللہ عزوجل کی ذات ہی ہے مگر اس نظم کے ساتھ کوئی آیت نہیں۔آیت تو یہ ہے: ''قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ'' (النمل ۶۵)۔

اس آیت کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد حضور اقدس ﷺ ہیں۔حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی شان تو بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ راویان حدیث میں سے کسی کی طرف ایسی خطا کی نسبت سے اسلم یہی ہے کہ ''لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ'' حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مانا جائے اور دوسرے ''وَهُوَ يَقُوْلُ'' کی ضمیر کا مرجع حضور اقدس ﷺ ہیں۔

ناظرین سماع موتی کی تحقیق جاننا چاہیں تو ''حیات الموات'' کا مطالعہ کریں اور علم غیب پر سیر حاصل بحث دیکھنا چاہیں تو ''الدولۃ المکیۃ' الفیوض الملکیۃ' خالص الاعتقاد' انباء المصطفٰی'' کا مطالعہ کریں' اور رویت باری کے سلسلے میں ''منبہ المنیہ فی وصول الحبیب الی العرش والرویا'' کا مطالعہ کریں۔مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ان سب مسائل پر اتنی تحقیق وتفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اب اس میں نہ زیادتی کی گنجائش ہے نہ انکار کی۔

Marfat.com

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(النحل:٦٠)﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ (الصافات:١٨٠)﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ﴾ (المنافقون:٨)' وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ. (ص١٠٩٨)

[دیگر آیات کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور وہ غالب حکمت والا ہے○ پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو○ اور اللہ ہی کے لیے عزت ہے اور اس کے رسول کے لیے' اور جس نے اللہ کی عزت اور اس کی صفات کے ساتھ قسم کھائی۔

توضیح

یعنی اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے عزیز اور حکیم بھی ہے اور عزت کی اسناد اللہ عزوجل کی طرف کرنی درست ہے' نیز اللہ عزوجل کی عزت اور اس کی صفات کی قسم کھانی بھی صحیح ہے۔

٢٩٣٦- ح: [كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ]

٢٩٣٦ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ' الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ' وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ.

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اعوذ بعزّتك'' (الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح دعا مانگتے تھے: میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں اے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' جسے موت نہیں اور جن و انس سب کے لیے موت ہے۔

٢٩٣٧- ح: [يَضَعُ اللّٰهُ قَدَمَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ]

٢٩٣٧ - عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ اَنَسٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِيْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ' حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَدَمَهٗ' فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ' ثُمَّ تَقُوْلُ قَدْ' قَدْ' بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ' وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ' حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا' فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

اللہ عزوجل جہنم میں اپنا قدم پاک رکھے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جہنمی جہنم میں مسلسل ڈالے جائیں گے اور وہ کہتی رہے گی: کیا کچھ اور زیادہ ہے یہاں تک کہ رب العالمین اس میں اپنا قدم رکھے گا تو اس کا بعض بعض کی طرف سمٹ آئے گا اور جہنم کہے گی: بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم! اور جنت کا بھی ایک حصہ خالی رہے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا فرمائے گا اور انہیں جنت کی خالی جگہ میں رکھے گا۔

بَابٌ

[النساء: ۱۳۴ کی تفسیر]

﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا○﴾ (النساء:١٣٤). (ص١٠٩٩)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے○

ت٨٧٦ - وَقَالَ الْاَعْمَشُ' عَنْ تَمِيْمٍ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: اِس اللہ کے لیے حمد ہے جس کا سمع سب آوازوں کو وسیع ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ نازل فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ (المجادلہ:۱)۔

نے سنی اس کی بات جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے بحث کرتی ہے۔

اس تعلیق کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور نسائی نے اپنی سنن میں لفظ مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس لفظ سے روایت کیا ہے: برکت والی ہے وہ ذات جس کا سننا ہر شے کو وسیع ہے۔ میں خولہ کی بات سن رہی تھی اور بعض بات نہیں سن پاتی تھی اور وہ اپنے شوہر کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کر رہی تھی جن کا نام اوس بن صامت تھا: اس نے میرے شباب کو کھا لیا اور میرے پیٹ نے اس کے لیے اولاد کو پیدا کیا یہاں تک کہ جب میری عمر زیادہ ہوگئی اور اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ اے اللہ! میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹی بھی نہیں کہ جبریل ان آیتوں کو لے کر اُترے: ''قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ'' (المجادلہ:۱)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کو سمیع کہنا جائز ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ اللہ عزوجل کے سمیع بصیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ علیم ہے۔ سننے اور دیکھنے کی اسے قدرت نہیں اس لیے کہ سننے اور دیکھنے کے لیے آلۂ سماع اور آلۂ بصر ضروری ہے۔ اللہ عزوجل اس سے منزہ ہے۔ امام بخاری اس باب سے ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سماع اور صفت بصر' صفت علم کے علاوہ مستقل صفات ہیں۔ کسی کے نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اندھا ہے کسی کے نہ سننے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بہرا ہے۔ اندھا بہرہ ہونا نقص وعیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نقص وعیب سے پاک ہے اور جب کہ قرآن مجید اور احادیث میں سمیع وبصیر کا اطلاق باری عزاسمہٗ پر ہے تو اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں' اللہ عزوجل کی ذات جس طرح بے مثل و بے مثال ہے اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثل و بے مثال ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ (آل عمران:۲۸) (ص ۱۱۰۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾ (المائدہ:۱۱۶).

اور اس ارشاد کا بیان: تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

توضیح

نفس کا معنی جان ہے اور ہر جان کے لیے موت' ارشاد ہے: ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' (آل عمران:۱۸۵) ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ اس سے بہ ظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ نفس کا اطلاق باری تعالیٰ پر درست نہیں لیکن قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اور کثیر احادیث میں نفس کا اطلاق باری تعالیٰ پر ہے۔ حضرت امام بخاری اس باب سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ نفس کا اطلاق باری تعالیٰ پر درست ہے اور یہاں اس کے معنی جان کے نہیں بلکہ ذات کے ہیں۔

۲۹۳۸ - ح: [اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ]

میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں

۲۹۳۸ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے

Marfat.com

نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

یاد کرے۔ اگر وہ تنہائی میں میری یاد کرے تو میں اس کو اکیلے یاد کروں گا اور اگر وہ کسی مجمع میں میری یاد کرے تو میں اس کا ذکر اس مجمع میں کرتا ہوں جو ان کے مجمع سے بہتر ہے اور اگر میری جانب بالشت بھر آتا ہے تو میں اس کے قریب ہاتھ بھر ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ کے برابر آتا ہے تو میں اس کی جانب دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار قریب ہوتا ہوں' اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر قریب ہوتا ہوں۔

باب سے مناسبت صرف اتنی سے ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''ذکرتہ فی نفسی'' اللہ عزوجل نے اپنی ذات پر نفس کا اطلاق فرمایا۔ اس حدیث میں ''ذراع''، ''باع'' اور ''هروله'' مذکور ہے۔ اللہ عزوجل شہید ہے۔ کسی کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے دور رہا ہو' اس بناء پر یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اور تاویل یہ ہے کہ اللہ عزوجل اس بندے پر خصوصی رحمت فرماتا ہے۔

ملائکہ اور بشر میں کون افضل ہیں؟

جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ نوع بشر نوع ملائکہ سے افضل ہے' اس طرح پر کہ خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور عامہ بشر یعنی مومنین صالحین ملائکہ سے افضل ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام مطلقاً تمام ملائکہ سے افضل ہیں' جس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے کہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۳۳)

بے شک اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالم پر چن لیا ۝

نیز فرمایا گیا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ. (بنی اسرائیل: ۷۰)

بے شک ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی۔

فعل اور شبہ فعل کا متعلق جب محذوف ہوتا ہے تو عموم اس کا افادہ کرتا ہے' اس لیے اس آیت کا صریح مدلول یہ ہوا کہ بنی آدم کو تمام عالم پر بزرگی بخشی۔ اس عموم میں فرشتے بھی داخل ہیں۔

نیز فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ. (الجاثیہ: ۱۳)

جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب تمہارے بس میں کر دیا اپنے حکم سے۔

''ما'' کے عموم میں فرشتے بھی ہیں' اور ظاہر ہے کہ مسخر سے مسخر لہ افضل ہوتا ہے' نیز تمام فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرایا۔ یہ سجدہ تعظیم و تکریم تھا۔ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ نوع بشر نوع ملائکہ سے افضل و برتر ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ رسل ملائکہ پوری امت سے افضل ہیں حتیٰ کہ خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ سے بھی' مگر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے انسان سے افضل ہیں۔ صاف تصریح ہے کہ فرمایا: ''ذکرتہ فی ملإ خیر منهم'' میں اس کا ذکر کروں گا اس جماعت میں جو اس سے بہتر ہے' اور یہی مذہب فلاسفہ اور معتزلہ کا ہے۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ یہ

Marfat.com

قطعی نہیں کہ "فی ملأ خیر منھم" سے مراد ملائکہ ہی ہوں' ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد انبیاء کرام ہوں۔ نیز ایک نکتہ قابل لحاظ یہ ہے کہ ملأ اعلیٰ میں ذاکر اللہ عزوجل ہے' اللہ کے ذکر کی وجہ سے اس جماعت کو "خیر منھم" فرمایا گیا۔

بَابُ [طٰہٰ: ۳۹ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ﴾ (طٰہٰ: ۳۹)**تُغَذّٰى. وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا﴾** (القمر: ۱٤). (ص ۱۱۰۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اس لیے کہ تم میری نگاہ کے سامنے تیار ہو' یعنی تیرے پرورش کی جائے' تجھے غذا دی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس رشاد کا بیان: ہماری نگاہ کے روبرو بہتی ہے۔

توضیح ..... (اللہ عزوجل کی طرف عین کی اضافت اور اس کی توجیہ)

باب میں مذکور آیات میں اللہ عزوجل کی طرف عین کی اضافت ہے' نیز بعض احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے عین ہے' نیز بعض احادیث میں قدم کا بھی اثبات ہے۔ امام بخاری نے سب کے لیے الگ الگ باب قائم کیا ہے لیکن امام بخاری کا مقصود یہ ہرگز نہیں کہ اللہ عزوجل اعضاء وجوارح رکھتا ہے اور معاذ اللہ اس کا جسم ہے۔ اللہ عزوجل کے لیے جسم ماننا اور اعضاء ثابت کرنا صریح کفر ہے' اس لیے کہ جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث' اس لیے کہ ہر مرکب اپنے اجزاء سے مسبوق ہوتا ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع قطعی ہے کہ اللہ عزوجل قدیم ہے' نیز ہر مرکب اپنے وجود میں اجزاء کا محتاج ہوتا ہے اور احتیاج دلیل حدوث ہے اور اللہ عزوجل واجب بالذات' اس لیے ان تمام الفاظ کو متشابہات میں داخل مانا گیا ہے اور عوام کے سمجھانے کے لیے مناسب تاویلیں کی گئی ہیں۔ امام بخاری نے اس باب کے ضمن میں دجال کی حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں یہ فرمایا گیا:

انه اعور وان ربكم ليس باعور. وہ کلنا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔

اس سے اقتضاءً ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے آنکھ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ (ص ۱۱۰۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: کوئی شخص اللہ عزوجل سے زیادہ غیرت مند نہیں

توضیح ..... (اللہ تعالیٰ پر شخص کے اطلاق کی بحث)

اس ضمن میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مغیرہ کی حدیث ذکر کی جس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول مذکور ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو اس کو مار ڈالوں گا۔ یہ بات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا: تم لوگ سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو۔ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور مجھ سے زیادہ اللہ غیرت مند' اس حدیث کے بعض طرق میں "وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ" ہے۔ اللہ سے زیادہ کوئی شخص غیرت مند نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر شخص کا اطلاق درست ہے۔

لیکن یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے' سب کی روایتوں میں "شَخْصَ" کے بجائے "اَحَدٌ" ہے۔ صرف ایک روایت میں شخص وارد ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے کہ شخص کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں' اس لیے کہ شخص جسم ہوتا ہے' مرکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے حتیٰ کہ جہمیہ جو اللہ عزوجل کے لیے جسم مانتے ہیں وہ بھی شخص کے اطلاق کو اللہ کے لیے جائز نہیں جانتے' ہوسکتا ہے کہ یہ راوی کا تصرف ہو۔ اسی طرح غیرت کے معنی ہوتے ہیں جو وصف کسی کے ساتھ خاص ہو اس میں دوسرے کی شرکت سے جو

Marfat.com

ہیجان اور غضب ہوتا ہے اسے غیرت کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ غیرت کے لوازم میں سے ہے روکنا اور منع کرنا۔ اللہ عزوجل کی طرف جب غیرت کی نسبت ہوتو مراد اس کا لازمی معنی منع اور روکنا ہے۔

بَابٌ ﴿قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً﴾ تم فرماؤ: سب سے بڑی گواہی کس کی؟

(الانعام:۱۹)

وَسَمَّی اللّٰهُ تَعَالٰی نَفْسَهٗ شَیْئًا' قُلِ اللّٰهُ' وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ شَیْئًا' وَهُوَ صِفَةٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ. وَقَالَ ﴿کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ (القصص:۸۸). (ص ۱۱۰۳)

(الانعام:۱۹)

اللہ نے اپنی ذات کو شَیْ فرمایا' اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو شَیْ فرمایا' حالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے' اور فرمایا: ہر شَیْ فنا ہونے والی ہے' مگر اس کی ذات۔

توضیح

حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ شَیْ کا اطلاق اللہ عزوجل پر صحیح ہے۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے دو آیتیں پیش کی ہیں' اور حضرت سہل بن سعد ساعدی کی حدیث جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن صاحب سے فرمایا جس کے پاس مہر کے لیے کچھ نہیں تھا ''هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ'' اس حدیث میں قرآن کو شَیْ کہا گیا حالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر شَیْ کا اطلاق درست ہے۔

[شَیْ کے تین معنی]

تفصیل یہ ہے کہ شَیْ کے تین معنی ہیں ''مَا یَعْلَمُ وَ یُخْبَرُ بِهٖ'' جسے جانا جائے اور جس کے بارے میں خبر دی جا سکے۔ آیت کریمہ ''وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ'' میں شَیْ سے یہی مراد ہے' یہ سارے موجودات' ممکنات' ممتنعات کو عام ہے۔ دوسرے معنی ممکن کے ہیں خواہ وہ موجود ہو یا ازلاً ابداً معدوم ہو۔ آیت کریمہ ''اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' میں شَیْ سے مراد ممکن ہی ہے۔

تیسرے معنی موجود کے ہیں ''خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ'' میں یہی معنی مراد ہے۔ عقائد کی کتابوں میں جو فرمایا گیا: ''الشَّیْءُ عِنْدَنَا هُوَ الْمَوْجُوْدُ'' سے یہی مراد ہے' اور یہاں موجود سے مراد فی الحال موجود نہیں بلکہ ازلاً ابداً جو چیز وجود میں آئی یا آئے گی' وہ مراد ہے۔

اس تفصیل کے مطابق شَیْ کا اول معنی اور آخری معنی اللہ عزوجل پر صادق ہے' مگر ہمارے عرف میں شَیْ کا اطلاق باری تعالیٰ پر نہیں ہوتا اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

بَابٌ ﴿وَکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَاءِ﴾ (ھود:۷) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان:

﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۝﴾ اس کا عرش پانی پر تھا' اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۝

(التوبہ:۱۲۹). (ص ۱۱۰۳)

توضیح.....(عرش پر استواء کا معنی)

عرش کے معنی تخت کے ہوتے ہیں خاص کر بادشاہ کا تخت۔ امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے لیے جب عرش ہے تو وہ اس پر مستوی ہے۔ ان کی مراد یہی ہے کہ جب قرآن مجید کی آیات میں یہ وارد ہے تو اس کے لیے اس کہنے میں کوئی حرج نہیں

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ اس استواء سے کیا مراد ہے؟ یہ متشابہات میں سے ہے اور یہ مراد نہیں کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اسے گھیرے ہوئے ہے۔ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے' قرآن مجید میں فرمایا گیا: ''وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ'' اللہ تعالیٰ ہر شئی کو محیط ہے۔ اس میں عرش بھی شامل ہے' پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ عرش اللہ عزوجل کو گھیرے ہوئے ہے۔ نیز اللہ عزوجل کی ذات غیر متناہی بالفعل ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ عرش اسے گھیرے ہوئے ہے تو غیر متناہی نہیں رہے گا متناہی ہو جائے گا۔

ابن تیمیہ کی اندھی تقلید میں آج کل نجدیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل عرش پر اسی طرح بیٹھا ہوا ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں جو اہل سنت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے اور عقل و نقل کے بھی معارض ہے۔

ت ۸۷۷ - قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ ﴿اِسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ﴾ اِرْتَفَعَ. ﴿فَسَوّٰهُنَّ﴾ (البقرہ:۲۹) خَلَقَهُنَّ.

اور ابوالعالیہ نے کہا کہ آیت کریمہ ''اِسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت کو آسمان سے متعلق کیا اور انہیں بنایا۔

ت ۸۷۸ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اِسْتَوٰى﴾ عَلَا ﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف:٥٤).

اور مجاہد نے کہا کہ ''اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ'' سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی صفت علو کی تجلی عرش پر ڈالی۔

ہمارا مذہب محقق یہ ہے جو اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اِسْتَوٰى'' مجہول نہیں اور ''کیف'' عقل میں آنے والی بات نہیں اور اس کا اقرار ایمان ہے اور انکار کفر ہے یعنی یہ بھی متشابہات میں سے ہے۔

ت ۸۷۹ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْمَجِيْدُ﴾ (البروج:۱۵) اَلْكَرِيْمُ، وَ﴿الْوَدُوْدُ﴾ (البروج:۱۵) اَلْحَبِيْبُ، يُقَالُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، كَاَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِنْ مَّاجِدٍ، مَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِيْدٍ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''مجید'' کے معنی کریم یعنی عزت والا ہے اور ''ودود'' کے معنی حبیب یعنی محبوب ہے۔ ''وُدُوْدٌ'' فعول کے وزن پر ''وُدّا'' سے مبالغہ کا صیغہ ہے بہ معنی اسم مفعول' کہا جاتا ہے ''حمید مجید''۔ ''مجید''، ''ماجد'' سے' فعیل کے وزن پر صفت مشبہ ہے' اور ''محمود''، ''حمد'' سے اسی طرح ''حمید'' بھی ''حمد'' سے فعیل کے وزن پر صفت مشبہ ہے

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ﴾ (المعارج:٤)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ (فاطر:۱۰). (ص ۱۱۰۴)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں پاکیزہ کلام۔

توضیح

اس باب سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ذوالمعارج بھی ہے جس کی دلیل وہ دونوں آیتیں ہیں جو باب کے عنوان میں مذکور ہیں۔ ملائکہ کے بارے میں جو فرمایا گیا: ''تَعْرُجُ اِلَيْهِ'' (الفاطر:۱۰) اس سے مراد فرشتوں کا اپنی منازل کی طرف جانا ہے اور اس آیت میں روح سے مراد جبریل امین ہیں۔ اس سے مراد وحی یعنی ان کا اپنی منزل کی طرف جانا ہے۔

Marfat.com

بعض مفسرین نے فرمایا کہ روح سے مراد روح انسانی ہے۔اس تقدیر پر اس سے مراد قبض ہونے کے بعد روحوں کا آسمان کی طرف جانا ہے' جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے' اور آیت کریمہ ''اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ'' (الفاطر:۱۰) سے مراد قبول ہونا ہے۔

مجسمہ اور جہمیہ ان کے ظاہر معنی کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے جسم و مکان ثابت کرتے ہیں لیکن اللہ کے لیے مکان یا جسم کا ہونا عقلاً و نقلاً باطل ہے' اس لیے ان آیتوں سے کیا مراد ہے؟ اسے اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول ﷺ جانیں یا پھر وہ تاویل کی جائے جو ہم نے ذکر کی۔

ت ۸۸۰ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ (فاطر: ۱۰) یَرْفَعُ الْکَلِمَ الطَّیِّبَ. یُقَالُ ﴿ذِی الْمَعَارِجِ﴾ (المعارج:۳) اَلْمَلَائِکَةُ تَعْرُجُ اِلَی اللّٰهِ.

مجاہد نے کہا: عمل صالح اچھے کلموں کو بلند کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ذوالمعارج کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل صالح سے ان کی مراد فرائض کی ادائیگی ہے اور کلمہ طیب سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو شخص فرائض ادا نہ کرے اس کے نوافل معلق رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت بیان فرمائی: ''ذِی الْمَعَارِجِ'' یہ اس بناء پر ہے کہ اس کی بارگاہ خاص کی جانب فرشتے جاتے ہیں۔ بارگاہ کا خاص ہونا اس کے معارض نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے اور وہ شہید ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○﴾ (القیامۃ:۲۲-۲۳). (ص ۱۱۰۵)

[القیامہ:۲۲۔۲۳ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے ○ اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے ○

توضیح

امام بخاری اس باب سے یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر مومن کو اللہ عزوجل کی رؤیت ہوگی' جو بلا کیف بلا جہت ہوگی جس کی بحث جلد اول میں مفصل ذکر ہو چکی ہے۔ رؤیت باری کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہے' اس کا انکار گم راہی ہے۔

''وَقَالَ قَیْسُ بْنُ سَعْدٍ وَاَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَیَّامٌ'' اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث مذکور ہے کہ نبی ﷺ جب رات میں تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' اسی سند کے ساتھ حضرت طاؤس ہی سے قیس بن سعد اور ابوالزبیر سے ''اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کے بجائے ''اَنْتَ قَیَّام'' مروی ہے۔

ت ۸۸۱ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَقَرَاَ عُمَرُ الْقَیَّامُ. وَکِلَاهُمَا مَدْحٌ.

اور امام مجاہد نے کہا: ''قیوم'' کا معنی ہے جو ہر شے پر قائم ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت الکرسی میں بجائے ''قیوم'' کے ''القیام'' پڑھا اور دونوں ''مدح'' ہیں۔

یعنی قیوم اور قیام دونوں مدح ہیں۔ ان کے معنی یہ ہیں کہ وہ ذات جو ہر شے پر قائم ہو' جو چاہے تدبیر کرے جسے زوال نہیں۔ محمد بن فرح نے ''کِتَابُ الْاَسْنٰی بِاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی'' میں کہا کہ بندے کا وصف قیم کے ساتھ جائز نہیں' امام غزالی نے ''المقصد الاسنیٰ'' میں فرمایا: قیوم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' اس لیے مجمع الانہر میں فرمایا کہ قیوم کا اطلاق بندے پر کفر ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت

Marfat.com

خاصہ ہے۔

بایں ہمہ بعض عرفاء کے کلام میں قیوم کا اطلاق بندوں پر آیا ہے' اس لیے اس کا اطلاق بندے پر کفر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ناجائز ہوسکتا ہے۔ اس کی بھی تاویل وہی کی جائے گی جو حکیم' رشید' رؤف' رحیم وغیرہ کی کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَخْلِيْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ (ص.۱۱۱)

آسمان وزمین اور دوسری مخلوقات کے پیدا کرنے میں جو کچھ آیا ہے' اس کا بیان

وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَاَمْرُهٗ، فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَاَمْرِهٖ، وَهُوَ الْخَالِقُ هُوَ الْمُكَوِّنُ، غَيْرُ مَخْلُوْقٍ. وَمَا كَانَ بِفِعْلِهٖ وَاَمْرِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ، فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ.

اور تخلیق رب کا فعل ہے اور اس کا امر ہے۔ رب اپنی صفات' افعال اور امر وکلام کے ساتھ خالق ہے اور مکوِن' مخلوق نہیں' اور جو چیز اس کے فعل اور امر اور تخلیق اور تکوین سے ہو وہ مفعول' مخلوق' مکوَّن ہے۔

ارشاد فرمایا گیا: ''اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ'' (الاعراف:۵۴) سنو اللہ ہی لیے خلق اور امر ہے۔ عطف مغائرت چاہتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالم خلق اور ہے اور عالم امر اور۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے الملفوظ میں منقول ہے کہ مادے سے کسی چیز کے بنانے کو خلق کہتے ہیں اور بغیر مادہ کے کسی چیز کے پیدا کرنے کو امر' مگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ امر وخلق ایک ہی ہیں' اور یہ عام ہے خواہ مادے سے کوئی چیز بنائی جائے یا بغیر مادے کے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ کبھی کبھی خلق بہ معنی عام مستعمل ہوتا ہے اور آیت کریمہ مذکورہ میں بہ معنی خاص۔

بَابُ

[سبا: ۲۳ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۝﴾ (سبا:۲۳).

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: حق فرمایا اور وہی ہے بلند بڑائی والا۝

وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ.

اور یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا فرمایا؟

وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ:۲۵۵). (ص ۱۱۱۴)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بغیر اس کے حکم کے؟

توضیح

اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام بھی ہے جو ازلی ابدی قدیم ہے۔ اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے' اس معنی میں کہ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آیت کریمہ میں ہے کہ فرمایا: ''مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ'' اور یہ نہیں فرمایا: ''مَا ذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ'' کہ کیا پیدا کیا اور قول کلام ہی ہوتا ہے۔

اس میں رد ہے معتزلہ' خوارج' مرجیہ' جہمیہ' نجاریہ کا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے متکلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے لوح

Marfat.com

محفوظ میں کلام لکھ دیا۔

اس بارے میں تین قول ہیں۔ اہل حق کا قول یہ ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے اس طرح کہ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات' نہ منقسم ہوتا ہے نہ متجزی ہوتا ہے' اور مخلوق کے کسی کلام کے مشابہ نہیں اور صوت ولحن سے پاک ہے۔

دوسرا قول مذکورہ فرقوں کا ہے اور تیسرا قول کہ اس بارے میں توقف واجب ہے' نہ مخلوق کہا جائے نہ غیر مخلوق۔

دوسرا افادہ باب سے یہ فرمایا کہ انبیاء' ملائکہ' مومنین کی شفاعت حق ہے' اور کفار جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے معبودان باطلہ اللہ کے یہاں شفیع ہوں گے یہ باطل ہے۔ شفاعت کا حق صرف انہیں لوگوں کو ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اذن دے اور اذن صرف انبیاء کرام' مومنین' ملائکہ کے لیے ہے۔

ت ۸۸۲ - وَقَالَ مَسْرُوْقٌ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ اَهْلُ السَّمَاوَاتِ شَيْئًا، فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ، عَرَفُوْا اَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ﴾.

مسروق نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو آسمان والے کچھ سنتے ہیں۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے اور آواز بند ہو جاتی ہے تو پہچانتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ ندا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ حق فرمایا۔

اس تعلیق کو بیہقی نے اسماء وصفات میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو آسمان والے سنتے ہیں اور آسمان پر چکنے پتھر پر زنجیر کھینچنے کی وجہ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اسی کے مثل آواز ہوتی ہے جس سے لوگ بے ہوش ہو جاتے ہیں' بے ہوش پڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس تشریف لاتے ہیں تو ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو لوگ جبریل سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ فرماتے ہیں: اللہ نے حق فرمایا تو سب لوگ بلند آواز سے کہتے ہیں: حق حق۔

ت ۸۸۳ - وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ، فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الدَّيَّانُ.

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جمع فرمائے گا (حشر کے دن) اور انہیں ندا دے گا جسے دور والے ایسے ہی سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے: میں بادشاہ ہوں' میں بدلہ دینے والا ہوں۔

توضیح میں ہے کہ اسے حارث بن ابواسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ذکر فرمائی ہے جو سورۂ حجر کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی چیز کا حکم فرماتا ہے تو فرشتے اپنے بازوؤں کو ہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کے طور پر جس سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے زنجیر چکنے پتھر پر گری ہو۔ جس کی آواز دور تک پھیل جائے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند عظمت والا ہے۔

Marfat.com

اس سب کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن وحدیث کے ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف قول کی اسناد ثابت ہے جو اس کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے' متکلم ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوح محفوظ میں کلام پیدا فرماتا ہے۔ نیز سننے والوں کے دلوں پر جو گھبراہٹ طاری ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت کی ہیبت کی وجہ سے اور آواز فرشتوں کے بازوؤں کے پھڑ پھڑانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾ (النساء:١٦٦). (ص١١١٥)

[النساء:۱۶۶ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا اپنے علم سے اور فرشتے گواہ ہیں۔

ت٨٨٤ - قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ (الطلاق:١٢) بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْاَرْضِ السَّابِعَةِ.

اور امام مجاہد نے کہا: اپنا حکم ان کے درمیان نازل فرماتا ہے' یعنی ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان۔

توضیح

قرآن مجید کے لیے اِنزال' تنزیل' نزل کا جو لفظ آیا ہے اس سے معتزلہ وغیرہ نے یہ استدلال کیا کہ قرآن مخلوق ہے اس لیے کہ نزول' انزال' حادث کی صفت ہے۔ اہل سنت نے فرمایا: یہاں انزال سے مراد افہام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معانی کو سمجھایا۔ یہ تاویل علامہ ابن بطال سے منقول ہے' لیکن اس میں اشکال ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نظم قرآن منزل نہیں' اس لیے صحیح یہ ہے کہ انزال سے مراد ابلاغ ہے یعنی پہنچانا' مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام کو اپنے رسول تک پہنچایا' یا پھر وہی کہا جائے کہ اس کی کیفیت مجہول ہے' اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ﴾ (الفتح:١٥) ﴿لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ حَقٌّ ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ (الطارق:١٣-١٤) بِاللَّعِبِ. (ص١١١٦)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں

اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا: ''اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ'' اس آیت میں ''فصل'' سے مراد حق ہے اور ''ھزل'' سے مراد لعب۔

توضیح

منافقین نے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے انکار کیا' پھر جب خیبر وغیرہ کی فتوحات میں دیکھا کہ خوب مال غنیمت ملا ہے تو کہنے لگے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟ حالانکہ اللہ نے فرما دیا تھا کہ منافقین کو مال غنیمت سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ اسی کو فرمایا گیا: چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔

امام بخاری کا اس باب سے بھی مقصود یہی ہے کہ اللہ عزوجل کی صفت کلام ہے جو باب کی دونوں آیتوں سے ثابت ہے۔ پہلی آیت میں کلام اللہ صراحت کے ساتھ ہے' دوسری آیت میں ''وَقَوْلٌ فَصْلٌ'' مذکور ہے اور قول کلام ہی ہے۔

۲۹۳۹-ح: [ذَنْبُ الْعَبْدِ مِرَارًا وَتَوْبَتُهٗ]

ایک شخص کا بار بار گناہ کرنا اور توبہ کرنا

۲۹۳۹ - سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ عُمْرَةَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا

Marfat.com

سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا' وَرُبَّمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا' فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ' وَرُبَّمَا قَالَ اَصَبْتُ' فَاغْفِرْ لِيْ' فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ' ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا' اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا' فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ' فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ' ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ' ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا' قَالَ قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِيْ' فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ' ثَلَاثًا' فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ. (مسلم۔ کتاب التوبۃ' نسائی۔ کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

کہ آپ نے فرمایا: ایک بندے نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا' پھر کہا: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے' پس مجھے بخش دے تو اس کے رب نے فرمایا: کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یا اس پر سزا دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ایسے ہی رہتا ہے' پھر گناہ کر بیٹھتا ہے' پھر اپنے رب سے عرض کرتا ہے: اے میرے رب! دوسرا گناہ کر لیا' اسے بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یا اس پر سزا دیتا ہے' میں نے اپنے بندے کو معاف کیا' پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یوں ہی رہتا ہے' پھر گناہ کر بیٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے: اے رب! میں نے دوسرا گناہ کر لیا مجھے بخش دے تو فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یا اس پر سزا دیتا ہے' میں نے اپنے بندے کو بخش دیا' تین بار' اب وہ جو چاہے عمل کرے۔

عمدۃ القاری میں جو متن دیا ہے اس کے آخر میں یہ ہے: ''فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ'' اور فتح الباری میں بھی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندہ بار بار بھی گناہ کرے اور توبہ کرے تو معافی کی امید ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ (ص ۱۱۱۸)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا کلام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور ان کے علاوہ کے ساتھ

توضیح

اس باب سے بھی مقصود معتزلہ' خوارج' جہمیہ وغیرہ کا رد ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

۲۹۴۰- ح: [لَمَعَةٌ مِّنَ الشَّفَاعَةِ]

شفاعت کی ایک جھلک

۲۹۴۰ - عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ' فَقُلْتُ يَا رَبِّ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ' فَيُدْخَلُوْنَ' ثُمَّ اَقُوْلُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى شَيْءٍ. فَقَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا' میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! اس کو بھی جنت میں داخل فرما جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہے تو وہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے' پھر میں عرض کروں گا: اسے بھی جنت میں داخل فرما جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہے۔ حضرت انس نے کہا: گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انگلی کو دوسری سے ملا کر اشارہ فرمایا کہ اتنا بھی ایمان۔

یہ حدیث مبہم ہے' اس میں صرف یہ ہے کہ میں عرض کروں گا کہ ان کو بھی جنت میں داخل فرما اور وہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے' مگر اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے شفاعت کی جو طویل حدیث مروی ہے اس میں یہ تفصیل ہے: ''اس کے بعد اگر وہ میرے پاس آئیں گے میں فرماؤں گا: میں شفاعت کے لیے ہوں۔ میں اپنے رب سے حاضری کا اذن طلب کروں گا۔ مجھے اِذن ملے گا' اور اللہ تعالیٰ اس وقت میرے دل میں حمد کے ایسے صیغے القاء فرمائے گا جو اس وقت مجھے معلوم نہیں۔ میں ان صیغوں کے ساتھ اللہ کی حمد کروں گا اور اس کے لیے سجدہ کروں گا تو مجھ سے کہا جائے گا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے سر کو اٹھاؤ' کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری اُمت؟ میری اُمت؟ مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ اور جہنم میں سے ان کو نکالو' جن کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے۔ میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا۔ پھر دوبارہ دربار میں حاضر ہوں گا اور حسب سابق اُن محامد کے ساتھ حمد کروں گا اور سجدہ کروں گا' پھر مجھ سے فرمایا جائے گا مثل اس کے جو پہلے گزر چکا' پھر مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اس کو نکالو جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہے۔ میں جاؤں گا' ایسا ہی کروں گا' پھر بارگاہ میں حاضر ہوں گا اور حسب سابق اُن محامد کے ساتھ حمد کروں گا اور سجدہ کروں گا۔ پھر مجھ سے وہی فرمایا جائے گا جو اوپر مذکور ہوا' پھر مجھ سے فرمایا جائے گا: جاؤ جس کے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اس کو نکالو۔ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ آخر میں ہے: ہم لوگ وہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن بصری کے پاس گئے۔ وہ حجاج کے ڈر سے ابوخلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے حضرت انس کی حدیث بیان کی۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور میں چوتھی بار حاضر ہوں گا اور وہی کروں گا جو میں نے پہلے کیا اور میں عرض کروں گا: اے پروردگار! مجھے اجازت دے کہ میں ان کو جہنم سے نکالوں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی قسم ہے! کہ میں جہنم سے ان لوگوں کو نکالوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا۔

یہ حدیث پوری تفصیل سے باب الشفاعۃ میں گزر چکی ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ اس لیے یہاں لکھوایا ہے کہ حضرت انس کی پہلی والی حدیث میں جو ابہام تھا وہ دور ہو جائے کہ ''فَیُدْخِلُوْنَ'' سے مراد یہ ہے کہ مجھے جہنم سے نکالنے کا اختیار دیا جائے گا اور میں ان لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا۔ یہاں اس حدیث کی ابتداء میں یہ ہے کہ معبد بن ہلال عنزی نے کہا کہ بصرہ کے ہم کچھ لوگ اکٹھے ہوئے اور حضرت انس بن مالک کے پاس گئے اور ہمارے ساتھ ثابت بھی گئے تاکہ ان سے حدیث شفاعت کا پوچھیں۔ ہم جب حضرت انس کے یہاں گئے تو وہ اپنے محل میں تھے اور چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم ان سے اجازت لے کر اندر گئے۔ وہ اپنے بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا کہ ان سے پہلے حدیث شفاعت کا پوچھیں تو ثابت نے کہا: اے ابوحمزہ! یہ آپ کے بصرہ کے بھائی آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ سے حدیث شفاعت کا پوچھیں۔ اس پر حضرت انس نے پوری حدیث بیان کی' پھر یہ لوگ حضرت امام حسن بصری کے یہاں گئے اور ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی۔ ہم نے یہیں تک بیان کیا تو حضرت حسن بصری نے فرمایا: اور کچھ؟ ہم نے کہا: اس سے زیادہ انہوں نے نہیں بیان فرمایا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ حضرت انس نے آج سے بیس سال پہلے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی (اور کچھ زیادہ بیان کی تھی) میں نہیں جانتا کہ اب وہ بھول گئے یا اس لیے پوری حدیث نہیں بیان کی کہ لوگ شفاعت پر بھروسہ کر کے عمل چھوڑ بیٹھیں گے تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ پوری حدیث بیان فرما دیجئے تو وہ ہنسے اور فرمایا: انسان عجلت پسند پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں چوتھی بار بارگاہ اقدس میں

Marfat.com

حاضر ہوں گا۔(الیٰ اخرالحدیث)

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْاَمْرِ، وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ، وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْاِبْلَاغِ

اللہ تعالیٰ کا بندوں کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ انہیں حکم دیتا ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندے اس سے دعا کریں، اس کی بارگاہ میں عاجزی کریں، اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۵۲) ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يَا قَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ○ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ○﴾ (یونس: ۷۱-۷۲). غُمَّةٌ هَمٌّ وَضِيْقٌ. (ص ۱۱۲۱)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ فرمایا: مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا، اور فرمایا: ان کے سامنے نوح کی خبر تلاوت فرمایئے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر میرا قیام اور اللہ کی آیتوں کو یاد دلانا تم پر بھاری ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا، تم اور تمہارے شرکاء جو طے کر چکے ہو کرو، پھر تم پر کوئی تنگی نہ ہو، اس کے بعد میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو○ اب اگر تم میری بات نہ مانو تو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمان رہوں○ ''غُمَّةٌ'' کے معنی غم اور تنگی کے ہیں۔

توضیح

امام بخاری اس باب سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ تو یاد کرنے سے کیا مراد ہے؟ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی عبادت اور اطاعت کا حکم دیتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ہمارے بندوں پر رحمت نازل کرو اور بندوں کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے دعا مانگیں اور اس کی بارگاہ میں تضرع اور عاجزی کریں، اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کو حکم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو کچھ فرمایا تھا وہ لوگوں کو بتائیں۔ آیت میں ''غَمٌّ'' کا لفظ آیا تھا اس کا معنی بتایا کہ تنگی کے ہیں۔

ت ۸۸۵ - قَالَ مُجَاهِدٌ اِقْضُوْا اِلَيَّ مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ، يُقَالُ اُفْرُقِ اقْضِ.

امام مجاہد نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو فرمایا تھا: ''ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ'' اس سے مراد یہ ہے کہ تم نے اپنے جی میں جو کچھ ٹھان لیا ہے، مجھے نقصان پہنچانے اور ضرر پہنچانے کا جو ارادہ کر لیا ہے وہ کر گزرو۔

''اُفْرُقْ اِقْضِ'' یہ امام مجاہد کا قول ہے کہ نہیں؟ اس میں شراح کو کلام ہے۔ مراد یہ ہے کہ چھپاؤ مت، تم کو جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔

Marfat.com

ت۸۸۶ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ (التوبہ:٦)' اِنْسَانٌ يَاْتِيْهِ' فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ' فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰى يَاْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ' وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَاْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَهُ ﴿اَلنَّبَاُ الْعَظِيْمُ﴾ (النبا:٢) اَلْقُرْاٰنُ ﴿صَوَابًا﴾ (النبا:٣٨) حَقًّا فِي الدُّنْيَا' وَعَمَلًا بِهٖ.

اور امام مجاہد نے کہا: اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے ہم کوئی آپ کے پاس آئے اور آپ جو فرماتے ہیں اور جو آپ پر اتارا گیا وہ بغور سنے تو وہ امن والا ہے' یہاں تک کہ آپ کے پاس آئے اور اللہ کے کلام کو سنے' یہاں تک کہ اپنے امن کی جگہ پہنچ جائے یعنی جہاں سے آیا تھا' اور ''نبأ عظیم'' قرآن ہے جو دنیا میں حق اور صواب ہے اور لائق عمل ہے۔

سورۂ توبہ میں فرمایا گیا:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهُ. (آیت:٦)

اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے امام مجاہد سے اس آیت کریمہ کی تفسیر نقل فرمائی جو ظاہر ہے۔ اس آیت کے ذکر سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ انہوں نے جو یہ فرمایا کہ بندوں کا اللہ کے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندے اللہ کے احکام کو دوسروں تک پہنچائیں وہ سب انسانوں کو عام ہے حتیٰ کہ مشرکین کو بھی یعنی مشرکین تک بھی اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانا ضروری ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾

اللہ تعالیٰ کے دیگر ارشادات کا بیان

(البقرہ:٢٢)' وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الفصلت:٩)' وَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (الفرقان:٦٨) ﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ○ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ○﴾ (الزمر:٦٥-٦٦).

(ص ۱۱۴۱)

تو اللہ تعالیٰ کے لیے شریک نہ بناؤ' اور فرمایا: تم اللہ کے لیے شرکاء ٹھہراتے ہو' حالانکہ وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پوجتے' اور آپ کی جانب اور آپ سے پہلے والوں کی جانب یہ وحی کی گئی ہے کہ بفرض محال اگر تم شرک کرو گے تو تمہارا عمل رائیگاں ہو جائے گا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے○ بلکہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ○

توضیح

امام بخاری اس باب سے اور اس باب میں ذکر کی ہوئی آیتوں سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خالق نہیں بلکہ بندوں کے افعال کا بھی خالق اللہ عزوجل ہے سوائے اس کے کسی چیز کا کوئی خالق نہیں۔ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو خالق ماننا اس کا شریک ٹھہرانا ہے اور اللہ تعالیٰ شریک سے منزہ ہے ہاں! بندے اپنے افعال کے کاسب ہیں' یعنی بندے مجبور محض بھی نہیں جیسا کہ جبریہ جہمیہ کہتے ہیں اور اپنے افعال کے خالق بھی نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ معاملہ جبر و قدر کے درمیان ہے جس کو یوں سمجھئے کہ ایک شخص چھت سے بہ ذریعہ زینہ نیچے اترا اور ایک شخص گر پڑا۔ پہلے کے نیچے آنے میں اس کے کسب و ارادے کا دخل ہے اور دوسرے کے نیچے آنے میں نہ اس کے ارادے کو دخل ہے اور نہ اس کے کسب کو۔ بندوں سے جو افعال صادر ہوتے ہیں اس کی مثال پہلے شخص کی ہے کہ بندے اپنے ارادے اور کسب سے افعال کرتے ہیں' مگر سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

''نِدٌّ'' کبھی اس کو ندید بھی کہا جاتا ہے ''نِد'' کسی شے کی ایسی نظیر کو کہتے ہیں جو اس کے معاملات میں اس سے معارضہ کر سکے یا جو اس کی ذات میں شریک ہو۔ ''مثل'' اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز میں کسی کا شریک ہو اگرچہ اس کے اوصاف میں کسی وصف میں شریک ہو مثل عام ہے اور ند خاص۔

ت ۸۸۷ - وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:۱۰۶) **﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ﴾** (الزخرف:۸۷) **﴿وَمَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾** (لقمان:۲۵) **فَذٰلِكَ اِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهُ.**

اور عکرمہ نے کہا: اللہ عزوجل نے جو فرمایا ہے کہ ان کے اکثر اللہ پر ایمان رکھتے ہیں مگر وہ شرک بھی کرتے ہیں O مطلب یہ ہے کہ اگر ان سے پوچھو کہ تم کو کس نے پیدا کیا اور کس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تو کہیں گے کہ اللہ نے۔ یہ ان کا ایمان ہے اس کے باوجود وہ اللہ کے غیر کو پوجتے ہیں یہ ان کا شرک ہے۔

وَمَا ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاَكْسَابِهِمْ.

اور وہ جو ذکر کیا گیا ہے بندوں کے افعال کے خلق اور اس کے اکتساب ہیں۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا O﴾ (الفرقان:۲).

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے کہ فرمایا: اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ٹھیک اندازے سے رکھا O

توضیح

یہ باب کا دوسرا جزء ہے اور معطوف ہے قول اللہ پر یعنی اس باب کا بیان کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے اور بندوں کا کسب ہے۔ ہر چیز کا خالق اللہ ہے یہ صریح ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے اور شے میں بندوں کے افعال بھی داخل ہیں اور اس سے واضح وہ ارشاد ہے کہ فرمایا: ''وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ O'' اور اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے عمل کو بھی O

ت ۸۸۸ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (الحجر:۸) **بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ.**

اور مجاہد نے کہا: اور فرشتے نہیں اتارتے ہیں مگر حق یعنی رسالت اور عذاب کے ساتھ۔

''تَنَزَّلُ'' میں دو قراءتیں ہیں ''تاء'' کے ساتھ واحد مؤنث غائب کا صیغہ تو مطلب یہ ہوگا کہ فرشتے اللہ کے پیغام کو اور عذاب کو اتارتے ہیں' یہ ان کا کسب ہوا جس سے ثابت ہوا کہ بندے اپنے افعال کے کاسب ہیں' اور دوسری قراءت سے ''نُنَزِّلُ'' جمع متکلم کا صیغہ' اس قراءت پر ''ملائکۃ'' منصوب ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم فرشتوں کو پیغام دے کر یا عذاب کا حکم دے کر اتارتے ہیں' یہ خلق ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے۔

ت ۸۸۹ - ﴿لِيَسْاَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ (الاحزاب:۸) **اَلْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ.**

تاکہ اللہ سچوں سے ان کے صدق کے بارے میں سوال کرے یعنی ان کے پیغام پہنچانے والے رسولوں سے۔

یہ بھی امام مجاہد کا قول ہے جیسا کہ قرطبی نے بیان کیا۔

ت ۸۹۰ - ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹) **عِنْدَنَا.**

بے شک ہم حفاظت کرنے والے ہیں اپنے حضور۔

یہ بھی امام مجاہد کا قول ہے:

ت ۸۹۱ - ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ بِالْقُرْاٰنِ ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ (الزمر:۳۳) **اَلْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**

اور وہ جو سچائی لے کر آیا یعنی قرآن کو اور اس کی تصدیق کی یعنی مومن قیامت کے دن کہے گا: یہ وہ ہے جو تو نے مجھے عطا فرمایا

Marfat.com

هٰذَا الَّذِیْ اَعْطَیْتَنِیْ عَمِلْتُ بِمَا فِیْهِ.

تھا۔اس میں جو مذکور تھا اس پر میں نے عمل کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۝﴾ (الرحمٰن:۲۹)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: ہر دن اسے ایک کام ہے ۝

﴿وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ (الانبیاء:۲)، وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝﴾ (الطلاق:۱).

جب ان کے پاس ان کے رب کے پاس سے نئی نصیحت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے ۝

وَاَنَّ حَدَثَهٗ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ.

اور اللہ کا نیا کام مخلوق کے نئے کام کے مشابہ نہیں۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ (الشوریٰ:۱۱). (ص ۱۱۲۲)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے مثل کچھ نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے ۝

توضیح

یعنی اللہ تعالیٰ بھی نیا کام کرتا ہے اور مخلوق بھی نیا کام کرتی ہے مگر دونوں میں فرق ہے۔اللہ تعالیٰ خالق ہے اور مخلوق کاسب۔

ت ۸۹۲ - وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ اَمْرِهٖ مَا يَشَاءُ، وَاِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ اَنْ لَّا تَكَلَّمُوْا فِی الصَّلٰوةِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم بھیجتا ہے اور اس کا نیا حکم یہ ہے کہ نماز میں بات نہ کرو۔

یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام احمد، امام ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ پوری حدیث یہ ہے کہ ہم نماز کی حالت میں سلام کرتے تھے اور اپنی ضرورت پوری کرنے کا حکم کرتے تھے۔ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حضور نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا: حضور نے سلام کا جواب نہیں دیا۔نماز پوری کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے نیا حکم بھیجے اور نیا حکم یہ ہے کہ نماز میں بات نہ کرو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ (القیامۃ:۱۶)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت مت دو

وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْیُ. (ص ۱۱۲۲)

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل وحی اترتے وقت ہوتا ہے۔

ت ۸۹۳ - وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا مَعَ عَبْدِیْ حَيْثُمَا ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ.

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر میں اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: ایک شخص وہ ہے جسے اللہ نے قرآن دیا جو اس پر رات دن قائم رہتا

Marfat.com

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ

ہے اور ایک شخص وہ ہے جو کہتا ہے: اگر مجھے اس کے مثل دیا جاتا جو اس کو دیا گیا تو میں بھی ویسا ہی کرتا

فَبَيَّنَ اللّٰهُ اَنَّ قِيَامَهٗ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهٗ. وَقَالَ ﴿وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ﴾ (الروم:۲۲). وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الحج:۷۷).

(ص ۱۱۲۳)

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: اس شخص کا کتاب اللہ کے ساتھ قیام اس کا فعل ہے اور فرمایا: اس کی نشانیوں میں سے زمین و آسمان کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا: نیکی کرو تا کہ کامیابی حاصل کرو○

توضیح

اس باب سے مقصود یہ بتانا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ بندوں کے بھی افعال کا خالق اللہ ہی ہے۔ اس کے باوجود بندوں کے افعال کی نسبت بندوں کی طرف کرنا صحیح ہے کیونکہ وہ کاسب ہیں۔

بَابُ

[المائدہ:۶۷ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدہ:۶۷). (ص ۱۱۲۳)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اے رسول! جو تمہارے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا اسے پہنچا دو اور اگر ایسا نہیں ہے تو آپ نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

ت ۸۹۴ - وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ، وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ، وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ.

امام زہری نے کہا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ذمہ پہنچانا ہے اور ہم پر اس کا ماننا واجب ہے۔

توضیح

ارسال کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں' مرسل' مرسل الیہ اور رسول۔ امام زہری نے تینوں کی تشریح کی کہ اللہ تعالیٰ مرسل اور رسول پہنچانے والے ہیں اور بندے مرسل الیہ جن پر اس کا ماننا قبول کرنا واجب ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ (الجن:۲۸)' وَقَالَ تَعَالٰى ﴿اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ﴾ (الاعراف:۶۲).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تا کہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔

ت ۸۹۵ - وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ﴾ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرہ:۲) بَيَانٌ وَدَلَالَةٌ، كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ﴾ (الممتحنہ:۱۰) هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ.

اور معمر نے کہا: ''ذالك الكتاب'' یعنی یہ قرآن ''هدى للمتقين'' بیان اور دلالت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''ذالكم حكم الله'' یعنی ''هذا حكم الله''۔

بتانا یہ ہے کہ ''ذالك'' اگرچہ بعید کے لیے ہے لیکن یہاں ''هذا'' کے معنی قریب کے لیے ہے' جیسے: ''ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ''۔

Marfat.com

﴿لَا رَيْبَ﴾ (البقرہ:۲) لَا شَكَّ. ﴿تِلْكَ اٰيَاتُ﴾ (لقمان:۲) يَعْنِيْ هٰذِهِ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ.

''ریب'' کا معنی شک ہے یعنی یہ شک کی جگہ نہیں ''تلك ایات'' سے مراد یہ ہے کہ یہ قرآن کی نشانیاں ہیں۔

یہاں بھی افادہ فرمایا کہ ''تلك'' کی وضع بعید کے لیے ہے لیکن مراد قریب ہے یعنی ''هٰذِهٖ''۔

وَمِثْلُهٗ ﴿حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ (یونس:۲۲) يَعْنِيْ بِكُمْ.

اور اس کے مثل یہ آیت: یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ تم کو لے کر چلتی ہیں۔

یعنی ''ذالك'' کا ''هٰذا'' کے معنی میں ہونا اور ''تلك'' کا ''هٰذه'' کے معنی میں ہونا ایسے ہی ہے جیسے آیت مذکورہ میں ''جَرَيْنَ بِهِمْ'' میں ''بِهِمْ'' ''بِكُمْ'' کے معنی میں ہے۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (آل عمران:۹۳).

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا. وَاُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَاُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ. (ص ۱۱۲۴)

[آل عمران: ۹۳ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان: فرما دو: تورات لاؤ اور اسے تلاوت کرو اگر تم سچے ہو○

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان: تورات والوں کو تورات دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا' انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا اور تم کو قرآن دیا گیا تو تم نے اس پر عمل کیا۔

توضیح

باب میں مذکورہ آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام کو عرق النساء کی شکایت ہوگئی جس سے انہیں شدید تکلیف ہوئی یہاں تک کہ وہ کراہتے تھے تو انہوں نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس سے شفا دے گا تو میں اونٹوں کا گوشت اور دودھ نہیں استعمال کروں گا۔ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ تورات میں ہم پر حرام کیا گیا ہے۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان سے یہ کہا گیا کہ تورات لاؤ اور اسے پڑھو اور دکھاؤ اس میں کہاں ہے؟ تورات میں تو یہ ہے کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام نے تورات نازل ہونے سے پہلے اسے اپنے اوپر حرام فرما لیا تھا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ پوری امت پر حرام ہے' اور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تلاوت سے غرض اس پر ایمان لانا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔

ت ۸۹۶ - **وَقَالَ اَبُوْ رَزِيْنٍ** ﴿يَتْلُوْنَهٗ﴾ (البقرہ:۱۲۱) يَتَّبِعُوْنَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ. يُقَالُ ﴿يُتْلٰى﴾ (النساء:۱۲۷) يُقْرَءُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْاٰنِ.

ابورزین نے کہا: ''یتلونہ'' سے مراد یہ ہے کہ اس کی اتباع کرتے اور اس پر کما حقہ عمل کرتے اور ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا: ''یتلی'' اس کو اچھی طرح پڑھا جائے۔ قرآن کو عمدگی کے ساتھ پڑھا جائے۔

تلاوت کے معنی اتباع کے ہیں' یہ اتباع کبھی پڑھنے سے ہوتی ہے' کبھی اس کے اوامر اور نواہی کی پابندی سے ہوتی ہے' حقیقی معنی کے اعتبار سے تلاوت قراءت سے عام ہے۔ ہر قراءت تلاوت ہے اور ہر تلاوت قراءت نہیں۔

﴿لَا يَمَسُّهٗ﴾ (الواقعہ:۷۹) لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ ''لا یمسہ'' یعنی اس کی لذت اور اس کا نفع انہیں لوگوں کو

Marfat.com

اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ اِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الجمعہ:۵).

ملتا ہے جو قرآن پر ایمان لے آئے اور کما حقہ اس کو وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: ان لوگوں کی مثل جنہوں نے تورات کو اٹھایا' پھر اسے نہیں اٹھایا اس گدھے کی ہے جو کتابوں کا بوجھ لادے ہوئے ہے' اس قوم کی مثال جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا بری ہے' اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا○

ارشاد ہے: ''لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ'' اسے نہیں چھوتے مگر پاک لوگ۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ''مُطَهَّرُوْنَ'' سے مراد قرآن پر ایمان لانے والے ہیں اور ''مَسّ'' سے مراد اس سے روحانی لذت حاصل کرنا اور اس سے نفع اٹھانا ہے اور جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے ان کی مثال گدھے کی ہے جو کتابوں کو لادے رہتا ہے' اسے کچھ پتہ نہیں کہ میری پیٹھ پر کیا ہے؟ اس سے اسے کوئی نفع نہیں ملتا۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامَ وَالْاِيْمَانَ وَالصَّلٰوةَ عَمَلًا.

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام و ایمان اور نماز کو عمل کہا۔

توضیح

عمل کا اطلاق صرف جوارح کے فعل پر نہیں ہوتا فعل قلب پر بھی ہوتا ہے' ایمان فعل قلب ہے۔ اسلام سے عام طور پر مراد تسلیم و انقیاد ہے۔ یہ ظاہر افعال کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اسلام کا اطلاق جوارح کے افعال پر بھی ہوتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهٖ عَنْ رَّبِّهٖ (ص ۱۱۲۵)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے رب کا ذکر کرنا اور اس سے روایت کرنا

۲۹۴۱-ح: [اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا]

۲۹۴۱ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِيْ مَشْيًا اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں' اور اگر مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں تو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار اس سے قریب ہوتا ہوں' اور جب میری طرف چل کے آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کے جاتا ہوں۔

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے گزر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری نے اس کو دو طریقے سے روایت کیا ہے۔ ایک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ دوسری حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بواسطہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

روایت دونوں طرح ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو اور بواسطہ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی سنا ہو۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ تَفْسِيْرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ، بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

تورات اور اللہ کی کتابوں کی تفسیر عربی اور دوسری زبانوں میں جائز ہے

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝﴾ (آل عمران:۹۳). (ص ۱۱۲۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فرمادو: تورات لاؤ اور اس کی تلاوت کرو اگر تم سچے ہو۝

توضیح

اس میں کوئی حرج نہیں کہ تورات و انجیل کتب سماویہ کی تفسیر یا ترجمہ عربی اور دوسری زبان میں کیا جائے یا خود قرآن کریم کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کیا جائے۔ اس کا جواز اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے کہ فرمایا: ان سے کہہ دو کہ تورات لاؤ اور اس کی تلاوت کرو۔ ظاہر ہے کہ تورات عبرانی زبان میں تھی اگر اسے صرف عبرانی زبان میں پڑھا جاتا تو اہل عرب جو عبرانی زبان نہیں جانتے تھے وہ کیسے سمجھتے کہ اس میں کیا ہے اس لیے یہاں یہ مراد لینی پڑے گی کہ اس کو پڑھو اور عربی میں ترجمہ کرو تا کہ اہل عرب جان لیں کہ اس میں کیا ہے۔ اس کے باوجود اس کی تصدیق یا تکذیب کی اجازت نہیں، جب تک کہ اس کی تائید کتاب اللہ یا احادیث سے نہ ہو۔

بَابُ

[القمر:۱۷ کی تفسیر]

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝﴾ (القمر:۱۷). (ص ۱۱۲۶)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۝

ت ۸۹۷ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ هُوَّنَّا قِرَاءَتَهٗ عَلَيْكَ.

اور امام مجاہد نے کہا کہ فرمایا: ہم نے قرآن آپ کی زبان پر آسان کر دیا یعنی اس کا پڑھنا آپ پر آسان کر دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کا بیان

﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۝﴾ (البروج:۲۱-۲۲) ﴿وَالطُّوْرِ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۝﴾ (الطور: ۱-۲). (ص ۱۱۲۷)

بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے۝ لوح محفوظ میں۝ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: اور طور کی قسم۝ اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے۝

ت ۸۹۸ - قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ. ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾ (القلم: ۱) يَخُطُّوْنَ ﴿فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ﴾ (الزخرف:٤) جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَاَصْلِهٖ. ﴿مَا يَلْفِظُ﴾ (ق:۱۸) مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ.

قتادہ نے کہا: ''مسطور'' کا معنی ہے لکھا ہوا ''یسطرون'' کا معنی ہے ''یخطون'' یعنی لکھتے ہیں ''ام الکتاب'' سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور اصل ہے، جو کچھ بھی بولتا ہے یا کلام کرتا ہے سب لکھ دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے مختلف کلمات کی تفسیر ہے، سورۂ طور میں تھا: ''وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ'' امام قتادہ نے فرمایا: ''مَسْطُوْر'' کے معنی ہیں مکتوب کے، سورۂ نون میں فرمایا تھا: ''وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۝'' (القلم:۱) فرمایا: ''يَسْطُرُوْنَ'' کے معنی ''يَخُطُّوْنَ'' کے ہیں، یعنی جو لکھتے ہیں۔ سورۂ زخرف میں فرمایا: ''فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ'' اس کی تفسیر کی کہ وہ کتاب جو اصل ہے جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے یعنی لوح محفوظ۔

Marfat.com

ت۸۹۹ - **وَقَالَ** ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اچھا اور برا سب لکھتے ہیں۔

ارشاد تھا: ''مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ'' (ق:۱۸) کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انسان اچھی بات کہے یا بری بات کہے سب لکھی جاتی ہے۔

﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ (النساء:٤٦) يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ اَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ. يَتَاَوَّلُوْنَهُ عَلٰى غَيْرِ تَاْوِيْلِهِ.

تحریف کے معنی یہ ہیں کہ اسے زائل کرتے ہیں اور کوئی اللہ کی کسی کتاب کے کسی لفظ کو نہیں مٹاتا' لیکن اس کو بدلتا ہے یعنی اس کا جو واقعی معنی ہے اس کے علاوہ دوسرا معنی بیان کرتا ہے۔

توضیح

ارشاد تھا: ''يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ'' (المائدہ:۴۱) کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں۔ امام بخاریؒ اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں: بدل دیتے ہیں اور جو اس کی صحیح مراد تھی اس کے علاوہ فاسد معنی بیان کرتے ہیں لفظ کو نہیں بدلتے۔ یہ حضرت امام بخاری کی اپنی رائے ہے ورنہ حقیقت میں یہود نے الفاظ تک بدل دیئے ہیں۔

﴿دِرَاسَتُهُمْ﴾ (الانعام:۱۵۷) تِلَاوَتُهُمْ ﴿وَاعِيَةٌ﴾ حَافِظَةٌ (الحاقۃ:۱۲) ﴿وَتَعِيَهَا﴾ (الحاقۃ:۱۲) تَحْفَظُهَا ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ﴾ يَعْنِيْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام:۱۹) هٰذَا الْقُرْاٰنُ فَهُوَ لَهٗ نَذِيْرٌ.

''دراسۃ'' کے معنی تلاوت ہیں ''واعیۃ'' کے معنی: ''حافظۃ'' ہیں یعنی یاد رکھنے والا ''تَعِيَهَا'' کے معنی: ''تَحْفَظُهَا'' ہے یعنی اسے یاد رکھتے ہیں' اور میری جانب اس قرآن کی وحی کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ سے تم کو ڈراؤں' یعنی مکہ والے اور جس تک یہ قرآن پہنچے ان سب کے لیے وہ نذیر ہیں۔

ارشاد تھا: ''وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ'' (الانعام:۱۵۶) اور ہم ان کی تلاوت سے غافل تھے دوسرا ارشاد ہے: ''تَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ'' (الحاقۃ:۱۲) یعنی اسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھتے ہیں ''لِاُنْذِرَكُمْ'' میں ''كُمْ'' سے کون لوگ مراد ہیں اس کو بتایا کہ مکہ والے اور جن لوگوں تک قرآن پہنچے۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

(الصافات:۹۶) ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:۴۹). وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ. (ص ۱۱۲۷)

[القمر:۴۹ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان: بے شک اللہ نے تم کو پیدا کیا اور اسے بھی جو تم کرتے ہو اور فرمایا: ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا' اور تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو۔

توضیح

حضرت امام بخاری کا مقصود اس باب سے معتزلہ اور جہمیہ کا رد ہے۔ آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا بھی خالق ہے اور ان کے اعمال کا بھی اور حدیث میں خلق کی نسبت تصویر بنانے والوں کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بندے بھی مجبور محض نہیں انہیں بھی کچھ اختیار ہے یعنی کسب فعل کا جس کی بناء پر بندوں کی طرف افعال کی نسبت کی جاتی ہے۔

Marfat.com

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی اللَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (الاعراف:٥٤).

بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا' پھر عرش پر استویٰ فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے' اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اس کے حکم سے دبے ہوئے' سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا' بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا○

ت ۹۰۰ - قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ بَیَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْاَمْرِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (الاعراف:٥٤) وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانَ عَمَلًا.

ابن عیینہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے خلق کو امر سے الگ بیان فرمایا کیونکہ وہ فرماتا ہے: سنو! اسی کے لیے خلق ہے اور امر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان کو عمل کہا۔

حضرت سفیان بن عیینہ کے فرمانے کا مقصد یہ کہ خلق کا امر پر عطف فرمایا جو مغائرت چاہتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلق اور چیز ہے اور امر اور چیز ہے۔ خلق سے مراد مخلوقات ہیں اور امر سے مراد کلام ہے' یعنی اس کا فرمانا ''کُنْ''۔ امام راغب نے کہا کہ امر افعال و اقوال سب کو عام ہے' جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ'' اسی کی طرف ہر چیز لوٹتی ہے اور ایک قول یہ ہے اِبْدَاع یعنی نئی چیز بنانا امر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ خلق سے مراد آیت میں دنیا و مافیہا ہے اور امر سے مراد آخرت و مافیہا ہے اور اس کی تفسیر' تفسیر کی مطول کتابوں میں دیکھی جائے۔ اس سے انکار نہیں کہ ایمان عمل ہے' یعنی عملِ قلب ہے جیسا کہ گزرا۔

بَابُ

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ (الانبیاء:٤٧) وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ یُوْزَنُ. (ص ۱۱۲۸)

[الانبیاء:۴۷ کی تفسیر]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے قیامت کے دن۔ اور بنی آدم کے اعمال اور ان کے اقوال تولے جائیں گے۔

توضیح

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو وحی سے شروع فرمایا' اس لیے کہ وحی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ہم منجانب اللہ اسلام کے اصول و فروع کے مکلف ہیں۔ ہم بندے ہیں۔ ہمیں اللہ عزوجل نے بہ ذریعہ وحی مخصوص عقائد کا یقین رکھنے اور مخصوص اعمال کے کرنے اور مخصوص چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے' بندہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنے رب کے حکم کے پابند ہیں۔

اور آخر میں انہوں نے اعمال و اقوال کے وزن کا باب رکھا' حالانکہ بہ ظاہر ایسا لگتا ہے کہ جنت و دوزخ کا بیان ہونا چاہیے تھا' لیکن دقت نظر یہی چاہتی ہے کہ آخری باب وزن اعمال کا ہی ہو۔ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں حکم دیا' ہم نے اس کی پابندی کی یا نہیں' اس سلسلے میں حساب و مواخذہ ہوگا' پھر بندوں کے مزید اطمینان کے لیے اعمال کا وزن ہوگا۔ اس کے بعد آخری فیصلہ ہو جائے گا کہ یہ فریق جنتی ہے یہ دوزخی ہے۔ اللہ عزوجل اور بندوں کے درمیان جو معاملہ تھا اس پر پرسش اور مواخذہ اور اس کے اظہار کا آخری درجہ وزن اعمال ہے جس سے قطعی طور پر فلاح و نجات پانے والا اور ہلاک ہونے والا ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد نہ حساب ہے نہ کتاب ہے نہ پرسش ہے' چونکہ وزنِ اعمال آخری حد ہے اس لیے امام بخاری نے اس کو آخر میں رکھا۔

نیز اپنی کتاب کا آخری جزء کتاب التوحید کو رکھا اس لیے کہ توحید ایمان کی بنیاد ہے اور نجات کا مدار ہے۔ جس کا خاتمہ توحید حقیقی

Marfat.com

پر ہوگا وہ نجات پائے گا ورنہ وہ سزا کا مستحق ہوگا' اس لیے اخیر کتاب ''کتاب التوحید'' رکھی۔

یہ باب معتزلہ کے رد کے لیے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وزن اعمال لغو ہے۔ جب حساب و کتاب ہو گیا اور فرشتوں کے لکھے ہوئے صحیفے سب ہاتھوں میں دے دیئے گئے اور اس کے مطابق فیصلہ ہو گیا تو اب وزنِ اعمال کی کیا ضرورت۔

لیکن ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ قاتل اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے حتمی طور پر قتل کیا ہے پھر بھی جب اسے قتل کی سزا سنائی جاتی ہے تو وہ جج کو گالی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے انصاف نہیں کیا۔ تقریباً یہی حال قیامت کے دن بھی ہوگا۔ وزنِ اعمال کے بعد بھی کسی کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملے گا۔

اسی لیے وزنِ اعمال کی نگرانی ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے سپرد ہوگی۔ ان کو حکم ہوگا کہ آپ میزان پر کھڑے ہو کر اپنی اولاد کے اعمال تولوائیں۔ (طبرانی معجم الصغیر۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قسطلانی۔ ج ۱۰ ص ۴۸۱)

[وزن اعمال پر معتزلہ کے شبہات کا جواب]

معتزلہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں جن میں کوئی وزن نہیں ہوتا پھر ان کے تولے جانے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

اس کا جواب علمائے اہل سنت نے یہ دیا ہے کہ صحیفے تولے جائیں گے جو کراماً کاتبین نے لکھے ہیں۔ اس کی دلیل حدیث بطاقہ ہے جسے امام ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان' حاکم' بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تمام مخلوقات سے الگ کرے گا اور اسے ننانوے دفتر دے گا۔ ہر دفتر حد نظر تک لمبا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: ان دفتروں میں جو لکھا ہوا ہے کیا تو اس سے انکار کرتا ہے۔ کیا ہمارے کراماً کاتبین نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے' وہ عرض کرے گا: نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں' اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! اے بندے ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے' آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالے گا جس میں لکھا ہوگا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' فرمائے گا: یہ لے اور میزان پر جا' وہ عرض کرے گا: اے رب! اس چھوٹے سے ٹکڑے کی ان دفتروں کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟ فرمائے گا: جا تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ میزان کے ایک پلے میں وہ سارے دفتر رکھے جائیں گے اور ایک پلے میں وہ کاغذ کا ٹکڑا۔ اس کاغذ کے ٹکڑے والا پلہ ان دفتروں پر بھاری ہو جائے گا۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ وزن' اعمال کے دفتروں کا ہوگا۔

ایک شبہہ کا ازالہ

اس پر شبہہ وارد کیا جاتا ہے کہ چند اعمال ایسے ہیں کہ جن کے لکھنے میں کاغذ برابر ہی صرف ہوگا' مگر ثواب ایک دوسرے سے بہت زیادہ ہے' مثلاً زید نے ایک پیسہ دیا' عمرو نے ایک لاکھ روپے دیئے دونوں میں کاغذ برابر صرف ہوگا اور ثواب میں تفاوت ظاہر ہے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح بعض چیزیں دوسرے سے وزنی ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک انچ لمبا چوڑا ایک سوت موٹے لوہے سے اسی مقدار کا سونا زیادہ وزنی ہوتا ہے اور پلاٹینیم اس سے بھی زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اسی طرح اعمال کے ثواب میں بھی وزن کم و بیش ہوگا۔

Marfat.com

دوسرا جواب حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دیا کہ اللہ تعالیٰ وزن کے وقت اعراض کو جواہر سے بدل دے گا۔

لیکن احادیث کثیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قول وعمل ہی تولے جائیں گے' مثلاً اسی باب میں جو حدیث ہے اس میں ''کلمتان'' کو ''ثقیلتان فی المیزان'' بتایا گیا ہے۔ کم ذی قدر چیز میں ثقل اور وزن اللہ جل جلالہٗ ہی کے پیدا کرنے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ کیف میں بھی وزن اور ثقل پیدا فرمادے۔

جب آیاتِ کثیرہ سے اور روایاتِ کثیرہ سے اعمال واقوال کا وزن کرنا ثابت ہے تو ہم پر فرض ہے کہ اس پر ایمان لائیں۔ نصوص اپنے ظاہر پر محمول ہوں گی' جب تک کہ ظاہر سے پھیرنے والا شرعی قرینہ نہ ہو اور یہاں کوئی قرینہ نہیں اس لیے وہ اپنے ظاہر ہی پر رکھی جائیں گی۔ ہماری سمجھ میں نہ آئے تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر بات ہر انسان کی سمجھ میں آجائے۔ روزمرہ مشاہدے میں آتا ہے کہ ایک ذہین انسان اپنے سے زیادہ ذہین انسان کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتا پھر ہر انسان اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے اسرار ورموز کو سمجھ لے یہ کیا ضروری ہے؟

میزان

اللہ عزوجل کے حضور اس طرح نصب کیا جائے گا کہ نیکیوں کا پلہ عرش کی دائیں طرف ہوگا جنت کے بالمقابل اور برائیوں کا پلہ عرش کی بائیں طرف جہنم کے بالمقابل جیسا کہ امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں' امام ابوالقاسم لالکائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اعمال کے تولنے کا کام حضرت جبریل کے سپرد ہوگا یا حضرت ملک الموت کے' دونوں روایتیں ہیں اور اس کے نگران حضرت آدم علیہ السلام ہوں گے' جیسا کہ ابھی گزرا ہے۔

میزان کا ایک پلہ اتنا وسیع ہوگا کہ ساتوں آسمان وزمین اس میں رکھ دیئے جائیں تو بھی نہیں بھرے گا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے میزان دکھائی جائے۔ جب انہوں نے میزان دیکھا تو ان پر غشی طاری ہو گئی۔ افاقہ کے بعد انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! میزان کے بھرنے پر کون قادر ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے داؤد جس سے میں راضی ہوں گا اس کے ایک چھوہارے صدقہ سے بھردوں گا یا لا الٰہ الا اللہ پڑھنے پر بھردوں گا۔

امام بخاری کے باب کے عنوان سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ سب کے اعمال واقوال تولے جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں۔ انسان تین قسم کے ہوں گے۔

اول

کچھ وہ لوگ ہوں گے جو بلاحساب وکتاب جنت میں جائیں گے' جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں مذکور ہے کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار ہوگا جو بلاحساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔

ثانی

دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو بلاحساب وکتاب جہنم میں جائیں گے۔ یہ وہ کفار ہوں گے جنہوں نے کوئی نیکی نہ کی ہوگی' جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بہت بڑا موٹا شخص لایا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ کے حضور پسّو کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا۔ تم چاہو تو پڑھو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا'' (الکہف:۱۰۵) ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی تول نہیں قائم کریں گے۔

Marfat.com

ثالث

تیسرا گروہ وہ ہے جس کا حساب بھی ہوگا اور اس کے اعمال کا وزن بھی ہوگا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ. اور امام مجاہد نے فرمایا کہ قسطاس کے معنی انصاف کے ہیں رومی زبان میں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے وزن اعمال کے حق ہونے پر ''وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ'' (الانبیاء:۴۷) سے استدلال فرمایا تھا۔ حضرت امام بخاری اپنی عادت کے مطابق قسط اور اس کے مناسب الفاظ کی تفسیر بیان فرما رہے ہیں۔

امام مجاہد کے قول سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ قرآن کریم میں کچھ الفاظ دخیل بھی ہیں' یعنی وہ حقیقت میں دوسری زبان کے ہیں' مگر قرآن مجید نے ان کو استعمال کیا ہے۔

ہم نے کسی مقام پر یہ تحقیق کی ہے کہ قرآن کریم میں بلکہ زبان عرب میں کوئی لفظ دخیل نہیں ہے اور جن الفاظ کو نظیر میں پیش کرتے ہیں یہ حقیقت میں توارد ہے۔ بہرحال یہ صحیح ہے کہ قسطاس کے معنی انصاف کے ہیں۔

وَيُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ' وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ. اور کہا جاتا ہے کہ ''قسط''، ''مقسط'' کا مصدر ہے جس کے معنی عادل کے ہیں لیکن ''قاسط'' کے معنی ظالم کے ہیں۔

توضیح.....(قسط' قاسط اور مقسط کی تحقیق)

یہاں مصدر سے مراد مادہ ہے۔ صرفی مصدر یہاں نہیں بن سکتا ہے' اس لیے کہ مقسط مزید فیہ ہے اور قسط ثلاثی مجرد۔ مزید فیہ کا مصدر ثلاثی مجرد نہیں ہو سکتا' اس لیے ضروری ہے کہ مصدر سے مراد مادہ ہو۔

کچھ لوگوں نے کہا: ''قسط'' کے معنی ظلم کے ہیں اسی لیے ''قاسط'' کے معنی: ظالم کے ہیں۔ باب افعال کی خاصیت سلب ماخذ ہے اور سلب ظلم انصاف ہے' اس لیے ''المقسط'' کے معنی عادل کے ہوئے لیکن اس استدلال کی بنیاد ہی غلط ہے ''قسط'' کے معنی صرف ظلم ہی کے نہیں بلکہ عدل کے بھی ہیں۔ یہ اضداد میں سے ہے' جس کا ثبوت خود باب میں مذکور آیت کریمہ ہے کہ فرمایا گیا: ''موازین القسط''۔

نیز اس کی دلیل یہ آیت کریمہ بھی ہے کہ فرمایا گیا: ''وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ'' (المائدہ:۴۲) اور جب ان کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو' نیز فرمایا: ''ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ'' (البقرہ:۲۸۲) یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی۔ ''اقسط'' اسم تفضیل ''قسط'' ہی سے ہے' اور بھی کثیر آیتوں میں ''قسط'' بہ معنی انصاف مذکور ہے' ایسی آیتوں کی تعداد کثیر ہے۔

اس سلسلے میں ایک بڑی معنی خیز حکایت بھی مروی ہے کہ جب سیدنا حضرت سعید بن جبیر شہید رضی اللہ عنہ کو حجاج بن یوسف ظالم نے گرفتار کر کے اپنی کچہری میں کھڑا کیا اور ان سے پوچھا: مجھے کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: ''اَنْتَ الْقَاسِطُ الْعَادِلُ'' یہ سن کر دربار والے حیرت میں پڑ گئے کہ باہر تو حجاج کو ظالم اور جفا کار اور کیا کیا کہتے تھے اور جب گرفتار ہو کر اس کے سامنے کھڑے ہیں اور موت اپنے سر پر کھڑی دیکھ رہے ہیں تو اس کو عادل کہہ رہے ہیں۔ حجاج بہت ذہین فطین تھا' وہ سمجھ گیا۔ اس نے درباریوں سے کہا: تم نے سمجھا نہیں۔ یہ مجھے کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے مجھے جہنمی کافر کہا۔ اس نے مجھ کو قاسط کہا اور قرآن مجید میں ہے: ''وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝'' (الجن:۱۵) قاسط جہنم کے ایندھن ہوں گے ۝ اس نے مجھ کو عادل کہا۔ اس کی مراد حق سے عدول کرنے

Marfat.com

والا ہے جیسا کہ فرمایا گیا: ''ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ○'' (الانعام:۱) پھر کافر اپنے رب سے عدول کرتے ہیں○

۲۹۴۲- ح: [كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ] دو کلمے ہیں جو رحمٰن کو پیارے ہیں

۲۹۴۲- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ہیں جو رحمان کو پیارے ہیں۔ زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں۔ ہم اللہ کی ہر عیب سے پاکی بیان کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ، اللہ ہر عیب سے پاک ہے، عظمت والا ہے۔

یہ حدیث کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح میں زہیر بن حرب کے بہ طریق گزر چکی ہے۔ اس میں ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' مقدم ہے اور ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' مؤخر نیز ''كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان فى الميزان'' مقدم ہے ''حبيبتان الى الرحمٰن'' مؤخر۔ اور کتاب الایمان والنذور میں بھی قتیبہ بن سعید کی روایت سے گزر چکی ہے۔ اس میں بھی ''حبيبتان الى الرحمن'' آخر میں ہے البتہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' یہیں کی روایت کے مطابق ہے۔

ہم نے اس حدیث پر مفصل کلام ''کتاب الدعوات'' میں کر دیا ہے۔ سابقہ روایتوں میں جو تقدیم و تاخیر ہے وہ بھی اپنی جگہ مناسب ہے۔ کسی قول یا عمل پر داعی محبت ہوتی ہے اور اللہ کے ذکر پر داعی اللہ کی محبت ہوتی ہے اور ذکر کا جو صیغہ اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہوتا ہے آدمی اس کی طرف زیادہ رغبت کرتا ہے۔ اگر وہ کلمہ مختصر اور سہل ہو تو وہ زیادہ ذاکر کو پسند ہوتا ہے اور اگر اس کا ثواب زیادہ ہو تو پھر کیا کہنا۔ تو ذکر پر داعی کلمہ کا محبوب عند اللہ ہونا ہے اس لیے اس کو مقدم کیا۔ ''حبيبة'' فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے اور فعیل جب بہ معنی مفعول ہوتا ہے تو مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے تو یہاں ''حبيبتان'' کو مؤنث لانے کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی مگر ''خفيفتان''، ''ثقيلتان'' کی مناسبت سے تانیث کا صیغہ لائے۔ ''كلمةٌ'' کا یہاں معنی نحوی اور صرفی نہیں عرفی ہے جو کلام کو بھی عام ہے جیسے: ''مَثَلُ كَلِمَةً طَيِّبَةٍ'' میں ہے۔ محبت دل کے میلان کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ دل اور میلان دونوں سے منزہ ہے۔ یہاں اس کا لازم معنی مراد ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس پر انعام و اکرام زیادہ ہوتا ہے، اس کی کوتاہیوں سے درگزر کیا جاتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ کلمہ بہت مختصر ہے مگر اس پر ثواب بہت زیادہ ہے، جیسا کہ فرمایا گیا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُهٗ'' سبحان اللہ آدھا میزان ہے اور الحمد اللہ اسے بھر دیتا ہے۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں کہ نصف میزان سبحان اللہ سے بھرتی ہے اور نصف الحمد اللہ سے، اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ الحمد اللہ تنہا میزان کو بھر دیتا ہے۔ اس صیغے میں دونوں جملے ہیں۔ سبحان اللہ بھی ہے اور وبحمدہ بھی ہے، پھر اس کے ثواب کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے؟ اسی لیے فرمایا گیا کہ میزان میں بھاری ہیں، اور کلمہ کے خفیف ہونے سے مراد یہ ہے کہ بہت مختصر ہے اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ یہ کلمے بہت فصیح اور پڑھنے میں آسان ہیں۔ ثقیل بہ معنی زبان پر ثقیل اور بھاری نہیں، جیسے ''مُسْتَشْزِرَاتٌ'' اور ''مَا لَكُمْ تَكَاَّكُمْ عَلَيَّ كَتَكَاَّكِكُمْ عَلٰى ذِيْ جِنَّةٍ اِفْرَنْقِعُوْا عَنِّيْ'' تمہارا کیا حال ہے میرے گرد بھیڑ لگائے ہوئے ہو جیسے جن والے پر بھیڑ لگائی جاتی ہے مجھ سے دور ہو جاؤ۔

ایک شخص کو مرگی کی بیماری تھی۔ اس پر مرگی کا دورہ پڑا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ چاروں طرف سے اس کے پاس جمع ہو گئے، ہوش میں آنے کے بعد جب اس نے لوگوں کی بھیڑ دیکھی تو جملہ مذکورہ کہا، کسی نے کچھ نہیں سمجھا حالانکہ سب عربی جاننے والے تھے۔ ان لوگوں نے کہا: اس پر شیطان سوار ہے، اس کو چھوڑ دو، اس کا شیطان ہندی میں بول رہا ہے۔

Marfat.com

تسبیح کا معنی ہے کہ اللہ عزوجل ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یہ تمام صفات سلبیہ کو عام ہے اور حمد کا معنی ہے کسی کی خوبی زبان سے بیان کرنا۔ ''اللہ'' بر بناء تحقیق علَم ہے اس ذات کا جو جمیع صفات کمالیہ کی جامع ہے۔ اسی لیے کل حمد اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ حمد تمام صفات ثبوتیہ کو عام ہے گویا اس جملہ کے کہنے والے نے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا ذکر کر دیا۔ تسبیح کی تقدیم اور تحمید کی تاخیر اس بناء پر ہے کہ تسبیح تنزیہہ ہے جو بہ منزلہ تخلیہ ہے اور تحمید اثباتِ کمالات ہے جو بہ منزلہ تحلیہ ہے اور تخلیہ تحلیہ پر مقدم ہوتی ہے۔ بعض عرفاء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا پہلا زینہ صفات سلبیہ ہیں' مثلاً یہ کہنا کہ اللہ علیم ہے کیونکہ وہ جہل سے منزہ ہے۔ اس لیے تسبیح کو مقدم فرمایا۔ کسی کا عیب سے پاک ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ کمالات سے متصف ہو' مثلاً ایک شخص بخیل نہیں تو لازم نہیں کہ وہ جواد ہو۔ ایسی ذات جو ہر عیب سے پاک ہو اور تمام کمالات کی جامع ہو یقیناً بہت عظیم ہوگی اور اس تصور پر بے ساختہ سبحان اللہ جاری ہوتا ہے۔ اس لیے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کے بعد ''سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' فرمایا' نیز عظیم وہ ہوگا جو ہر عیب سے پاک ہوگا اور تمام کمالات کا جامع ہوگا۔ عظیم ہونا صفات سلبیہ اور ثبوتیہ دونوں کو عام ہے' اس لیے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کے بعد ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' فرمایا۔

تسبیح اور حمد پر اختتام مشروع ہے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اہل جنت کا آخری کلام تسبیح اور حمد ہے' فرمایا:

دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○ (یونس:۱۰)

جنت میں ان کی دعا: ''سبحانك اللّٰهم'' ہوگی اور ملاقات کے وقت پہلا کلام سلام ہوگا اور ان کی آخری دعا ''الحمد اللّٰه رب العالمين'' ہوگی○

اسی کے مطابق حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب تسبیح اور حمد پر ختم فرمائی' مگر اس میں بھی اپنی محدثانہ یکتائی کا جلوہ دکھایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو اللہ کی حمد اور تسبیح پر تمام فرمایا مگر اپنی طرف سے صیغۂ حمد نہیں لکھا' بلکہ افضل الحامدین ﷺ کی زبان سے جو حمد کا اعلیٰ صیغہ صادر ہوا اس پر کتاب کو تمام کیا۔ حدیث کی روایت بھی ہوگئی اور حمد بھی ہوگئی ''ذَالِكَ مِسْكٌ الْخِتَامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ''۔

قد تم شرح صحيح البخارى فى ليلة الحادى عشر من شهر رَمَضَان المبَارك.
سنة تسع عشرة واربع مأة بعد الالف من الهجرة النبوية.

ابتداء شرح: ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ/ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء..... کل مدت ۱۶ سال' ۸ ماہ' ۲۰ دن
اختتام شرح: ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ/ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸ء..... بوقت ۱۱ بجے شب پنج شنبہ مبارکہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اختتامیہ

بخاری کی احادیث کی تعداد

بخاری شریف میں کتنی احادیث ہیں؟ اس کو بہت سے محدثین نے شمار کیا ہے۔ حافظ ابن صلاح نے بتایا کہ صحیح بخاری شریف میں کل احادیث سات ہزار دوسو پچھتر ہیں (۷۲۷۵) اور مکررات کے حذف کے بعد چار ہزار ہیں۔ (۴۰۰۰)

سند الحفاظ علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۹۲ھ نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ بخاری شریف کی احادیث کو شمار کیا ہے۔ ہر کتاب کے اختتام پر اس کتاب میں جتنی بھی احادیث گزریں سب کو شمار کیا ہے۔ میرا ظن ہے کہ ان کا شمار سب سے زیادہ صحیح ہوگا۔ ان کے شمار کے مطابق کل احادیث مسندہ مع مکررات سات ہزار تین سو ستانوے ہیں (۷۳۹۷) اور معلقات ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) ہیں اور متابعات کی تعداد تین سو چوالیس (۳۴۴) ہے۔ اس طرح بخاری کی کل احادیث مسندہ، معلقات، متابعات (۹۰۸۲) ہیں۔ (تلخیص از ہدی الساری۔ مقدمہ فتح الباری۔ ص ۶۵۔۷۰)

اور اگر مکررات نکال دیں تو مرفوع احادیث کی تعداد دو ہزار چھ سو تیئیس (۲۶۲۳) ہے[1] ہماری شرح میں احادیث مسندہ کی تعداد انتیس سو چالیس (۲۹۴۰) اور معلقات کی تعداد آٹھ سو بانوے (۸۹۲) ہے۔

میں نے اگرچہ اس کا التزام کیا ہے کہ کوئی حدیث مکرر نہ ہونے پائے لیکن پھر بھی کئی حدیثیں مکرر ہو گئیں ہیں۔ اس کے کچھ ضروری اسباب بھی ہیں اور تعلیقات میں بہت سی تعلیقوں پر نمبر رہ گیا ہے۔ خصوصاً کتاب التفسیر کی تعلیقات میں شاید ہی کہیں نمبر ہو۔ اس لیے ہماری گنتی سے صحیح تعداد کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔

اس شرح میں میں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے کہ اب علمی کتابوں کے پڑھنے کا ذوق ختم ہو گیا ہے۔ طویل مضامین پڑھنے سے لوگ گھبراتے ہیں۔ ہزار اختصار کی کوشش کے باوجود چار ہزار چھ سو اٹھاسی (۴۶۸۸) صفحات ہوئے۔ ۸/۳۰×۲۰' سائز پر جس کے ہر صفحے کے سطریں کچھ جلدوں میں ۲۳ ہیں اور اکثر جلدوں میں ۲۹' میں نے ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ بہ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء شب سہ شنبہ سے مستقل شرح لکھنے کا افتتاح کیا تھا اور ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ بہ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸ء شب پنج شنبہ میں ۱۱ بجے شرح تکمیل کو پہنچی۔ کل ۱۶ سال ۸ ماہ ۲۰ دن میں یہ شرح مکمل ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ

اس اثناء میں متعدد لمبے لمبے سفر بھی ہوئے' کچھ بیرون ممالک بھی جانا پڑا۔ کئی بار امراض ہائلہ کی بناء پر مہینوں ہسپتال میں رہنا پڑا' پھر ضعف بصارت کی بناء پر املاء کرنے والوں کا محتاج ہو گیا' جس کی وجہ سے کام کی رفتار میں بہت سستی پیدا ہو گئی۔

---

[1] توجیہ النظر۔ ص ۹۴

Marfat.com

[شرح کے معاونین]

اس شرح کے معاونین میں مندرجہ ذیل حضرات نے بہت زبردست تعاون کیا:

(۱) علامہ خلیق احمد صاحب' صدر المدرسین جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہا' وارانسی
(۲) علامہ شمیم احمد صاحب' نائب شیخ الحدیث مدرسہ منظر حق' ٹانڈہ' ضلع امبیڈکر نگر
(۳) علامہ عبدالحق صاحب رضوی
(۴) علامہ بدر عالم صاحب برکاتی
(۵) علامہ کمال اختر صاحب' مدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور
(۶) علامہ رضوان احمد صاحب شریفی' مدرس مدرسہ شمس العلوم' گھوسی
(۷) علامہ نثار احمد' مدرس تدریس الاسلام بسڈیلہ' بستی
(۸) مولانا مفتی محمد نسیم صاحب' مدرس اور نائب مفتی جامعہ اشرفیہ
(۹) مولانا ارشاد احمد صاحب' نائب مفتی و مدرس جامعہ اشرفیہ' مبارکپور
(۱۰) مولانا فیضان المصطفیٰ صاحب' مدرس جامعہ امجدیہ' گھوسی نے خصوصی طور پر جی لگا کر اللہ کے لیے میرا زبردست ہاتھ بٹایا ہے۔

کتاب کی طباعت واشاعت کے سلسلے میں ابتداء میں میرے عصائے پیری جناب مولانا عبدالحق صاحب نے سارا بار اپنے سر لے رکھا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ شرح انہیں کے پیہم اصرار اور تقاضے پر معرض وجود میں آئی ہے مگر کچھ دنوں کے بعد وہ بے تعلق ہو گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے اطراف میں ایک معیاری دینی درسگاہ کے قیام کا منصوبہ بنالیا۔ اس کے لیے زمین کی خریداری اور رقوم کی فراہمی میں مصروف ہو گئے اور اب وہ مرد آخر ہیں مبارک بندہ ایست ع ..... کے مطابق چندہ برائے بندہ' بندہ برائے چندہ کے مصداق ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے دارالعلوم قادریہ گلشن برکات قائم کر لیا ہے۔ مولیٰ عزوجل اس خاص مقصد میں ان کو خاطر خواہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

آخر میں طباعت بلکہ اشاعت کا سارا بار عزیز سعید جناب مولانا مفتی محمد نسیم صاحب نے اپنے سر لے لیا ہے بلکہ مجھے سبکدوش کر دیا ہے۔ علاوہ ان حضرات کے جامعہ اشرفیہ کے دیگر مدرسین نے بھی تصحیح وغیرہ کے کاموں میں کافی تعاون کیا ہے' مثلاً علامہ شمس الہدیٰ صاحب' علامہ حافظ احمد القادری صاحب' مولانا محمد مسعود صاحب وغیرہم۔ آخر میں حال یہ ہو گیا ہے کہ شرح کا اکثر کام رمضان المبارک میں گھر پر ہوتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اگر گھر پر کام نہ ہوتا تو شرح اتنی جلد مکمل نہ ہوتی۔ اس خصوص میں علامہ خلیق احمد صاحب' علامہ شمیم احمد صاحب' علامہ شفیق احمد صاحب' علامہ رضوان احمد صاحب' علامہ نثار احمد صاحب' علامہ کمال اختر صاحب خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب لوگ رات کا اکثر حصہ شرح لکھوانے میں گزار دیتے۔ ان حضرات کے ساتھ خصوصی کرم فرما علامہ الحاج شفیق احمد صاحب سابق نائب شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم' گھوسی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں کہ وہ اپنا عزیز وقت شرح کے تعاون میں صرف کرتے۔ اس موقع پر نور چشم ڈاکٹر محب الحق سلمہ اور ان کی اہلیہ اور بچے اور لخت جگر مولوی وحید الحق سلمہ خصوصی دعاؤں کے حق دار ہیں کہ وہ مذکورہ بالا علمائے کرام کی ضیافت میں بہت خلوص کے ساتھ بھرپور حصہ لیتے۔

طباعت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصی تعاون کیا ہے: محسن ملت الحاج ابراہیم احمد صاحب برکاتی اور ان کے بڑے بھائی خصوصی کرم فرما الحاج محمد احمد برکاتی کا تعاون شروع ہی سے کما حقہ رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا تعاون شامل حال

Marfat.com

نہ ہوتا تو کتاب کا چھپنا مشکل ہو جاتا۔ ان حضرات کے علاوہ حامی ملت جناب الحاج محمد رفیق صاحب پردیسی برکاتی' کراچی اور ناصر ملت الحاج صدیق احمد کینیا کا تعاون بھی بہت گراں قدر رہا۔

میں مذکورہ بالا تمام معاونین کے لیے قلب کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کی تمام خدمات کو قبول فرمائے' اور اپنے حبیب ﷺ کے ارشادات کی خدمت کے صلے میں ان سب سے راضی ہو' اور دارین میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور آئندہ بھی ان سب لوگوں سے ایسے کام لے جو تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی خوشنودی کے موجب ہوں۔

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول　　اے کہ دُر ساختہ ای قطرۂ بارانی را

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

[میری مروی ایک مسند حدیث]

آخر میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی طرز پر ایک ایسی حدیث تحریر کرتا ہوں' جو مسند وقت' حبر امت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب مفتی اعظم ہند نے میری درخواست پر اپنی زبانِ فیض ترجمان سے سند متصل کے ساتھ بیان فرمائی۔

الحدیث

حَدَّثَنِیْ شَیْخِیْ وَ مُرْشِدِیْ مُسْنَدُ الْوَقْتِ مُصْطَفٰی رَضَا الْقَادِرِیُّ الْمُفْتِی الْاَعْظَمُ بِالْهِنْدِ فِیْ دَارِهٖ بِبَرِیْلِیْ. قَالَ حَدَّثَنِیْ مُجَدِّدُ الْوَقْتِ اَعْلَی الْحَضْرَةِ مَوْلَانَا الشَّاهُ اَحْمَدُ رَضَا خَانُ الْقَادِرِیُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَالِدِیْ عُمْدَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ مَوْلَانَا نَقِیْ عَلِیْ خَانُ الْبَرِیْلَوِیُّ (اِلٰی اَنْ قَالَ) حَدَّثَنِیْ اَبُو الْعِیَاشِ بَحْرُ الْعُلُوْمِ عَبْدُالْعَلِیِّ الْفَرَنْجِیُّ الْمَحَلِّیُّ بِسَنَدِهِ الْمَذْكُوْرِ فِی الدُّرِّ الْمَنْظُوْمِ فِیْ اَسَانِیْدِ بَحْرِ الْعُلُوْمِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) حَدَّثَنِیْ سَنَدُ الْحُفَّاظِ شَهَابُ الدِّیْنِ اَبُو الْفَضْلِ اَحْمَدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ حَجَرِ الْعَسْقَلَانِیُّ بِسَنَدِهِ الْمَذْكُوْرِ فِیْ اٰخِرِ فَتْحِ الْبَارِیْ اِلَی الْاِمَامِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدَ بْنِ شُعَیْبِ النَّسَائِیِّ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ هُوَ الصَّغَانِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْلِمٍ مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِیُّ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ سُلَیْمَانَ هُوَ الْحَضْرَمِیُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِیْ عِمْرَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا اَوْ صَلّٰی تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ

مسند وقت حبر امت مصطفیٰ رضا خان صاحب مفتی اعظم ہند نے اپنے گھر میں مجھ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجدد وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ نے مجھ سے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ میرے والد عمدۃ المحققین مولانا نقی علی خان صاحب نے مجھ سے حدیث بیان کی' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابوالعیاش بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی فرنگی محلی نے اپنی اس سند کے ساتھ جو الدر المنظوم فی اسانید بحر العلوم میں مذکور ہے' جو سند الحفاظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی تک پہنچتی ہے حدیث بیان کی' انہوں نے اپنی اس سند کے ساتھ جو فتح الباری کے آخر میں درج ہے جو ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی تک پہنچتی ہے حدیث بیان کی کہ ہمیں محمد بن اسحاق صغانی نے خبر دی کہ ہم سے ابومسلم منصور بن سلمہ خزاعی نے حدیث بیان کی کہ ہم سے خلاد بن سلیمان حضرمی نے حدیث بیان کی' وہ خالد بن ابوعمران سے روایت کرتے ہیں' وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں' وہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات پڑھتے تھے۔ میں نے حضور سے ان کلمات کا

Marfat.com

ذَالِكَ فَقَالَ اِنْ تُكَلِّمَ بِكَلَامٍ خَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِ يَعْنِىْ خَاتَمًا عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ تُكَلِّمَ بِغَيْرِ ذَالِكَ كَانَتْ كُفَّارَةً لَّهٗ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.

پوچھا تو فرمایا کہ اگر کوئی اچھی بات کی جائے گی اور یہ کلمات پڑھ لیے جائیں تو قیامت تک اس پر مہر ہو جائے گی اور اگر خیر کے علاوہ کچھ اور بات کہی جائے تو اس کے لیے کفارہ ہو جائیں گے: اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تیری شان کے لائق نہیں اور تیری حمد کرتا ہوں' سوائے تیرے اور کوئی معبود نہیں اور میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں' اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

اِنتَهٰی

وَالْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الَّذِىْ لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمْ نَجٰى وَفَازَ بِالْحُسْنٰى وَ عَلٰى اِبْنِهٖ وَوَارِثِهٖ غَوْثِ الْوَرٰى مُحَيِّ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ وَ عَلٰى وَارِثِهِ الْمُجَدِّدِ الْاَعْظَمِ اَعْلَى الْحَضْرَةِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ رَضَا خَانُ الْبَرِيْلَوِيِّ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.

Marfat.com

تفسیر تبیان القرآن کی بارہ جلدوں میں تکمیل کے بعد فرید بک سٹال کی جانب سے باذوق قارئین کی سہولت کیلئے
مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کی مبسوط و مفصل تفسیر اور ترجمہ قرآن کی ایک جلد میں جامع تلخیص

بہ نام

انوارِ بیانُ القرآن

ترجمۂ قرآن بہ نام

نورُ القرآن

تلخیص و مرتب: مولانا حافظ محمد عبداللہ قادری نورانی زید علمہٗ

چند خصوصیات

☆ متنِ قرآن مجید کا سلیس رواں زبان میں مکمل ترجمہ،
☆ قرآنی آیات سے مستنبط فقہی مسائل کا مختصر اور جامع تذکرہ،
☆ عقائد اہلِ سنّت و جماعت کی تائید اور ترجیح پر جامع دلائل،
☆ مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی (مدظلہ العالی) کے علمی تحقیقات کا بہترین نچوڑ،
☆ آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر میں احادیث و آثار کا مستند تذکرہ،
☆ کتبِ تفاسیر و احادیث کے باضابطہ حوالہ جات،
☆ قرآنِ مجید کے سمجھنے اور سمجھانے میں بہترین معاون اور مددگار،
☆ مدرسین، مقررین، طلبہ اور عوام الناس کی ضرورت کے عین مطابق،
☆ مسرت اور خوشی کے مواقع پر علمی تعاون اور محبت کے اظہار کے لیے خوب صورت تحفہ،

یہ ایک ایسی تفسیر ہوگی جس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت صدیوں تک باقی رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز

پیش کش: فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون: 092-42-7312173
فیکس: 092-42-7224899

Marfat.com

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

سات ضخیم جلدوں میں شرح صحیح مسلم کی تکمیل اور عالمگیر مقبولیت اور شاندار پذیرائی کے بعد

شیخ الحدیث علامہ **غلام رسول سعیدی** مدظلہ فیوضہ

کی ایک اور فکر انگیز اور علمی تصنیف قرآنِ مجید کی تفسیر بنام

تبیان القرآن

چند خصوصیات :

☆ قرآنِ مجید کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ اور آسان اردو میں قرآنِ کریم کی تشریح،
☆ احادیث، آثار اور اقوال تابعین پر مبنی قرآنی آیات کی تشریح،
☆ قرآنِ پاک کی آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، جلالت اور آپ کی خصوصیات کا استنباط،
☆ عقائدِ اسلامیہ میں عقائدِ اہلسنت کی حقانیت اور فقہی مذاہب میں فقہ حنفی کی ترجیح،
☆ مفسرین کی چودہ سو سالہ کاوشوں کا حاصل، مجتہدین کی آراء پر نقد و تبصرہ اور تصوف کی چاشنی،
☆ مشکلاتِ اعرابِ قرآن کا حل، عصری مسائل پر محققانہ ابحاث اور مذاہب باطلہ کا مہذب رد،
☆ یہ ایک ایسی تفسیر ہے جس کی مدتوں سے اہلِ ذوق کو تلاش اور پیاس تھی جس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت صدیوں تک باقی رہے گی۔

پیش کش: فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون: 092-42-7312173
فیکس: 092-42-7224899

Marfat.com



فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

فرید بک سٹال

۳۸۔ اُردو بازار لاہور

E-mail:info@faridbookstall.com

Web Site: www.faridbookstall.com